



موسوعة
الأحاديث النبوية

(عربي - أردو)

(المسودة الثالثة)

الجزء السابع

إعداد



مركز رواد الترجمة

الأحاديث العامة

إِنَّ اللَّهَ تَعَالَى أَوْحَى إِلَيَّ: أَنْ تَوَاضَعُوا، حَتَّى لَا يَبْغِيَ أَحَدٌ عَلَى أَحَدٍ، وَلَا يَفْخَرَ أَحَدٌ عَلَى أَحَدٍ

اللہ تعالی نے مجھ پر وحی نازل کی ہے کہ تواضع اختیار کرو یہاں تک کہ تم میں سے کوئی کسی پر ظلم نہ کرے اور نہ ہی کوئی کسی پر فخر کرے۔

١٥٤٦. الحديث:

عن عياض بن حمار -رضي الله عنه- قال: قال رسول الله -صلى الله عليه وسلم-: «إِنَّ اللَّهَ تَعَالَى أَوْحَى إِلَيَّ: أَنْ تَوَاضَعُوا، حَتَّى لَا يَبْغِيَ أَحَدٌ عَلَى أَحَدٍ، وَلَا يَفْخَرَ أَحَدٌ عَلَى أَحَدٍ».

١٥٤٦. حدیث:

عیاض بن حمار رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ "اللہ تعالی نے مجھ پر وحی نازل کی ہے کہ تواضع اختیار کرو یہاں تک کہ تم میں سے کوئی کسی پر ظلم نہ کرے اور نہ ہی کوئی کسی پر فخر کرے"۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

التواضع مأمور به، وهو خلق كريم من أخلاق المؤمنين، أوحاه الله تعالى إلى نبيه محمد -صلى الله عليه وسلم-، وهذا دليل على أهميته والعناية به؛ لأن من تواضع فإنه يتذلل ويستسلم عند أوامر الله تعالى فيمتثلها، وعند نواهيه فيجتنبها، و يتواضع فيما بينه وبين الناس. وفي الحديث النهي عن الافتخار والمباهاة بالمكارم والمناقب على سبيل الافتخار والعلو على الناس.

اجمالی معنی:

تواضع اختیار کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ یہ مومنوں کی اخلاقی صفات میں سے ایک بہت ہی بلند پایہ اخلاقی صفت ہے۔ اللہ تعالی نے اپنے نبی محمد ﷺ کی طرف اسے اختیار کرنے کی بابت وحی کی۔ یہ اس بات کی دلیل ہے کہ اسے کتنی اہمیت دی گئی ہے اور اس کا کتنا خیال رکھا گیا ہے۔ کیونکہ جو شخص تواضع اختیار کرتا ہے وہ اللہ کے احکام کے سامنے اظہارِ فروتنی کرتے ہوئے سرِ تسلیم خم کر دیتا ہے اور انہیں بجا لاتا ہے اور اس کی منع کردہ اشیاء سے اجتناب کرتا ہے اور لوگوں کے ساتھ انکساری کے ساتھ پیش آتا ہے۔ حدیث میں اظہارِ فخر، لوگوں پر اظہارِ برتری اور مکارم و مناقب کا ذکر کرتے ہوئے باہمی طور پر تفاخر و مباہات سے منع کیا گیا ہے۔

راوي الحديث: رواه مسلم.

التخريج: عياض بن حمار -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- تَوَاضَعُوا : التواضع إظهار الضعة، وهي خفض الجناح، وإلانة الجانب من غير خسة ولا مذلة.
- يَبْغِيَ : البغي هو الظلم والاستطالة، والتعدي على الغير.
- يفْخَرَ : الافتخار هو التمدح بالخصال و المباهاة بالمكارم والمناقب.

فوائد الحديث:

١. في الحديث الحث على التواضع وعدم الكبر والترفع على الناس.
٢. أن من تواضع فإنه يتحلى بصفتين:١أنه لا يبغي على أحد .٢ وأنه لا يفخر على أحد.
٣. النهي عن البغي والفخر.

المصادر والمراجع:

صحيح مسلم، تحقيق محمد فؤاد عبد الباقي، ط دار إحياء التراث العربي، بيروت. توضيح الأحكام من بلوغ المرام، الشيخ عبد الله بن عبد الرحمن البسام، ط مكتبة الأسد الإسلامية، الطبعة الخامسة. منحة العلام في شرح بلوغ المرام، الشيخ عبد الله بن صالح الفوزان، ط دار ابن الجوزي،

الطبعة الأولى. تسهيل الإلمام بفقه الأحاديث من بلوغ المرام، الشيخ صالح بن عبد الله الفوزان، طبعة الرسالة. فتح ذي الجلال والإكرام، الشيخ محمد بن صالح العثيمين، ط المكتبة الإسلامية، الطبعة الأولى. سبل السلام بشرح بلوغ المرام، للإمام محمد بن إسماعيل الصنعاني، ط دار الحديث

الرقم الموحد: (5497)

إذا انقطع شِسْعُ نَعْل أحدكم فلا يَمْشِ في الأخرى حتى يُصلِحها	جب تم میں سے کسی آدمی کا تسمہ ٹوٹ جائے تو وہ ایک ہی جوتی پہن کر نہ چلے جب تک کہ اپنی اس جوتی کے تسمہ کو ٹھیک نہ کرا لے۔
١٥٤٧. الحديث: عن أبي هريرة -رضي الله عنه- قال: سمعت رسول الله -صلى الله عليه وسلم- يقول: «إذا انقطع شِسْعُ نَعْل أحدكم، فلا يَمْشِ في الأخرى حتى يُصلِحها».	**١٥٤٧. حدیث:** ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ ''جب تم میں سے کسی آدمی کا تسمہ ٹوٹ جائے تو وہ ایک ہی جوتی پہن کر نہ چلے جب تک کہ اپنی اس جوتی کے تسمہ کو ٹھیک نہ کرا لے''۔
درجة الحديث: صحيح	**حدیث کا درجہ:** صحیح
المعنى الإجمالي: نهى النبي -صلى الله عليه وسلم- المسلم إذا انقطع نعله ولم يمكنه المشي فيه، فلا يمشي في نعل واحدة، بل عليه أن يصلح ما فسد أو يخلع الأخرى ويمشي حافيًا، وسبب ذلك ما فيه من التشبه بالشيطان، كما في أحاديث أخرى.	**اجمالی معنی:** نبی کریم ﷺ نے مسلمان کو اس بات سے منع فرمایا کہ جب اُس کی جوتی کا ایک تسمہ ٹوٹ جائے تو جب تک وہ اس کو درست نہ کر لو اکیلی دوسری جوتی میں نہ چلے۔ بلکہ اس پر لازم ہے کہ ٹوٹے تسمے کو درست کرے یا پھر دوسری جوتی کو بھی اتار کر ننگے پاؤں چلے۔

راوي الحديث: رواه مسلم.
التخريج: أبو هريرة -رضي الله عنه-
مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- الشَّسْعُ : السَّير الذي يُمسك النَّعل بالقَدَم، ويكون على ظهرها.

فوائد الحديث:

١. كراهة المشي بنعل واحدة، فإما أن ينتعلهما جميعا أو يخلعهما جميعا.
٢. قد يدخل في هذا كل لباس شفع كالخفين وإخراج اليد الواحدة من الكُم دون الأخرى؛ إذ الأصل العدل بين الجوارح فأعطِ كل ذي حقٍّ حقه.

المصادر والمراجع:

-رياض الصالحين من كلام سيد المرسلين؛ للإمام أبي زكريا النووي، تحقيق د. ماهر الفحل، دار ابن كثير-دمشق، الطبعة الأولى، ١٤٢٨ه. - صحيح مسلم؛ للإمام مسلم بن الحجاج، حققه ورقمه محمد فؤاد عبد الباقي، دار عالم الكتب-الرياض، الطبعة الأولى، ١٤١٧هـ - بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين؛ تأليف سليم بن عيد الهلالي،دارابن الجوزي- الطبعة الأولى١٤١٨ه. - نزهة المتقين شرح رياض الصالحين؛ تأليف د. مصطفى الخِن وغيره، مؤسسة الرسالة-بيروت، الطبعة الرابعة عشرة، ١٤٠٧هـ - شرح رياض الصالحين؛ للشيخ محمد بن صالح العثيمين، مدار الوطن، الرياض، ١٤٢٦هـ - المنهاج شرح صحيح مسلم بن الحجاج / يحيى بن شرف النووي -دار إحياء التراث العربي – بيروت الطبعة: الثانية، ١٣٩٢ه.

الرقم الموحد: (8907)

إذا أوى أحدكم إلى فراشه فَلْيَنْفُضْ فِرَاشَهُ بِدَاخِلَةِ إِزَارِهِ فإِنَّهُ لا يدري ما خلفه عليه

جب تم میں سے کوئی شخص بستر پر لیٹنے کا ارادہ کرے تو پہلے اپنا بستر اپنی ازار کے اندرونی کنارے سے جھاڑلے کیونکہ وہ نہیں جانتا کہ اس کے پیچھے (اس کی بے خبری میں) کیا چیز اس پر آگئی ہے۔

١٥٤٨. الحديث:

عن أبي هريرة -رضي الله عنه- مرفوعاً: «إذا أوى أحدكم إلى فراشه فَلْيَنْفُضْ فِرَاشَهُ بِدَاخِلَةِ إِزَارِهِ فإِنَّهُ لا يدري ما خلفه عليه، ثم يقول: باسمك ربي وضعت جنبي، وبك أرفعه، إن أمسكت نفسي فارحمها، وإن أرسلتها، فاحفظها بما تحفظ به عبادك الصالحين».

١٥٤٨. حدیث :

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ''جب تم میں سے کوئی شخص بستر پر لیٹنے کا ارادہ کرے تو پہلے اپنا بستر اپنی ازار کے اندرونی کنارے سے جھاڑلے کیونکہ وہ نہیں جانتا کہ اس کے پیچھے (اس کی بے خبری میں) کیا چیز اس پر آگئی ہے۔ پھر یہ دعا پڑھے : "بِاسْمِكَ رَبِّ وَضَعْتُ جَنْبِي وَبِكَ أَرْفَعُهُ، إِنْ أَمْسَكْتَ نَفْسِي فَارْحَمْهَا، وَإِنْ أَرْسَلْتَهَا فَاحْفَظْهَا بِمَا تَحْفَظُ بِهِ عِبَادَكَ الصَّالِحِينَ"۔ ترجمہ: اے میرے پالنے والے! تیرے نام سے میں نے اپنا پہلو رکھا ہے اور تیرے ہی نام سے اٹھاؤں گا۔ اگر تو نے میری جان کو روک لیا تو اس پر رحم کرنا اور اگر چھوڑ دیا (زندگی باقی رکھی) تو اس کی اس طرح حفاظت کرنا جس طرح تو صالحین کی حفاظت کرتا ہے۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

يدور معنى هذا الحديث حول بيان أذكار النوم، وهي اللحظة التي يسلم الإنسان فيها روحه لربه في لحظة لا يملك فيها حولا ولا قوة، فيتركها في يد خالقها يحفظها، ويردها مع تمام التفويض لله تعالى. قال أهل العلم: وحكمة الذكر والدعاء عند النوم واليقظة أن تكون خاتمة أعماله على الطاعة، وأول أفعاله على الطاعة. وفي هذا الحديث المبارك يبين لنا النبي صلى الله عليه وسلم ما يسن على العبد فعله وقوله عند النوم فأرشدنا النبي صلى لله عليه سلم إلى الجانب الفعلي، فقال: «إذا أوى أحدكم إلى فراشه فَلْيَنْفُضْ" وهذا لأن العرب كانوا يتركون الفراش بحاله، فلربما دخل الفراش بعد مغادرة العبد له بعض الحشرات المؤذية، أو تلوث بالغبار ونحوه، فأمر النبي صلى الله عليه سلم بنفض الفراش قبل النوم، ثم بين النبي صلى الله عليه وسلم آلة النفض والتنظيف فقال: " فلينفض فِرَاشَهُ بِدَاخِلَةِ إِزَارِهِ " والإزار: هو ما يلبس على أسفل البدن، والمقصود أي:

اجمالی معنی :

اس حدیث میں سوتے وقت کے اذکار کا بیان ہے۔ یہ وہ وقت ہوتا ہے جب انسان اپنی روح کو اپنے رب کے حوالے کر دیتا ہے جب کہ اس کے بس میں اس سلسلے میں کوئی طاقت و قوت نہیں رہتی۔ پس وہ اسے اس کے خالق کے سپرد کر دیتا ہے کہ وہی اس کی حفاظت کرے۔ چنانچہ وہ پورے طور پر اسے اللہ کے حوالے کر دیتا ہے۔ علماء کہتے ہیں کہ سونے اور جاگنے کے اوقات میں ذکر اور دعا کرنے کی حکمت یہ ہے کہ انسان کے اعمال کا خاتمہ بھی اطاعت کے ساتھ ہو اور ان کا آغاز بھی اطاعت ہی کے ساتھ ہو۔ اس حدیث شریف میں نبی ﷺ اس بات کی وضاحت فرما رہے ہیں جس کا کرنا اور کہنا سوتے وقت بندے کے لیے مسنون ہے۔ نبی ﷺ نے عملی پہلو کی طرف ہماری رہنمائی کرتے ہوئے فرمایا کہ "تم میں سے جب کوئی شخص سونے کے ارادے سے اپنے بستر پر جائے تو اسے جھاڑ لے"۔ آپ ﷺ نے ایسا اس لیے فرمایا کیوں کہ عرب لوگ بستر کو اسی حالت میں بچھا ہوا چھوڑ دیا کرتے تھے۔ چنانچہ احتمال ہے کہ آدمی کے بستر کو چھوڑ جانے کے بعد اس میں موذی حشرات الارض گھس جائیں یا پھر وہ گرد و غبار وغیرہ سے آلودہ ہو جائے۔ اس لیے نبی ﷺ نے سونے سے قبل بستر کو جھاڑ لینے کا حکم دیا۔ پھر آپ ﷺ نے اس شے کی وضاحت فرمائی جس کے ساتھ جھاڑا اور صاف کیا جائے۔

بطرف الثياب الداخلي ، لأنه أسهل للنفض ، وحتى لا يصيب ظاهر الإزار شيء من القذر ونحوه ، كما انه أستر للعورة. ثم يبين النبي صلى الله عليه وسلم العلة من هذا النفض والتنظيف: "فإنَّهُ لا يدري ما خلفه عليه" وهذا يدل على حرص الشريعة على سلامة الأبدان، لأن بالأبدان قوام الأديان، وهكذا انتهت هنا السنة الفعلية مع بيان علتها. ثانيا: السنة القولية. ثم قال النبي صلى الله عليه وسلم :" ثم يقول: باسمك ربي " أي: باسم الله العلي العظيم أضع هذا الجسد الهامد على الفراش ، وهذا يدل على استحباب مداومة الإنسان لذكر ربه في كل وقت ، ثم يقول: " وضعت جنبي وبك أرفعه" أي: أني لا أضع هذا الجسد ولا أرفعه إلا مستصحبا فيها ذكرك. ثم قال صلى الله عليه وسلم : " إن أمسكت نفسي فارحمها" كناية عن الموت. قوله صلى الله عليه وسلم :"وإن أرسلتها" كناية عن الحياة. وقوله صلى الله عليه وسلم ": فاحفظها بما تحفظ به عبادك الصالحين» أي أن تحفظ نفسي وروحي بما تحفظ به عبادك ، وهو حفظ عام من سائر الآثام والموبقات والشرور ، كقوله صلى الله عليه وسلم :" احفظ الله يحفظك" فهذا حفظ عام ولذا خصه بالصالحين فإن حفظ الرب تعالى لا ينال إلا بالصلاح ، فليس للمفرط والمضيع حظ من حفظ الله الحفظ الخاص الذي يوليه الله تعالى لأوليائه، ولكن قد يناله شيء من الحفظ العام .

آپ ﷺ نے فرمایا : "وہ اپنی ازار کے اندرونی حصے سے اپنے بستر کو جھاڑ لے ۔" ازار سے مراد وہ کپڑا ہے جو بدن کے نچلے حصے میں پہنا جاتا ہے ۔ مراد یہ کہ کپڑے کی اندرونی کنارے کی جانب سے وہ صاف کر لے کیونکہ اس سے جھاڑنا آسان ہوتا ہے ۔ اور اس میں یہ بھی حکمت ہے کہ ازار کے بیرونی حصے پر گندگی وغیرہ نہ لگے اور یہ کہ ایسا کرنے میں زیادہ ستر پوشی ہے ۔ پھر آپ ﷺ بستر کو جھاڑنے اور اُس کی صفائی کی علت بیان کر رہے ہیں کہ "اسے نہیں معلوم کہ اس کے بعد اس بستر پر کون آیا رہا" ۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ شریعت جسمانی حفاظت پر بھی زور دیتی ہے کیونکہ جسمانی سلامتی ہی سے دینی امور کی تکمیل ہوتی ہے ۔ یہاں تک تو عملی سنت اور اس کی علت کا بیان تھا ۔ ثانیا : قولی سنت : پھر آپ ﷺ نے فرمایا کہ پھر وہ سونے والا کہے " باسمک ربی" ۔ یعنی اللہ کے نام کے ساتھ جو بلند و برتر اور عظیم ہے ، میں یہ ناتواں جسم بستر پر رکھتا ہوں ۔ اس میں اس بات کے استحباب کی طرف اشارہ ہے کہ انسان کو ہر وقت ہمیشہ اللہ کے ذکر میں مشغول رہنا چاہیئے ۔ پھر کہے :"وضعت جنبي وبک أرفعه" ۔ یعنی میں تیرے ذکر کے ساتھ اس جسم کو رکھتا اور اٹھاتا ہوں ۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا کہ (یوں کہے) "إن أمسکتَ نفسي فارحمها" ۔ اس سے یہاں کنایۃً موت مراد ہے ۔ اسی طرح آپ ﷺ کا فرمان کہ "وإن أرسلتها" سے کنایۃً زندگی مراد ہے ۔ آپ ﷺ نے فرمایا "فاحفظها بما تحفظ به عبادک الصالحين" ۔ یعنی میری جان و روح کی ویسے ہی حفاظت کرنا جیسے تو اپنے بندوں کی حفاظت کرتا ہے ۔ اس سے تمام گناہوں ، ہلاکت میں ڈالنے والی اور تمام بری اشیاء سے عمومی طور پر حفاظت مراد ہے ۔ جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم اللہ (کے اوامر و نواہی) کی حفاظت کرتے رہو وہ تمہاری حفاظت کرے گا ۔ یہ عمومی حفاظت ہے ۔ اسی لیے اسے نیکوکار لوگوں کے ساتھ خاص کیا ۔ اللہ تعالی کی حفاظت نیکی ہی کے ساتھ حاصل ہوا کرتی ہے ۔ اس شخص کو اللہ تعالی کی اپنے اولیاء کو دی جانے والی خصوصی حفاظت میں سے کوئی حصہ نہیں ملتا جو اللہ تعالی کے حقوق میں تفریط سے کام لیتا ہے اور انہیں ضائع کرتا ہے ۔ تاہم عمومی حفاظت اسے بھی حاصل رہتی ہے ۔

راوي الحديث: متفق عليه.

التخريج: أبو هريرة-رضي الله عنه

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين

معاني المفردات:

- بداخلة إزاره : أي بالطرف الذي يلي الجسد منه
- الإزار : ثوب يحيط بالنصف الأسفل من الجسد
- خلفه عليه : ما صار بعده خلفا وبدلا بعد غيابه
- إن أمسكت نفسي : كناية عن الموت
- أرسلتها : كناية عن الإبقاء في الدنيا

فوائد الحديث:

١. يستحب نفض الفراش قبل الدخول فيه ، لكيلا يكون دخل فيه شيء من المؤذيات وهو لا يشعر، ولتنظيفه مما وقع عليه من تراب أو أقذار
٢. حياة العبد ينبغي أن تكون مرتبطة بمنهج الله وأعماله قائمة على اسم الله
٣. التوفيق ألا يكلك الله طرفة عين ، وأن يحفظك بحفظه ويرعاك برحمته ، والخذلان أن يكلك الله إلى نفسك
٤. من حفظ الله حفظه الله ، فالله يحفظ عباده الصالحين في أنفسهم وأموالهم وأهليهم وأبنائهم ، فاللَّهُمَّ احفظنا بما تحفظ به عبادك الصالحين
٥. الحث على الدعاء الوارد في هذا الحديث ،لأن فيه التفويض التام لله والحصول على الهدوء النفسي والطمأنينة الفكرية مما قدر له.
٦. الحديث يحث على نفض الفراش بغض النظر عن آلة النفض وإنما ذكر النبي صلى الله عليه وسلم " الإزار" لأن الغالب على العرب أنه لم يكن لهم ثوب غير ما هو عليهم من إزار ورداء ، فالمهم هو نفض الفراش سواء كان النفض بملابس متصلة (يرتديها الشخص) أم منفصلة (لا يرتديها) ، أو بما ينفض به الفراش من آلات حديثه
٧. والحكمة من الأذكار والدعاء عند النوم واليقظة أن تكون خاتمة أعمال المسلم على الطاعة وأول أفعاله على الطاعة
٨. هذه من آداب النوم، ومن حكمة الله عز وجل ورحمته أنك لا تكاد تجد فعلا للإنسان إلا وجدته مقرونا بذكر، فاللباس له ذكر، الأكل له ذكر، الشرب له ذكر، وذلك من أجل ألا يغفل الإنسان عن ذكر الله يكون ذكر الله على قلبه دائما وعلى لسانه دائما وهذه من نعمة الله -تعالى.-

المصادر والمراجع:

-رياض الصالحين من كلام سيد المرسلين؛ للإمام أبي زكريا النووي، تحقيق د. ماهر الفحل، دار ابن كثير-دمشق، الطبعة الأولى، ١٤٢٨ه . - بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين؛ تأليف سليم الهلالي، دار ابن الجوزي- الطبعة الأولى١٤١٨ه - نزهة المتقين شرح رياض الصالحين؛ تأليف د. مصطفى الخِن وغيره، مؤسسة الرسالة-بيروت، الطبعة الرابعة عشر، ١٤٠٧هـ. - صحيح البخاري –الجامع الصحيح-؛ للإمام أبي عبد الله محمد بن إسماعيل البخاري، عناية محمد زهير الناصر، دار طوق النجاة، الطبعة الأولى، ١٤٢٢هـ. - صحيح مسلم؛ للإمام مسلم بن الحجاج، حققه ورقمه محمد فؤاد عبد الباقي، دار عالم الكتب-الرياض، الطبعة الأولى، ١٤١٧هـ. - كنوز رياض الصالحين»، لحمد بن ناصر العمار، دار كنوز إشبيليا- الطبعة الأولى١٤٣٠ه - شرح رياض الصالحين؛ للشيخ محمد بن صالح العثيمين، مدار الوطن، الرياض، ١٤٢٦هـ.

الرقم الموحد: (6034)

إذا خرج ثلاثة في سفر فليؤمروا أحدهم	جب تین آدمی سفر پر نکلیں توانھیں چاہیے کہ وہ اپنے میں سے ایک کو امیر بنا لیں۔
١٥٤٩. الحديث: عن أبي سعيد وأبي هريرة -رضي الله عنهما- مرفوعاً: «إذا خرج ثلاثة في سفر فَلْيُؤَمِّرُوا أحدهم».	**١٥٤٩. حدیث:** ابو سعید اور ابو ہریرہ - رضی اللہ عنہما - سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جب تین آدمی سفر پر نکلیں تو انھیں چاہیے کہ وہ اپنے میں سے ایک کو امیر بنا لیں۔"
درجة الحديث: حسن صحيح	**حدیث کا درجہ:** حَسَن صَحِيح
المعنى الإجمالي: يأمر الرسول صلى الله عليه وسلم المسافرين أن يُؤَمِّروا عليهم واحدا منهم، يكون أفضلهم، وأجودهم رأيا؛ ليتولى تدبير شئونهم؛ لأنهم إذا لم يُؤَمِّروا واحدا صار أمرهم فوضى.	**اجمالی معنی:** رسول اللہ ﷺ نے مسافروں کو حکم دیا کہ وہ اپنے میں سے اس ایک شخص کو امیر بنا لیا کریں جو ان میں سے سب سے افضل اور رائے کے اعتبار سے سب سے اچھا ہو تاکہ وہ ان کے امور کا انتظام کر سکے کیوں کہ اگر وہ کسی کو امیر نہیں بنائیں گے تو ان کا معاملہ افراتفری کا شکار رہے گا۔

راوي الحديث: حديث أبي سعيد رضي الله عنه رواه أبو داود. حديث أبي هريرة رضي الله عنه رواه أبو داود أيضا.

التخريج: أبوسعيد وأبوهريرة رضي الله عنهما.

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- فليؤمروا : أي: فليجعلوا أحدهم أميرا عليهم يدير شئونهم في السفر.

فوائد الحديث:

١. إمارة السفر تنقطع بانتهاء السفر.

٢. الحرص على رعاية مصالح المسافرين ودفع الضرر عنهم.

٣. وجوب طاعة الأمير فيما يتعلق بمصالح السفر.

٤. الحرص على جمع الكلمة ونبذ الخلاف.

المصادر والمراجع:

-رياض الصالحين من كلام سيد المرسلين؛ للإمام أبي زكريا النووي، تحقيق د. ماهر الفحل، دار ابن كثير-دمشق، الطبعة الأولى، ١٤٢٨ه. - بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين؛ تأليف سليم الهلالي، دار ابن الجوزي- الطبعة الأولى١٤١٨ه. - نزهة المتقين شرح رياض الصالحين؛ تأليف د. مصطفى الخن وغيره، مؤسسة الرسالة-بيروت، الطبعة الرابعة عشر، ١٤٠٧هـ. - سنن أبي داود، لأبي داود السجستاني، تحقيق محمد محيي الدين، المكتبة العصرية. - كنوز رياض الصالحين»، لحمد بن ناصر العمار، دار كنوز إشبيليا- الطبعة الأولى١٤٣٠ه. - دليل الفالحين لطرق رياض الصالحين، لمحمد علي بن محمد بن علان بن إبراهيم البكري الصديقي الشافعي اعتنى بها: خليل مأمون شيحا، دار المعرفة . - شرح رياض الصالحين؛ للشيخ محمد بن صالح العثيمين، مدار الوطن، الرياض، ١٤٢٦هـ - نيل الأوطار- محمد بن علي الشوكاني -تحقيق: عصام الدين الصبابطي- دار الحديث، مصر- الطبعة: الأولى، ١٤١٣هـ - ١٩٩٣م.

الرقم الموحد: (5970)

إذا دخل أهل الجنة الجنة يقول الله تبارك وتعالى: تريدون شيئا أزيدكم؟ فيقولون: ألم تبيض وجوهنا؟ ألم تدخلنا الجنة وتنجنا من النار؟ فيكشف الحجاب، فما أعطوا شيئا أحب إليهم من النظر إلى ربهم

جب جنت والے جنت میں داخل ہو جائیں گے، (اس وقت) اللہ تبارک و تعالیٰ فرمائے گا تمہیں کوئی چیز چاہیے جو تمہیں مزید عطا کروں؟ وہ جواب دیں گے: کیا تو نے ہمارے چہرے روشن نہیں کیے! کیا تو نے ہمیں جنت میں داخل نہیں کیا اور دوزخ سے نجات نہیں دی؟" (آپ ﷺ نے فرمایا): "چنانچہ اس پر اللہ تعالیٰ پردہ اٹھا دے گا تو انہیں کوئی چیز ایسی عطا نہیں ہوگی جو انہیں اپنے رب کے دیدار سے زیادہ محبوب ہو۔

١٥٥٠. الحديث:

عن صهيب بن سنان -رضي الله عنه- مرفوعاً: «إذا دخل أهل الجنة الجنة يقول الله تبارك وتعالى: تريدون شيئا أزيدكم؟ فيقولون: ألم تبيِّضْ وُجُوهنا؟ ألم تُدْخِلْنَا الجنة وتُنَجِّنَا من النار؟ فيكشف الحِجَاب، فما أُعْطُوا شيئا أحَبَّ إليهم من النظر إلى ربهم».

١٥٥٠. حدیث:

صہیب بن سنان رضی اللہ عنہ سے مرفوعا مروی ہے کہ "جب جنت والے جنت میں داخل ہو جائیں گے، (اس وقت) اللہ تبارک و تعالیٰ فرمائے گا تمہیں کوئی چیز چاہیے جو تمہیں مزید عطا کروں؟ وہ جواب دیں گے: کیا تو نے ہمارے چہرے روشن نہیں کیے! کیا تو نے ہمیں جنت میں داخل نہیں کیا اور دوزخ سے نجات نہیں دی؟" (آپ ﷺ نے فرمایا): "چنانچہ اس پر اللہ تعالیٰ پردہ اٹھا دے گا تو انہیں کوئی چیز ایسی عطا نہیں ہوگی جو انہیں اپنے رب کے دیدار سے زیادہ محبوب ہو۔"

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

يبين لنا الحديث الشريف جانباً من النعيم الذي يكون للمؤمنين يوم القيامة في الجنة، وهو حوار بينهم وبين الله عزوجل بعد دخولهم الجنة بأن يسألهم تعالى عما يتمنون زيادته لنعيمهم، فيُجيبون بأنهم في أنواع النعيم من تبييض الوجوه وإدخالهم الجنة ونجاتهم من النار، فيعطيهم الله النعيم الذي ليس بعده نعيم وهو كشف الحجاب الذي بينهم وبين الله تعالى فينظرون لوجهه الكريم ويكون أفضل ما ينعم به عليهم في الجنة.

اجمالی معنیٰ:

یہ حدیث شریف اس نعمت کو بیان کر رہی ہے جو قیامت کے دن جنت میں مومنین کو ملے گی یعنی جنت میں چلے جانے کے بعد ان کے اور اللہ تعالیٰ کے مابین گفتگو ہوگی بایں طور کہ اللہ تعالیٰ ان سے پوچھے گا کہ وہ انہیں ملنے والی نعمتوں پر مزید کس شے کی تمنا کرتے ہیں؟ وہ جواب دیں گے کہ وہ تو انواع و اقسام کی نعمتوں میں ہیں کہ ان کے چہروں کو منور کر دیا گیا ہے، انہیں جنت میں داخل کیا گیا ہے اور انہیں جہنم سے نجات دی گئی ہے۔ اس پر اللہ تعالیٰ انہیں ایسی نعمت دے گا جس سے بڑھ کر کوئی نعمت نہیں ہوگی یعنی ان کے اور اللہ تعالیٰ کے مابین موجود حجاب کو اٹھا دیا جائے گا اور وہ اللہ کے چہرۂ مبارک کا دیدار کریں گے۔ اہلِ جنت جن نعمتوں میں ہوں گے ان میں یہ سب سے بڑی نعمت ہوگی۔

راوي الحديث: رواه مسلم .

التخريج: صهيب بن سنان -رضي الله عنه- .

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- تريدون : بتقدير همزة الاستفهام أي أتريدون .
- فيكشف الحجاب : وهو حجاب منه تعالى للعباد حتى لا يروه، أما في الآخرة فيرفعه عنه ليروه.

فوائد الحديث:

١. -1أهل الجنة في نعيم عظيم من رب كريم.

٢. -2كشف الحجاب عن أهل الجنة فيرون ربهم، وأما الكفار؛ فمحرومون منها.

٣. -3تعظيم شأن رؤية المؤمنين لربهم، وأنها خاتمة الكرامة التي يمنحها لأوليائه المتقين.

٤. -4شكر المؤمنين لله تعالى على تبييض وجوههم ودخولهم الجنة ونجاتهم من النار.

٥. -5أهمية المسارعة إلى الجنة بالأعمال الصالحة وطاعة الله تعالى ورسوله -صلى الله عليه وسلم-

المصادر والمراجع:

بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين لسليم الهلالي، ط١، دار ابن الجوزي، الدمام، (١٤١٥ه). رياض الصالحين للنووي، ط١، تحقيق: ماهر ياسين الفحل، دار ابن كثير، دمشق، بيروت، (١٤٢٨ هـ). شرح رياض الصالحين للشيخ ابن عثيمين، دار الوطن للنشر، الرياض، (١٤٢٦هـ). صحيح مسلم، تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي،(د.ط)، دار إحياء التراث العربي، بيروت، (د.ت) كنوز رياض الصالحين، مجموعة من الباحثين برئاسة حمد بن ناصر العمار، ط١، كنوز إشبيليا، الرياض، (١٤٣٠هـ). نزهة المتقين شرح رياض الصالحين لمجموعة من الباحثين، ط١٤، مؤسسة الرسالة، (١٤٠٧هـ).

الرقم الموحد: (8344)

إذا دخل أهل الجنة الجنة ينادي مناد: إن لكم أن تحيوا، فلا تموتوا أبدا، وإن لكم أن تصحوا، فلا تسقموا أبدا، وإن لكم أن تشبوا فلا تهرموا أبدا، وإن لكم أن تنعموا، فلا تبأسوا أبدا

جب اہلِ جنت، جنت میں چلے جائیں گے تو ایک اعلان کرنے والا اعلان کرے گا : تم ہمیشہ زندہ رہو گے، تمہیں کبھی موت نہیں آئے گی۔ تم ہمیشہ صحت مند رہو گے، کبھی بیمار نہیں ہو گے۔ تم ہمیشہ جوان رہو گے، کبھی بوڑھے نہیں ہو گے، تم ہمیشہ خوش حال رہو گے، اب کبھی تم بدحال نہیں ہو گے۔

١٥٥١. الحديث:

عن أبي سعيد الخدري وأبي هريرة -رضي الله عنهما- مرفوعاً: «إذا دخلَ أهلُ الجنةِ الجنةَ يُنَادِي مُنادٍ: إن لكم أن تَحْيوا، فلا تَموتُوا أبداً، وإن لكم أن تَصِحُوا، فلا تَسقَمُوا أبداً، وإن لكم أن تَشِبُّوا فلا تَهرَمُوا أبداً، وإن لكم أن تَنعَمُوا، فلا تَبْأَسُوا أبداً».

١٥٥١. حدیث :

ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ اور ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا : ’’جب اہلِ جنت، جنت میں چلے جائیں گے تو ایک اعلان کرنے والا اعلان کرے گا : تم ہمیشہ زندہ رہو گے، تمہیں کبھی موت نہیں آئے گی۔ تم ہمیشہ صحت مند رہو گے، کبھی بیمار نہیں ہو گے۔ تم ہمیشہ جوان رہو گے، کبھی بوڑھے نہیں ہو گے، تم ہمیشہ خوش حال رہو گے، اب کبھی تم بدحال نہیں ہو گے‘‘۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ : صحیح

المعنى الإجمالي:

من نعيم الجنة أن النبي -صلى الله عليه وسلم- أخبر أن أهل الجنة ينادي فيهم مناد: "إن لكم أن تحيوا فلا تموتوا أبداً، وإن لكم أن تصحوا فلا تسقموا أبداً" وذكر الحديث، أي: أنهم في نعيم دائم لا يخافون الموت ولا المرض ولا كبر السن الموجب للضعف، ولا انقطاع ما هم فيه من النعيم، فهذا الحديث وغيره يوجب للإنسان الرغبة في العمل الصالح الذي يتوصل به إلى هذه الدار.

اجمالی معنیٰ :

نبی ﷺ نے فرمایا کہ جنت کی نعمتوں میں سے ایک یہ بھی ہوگی کہ اہلِ جنت جب جنت میں چلے جائیں گے تو ان میں ایک پکار لگانے والا پکار کر کہے گا : (إن لكم أن تحيوا فلا تموتوا أبداً، وإن لكم أن تصحوا فلا تسقموا أبداً۔) اور حدیث کو ذکر کیا۔ یعنی وہ دائمی نعمت میں ہوں گے۔ نہ تو انہیں موت کا خوف ہو گا اور نہ ہی مرض اور بڑھاپے کا جو کمزوری کا باعث ہوتا ہے اور نہ ہی جس نعمت میں وہ ہوں اس کے ختم ہو جانے کا اندیشہ ہو گا۔ یہ حدیث اور اس طرح کی دیگر حدیثیں انسان کے لیے عملِ صالح کی رغبت کو واجب کرتی ہیں جس کے ذریعہ وہ اس جگہ (جنت) تک پہنچ سکتا ہے۔

راوي الحديث: رواه مسلم، وفي لفظه تقديم وتأخير.

التخريج: أبو سعيد الخدري -رضي الله عنه- أبو هريرة -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- فلا تسقموا : فلا تمرضوا.
- أن تشبوا : أي تظلوا شباباً.
- فلا تهرموا : الهرم الحالة الحاصلة عند الكبر (الشيخوخة)، وهو داء طبيعي لا دواء له كالموت.
- تنعموا : أي تجدوا النعيم والسعادة.
- لا تبأسوا : من البؤس وهو الضر والشقاء.

فوائد الحديث:

١. نعيم الجنة دائم لا يبيد ولا يفنى ولا ينقطع.
٢. اختلاف نعيم الجنة عما في الدنيا من النعيم؛ لأن نعيم الجنة لا خوف فيه، وأما نعيم الدنيا لا يدوم ويعتريه آلام وأسقام.

٣. أهل الجنة يتقلبون في نعم ليس فيها مرض ولا هرم ولا عيب ولا نقص.

المصادر والمراجع:

بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين، تأليف سليم الهلالي، دار ابن الجوزي. رياض الصالحين من كلام سيد المرسلين، للإمام أبي زكريا النووي، تحقيق د. ماهر الفحل، دار ابن كثير-دمشق، الطبعة الأولى، ١٤٢٨هـ. شرح رياض الصالحين، للشيخ محمد بن صالح العثيمين، مدار الوطن، الرياض، ١٤٢٦هـ. صحيح مسلم، للإمام مسلم بن الحجاج، حققه ورقمه محمد فؤاد عبدالباقي، دار عالم الكتب، الرياض، الطبعة الأولى، ١٤١٧هـ. نزهة المتقين شرح رياض الصالحين، تأليف د. مصطفى الخن وغيره، مؤسسة الرسالة، بيروت، الطبعة الرابعة عشر، ١٤٠٧هـ.

الرقم الموحد: (8341)

إذا دعا الرجل زوجته لحاجته فلتأته وإن كانت على التنور	جب آدمی اپنی بیوی کو اپنی خواہش پوری کرنے کے لیے بلائے تو اسے فوراً آنا چاہیے اگرچہ وہ تنور پر ہو۔
١٥٥٢. الحديث: عن أبي علي طلق بن علي -رضي الله عنه- أن رسول الله -صلى الله عليه وسلم- قال: «إذا دعا الرجل زوجته لحاجته فَلْتَأْتِهِ وإن كانت على التَّنُور».	**١٥٥٢. حدیث:** ابو علی طلق بن علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جب آدمی اپنی بیوی کو اپنی خواہش پوری کرنے کے لیے بلائے تو اسے فوراً آنا چاہیے اگرچہ وہ تنور پر ہو“۔
درجة الحديث: صحيح	**حدیث کا درجہ:** صحیح
المعنى الإجمالي: إذا طلب الرجل امرأته للجماع فيجب عليها أن تجيبه ولو كانت مشغولة شغلًا لا يقوم به غيرها، كأن تكون تخبز أو تطبخ.	**اجمالی معنی:** جب شوہر اپنی بیوی کو ہمبستری کے لیے بلائے تو اس پر یہ واجب ہے کہ اس کی بات کو قبول کرے اگرچہ وہ ایسے کام میں مشغول ہو کہ اس کے علاوہ وہ کام کوئی نہ کر سکے، جیسے کہ وہ روٹی، یا کھانا پکا رہی ہو۔

راوي الحديث: رواه الترمذي.

التخريج: أبو علي طلق بن علي -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- حاجته : أي: الجماع.
- فلتأته : أي لتجب حاجته.
- التنور : الذي يخبز فيه الخبز.

فوائد الحديث:

١. حق الزوج على الزوجة عظيم فينبغي أن تعد نفسها لذلك.

٢. حث المرأة أن تعمل على إرضاء زوجها وإسعاده بكل ما يحبه في غير معصية الله.

٣. الأمور تتفاوت في الأهمية؛ فبعضها فوق بعض.

المصادر والمراجع:

سنن الترمذي، نشر: شركة مكتبة ومطبعة مصطفى البابي الحلبي – مصر، الطبعة: الثانية، ١٣٩٥هـ - ١٩٧٥م. صحيح الجامع الصغير وزيادته, تأليف: أبو عبدالرحمن محمد ناصر الدين الألباني, الناشر: المكتب الإسلامي. مرقاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح, تأليف: علي بن سلطان القاري, الناشر: دار الفكر, ط١ عام ١٤٢٢. تحفة الأحوذي بشرح جامع الترمذي, تأليف: أبو العلا محمد عبدالرحمن المباركفوري, الناشر: دار الكتب العلمية. دليل الفالحين لطرق رياض الصالحين، لابن علان، نشر دار الكتاب العربي. تحفة الأبرار شرح مصابيح السنة, تأليف: القاضي ناصر الدين عبدالله البيضاوي, تحقيق: لجنة مختصة بإشراف نور الدين طالب, الناشر: وزارة الأوقاف بالكويت, عام ١٤٣٣. بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين, تأليف: سليم بن عيد الهلالي, دار ابن الجوزي.

الرقم الموحد: (5788)

إذا سافرتم في الخِصْب، فأَعْطُوا الإبل حظَّها من الأرض، وإذا سافرتم في الجَدْب، فأَسْرِعوا عليها السَّيْر، وبادروا بها نِقْيَها

جب تم ہریالی کے زمانے میں سفر کرو تو ان اونٹوں کو زمین میں سے ان کا حق دو (یعنی گھاس چرنے دو) اور جب تم خشک سالی کے زمانے میں سفر کرو تو ان پر جلدی سفر کرو (یعنی سفر کے دوران راستہ میں تاخیر نہ کرو) اور ان کی سکت ختم ہونے سے پہلے (منزلِ مقصود تک) پہنچنے کی کوشش کرو۔

١٥٥٣. الحديث:

عن أبي هريرة -رضي الله عنه- مرفوعاً: «إذا سافرتم في الخِصْب، فأَعْطُوا الإبل حظَّها من الأرض، وإذا سافرتم في الجَدْب، فأَسْرِعوا عليها السَّيْر، وبادروا بها نِقْيَها، وإذا عَرَّسْتُم، فاجتنبوا الطريق؛ فإنها طُرُق الدَّوَابِّ، ومَأْوَى الهَوَامِّ بالليل»

١٥٥٣. حدیث:

ابوہریرہ - رضی اللہ عنہ - سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تم ہریالی کے زمانے میں سفر کرو تو ان اونٹوں کو زمین میں سے ان کا حق دو (یعنی گھاس چرنے دو) اور جب تم خشک سالی کے زمانے میں سفر کرو تو ان پر جلدی سفر کرو (یعنی سفر کے دوران راستہ میں تاخیر نہ کرو) اور ان کی سکت ختم ہونے سے پہلے (منزلِ مقصود تک) پہنچنے کی کوشش کرو اور اگر رات کو پڑاؤ ڈالو تو راستے سے ہٹ کر پڑاؤ ڈالو کیونکہ یہ جانوروں کے گزرنے کا راستہ اور رات کو نکلنے والے حشرات الارض کی آماجگاہ ہوتی ہے۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

في الحديث مراعاة مصالح الإنسان والبهائم، حيث أرشد صلى الله عليه وسلم المسافرين إلى هذه الآداب: فأمر المسافر إذا سافر على راحلة بهيمة: من الإبل، أو الحمر أو البغال، أو الخيل؛ فإن عليه أن يراعي مصلحتها في الرعي والسير؛ لأنه مسئول عنها: فإذا سافر في أيام كثرة الزرع والعلف؛ فإن عليه أن يتأنى ولا يسرع في السير حتى يعطي الدوابَّ حقها من الرعي، وأنه إذا سافر في أيام قلة الزرع والعلف؛ فإن عليه أن يُسرع في حدود طاقة الدابة؛ حتى لا يُجْهِد الدابَّة ويُتْعِبها. وكذلك أمر صلى الله عليه وسلم المسافر: إذا نزل في الليل ليستريح وينام؛ فإنه لا يفعل ذلك في الطريق، لأنها طرق دوابِّ المسافرين، يترددون عليها، فلا يمنعها عن طُرُقها ويُسَبِّب لها الضرر، وكذلك لأنها مأوى الحشرات ودواب الأرض من ذوات السموم والسباع، تمشي في الليل على الطرق؛ لسهولتها، ولأنها تلتقط منها ما يسقط من مأكول ونحوه.

اجمالی معنیٰ:

حدیث میں انسان اور چوپایوں دونوں ہی کے مصالح کا خیال رکھا گیا ہے کہ نبی ﷺ نے مسافروں کو ان آداب کے ملحوظ رکھنے کی تعلیم دی۔ مسافر جب کسی چوپائے مثلاً اونٹ، گدھے، خچر یا گھوڑے پر سوار ہو کر سفر کر رہا ہو تو اسے چاہیے کہ وہ چرنے اور چلنے میں اس کی سہولت کا خیال رکھے کیوں کہ وہ اس کا ذمہ دار ہے۔ اگر وہ ایسے وقت میں سفر کر رہا ہو جس میں کھیتی اور چارے کی کثرت ہو تو اسے چاہیے کہ وہ آہستہ آہستہ سفر کرے اور جلدی نہ کرے تاکہ چوپائے اتنا چر سکیں جتنا ان کا حق ہے۔ اور جب وہ ایسے وقت میں سفر کرے جس میں کھیتی اور چارے وغیرہ کی قلت ہو تو پھر چوپائے کی طاقت کے لحاظ سے تیزی کے ساتھ سفر کرے تاکہ چوپائے کو تھکا نہ دے۔ اسی طرح نبی ﷺ نے مسافر کو حکم دیا کہ رات کو جب وہ آرام اور نیند کے لئے قیام کرے تو راستے میں پڑاؤ نہ ڈالے کیوں کہ راستے مسافروں کے جانوروں کی گزرگاہ ہیں جن پر وہ آتے جاتے رہتے ہیں۔ چنانچہ راستے میں پڑاؤ کر کے وہ ان کی آمد ورفت کو نہ روکے اور نہ ہی ان کے لیے تکلیف کا باعث ہو اور اس ممانعت کی ایک اور وجہ یہ بھی ہے کہ زہریلے کیڑے مکوڑے اور درندے رات کو راستوں میں چلتے پھرتے ہیں کیوں کہ ان پر چلنے میں سہولت ہوتی ہے اور وہ وہاں گری پڑی کھانے وغیرہ کی اشیاء کو اٹھاتے ہیں۔

راوي الحديث: رواه مسلم
التخريج: أبو هريرة رضي الله عنه
مصدر متن الحديث: رياض الصالحين
معاني المفردات:

- في الخصب : في وقت كثرة الزرع والعَلَف والخير
- حظها من الأرض : نصيبها وحقَّها من نبات الأرض؛ يعني: دعوها ساعة فساعة ترعى.
- الجدب : انقطاع المطر، ويُبْس الأرض
- فأسرعوا عليها السير : المعنى: فأسرعوا راكبين عليها، ولا توقفوها في الطريق لتُبَلِّغَكم المنزل قبل أن تَضْعُف.
- وبادروا بها نقبها : معناه: أسرعوا بها حتى تصلوا إلى المكان الذي تقصدونه قبل أن يذهب مُخُّها مِن تَعَب السَّيْر، والنقب: المخ.
- عرستم : التعريس: هو النزول في الليل للنوم والراحة
- فاجتنبوا الطريق : أي: أعرضوا عنها، وانزلوا يَمْنَة أو يَسْرَة.
- طرق الدواب : أي: دواب المسافرين، أو دواب الأرض من السباع وغيرها.
- ومأوى الهوام : المأوى: الملجأ. والهوام: هي الحشرات والحيوانات السامة كالأفاعي ونحوها
- نِقيها : بكسر النون وإسكان القاف: المخ، والمعنى أسرعوا بها حتى تصلوا المقصد قبل أن يذهب مخها من مشقة السير.

فوائد الحديث:

١. إعطاء الدواب حقها في الأكل والمرعى، وعدم منعها منه
٢. اجتناب الأماكن التي يتوقع الإنسان فيها الأذى، وعدم النوم فيها.
٣. حض الإسلام على الرفق بالحيوان، ومراعاة مصالحه في السير
٤. حرص النبي صلى الله عليه وسلم على مصالح المسلمين، وإرشادهم إليها

المصادر والمراجع:

-رياض الصالحين من كلام سيد المرسلين؛ للإمام أبي زكريا النووي، تحقيق د. ماهر الفحل، دار ابن كثير-دمشق، الطبعة الأولى، ١٤٢٨ه . - بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين؛ تأليف سليم الهلالي، دار ابن الجوزي- الطبعة الأولى١٤١٨ه - نزهة المتقين شرح رياض الصالحين؛ تأليف د. مصطفى الخِن وغيره، مؤسسة الرسالة-بيروت، الطبعة الرابعة عشر، ١٤٠٧هـ - مرقاة المفاتيح، بعلي بن (سلطان) محمد، أبو الحسن نور الدين الملا الهروي القاري، دار الفكر. - صحيح مسلم؛ للإمام مسلم بن الحجاج، حققه ورقمه محمد فؤاد عبد الباقي، دار عالم الكتب-الرياض، الطبعة الأولى، ١٤١٧هـ. - كنوز رياض الصالحين»، لحمد بن ناصر العمار، دار كنوز إشبيليا- الطبعة الأولى١٤٣٠ه - شرح رياض الصالحين؛ للشيخ محمد بن صالح العثيمين، مدار الوطن، الرياض، ١٤٢٦هـ.

الرقم الموحد: (5961)

إذا قال الرَّجُل: هَلَكَ الناس، فهو أَهْلَكُهُم	جب آدمی یہ کہتا ہے کہ لوگ ہلاک ہو گیے تو سمجھ لو کہ وہ ان میں سب سے زیادہ ہلاک ہونے والا ہے۔
١٥٥٤. الحديث: عن أبي هريرة -رضي الله عنه- أن رسول الله -صلى الله عليه وسلم- قال: «إذا قال الرَّجُل: هَلَكَ الناس، فهو أَهْلَكُهُم».	**١٥٥٤. حدیث:** حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب آدمی یہ کہتا ہے کہ لوگ ہلاک ہو گیے تو سمجھ لو کہ وہ ان میں سب سے زیادہ ہلاک ہونے والا ہے۔
درجة الحديث: صحيح	**حدیث کا درجہ:** صحیح
المعنى الإجمالي: "إذا قال الرجل: هَلك الناس، يريد بذلك إنقاصهم وتحقيرهم والترفع عليهم، لما يَرى من نفسه فضلا عليهم، فقد صار بذلك أعظمهم هلاكًا". وهذا على رواية الرفع :"أهلكُهم". وأما على رواية النصب: "أهلكَهم" فمعناه: "كان سببا في هلاكهم حيث قَنَّطهم وأيأسهم من رحمة الله، وصَدَّهم عن الرجوع إليه بالتوبة، ودفعهم إلى الاستمرار فيما هم عليه من القنوط، حتى هلكوا".	**اجمالی معنیٰ:** ''إذاقال الرجل: ہلک الناس'' (جب آدمی یہ کہتا ہے کہ لوگ ہلاک ہو گیے) اس سے اس کی مراد لوگوں کی تنقیص و تحقیر کرنا اور اپنی برتری جتانا اور اپنے آپ کو ان سے بالاتر سمجھنا ہو تو وہ خود ان سے زیادہ تباہ و برباد ہو گیا۔ یہ معنی اس صورت میں ہے جب أہلَکُھم میں کاف کو پیش کے ساتھ پڑھا جائے۔ اور اگر نصب کے ساتھ أہلَکَھم پڑھا جائے تو اس کا معنی یہ ہوگا کہ: یہ لوگوں کی ہلاکت کا سبب بن گیا اور وہ اس طرح کہ اس نے لوگوں کو اللہ کی رحمت سے ناامید اور مایوس کر دیا اور ان کو توبہ کے ذریعے اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرنے سے روک دیا اور جن کاموں پر وہ لگے ہوئے ہیں ناامیدی کی وجہ سے وہ اسی پر گامزن رہے یہاں تک کہ وہ ہلاک ہو گیے۔

راوي الحديث: رواه مسلم.

التخريج: أبو هريرة -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- أَهْلَكُهُم : أشدُّهم هلاكًا.

فوائد الحديث:

١. النهي عن الإعِجاب بالنفس، واحتقار الآخرين، وعدم الأَمْن من مكر الله.
٢. من فعل ذلك فهو أسوأ منهم بما يلحقه من الإثم في انتقاصهم، والوقيعة بهم.
٣. المسلم يقوم بواجب الدعوة إلى الله -تعالى- عندما يرى فساد الناس.
٤. ذِكر عيوب الناس سبب في إشاعة الفاحشة التي تأتي بالهلاك والدمار.

المصادر والمراجع:

نزهة المتقين شرح رياض الصالحين، مجموعة من الباحثين، مؤسسة الرسالة، بيروت، الطبعة: الرابعة عشر ١٤٠٧هـ، ١٩٨٧م. كنوز رياض الصالحين، مجموعة من الباحثين برئاسة حمد بن ناصر العمار، كنوز إشبيليا، الرياض، الطبعة: الأولى١٤٣٠هـ، ٢٠٠٩م. بهجة الناظرين، تأليف: سليم بن عيد الهلالي، الناشر: دار ابن الجوزي ، سنة النشر: ١٤١٨ هـ- ١٩٩٧م صحيح مسلم، مسلم بن الحجاج القشيري النيسابوري، تحقيق محمد فؤاد عبد الباقي، دار إحياء التراث العربي، بيروت، الطبعة: ١٤٢٣هـ. رياض الصالحين من كلام سيد المرسلين، أبو زكريا محيي الدين النووي، تحقيق ماهر الفحل، دار ابن كثير، دمشق، بيروت، الطبعة: الأولى ١٤٢٨هـ، ٢٠٠٧م. دليل الفالحين لطرق رياض الصالحين، محمد علي بن البكري بن علان، نشر دار الكتاب العربي، نسخة الكترونية ، لا يوجد بها بيانات نشر. شرح رياض الصالحين، محمد بن صالح العثيمين، دار الوطن، الرياض، الطبعة: ١٤٢٦هـ.

مجالس التذكير من حديث البشير النذير، عبد الحميد محمد بن باديس الصنهاجي، الناشر: مطبوعات وزارة الشؤون الدينية، الطبعة: الأولى ١٤٠٣هـ، ١٩٨٣م.

الرقم الموحد: (8877)

إذا نعس أحدكم وهو يصلي فليرقد حتى يذهب عنه النوم	جب تم میں سے کسی شخص کو نماز پڑھتے ہوئے اونگھ آئے تو اسے چاہیے کہ وہ سوجائے، یہاں تک کہ اس کی نیند دور ہوجائے
١٥٥٥. الحديث: عن عائشة -رضي الله عنها- مرفوعاً: «إذا نَعَسَ أحدكم وهو يصلي فَلْيَرْقُدْ حتى يذهب عنه النوم، فإن أحدكم إذا صلى وهو نَاعِسٌ لا يدري لعله يذهب يستغفر فَيَسُبُّ نَفْسَهُ».	**١٥٥٥. حدیث:** عائشہ رضی اللہ عنہا سے مرفوعا روایت ہے کہ: ''جب تم میں سے کسی شخص کو نماز پڑھتے ہوئے اونگھ آئے تو اسے چاہیے کہ وہ سوجائے، یہاں تک کہ اس کی نیند دور ہوجائے۔ کیوں کہ جب تم میں سے کوئی اونگھتے ہوئے نماز پڑھے گا، تو پتہ نہیں ہوسکتا ہے کہ وہ استغفار کرنے لگے تو اپنے آپ ہی کو برا کہنے لگ جائے۔''
درجة الحديث: صحيح	**حدیث کا درجہ:** صحیح
المعنى الإجمالي: موضوع الحديث كراهة إجهاد النفس بالعبادة فإذا أحس المصلي بمقدمة غلبة النوم عليه وهو يصلي فليقطع صلاته أو يتمها ثم يرقد ويريح نفسه حتى لا يحصل منه دعاء على نفسه حال تعبه.	**اجمالی معنی:** حدیث کا موضوع یہ ہے کہ عبادت سے نفس کو تھکانا ناپسندیدہ ہے۔ لہٰذا جب نمازی دورانِ نماز نیند کا غلبہ محسوس کرے تو اسے چاہیے کہ نماز توڑ کر یا پوری کر کے سوجائے اور اپنے نفس کو راحت و آرام پہنچائے، تاکہ ایسا نہ ہو کہ تکان کی حالت میں وہ اپنے آپ پر بددعا کر بیٹھے۔

راوي الحديث: متفق عليه.

التخريج: عائشة رضي الله عنها.

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- نعس : من النعاس وهو مقدمة النوم.
- يستغفر : الاستغفار طلب الستر.
- يسب نفسه : أي يتلفظ بما لا يقصده لغلبة النعاس مثل أن يدعو على نفسه.

فوائد الحديث:

١. كراهة إجهاد النفس بالعبادة.
٢. الاقتصاد وترك الغلو في العبادة.
٣. الحث على الخشوع في الصلاة وحضور القلب في العبادة.

المصادر والمراجع:

صحيح البخاري, تأليف: محمد بن إسماعيل البخاري, تحقيق: محمد زهير بن ناصر الناصر, دار طوق النجاة ترقيم محمد فؤاد عبدالباقي, ط ١٤٢٢. صحيح مسلم ،تأليف: مسلم بن الحجاج النيسابوري, تحقيق: محمد فؤاد عبدالباقي, دار إحياء التراث العربي. مقاييس اللغة, تأليف: أحمد بن فارس الرازي, المحقق: عبدالسلام محمد هارون, الناشر: دار الفكر, عام ١٣٩٩ بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين, تأليف: سليم بن عيد الهلالي, دار ابن الجوزي،الطبعة الأولى١٤١٨. نزهة المتقين شرح رياض الصالحين, تأليف: مصطفى الخن ومصطفى البغا ومحي الدين مستو وعلي الشربجي ومحمد لطفي, مؤسسة الرسالة, ط ١٤ عام ١٤٠٧ - ١٩٨٧. - دليل الفالحين لطرق رياض الصالحين؛ لمحمد بن علان الشافعي، تحقيق خليل مأمون شيحا-دار المعرفة-بيروت-الطبعة الرابعة١٤٢٥هـ.

الرقم الموحد: (5789)

إنَّ أَوْلَى الناسِ بي يومَ القيامةِ: أَكْثَرُهُمْ عَلَيَّ صلاةً

روزِقیامت لوگوں میں سے میرے سب سے زیادہ قریب وہ شخص ہوگا جو مجھ پر سب سے زیادہ درود پڑھنے والا ہوگا۔

١٥٥٦. الحديث:

عن عبد الله بن مسعود -رضي الله عنه- قال: قال رسول الله -صلى الله عليه وسلم-: «إنَّ أَوْلَى الناسِ بي يومَ القيامةِ: أَكْثَرُهُمْ عَلَيَّ صلاةً».

١٥٥٦. حدیث:

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا : "روز قیامت لوگوں میں سے میرے سب سے زیادہ قریب وہ شخص ہوگا جو مجھ پر سب سے زیادہ درود پڑھنے والا ہوگا"۔

درجة الحديث: ضعيف

حدیث کا درجہ: ضعیف

المعنى الإجمالي:

معنى الحديث أنَّ أقرب الناس، وأحقهم بشفاعة النبي -صلى الله عليه وسلم- يوم القيامة هم الذين يكثرون من الصلاة عليه -صلى الله عليه وسلم-.

اجمالی معنی:

اس حدیث کا مفہوم یہ ہے کہ قیامت کے دن نبی ﷺ کے سب سے زیادہ قریب اور آپ ﷺ کی شفاعت کے سب سے زیادہ حق دار وہ لوگ ہوں گے جو آپ ﷺ پر کثرت سے درود پڑھتے ہیں۔

راوي الحديث: رواه الترمذي وابن حبان.

التخريج: عبد الله بن مسعود -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- أولى الناس بي : أي أقربهم إليَّ، وأحقهم بشفاعتي.

فوائد الحديث:

١. أن الناس يختلفون يوم القيامة في ولايتهم للنبي -صلى الله عليه وسلم.-
٢. إثبات يوم القيامة وأن الإيمان به أحد أركان الإيمان الستة.
٣. فضل الصلاة على النبي -صلى الله عليه وسلم.-
٤. استحباب كثرة الصلاة على النبي -صلى الله عليه وسلم- "أكثرهم عليّ صلاة".

المصادر والمراجع:

سنن الترمذي، لمحمد بن عيسى الترمذي، تحقيق وتعليق: أحمد محمد شاكر (جـ١، ٢)، ومحمد فؤاد عبد الباقي (جـ٣)، وإبراهيم عطوة عوض (جـ٤، ٥)، ط شركة مكتبة ومطبعة مصطفى البابي الحلبي - مصر. ضعيف الجامع الصغير وزيادته، لأبي عبد الرحمن محمد ناصر الدين الألباني، ط المكتب الإسلامي. توضيح الأحكام من بلوغ المرام، الشيخ عبد الله بن عبد الرحمن البسام، ط مكتبة الأسد الإسلامية، الطبعة الخامسة. منحة العلام في شرح بلوغ المرام، الشيخ عبد الله بن صالح الفوزان، ط دار ابن الجوزي، الطبعة الأولى. تسهيل الإلمام بفقه الأحاديث من بلوغ المرام، الشيخ صالح بن عبد الله الفوزان، طبعة الرسالة. فتح ذي الجلال والإكرام، الشيخ محمد بن صالح العثيمين، ط المكتبة الإسلامية، الطبعة الأولى. سبل السلام بشرح بلوغ المرام، للإمام محمد بن إسماعيل الصنعاني، ط دار الحديث.

الرقم الموحد: (5498)

إنَّ رَبَّكُمْ حَيِيٌّ كَرِيمٌ, يَسْتَحِي مِنْ عَبْدِهِ إذا رَفَعَ إِلَيْهِ يَدَيْهِ أَنْ يَرُدَّهُمَا صِفْراً	بے شک تمہارا رب باحیا، اور سخی ہے، وہ اپنے بندے کے اپنی بارگاہ میں اٹھے ہوئے ہاتھوں کو خالی لوٹاتے ہوئے حیا کرتا ہے۔
١٥٥٧. الحديث: عن سلمان -رضي الله عنه- عن رسول الله -صلى الله عليه وسلم- قال: «إن ربكم حَيِيٌّ كريم، يستحيي من عبده إذا رفع يديه إليه، أن يَرُدَّهُمَا صِفْراً».	**١٥٥٧. حدیث:** سلمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "بے شک تمہارا رب با حیا، اور سخی ہے، وہ اپنے بندے کے اپنی بارگاہ میں اٹھے ہوئے ہاتھوں کو خالی لوٹاتے ہوئے حیا کرتا ہے"۔
درجة الحديث: صحيح	**حدیث کا درجہ:** صحیح
المعنى الإجمالي: دل هذا الحديث على مشروعية رفع اليدين في الدعاء، وأن هذا الفعل سبب من أسباب الإجابة، لما في هذه الهيئة من إظهار الحاجة والذل من العبد أمام الغني الكريم، وتفاؤلاً في أن يضع فيهما حاجته التي سأل ربه، لأنه سبحانه من جوده وكرمه يستحي من عبده إذا رفع إليه يديه يسأله أن يردهما صِفْراً خاليتين من العطاء، لأنه هو الجواد الكريم.	**اجمالی معنی:** یہ حدیث دعا میں ہاتھ اٹھانے کی مشروعیت کی دلیل ہے اور اس میں اس بات کی وضاحت ہے کہ ہاتھ اٹھانا دعا کی قبولیت کے اسباب میں سے ایک سبب ہے؛ کیونکہ اس ہیئت میں اس غنی اور کریم ذات کے سامنے بندے کی ضرورت مندی اور مسکنت کا اظہار ہوتا ہے اور اس میں نیک شگونی کا اظہار بھی ہے کہ اللہ تعالی ان ہاتھوں میں اس کی مانگی گئی شے ڈال دے گا؛ کیوں کہ اللہ تعالی اپنے جود و کرم کی بدولت اس بات سے حیا کرتا ہے کہ جب بندہ سائل بن کر اس کے سامنے ہاتھ اٹھائے، تو وہ اسے دیے بغیر خالی ہاتھ ہی لوٹا دے ۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ بہت سخی اور کریم ہے۔

راوي الحديث: رواه أبو داود والترمذي وابن ماجه .

التخريج: سلمان -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: بلوغ المرام.

معاني المفردات:

- حَيِيٌّ : أي ذو حياء، فالله يوصف بالحياء على ما يليق به سبحانه وتعالى.
- كَرِيمٌ : الكريم: هو الذي يعطي بغير سؤال، فكيف بعد السؤال؟.
- صفرا : أي خاليتين، ليس فيهما شيء.

فوائد الحديث:

١. إثبات الربوبية لله عزوجل "إن ربكم".
٢. إثبات صفة الحياء لله تعالى "إن ربكم حيي".
٣. إثبات الكرم لله عزوجل "كريم".
٤. أنه كلما أظهر الإنسان الافتقار إلى الله تعالى والتعبد، كان أرجى له وأقرب للإجابة.
٥. استحباب رفع اليدين في الدعاء تحرياً للإجابة.

المصادر والمراجع:

سنن أبي داود، لأبي داود سليمان بن الأشعث بن إسحاق بن بشير بن شداد بن عمرو الأزدي السِّجِسْتاني، تحقق: محمد محيي الدين عبد الحميد، ط المكتبة العصرية، صيدا – بيروت. سنن الترمذي، لمحمد بن عيسى بن سَوْرة بن موسى بن الضحاك، الترمذي، أبو عيسى، تحقيق وتعليق: أحمد محمد

شاكر (جـ١، ٢)، ومحمد فؤاد عبد الباقي (جـ٣)، وإبراهيم عطوة عوض (جـ٤، ٥)، ط شركة مكتبة ومطبعة مصطفى البابي الحلبي – مصر.سنن ابن ماجه، لابن ماجة أبو عبد الله محمد بن يزيد القزويني، تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي، ط دار إحياء الكتب العربية - فيصل عيسى البابي الحلبي.
صحيح الجامع الصغير وزيادته، لأبي عبد الرحمن محمد ناصر الدين، بن الحاج نوح بن نجاتي بن آدم، الألباني، ط المكتب الإسلامي. توضيح الأحكام من بلوغ المرام، الشيخ عبد الله بن عبد الرحمن البسام، ط مكتبة الأسد الإسلامية، الخامِسَة، ١٤٢٣ هـ - ٢٠٠٣ م منحة العلام في شرح بلوغ المرام، الشيخ عبد الله بن صالح الفوزان، ط دار ابن الجوزي، الطبعة الأولى ١٤٢٨. تسهيل الإلمام بفقه الأحاديث من بلوغ المرام، الشيخ صالح الفوزان بن عبد الله الفوزان، طبعة الرسالة. فتح ذي الجلال والإكرام، الشيخ محمد بن صالح العثيمين، ط المكتبة الإسلامية، الطبعة الأولى. سبل السلام بشرح بلوغ المرام، للإمام محمد بن إسماعيل الصنعاني، ط دار الحديث.

الرقم الموحد: (5499)

إِنَّكُمْ لَا تَسَعُونَ النَّاسَ بِأَمْوَالِكُمْ، وَلَكِنْ لِيَسَعْهُمْ مِنْكُمْ بَسْطُ الْوَجْهِ وَحُسْنُ الْخُلُقِ

یقیناً تم اپنے مال ودولت کے ذریعے لوگوں کا دل نہیں جیت سکتے تاہم تمہارا اچھا اخلاق اور ملاقات کے وقت خندہ پیشانی سے ملنا ان کے دل جیت سکتا ہے۔

١٥٥٨. الحديث:

عن أبي هريرة -رضي الله عنه- قال: قال رسول الله -صلى الله عليه وسلم-: «إنكم لا تسعون الناس بأموالكم وَلْيَسَعُهُمْ منكم بَسْطُ الوجه وحسن الخلق».

١٥٥٨. حدیث :

ابوہریرۃ - رضی اللہ عنہ - نبی ﷺ سے مرفوعاً روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا : یقیناً تم اپنے مال ودولت کے ذریعے لوگوں کا دل نہیں جیت سکتے تاہم تمہارا اچھا اخلاق اور ملاقات کے وقت خندہ پیشانی سے ملنا ان کے دل جیت سکتا ہے۔

درجة الحديث: حسن لغيره

حدیث کا درجہ : حَسَن لغیرہ

المعنى الإجمالي:

الحديث دليل على فضل بسط الوجه وطلاقته وبشاشته عند اللقاء، وفضل حسن الخلق وحسن المعاشرة، ومعاملة الناس بالكلام الطيب والفعل الحسن ، وهذا بمقدور كل إنسان، وهذه الأخلاق هي التي تجلب المحبة وتديم الألفة بين أفراد المجتمع.

اجمالی معنیٰ :

یہ حدیث ملاقات کے وقت خندہ روئی اور چہرے کی بشاشت کے ساتھ پیش آنے کی فضیلت پر دلالت کرتی ہے اور حسن خلق ، حسن معاشرت اور اسی طرح لوگوں کے ساتھ اچھی گفتگو اور اچھا معاملہ کرنے کی فضیلت بیان کرتی ہے۔ ایسا کرنا ہر انسان کے بس میں ہوتا ہے۔ یہی وہ اخلاق ہیں جو محبت کو فروغ دیتے ہیں اور افرادِ معاشرہ کے مابین دائمی الفت پیدا کرتے ہیں۔

راوي الحديث: رواه الحاكم.

التخريج: أبو هريرة -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: بلوغ المرام.

معاني المفردات:

- بَسْطُ الْوَجْهِ : أي بشاشة وطلاقة الوجه.
- حُسْنُ الْخُلُقِ : معاملة الناس ومعاشرتهم المعاشرة الطيبة.

فوائد الحديث:

١. فضيلة تقوى الله وحسن الخلق.
٢. أن الإنسان قد يجذب الناس ويحببهم به بدون مال إنما بطلاقة الوجه.
٣. أن طلاقة الوجه وحسن الخلق من أفضل وأنجح الوسائل للدعوة إلى الله.
٤. يستفاد من الحديث أنه ينبغي حسن معاشرة الناس ومخالطتهم والتبسم لهم، وطلاقة الوجه معهم.

المصادر والمراجع:

المستدرك على الصحيحين، لأبي عبد الله الحاكم محمد بن عبد الله بن محمد بن حمدويه النيسابوري المعروف بابن البيع، تحقيق: مصطفى عبد القادر عطا، ط دار الكتب العلمية - بيروت-الطبعة: الأولى، ١٤١١ - ١٩٩٠ صحيح الترغيب والترهيب، لمحمد ناصر الدين الألباني، ط مكتبة المعارف – الرياض. توضيح الأحكام من بلوغ المرام، الشيخ عبد الله بن عبد الرحمن البسام، ط مكتبة الأسد الإسلامية، الطبعة الخامسة.١٤٢٣ هـ - ٢٠٠٣ م. منحة العلام في شرح بلوغ المرام، الشيخ عبد الله بن صالح الفوزان، ط دار ابن الجوزي، الطبعة الأولى ١٤٢٨. تسهيل الإلمام بفقه الأحاديث من بلوغ المرام، الشيخ صالح الفوزان بن عبد الله الفوزان، طبعة الرسالة. فتح ذي الجلال والإكرام، الشيخ محمد بن صالح العثيمين، ط المكتبة الإسلامية، الطبعة الأولى. سبل السلام بشرح بلوغ المرام، للإمام محمد بن إسماعيل الصنعاني، ط دار الحديث.

الرقم الموحد: (5500)

إن الأشعريين إذا أرملوا في الغزو، أو قل طعام عيالهم بالمدينة

اشعری قبیلے کے لوگ جب کسی جنگ میں مفلس ہوجائیں یا پھر مدینہ میں ان کے پاس اپنے اہل و عیال کے لیے توشہ کم ہوجاتے!

١٥٥٩. الحديث:

عن أبي موسى الأشعري -رضي الله عنه- قال: قال رسول الله -صلى الله عليه وسلم-: "إنَّ الأشعريين إذا أرمَلُوا في الغَزْوِ، أو قلَّ طعامُ عِيالِهِم بالمدينةِ، جَمَعُوا ما كان عندهم في ثوبٍ واحدٍ، ثم اقتَسَمُوه بينهم في إناءٍ واحدٍ بالسَّوِيَّةِ، فَهُم مِنِّي وأنا مِنهُم".

١٥٥٩. حدیث :

ابو موسی - رضی اللہ عنہ - بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا : ''اشعری قبیلے کے لوگ جب کسی جنگ میں مفلس ہوجائیں یا پھر مدینہ میں ان کے پاس اپنے اہل و عیال کے لیے توشہ کم ہوجائے تو ان کے پاس جو کچھ بھی ہوتا ہے اسے وہ ایک کپڑے میں جمع کر لیتے ہیں اور پھر اسے ایک برتن میں ڈال کر اپنے مابین برابر تقسیم کر لیتے ہیں - چنانچہ وہ مجھ سے ہیں اور میں ان سے ہوں - "

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ : صحیح

المعنى الإجمالي:

إن الأشعريين وهم قوم أبي موسى رضي الله عنه إذا قل طعامهم أو كانوا في الغزو للجهاد في سبيل الله جمعوا طعامهم واقتسموه بينهم بالمساواة، فلذلك استحقوا أن ينسبوا إلى رسول الله صلى الله عليه وسلم نسبة شرف ومحبة وهو كذلك منهم عليه السلام على طريقتهم في هذا الخلق العظيم من الإيثار ولزوم الطاعة

اجمالی معنی :

اشعری لوگ ابو موسی اشعری - رضی اللہ عنہ - کے قبیلے کے لوگ ہیں - جب ان کے پاس کھانے کی کمی ہوتی یا پھر وہ اللہ کے راستے میں جہاد پر ہوتے تو اپنے کھانے کو اکٹھا کر کے برابر برابر باہم تقسیم کر لیتے - اپنے اس فعل کی وجہ سے وہ اس بات کے سزاوار ٹھہرے کہ ان کی رسول اللہ ﷺ کی طرف شرف و محبت کی نسبت ہو اور آپ ﷺ بھی انہی میں سے ہیں یعنی ایثار و فرمانبرداری کے عظیم اخلاقی صفت کی راہ پر گامزن ہیں -

---

راوي الحديث: متفق عليه.

التخريج: أبو موسى الأشعري –رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- الأشعريون : هم قبيلة باليمن، منهم أبو موسى الأشعري رضي الله عنه.
- أرملوا : فرغ زادُهم، أو قارب الفراغ.
- في الغزو : الخروج لقتال العدو.
- بالسوية : بالعدل و النصيفة.
- فهم مني : قريبون خلقاً وهدياً.

فوائد الحديث:

١. بيان فضيلة الأشعريين.
٢. جواز تحديث الرجل بمناقب قومه.
٣. فضيلة الإيثار والمواساة.
٤. استحباب خلط الزاد في السفر والحضر أيضاً.
٥. جواز التأمين التعاوني، وهو أن يدفع أفراد أموالًا تعطى للمحتاج منهم، ويكون الفائض لصالح الجميع.

المصادر والمراجع:

صحيح البخاري , ترقيم محمد فؤاد عبد الباقي, دار طوق النجاة, الطبعة: الأولى، ١٤٢٢هـ. صحيح مسلم, ترقيم محمد فؤاد عبد الباقي, دار إحياء التراث العربي, بيروت. فتح الباري لابن حجر العسقلاني ,رقم كتبه وأبوابه وأحاديثه: محمد فؤاد عبد الباقي- قام بإخراجه وصححه وأشرف على طبعه: محب الدين الخطيب- عليه تعليقات العلامة: عبد العزيز بن عبد الله بن باز.دار المعرفة, ط بدون, ١٣٧٩ه. شرح مسلم للنووي, دار إحياء التراث, ط٢, ١٣٩٢ه. تطريز رياض الصالحين لفيصل بن عبد العزيز المبارك النجدي, تحقيق: عبد العزيز آل حمد, دار العاصمة , الطبعة: الأولى، ١٤٢٣هـ بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين لسليم الهلالي, دار ابن الجوزي،الطبعة الأولى ١٤١٨ه. شرح رياض الصالحين لابن عثيمين , دار الوطن للنشر، الرياض, الطبعة: ١٤٢٦ هـ كنوز رياض الصالحين بإشراف حمد العمار, دار كنوز إشبيليا, الطبعة الأولى, ١٤٣٠ه . نزهة المتقين شرح رياض الصالحين لمجموعة من الباحثين, مؤسسة الرسالة, الطبعة الرابعة عشرة, ١٤٠٧ه..

الرقم الموحد: (5543)

إن الدين يسر، ولن يشاد الدين إلا غلبه، فسددوا وقاربوا وأبشروا، واستعينوا بالغدوة والروحة وشيء من الدلجة

بیشک دین آسان ہے۔ جو شخص دین میں سختی اختیار کرے گا تو دین اس پر غالب آجائے گا۔ چنانچہ اپنے عمل میں راستگی اختیار کرو، اورجہاں تک ممکن ہو میانہ روی برتو اور خوش ہو جاؤ، اور صبح وشام اور کسی قدر رات میں (عبادت سے) مدد حاصل کرو۔

١٥٦٠. الحديث:

عن أبي هريرة -رضي الله عنه- قال: قال النبي -صلى الله عليه وسلم-: «إن الدين يسر، ولن يشاد الدين إلا غلبه، فسددوا وقاربوا وأبشروا، واستعينوا بالغدوة والروحة وشيء من الدلجة». وفي رواية: «سددوا وقاربوا، واغدوا وروحوا، وشيء من الدلجة، القصد القصد تبلغوا».

١٥٦٠. حدیث:

ابوہریرہ-رضی اللہ عنہ- سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: بیشک دین آسان ہے، جو شخص دین میں سختی اختیار کرے گا تو دین اس پر غالب آ جائے گا۔ چنانچہ اپنے عمل میں راستگی اختیار کرو، جہاں تک ممکن ہو میانہ روی برتو اور خوش ہو جاؤ، اور صبح وشام اور کسی قدر رات میں (عبادت سے) مدد حاصل کرو۔ ایک اور روایت میں ہے کہ "تم کو چاہیے کہ درستی کے ساتھ عمل کرو اور میانہ روی اختیار کرو۔ صبح اور شام، اسی طرح رات کو ذرا سا چل لیا کرو اور اعتدال کے ساتھ چلا کرو منزل مقصود کو پہنچ جاؤ گے۔"

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

لا يتعمق أحد في الأعمال الدينية ويترك الرفق إلا عجز وانقطع عن عمله كله أو بعضه فتوسطوا من غير مبالغة وقاربوا إن لم تستطيعوا العمل بالأكمل فاعملوا ما يقرب منه وأبشروا بالثواب على العمل الدائم وإن قل واستعينوا على تحصيل العبادات بفراغكم ونشاطكم. قال النووي: قوله: "الدين" هو مرفوع على ما لم يسم فاعله، وروي منصوبًا، وروي: "لن يشاد الدين أحد" وقوله -صلى الله عليه وسلم-: "إلا غلبه": أي: غلبه الدين وعجز ذلك المشاد عن مقاومة الدين لكثرة طرقه. والأمر بالغدو، وهو السير أول النهار، والرواح، وهو السير آخر النهار، والدلجة، وهي السير في الليل من باب التشبيه، شبه المسلم في سيره على الصراط المستقيم بالإنسان في عمله الدنيوي، ففي حال الإقامة يعمل طرفي النهار، ويرتاح قليلًا، وفي حال السفر يسير بالليل وإذا تعب نزل وارتاح، وكذلك السير إلى الله -تعالى-.

اجمالی معنی:

جب بھی کوئی شخص دینی اعمال کی گہرائی میں جانے کی کوشش کرتا ہے اور نرمی کو چھوڑ دیتا ہے تو وہ بالآخر عاجز آ جاتا ہے اور نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ اس کا سارا عمل یا اس کا کچھ حصہ سرے سے چھوٹ جاتا ہے۔ چنانچہ مبالغہ کے بجائے میانہ روی اپناؤ اور اگر عمل کو پورے طرح سے انجام نہ دے سکو تو ایسا عمل کرو جو اس کے قریب تر ہو اور دائمی عمل کے ثواب کی نوید پر خوش ہو جاؤ اگرچہ وہ کم ہی ہو اور اپنی فراغت اور چستی کے اوقات میں عبادات کر کے ان سے مدد حاصل کرو۔ امام نووی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ "الدین" کا لفظ نائب فاعل ہے۔ اسے حالت نصبی کے ساتھ بھی پڑھا گیا ہے یعنی "لن یشادَ الدینَ اَحدٌ" (یعنی دین پر کوئی غالب نہیں آسکتا)۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ: "وہ اس پر غالب ہو جاتا ہے۔" یعنی دین اس پر غالب آ جاتا ہے اور وہ سختی برتنے والا شخص دین کے کئی راستے ہونے کی وجہ سے اس کے مقابلے سے عاجز آ جاتا ہے۔

راوي الحديث: رواه البخاري.

التخريج: أبو هريرة -رضي الله عنه-
مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- يشاد : يكلف نفسه من العبادة فوق طاقته والمشادة المغالبة.
- الغدوة : سير أول النهار.
- الروحة : آخر النهار.
- الدلجة : آخر الليل.
- سددوا : أي: التزموا السداد وهو التوسط في العمل.
- قاربوا : إذا لم تستطيعوا الأخذ بالأكمل فاعملوا ما يقرب منه.
- القصد : لزوم التوسط في الأمر.

فوائد الحديث:

١. القصد في العبادة يوصل إلى مرضاة الرب ودوام القيام بعبوديته.
٢. على العابد أن يختار أوقات النشاط في العبادة وليصل نشاطه.
٣. كل متنطع في الدين ينقطع لأن غلوه يؤدي إلى الملل, والمبالغة في التطوع يعقبها الفتور.
٤. الإسلام دين يسر ورفع الحرج وهذا من خصائص هذه الأمة.
٥. الأخذ بالرخص الشرعية في وقتها.

المصادر والمراجع:

صحيح البخاري, تأليف: محمد بن إسماعيل البخاري, تحقيق: محمد زهير بن ناصر الناصر, دار طوق النجاة ترقيم محمد فؤاد عبدالباقي, ط ١٤٢٢.
رياض الصالحين, تأليف أبي زكريا يحي بن شرف النووي, تحقيق: عصام موسى هادي, وزارة الأوقاف والشؤون الإسلامية بقطر, ط ٤ عام ١٤٢٨.
بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين, تأليف: سليم بن عيد الهلالي, دار ابن الجوزي. تطرز رياض الصالحين, تأليف: فيصل مبارك, دار العاصمة, ط١٤٢٣ - ٢٠٠٢.

الرقم الموحد: (5795)

إن الرفق لا يكون في شيء إلا زانه، ولا ينزع من شيء إلا شانه	نرمی جس چیز میں بھی ہوتی ہے، اسے مزین کردیتی ہے اور جس چیز سے بھی کھینچ لی جاتی ہے، اسے بدنما اور عیب دار کردیتی ہے۔
١٥٦١. الحديث: عن عائشة -رضي الله عنها- أن النبي -صلى الله عليه وسلم- قال: «إن الرفق لا يكون في شيء إلا زانه، ولا ينزع من شيء إلا شانه».	**١٥٦١. حدیث:** ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا : ”نرمی جس چیز میں بھی ہوتی ہے، اسے مزیّن کردیتی ہے اور جس چیز سے بھی کھینچ لی جاتی ہے، اسے بدنما اور عیب دار کردیتی ہے“۔
درجة الحديث: صحيح	**حدیث کا درجہ:** صحیح
المعنى الإجمالي: صاحب الرفق يدرك حاجته أو بعضها أما صاحب العنف لا يدركها وإن أدركها فبمشقة.	**اجمالی معنی:** نرمی کرنے والا اپنی حاجت یا اس کا کچھ حصہ پالیتا ہے۔ لیکن سختی کرنے والا اپنی حاجت کو نہیں پاتا، اگر پاتا بھی ہے، تو مشقت کے ساتھ۔

راوي الحديث: رواه مسلم.

التخريج: عائشة -رضي الله عنها-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- الرفق : لين الجانب بالقول والفعل.
- زانه : حسنه وجمله.
- شانه : عابه وقبحه.

فوائد الحديث:

١. ضرورة التحلي بالرفق فإنه يزين المرء ويجمله في أعين الناس وعند الله تعالى.

٢. البعد عن العنف والشدة والغلظة لأنها تشين صاحبها عند الناس وعند الله سبحانه.

المصادر والمراجع:

صحيح مسلم, تأليف: مسلم بن حجاج النيسابوري, تحقيق: محمد فؤاد عبدالباقي, دار إحياء التراث العربي. بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين, تأليف: سليم بن عيد الهلالي, دار ابن الجوزي. تطرز رياض الصالحين, تأليف: فيصل مبارك, دار العاصمة, ط١٤٢٣ – ٢٠٠٢.

الرقم الموحد: (5796)

إن الله -عز وجل- يقول يوم القيامة يا ابن آدم مرضت فلم تعدني

بے شک قیامت والے دن اللہ تعالیٰ فرمائے گا: اے آدم کے بیٹے! میں بیمار ہوا اور تونے میری بیمار پرسی نہیں کی۔

١٥٦٢. الحديث:

عن أبي هريرة-رضي الله عنه-قال: قَالَ رسولُ الله -صلى الله عليه وسلم-: "إنَّ اللهَ -عز وجل- يَقُولُ يَومَ القِيَامَةِ: يَا ابْنَ آدَمَ، مَرِضْتُ فَلَمْ تَعُدنِي! قَالَ: يَا رَبِّ، كَيْفَ أعُودُكَ وَأنْتَ رَبُّ العَالَمِينَ؟!، قَالَ: أمَا عَلِمْتَ أنَّ عَبْدِي فُلاَناً مَرِضَ فَلَمْ تَعُدْهُ! أمَا عَلِمتَ أنَّكَ لَوْ عُدْتَهُ لَوَجَدْتَنِي عِنْدَهُ! يَا ابْنَ آدَمَ، اسْتَطْعَمْتُكَ فَلَمْ تُطْعِمنِي! قَالَ: يَا رَبِّ، كَيْفَ أطْعِمُكَ وَأنْتَ رَبُّ العَالَمِينَ؟! قَالَ: أمَا عَلِمْتَ أنَّهُ اسْتَطْعَمَكَ عَبْدِي فُلانٌ فَلَمْ تُطْعِمْهُ! أمَا عَلِمْتَ أنَّكَ لَوْ أطْعَمْتَهُ لَوَجَدْتَ ذَلِكَ عِنْدِي! يَا ابْنَ آدَمَ، اسْتَسْقَيْتُكَ فَلَمْ تَسْقِنِي! قَالَ: يَا رَبِّ، كَيْفَ أسْقِيكَ وَأنْتَ رَبُّ العَالَمَينَ؟! قَالَ: اسْتَسْقَاكَ عَبْدِي فُلاَنٌ فَلَمْ تَسْقِهِ! أمَا عَلِمْتَ أنَّكَ لَوْ سَقَيْتَهُ لَوَجَدْتَ ذَلِكَ عِنْدِي".

١٥٦٢. حدیث:

ابوہریرہ-رضی اللہ عنہ-سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا: "بے شک قیامت کے دن اللہ تعالیٰ فرمائے گا اے آدم کے بیٹے! میں بیمار ہوا تو نے میری بیمار پُرسی نہیں کی۔ وہ کہے گا: اے میرے رب میں کیسے آپ کی بیمار پرسی کرتا آپ تو رب العالمین ہیں؟! اللہ تعالیٰ فرمائے گا: کیا تو یہ نہیں جانتا کہ میرا فلاں بندہ بیمار ہوا اور تُو نے اس کی بیمار پرسی نہیں کی! کیا تو یہ نہیں جانتا کہ اگر تو اس کی بیمار پرسی کرتا تو مجھے اس کے پاس پاتا! اے آدم کے بیٹے، میں نے تجھ سے کھانا مانگا تو تُو نے مجھے نہیں کھلایا! وہ کہے گا: اے میرے رب، میں کیسے آپ کو کھانا کھلاتا آپ تو رب العالمین ہیں؟! اللہ تعالیٰ فرمائے گا: کیا تو یہ نہیں جانتا کہ میرے فلاں بندے نے تجھ سے کھانا مانگا تو تُو نے اسے کھانا نہیں کھلایا! کیا تُو یہ نہیں جانتا کہ اگر تُو اسے کھانا کھلاتا تو اس کا اجر مجھ سے پاتا! اے آدم کے بیٹے، میں نے تجھ سے پینے کو کچھ مانگا تو نے مجھے نہیں پلایا! وہ کہے گا: اے میرے رب میں کیسے آپ کو پلاتا آپ تو رب العالمین ہیں؟! اللہ تعالیٰ فرمائے گا: کیا تو یہ نہیں جانتا کہ میرے فلاں بندے نے تجھ سے پینے کو کچھ مانگا اور تُو نے اسے نہیں پلایا! کیا تُو یہ نہیں جانتا کہ اگر تُو اسے پلاتا تو اس کا اجر مجھ سے پاتا!

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

عن أبي هريرة -رضي الله عنه- أن النبي -صلى الله عليه وسلم- قال: "يقول الله تعالى يوم القيامة: يا ابن آدم مرضت فلم تعدني، قال: كيف أعودك، وأنت رب العالمين"، يعني: وأنت لست بحاجة إلي حتى أعودك، قال: أما علمت أن عبدي فلاناً مرض فلم تعده، أما إنك لو عدته لوجدتني عنده. هذا الحديث ليس فيه إشكال في قوله تعالى: مرضت فلم تعدني؛ لأن الله تعالى يستحيل عليه المرض؛ لأن المرض صفة نقص والله سبحانه وتعالى منزه عن كل نقص، لكن المراد بالمرض مرض عبد من عباده الصالحين وأولياء الله سبحانه وتعالى هم خاصته، ولهذا قال: أما إنك لو عدته لوجدتني عنده، ولم يقل لوجدت ذلك عندي

اجمالی معنیٰ:

ابوہریرہ-رضی اللہ عنہ-سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: "بے شک قیامت کے دن اللہ تعالیٰ فرمائے گا اے آدم کے بیٹے! میں بیمار ہوا تو نے میری بیمار پرسی نہیں کی۔ وہ کہے گا: اے میرے رب میں کیسے آپ کی بیمار پرسی کرتا آپ تو رب العالمین ہیں؟! یعنی آپ کو تو ضرورت نہیں ہے کہ میں آپ کی بیمار پرسی کرتا، اللہ تعالیٰ فرمائے گا: کیا تو یہ نہیں جانتا کہ میرا فلاں بندہ بیمار ہوا اور تُو نے اس کی بیمار پرسی نہیں کی! کیا تو یہ نہیں جانتا کہ اگر تُو اس کی بیمار پرسی کرتا تو مجھے اس کے پاس پاتا! اس حدیث میں کوئی اشکال نہیں جو اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ میں بیمار ہوا تو تُو نے میری بیمار پرسی نہیں کی؛ کیوں کہ اللہ تعالیٰ کو کسی بیماری کا لاحق ہونا ناممکن ہے؛ کیوں کہ بیمار ہونا صفتِ نقص ہے جب کہ اللہ تعالیٰ ہر قسم کے عیبوں سے پاک ہے، لیکن یہاں بیماری سے مراد اس کے نیک اور صالح بندوں میں سے کسی بندے کا بیمار ہونا ہے جو کہ اس کے خاص لوگ ہوتے ہیں، اسی

كما قال في الطعام والشراب، بل قال: لوجدتني عنده، وهذا يدل على قرب المريض من الله عز وجل، ولهذا قال العلماء: إن المريض حري بإجابة الدعاء إذا دعا لشخص أو دعا على شخص. قوله: "يا ابن آدم استطعمتك فلم تطعمني"، يعني طلبت منك طعاماً فلم تطعمني، ومعلوم أن الله تعالى لا يطلب الطعام لنفسه لقول الله تبارك وتعالى: "وهو يُطعِم ولا يُطعَم" الأنعام: ١٤، فهو غني عن كل شيء لا يحتاج لطعام ولا شراب، لكن جاع عبد من عباد الله فعلم به شخص فلم يطعمه، قال الله تعالى: "أما إنك لو أطعمته لوجدت ذلك عندي"، يعني: لوجدت ثوابه عندي مدخراً لك الحسنة بعشر أمثالها إلى سبعمائة ضعف إلى أضعاف كثيرة. قوله: "يا ابن آدم استسقيتك"، أي: طلبت منك أن تسقيني فلم تسقيني، قال: "كيف أسقيك وأنت رب العالمين؟"، يعني: لست في حاجة إلى طعام ولا شراب، قال: "أما علمت أن عبدي فلاناً ظمئ أو استسقاك فلم تسقه، أما علمت أنك لو سقيته لوجدت ذلك عندي"، إسقاءُ من طلب منك السقيا فأسقيته يجعلك تجد ذلك عند الله مدخراً الحسنة بعشر أمثالها إلى سبعمائة ضعف إلى أضعاف كثيرة.

لیے اللہ تعالیٰ نے فرمایا : کیا تو یہ نہیں جانتا کہ اگر تُو اس کی بیمار پرسی کرتا تو مجھے اس کے پاس پاتا! اور یہ نہیں فرمایا کہ تُو اس کا اجر میرے پاس پاتا جیسا کہ آگے چل کر کھانے اور پینے کے بارے میں فرمایا، بلکہ یہاں تو یہ فرمایا کہ تُو مجھے اس کے پاس پاتا، اور یہ بات مریض کی اللہ تعالیٰ سے قربت پر دلالت کرتی ہے، اسی لیے علماء کا کہنا ہے کہ مریض کا کسی شخص کے لیے دعاء یا بد دعاء کرنا اللہ تعالیٰ کے ہاں سنا جاتا ہے۔ اللہ کا یہ فرمان : "اے آدم کے بیٹے، میں نے تجھ سے کھانا مانگا اور تُو نے مجھے نہیں کھلایا! یعنی میں نے تجھ سے کھانا مانگا اور تُو نے مجھے نہیں کھلایا، یہ تو بات تو طے شدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے لیے تو کھانا طلب نہیں کرتا اس کا فرمان ہے : اور جو کہ کھانے کو دیتا ہے اور اس کو کوئی کھانے کو نہیں دیتا" ("الأنعام : ١٤) وہ ہر چیز سے بے نیاز ہے اسے نہ کھانے کی ضرورت ہے نہ تو پینے کی حاجت ہے، لیکن دنیا میں اس کے بندوں میں سے کسی بندے کو بھوک لگی تو ایک شخص نے باوجود جاننے کے اسے کھانا نہ کھلایا تو ارشاد فرمایا : اگر تُو اسے کھانا کھلاتا تو اس کا اجر مجھ سے پاتا"، یعنی اس کھلانے کا ثواب میرے پاس میرے خزانوں سے پاتا میرے پاس ایک نیکی کا ثواب دس گنا سے لے کر سات سو گنا تک بلکہ اس سے بھی زیادہ ہوتا ہے۔ اللہ کا یہ فرمان : "اے آدم کے بیٹے، میں نے تجھ سے پینے کو کچھ مانگا تو تُو نے مجھے نہیں پلایا"، یعنی میں نے تجھ سے پینے کی کوئی چیز مانگی تو تُو نے مجھے نہیں دی تو بندہ کہے گا : "میں کیسے آپ کو پلاتا آپ تو رب العالمین ہیں؟" یعنی آپ کو تو کھانے پینے کی ضرورت ہی نہیں، تو اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائے گا : "کیا تو یہ نہیں جانتا کہ میرے فلاں بندے کو پیاس لگی یا اس نے تجھ سے پانی مانگا، اور تو نے اسے نہیں پلایا، کیا تُو یہ نہیں جانتا کہ اگر تُو اسے پانی پلاتا تو اس کا اجر مجھ سے پاتا"، اس میں اس بات کی دلیل ہے کہ اگر کوئی پیاسا آپ سے پانی مانگے تو اسے پانی پلانے پر آپ کو اللہ تعالیٰ کے ہاں اس پلانے کا ثواب (خزانوں میں) جمع ہوگا، ایک نیکی کا ثواب دس گنا سے لے کر سات سو گنا تک بلکہ اس سے بھی زیادہ۔

راوي الحديث: رواه مسلم.

التخريج: أبو هريرة -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- استسقيتك : طلبتُ منك السقيا لعبدي.
- استطعمتك : طلبت منك الطعام لعبدي.

فوائد الحديث:

١. إثبات صفة الكلام لله -تعالى-.

٢. الحث على عيادة المريض وإطعام الطعام وبذل الماء لمن يحتاج إليه.

٣. الحسنات لا تضيع، وأنها عند الله بمكان.

٤. الحديث حجة تبطل عقيدة الحلول والاتحاد، فهو ظاهر في العيادة والإطعام والإسقاء حيث أثبت عبد ومعبود، ورب ومربوب، وخالق ومخلوق، تعالى الله عما يصفون علواً كبيراً.

المصادر والمراجع:

نزهة المتقين شرح رياض الصالحين لمجموعة من الباحثين, مؤسسة الرسالة, الطبعة الرابعة عشر, ١٤٠٧ه. تطريز رياض الصالحين لفيصل بن عبد العزيز المبارك النجدي, تحقيق: عبد العزيز آل حمد, دار العاصمة , الطبعة: الأولى، ١٤٢٣هـ بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين لسليم الهلالي. دار ابن الجوزي. شرح رياض الصالحين لابن عثيمين , دار الوطن للنشر، الرياض, الطبعة: ١٤٢٦ هـ صحيح مسلم, ترقيم محمد فؤاد عبد الباقي, دار إحياء التراث العربي, بيروت.

الرقم الموحد: (5544)

إن الله رفيق يحب الرفق في الأمر كله

١٥٦٣. الحديث:

عن عائشة -رضي الله عنها- قالت: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: «إن الله رفيق يحب الرفق في الأمر كله». قال النبي صلى الله عليه وسلم: «إن الله رفيق يحب الرفق، ويعطي على الرفق، ما لا يعطي على العنف، وما لا يعطي على ما سواه»

درجة الحديث: صحيح

المعنى الإجمالي:

إن الله رفيق يحب أن تكون كل الأمور برفق ويحب من عباده من كان رفيقاً بخلقه لين الجانب حسن التعامل ويثيب على ذلك ما لا يثيب على العنف والشدة، وهو رفيق في جميع الأمور، فهذا خلق عظيم ومحبوب لله سبحانه وتعالى، فالمسلم ينبغي له أن يتصف به دائمًا.

یقیناً اللہ تعالیٰ نرمی کرنے والا ہے اور ہر چیز میں نرمی کو پسند کرتا ہے۔

١٥٦٣. حدیث:

اُم المؤمنین عائشہ - رضی اللہ عنہا - سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”یقیناً اللہ تعالیٰ نرمی کرنے والا ہے اور ہر چیز میں نرمی کو پسند کرتا ہے“۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”اللہ نرمی کرنے والا ہے اور نرمی کو پسند کرتا ہے اور نرمی کرنے پر وہ سب کچھ عطا کرتا ہے جو سختی کرنے پر عطا نہیں کرتا ہے اور نہ ہی اس کے علاوہ کسی اور چیز پر عطا کرتا ہے“۔

حدیث کا درجہ: صحیح

اجمالی معنی:

اللہ تعالیٰ نرمی کرنے والا ہے اور تمام کاموں میں نرمی کو پسند کرتا ہے اور اپنے بندوں کے لیے یہ پسند کرتا ہے کہ وہ مخلوق پر نرم دل ہو، متانت کرنے والا اور بہتر معاملہ کرنے والا ہو اور اس پر اللہ وہ اجر دے گا جو سختی اور شدت پر نہیں دیتا۔ اللہ تمام امور میں نرمی کرنے والا ہے۔ یہ ایک عظیم اخلاقی صفت ہے اور اللہ تعالیٰ کو بہت محبوب ہے۔ اس لیے مسلمان کو چاہیے کہ وہ اس صفت کے ساتھ ہمیشہ متصف رہے۔

راوي الحديث: متفق عليه

التخريج: عائشة رضي الله عنها.

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين

معاني المفردات:

- يعطي على الرفق : أي: يثيب على لين الجانب.
- العنف : الشدة والمشقة.
- الرفق : لين الجانب

فوائد الحديث:

١. إثبات صفة الرفق والمحبة لله تعالى، وإثبات اسم الرفيق.
٢. علو منزلة الرفق بين مكارم الأخلاق.
٣. الرفيق يستحق الثناء الجميل والأجر الجزيل من الله تعالى.
٤. تقبيح صورة العنف والشدة والغلظة حيث إن صاحبها محروم من الخير.

المصادر والمراجع:

الجامع المسند الصحيح (صحيح البخاري)، تأليف: محمد بن إسماعيل البخاري، تحقيق: محمد زهير بن ناصر الناصر، دار طوق النجاة ترقيم محمد فؤاد عبدالباقي، ط ١٤٢٢ المسند الصحيح (صحيح مسلم)، تأليف: مسلم بن حجاج النيسابوري، تحقيق: محمد فؤاد عبدالباقي، دار إحياء التراث العربي. بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين، تأليف: سليم بن عيد الهلالي، دار ابن الجوزي. المنهاج شرح صحيح مسلم بن الحجاج، تأليف: أبو زكريا محيي الدين يحيى بن شرف النووي، الناشر: دار إحياء التراث العربي، ط٢ عام ١٣٩٢.

الرقم الموحد: (5797)

إن الله ليرضى عن العبد أن يأكل الأكلة، فيحمده عليها، أو يشرب الشَّربة، فيحمده عليها	اللہ تعالیٰ بندے کی اس بات سے خوش ہوتا ہے کہ وہ لقمہ کھائے اور اس پر اللہ کی حمد وثنا کرے یا پانی کا گھونٹ پیۓ اور اس پر اللہ کی حمد وثنا کرے۔
١٥٦٤. الحديث: عن أنس بن مالك -رضي الله عنه- مرفوعاً: «إن الله ليرضى عن العبد أن يأكل الأكلة، فيحمده عليها، أو يشرب الشَّربة، فيحمده عليها».	**١٥٦٤. حدیث:** انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ بندے کی اس بات سے خوش ہوتا ہے کہ وہ لقمہ کھائے اور اس پر اللہ کی حمد وثنا کرے یا پانی کا گھونٹ پیۓ اور اس پر اللہ کی حمد وثنا کرے۔
درجة الحديث: صحيح	**حدیث کا درجہ:** صحیح
المعنى الإجمالي: إن من أسباب مرضاة الله سبحانه شكره على الأكل والشرب فهو سبحانه وحده المتفضل بهذا الرزق.	**اجمالی معنی:** اللہ تعالی کو راضی کرنے کے اسباب میں سے ایک یہ ہے کہ کھانے پینے پر اس کا شکر بجالایا جائے۔ اللہ ہی تو ہے جو اپنے فضل سے یہ رزق دیتا ہے۔

راوي الحديث: رواه مسلم
التخريج: أنس بن مالك
مصدر متن الحديث: رياض الصالحين

معاني المفردات:

- الأَكْلَة : هي المرة الواحدة من الأكل كالغداء والعشاء، والقول الثاني أنها اللقمة الواحدة.
- الشَّرْبة : هي المرة الواحدة من الشراب، وفيه قولان كالأكلة.

فوائد الحديث:

١. إثبات صفة الرضى لله سبحانه وتعالى.
٢. أن رضى الله قد ينال بأدنى سبب كالحمد بعد الأكل والشرب.
٣. الحث على شكر الله عز وجل وأنه سبب لرضاه, وأن الشكر طريق للنجاة والقبول.
٤. بيان أدب من آداب الطعام والشراب.
٥. بيان كرم الله عز وجل فقد تفضل عليك بالرزق ورضي عنك بالحمد.
٦. السنة تحصل بقول: الحمد لله.

المصادر والمراجع:

المسند الصحيح (صحيح مسلم), تأليف: مسلم بن حجاج النيسابوري, تحقيق: محمد فؤاد عبدالباقي, دار إحياء التراث العربي. نزهة المتقين شرح رياض الصالحين, تأليف: مصطفى الخن ومصطفى البغا ومحي الدين مستو وعلي الشربجي ومحمد لطفي, مؤسسة الرسالة, ط ١٤ عام ١٤٠٧ - ١٩٨٧ دليل الفالحين لطرق رياض الصالحين, تأليف: محمد بن علان الصديقي الشافعي, دار الكتاب العربي. بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين, تأليف: سليم بن عيد الهلالي, دار ابن الجوزي. شرح رياض الصالحين من كلام سيد المرسلين, تأليف: محمد بن صالح العثيمين, مدار الوطن بإشراف المؤسسة, ط ١٤٢٥ كنوز رياض الصالحين, رئيس الفريق العلمي: حمد العمار, دار كنوز إشبيليا, ط١٤٣٠ - ٢٠٠٩ تطرز رياض الصالحين, تأليف: فيصل مبارك, دار العاصمة, ط١٤٢٣ - ٢٠٠٢

الرقم الموحد: (5798)

١٥٦٥. الحديث:

عن هشام بن حكيم بن حزام -رضي الله عنهما-: أنه مَرَّ بالشَّام على أُناس من الأَنْبَاطِ، وقد أُقيموا في الشمس، وصُبَّ على رؤوسهم الزَّيْتُ! فقال: ما هذا؟ قيل: يُعَذَّبُون في الخَرَاج - وفي رواية: حُبِسُوا في الجِزْيَةِ - فقال هشام: أَشْهَدُ لسَمِعْتُ رسول الله -صلى الله عليه وسلم- يقول: «إن الله يُعَذِّب الَّذِينَ يُعَذِّبُونَ الناس في الدنيا». فدخل على الأمير، فحدثه، فأمر بهم فَخُلُّوا.

١٥٦٥. حدیث:

ہشام بن حکیم بن حزام رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ ان کا ملکِ شام کے کچھ عجمی کاشت کار لوگوں پر سے گزر ہوا، جنہیں دھوپ میں کھڑا کیا گیا تھا اور ان کے سروں پر تیل بہایا گیا تھا۔ انہوں نے پوچھا: یہ کیا ماجرا ہے؟ جواب دیا گیا کہ: خراج کی وجہ سے (یعنی ٹیکس نہ ادا کرنے کے جرم میں) انہیں سزا دی جا رہی ہے۔ اور ایک روایت میں ہے: جزیہ کی وجہ سے انہیں قید کیا گیا ہے۔ ہشام نے کہا: میں گواہی دیتا ہوں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا ہے کہ: ''اللہ ایسے لوگوں کو عذاب دے گا جو دنیا میں لوگوں کو عذاب دیتے ہیں۔'' چناں چہ وہ امیر (گورنر) کے پاس گئے اور انہیں یہ حدیث سنائی، تو گورنر نے ان کی بابت حکم دیا اور انہیں چھوڑ دیا گیا۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

إن هشام بن حكيم بن حزام -رضي الله عنهما- مَرَّ بالشَّام على أُناس من فلاحين العجم، وقد أوقفوا في الشمس لتحرقهم، وزيادة في تعذيبهم صبَّ على رؤوسهم الزَّيْتُ؛ لأن الزَّيْت تشتد حرارته مع حرارة الشمس، فسأل هشام -رضي الله عنه- عن سبب تعذيبهم فأجابوه بأنهم لم يدفعوا ما عليهم من أجرة الأراضي التي يعملون عليها، وفي رواية: أنهم لم يدفعوا ما وجب عليهم من الجزية، فلما رأى هشام -رضي الله عنه- هذا التنكيل بهؤلاء الضعفاء قال -رضي الله عنه-: أشهد لسَمِعْتُ رسول الله -صلى الله عليه وسلم- يخبر أن من يُعَذِّبُون الناس ممن لا يستحق التعذيب، فإن الله تعالى يعذبهم يوم القيامة، جزاء وفاقًا، ثم بعد أن قال مقولته تلك: دخل على الأمير وأخبره بما سمعه من رسول الله -صلى الله عليه وسلم- فما كان من الأمير إلا أن تركهم في حالهم. ولكن لا يعني ذلك عدم عقوبة المخطئ وإيلامه بما يردعه ويكف شره، بل المنهي عنه هو التعذيب الزائد عن العقوبة المعتادة.

اجمالی معنی:

ہشام بن حکیم بن حزام رضی اللہ عنہما شام میں کچھ عجمی کسانوں کے پاس سے گزرے جنہیں جلانے کے لئے دھوپ میں کھڑا کیا گیا تھا اور ان کی سزا میں سختی لانے کے لئے ان کے سروں پر تیل انڈیلا گیا تھا اس لئے کہ سورج کی گرمی کے ساتھ تیل کی گرمی زور پکڑتی ہے۔ ہشام رضی اللہ عنہ نے ان کو عذاب دینے کی وجہ دریافت کی تو انہوں نے جواب دیا کہ یہ سب جس زمین پر کاشت کرتے ہیں اس کا کرایہ ابھی تک ادا نہیں کیے، اور ایک روایت میں ہے کہ: ان پر جو جزیہ واجب ہے اسے ادا نہیں کیے۔ جب ہشام رضی اللہ عنہ نے ان کمزور لوگوں کے ساتھ اس قدر سختی کو دیکھا تو آپ رضی اللہ عنہ نے کہا: میں گواہی دیتا ہوں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم خبر دے رہے تھے کہ جو لوگ دنیا میں ایسے لوگوں کو عذاب دیتے ہیں جو عذاب کے مستحق نہیں تو اللہ تعالی ایسے لوگوں کو قیامت کے دن مکمل بدلے کے طور پر عذاب دے گا۔ ہشام رضی اللہ عنہ اپنی بات کہنے کے بعد گورنر کے پاس گئے اور اس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث سنائی، گورنر کے پاس اس کے سوا کوئی چارہ نہیں تھا کہ ان کو چھوڑ دے۔ لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ قصوروار کو ایسی سزا نہ دی جائے جس سے وہ جرم سے باز آ جائے اور شر سے رک جائے۔ بلکہ جو بات ممنوع ہے وہ عام سزا سے زائد سزا دینے کے متعلق ہے۔

راوي الحديث: رواه مسلم.

التخريج: هشام بن حكيم بن حزام -رضي الله عنهما-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- الأَنْبَاط : الفلَّاحون من العَجم.
- الخَرَاج : ما يُفْرَض على الأرض المفتوحة من المال مقابل تركها في يد الدافع.
- الجِزْيَة : ما يُفْرَض على أهل الذمة.
- خُلُّوا : تُرِكوا من العَذاب.

فوائد الحديث:

١. الترهيب من تعذيب المساكين والضعفاء أكثر مما فعلوه من الخطأ.

٢. تحريم تعذيب الناس حتى الكفار بغير موجب شرعي.

٣. تحذير الظالمين من الظُلم.

٤. تمسك أصحاب رسول الله -صلى الله عليه وسلم- بالأمر بالمعروف والنهي عن المنكر.

٥. استحباب قبول الأمير النَّصِيحة من الرَّعِيَّة.

٦. الواجب على الرَّعِيَّة النصح للحاكم والأمير.

المصادر والمراجع:

نزهة المتقين، تأليف: جمعٌ من المشايخ، الناشر: مؤسسة الرسالة، الطبعة الأولى: ١٣٩٧هالطبعة الرابعة عشر ١٤٠٧هـ. كنوز رياض الصالحين، تأليف: حمد بن ناصر بن العمار، الناشر: دار كنوز أشبيليا، الطبعة الأولى: ١٤٣٠هـ. بهجة الناظرين، تأليف: سليم بن عيد الهلالي، الناشر: دار ابن الجوزي، سنة النشر: ٤١٨ هـ- ١٩٩٧م. صحيح مسلم، تأليف: مسلم بن الحجاج النيسابوري، تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي، الناشر: دار إحياء التراث العربي – بيروت. رياض الصالحين، تأليف : محيي الدين يحيى بن شرف النووي، تحقيق: د. ماهر بن ياسين الفحل، الطبعة: الأولى، ١٤٢٨هـ. صحيح البخاري، تأليق: محمد بن إسماعيل البخاري، تحقيق: محمد زهير الناصر، الناشر: دار طوق النجاة الطبعة: الأولى، ١٤٢٢هـ. دليل الفالحين، تأليف: محمد بن علان، الناشر: دار الكتاب العربي، نسخة الكترونية، لا يوجد بها بيانات نشر. مرقاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح، تأليف: علي بن سلطان القاري، الناشر: دار الفكر، الطبعة: الأولى، ١٤٢٢هـ. شرح رياض الصالحين، تأليف: محمد بن صالح العثيمين، الناشر: دار الوطن للنشر، الطبعة: ١٤٢٦هـ.

الرقم الموحد: (8888)

إن الله يحب العبد التقي الغني الخفي

اللہ تعالی اس بندے سے محبت رکھتا ہے جو پرہیزگار، مخلوق سے بے نیاز اور پوشیدہ حال ہو

١٥٦٦. الحديث:

عن سعد بن أبي وقاص -رضي الله عنه- مرفوعاً: "إنَّ اللهَ يُحبُّ العَبدَ التقيَّ الغنيَّ الخفيَّ".

١٥٦٦. حدیث:

سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت ہے کہ: ''بے شک اللہ تعالی اس بندے سے محبت رکھتا ہے جو متقی (پرہیزگار)، مخلوق سے بے نیاز اور پوشیدہ حال ہو۔''

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

بين النبي عليه الصلاة والسلام صفة الرجل الذي يحبه الله عز وجل فقال: "إن الله يحب العبد التقي الغني الخفي"، التقي: الذي يتقي الله عز وجل فيقوم بأوامره ويجتنب نواهيه، فيقوم بالفرائض ويجتنب المحرمات، وهو مع ذلك وصف بأنه غني استغنى بنفسه عن الناس غنى بالله عز وجل عمن سواه لا يسأل الناس شيئاً ولا يتعرض للناس بتذلل بل هو غني عن الناس مستغن بربه، لا يلتفت إلى غيره.، وهو خفي لا يظهر نفسه ولا يهتم أن يظهر عند الناس أو يشار إليه بالبنان أو يتحدث الناس عنه تجده من بيته إلى المسجد، ومن مسجده إلى بيته ومن بيته إلى أقاربه وإخوانه.

اجمالی معنی:

نبی کریم ﷺ نے اس آدمی کی صفت بیان کی ہے جسے اللہ تعالی محبوب رکھتا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''بے شک اللہ تعالیٰ متقی، بے نیاز اور پوشیدہ حال بندے سے محبت رکھتا ہے۔'' متقی: وہ شخص ہے جو اللہ تعالی سے ڈرتا ہے چنانچہ اس کے احکامات کو بجالاتا ہے اور اس کی ممانعتوں سے پرہیز کرتا ہے، فرائض کی ادائیگی کرتا ہے اور حرام امور سے گریز کرتا ہے۔ اس کے ساتھ ہی اس کی ایک صفت یہ بھی ہے کہ وہ غنی و بے نیاز ہے۔ وہ اپنے دل کے ساتھ لوگوں سے بے نیاز ہوتا ہے، اور اللہ عزوجل کی ذات کے ساتھ اس کے ماسوا سے بے نیاز ہوتا ہے۔ نہ تو وہ لوگوں سے کچھ مانگتا ہے اور نہ لوگوں کے سامنے لجاجت کرتا ہے۔ بلکہ وہ لوگوں سے بے نیاز ہوتا ہے، اس کا رب اس کے لئے کافی ہوتا ہے, وہ اس کے علاوہ کسی اور کی طرف متوجہ نہیں ہوتا ہے۔ نیز وہ پوشیدہ وگمنام ہوتا ہے، اپنے آپ کو ظاہر نہیں کرتا ہے اور نہ ہی اسے اس بات کی فکر ہوتی ہے کہ لوگوں کے سامنے وہ ظاہر ہو یا پھر انگلیوں سے اس کی طرف اشارہ کیا جائے یا لوگ اس کے بارے باتیں کریں۔ ایسا شخص آپ کو صرف اپنے گھر سے مسجد کی طرف اور مسجد سے گھر کی طرف یا پھر اپنے گھر سے اپنے عزیز واقارب اور بھائیوں کی طرف جاتا ہوا ملے گا۔

راوي الحديث: رواه مسلم.

التخريج: سعد بن أبي وقاص -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- التقي : الممتثل للأوامر، والمجتنب للنواهي.
- الغني : غني النفس، وغنى المال كذلك.
- الخفي : الخامل الذكر الذي لا يعرف بين الناس، المعتزل لهم، المنقطع لعبادة ربه.

فوائد الحديث:

١. فضل اعتزال الناس مع لزوم طاعة الله عند خوف الفتنة وفساد الناس.

٢. بيان الصفات المقتضية لمحبة الله لعباده، وهي التقوى والتواضع والرضى بما قسم الله.

٣. إثبات صفة المحبة لله –وهي على الوجه اللائق به–، وأنه يحب العبد الطائع.

المصادر والمراجع:

بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين لسليم الهلالي, دار ابن الجوزي- الطبعة الأولى١٤١٨ه. كنوز رياض الصالحين بإشراف حمد العمار, دار كنوز إشبيليا, الطبعة الأولى, ١٤٣٠ه. نزهة المتقين شرح رياض الصالحين لمجموعة من الباحثين, مؤسسة الرسالة, الطبعة الرابعة عشرة, ١٤٠٧ه. شرح رياض الصالحين لابن عثيمين,دار الوطن للنشر،الرياض, الطبعة: ١٤٢٦ هـ صحيح مسلم, ترقيم محمد فؤاد عبد الباقي, دار إحياء التراث العربي, بيروت.
رياض الصالحين للنووي, ت: الفحل, دار ابن كثير, الطبعة: الأولى، ١٤٢٨ هـ المنهاج شرح صحيح مسلم بن الحجاج, للإمام النووي دار إحياء التراث العربي, الطبعة الثانية , ١٣٩٢ه.

الرقم الموحد: (5545)

إن الله يرفع بهذا الكتاب أقوامًا ويضع به آخرين

١٥٦٧. الحديث:

عن عمر بن الخطاب -رضي الله عنه-: أن النبي -صلى الله عليه وسلم- قال: «إن اللهَ يَرفعُ بهذا الكِتابِ أقْواماً ويَضَعُ به آخَرِينَ».

درجة الحديث: صحيح

المعنى الإجمالي:

عن عمر بن الخطاب -رضي الله عنه- أن النبي -صلى الله عليه وسلم- قال: "إن الله يرفع بهذا الكتاب أقواماً ويضع به آخرين"، يعني: معناه أن هذا القرآن يأخذه أناس يتلونه ويقرءونه، فمنهم من يرفعه الله به في الدنيا والآخرة، ومنهم من يضعهم الله به في الدنيا والآخرة، من عمل بهذا القرآن تصديقاً بأخباره، وتنفيذاً لأوامره واجتناباً لنواهيه، واهتداء بهديه، وتخلقاً بما جاء به من أخلاق -وكلها أخلاق فاضلة-، فإن الله تعالى يرفعه به في الدنيا والآخرة، وذلك لأن هذا القرآن هو أصل العلم ومنبع العلم وكل العلم، وقد قال الله تعالى: "يرفع الله الذين آمنوا منكم والذين أوتوا العلم درجات" المجادلة: ١١، أما في الآخرة فيرفع الله به أقواماً في جنات النعيم. وأما الذين يضعهم الله به فقوم يقرءونه ويحسنون قراءته، لكنهم يستكبرون عنه -والعياذ بالله- لا يصدقون بأخباره، ولا يعملون بأحكامه يستكبرون عنه عملاً، ويجحدونه خبراً إذا جاءهم شيء من القرآن كقصص الأنبياء السابقين أو غيرهم أو عن اليوم الآخر أو ما أشبه ذلك صاروا والعياذ بالله يشككون في ذلك ولا يؤمنون، وربما يصل بهم الحال إلى الجحد مع أنهم يقرءون القرآن، وفي الأحكام يستكبرون لا يأتمرون بأمره ولا ينتهون بنهيه، هؤلاء يضعهم الله في الدنيا والآخرة، والعياذ بالله.

اللہ تعالیٰ اس کتاب کے ذریعے بہت سے لوگوں کو بلند کرتا ہے اور اسی کتاب کے ذریعے بہت سے لوگوں کو پست وذلیل کرتا ہے۔

١٥٦٧. حدیث:

عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ اس کتاب کے ذریعے بہت سے لوگوں کو بلند کرتا ہے اور اسی کتاب کے ذریعے بہت سے لوگوں کو پست وذلیل کرتا ہے۔“

حدیث کا درجہ: صحیح

اجمالی معنی:

عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اللہ تعالیٰ اس کتاب کے ذریعے بہت سے لوگوں کو بلند کرتا ہے اور اسی کتاب کے ذریعے بہت سے لوگوں کو پست وذلیل کرتا ہے"۔ یعنی جو لوگ اس قرآن کو سیکھتے ہیں، اس کی تلاوت کرتے اور پڑھتے ہیں، ان میں سے بعض کو اللہ تعالیٰ دنیا اور آخرت میں بلندیاں عطا فرماتا ہے اور بعض کو دنیا وآخرت میں ذلیل کرتا ہے۔ جو قرآنی کی بتائی ہوئی باتوں کی تصدیق کرکے اس کی احکامات پر عمل کرتا ہے اور نواہی سے بچتا ہے، اس سے راہ نمائی حاصل کرتا ہے، اس کے بیان کردہ اخلاق فاضلہ کے مطابق خود کو ڈھالتا ہے، تو اللہ تعالیٰ اسے دنیا وآخرت میں بلندیاں عطا کرتا ہے؛ کیونکہ یہی قرآن اصل علم، علم کا سرچشمہ اور پورا علم ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ”يَرْفَعِ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا مِنكُمْ وَالَّذِينَ أُوتُوا الْعِلْمَ دَرَجَاتٍ“ (المجادلۃ: ١١)۔ (اللہ تعالیٰ تم میں سے ان لوگوں کے، جو ایمان لائے ہیں اور جو علم دیے گئے ہیں، درجے بلند کر دے گا) اور آخرت میں اس کے ذریعے بہت ساری قوموں کو نعمتوں والی جنت میں بلندیاں عطا کریں گے۔ جہاں تک ان لوگوں کی بات ہے، جنھیں اللہ قرآن کے ذریعے ذلیل کرتا ہے، تو یہ وہ لوگ ہیں، جو اس کی تلاوت بہتر انداز میں کرتے ہیں؛ لیکن اس سے تکبر کرتے ہیں، اس کی بتائی ہوئی باتوں کی تصدیق نہیں کرتے، اس کے احکامات پر عمل نہیں کرتے، اس کی خبروں کو جان بوجھ کر جھٹلاتے ہیں، جیسے گزشتہ انبیا کے واقعات یا آخرت کے بارے میں قرآن کی خبریں وغیرہ۔ ان تمام امور میں شک وشبہ کی روش اپناتے ہیں-والعیاذ باللہ- اور دل سے یقین نہیں کرتے۔ بسا اوقات ان کا یہ جان بوجھ کر انکار کا رویہ اس حد تک پہنچ جاتا ہے کہ وہ قرآن کی تلاوت کرتے ہوئے بھی اس کا انکار کرتے ہیں، اس کے احکامات سے روگردانی کرتے ہیں، اوامر پر عمل نہیں کرتے اور نہ ہی ممنوعات سے بچتے ہیں۔ یہی لوگ ہیں جنھیں اللہ تعالیٰ دنیا وآخرت میں رسوا کرے گا۔ والعیاذ باللہ!

راوي الحديث: رواه مسلم.
التخريج: عمر بن الخطاب -رضي الله عنه-
مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.
معاني المفردات:

- يضع : يخفض.

فوائد الحديث:

١. الحث على الاهتمام بكتاب الله تلاوة وحفظاً وفهماً وعملاً.
٢. العلم يرفع صاحبه في الدنيا والآخرة، ما لا يرفعه المال ولا الملك ولا غيرهما.
٣. الأمة المسلمة عزها وشرفها بتمسكها بدينها، والقيام بحق كتابها.

المصادر والمراجع:

-1 بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين؛ تأليف سليم الهلالي، دار ابن الجوزي. ٢-رياض الصالحين من كلام سيد المرسلين؛ للإمام أبي زكريا النووي، تحقيق د. ماهر الفحل، دار ابن كثير-دمشق، الطبعة الأولى، ١٤٢٨هـ ٣-شرح رياض الصالحين؛ للشيخ محمد بن صالح العثيمين، مدار الوطن، الرياض، ١٤٢٦هـ ٤-صحيح مسلم؛ للإمام مسلم بن الحجاج، حققه ورقمه محمد فؤاد عبدالباقي، دار عالم الكتب-الرياض، الطبعة الأولى، ١٤١٧هـ ٥-نزهة المتقين شرح رياض الصالحين؛ تأليف د. مصطفى الخِن وغيره، مؤسسة الرسالة-بيروت، الطبعة الرابعة عشر، ١٤٠٧هـ.

الرقم الموحد: (10119)

إن المؤمن ليدرك بحسن خلقه درجة الصائم القائم	مومن اپنے حُسنِ اخلاق کی وجہ سے روزے دار اور شب بیدار عبادت گزار کا درجہ پا لیتا ہے۔
١٥٦٨. الحديث: عن عائشة -رضي الله عنها- مرفوعاً: «إن المؤمن ليدرك بحسن خلقه درجة الصائم القائم»	**١٥٦٨. حدیث:** عائشہ رضی اللہ عنہا سے مرفوعاً روایت ہے کہ (رسول اللہ ﷺ نے فرمایا) مومن اپنے حُسنِ اخلاق کی وجہ سے روزے دار اور شب بیدار عبادت گزار کا درجہ پا لیتا ہے۔
درجة الحديث: صحيح	**حدیث کا درجہ:** صحیح
المعنى الإجمالي: فضيلة حسن الخلق وأنه يبلغ بصاحبه في المنزلة عند الله وفي الجنة منزلة المداوم على الصيام وقيام الليل، وهما عملان عظيمان وفيهما مشقة على النفوس، وحسن الخلق أمر يسير.	**اجمالی معنی:** اس حدیث میں حُسنِ اخلاق کی فضیلت کا بیان ہے اور اس بات کی وضاحت ہے کہ حُسنِ اخلاق کی وجہ سے بندہ اللہ کے ہاں ایسے مرتبہ اور جنت میں ایسے مقام پر جا پہنچتا ہے جو ہمیشہ روزہ رکھنے والے اور رات کو قیام کرنے والے کو ملتا ہے۔ یہ دونوں بہت عظیم اعمال ہیں جن کے کرنے میں نفس مشقت میں بتلا ہوتے ہیں جب کہ حُسنِ خلق بہت آسان کام ہے۔

راوي الحديث: رواه أبو داود وأحمد

التخريج: عائشة رضي الله عنها.

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين

معاني المفردات:

- بحسن خلقه : بسط الوجه وبذل الندى وكف الأذى

فوائد الحديث:

١. حسن الخلق يضاعف الثواب والأجر حتى يبلغ العبد به درجة الصائم الذي لا يفطر والقائم الذي لا يتعب.

المصادر والمراجع:

مسند الإمام أحمد بن حنبل, تأليف: أبو عبدالله أحمد بن حنبل الشيباني, تحقيق: شعيب الأرنؤوط وآخرون, إشراف: عبدالله التركي, الناشر: مؤسسة الرسالة, ط١ عام ١٤٢١. سنن أبي داود, تأليف: أبو داود سليمان بن الأشعث السجستاني, تحقيق: شعيب الأرنؤوط, الناشر: دار الرسالة العالمية, ط١ عام ١٤٣٠. بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين, تأليف: سليم بن عيد الهلالي, دار ابن الجوزي. تطرز رياض الصالحين, تأليف: فيصل مبارك, دار العاصمة, ط١٤٢٣ – ٢٠٠٢. مشكاة المصابيح, تأليف: محمد بن عبدالله الخطيب العمري, تحقيق: محمد ناصر الدين الألباني, الناشر: المكتب الإسلامي, ط٣ عام ١٩٨٥.

الرقم الموحد: (5799)

إن اليهود والنصارى لا يَصْبغُونَ، فخَالِفُوهم	یہودی اور عیسائی خضاب نہیں لگاتے۔ تم ان کی مخالفت کیا کرو (یعنی خضاب لگایا کرو)۔
١٥٦٩. الحديث: عن أبي هريرة -رضي الله عنه- أن رسول الله -صلى الله عليه وسلم- قال: «إن اليهود والنصارى لا يصبغون، فخالفوهم».	**١٥٦٩. حدیث:** حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''یہودی اور عیسائی خضاب نہیں لگاتے۔ تم ان کی مخالفت کیا کرو (یعنی خضاب لگایا کرو)"۔
درجة الحديث: صحيح	**حدیث کا درجہ:** صحیح
المعنى الإجمالي: يخبر أبو هريرة -رضي الله عنه- أن النبي -صلى الله عليه وسلم- أخبرهم بأن اليهود والنصارى أي لا يصبغون شعر رؤوسهم ولِحاهم، بل يتركون الشَّيب فيها على حاله، فأمر أن يخالفوهم بصبغ الشَّعر، وخضب اللحية والرأس.	**اجمالی معنیٰ:** ابوہریرہ رضی اللہ عنہا بتا رہے ہیں کہ نبی ﷺ نے انھیں بتایا کہ یہودی و عیسائی اپنے سروں اور داڑھیوں کے بالوں پر خضاب نہیں لگاتے، بلکہ (ان میں نمودار ہونے والی) سفیدی کو جوں کا توں چھوڑ دیتے ہیں۔ چنانچہ آپ ﷺ نے حکم دیا کہ مسلمان ان کی مخالفت کرتے ہوئے داڑھی اور سر کو رنگیں اور خضاب لگائیں۔

راوي الحديث: متفق عليه.
التخريج: أبو هريرة -رضي الله عنه-
مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- لا يَصْبغُونَ : المراد: خِضاب شعر اللحية والرأس الأبيض بصُفرة أو حُمرة؛ وأما السَّواد، فمنهي عنه.
- اليهود : اليهود هم المنتسبون إلى دين موسى -عليه السلام.-
- النَّصارى : هم أتباع عيسى -عليه الصلاة والسلام.-

فوائد الحديث:

١. استحباب صبغ الشَّيب بالحناء وغيره، سواء كان في اللحية أم في غيرها.
٢. الحث على مخالفة اليهود والنصارى في عوائدهم وما كان من شأنهم من مظهر ولباس وغير ذلك.
٣. للمسلم شخصية متميزة عن غيره في مَلْبَسِه وهِنْدَامِه وسُلوكِه، فليحرص كل مسلم على التزام السنة النبوية المطهرة، ولا يليق به تقليد غير المسلمين في شؤونهم.

المصادر والمراجع:

نزهة المتقين، تأليف: جمعٌ من المشايخ، الناشر: مؤسسة الرسالة، الطبعة الأولى: ١٣٩٧ هـ الطبعة الرابعة عشر ١٤٠٧ هـ صحيح مسلم، تأليف: مسلم بن الحجاج النيسابوري، تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي الناشر: دار إحياء التراث العربي – بيروت. رياض الصالحين، تأليف : محيي الدين يحي بن شرف النووي ، تحقيق: د. ماهر بن ياسين الفحل ، الطبعة: الأولى، ١٤٢٨ هـ صحيح البخاري، تأليف: محمد بن إسماعيل البخاري، تحقيق: محمد زهير الناصر، الناشر: دار طوق النجاة الطبعة: الأولى، ١٤٢٢هـ

الرقم الموحد: (8908)

إن أَخْنَعَ اسمٍ عندَ الله رَجُلٌ تَسَمَّى مَلِكَ الأَمْلاك، لا مالك إلا الله

١٥٧٠. الحديث:

عن أبي هريرة - رضي الله عنه - عن النبي - صلى الله عليه وسلم - قال: «إن أَخْنَعَ اسم عند الله رجل تسمى ملك الأملاك، لا مالك إلا الله». وفي رواية: «أَغْيَظُ رجل على الله يوم القيامة، وأخبثه وأَغْيَظُه عليه، رجل كان يسمى ملك الأملاك، لا مَلِكَ إلا الله". قال سفيان: «مثل شَاهَانْ شَاهْ»، وقال أحمد بن حنبل، سألت أبا عمرو عن أَخْنَع؟ فقال: «أَوْضَع».

درجة الحديث: صحيح

المعنى الإجمالي:

يُخبر -صلى الله عليه وسلم- أن أوضع وأحقر الناس عند الله -عز وجل- من تسمى باسم يحمل معنى العظمة والكبرياء التي لا تليق إلا بالله -تعالى-، كملك الملوك؛ لأن هذا فيه مضاهاة لله، وصاحبه يدعي لنفسه أو يُدَّعى له أنه ند لله؛ فلذلك صار المتسمي بهذا الاسم أبغض الناس إلى الله وأخبثهم عنده، ويحتمل المعنى أنه من أبغض الناس. ثم بيّن -صلى الله عليه وسلم- أنه لا مالك حقيقة للكون وما فيه من مالك ومملوك إلا الله -عز وجل-، ولعل في هذا الحديث موعظة وذكرى للذين يطلقون الأسماء والألقاب على الأشخاص؛ من غير أن يفهموا معناها ومدلولها، حتى لا يقعوا فيما حذر منه هذا الحديث، والله المستعان.

اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے بدترین نام اس شخص کا ہے، جو 'مَلِکَ الاَمْلاک' (شہنشاہ) نام رکھے۔ جب کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی (حقیقی) مالک نہیں۔

١٥٧٠. حدیث:

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "اللہ تعالیٰ کے نزدیک بدترین نام اس شخص کا ہے، جو "مَلِکَ الاَمْلاک" نام رکھے۔ جب کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی (حقیقی) مالک نہیں"۔ ایک اور روایت میں یہ الفاظ ہیں: "قیامت کے روز اللہ تعالیٰ کی سب سے زیادہ ناراضگی کا سزاوار اور سب سے زیادہ خبیث وہ شخص ہوگا، جس کو دنیا میں "ملک الاملاک" کہا جاتا تھا۔ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی بادشاہ نہیں"۔ سفیان (اس حدیث کی تشریح کرتے ہوئے) کہتے ہیں: "جیسے شاہان شاہ"۔ احمد بن حنبل فرماتے ہیں میں نے ابو عمرو سے اخنع کے معنی دریافت کیے تو انھوں نے اس کے معنی "سب سے زیادہ گھٹیا" بتلائے۔

حدیث کا درجہ: صحیح

اجمالی معنیٰ:

نبی کریم ﷺ اس حدیث مبارک میں اس بات کی خبر دے رہے ہیں کہ اللہ عزوجل کے نزدیک سب سے کم تر اور حقیر وہ لوگ ہیں، جنھیں ایسے نام سے پکارا جاتا ہو، جس میں عظمت اور کبریائی کا معنی و مفہوم ہو، جو صرف اللہ تعالیٰ ہی کے ل لائق و زیبا ہے۔ جیسے 'ملک الاملاک' یعنی شہنشاہ؛ کیونکہ اس طرح کے ناموں سے اللہ تعالیٰ سے مقابلہ آرائی کی بو آتی ہے۔ ایسے نام رکھنے والا یا تو خود اپنے حق میں یا دوسرے اس کے حق میں اللہ تعالی کے مدمقابل ہونے کا دعوی کرتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ اس نام سے موسوم شخص، اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں سب سے زیادہ ناپسندیدہ اور اس کے نزدیک سب سے زیادہ خبیث قرار پاتا ہے۔ اس حدیث میں اس معنی کا بھی احتمال ہے کہ وہ سب سے زیادہ ناپسندیدہ و مکروہ لوگوں میں سے ہے۔ پھر آپ ﷺ نے اس بات کی وضاحت فرمائی کہ کائنات اور اس میں پائے جانے والے ہر قسم کے مالک و مملوک کا حقیقی مالک اللہ تبارک و تعالی ہی ہے۔ اس حدیث میں ان افراد کے لئے بھی موعظت اور نصیحت کا سامان ہے، جو مخصوص افراد کے لیے اسما اور القاب کا استعمال ان کے معانی اور تقاضوں کو سمجھے بغیر کرتے رہتے ہیںکہ کہیں وہ اس حدیث میں مذکور وعید کے مستحق و سزاوار نہ ہوجائیں۔ اللہ تعالیٰ ہی حقیقی مددگار ہے۔

راوي الحديث: الرواية الأولى: متفق عليها. الرواية الثانية: رواها مسلم.

التخريج: أبو هريرة -رضي الله عنه-.

مصدر متن الحديث: كتاب التوحيد.

معاني المفردات:

- أخنع : أَوْضَع وأَذلّ.
- يسمى ملك الأملاك : يُدعى بذلك ويرضى به، وفي بعض الروايات: تَسمّى أي: سمّى نفسه بذلك.
- الأملاك : جمع مَلِك، والمَلِك هو صاحب الأمر والسلطة.
- لا مالك إلا الله : لا مالك على الحقيقة الملك المطلق إلا الله -تعالى.-
- شَاهَانْ شَاهْ : أي: مَلِك الـملوك، وهي كلمة فارسية.
- أغيظ رجل : الغَيْظ: أشد الغضب والبغض.
- أخبثه : أبطله، أي: يكون خبيثاً عند الله مغضوباً عليه.

فوائد الحديث:

١. تحريم التَّسمِّي بـمَلِك الأملاك، وكلّ ما دلّ على الغاية في العظمة، كشَاهن شاه، وقاضي القضاة، ونحوه.

٢. وجوب احترام أسماء الله -تعالى.-

٣. الحث على التواضع واختيار الأسماء المناسبة للمخلوق والألقاب المطابقة له.

٤. وجوب التأدب بترك الألفاظ المحتملة معنى مذموما.

٥. التسمِّي بملك الأملاك من الكبائر.

٦. إثبات الغيظ لله عز وجل، فهي صفة تليق بالله عز وجل، كغيرها من الصفات، والظاهر أنها أشد من الغضب.

٧. حكمة الرسول -صلى الله عليه وسلم- في حسن التعليم؛ لأنه لما بين أن هذا أخنع اسم، وأغيظه، أشار إلى العلة، وهو: "لا مالك إلا الله"، ولهذا ينبغي لكل إنسان يعلم الناس؛ أن يقرن الأحكام بما تطمئن إليه النفوس من أدلة شرعية، أو علل مرعية.

المصادر والمراجع:

صحيح البخاري-المحقق : محمد زهير بن ناصر الناصر-الناشر : دار طوق النجاة-الطبعة : الأولى ١٤٢٢هـ -مسلم بن الحجاج-المحقق: محمد فؤاد عبد الباقي-الناشر: دار إحياء التراث العربي – بيروت. القول المفيد على كتاب التوحيد، للشيخ محمد بن صالح العثيمين دار ابن الجوزي، المملكة العربية السعودية، الطبعة: الثانية, محرم ١٤٢٤هـ. الملخص في شرح كتاب التوحيد، للشيخ صالح الفوزان، دار العاصمة الرياض، الطبعة: الأولى ١٤٢٢هـ- ٢٠٠١م. الجديد في شرح كتاب التوحيد، للشيخ محمد بن عبد العزيز القرعاوي، مكتبة السوادي، جدة، المملكة العربية السعودية، الطبعة: الخامسة، ١٤٢٤هـ/٢٠٠٣م. المعجم الوسيط، مجمع اللغة العربية بالقاهرة،(إبراهيم مصطفى / أحمد الزيات / حامد عبد القادر / محمد النجار) الناشر: دار الدعوة.

الرقم الموحد: (5930)

إن أدنى مقعد أحدكم من الجنة أن يقول له: تمن، فيتمنى ويتمنى فيقول له: هل تمنيت؟ فيقول: نعم، فيقول له: فإن لك ما تمنيت ومثله معه

تم میں سے جنت میں سب سے ادنٰی درجے کے جنتی کا مرتبہ یہ ہوگا کہ اس سے اللہ کہے گا کہ تو اپنی خواہشات بیان کر، وہ اپنی تمنائیں بیان کرے گا پھر اس سے پوچھے گا کہ "کیا تیری ساری تمنائیں پوری ہوگئیں؟" وہ کہے گا: جی ہاں تو اللہ فرمائے گا کہ "تو نے جتنی تمنائیں ظاہر کیں وہ بھی پوری کی جائیں گی اور اتنی ہی مزید عطا کی جائیں گی۔

١٥٧١. الحديث:

عن أبي هريرة -رضي الله عنه- أن رسول الله -صلى الله عليه وسلم- قال: «إنَّ أدنى مَقْعَدِ أحدِكم من الجنة أن يقول له: تَمَنَّ، فيتمنَّ ويتمنَّى فيقول له: هل تمنَّيتَ؟ فيقول: نعم، فيقول له: فإن لك ما تمنَّيتَ ومثله معه».

١٥٧١. حدیث:

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوعا روایت ہے کہ "تم میں سے جنت میں سب سے ادنٰی درجے کے جنتی کا مرتبہ یہ ہوگا کہ اس سے اللہ کہے گا کہ تو اپنی خواہشات بیان کر، وہ اپنی تمنائیں بیان کرے گا پھر اس سے پوچھے گا کہ "کیا تیری ساری تمنائیں پوری ہوگئیں؟" وہ کہے گا: جی ہاں تو اللہ فرمائے گا کہ "تو نے جتنی تمنائیں ظاہر کیں وہ بھی تجھے دی جائیں گی اور اتنی ہی مزید عطا کی جائیں گی"۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

إن أقل أهل الجنة ملكًا وأنزلهم مرتبة مَن ينال أمانيه كلها بحيث لا تبقى له أمنية إلا تحققت، حيث يقول الله له: «تمن» فيتمنى ما يشاء، حتى إذا تمنى جميع أمانيه، قال الله تعالى له: «فإن لك ما تمنيت ومثله معه» زيادة وفضلًا وإكرامًا من الله -تعالى-.

اجمالی معنٰی:

جنتیوں میں سے ملکیت و مرتبے کے اعتبار سے سب سے کم تر وہ ہوگا جس کی سب خواہشات پوری ہوں گی بایں طور کہ اس کی کوئی ایسی خواہش نہیں رہے گی جو پوری نہ ہو۔ اللہ تعالیٰ اس سے کہے گا کہ 'خواہش کر'، چنانچہ وہ جو چاہے گا خواہش کرے گا یہاں تک کہ جب اپنی سب خواہشات کا اظہار کر چکے گا تو اللہ تعالی اس سے فرمائے گا کہ "تو نے جتنی تمنائیں ظاہر کیں وہ بھی تجھے دی جائیں گی اور اتنی ہی مزید عطا کی جائیں گی۔" ایسا اللہ تعالی کی طرف سے بڑھا کر دینے اور از راہ نوازش و کرم ہوگا۔

راوي الحديث: رواه مسلم.

التخريج: أبو هريرة -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- أدنى : أقل.
- مقعد أحدكم : منزلته في الجنة.
- هل تمنيت : هل استوفيت ما تشتهيه وتحبه؟

فوائد الحديث:

١. أن الله تعالى يعطي عباده في الجنة ما يتمنون، ويزيدهم من فضله.
٢. إثبات صفة الكلام لله -تعالى-.
٣. منازل أهل الجنة متفاوتة الدرجات.
٤. أدنى أهل الجنة منزلة له أضعاف مُلك ملوك الدنيا.
٥. بيان عظم كرم الله - سبحانه وتعالى-، وأن خزائنه ملأى لا تنفذ.

٦. لا ينحصر نعيم الجنة على شيء معين، بل يجد فيها المؤمن كل ما يتمناه وتشتهيه نفسه فضلا وجودا وكرما من عند الله - تعالى.-

المصادر والمراجع:

صحيح مسلم، تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي، نشر: دار إحياء التراث العربي – بيروت. مرقاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح، لعلي بن سلطان الملا الهروي القاري، الناشر: دار الفكر، بيروت – لبنان، الطبعة: الأولى، ١٤٢٢هـ- ٢٠٠٢م. تطريز رياض الصالحين، لفيصل آل مبارك، نشر: دار العاصمة، الرياض، الطبعة: الأولى، ١٤٢٣هـ- ٢٠٠٢م. - كنوز رياض الصالحين ،لحمد بن ناصر العمار، دار كنوز إشبيليا- الطبعة الأولى١٤٣٠ه. - دليل الفالحين لطرق رياض الصالحين؛ لمحمد بن علان الشافعي ،تحقيق خليل مأمون شيحا-دار المعرفة-بيروت-الطبعة الرابعة١٤٢٥ه. - بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين؛ تأليف سليم الهلالي، دار ابن الجوزي- الطبعة الأولى١٤١٨ه. - نزهة المتقين شرح رياض الصالحين؛ تأليف د. مصطفى الخِن وغيره، مؤسسة الرسالة-بيروت، الطبعة الرابعة عشرة، ١٤٠٧هـ.

الرقم الموحد: (8342)

إن أهل الجنة ليتراءون الغرف في الجنة كما تتراءون الكوكب في السماء	جنتی اپنے (اوپر کے) بالا خانوں کو ایسے دیکھیں گے جیسے تم آسمان میں تاروں کو دیکھتے ہو۔
١٥٧٢. الحديث: عن سهل بن سعد -رضي الله عنه- أن رسول الله -صلى الله عليه وسلم- قال: «إن أهل الجنة لَيَتَرَاءَوْنَ الغُرَفَ في الجنة كما تَتَرَاءَوْنَ الكوكب في السماء».	**١٥٧٢. حدیث:** سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ "جنتی اپنے (اوپر کے) بالا خانوں کو ایسے دیکھیں گے جیسے تم آسمان میں تاروں کو دیکھتے ہو"۔
درجة الحديث: صحيح	**حدیث کا درجہ:** صحیح
المعنى الإجمالي: يتفاوت أهل الجنة في المنازل بحسب درجاتهم في الفضل، حتى إن أهل الدرجات العلى ليراهم من هو أسفل منهم، كالنجوم.	**اجمالی معنی:** جنتیوں کے ان کی فضلیت کے اعتبار سے جنت میں مختلف مراتب ہیں۔ یہاں تک کہ نچلے درجے والے جنتیوں کو اوپر کے درجات والے جنتی ایسے دکھائی دیں گے جیسے تارے ہوں۔

راوي الحديث: متفق عليه.

التخريج: سهل بن سعد -رضي الله عنهما-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- يتراءون : ينظرون ويشاهدون.

فوائد الحديث:

١. أهل الجنة متفاوتو المنازل بحسب درجاتهم في العمل والفضل.

المصادر والمراجع:

صحيح البخاري -أبو عبد الله محمد بن إسماعيل بن إبراهيم بن المغيرة الجعفي البخاري تحقيق محمد زهير بن ناصر الناصر -الناشر : دار طوق النجاة -الطبعة : الأولى ١٤٢٢هـ. صحيح مسلم المحقق: محمد فؤاد عبد الباقي - الناشر: دار إحياء التراث العربي – بيروت. نزهة المتقين شرح رياض الصالحين، تأليف د/ مصطفى الخن، د/ مصطفى البغا، محيي الدين مستو، علي الشربجي، محمد أمين لطفي، مؤسسة الرسالة، ط:الرابعة عشر١٤٠٧ بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين، تأليف سليم بن عيد الهلالي، دار ابن الجوزي. رياض الصالحين، تأليف محيي الدين النووي، تحقيق عصام موسى هادي، ط: وزارة الأوقاف والشؤون الإسلامية بدولة قطر.

الرقم الموحد: (8354)

إن أهل الجنة ليتراءون أهل الغرف من فوقهم كما تراءون الكوكب الدري الغابر في الأفق من المشرق أو المغرب لتفاضل ما بينهم

جنتی اپنے اوپر کے بالاخانے والے لوگوں کو اس طرح دیکھیں گے، جس طرح تم لوگ اس روشن ستارے کو دیکھتے ہو، جو آسمان کے مشرقی یا مغربی افق میں ہوتا ہے اور ایسا اہل جنت کے مابین پائے جانے والے فرق مراتب کی وجہ سے ہوگا۔

١٥٧٣. الحديث:

عن أبي سعيد -رضي الله عنه- عن النبي -صلى الله عليه وسلم- قال: «إن أهل الجنة لَيَتَراءَوْنَ أهل الغرف من فوقهم كما تَراءَوْنَ الكوكب الدري الغابر في الأفق من المشرق أو المغرب لِتفَاضُلِ ما بينهم» قالوا: يا رسول الله؛ تلك منازل الأنبياء لا يبلغها غيرهم قال: «بلى والذي نفسي بيده، رجال آمنوا بالله وصدقوا المرسلين».

١٥٧٣. حدیث:

ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا : "جنتی اپنے اوپر کے بالاخانے والے لوگوں کو اس طرح دیکھیں گے، جس طرح تم لوگ اس روشن ستارے کو دیکھتے ہو جو آسمان کے مشرقی یا مغربی افق میں ہوتا ہے اور ایسا اہل جنت کے مابین پائے جانے والے فرق مراتب کی وجہ سے ہوگا"۔ صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے عرض کیا : یا رسول اللہ! یہ تو انبیا علیہم السلام کے مکان ہوں گے، جن تک ان کے علاوہ کوئی اور نہیں جا سکتا۔ آپ ﷺ نے فرمایا : "کیوں نہیں؟ قسم ہے اس ذات کی، جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، ان بالا خانوں تک وہ لوگ بھی پہنچیں گے، جو اللہ پر ایمان لائے اور رسولوں کی تصدیق کی۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ : صحیح

المعنى الإجمالي:

أهل الجنة تتفاوت منازلهم بحسب درجاتهم في الفضل، حتى إن أهل الدرجات العلى ليراهم من هو أسفل منهم كالنجوم.

اجمالی معنی :

جنتی اپنے مراتب کے لحاظ سے مختلف درجات میں ہوں گے۔ یہاں تک کہ بلند درجات والے نچلے درجات والوں کو ایسے دکھائی دیں گے، جیسے تارے دکھائی دیتے ہیں۔

راوي الحديث: متفق عليه.

التخريج: أبو سعيد -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- يتراءون : ينظرون ويشاهدون.
- الغابر : الذاهب في الأفق.
- الكوكب الدري : النجم شديد الإضاءة.
- الأفق : السماء.

فوائد الحديث:

١. أهل الجنة متفاوتو المنازل بحسب درجاتهم في العمل والفضل.
٢. من صدق المرسلين وآمن بهم يبلغ منازلهم.

المصادر والمراجع:

صحيح البخاري -أبو عبد الله محمد بن إسماعيل بن إبراهيم بن المغيرة الجعفي البخاري تحقيق محمد زهير بن ناصر الناصر -الناشر : دار طوق النجاة -الطبعة : الأولى ١٤٢٢هـ. صحيح مسلم المحقق: محمد فؤاد عبد الباقي - الناشر: دار إحياء التراث العربي – بيروت. نزهة المتقين شرح رياض الصالحين، تأليف د/ مصطفى الخن، د/ مصطفى البغا، محيي الدين مستو، علي الشربجي، محمد أمين لطفي، مؤسسة الرسالة، ط:الرابعة عشر١٤٠٧. دليل الفالحين لطرق رياض الصالحين، تأليف محمد علي بن محمد علان. بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين، تأليف سليم بن عيد الهلالي، دار ابن الجوزي. رياض الصالحين، تأليف محيي الدين النووي، تحقيق عصام موسى هادي، ط: وزارة الأوقاف والشؤون الإسلامية بدولة قطر. تطريز رياض الصالحين، تأليف فَيْصَلْ بنِ عَبْدِ العَزِيْزِ آل مُبَارَك، دار العاصمة للنشر والتوزيع، الرياض الطبعة: الأولى، ١٤٢٣ هـ - ٢٠٠٢ م. كنوز رياض الصالحين، تأليف حمد بن ناصر العمار، دار كنوز إشبيليا، ط١-١٤٣٠هـ.

الرقم الموحد: (8351)

إن أول الناس يُقضى يوم القيامة عليه رجُل اسْتُشْهِدَ، فأُتِي به، فعرَّفه نِعمته، فعرَفَها، قال: فما عَمِلت فيها؟ قال: قَاتَلْتُ فيك حتى اسْتُشْهِدْتُ

قیامت کے دن جس شخص کے بارے میں سب سے پہلے فیصلہ کیا جائے گا وہ شہید ہوگا اسے لایا جائے گا اور اسے اللہ کی نعمتیں جتوائی جائیں گی وہ انہیں پہچان لے گا تو اللہ فرمائے گا تو نے ان نعمتوں کے ہوتے ہوئے کیا عمل کیا وہ کہے گا میں نے تیرے راستہ میں جہاد کیا یہاں تک کہ شہید ہوگیا۔

١٥٧٤. الحديث:

عن أبي هريرة -رضي الله عنه- قال: سمعت رسول الله -صلى الله عليه وسلم- يقول: «إن أول الناس يُقضى يوم القيامة عليه رجُل اسْتُشْهِدَ، فأُتِي به، فعرَّفه نِعمته، فعرَفَها، قال: فما عَمِلت فيها؟ قال: قَاتَلْتُ فيك حتى اسْتُشْهِدْتُ. قال: كَذَبْتَ، ولكنك قَاتَلْتَ لأن يقال: جَرِيء! فقد قيل، ثم أُمِرَ به فَسُحِب على وجهه حتى أُلقي في النار. ورجل تعلم العلم وعلمه، وقرأ القرآن، فأُتي به فعرَّفه نِعَمه فعرَفَها. قال: فما عملت فيها؟ قال: تعلمت العلم وعلمته، وقرأت فيك القرآن، قال: كَذَبْتَ، ولكنك تعلمت ليقال: عالم! وقرأت القرآن ليقال: هو قارئ؛ فقد قيل، ثم أُمِر به فَسُحِب على وجهه حتى ألقي في النار. ورجل وَسَّعَ الله عليه، وأعطاه من أصناف المال، فأُتِي به فعرَّفه نِعَمه، فعرَفَها. قال: فما عملت فيها؟ قال: ما تركت من سبيل تُحِبُّ أن يُنْفَقَ فيها إلا أنفقت فيها لك. قال: كَذَبْتَ، ولكنك فعلت ليقال: جواد! فقد قيل، ثم أُمِر به فَسُحِب على وجهه حتى ألقي في النار».

١٥٧٤. حدیث:

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ ''قیامت کے دن جس کا سب سے پہلے جس شخص کے بارے میں فیصلہ کیا جائے گا وہ شہید ہوگا اسے لایا جائے گا اور اسے اللہ کی نعمتیں جتوائی جائیں گی وہ انہیں پہچان لے گا تو اللہ فرمائے گا تو نے ان نعمتوں کو پاکر کیا عمل کیا؟ وہ کہے گا میں نے تیرے راستہ میں جہاد کیا یہاں تک کہ شہید ہوگیا۔ فرمائے گا تو نے جھوٹ کہا بلکہ تو، تو اس لیے لڑتا رہا تاکہ تجھے بہادر کہا جائے سو! تمہیں (دنیا میں) بہادر کہا گیا۔ پھر حکم دیا جائے گا کہ اسے منہ کے بل گھسیٹ کر جہنم میں ڈال دو یہاں تک کہ اسے جہنم میں ڈال دیا جائے گا۔ دوسرا شخص جس نے علم حاصل کیا اور اسے لوگوں کو سکھایا اور قرآن کریم پڑھا اسے لایا جائے گا اور اسے اللہ کی نعمتیں جتوائی جائیں گی وہ انہیں پہچان لے گا تو اللہ فرمائے گا تو نے ان نعمتوں کو پاکر کیا عمل کیا؟ وہ کہے گا میں نے علم حاصل کیا پھر اسے دوسروں کو سکھایا اور تیری رضا کے لیے قرآن مجید پڑھا۔ اللہ فرمائے گا تو نے جھوٹ کہا تو نے علم اس لیے حاصل کیا کہ تجھے عالم کہا جائے اور قرآن اس کے لیے پڑھا تاکہ تجھے قاری کہا جائے سو تجھے ایسا (دُنیا میں) کہا گیا۔ پھر حکم دیا جائے گا کہ اسے منہ کے بل گھسیٹا جائے یہاں تک کہ اسے جہنم میں ڈال دیا جائے گا۔ تیسرا وہ شخص ہوگا جسے اللہ نے (دنیا میں) وسعتِ رزق سے نوازا ہوگا اور اسے ہر قسم کا مال عطا کیا ہوگا اسے بھی لایا جائے گا اور اسے اللہ کی نعمتیں جتوائی جائیں گی وہ انہیں پہچان لے گا، اللہ فرمائے گا تو نے ان نعمتوں کو پاکر کیا عمل کیا؟ وہ کہے گا میں نے تیرے راستے میں جس میں خرچ کرنا تجھے پسند ہو تیری رضا حاصل کرنے کے لیے مال خرچ کیا۔ اللہ فرمائے گا تو نے جھوٹ کہا بلکہ تو نے ایسا اس لیے کیا تاکہ تجھے سخی کہا جائے پس! تجھے (دنیا میں) ایسا کہا گیا، پھر حکم دیا جائے گا کہ اسے منہ کے بل گھسیٹا جائے یہاں تک کہ اسے جہنم میں ڈال دیا جائے گا''۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

أن أول من يُقضي فيهم يوم القيامة هم ثلاثة أصناف: مُتَعلِّم مرائي ومقاتل مرائي ومتصدِّق مرائي، ثم إن الله -سبحانه وتعالى- يأتي بهم إليه يوم القيامة فيعرفهم الله نعمته فيعرفونها ويعترفون بها فيسأل كل منهم: ماذا صنعت؟ يعني في شكر هذه النعمة، فيقول الأول: تعلمت العلم وقرأت القرآن فيك. فقال الله له: كذبت، ولكن تعلمت ليقال: عالم، وقرأت القرآن ليقال: قارئ ليس لله، بل لأجل الرياء، ثم أُمر به فسُحب على وجهه في النار، وكذا من بعده.

اجمالی معنی :

قیامت کے دن سب سے پہلے جن لوگوں کا حساب کتاب ہوگا وہ تین لوگ ہوں گے۔ دکھاوے کے لیے علم حاصل کرنے والا، دکھاوے کے لیے جہاد کرنے والا اور دکھاوے کے لیے صدقہ کرنے والا۔ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ انہیں حاضر کرے گا، انہیں اپنی نعمتیں جتوائے گا یہ ان نعمتوں کو جان لیں گے۔ پھر ان سے پوچھا جائے گا کہ ان نعمتوں کی قدردانی میں تم نے کیا کیا۔ پہلا کہے گا میں نے تیری رضا کے لیے علم سیکھا اور قرآن پڑھا۔ اللہ فرمائے گا تو جھوٹا ہے، بلکہ تو نے اس لیے علم سیکھا تاکہ تجھے عالم کہا جائے اور اس لیے قرآن پڑھا تاکہ تجھے قاری کہا جائے۔ اللہ کی رضا کے لیے نہیں کیا بلکہ دکھاوے کے لیے کیا۔ اس کے بارے میں حکم دیا جائے گا کہ اسے گھسیٹ کر جہنم میں ڈال دیا جائے۔ اسی طرح ایسا ہی سلوک ان کے بعد والوں کے ساتھ ہوگا۔

راوي الحديث: رواه مسلم.

التخريج: أبو هريرة -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- يُقضى يوم القيامة عليه : يحكم عليه ويفصل في أمره.
- عرَّفه نِعمته : عرَّف الله العبد نِعمته التي كانت عليه في الدنيا.
- قَاتَلْت فيك : أي لأجلك ولنَصر دِينك.
- فقد قِيل : أي حصل لك في الدنيا ما أردت.
- فَسُحِب : جُرَّ.
- جَواد : كثير الجُود والعطاء.

فوائد الحديث:

١. التحذير من الرياء، وأن أول ما يقضى فيه يوم القيامة أعمال الرياء بإظهارها وتأنيب أصحابها وفضحهم.
٢. تغليظ تحريم الرِّياء وشدَّة العقوبة عليه.
٣. لا يكفي العمل الظاهر للنجاة في الآخرة، بل لا بد من الإخلاص وابتغاء وجه الله -تعالى.-
٤. المراؤون يأخذون ثوابهم في الدنيا فقط وهو مدح الناس لهم.
٥. المراؤون يوم القيامة لا يجدون إلا العذاب جزاء وفاقا لهم.
٦. امتهان وإذلال للمرائين؛ لأنهم يسحبون على وجوههم موضع كرامتهم إلى النار.
٧. وجوب إخلاص العمل لله -تعالى.-

المصادر والمراجع:

نزهة المتقين، تأليف: جمعٌ من المشايخ، الناشر: مؤسسة الرسالة، الطبعة الأولى: ١٣٩٧ هـالطبعة الرابعة عشر ١٤٠٧ هـ بهجة الناظرين، تأليف: سليم بن عيد الهلالي، الناشر: دار ابن الجوزي ، سنة النشر: ١٤١٨ هـ- ١٩٩٧م صحيح مسلم، تأليف: مسلم بن الحجاج النيسابوري، تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي الناشر: دار إحياء التراث العربي – بيروت. رياض الصالحين، تأليف : محيي الدين يحي بن شرف النووي ، تحقيق: د. ماهر بن ياسين الفحل ، الطبعة: الأولى، ١٤٢٨ هـ شرح رياض الصالحين، تأليف: محمد بن صالح العثيمين، الناشر: دار الوطن للنشر، ١٤٢٦ هـ.

الرقم الموحد: (8899)

إن تَفَرُّقَكم في هذه الشِّعاب والأَوْدِية إنما ذلكم من الشيطان

بے شک تمہارا ان گروہوں اور وادیوں میں بکھر جانا شیطان کی طرف سے ہے۔

١٥٧٥. الحديث:

عن أبي ثَعْلَبَة الخُشَني رضي الله عنه -مرفوعاً: كان الناس إذا نزلوا منزلا تفرقوا في الشِّعابِ والأَوْدِيَةِ. فقال رسول الله -صلى الله عليه وسلم-: «إن تَفَرُّقَكم في هذه الشِّعاب والأَوْدِية إنما ذلكم من الشيطان». فلم ينزلوا بعد ذلك منزلا إلا انضم بعضهم إلى بعض.

١٥٧٥. حدیث:

ابو ثعلبہ خشنی رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ لوگ جب سفر میں کسی جگہ پڑاؤ ڈالتے تو مختلف گروہوں اور وادیوں میں بکھر جاتے۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "بے شک تمہارا ان گروہوں اور وادیوں میں بکھر جانا شیطان کی طرف سے ہے" پھر اس کے بعد جب بھی پڑاؤ ڈالتے تو سب ایک دوسرے سے مل جل کر اکٹھے رہتے۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

كان الناس إذا نزلوا مكانا أثناء السفر تفرقوا في الشعاب والأودية، فأخبرهم النبي صلى الله عليه وسلم أن تفرقهم هذا من الشيطان؛ ليخوف أولياء الله ويحرك أعداءه، فلم ينزلوا بعد ذلك في مكان إلا انضم بعضهم إلى بعض، حتى لو بُسط عليهم كساء لوسعهم من شدة تقاربهم.

اجمالی معنی:

لوگ جب سفر میں کسی جگہ پڑاؤ ڈالتے تو مختلف گروہوں اور وادیوں میں بکھر جاتے۔ تو نبی کریم ﷺ نے انھیں بتلایا کہ ان کا یوں بکھر جانا شیطان کی طرف سے ہوتا ہے، کہ وہ اللہ کے دوستوں کو ڈرائے اور اس کے دشمنوں کو بھڑکائے پھر اس کے بعد وہ جب بھی کہیں پڑاؤ ڈالتے تو سب ایک دوسرے کے ساتھ مل جل کر اکٹھے رہتے، یہاں تک کہ اگر ان پر چادر ڈال دی جائے تو ان کی شدید قربت کی بناء پر چادر بھی کشادہ ہو جائے۔

راوي الحديث: رواه أبو داود.

التخريج: أبو ثَعْلَبَة الخُشَني رضي الله عنه

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- منزلا : مكانا في أثناء السفر.
- الشعاب : جمع شِعْب: وهو الطريق في الجبل.
- الأودية : جمع واد: وهو مُنْفَرَج بين جبال أو تِلال أو آكام يكون مَنْفَذًا للسَّيْل ومَسْلَكًا.
- من الشيطان : من وسوسته وإغوائه.

فوائد الحديث:

١. كراهية الانفراد في المنزل في السفر.
٢. استحباب الاجتماع في السفر لحصول التعاون والأنس.
٣. أن الفرقة من الشيطان.
٤. سرعة استجابة الصحابة لأمر النبي صلى الله عليه وسلم.

المصادر والمراجع:

-رياض الصالحين من كلام سيد المرسلين؛ للإمام أبي زكريا النووي، تحقيق د. ماهر الفحل، دار ابن كثير-دمشق، الطبعة الأولى، ١٤٢٨هـ. - بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين؛ تأليف سليم الهلالي، دار ابن الجوزي- الطبعة الأولى١٤١٨هـ. - نزهة المتقين شرح رياض الصالحين؛ تأليف د. مصطفى الخِن وغيره، مؤسسة الرسالة-بيروت، الطبعة الرابعة عشرة، ١٤٠٧هـ - سنن أبي داود، لأبي داود السجستاني، تحقيق محمد محيي الدين، المكتبة

العصرية. - كنوز رياض الصالحين»، لحمد بن ناصر العمار، دار كنوز إشبيليا- الطبعة الأولى١٤٣٠ه. - دليل الفالحين لطرق رياض الصالحين، لمحمد علي بن محمد بن علان بن إبراهيم البكري الصديقي الشافعي اعتنى بها: خليل مأمون شيحا، دار المعرفة . - شرح رياض الصالحين؛ للشيخ محمد بن صالح العثيمين، مدار الوطن، الرياض، ١٤٢٦هـ. -صحيح أبي داود – الأم -محمد ناصر الدين، الألباني -مؤسسة غراس للنشر والتوزيع، الكويت الطبعة: الأولى، ١٤٢٣ هـ- ٢٠٠٢ م.

الرقم الموحد: (5948)

إن ثلاثة من بني إسرائيل: أَبْرَصَ وأَقْرَعَ وأَعْمَى، فأراد الله أن يَبْتَلِيَهم، فبعَث إليهم مَلَكًا

بنی اسرائیل میں تین شخص تھے، ایک کوڑھی، ایک گنجا اور ایک نابینا۔ اللہ تعالیٰ نے ان تینوں بندوں کو آزمانا چاہا۔ چنانچہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے اُن کے پاس ایک فرشتہ بھیجا۔

١٥٧٦. الحديث:

عن أبي هريرة -رضي الله عنه- أنه سمع النبي -صلى الله عليه وسلم-، يقول: "إنّ ثلاثة من بني إسرائيل: أبرص وأقرع وأعمى، فأراد الله أن يَبْتَلِيَهم، فبعث إليهم ملَكًا، فأتى الأبرص؛ فقال: أيُّ شيء أحب إليك؟ قال: لون حسن، وجلد حسن، ويذهب عني الذي قد قَذِرَنِي النَّاس به. قال: فمسحه فذهب عنه قَذَرُه، فأُعْطِيَ لونا حسنا وجلدا حسنا. قال: فأي المال أحب إليك؟ قال: الإبل أو البقر -شك إسحاق-. فأُعْطِي ناقة عُشَرَاءَ، وقال: بارك الله لك فيها. قال: فأتى الأقرع؛ فقال: أي شيء أحب إليك؟ قال شعر حسن، ويذهب عني الذي قد قَذِرَنِي الناس به. فمسحه فذهب عنه، وأُعْطِيَ شعرا حسنا. فقال: أي المال أحب إليك؟ قال: البقر أو الإبل. فأُعْطِيَ بقرة حاملا، قال: بارك الله لك فيها. فأتى الأعمى؛ فقال: أي شيء أحب إليك؟ قال: أن يَرُدَّ الله إلَيَّ بصري فأبصر به الناس. فمسحه فردَّ الله إليه بصره. قال: فأي المال أحب إليك؟ قال: الغنَم، فأُعْطِي شاة والدًا. فأُنْتِجَ هذان، ووَلَّد هذا، فكان لهذا وادٍ مِن الإبل، ولهذا وادٍ مِن البقر، ولهذا وادٍ من الغنم. قال: ثم إنه أتى الأبرص في صورته وهيئته، فقال: رجل مسكين قد انقطعت بي الحِبال في سفري، فلا بلوغ لي اليوم إلا بالله ثم بك، أسألك بالذي أعطاك اللون الحسن والجلد الحسن والمال بعيرا أَتَبَلَّغُ به في سفري. فقال: الحقوق كثيرة. فقال: كأني أعرفك، ألم تكن أبرص يَقْذَرُك الناس، فقيرًا فأعطاك الله المال؟ فقال: إنما ورثت هذا المال كابرًا عن كابرٍ. فقال: إن كنت كاذبا فصيَّرك الله إلى ما كنت. وأتى الأقرعَ في صورته فقال له مثل ما قال لهذا، وردَّ عليه مثل ما ردَّ عليه هذا. فقال: إن كنت كاذبا فصيّرك الله إلى ما كنت. قال: وأتى الأعمى في صورته، فقال: رجل مسكين وابن

١٥٧٦. حدیث:

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے نبی ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ بنی اسرائیل میں تین شخص تھے؛ ایک کوڑھی، ایک گنجا اور ایک نابینا۔ اللہ تعالیٰ نے ان تینوں بندوں کو آزمانا چاہا۔ چنانچہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے اُن کے پاس ایک فرشتہ بھیجا۔ فرشتہ سب سے پہلے کوڑھی کے پاس آیا اور اس سے پوچھا کہ تمہیں سب سے زیادہ کیا چیز پسند ہے؟ اُس کوڑھی نے جواب دیا کہ اچھا رنگ، اچھی جلد اور یہ کہ مجھ کو لاحق یہ مرض دور ہو جائے جس کی وجہ سے لوگ مجھ سے نفرت کرتے ہیں۔ آپ ﷺ کہتے ہیں کہ فرشتے نے اس پر اپنا ہاتھ پھیرا تو اس کی بیماری جاتی رہی، اس کا رنگ خوبصورت ہو گیا اور جلد بھی اچھی ہو گئی۔ فرشتے نے پوچھا: "کس طرح کا مال تم زیادہ پسند کرتے ہو؟"۔ اس نے جواب دیا اونٹ یا پھر اس نے کہا گائے، اس بارے میں راوی اسحاق کو شک ہے۔ اُسے دس ماہ کی حاملہ اونٹنی دے دی گئی اور فرشتے نے اسے کہا کہ اللہ تعالیٰ تمہیں اس میں برکت دے۔ پھر فرشتہ گنجے کے پاس آیا اور اس سے پوچھا کہ تمہیں کیا چیز پسند ہے؟ اس نے کہا "عمدہ بال اور یہ کہ میرا یہ عیب ختم ہو جائے جس کی وجہ سے لوگ مجھے ناپسند کرتے ہیں"۔ فرشتے نے اس کے سر پر ہاتھ پھیرا جس سے اس کا یہ عیب جاتا رہا اور اس کے عمدہ بال آ گئے۔ فرشتے نے پوچھا کہ کس طرح کا مال تمہیں زیادہ پسند ہے؟ اس نے کہا کہ گائے یا اونٹ۔ چنانچہ اُسے حاملہ گائے دے دی گئی اور فرشتے نے اس سے کہا کہ اللہ تعالیٰ تمہیں اس میں برکت دے۔ پھر فرشتہ اندھے کے پاس گیا اور پوچھا کہ تمہیں کیا چیز پسند ہے؟ اندھے شخص نے کہا کہ "اللہ تعالیٰ مجھے میری بینائی لوٹا دے تاکہ میں لوگوں کو دیکھ سکوں"۔ فرشتے نے ہاتھ پھیرا اور اللہ تعالیٰ نے اس کی بینائی لوٹا دی۔ فرشتے نے پوچھا کہ کس طرح کا مال تمہیں زیادہ پسند ہے؟ اس نے کہا کہ بکریاں۔ فرشتے نے اسے ایک حاملہ بکری دے دی۔ کوڑھی اور گنجے نے (اونٹ اور گائے کی) افزائش نسل کی اور اندھے نے بھی بکری کے بچے جنوائے۔ کوڑھی کے اونٹوں سے ایک وادی بھر گئی، گنجے کے گائے بیل سے ایک وادی بھر گئی اور اندھے کی بکریوں سے ایک وادی بھر گئی۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ "فرشتہ دوبارہ اپنی اُسی شکل وصورت میں کوڑھی کے یہاں گیا اور کہا کہ میں ایک نہایت مسکین آدمی ہوں، سفر کا تمام سامان واسباب ختم ہو چکا ہے اور اللہ تعالیٰ کی ذات پھر تمہاری مدد کے بنا میں اپنی منزل تک نہیں پہنچ سکتا، میں تم سے اسی ذات کا واسطہ دے کر جس نے

سبيل قد انقطعت بي الحِبال في سفري، فلا بلاغ لي اليوم إلا بالله ثم بك، أسألك بالذي ردَّ عليك بصرك شاة أَتَبَلَّغُ بها في سفري. فقال: قد كنت أعمى فردَّ الله إليَّ بصري، فخُذْ ما شِئْت ودَعْ ما شِئْت، فوالله لا أَجْهَدُك اليوم بشيء أخذته لله. فقال: أَمْسِكْ مالك؛ فإنما ابتُلِيتُم؛ فقد رضِيَ الله عنك، وسَخِط على صاحبيك".

تمہیں اچھا رنگ، اچھی جلد اور مال عطا کیا، ایک اونٹ کا سوال کرتا ہوں جس پر میں اپنا سفر طے کر سکوں۔ اس نے فرشتے سے کہا کہ حقوق بہت زیادہ ہیں (اس لیے تمہارے لیے گنجائش نہیں)۔ فرشتے نے کہا "غالباً میں تمہیں پہچانتا ہوں، کیا تمہیں کوڑھ کی بیماری نہیں تھی جس کی وجہ سے لوگ تم سے نفرت کیا کرتے تھے اور کیا تم فقیر نہیں تھے اور پھر تمہیں اللہ نے مال عطا کیا۔ اس نے کہا کہ یہ سارا مال و دولت تو مجھے اپنے آباء اجداد سے وراثت میں ملا ہے۔ اس پر فرشتے نے کہا کہ اگر تم جھوٹے ہو تو اللہ تعالیٰ تمہیں اپنی پہلی حالت پر لوٹا دے۔ پھر فرشتہ اپنی اُسی شکل وصورت میں گنجے کے پاس گیا اور اس سے بھی وہی کچھ کہا جو کوڑھی سے کہا تھا۔ اس گنجے نے بھی وہی جواب دیا جو کوڑھی نے دیا تھا۔ فرشتے نے کہا کہ اگر تم جھوٹے ہو تو اللہ تعالیٰ تمہیں اپنی پہلی حالت پر لوٹا دے۔ آپ ﷺ کہتے ہیں کہ "اس کے بعد فرشتہ اپنی اُسی شکل وصورت میں اندھے کے پاس گیا اور کہا کہ میں ایک نہایت مسکین اور مسافر آدمی ہوں، سفر کے تمام اسباب ووسائل ختم ہو چکے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی ذات پھر تمہاری مدد کے بنا میں اپنی منزل تک نہیں پہنچ سکتا۔ میں تم سے اسی ذات کا واسطہ دے کر جس نے تمہیں بینائی دی، ایک بکری مانگتا ہوں جس سے اپنے سفر کی ضروریات پوری کر سکوں۔ اندھے نے جواب دیا کہ واقعی میں اندھا تھا اور اللہ تعالیٰ نے مجھے بینائی عطا فرمائی۔ جتنی چاہو بکریاں لے لو اور جتنی چاہو چھوڑ دو۔ اللہ کی قسم! آج اللہ کے لیے جو چیز بھی تم لو گے اسے لینے سے میں تمہیں نہیں روکوں گا۔ اس پر فرشتے نے کہا کہ "اپنا مال اپنے پاس رکھو۔ یہ تو صرف تم لوگوں کا امتحان تھا اور اللہ تعالیٰ تم سے راضی اور خوش ہے اور تمہارے دونوں ساتھیوں سے ناراض ہے"۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

يُخْبِرُ -صلى الله عليه وسلم- عن ثلاثة من بني إسرائيل أُصِيب كلٌّ منهم بعَاهَةٍ في الجسم، وفقر من المال، وهم: أبرص: به مرض ولون مختلف في جلده، وأقرع: ذهب شعر رأسه أو بعضه، وأعمى؛ فأراد الله أن يختبرهم ويمتحن إيمانهم وشكرهم؛ فأرسل إليهم ملكاً في صورة إنسان. فأتى الملك إلى الأبرص، وقدَّم الأبرص لأن داءه أقبح وأشنع وأعظم، فقال له: أي شيء أحبّ إليك؟ قال: لون حسن وجلد حسن، وأن يذهب عني الداء الذي قد تباعد عني الناس بسببه، ولم يقتصر على طلب اللون الحسن؛ لأن جلد البرص

اجمالی معنی:

نبی ﷺ بنی اسرائیل کے تین اشخاص کے بارے میں بتا رہے ہیں جن میں ہر ایک کو کوئی نہ کوئی جسمانی بیماری لاحق تھی اور وہ مالی طور پر تہی دست تھا۔ ان میں سے ایک کوڑھی تھا جو ایک بیماری میں مبتلا تھا اور اس کی جلد کا رنگ بدل چکا تھا۔ دوسرا گنجا تھا جس کے سر کے سارے یا کچھ بال اڑ چکے تھے اور تیسرا اندھا تھا۔ اللہ تعالی نے انہیں پرکھنا چاہا اور ان کے ایمان اور شکر کا امتحان لینے کا ارادہ فرمایا۔ چنانچہ انسانی صورت میں ان کی طرف ایک فرشتہ بھیج دیا۔ فرشتہ کوڑھی کے پاس آیا۔ وہ سب سے پہلے کوڑھی کے پاس اس لیے آیا کیونکہ اس کی بیماری زیادہ قبیح، گندی اور بڑی تھی۔ فرشتے نے اس کوڑھی سے پوچھا کہ اسے کون سی شے زیادہ پسند ہے؟ اس نے جواب دیا کہ "اچھی رنگت اور خوبصورت جلد اور یہ کہ میری یہ بیماری جاتی رہے جس

يحصل له من التقلص والتشنج والخشونة ما يزيد به قبح صاحبه وعارِهِ. قال: فأي المال أحب إليك؟ قال: الإبل أو قال البقر. شك الراوي هل سمع الإبل أو البقر، والمرجح الإبل لكونه اقتصر عليها في قوله: فأعطي ناقة حاملًا أتى عليها من حملها عشرة أشهر من يوم أحملها، وهي من أنفس الإبل، وقال: بارك الله لك فيها. وقد استجيب دعاؤه كما في تتمة الحديث. قال: فأتى الأقرع فقال: أيّ شيء أحبّ إليك؟ قال: شعر حسن، ويذهب عني هذا القرع الذي قد كرهني الناس بسببه. قال: فمسحه الملك، إما محل الداء فقط وهو الأقرب، أو جميع بدنه لتعمه بركته؛ فذهب عنه القرع وأعطى شعراً حسناً، قال الملك له: فأيّ المال أحب إليك؟ قال: البقر. فأعطي بقرة حاملاً. وقال: بارك الله لك فيها. وقد استجيب دعاؤه كما في تتمة الحديث. قال: فأتى الأعمى فقال: أيّ شيء أحبّ إليك؟ قال: أن يرد الله إليّ بصري فأُبصربه الناس، قال: فأمرّ يده على عينيه، ويحتمل على جميع بدنه، والأول أقرب كما تقدم، فردّ الله إليه بصره. قال: فأي المال أحب إليك؟ قال: الغنم. فأعطي شاة ذات ولد، وقيل حاملاً، فتولى صاحبا الإبل والبقر ولادتها، وكذلك صاحب الغنم. فكان لهذا واد مليئا من الإبل، ولهذا واد من البقر، ولهذا واد من الغنم، قال العيني: (وراعى عرف الِاسْتِعْمَال حَيْثُ قَالَ فِي الْإِبِل وَالْبَقر: أنتج، وَفِي الْغنم: ولد). قال: ثم إن الملك أتى الأبرص متصوراً في صورته التي كان عليها، وهيئته من رذالة الملبس ونحوها، فجاءه بعد أن صار معافى غنياً في الصورة التي قد جاءه فيها أول مرة، فقال: رجل مسكين محتاج، قد انقطعت بي الأسباب والوسائل في طلب الرزق في سفري؛ فلا وصول لي للمكان الذي أريده اليوم إلا بالله ثم بك لكونك مظهراً للخير غنيًّا، وهذا من الملك من المعاريض التي يقصد بها التوصل إلى إفهام المقصود من غير أن يراد حقيقتها. وقال: أقسم عليك مستعطفاً بـالذي أعطاك اللون الحسن والجلد الحسن والمال بعد الابتلاء بالفقر والمرض بعيراً واحدًا أكتفي به في سفري. فقال

کی وجہ سے لوگ مجھ سے دور رہتے ہیں"۔ اس نے صرف اچھے رنگ پر ہی اکتفاء نہیں کیا کیونکہ کوڑھ زدہ جلد سکڑاور اینٹھ جاتی ہے اور اس میں کھردرا پن آ جاتا ہے جس سے اس بیماری میں مبتلا شخص کی بد صورتی اور عیب میں اضافہ ہو جاتا ہے۔ فرشتے نے پوچھا "تمہیں کون سا مال زیادہ پسند ہے؟"۔ اس نے جواب دیا: "اونٹ "یا پھر اس نے کہا کہ گائے۔ اس میں راوی کو شک ہے کہ آیا اس نے اونٹ سنا تھا یا گائے۔ راجح یہ ہے کہ یہ اونٹ ہی ہو کیونکہ اپنے اس قول میں اس نے صرف اونٹنی کا ہی ذکر کیا ہے کہ: "فَأعطی ناقة حاملًا" یعنی اُسے ایک ایسی حاملہ اونٹنی دے دی گئی جس کے حمل کو دس ماہ ہو چکے تھی۔ اونٹوں میں اس قسم کی اونٹنی سب سے قیمتی ہوتی ہے۔ پھر فرشتے نے دعا کی کہ "اللہ تمہارے لیے اس میں برکت دے"۔ فرشتے کی دعا قبول ہوئی جیسا کہ بقیہ حدیث میں ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ "پھر فرشتہ گنجے کے پاس آیا اور پوچھا: تمہیں کون سی شے سب سے زیادہ پسند ہے؟"۔ اس نے جواب دیا: "اچھے بال اور یہ کہ میرا یہ گنجا پن دور ہو جائے جس کی وجہ سے لوگ مجھے ناپسند کرتے ہیں"۔ آپ ﷺ کہتے ہیں کہ "فرشتے نے اس پر ہاتھ پھیرا"۔ یا تو صرف اس جگہ پر ہاتھ پھیرا جو بیماری زدہ تھا اور اسی کا زیادہ احتمال ہے یا پھر اس کے سارے بدن پر ہاتھ پھیرا تاکہ برکت اس کے سارے بدن کو عام ہو جائے۔ چنانچہ اس کا گنجا پن ختم ہوگیا اور اسے خوبصورت بال دے دیے گئے۔ پھر فرشتے نے اس سے پوچھا کہ "کون سا مال تمہیں زیادہ محبوب ہے؟"۔ اس نے جواب دیا کہ "گائے"۔ اس پر اسے ایک حاملہ گائے دے دی گئی اور فرشتے نے اسے دعا دی "اللہ تعالی تمہارے لیے اس میں برکت دے"۔ فرشتے کی دعا قبول ہوئی جیسا کہ بقیہ حدیث میں ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا "پھر وہ فرشتہ اندھے کے پاس آیا اور اس سے پوچھا "تمہیں کون سی شے زیادہ پسند ہے؟"۔ اس نے جواب دیا "یہ کہ اللہ تعالی مجھے میری بینائی واپس لوٹا دے اور میں لوگوں کو دیکھنا شروع کر دوں"۔ آپ ﷺ فرماتے ہیں کہ فرشتے نے اپنا ہاتھ اس کی آنکھوں پر پھیرا۔ اس بات کا بھی احتمال ہے کہ اس کے سارے بدن پر ہاتھ پھیرا ہو تاہم پہلی بات کا زیادہ امکان ہے جیسا کہ گزر چکا ہے۔ اس پر اللہ تعالی نے اسے اس کی بینائی لوٹا دی۔ پھر فرشتے نے دریافت کیا کہ "تمہیں کون سا مال زیادہ پسند ہے؟"۔ اس نے جواب دیا "بھیڑ بکریاں"۔ اسے بچے والی ایک بکری دے دی گئی اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ ایک حاملہ بکری دے دی گئی۔ اونٹ اور گائے والے دونوں اشخاص نے ان کی افزائش نسل کی اور اسی طرح بکری والے نے بھی اس کی نسل آگے بڑھائی۔ چنانچہ کوڑھی کے اونٹوں سے پوری ایک وادی بھر گئی، گنجے کی گایوں سے ایک وادی بھر گئی نیز اندھے کی بھیڑ بکریوں سے بھی پوری ایک وادی بھر گئی۔ علامہ عینی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: "آپ ﷺ نے عرف کا لحاظ رکھا بایں طور کہ اونٹ اور گائے کے

الأبرص: الحقوق كثيرة عليَّ، فلا يوجد فاضل عن الحاجة لأعطيك إياه فانظر غيري. فقال الملك: كأني أعرفك، ألم تكن أبرص تكرهك الناس؛ فعافاك الله، فقيراً فأعطاك الله -عز وجل- المال؟ فقال: إنما ورثت هذا المال عن أبي وجدي. وحاصله إنكار تلك الحال السيئة ودعوى أنه نشأ في تلك الأحوال الحسنة، فهي غير متجددة عليه، وهذا من إنكار النعم وكفر المنعم، حمله عليه البخل. فقال الملك: إن كنت كاذباً في دعواك فصيَّرك الله وردك إلى الحالة التي كنت عليها. قال: وأتى الأقرع في صورته التي يقذرها الناس وهيئته التي يحقرونها لرثاثتها، فإنه مع كونه أتى له في صورته وهيئته التي أتاه عليها أولاً وحصل له منه ما حصل من الشفاء والغنى أنكر معرفته وتجاهل به وتفاخر عليه بأنه إنما جاءه المال من أبيه، فضم إلى كذبه قبائح تنبىء عن أنه انتهى في اللؤم والحمق إلى غاية لم يصلها غيره. فقال له الملك مثل ما قال للأبرص وردّ الأقرع عليه مثل ما ردّ الأبرص. فقال الملك: إن كنت كاذباً فصيرك الله إلى ما كنت عليه من القرع والفقر. قال: وأتى الأعمى متشكلاً في صورة آدمي أعمى وفي هيئته الأولى، فقال الملك: رجل مسكين وابن سبيل -أي: مسافر- انقطعت بي الحبال في سفري فلا بلاغ لي اليوم إلا بالله ثم بك، أسألك بالذي ردّ عليك بصرك شاةً أتبلغ -أي: أكتفي- بها في سفري. فقال ذلك الرجل متذكراً نعم الله -تعالى- عليه وحسن حاله بعد بؤسه: قد كنت أعمى فردّ الله إليّ بصري فخذ ما شئت من المال ودع ما شئت منه، فوالله لا أشق عليك اليوم في ردّ شيء أخذته، فقال الملك: أمسك مالك فإنما امتحنتم وعاملكم الله العالم بجميع الأمور معاملة المختبِر؛ ليترتب على عملكم أثره، إذ الجزاء إنما جعله الله مرتباً على ما يبدو في عالم الشهادة لا على ما سبق في علمه، فقد رضي عنك وسخط على صاحبيك الأبرص والأقرع.

بارے میں "اُنتج" کا لفظ استعمال کیا اور بھیڑ بکریوں کے بارے میں "ولد" کا لفظ استعمال کیا"۔ آپ ﷺ نے فرمایا: پھر فرشتہ کوڑھی کے پاس اس کی سابقہ شکل اور ہیئت میں آیا بایں طور کہ اس نے گھٹیا قسم کے کپڑے پہن رکھے تھے وغیرہ۔ صحت مند اور امیر ہو جانے کے بعد وہ فرشتہ اس کے پاس اسی شکل میں آیا جس شکل میں وہ پہلی دفعہ آیا تھا اور کہنے لگا کہ "میں مسکین اور ضرورت مند آدمی ہوں، اپنے اس سفر کے دوران حصول رزق کی تلاش میں میرے تمام اسباب و وسائل منقطع ہو چکے ہیں۔ میں آج اپنی منزل مقصود تک صرف اللہ کے سہارے اور اس کے بعد تمہارے تعاون سے پہنچ سکتا ہوں کیونکہ تم بھلے آدمی دکھائی دیتے ہو اور امیر ہو"۔ فرشتے کی طرف سے یہ محض ایک توریہ تھا جس کا مقصد بات سمجھانا ہوتا ہے، ان باتوں کا حقیقی مفہوم مراد نہیں تھا۔ فرشتے نے کہا کہ "میں اس ذات کی قسم دے کر تم سے رحم کی درخواست کرتا ہوں جس نے فقر و بیماری میں مبتلا رکھنے کے بعد تجھے خوش نما رنگ، خوبصورت جلد اور مال عطا کیا کہ مجھے ایک اونٹ دے دو جس سے میں اپنے سفر کی ضروریات پوری کر سکوں"۔ کوڑھی نے جواب دیا: "میرے اوپر بہت سے حقوق ہیں۔ زائد از ضرورت کچھ ہے ہی نہیں کہ وہ میں تمہیں دے دوں اس لیے میرے علاوہ کسی اور کو ڈھونڈو"۔ اس پر فرشتے نے کہا کہ "غالباً میں تمہیں پہچانتا ہوں۔ کیا تم کوڑھی نہیں تھے جس سے لوگ گھن کھاتے تھے اور بعد ازاں اللہ تعالیٰ نے تجھے صحت عطا فرمائی اور کیا تم فقیر نہیں تھے اور پھر اللہ عزّ و جلّ نے تمہیں مال سے نوازا؟"۔ اس نے جواب دیا کہ "مجھے تو یہ مال اپنے آباء و اجداد سے وراثت میں ملا ہے"۔ خلاصہ یہ کہ اس نے اپنی اس خستہ حالی کا بالکل انکار کر دیا اور دعویٰ کیا کہ وہ تو اچھے حالات ہی میں پلا بڑھا ہے اور یہ اس کے لیے نئے نہیں ہیں۔ یہ نعمت کا انکار اور اس ذاتِ منعم کی ناشکری تھی جس پر اسے بخل نے آمادہ کیا۔ اس پر فرشتے نے کہا کہ "اگر تم اپنے دعوے میں جھوٹے ہو تو اللہ تعالیٰ تمہیں تمہاری اسی حالت پر لوٹا دے جس پر تم پہلے تھے"۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ "پھر فرشتہ گنجے کے پاس اس کی اس شکل و ہیئت میں آیا جس سے لوگ نفرت کھاتے تھے اور اس کی خستہ حالی کی وجہ سے اسے حقارت کی نظر سے دیکھتے تھے"۔ باجود اس کے کہ وہ اس کے پاس وہ اسی شکل و ہیئت میں آیا تھا جس پر وہ پہلی دفعہ آیا تھا اور جب اس کو صحت اور مال و دولت ملا تھا لیکن وہ اسے پہچاننے سے انکار کر بیٹھا اور اس سے انجان بن گیا اور یہ کہہ کر اس پر اظہار فخر بھی کیا کہ اسے تو یہ مال اس کے باپ کی طرف سے ملا ہے۔ اس نے اپنے جھوٹ کے ساتھ بہت سی دیگر بری باتوں کو بھی ملا لیا جس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ گھٹیا پن اور حماقت میں ایسی انتہاء کو پہنچ چکا تھا جہاں تک کوئی دوسرا نہیں پہنچا تھا۔ فرشتے نے اس سے بھی وہی کچھ کہا جو کوڑھی سے کہا تھا اور گنجے نے اسے وہی جواب دیا جو کوڑھی نے دیا تھا۔ اس پر فرشتے نے کہا کہ "اگر تم

جھوٹے ہو تو اللہ تعالیٰ تمھیں پھر سے گنجا اور فقیر کر دے"۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ "پھر وہ فرشتہ ایک اندھے آدمی کا روپ دھار کر پہلی والی ہیئت میں اس اندھے کے پاس آیا اور کہنے لگا کہ "میں ایک مسکین اور مسافر آدمی ہوں ۔ دورانِ سفر میرے تمام وسائل منقطع ہو چکے ہیں اور اب اللہ کے بعد تمہارے ہی ذریعے میں اپنی منزل مقصود تک پہنچ سکتا ہوں ۔ میں اس ذات کا واسطہ دے کر تم سے ایک بکری مانگتا ہوں جس نے تمھیں تمہاری بینائی لوٹائی تاکہ اس سے میں اپنی ضروریاتِ سفر پوری کر سکوں"۔ اس آدمی نے اپنے اوپر ہونے والی اللہ کی نعمت اور بد حالی کے بعد ملنے والی اپنی خوشحالی کو یاد کرتے ہوئے کہا کہ "میں اندھا تھا پھر اللہ تعالی نے میری بینائی واپس لوٹا دی ۔ تم جتنا مال چاہو لے لو اور جتنا چاہو چھوڑ دو۔ اللہ کی قسم! آج تم جو کچھ بھی لو گے اس کے سلسلے میں میں تجھے بالکل بھی تنگ نہیں کروں گا"۔ فرشتے نے کہا کہ اپنا مال اپنے پاس رکھو۔ تم لوگوں کو پرکھا گیا تھا اور اللہ تعالیٰ نے جو تمام امور سے باخبر ہے تمہارا امتحان لیا تھا، تاکہ تمہارے عمل پر اس کا اثر مرتب ہو سکے کیونکہ عمل کی جزا اسی شے پر مرتب ہوتی ہے جو عالم شہود میں ظہور پذیر ہو نہ کہ اللہ کے پیشگی علم پر۔ اللہ تعالیٰ تجھ سے راضی ہوا اور تیرے دونوں ساتھیوں یعنی کوڑھی اور گنجے سے ناراض ۔

راوي الحديث: متفق عليه.

التخريج: أبو هريرة -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: كتاب التوحيد.

معاني المفردات:

- بني إسرائيل : هم أبناء يعقوب بن إسحاق بن إبراهيم الخليل -عليهم السلام-، أي من يرجع نسبه إليه، وإسرائيل لقب يعقوب -عليه السلام-.
- أبرص : البرص مرض مُعْدٍ مزمن يظهر على شكل بُقَع بيضاء في الجسد، يؤذي الجهاز العصبيّ، أو هو مرض يُحْدِث في الجسم قِشْرًا أبيض، ويُسَبِّب حَكًّا مؤلمًا.
- أقرع : هو من زال شعر رأسه أو بعضه، ويُطْلَق عليه أيضا الأَصلع.
- أن يبتليهم : يَخْتَبِرهم بنعمته.
- قذرني الناس : كره الناس بسببه رؤياي والقرب مني.
- فذهب عنه قذره : أي: شُفِيَ من برصه.
- عُشَراء : الناقة الحامل التي أتى على حملها عشرة أشهر أو ثمانية.
- والدا : ذات ولد في بطنها أو التي عُرِف منها كثرة الولد والنَّتَاج.
- أَنْتج : تولَّى صاحب النَّاقَة وصاحب البقرة نتاجهما وتوليدهما وإصلاحهما.
- انقطعت بي الحِبال : الأسباب التي أطلب بها الرزق.
- أتبلغ به : أتوصّل به إلى البلد الذي أريده.
- كابرا عن كابر : وَرِثْتُه من أبي وأجدادي.
- بلاغ : كفاية أتوصّل بها إلى البلد الذي أريده.
- صيرك الله إلى ما كنت : ردَّك إلى حالك الأولى برجوع العاهة إليك.
- ملكًا : واحد الملائكة، وهم عالم غيبي، خلقهم الله من نور، وجعلهم قائمين بطاعة الله، لا يأكلون، ولا يشربون، يسبحون الليل والنهار لا يفترون، لهم أشكال وأعمال ووظائف مذكورة في الكتاب والسنة، والإيمان بهم أحد أركان الإيمان الستة.

- في صورته وهيئته : الصورة في الجسم، والهيئة في الشّكل واللباس، وهذا هو الفرق بينهما.
- ابن السبيل : أي: مسافر، سمي بذلك لملازمته للطريق.
- لا أجهدك : أي لا أشق عليك في رد ما أخذت.

فوائد الحديث:

١. وجوب شكر نعمة الله -تعالى- في المال وأداء حق الله -عز وجل- فيه.
٢. أن الله -سبحانه- يختبر عباده بالنعم، {وَنَبْلُوكُمْ بِالشَّرِّ وَالْخَيْرِ فِتْنَةً وَإِلَيْنَا تُرْجَعُونَ} [الأنبياء: ٣٥].
٣. تحريم كفر النعمة ومنع حق الله -تعالى- في المال.
٤. جواز ذكر حال من مضى من الأمم؛ ليتعظ به من سمعه.
٥. مشروعية قول: بالله ثم بك، فيكون العطف بثم لا بالواو في مثل هذا التعبير.
٦. إثبات معجزة للنبي -صلى الله عليه وسلم- في الإخبار بمثل هذه القصص.
٧. نسبة النعمة إلى الله شكر لها وسبب لبقائها، ونسبتها لغيره كفر بها وسبب لزوالها.
٨. إثبات المشيئة للمخلوق ولكنها تابعة لمشيئة الله وإرادته.
٩. إثبات صفة الرضا لله -تعالى.-
١٠. إثبات صفة السخط لله -تعالى.-

المصادر والمراجع:

صحيح البخاري، المحقق : محمد زهير بن ناصر الناصر، الناشر: دار طوق النجاة، الطبعة: الأولى ١٤٢٢هـ. صحيح مسلم بن الحجاج، المحقق: محمد فؤاد عبد الباقي، الناشر: دار إحياء التراث العربي، بيروت. القول المفيد على كتاب التوحيد، للشيخ محمد بن صالح العثيمين دار ابن الجوزي، المملكة العربية السعودية، الطبعة: الثانية، محرم ١٤٢٤هـ. الملخص في شرح كتاب التوحيد، للشيخ صالح الفوزان دار العاصمة الرياض، الطبعة: الأولى ١٤٢٢هـ-٢٠٠١م. الجديد في شرح كتاب التوحيد، للشيخ محمد بن عبد العزيز القرعاوي، مكتبة السوادي، جدة، المملكة العربية دليل الفالحين لطرق رياض الصالحين لمحمد علي بن محمد بن علان، ط٤، اعتنى بها: خليل مأمون شيحا، دار المعرفة، بيروت، ١٤٢٥ هـ.

الرقم الموحد: (5926)

إن في الجنة سوقا يأتونها كل جمعة

١٥٧٧. الحديث:

عن أنس بن مالك -رضي الله عنه- مرفوعاً: «إن في الجنة سوقاً يأتونها كل جمعة. فَتَهُبُّ ريح الشمال، فَتَحْثُو في وجوههم وثيابهم، فيزدادون حسناً وجمالاً، فيرجعون إلى أهليهم، وقد ازدادوا حسناً وجمالاً، فيقول لهم أهلوهم: والله لقد ازددتم حسناً وجمالاً! فيقولون: وأنتم والله لقد ازددتم بعدنا حسناً وجمالاً!».

درجة الحديث: صحيح

المعنى الإجمالي:

يخبرنا الحديث عن أنواع النعيم الذي أكرم به أهل الجنة وما يجدونه من حسن ونعيم بمرور الدهور والأزمان وما يقام لهم في الجنة من لقاءات وأسواق ونحوها إيناساً لهم، وكما أن لهم جمالاً لا مثيل له ولا نظير وهو دائماً في تجدد وازدياد .

جنت میں ایک بازار ہے جس میں ہر جمعہ کے دن لوگ آئیں گے۔

١٥٧٧. حدیث:

انس بن مالک - رضی اللہ عنہ - سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جنت میں ایک بازار ہے جس میں ہر جمعہ کے دن لوگ آئیں گے۔ شمال کی ہوا چلے گی تو ان کے چہروں اور لباس سے ہوتے گزر جائے گی اور اس سے ان کا حسن وجمال مزید بڑھ جائے گا اور وہ جب اپنے اہلِ خانہ کے پاس واپس آئیں گے تو اس حال میں لوٹیں گے کہ ان کے حسن وجمال میں اضافہ ہوچکا ہوگا، ان کے اہلِ خانہ ان سے کہیں گے: اللہ کی قسم! ہمارے پاس سے جانے کے بعد آپ کے حسن وجمال میں اضافہ ہوگیا ہے۔ تو وہ کہیں گے: اللہ کی قسم! تمہارا بھی حسن وجمال ہمارے بعد بڑھ گیا ہے۔"

حدیث کا درجہ: صحیح

اجمالی معنی:

حدیث ہمیں ان انواع واقسام کی نعمتوں کے بارے میں بتا رہی ہے جن سے اللہ تعالی اہلِ جنت کو نوازیں گے اور وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ انہیں جو خوبصورتی اور نعمتیں حاصل ہوں گی اور ان کا دل بہلانے کے لیے جنت میں ان کے لیے جن باہمی ملاقاتوں اور بازاروں وغیرہ کا انتظام کیا جائے گا اس کی خبر دے رہی ہے۔ اسی طرح جنتی لوگوں کو بے مثیل وبے نظیر خوبصورتی حاصل ہوگی جس میں دم بدم نکھار آتا جائے گا اور اضافہ ہوتا رہے گا۔

راوي الحديث: رواه مسلم

التخريج: أنس بن مالك-رضي الله عنه-.

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين

معاني المفردات:

- في الجنة سوقا . : مجتمع لهم يجتمعون فيه كما يجتمع الناس في الدنيا في أسواقها ، أي : تعرض الأشياء على أهلها، فيأخذ كل منهم ما أراد .
- يأتونها كل جمعة . : أي في مقدار كل أسبوع لفقد الشمس والليل والنهار.
- فيزدادون حسنًا وجمالاً. : عطف الجمال على الحسن، من عطف الخاص على العام.
- فتهب . : تهيج.
- ريح الشمال . : هي التي تهب من دبر القبلة وخصها بالذكر لأن العرب كانوا يرجون السحابة الشامية التي تأتي بالخير والمطر.
- فتحثو . : تنهال.

فوائد الحديث:

١. بيان أن أهل الجنة في زيادة حسن وجمال.
٢. مثل هذه الأحاديث توجب للإنسان الرغبة في العمل الصالح الذي يتوصل به إلى هذه الدار

المصادر والمراجع:

صحيح مسلم المحقق: محمد فؤاد عبد الباقي - الناشر: دار إحياء التراث العربي – بيروت. نزهة المتقين شرح رياض الصالحين، تأليف د/ مصطفى الخن، د/ مصطفى البغا، محيي الدين مستو، علي الشربجي، محمد أمين لطفي، مؤسسة الرسالة، ط:الرابعة عشر١٤٠٧ دليل الفالحين لطرق رياض الصالحين، تأليف محمد علي بن محمد علان. بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين، تأليف سليم بن عيد الهلالي، دار ابن الجوزي. رياض الصالحين، تأليف محيي الدين النووي، تحقيق عصام موسى هادي، ط: وزارة الأوقاف والشؤون الإسلامية بدولة قطر. كنوز رياض الصالحين، تأليف حمد بن ناصر العمار، دار كنوز إشبيليا، ط١-١٤٣٠ه. تطريز رياض الصالحين، تأليف فَيْصَلْ بنِ عَبْدِ العَزِيْزِ آل مُبَارَك . كنوز رياض الصالحين، تأليف حمد بن ناصر العمار، دار كنوز إشبيليا، ط١-١٤٣٠ه. شرح رياض الصالحين، المؤلف : محمد بن صالح بن محمد العثيمين.

الرقم الموحد: (8353)

إن في الجنة شجرة يسير الراكب الجواد المضمر السريع مائة سنة ما يقطعها

جنت میں ایک درخت ہے جس کے نیچے دبلے پتلے تیز رفتار گھوڑے پر سوار شخص سو سال بھی چلے گا تب بھی اس کی مسافت کو طے نہیں کر سکے گا۔

١٥٧٨. الحديث:

عن أبي سعيد الخدري -رضي الله عنه- عن النبي -صلى الله عليه وسلم- قال: «إن في الجنة شجرة يسير الراكب الْجَوَادَ الْمُضَمَّرَ السريع مائة سنة ما يقطعها». وروياه في الصحيحين أيضا من رواية أبي هريرة -رضي الله عنه- قال: «يسير الراكب في ظلها مئة سنة ما يقطعها».

١٥٧٨. حدیث:

ابو سعید - رضی اللہ عنہ - سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا : جنت میں ایک درخت ہے جس کے نیچے دبلے پتلے تیز رفتار گھوڑے پر سوار شخص سو سال بھی چلے گا تب بھی اس کی مسافت کو طے نہیں کر سکے گا۔ صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں بھی ابوہریرہ - رضی اللہ عنہ - سے مروی احادیث میں ہے کہ سوار اس کے سائے تلے سو سال تک چلے گا لیکن اسے طے نہیں کر سکے گا۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

يبين الحديث سعة الجنة وما فيها من نعيم كبير، ففيه وصف لأشجار الجنة وظلالها، وأن الراكب للفرس القوي في الجري ما يصل إلى نهايتها لعظمها، وهذا فضل عظيم أعده الله لعباده المتقين.

اجمالی معنی:

حدیث میں جنت کی کشادگی اور اس میں موجود عظیم نعمتوں کا ذکر ہے بایں طور کہ اس میں جنت کے درختوں اور ان کے سائیوں کا بیان ہے کہ ایک گھوڑ سوار ان کی کشادگی کی وجہ سے کبھی ان کی انتہاء تک نہیں پہنچ سکے گا۔ یہ بہت بڑا فضل و عنایت ہے جو اللہ نے اپنے متقی بندوں کے لیے تیار کر رکھا ہے۔

راوي الحديث: حديث أبي سعيد: متفق عليه. حديث أبي هريرة: متفق عليه.

التخريج: أبوسعيد الخدري -رضي الله عنه-، وأبو هريرة -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- المضمر : هو أن يعلف الفرس حتى تسمن وتقوى، ثم يقلل العلف بقدر القوت ويدخل بيتاً، وتغشى بالجلال حتى تحمى فتعرق، فإذا جف عرقها وخف لحمها؛ قويت على الجري.
- ما يقطعها : لا ينتهي إلى آخر ما يميل من أغصانها.
- الجواد : الفرس.
- في ظلها : أي تحت أغصانها.

فوائد الحديث:

١. بيان عظم أشجار الجنة وظلالها، مما يدل على قدرته وعلى فضله على عباده المتقين، حيث أورثهم دار الكرامة يتنعمون بما فيها من نعيم وأشجار وظل ممدود.

٢. بيان سعة الجنة.

٣. وجود الجنة التي خلقها الله -تعالى- لتكون دار النعيم لأوليائه.

المصادر والمراجع:

صحيح البخاري -أبو عبد الله محمد بن إسماعيل بن إبراهيم بن المغيرة الجعفي البخاري، تحقيق محمد زهير بن ناصر الناصر -الناشر : دار طوق النجاة -الطبعة : الأولى ١٤٢٢هـ. صحيح مسلم المحقق: محمد فؤاد عبد الباقي - الناشر: دار إحياء التراث العربي – بيروت. نزهة المتقين شرح رياض الصالحين، تأليف د/ مصطفى الخن، د/ مصطفى البغا، محيي الدين مستو، علي الشربجي، محمد أمين لطفي، مؤسسة الرسالة، ط:الرابعة عشر١٤٠٧. دليل الفالحين لطرق رياض الصالحين، تأليف محمد علي بن محمد علان. بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين، تأليف سليم بن عيد الهلالي، دار ابن الجوزي. رياض الصالحين، تأليف محيي الدين النووي، تحقيق عصام موسى هادي، ط: وزارة الأوقاف والشؤون الإسلامية بدولة قطر. كنوز رياض

الصالحين، تأليف حمد بن ناصر العمار، دار كنوز إشبيليا، ط١-١٤٣٠ه. تطريز رياض الصالحين، تأليف فَيْصَلْ بنِ عَبْدِ العَزِيْزِ آل مُبَارَك، دار العاصمة للنشر والتوزيع، الرياض الطبعة: الأولى، ١٤٢٣ هـ - ٢٠٠٢ م.

الرقم الموحد: (8350)

إن فيك خصلتين يحبهما الله: الحلم والأناة	تمہارے اندر دو خصلتیں (خوبیاں) ایسی ہیں جو اللہ تعالیٰ کو پسند ہیں : بردباری اور وقار (یعنی جلد بازی نہ کرنا)۔
١٥٧٩. الحديث: عن عبد الله بن عباس -رضي الله عنهما- قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لأشج عبد القيس: «إن فيك خصلتين يحبهما الله: الحلم والأناة»	**١٥٧٩. حدیث :** عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اَشج عبد القیس سے کہا کہ ”تمہارے اندر دو خصلتیں (خوبیاں) ایسی ہیں جو اللہ تعالیٰ کو پسند ہیں : بردباری اور وقار (یعنی جلد بازی نہ کرنا)“۔
درجة الحديث: صحيح	**حدیث کا درجہ :** صحیح
المعنى الإجمالي: قال النبي صلى الله عليه وسلم للأشج من بني عبد قيس إن فيك لخصلتين أي صفتين يحبهما الله ورسوله، وهما الحلم وعدم التسرع، والسبب أن الأشج تأنى حتى نظر في مصالحه ولم يعجل في القدوم مع قومه والحلم وذلك في مخاطبته للنبي صلى الله عليه وسلم فكلامه كان دالاً على صحة عقله وجودة نظره للعواقب.	**اجمالی معنیٰ :** نبی ﷺ نے قبیلہ بنی عبد قیس کے اشج نامی شخص سے کہا کہ تمہارے اندر دو خصلتیں یعنی عادتیں ایسی ہیں جسے اللہ اور اس کے رسول پسند کرتے ہیں۔ وہ دو عادتیں بُردباری اور عدمِ عجلت ہیں۔ اس لیے کہ اشج نے متانت اور وقار اختیار کر کے اپنے قرین مصلحت امور میں غور وفکر کیا اور اپنی قوم کے ساتھ آپ ﷺ کے پاس آنے میں جلد بازی سے کام نہیں لیا۔ ان کی بُردباری آپ ﷺ کے ساتھ گفتگو سے ظاہر ہوتی ہے۔ ان کی گفتگو ان کی سلامتِ عقل اور انجام کار پر گہری نظر کے حامل ہونے پر دلالت کرتی ہے۔

راوي الحديث: رواه مسلم

التخريج: عبدالله بن عباس رضي الله عنهما.

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين

معاني المفردات:

- الحلم : العقل
- الأناة : ترك العجلة.

فوائد الحديث:

١. إثبات صفة الحب لله تعالى.

٢. الأخلاق منها ما هو جبلي ومنها ما هو مكتسب؛ لأنه قال في الحديث: أخلقين تخلقت بهما أم جبلني الله عليهما؟ قال: (بل جبلك الله عليهما).

٣. الحض على التثبت في الأمور والنظر في العواقب.

٤. الحلم والأناة من صفات العقلاء.

المصادر والمراجع:

المسند الصحيح (صحيح مسلم)، تأليف: مسلم بن حجاج النيسابوري، تحقيق: محمد فؤاد عبدالباقي، دار إحياء التراث العربي. بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين، تأليف: سليم بن عيد الهلالي، دار ابن الجوزي. تطرز رياض الصالحين، تأليف: فيصل مبارك، دار العاصمة، ط١٤٢٣ – ٢٠٠٢. المنهاج شرح صحيح مسلم بن الحجاج، تأليف: أبو زكريا محيي الدين يحيى بن شرف النووي، الناشر: دار إحياء التراث العربي، ط٢ عام ١٣٩٢.

الرقم الموحد: (5800)

إن لربك عليك حقا، وإن لنفسك عليك حقا، ولأهلك عليك حقا، فأعط كل ذي حق حقه	تمہارے رب کا بھی تم پر حق ہے۔ تمہاری جان کا بھی تم پر حق ہے۔ اور تمہاری بیوی کا بھی تم پر حق ہے، اس لیے ہر حقدار کو اس کا حق دو۔

١٥٨٠. الحديث:

عن أبي جحيفة وهب بن عبد الله -رضي الله عنه- قال: آخى النبي -صلى الله عليه وسلم- بين سلمان وأبي الدرداء، فزار سلمان أبا الدرداء فرأى أم الدرداء مُتَبَذِّلَةً، فقال: ما شأنُكِ؟ قالت: أخوك أبو الدرداء ليس له حاجة في الدنيا، فجاء أبو الدرداء فصنع له طعاما، فقال له: كل فإني صائم، قال: ما أنا بآكل حتى تأكل فأكل، فلما كان الليل ذهب أبو الدرداء يقوم فقال له: نم، فنام، ثم ذهب يقوم فقال له: نم. فلما كان من آخر الليل قال سلمان: قم الآن، فصليا جميعا فقال له سلمان: إن لربك عليك حقا، وإن لنفسك عليك حقا، ولأهلك عليك حقا، فأعطِ كل ذي حق حقه، فأتى النبي -صلى الله عليه وسلم- فذكر ذلك له فقال النبي -صلى الله عليه وسلم-: «صدق سلمان».

١٥٨٠. حدیث:

ابوجحیفہ وہب بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت ہے کہ: رسول اللہ ﷺ نے سلمان رضی اللہ عنہ اور ابوالدرداء رضی اللہ عنہ میں (ہجرت کے بعد) بھائی چارہ قائم کیا۔ ایک مرتبہ سلمان رضی اللہ عنہ، ابودرداء رضی اللہ عنہ سے ملاقات کے لیے گئے۔ تو (ان کی بیوی) ام الدرداء رضی اللہ عنہا کو بہت پراگندہ حال دیکھا۔ ان سے پوچھا کہ یہ حالت کیوں بنا رکھی ہے؟ ام الدرداء رضی اللہ عنہا نے جواب دیا کہ تمہارے بھائی ابوالدرداء رضی اللہ عنہ ہیں جن کو دنیا کی کوئی حاجت ہی نہیں ہے۔ پھر ابوالدرداء رضی اللہ عنہ بھی آ گئے اور ان کے سامنے کھانا حاضر کیا اور کہا کہ کھانا کھاؤ، انہوں نے کہا کہ میں تو روزے سے ہوں۔ اس پر سلمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں بھی اس وقت تک کھانا نہیں کھاؤں گا جب تک تم خود بھی شریک نہ ہو گے۔ پھر جب رات ہوئی تو ابوالدرداء رضی اللہ عنہ عبادت کے لیے اٹھے اور اس مرتبہ بھی سلمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ابھی سو جاؤ۔ پھر جب رات کا آخری حصہ ہوا تو سلمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اچھا اب اٹھ جاؤ۔ چنانچہ دونوں نے نماز پڑھی۔ اس کے بعد سلمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا: "تمہارے رب کا بھی تم پر حق ہے۔ تمہاری جان کا بھی تم پر حق ہے۔ اور تمہاری بیوی کا بھی تم پر حق ہے، اس لیے ہر حقدار کو اس کا حق ادا کرو۔ پھر جب اَبوالدرداء نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ ﷺ سے اس بات کا تذکرہ کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ سلمان نے سچ کہا۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

جعل النبي صلى الله عليه وسلم بين سلمان وأبي الدرداء عقد أخوة، فزار سلمان أبا الدرداء فوجد امرأته ليس عليها ثياب المرأة المتزوجة أي: ثياب ليست جميلة فسألها عن ذلك فأجابته أن أخاه أبا الدرداء معرض عن الدنيا وعن الأهل وعن الأكل وعن كل شيء. فلما جاء أبو الدرداء صنع لسلمان طعاماً وقدمه إليه وكان أبو الدرداء صائماً فأمره سلمان أن يفطر وذلك لعلمه أنه يصوم دائماً فأكل أبو الدرداء ثم لما أراد أبو الدرداء قيام الليل أمره سلمان أن ينام إلى أن كان آخر الليل قاما وصليا

اجمالی معنی:

رسول اللہ ﷺ نے سلمان رضی اللہ عنہ اور ابودرداء رضی اللہ عنہ کے مابین (ہجرت کے بعد) بھائی چارہ قائم کیا۔ ایک مرتبہ سلمان رضی اللہ عنہ، ابودرداء رضی اللہ عنہ سے ملاقات کے لیے گئے۔ تو (ان کی بیوی) ام درداء رضی اللہ عنہا کو ایک شادی شدہ عورت کے لباس میں نہ دیکھا (بہت پراگندہ حال دیکھا)۔ یعنی ان کا لباس خوبصورت نہ تھا تو ان سے اس بات کا سبب پوچھا؟ ام درداء رضی اللہ عنہا نے جواب دیا کہ تمہارے بھائی ابودرداء نے دنیا، اہل عیال، کھانے پینے الغرض ہر چیز سے منہ موڑ رکھا ہے۔ پھر ابودرداء رضی اللہ عنہ بھی آ گئے اور سلمان رضی اللہ عنہ کے لیے کھانا حاضر کیا جب کہ وہ خود روزے سے تھے۔ اس پر سلمان رضی اللہ عنہ نے ان کو روزہ توڑنے کا کہا اور ایسا اس لیے کہا کیونکہ وہ جانتے تھے کہ ابو درداء

جميعاً وأراد سلمان أن يبين لأبي الدرداء أن الإنسان لا ينبغي له أن يكلف نفسه بالصيام والقيام وإنما يصلي ويقوم على وجه يحصل به الخير ويزول به التعب والمشقة والعناء.

رضی اللہ عنہ ہمیشہ روزے سے رہتے ہیں۔ پس وہ روزہ توڑ کر کھانے میں شریک ہو گیے۔ پھر جب رات ہوئی تو ابو درداء رضی اللہ عنہ عبادت کے لیے اٹھے تو سلمان رضی اللہ عنہ نے انہیں منع فرمایا یہاں تک کہ جب رات کا آخری حصہ ہوا تو دونوں نے مل کر نماز پڑھی۔ سلمان نے یہ چاہا کہ وہ ابو درداء رضی اللہ عنہ کو سمجھائیں کہ انسان کے لیے روزے اور قیام کی خاطر اپنی جان کو مشقت میں ڈالنا روا نہیں ہے۔ بلکہ اس کو اس طرح نماز اور قیام کا اہتمام کرنا چاہیے کہ ثواب بھی حاصل ہو اور اس کے ذریعے تھکن اور مشقت کا ازالہ بھی ہو۔

راوي الحديث: رواه البخاري

التخريج: أبو جحيفة وهب بن عبد الله رضي الله عنه.

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين

معاني المفردات:

- آخى : أي: عقد بينهما عقد أخوة، حتى إنهم كانوا يتوارثون بهذا العقد، ثم نسخ وترك ذلك.
- متبذلة : لابسة ثياب البذلة وهي المهنة والمراد تاركة لبس ثياب الزينة وغير مهتمة بنفسها.
- ما شأنك : أي: لماذا أنت على هذه الحالة.
- حاجة في الدنيا : أي: ومنها زينة المرأة لزوجها وهو لا يرغب بذلك.
- ذي حق : أي: صاحب حق.

فوائد الحديث:

١. مشروعية التآخي في الله وزيارة الإخوان والمبيت عندهم.
٢. ثبوت حق المرأة على الزوج في حسن المعاشرة ومن ذلك الوطء.
٣. مشروعية تزين المرأة لزوجها.
٤. جواز الفطر من صوم التطوع.
٥. كراهية تكليف النفس ما لا تطيق في العبادة.
٦. إعطاء كل صاحب حق حقه وعدم تداخل الحقوق.

المصادر والمراجع:

الجامع المسند الصحيح (صحيح البخاري), تأليف: محمد بن إسماعيل البخاري, تحقيق: محمد زهير بن ناصر الناصر, دار طوق النجاة ترقيم محمد فؤاد عبدالباقي, ط ١٤٢٢ نزهة المتقين شرح رياض الصالحين, تأليف: مصطفى الخن ومصطفى البغا ومحي الدين مستو وعلي الشربجي ومحمد لطفي, مؤسسة الرسالة, ط ١٤ عام ١٤٠٧ - ١٩٨٧ شرح رياض الصالحين لا بن عثيمين, تأليف: محمد بن صالح العثيمين, الناشر: مدار الوطن بإشراف المؤسسة, ط عام ١٤٢٥ بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين, تأليف: سليم بن عيد الهلالي, دار ابن الجوزي.

الرقم الموحد: (5801)

إن للمؤمن في الجنة لخيمة من لؤلؤة واحدة مجوفة طولها في السماء ستون ميلا، للمؤمن فيها أهلون يطوف عليهم المؤمن فلا يرى بعضهم بعضا

مومن کے لیے جنت میں کھوکھلے موتی سے بنا ایک خیمہ ہوگا جس کی آسمان کی طرف اونچائی ساٹھ میل ہوگی۔ اس میں مومن کی بیویاں ہوں گی جن کے پاس وہ آتے جائے گا اور وہ ایک دوسرے کو نہیں دیکھ سکیں گی۔

١٥٨١. الحديث:

عن أبي موسى -رضي الله عنه- مرفوعاً: «إن للمؤمن في الجنة لَخَيْمَةٌ من لُؤْلُؤَةٍ واحدة مُجَوَّفَةٍ طُولُها في السماء ستون مِيلًا. للمؤمن فيها أَهْلُونَ يطوف عليهم المؤمن فلا يرى بعضهم بعضا».

١٥٨١. حديث:

ابو موسی رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت ہے کہ: ''مومن کے لیے جنت میں کھوکھلے موتی سے بنا ایک خیمہ ہوگا جس کی آسمان کی طرف اونچائی ساٹھ میل ہوگی۔ اس میں مومن کی بیویاں ہوں گی جن کے پاس وہ آتے جاتے گا اور وہ ایک دوسرے کو نہیں دیکھ سکیں گی''۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

ذكر النبي صلى الله عليه وسلم أن للمؤمن في الجنة خيمة من لؤلؤة واحدة مجوفة طولها في السماء ستون ميلا وأن له فيها أهلين لا يرى بعضهم بعضا وذلك والله أعلم لسعتها وحسن غرفها وسترها.

اجمالی معنی:

نبی ﷺ نے فرمایا کہ مومن کا جنت میں ایک کھوکھلے موتی سے بنا ہوا خیمہ ہوگا جس کی آسمان کی طرف اونچائی ساٹھ میل ہوگی اور یہ کہ اس میں اس کی بیویاں ہوں گی جو ایک دوسرے کو نہیں دیکھ سکیں گی۔ اور ایسا شاید، واللہ اعلم، خیمے کی کشادگی اور اس کے کمروں کی اچھی بناوٹ اور ان کی ستر پوشی کی وجہ سے ہوگا۔

راوي الحديث: متفق عليه

التخريج: أبو موسى -رضي الله عنه-.

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين

معاني المفردات:

- الميل . : ستة آلاف ذراع، وهو بطول ١٥٠٠ متر.
- الخيمة . : أصلها بيت مربع من بيوت الأعراب.
- مجوفة . : مفرغة من داخلها، أي مثقوبة.
- لا يرى بعضهم بعضا . : أي في تلك الخيمة لمزيد سعتها وكمال تباعد ما بين أهلها.

فوائد الحديث:

١. بيان عظم خلق الله في الجنة حيث يتمتع المؤمن بمظاهر باهرة من النعيم المقيم.

المصادر والمراجع:

صحيح البخاري -أبو عبد الله محمد بن إسماعيل بن إبراهيم بن المغيرة الجعفي البخاري تحقيق محمد زهير بن ناصر الناصر -الناشر : دار طوق النجاة -الطبعة : الأولى ١٤٢٢هـ صحيح مسلم المحقق: محمد فؤاد عبد الباقي - الناشر: دار إحياء التراث العربي – بيروت. نزهة المتقين شرح رياض الصالحين، تأليف د/ مصطفى الخن، د/ مصطفى البغا، محيي الدين مستو، علي الشربجي، محمد أمين لطفي، مؤسسة الرسالة، ط:الرابعة عشر١٤٠٧ دليل الفالحين لطرق رياض الصالحين، تأليف محمد علي بن محمد علان. بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين، تأليف سليم بن عيد الهلالي، دار ابن الجوزي. رياض الصالحين، تأليف محيي الدين النووي، تحقيق عصام موسى هادي، ط: وزارة الأوقاف والشؤون الإسلامية بدولة قطر. كنوز رياض الصالحين، تأليف حمد بن ناصر العمار، دار كنوز إشبيليا، ط١-١٤٣٠هـ.

الرقم الموحد: (8349)

إن من أحبكم إلي وأقربكم مني مجلساً يوم القيامة أحاسنكم أخلاقاً، وإن أبغضكم إلي وأبعدكم مني يوم القيامة الثرثارون والمتشدقون والمتفيهقون

میرے نزدیک تم میں سے (دنیا میں) سب سے زیادہ محبوب اور قیامت کے دن مجھ سے سب سے زیادہ نزدیک بیٹھنے والے وہ لوگ ہیں جو تم میں بہترین اخلاق والے ہیں اور میرے نزدیک تم میں (دنیا میں) سب سے زیادہ قابل نفرت اور قیامت کے دن مجھ سے دور بیٹھنے والے وہ لوگ ہیں جو باتونی، بلااحتیاط بولنے والے، زبان دراز اور تکبر کرنے والے ہیں۔

١٥٨٢. الحديث:

عن جابر بن عبدالله -رضي الله عنهما- مرفوعاً: «إن من أحبكم إلي وأقربكم مني مجلساً يوم القيامة أحاسنكم أخلاقاً، وإن أبغضكم إلي وأبعدكم مني يوم القيامة الثرثارون والمتشدقون والمتفيهقون» قالوا: يا رسول الله قد علمنا «الثرثارون والمتشدقون»، فما المتفيهقون؟ قال: «المتكبرون».

١٥٨٢. حدیث:

جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ "میرے نزدیک تم میں سے (دنیا میں) سب سے زیادہ محبوب اور قیامت کے دن مجھ سے سب سے زیادہ قریب بیٹھنے والے وہ لوگ ہیں جو تم میں بہترین اخلاق والے ہیں، اور میرے نزدیک تم میں (دنیا میں) سب سے زیادہ قابل نفرت اور قیامت کے دن مجھ سے دور بیٹھنے والے وہ لوگ ہیں جو باتونی، بلااحتیاط بولنے والے، زبان دراز اور "متفیہقون" ہیں"، صحابہ نے عرض کیا: اللہ کے رسول! ہم نے "ثرثارون" (باتونی) اور "متشدقون" (بلااحتیاط بولنے والے) کو تو جان لیا لیکن یہ "متفیہقون" کون لوگ ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا "تکبر کرنے والے"۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

قوله صلى الله عليه وسلم: (إن من) للتبعيض, أحبكم وأقربكم مجلساً يوم القيامة أحسنكم خلقاً مع الخالق والمخلوق, و(إن من) للتبعيض أيضاً, أبغضكم أي: أكرهكم وأبعدكم مني منزلاً يوم القيامة كثير الكلام تكلفاً, والمتشدق المتطاول على الناس بكلامه تفاصحاً وتعظيماً, والمتكبر بكلامه ومظهراً للفضيلة على غيره.

اجمالی معنی:

آپ ﷺ کے فرمان (إن من) میں "مِن" تبعیض کے لیے ہے، تم میں سب سے محبوب اور قیامت کے دن مجلس کے اعتبار سے قریب تر وہ شخص ہوگا جو خالق اور مخلوق دونوں کے ساتھ اچھے اخلاق سے پیش آئے۔ آگے (إن من) میں بھی "مِن" تبعیض کے لیے ہے۔ چنانچہ "أبغضكم" کا معنی ہوا تم میں سے سب سے ناپسندیدہ اور قیامت کے دن مرتبے کے لحاظ سے مجھ سے بعید تر وہ شخص ہوگا جو زیادہ تکلف سے باتیں کرتا ہے، "المتشدق" وہ شخص جو لوگوں میں بڑائی اور عظمت کے لیے لمبی لمبی باتیں کرتا (ہانکتا) ہو اور جو اپنی گفتگو میں تکبر کرے اور دوسروں پر اپنی فوقیت ظاہر کرے۔

راوي الحديث: رواه الترمذي

التخريج: جابر بن عبدالله رضي الله عنهما.

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين

معاني المفردات:

- الثرثارون : جمع الثرثار: وهو كثير الكلام.
- المتشدقون : أي: المتشدق: وهو المتطاول على الناس بكلامه، ويتكلم تفاصحاً وتعظيماً لكلامه.

• المتفيهقون : أي: المتفيهق: أصله من الفَهْقِ وهو الامتلاء، وهو الذي يملأ فمه بالكلام ويتوسع فيه، ويغرب به تكبراً وارتفاعاً، وإظهاراً للفضيلة على غيره.

فوائد الحديث:

١. حسن الخلق من أسباب محبة رسول الله صلى الله عليه وسلم والقرب منه يوم القيامة

٢. التحذير من التشدق بالكلام بإظهار الدعاوى والتفاخر والتفيهق في الكلام لإظهار البلاغة والفصاحة فإنها خصال المتكبرين المرائين.

٣. أعلى درجات الجنة لمن حسن خلقه لأنه يشتمل على جميع خصال البر.

المصادر والمراجع:

الجامع الكبير (سنن الترمذي), تأليف: محمد بن عيسى الترمذي, المحقق: بشار عواد معروف, الناشر: دار الغرب الإسلامي, عام ١٩٩٨م. رياض الصالحين, تأليف: أبي زكريا يحي بن شرف النووي الدمشقي, تحقيق: عصام موسى هادي, الناشر: وزارة الأوقاف والشؤون الإسلامية بقطر, ط٤ ١٤٢٨. السلسلة الصحيحة وشيء من فقهها وفوائدها, تأليف: أبو عبدالرحمن محمد ناصر الدين الألباني, الناشر: مكتبة المعارف, ط١ عام ١٤١٥. بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين, تأليف: سليم بن عيد الهلالي, دار ابن الجوزي. دليل الفالحين لطرق رياض الصالحين, تأليف: محمد علي بن محمد بن علان, اعتنى بها: خليل مأمون شيحا, الناشر: دار المعرفة, ط٤ عام ١٤٢٥.

الرقم الموحد: (5802)

إن من خياركم أحسنكم أخلاقا	تم میں سب سے بہتر وہ شخص ہے جس کے اخلاق سب سے اچھے ہیں
١٥٨٣. الحديث: عن عبد الله بن عمرو بن العاص -رضي الله عنهما- مرفوعاً: قال: لم يكن رسول الله صلى الله عليه وسلم فاحشاً ولا متفحشاً، وكان يقول: «إن من خياركم أحسنكم أخلاقا».	**١٥٨٣. حديث :** عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما مرفوعاً بیان کرتے ہیں کہ : رسول اللہ ﷺ نہ تو فحش گو تھے اور نہ بہ تکلف بد زبانی کرنے والے تھے ۔ آپ ﷺ فرمایا کرتے تھے کہ : "تم میں سب سے بہتر وہ شخص ہے جس کے اخلاق سب سے اچھے ہیں ۔ "
درجة الحديث: صحيح	**حدیث کا درجہ :** صحیح
المعنى الإجمالي: لم يكن النبي صلى الله عليه وسلم صاحب قول فاحش ولا فعل سيء ولا متعمداً لذلك متكلفاً له بل كان ذا خلق عظيم, وأخبر أن أفضل المؤمنين أحسنهم خلقاً لأن حسن الخلق يدعو إلى المحاسن وترك المساوئ.	**اجمالی معنی :** نبی ﷺ نہ تو فحش گو تھے نہ برا کام کرنے والے تھے اور نہ تو آپ ﷺ عمدا اور تکلف کے طور پر ہی ایسا کرنے والے تھے ۔ بلکہ آپ بلند پایہ اخلاق کے حامل تھے ۔ نیز آپ ﷺ نے بتلایا ہے کہ مومنوں میں سب سے بہتر وہ شخصہے جس کے اخلاق سب سے اچھے ہیں، کیونکہ حسن خلق اچھائیوں کو اختیار کرنے اور برائیوں کو ترک کرنے کی ترغیب دیتا ہے ۔

راوي الحديث: متفق عليه

التخريج: عبد الله بن عمرو بن العاص رضي الله عنهما.

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين

معاني المفردات:

- فاحشاً : صاحب الفحش وهي القبائح.
- متفحشاً : الذي يتكلف الفحش ويتعمده.

فوائد الحديث:

١. ينبغي على المؤمن أن يبتعد عن الكلام السيء والفعل القبيح.
٢. تحلى رسول الله صلى الله عليه وسلم في خلقه فلم يصدر عنه إلا العمل الصالح والقول الطيب.
٣. حسن الخلق ميدان للتنافس بين المؤمنين فمن سبق فيه كان من خيار المؤمنين وأكملهم إيماناً.

المصادر والمراجع:

الجامع المسند الصحيح (صحيح البخاري), تأليف: محمد بن إسماعيل البخاري, تحقيق: محمد زهير بن ناصر الناصر, دار طوق النجاة ترقيم محمد فؤاد عبدالباقي, ط ١٤٢٢. المسند الصحيح (صحيح مسلم), تأليف: مسلم بن حجاج النيسابوري, تحقيق: محمد فؤاد عبدالباقي, دار إحياء التراث العربي. بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين, تأليف: سليم بن عيد الهلالي, دار ابن الجوزي. تطرز رياض الصالحين, تأليف: فيصل مبارك, دار العاصمة, ط١٤٢٣ — ٢٠٠٢.

الرقم الموحد: (5803)

إن هذا اخْتَرَطَ عليَّ سَيفِي وأنا نائم فاستيقظت وهو في يده صَلتًا، قال: من يَمْنَعُكَ مِنِّي؟ قلت: الله -ثلاثا-

اس شخص نے مجھ پر میری تلوار کھینچی تھی، جب کہ میں سویا ہوا تھا میں بیدار ہوا تو یہ اس کے ہاتھ میں سونتی ہوئی تھی، اس نے کہا: اب آپ کو مجھ سے کون بچائے گا؟ میں نے کہا: اللہ

١٥٨٤. الحديث:

عن جابر -رضي الله عنه-: أنه غزا مع النبي -صلى الله عليه وسلم- قِبَل نَجْد، فلما قفل رسول الله -صلى الله عليه وسلم- قفل معهم، فأدركتهم القَائِلَةُ في وَادٍ كثير العِضَاه، فنزل رسول الله -صلى الله عليه وسلم- وتفرق الناس يَسْتَظِلُّونَ بالشجر، ونَزل رسول الله -صلى الله عليه وسلم- تحت سَمُرَة فعلق بها سيفه وَنِمْنَا نومةً، فإذا رسول الله -صلى الله عليه وسلم- يدْعونا وإذا عنده أعرابي، فقال: «إن هذا اخْتَرَطَ عليَّ سَيفِي وأنا نائم فاستيقظت وهو في يده صَلتًا، قال: من يَمْنَعُكَ مِنِّي؟ قلت: الله -ثلاثا-» ولم يُعاقِبْهُ وجلس، متفق عليه. وفي رواية قال جابر: كنَّا مع رسول الله -صلى الله عليه وسلم- بذَاتِ الرِّقَاعِ، فإذا أَتَيْنَا على شجرة ظَلِيلَةٍ تَرَكْنَاهَا لرسول الله -صلى الله عليه وسلم- فجاء رجُل من المشركين وسيف رسول الله -صلى الله عليه وسلم- معَلَّقٌ بالشجرة فَاخْتَرَطَهُ، فقال: تَخَافُنِي؟ قال: «لا»، فقال: يَمْنَعُكَ مِنِّي ؟ قال: «الله». وفي رواية أبي بكر الإسماعيلي في «صحيحه»، قال: من يَمْنَعُكَ مِنِّي؟ قال: «الله»، قال: فسقط السيف مِن يَدِهِ، فأخذ رسول الله - صلى الله عليه وسلم - السيف، فقال: « من يَمْنَعُكَ مِنِّي ؟»، فقال: كُنْ خَيرَ آخِذٍ، فقال: «تَشهد أن لا إله إلا الله وَأَنِّي رسول الله؟» قال: لا، ولكني أُعَاهِدُكَ أن لا أُقَاتِلَكَ، ولا أكُون مع قوم يُقَاتِلُونَكَ، فَخَلَّى سَبيلَهُ، فأتى أصحابه، فقال: جئتُكُمْ من عندِ خير الناسِ.

١٥٨٤. حدیث:

جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے جہاد کے لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ نجد کا سفر کیا، جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہاں سے لوٹے، تو وہ بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ لوٹے وہ لوگ دوپہر کے وقت گھنے خار دار درختوں کی ایک وادی میں پہونچے، رسول صلی اللہ علیہ وسلم یہاں اتر پڑے، (صحابہ بھی اتر گئے) اور تمام لوگ سایہ کی تلاش میں پھیل گئے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیکر کے ایک درخت کے نیچے فروکش ہوئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی تلوار اس سے لٹکا دی، ہم لوگ تھوڑی دیر ہی سوئے تھے کہ یکایک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں پکارنے لگے، تو کیا دیکھتے ہیں کہ ایک اعرابی (بدو) آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ہے، آپ نے فرمایا: ''اس شخص نے مجھ پر میری تلوار کھینچی تھی، جب کہ میں سویا ہوا تھا میں بیدار ہوا تو یہ اس کے ہاتھ میں سونتی ہوئی تھی، اس نے کہا: اب آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کو مجھ سے کون بچائے گا؟ میں نے کہا: اللہ'' اور تین مرتبہ کہا کہ اللہ بچائے گا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس دیہاتی کو کوئی سرزنش نہیں کی اور بیٹھ گئے۔ (متفق علیہ)۔ ایک دوسری روایت میں جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: جنگ ذات الرقاع میں ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ تھے پس جب ہم ایک گھنے سائے والے درخت کے پاس آئے تو ہم نے اسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے چھوڑ دیا، مشرکین میں سے ایک شخص آیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی درخت سے لٹکی ہوئی تلوار کھینچ لی اور کہا: تو مجھ سے ڈرتا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب دیا: نہیں، اس نے کہا: تجھے آج مجھ سے کون بچائے گا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اللہ!'' اور صحیح ابو بکر اسماعیلی کی روایت میں اس طرح ہے: دیہاتی نے کہا: تجھ کو مجھ سے کون بچائے گا؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ، راوی کہتے ہیں (اتنا سننا تھا) کہ کافر کے ہاتھ سے تلوار گر پڑی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تلوار اٹھالی اور فرمایا: "(تو بتلا) تجھے، مجھ سے کون بچاے گا؟" کافر کہنے لگا: ''آپ بہتر تلوار پکڑنے والے ہوئیے (یعنی احسان کیجیے)، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے پوچھا: کیا تو اس بات کی گواہی دیتا ہے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور میں اللہ کا رسول ہوں؟ اس نے جواب دیا: نہیں، البتہ میں آپ سے عہد کرتا ہوں کہ میں آپ سے لڑوں گا نہ آپ سے لڑنے والوں کا ساتھ دوں گا۔''

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا راستہ چھوڑ دیا، وہ اپنے ساتھیوں کے پاس آیا اور کہا : میں تمہارے یہاں سب سے اچھے انسانکے پاس سے آرہا ہوں۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

في هذا الحديث: يخبر جابر بن عبد الله -رضي الله عنهما- أنه غزا مع النبي -صلى الله عليه وسلم- وكانت هذه الغزوة معروفة عند أهل السير بغزوة ذات الرقاع، وفي أثناء رجوعهم من غزوتهم نزل النبي -صلى الله عليه وسلم- في وقت الظهيرة في موضع تكثر فيه أشجار الشوك، وتفرق الناس عن النبي -صلى الله عليه وسلم- يبحثون عن أماكن يستظلون بها من حر الشمس، ونزل -عليه الصلاة والسلام- تحت شجرة ظليلة يقال لها: السمرة، فعلَّق بها سيفه، ثم نام ونام الناس، ثم تسلل إليهم أعرابي، ممن قاتلهم النبي -صلى الله عليه وسلم- في هذه الغزوة ولم يشعروا به، فأخذ سيف النبي -صلى الله عليه وسلم- على وجه الخفية، فاستيقظ -عليه الصلاة والسلام- ثم قال: (إن هذا اخترط عليّ سيفي وأنا نائم، فاستيقظت، فأخذ الأعرابي السيف وصار يتقوى به على النبي -صلى الله عليه وسلم-، وهو يقول: "من يمنعك مني إذا أردت قتلك؟ فرد عليه النبي -صلى الله عليه وسلم- "الله"، فكررها ثلاث مرات، والمعنى: أن الله تعالى سيحمينا منك، فقالها -عليه الصلاة والسلام-، وهو الواثق بالله، المتوكل عليه، المتيقن لوعده، فسقط السيف من يد الكافر، فأخذه رسول الله -صلى الله عليه وسلم-، فقال له -عليه الصلاة والسلام-: "من يمنعك مني؟" أي: إذا أردت قتلك، فرد الكافر بقوله: (كنْ خير آخذ)، والمراد به العفو والصفح ومقابل السيئة بالحسنة. فقال له النبي -صلى الله عليه وسلم- : (تشهد أن لا إله إلا الله وأني رسول الله) فقال: لا، لكنه عاهد النبي -صلى الله عليه وسلم- بعدم مقاتلته ولا يكون مع قوم يقاتلونه، فخلى -عليه الصلاة والسلام- سبيله،

اجمالی معنی :

اس حدیث میں جابر رضی اللہ عنہ بیان فرمارہے ہیں کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جہاد کیا، اور یہ جنگ سیرت لکھنے والوں کے یہاں ذات الرقاع کے نام سے معروف ومشہور ہے۔ جنگ سے لوٹتے وقت، آپ صلی اللہ علیہ وسلم دوپہر میں ایسی جگہ اترے، جہاں گھنے کانٹے دار درخت تھے، اور لوگ بھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے الگ ہوکر ایسی جگہ تلاشنے لگے جہاں سورج کی تپش سے بچ کر سایہ حاصل کر سکیں، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک سایہ دار درخت کے نیچے فروکش ہوئے جسے سمرۃ یعنی کیکر کہا جاتا ہے، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی تلوار اسی درخت سے لٹکادی اور سو گئے، صحابۂ کرام بھی سو گئے پھر جن لوگوں سے اس غزوہ میں جنگ ہوئی تھی انہیں میں سے ایک دیہاتی چپکے سے آپ کے پاس آیا اور لوگوں کو اس کی بھنک بھی نہ پڑی، اس نے آپ کی تلوار نہایت خاموشی سے اٹھالی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم جاگ گئے اور (صحابۂ کرام سے) فرمایا: (جب میں سو رہا تھا اس نے مجھ پر میری تلوار سونت لی، اور میں بیدار ہوگیا، تلوار اس کے ہاتھ میں تھی اور وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ڈراتے ہوے کہہ رہا تھا : ''اگر میں تم کو قتل کرنا چاہوں تو تمہیں مجھ سے کون بچائے گا؟'' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : ''اللہ''، اور یہ جملہ تین مرتبہ فرمایا، اس کا مطلب یہ ہے کہ بے شک اللہ تعالیٰ مجھے تجھ سے بچالے گا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ جملہ پورے اعتماد و توکل اور بھروسہ کے ساتھ کہا آپ کو اللہ کے وعدہ پر یقین تھا، کافر کے ہاتھ سے تلوار چھوٹ کر گرگئی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تلوار اٹھالی اور فرمایا : ''اب تجھے ُمجھ سے کون بچاے گا؟'' یعنی اگر میں تجھے قتل کرنا چاہوں۔ کافر کہنے لگا : (آپ اچھی طرح پکڑنے والے ہوئیے)، اس سے مراد عفو ودرگذر اور برائی کا بدلہ بھلائی سے دینے کے ہیں۔ اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : کیا تو اس بات کی گواہی دیتا ہے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور میں اللہ کا رسول ہوں؟ اس نے جواب دیا : نہیں، لیکن اس نے آپ سے نہ لڑنے اور اسی طرح آپ سے جنگ کرنے والوں کا ساتھ نہ دینے کا وعدہ کیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے اس کی راہ پر چھوڑ دیا، اور وہ اپنے ساتھیوں کے پاس واپس جاکر ان سے کہا : میں آج (دنیا کے) سب سے افضل وبہتر شخص کے پاس سے آیا ہوں۔ اور حقیقت بھی یہی ہے کیوں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم

فعاد هذا الرجل إلى أصحابه، فقال: (جئتكم من عند خير الناس)، والأمر على ما قاله هذا الكافر، فإن النبي -صلى الله عليه وسلم- أفضل الناس خلقا، ويكفي ذلك تزكية الله له بقوله: (وإنك لعلى خلق عظيم).	اخلاق و کردار میں سب سے بہتر تھے، اور اللہ نے بھی اپنے اس فرمان کے ذریعہ اس بات کی گواہی دی ہے: ''اے نبی تم سب سے بڑے اور عمدہ اخلاق پر ہو۔''

راوي الحديث: متفق عليه.

التخريج: جابر بن عبد الله ـرضي الله عنهما-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- نَجْد : النَّجد في اللغة: ما ارتفع من الأرض، والمراد به هنا: ما دون الحجاز.
- قَفَل : رجع من سفره.
- القَائِلَة : وقت القيلولة، وهي: النوم في الظهيرة.
- العِضَاه : الشجر الذي له شوك.
- السَّمُرَة : الشجرة من الطَّلْح، وهي العِظام من شجر العِضَاه.
- اخْتَرَط : سَلّه، وهو في يده.
- صَلتًا : مَسْلُولاً مُنتزعا من غَمْده أو جِرَابه برفق.
- ذات الرِّقَاع : سُميت بذلك: لعَصب المسلمين أرجُلَهم بالخِرَق.
- ظَلِيلَةٍ : كثيرة الظِّل.
- كُنْ خَيرَ آخِذٍ : بأن تَعفو وتصفح وتقابل السيئة بالحسنة.
- خَلَّى سبيله : مَنَّ عليه وأطلقه.
- الأَعْرَاب : من العَرَب سكان البَادِيَة خَاصَّة يتتبعون أماكن الغَيْث ومنابت الكلإ الوَاحِد أَعْرَابِي.

فوائد الحديث:

١. شجاعة النبي -صلى الله عليه وسلم- وثبات قلبه أمام المخاطر، وثقته بالله تعالى وصدق توكله عليه وحسن الالتجاء إليه.
٢. أثر التوكل على الله تعالى في الخلاص من الشدائد.
٣. عفو النبي ـصلى الله عليه وسلمـ وكرم خُلُقه، وعدم انتقامه لنفسه، وبُعْدِ نظره في الأمور، وحسن معالجته للنفوس لجلبها إلى الحق.
٤. الخروج للجهاد في سبيل الله تعالى؛ امتثالا لأمر الله تعالى.
٥. جواز تفرق العسكر في النزول وعند النوم ما لم يخافوا من أمر.
٦. حراسة الإمام في القائلة والليل من الواجب على الناس، وأن تضييعه من المنكر والخطأ.
٧. حسن التوكل على الله تعالى.
٨. حماية الله تعالى لنبيه ـصلى الله عليه وسلم.-
٩. جواز إخبار الأصحاب بما يحدث معه، وأن ذلك لا يُعدُّ من الرياء.
١٠. -10جواز تعليق السلاح إذا ائتمن عليه.
١١. -11سرعة استجابة الصحابة رضي الله عنهم للرسول صلى الله عليه وسلم.
١٢. -12مشاركة الأمير والقائد الجند في القتال.
١٣. -13الإشارة إلى استحباب تثليث لفظ الجلالة حالة الاستغاثة والاستعانة.
١٤. -14استحباب النوم في وسط النهار، للراحة.
١٥. -15فقر الصحابة -رضي الله عنهم- فقد خرجوا في خِفَاف لا بديل لهم عنها.
١٦. -16إيثار الصحابة النبي صلى الله عليه وسلم، بالشجرة الظليلة.

١٧. -17حب النبي صلى الله عليه وسلم وأصحابه للجهاد

المصادر والمراجع:

-رياض الصالحين من كلام سيد المرسلين؛ للإمام أبي زكريا النووي، تحقيق د. ماهر الفحل، دار ابن كثير-دمشق، الطبعة الأولى، ١٤٢٨ه . - دليل الفالحين لطرق رياض الصالحين؛ لمحمد بن علان الشافعي، دار الكتاب العربي-بيروت –بدون تاريخ - بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين؛ تأليف سليم الهلالي، دار ابن الجوزي- الطبعة الأولى١٤١٨ه - نزهة المتقين شرح رياض الصالحين؛ تأليف د. مصطفى الخِن وغيره، مؤسسة الرسالة-بيروت، الطبعة الرابعة عشر، ١٤٠٧هـ - صحيح البخاري –الجامع الصحيح-؛ للإمام أبي عبد الله محمد بن إسماعيل البخاري، عناية محمد زهير الناصر، دار طوق النجاة، الطبعة الأولى، ١٤٢٢هـ - صحيح مسلم؛ للإمام مسلم بن الحجاج، حققه ورقمه محمد فؤاد عبد الباقي، دار عالم الكتب-الرياض، الطبعة الأولى، ١٤١٧هـ - كنوز رياض الصالحين»، لحمد بن ناصر العمار، دار كنوز إشبيليا- الطبعة الأولى١٤٣٠ه شرح صحيح البخارى لابن بطال (المتوفى: ٤٤٩هـ)تحقيق: أبو تميم ياسر بن إبراهيم مكتبة الرشد - السعودية، الرياض الطبعة: الثانية، ١٤٢٣هـ - ٢٠٠٣م

الرقم الموحد: (6967)

إنا كنا يوم الخندق نحفر فعرضت كدية شديدة، فجاؤوا إلى النبي صلى الله عليه وسلم فقالوا: هذه كدية عرضت في الخندق. فقال: «أنا نازل»

ہم غزوہ خندق کے موقع پر خندق کھود رہے تھے کہ ایک بہت سخت قسم کی چٹان نکلی، صحابہ رضی اللہ عنہم رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ سے عرض کیا: کہ خندق میں ایک چٹان ظاہر ہوگئی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: "میں اندر اترتا ہوں"۔

١٥٨٥. الحديث:

عن جابر رضي الله عنه قال: إنا كنا يوم الخندق نحفر فعَرَضَتْ كُدْيَةٌ شديدة، فجاؤوا إلى النبي صلى الله عليه وسلم فقالوا: هذه كُدْيَةٌ عَرَضَتْ في الخندق. فقال: «أنا نازل» ثم قام، وبطنه مَعْصوبٌ بحَجَرٍ، ولبثنا ثلاثة أيام لا نذوق ذواقًا، فأخذ النبي صلى الله عليه وسلم المِعْوَلَ، فضرب فعاد كَثِيبًا أَهْيَلَ أو أَهْيَمَ، فقلت: يا رسول الله ائْذَنْ لي إلى البيت، فقلت لامرأتي: رأيتُ بالنبي صلى الله عليه وسلم شيئا ما في ذلك صبرٌ فعندك شيء؟ فقالت: عندي شَعِيرٌ وعَنَاقٌ، فذبحت العَنَاقَ وطَحَنَتِ الشعيرُ حتى جعلنا اللحمَ في البُرْمَةِ، ثم جِئْتُ النبي صلى الله عليه وسلم والعَجِينُ قد انْكَسَرَ، والبُرْمَةُ بين الأَثَافِي قد كادت تَنْضِجُ، فقلت: طُعَيْمٌ لي فقم أنت يا رسول الله ورجل أو رجلان، قال: «كم هو»؟ فذكرت له، فقال: «كثيرٌ طيبٌ قل لها لا تَنْزِعِ البُرْمَةَ، ولا الخبز من التَّنُّورِ حتى آتي» فقال: «قوموا»، فقام المهاجرون والأنصار، فدخلت عليها فقلت: وَيْحَك قد جاء النبي صلى الله عليه وسلم والمهاجرون والأنصار ومن معهم! قالت: هل سألك؟ قلت: نعم، قال: «ادخلوا ولا تَضَاغَطُوا» فجعل يكسر الخبز، ويجعل عليه اللحم، ويُخَمِّرُ البُرْمَةَ والتَّنُّورَ إذا أخذ منه، ويقرب إلى أصحابه ثم يَنْزِعُ، فلم يزل يكسر ويَغْرِفُ حتى شَبِعُوا، وبقي منه، فقال: «كُلِي هذا وأَهْدِي، فإن الناس أصابتهم مَجَاعَةٌ». وفي رواية قال جابر: لما حفر الخَنْدَقَ رأيت بالنبي صلى الله عليه وسلم خَمَصًا، فانْكَفَأْتُ إلى امرأتي، فقلت: هل عندك شيء؟ فإني رأيت برسول الله صلى الله عليه وسلم خَمَصًا شديدا، فأخرجت إلي جِرَابًا فيه صاع من شعير، ولنا بهيمة دَاجِنٌ فذبحتها، وطحنت الشعير، ففرغت إلى فراغي، وقَطَّعْتُهَا في

١٥٨٥. حدیث:

جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں: ہم غزوۂ خندق کے موقع پر خندق کی کھدائی کر رہے تھے کہ ایک بہت سخت قسم کی چٹان نکلی۔ صحابہ رضی اللہ عنہم رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ سے عرض کیا کہ خندق میں ایک چٹان ظاہر ہوگئی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: "میں اندر اترتا ہوں"۔ چنانچہ آپ کھڑے ہوئے جب کہ اس وقت (بھوک کی شدت کی وجہ سے) آپ کا پیٹ پتھر سے بندھا ہوا تھا اور ہم لوگوں نے بھی تین دن سے کچھ نہیں کھایا تھا۔ آپ ﷺ نے کدال اپنے ہاتھ میں لی اور چٹان پر مارا۔ چٹان بالو کے ڈھیر کی طرح بہہ گئی۔ (یہ سارا ماجرا دیکھ کر) میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! مجھے گھر جانے کی اجازت دیجیے۔ (گھا جاکر) میں نے اپنی بیوی سے کہا کہ آج میں نے نبی کریم ﷺ کو اس حالت میں دیکھا ہے کہ مجھ سے صبر نہ ہو سکا۔ کیا تمھارے پاس (کھانے کی) کوئی چیز ہے؟ بیوی نے بتایا کہ ہاں کچھ جَو ہیں اور ایک بکری کا بچہ۔ میں نے بکری کے بچہ کو ذبح کیا اور میری بیوی نے جَو پیسے۔ پھر ہم نے گوشت کو چولھے پر ہانڈی میں رکھا اور میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوگیا۔ آٹا گوندھا جا چکا تھا اور گوشت چولھے پر پکنے کے قریب تھا۔ نبی کریم ﷺ سے میں نے عرض کیا کہ تھوڑا سا کھانا تیار کیا ہے۔ آپ ﷺ تشریف لے چلیں اور دو ایک دیگر افراد کو ساتھ لے لیں۔ آپ ﷺ نے دریافت فرمایا کہ کتنا ہے؟ جب میں نے سب کچھ بتا دیا، تو آپ ﷺ نے فرمایا: "یہ تو بہت ہے اور نہایت عمدہ ہے۔ اپنی بیوی سے کہہ دو کہ چولھے سے ہانڈی نہ اتارے اور نہ تنور سے روٹی نکالے۔ میں ابھی آ رہا ہوں"۔ پھر صحابہ سے فرمایا کہ سب لوگ چلیں۔ چنانچہ تمام انصار و مہاجرین تیار ہو گئے۔ جب جابر رضی اللہ عنہ گھر پہنچے، تو اپنی بیوی سے کہا اب کیا ہوگا؟ رسول اللہ ﷺ تو تمام مہاجرین و انصار کو ساتھ لے کر تشریف لا رہے ہیں۔ بیوی نے پوچھا: نبی کریم ﷺ نے آپ سے کچھ پوچھا بھی تھا؟ میں نے کہا: ہاں۔ ادھر آپ ﷺ نے صحابہ سے فرمایا کہ اندر داخل ہو جاؤ، لیکن دیکھو، ازدحام نہ ہونے پائے۔ اس کے بعد آپ ﷺ روٹی کا چورا کرکے اس پر گوشت ڈالنے لگے۔ جب بھی روٹی اور گوشت نکالتے، ہانڈی اور تنور دونوں کو ڈھانک دیا کرتے۔ ہانڈی کو صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ عنھم کے قریب فرماتے اور نکال کر دیتے۔ اس طرح اس طرح روٹی کو

بُرْمَتِهَا، ثم وَلَّيْتُ إلى رسول الله صلى الله عليه وسلم فقالت: لا تفضحني برسول الله صلى الله عليه وسلم ومن معه، فجئته فسَارَرْتُه، فقلت: يا رسول الله، ذبحنا بهيمة لنا، وطحنت صاعًا من شعير، فتعال أنت ونفر معك، فصاح رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال: «يا أهل الخندق: إن جابرا قد صنع سُؤْرًا فَحَيَّهَلا بكم» فقال النبي صلى الله عليه وسلم: «لا تنزلن بُرْمَتِكُم ولا تَخْبِزَنَّ عَجِينَكُم حتى أَجِيء» فجئت، وجاء النبي صلى الله عليه وسلم يقدم الناس، حتى جئت امرأتي، فقالت: بك وبك! فقلت: قد فعلت الذي قلت. فأخرجت عجينًا، فبَسَقَ فيه وبَارَكَ، ثم عمد إلى بُرْمَتِنَا فبَصَقَ وبَارَكَ، ثم قال: «ادعي خَابِزَةً فلتَخْبِزْ معك، واقْدَحِي من بُرْمَتِكُم، ولا تنزلوها» وهم ألف، فأقسم بالله لأكلوا حتى تركوه وانحرفوا، وإن بُرْمَتَنَا لتَغِطُّ كما هي، وإن عَجِينَنَا ليُخْبَزُ كما هو.

درجة الحديث: صحيح

توڑنے اور گوشت ڈالنے کا سلسلہ جاری رہا۔ یہاں تک کہ تمام صحابہ شکم سیر ہو گئے اور کھانا بچ بھی گیا۔ آخر میں آپ ﷺ نے (جابر رضی اللہ عنہ کی بیوی سے) فرمایا: "اب یہ کھانا خود تم کھاؤ اور لوگوں کے یہاں ہدیہ میں بھیجو؛ کیونکہ لوگ آج کل فاقے میں بتلا ہیں"۔ ایک اور روایت میں جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب خندق کھودی جا رہی تھی، تو میں نے دیکھا کہ نبی اکرم ﷺ سخت بھوکے ہیں۔ میں فوراً اپنی بیوی کے پاس آیا اور کہا: کیا تمھارے پاس کوئی کھانے کی چیز ہے؟ میں نے نبی کریم ﷺ کو انتہائی بھوک کی حالت میں دیکھا ہے! میری بیوی ایک تھیلا نکال کر لائی، جس میں ایک صاع جَو تھے۔ گھر میں ہمارا ایک بکری کا بچہ بھی بندھا ہوا تھا۔ میں نے بکری کے بچے کو ذبح کیا اور میری بیوی نے جَو کو چکی میں پیسا۔ جب میں ذبح سے فارغ ہوا، تو وہ بھی جَو پیس چکی تھی۔ میں نے گوشت کی بوٹیاں کر کے ہانڈی میں رکھ دیا اور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ میری بیوی نے پہلے ہی تنبیہ کر دی تھی کہ نبی کریم ﷺ اور آپ کے صحابہ کے سامنے مجھے شرمندہ نہ کرنا (کہ بہت سے آدمی آجائیں اور کھانا کم پڑ جائے)۔ چنانچہ میں نے آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر آپ کے کان میں یہ عرض کیا کہ یا رسول اللہ! ہم نے ایک چھوٹا سا بچہ ذبح کیا ہے اور ایک صاع جَو پیسے ہیں، جو ہمارے پاس تھے۔ پس آپ اپنے ساتھ چند آدمیوں کے ساتھ تشریف لے چلیں۔ (لیکن ہوا کچھ اور ہی) آپ ﷺ نے نہایت بلند آواز سے فرمایا کہ اے اہل خندق! جابر نے تمھارے لیے کھانا تیار کروایا ہے۔ بس اب سارا کام چھوڑ دو اور جلدی جلدی چلو۔ اس کے بعد نبی کریم ﷺ نے مجھ سے فرمایا کہ جب تک میں آ نہ جاؤں ہانڈی چولھے پر سے نہ اتارنا اور نہ آٹے کی روٹیاں پکانا شروع کرنا۔ میں اپنے گھر آیا۔ ادھر آپ ﷺ بھی صحابہ کو ساتھ لے کر روانہ ہوئے۔ میں اپنی بیوی کے پاس آیا، تو وہ مجھے برا بھلا کہنے لگیں۔ میں نے کہا کہ تم نے جو کچھ مجھ سے کہا تھا، میں نے نبی ﷺ کے سامنے عرض کر دیا تھا۔ آخر میری بیوی نے گندھا ہوا آٹا نکالا اور آپ ﷺ نے اس میں اپنے لعاب دہن کی آمیزش کر دی اور برکت کی دعا کر دی۔ ہانڈی میں بھی آپ نے لعاب دہن کی آمیزش کی اور برکت کی دعا فرمائی۔ اس کے بعد آپ ﷺ نے فرمایا کہ اب ایک روٹی پکانے والی کو بلاؤ۔ وہ تمھارے ہم راہ روٹی پکائے اور گوشت ہانڈی سے نکالتی جائے، لیکن چولھے سے ہانڈی نہ اتارنا۔ صحابہ کی تعداد ہزار کے قریب تھی۔ میں اللہ تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ اتنے ہی کھانے کو سب نے اس قدر کھایا کہ بچا بھی رہ گیا۔ جب تمام لوگ واپس ہو گئے، تو ہماری ہانڈی اسی طرح ابل رہی تھی، جس طرح شروع میں تھی اور آٹے کی روٹیاں برابر پکائی جا رہی تھیں۔

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

حكى جابر -رضي الله عنه- أنهم كانوا يوم الخندق يحفرون حول المدينة خندقا يحول بينهم وبين الأعداء، فظهرت قطعة شديدة صلبة في عرض الأرض، لا يعمل فيها الفأس، فشكوا لرسول الله -صلى الله عليه وسلم- صعوبتها، فنزل رسول الله -صلى الله عليه وسلم- الخندق وبطنه مربوط بحجر من شدة الجوع، فأخذ المعول وهو قطعة من حديد ينقر بها الجبال فضربه بها فانقلب الحجر وصار رملًا ناعمًا. قال جابر: فذهبت إلى بيتي فقلت لزوجي هل عندنا شيء من الطعام؟ وأخبرها بحال رسول الله -صلى الله عليه وسلم- التي كان عليها من أثر الجوع، فأخرجت زوجه وعاء من جلد فيه شعير، وكانت لهم عناق -وهي ولد المعز أول ما تضعه أمه- قد ألفت البيت، فذبحتها وطحنت الشعير وجعلت اللحم في القدر الذي من الحجر، وذهب جابر إلى النبي -صلى الله عليه وسلم- فأخبره سراً بأنه قد صنع له طعاماً يسيرًا لا يكفي كل من معه، وطلب منه أن يأتيه هو وبعض أصحابه، فنادى رسول الله -صلى الله عليه وسلم-: يا أهل الخندق إن جابراً صنع طعاماً فأسرعوا إليه. ثم ذهب رسول الله إلى بيت جابر وطلب العجين فبصق فيه، وكذلك بصق في القدر، ودعا بالبركة فيهما، وهذا من خصائصه وبركته -صلى الله عليه وسلم-، وطلب منهم أن يدعو من يساعد زوج جابر في صنع الطعام، وجاء القوم فأكلوا ثم انصرفوا والطعام باق على ما هو عليه، القدر يغلي والعجين يخبز كأنه لم ينقص منه شيء.

اجمالی معنی:

جابر رضی اللہ عنہ غزوہ خندق کے تفصیلی واقعہ کو بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ صحابۂ کرام رضوان اللہ عنھم اجمعین غزوۂ خندق کے موقع پر مدینے کے اطراف میں خندق کی کھدائی میں مصروف تھے، جوان کے اور دشمنان اسلام کے درمیان رکاوٹ بن سکے۔ کھدائی کے دوران زمین کے ایک حصے میں سخت قسم کی چٹان کا ایک بڑا سا ٹکڑا نمودار ہوا، جس پر کلہاڑی اپنا کوئی اثر نہیں دکھا پا رہی تھی۔ صحابۂ کرام نے رسول اللہ ﷺ سے اس مشکل کا شکوہ کیا، تو آپ ﷺ خود خندق میں اترے، جب کہ بھوک کی شدت سے آپ نے اپنے پیٹ کو پتھر سے باندھ رکھا تھا، آپ نے کدال لی، _جو کہ لوہے کا ایک اوزار ہے، جس سے پہاڑ کھودا جاتا ہے_ اور اس سے چٹان پر ایسی ضرب لگائی کہ وہ نرم و نازک ریت میں تبدیل ہوگئی۔ جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں اپنے گھر گیا اور بیوی سے دریافت کیا کہ آیا گھر میں کھانے کی کوئی چیز موجود ہے یا نہیں؟ بیوی کے سامنے رسول اللہ ﷺ کی شدید بھوک کا حال بھی بیان کیا۔ چنانچہ ان کی بیوی نے ایک چمڑے کا برتن نکالا، جس میں کچھ جَو تھی اور ان کے ہاں بکری کا ایک مادہ بچہ تھا، (بکری کے پہلے مادہ بچے کو عناق کہتے ہیں) جو گھر سے مانوس ہوچکا تھا، انھوں نے اسے ذبح کیا۔ اس دوران بیوی نے جو پیس لی اور پتھر کی ہانڈی میں گوشت ڈال دیا۔ ادھر جابر رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں آئے اور چپکے سے بتایا کہ انھوں نے آپ ﷺ کے لیے تھوڑا سا کھانا تیار کیا ہے، جو آپ کے تمام ساتھیوں کے لیے کافی نہیں ہے۔ انھوں نے نبی ﷺ سے درخواست کی کہ آپ ﷺ اپنے چند اصحاب کے ہم راہ ان کے گھر کھانے پر تشریف لائیں۔ لیکن آپ ﷺ نے اپنے تمام اصحاب کو دعوت عام دیتے ہوئے ندا لگائی کہ اے خندق کھودنے والے ساتھیو! جابر نے کچھ کھانا تیار کیا ہے، جلدی سے ان کے گھر چلو!! پھر آپ ﷺ جابر رضی اللہ عنہ کے گھر تشریف لائے اور گوندھا ہوا آٹا منگا کر اس میں اپنا لعاب دہن شامل فرمایا۔ اسی طرح ہانڈی میں بھی لعاب دہن کی آمیزش کی اور ان میں خیر و برکت کی دعا فرمائی۔ خیال رہے کہ یہ امر آپ ﷺ کی خصوصیات اور برکات سے تعلق رکھتا ہے۔ آپ نے کھانا تیار کرنے میں جابر رضی اللہ عنہ کی بیوی کے ساتھ تعاون کرنے کے لیے بعض عورتوں کو طلب فرمایا۔ بالآخر سارے لوگ اس دعوت طعام میں شریک ہوئے اور سب کے سب شکم سیر ہوکر واپس لوٹ گئے اور کھانا اپنی اصل مقدار ہی میں باقی رہ گیا۔ ہانڈی میں اسی طرح ابال تھا اور گوندھے ہوئے آٹے سے اس طرح روٹیاں پک رہی تھیں۔ گویا کسی طرح کی کمی واقع ہوئی ہی نہ ہو۔

راوي الحديث: متفق عليه.

التخريج: جابر بن عبد الله رضي الله عنهما.
مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.
معاني المفردات:

- كدية : قطعة غليظة صلبة من الأرض لا يعمل فيها الفأس.
- معصوب بحجر : يربط على بطنه بحجر من شدة الجوع.
- المعول : المسحاة.
- كثيبا أهيل أو أهيم : أصله تل الرمل الناعم.
- عناق : الأنثى من المعز.
- البرمة : القدر مطلقاً وفي الأصل القدر المتخذ من الحجر.
- الأثافي : الأحجار التي يكون عليها القدر.
- التنور : هو الذي يخبز فيه.
- ولا تضاغطوا : لا تزاحموا.
- يخمر : يغطي.
- خمصا : الخمص الجوع.
- فانكفأت : انقلبت ورجعت.
- جرابا : هو وعاء من جلد.
- بهيمة داجن : هي ولد المعز التي ألفت البيت.
- صاعا من شعير : إناء يكال به وهو أربعة أمداد من مد النبي -صلى الله عليه وسلم.-
- سؤرا : الطعام الذي يدعى الناس إليه.
- فبسق : بصق ويقال: بزق.
- عمد : قصد.
- انحرفوا : انصرفوا.
- اقدحي : اغرفي.
- تغط : يُسمع لغليانها صوت.
- حيهلا : تعالوا.
- بك وبك : أي: خاصمته وسبته لأن الطعام لا يكفيهم.

فوائد الحديث:

١. الحث على التعاون في العمل الذي يعود بالنفع على المسلمين.
٢. حب الصحابة -رضي الله عنهم- لرسول الله -صلى الله عليه وسلم.-
٣. حرص رسول الله -صلى الله عليه وسلم- أن يعم الخير جميع أصحابه، وهذا ينمي روح الجماعة والوحدة.
٤. لا ينبغي للمقاتل أن يغادر مكانه وموقعه إلا بإذن من الأمير.
٥. معجزة تكثير الطعام لرسول الله -صلى الله عليه وسلم.-
٦. استحباب الهدية وبخاصة أيام الحاجة والمجاعة.

المصادر والمراجع:

الجامع المسند الصحيح (صحيح البخاري), تأليف: محمد بن إسماعيل البخاري, تحقيق: محمد زهير بن ناصر الناصر, دار طوق النجاة ترقيم محمد فؤاد عبدالباقي, ط ١٤٢٢. المسند الصحيح (صحيح مسلم), تأليف: مسلم بن حجاج النيسابوري, تحقيق: محمد فؤاد عبدالباقي, دار إحياء التراث العربي. رياض الصالحين، للنووي، نشر: دار ابن كثير للطباعة والنشر والتوزيع، دمشق – بيروت، تحقيق: ماهر ياسين الفحل، الطبعة: الأولى، ١٤٢٨هـ - ٢٠٠٧م. بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين, تأليف: سليم بن عيد الهلالي, دار ابن الجوزي. الكاشف عن حقائق السنن, تأليف: شرف الدين الحسين بن عبدالله الطيبي, تحقيق: عبدالمجيد هنداوي, الناشر: مكتبة مصطفى الباز, ط١ عام ١٤١٧هـ. تهذيب اللغة, تأليف: محمد بن أحمد الأزهري

الهروي, تحقيق: محمد عوض مرعب, الناشر: دار إحياء التراث العربي, ط١ عام ٢٠٠١م. مرقاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح, تأليف: علي بن سلطان محمد القاري, الناشر: دار الفكر, ط١ عام ١٤٢٢ه.

إنا ندخل على سلاطيننا فنقول لهم بخلاف ما نتكلم إذا خرجنا من عندهم، قال: كنا نعد هذا نفاقا على عهد رسول الله -صلى الله عليه وسلم-

ہم اپنے بادشاہوں کے پاس جاتے ہیں تو ان سے ایسی باتیں کرتے ہیں جو ان باتوں کے برخلاف ہوتی ہیں جو ہم ان کے پاس سے باہر نکل کر کرتے ہیں۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا: ہم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں اسے نفاق شمار کرتے تھے

١٥٨٦. الحديث:

عن محمد بن زيد: أن نَاسًا قالوا لجده عبد الله بن عمر -رضي الله عنهما-: إنا ندخل على سَلاطِينِنَا فنقول لهم بخلاف ما نتكلم إذا خرجنا من عندهم، قال: كنا نَعُدُّ هذا نفاقا على عهد رسول الله -صلى الله عليه وسلم-.

١٥٨٦. حدیث:

محمد بن زید بیان کرتے ہیں کہ کچھ لوگوں نے ان کے دادا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے کہا: ہم اپنے بادشاہوں کے پاس جاتے ہیں تو ان سے ایسی باتیں کرتے ہیں جو ان باتوں کے برخلاف ہوتی ہیں جو ہم ان کے پاس سے باہر نکل کر کرتے ہیں۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا: ہم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں اسے نفاق شمار کرتے تھے۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

عن عبد الله بن عمر -رضي الله عنهما- أن أناسا جاءوا إليه وقالوا: إننا ندخل على سلاطيننا فنقول لهم قولاً ولكن إذا خرجنا من عندهم قلنا بخلافه، فقال: كنا نعد ذلك نفاقاً على عهد النبي -صلى الله عليه وسلم-، وذلك لأنهم حدثوا فكذبوا وخانوا ما نصحوا، فالواجب على من دخل على السلاطين من الأمراء والوزراء والرؤساء والملوك الواجب عليه أن يتكلم بالأمر على حقيقته.

اجمالی معنی:

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ کچھ لوگ ان کے پاس آئے اور کہا: جب ہم لوگ اپنے بادشاہوں کے پاس جاتے ہیں تو ان سے کوئی بات کہتے ہیں اور جب ان کے پاس سے باہر نکلتے ہیں تو اس کے برعکس بات کہتے ہیں۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہمانے کہا: ہم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں اسے نفاق سمجھتے تھے۔ ایسا اس لیے کہ ان لوگوں نے گفتگو میں جھوٹ بولا اور خیر خواہی کرنے کے بجائے خیانت کی۔ لہٰذا امراء، وزیروں، سلاطین اور بادشاہوں کے پاس آنے والے شخص پر واجب ہے کہ وہ حقیقت بیانی سے کام لے۔

راوي الحديث: رواه البخاري.

التخريج: عبد الله بن عمر -رضي الله عنهما-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- سلاطيننا : حكامنا وملوكنا.
- فنقول لهم بخلاف ما نتكلم إذا خرجنا من عندهم : نثني عليهم بحضورهم، ونذمهم بغيابهم.
- كنا نعد هذا نفاقا : نفاقا في العمل.

فوائد الحديث:

١. الصدق بحضرة الناس وغيابهم هو من صفات المؤمنين.
٢. من أنواع النفاق التكلم بكلام أمام الناس ومخالفته عند غيبتهم.
٣. محاولة التقرب إلى الناس بالكذب سبب للإفساد بين الناس.
٤. المسلم يبذل النصيحة للحاكم، ولا ينافق له لأجل منفعة دنيوية.
٥. الرياء معناه العمل الذي ظاهره طاعة الله، وحقيقته صرفه لغيره تعالى.

المصادر والمراجع:

رياض الصالحين للنووي، تحقيق: ماهر الفحل، دار ابن كثير، دمشق.ط١ .٢٠٠٧م. صحيح البخاري، بترقيم محمد فؤاد عبد الباقي. نزهة المتقين شرح رياض الصاحين، شرح الدكتور مصطفى الخن وآخرين، مؤسسة الرسالة، ط ١. ١٩٨٧م. تطريز رياض الصالحين، لفيصل بن عبد العزيز آل مبارك، تحقيق: عبد العزيز آل حمد، دار العاصمة.ط١، الرياض.٢٠٠٢م. دليل الفالحين لطرق رياض الصالحين، لابن علان، دار الكتاب العربي/بيروت. شرح رياض الصالحين، لابن عثيمين، مؤسسة ابن عثيمين الخيرية، مدار الوطن للنشر، الرياض، ط١٤٢٦هـ. كنوز رياض الصالحين، المجلس العلمي كنوز دار إشبيليا، الرياض.ط١. ٢٠٠٩م.

الرقم الموحد: (6980)

إنك إن اتَّبَعْتَ عَوْرَاتِ المسلمين أفْسَدْتَهُم، أو كِدْتَ أن تُفْسِدَهُم

اگر تم لوگوں کی پوشیدہ باتوں کے درپے ہوگے تو تم انہیں بگاڑ کر رکھ دوگے یا انہیں بگاڑنے کے کگار پر ہوگے۔

١٥٨٧. الحديث:

عن معاوية -رضي الله عنه- قال: سمعت رسول الله -صلى الله عليه وسلم- يقول: «إنك إن اتَّبَعْتَ عَوْرَاتِ المسلمين أفْسَدْتَهُم، أو كِدْتَ أن تُفْسِدَهُم».

١٥٨٧. حدیث:

معاویہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہوئے بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ "اگر تم لوگوں کی پوشیدہ باتوں کے درپے ہوگے تو تم انہیں بگاڑ کر رکھ دوگے یا انہیں بگاڑنے کے کگار پر ہوگے''۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

إنك إن اتَّبَعْتَ عَوْرَاتِ المسلمين بالتَّجَسُّسِ عن أحوالهم والبحث عن عيوبهم والتنقيب عن معايبهم التي يخفونها وجَاهَرتهم بها، فضحتهم وكشفت سترهم فقَلَّ حياؤهم، فيجترئون على ارتكاب أمثالها من المعاصي مُجَاهرة، بعد أن كانوا مُتَخَفِّين لا يعلم عنهم إلا الله.

اجمالی معنی:

اگر تم مسلمانوں کے پوشیدہ امور کی ٹوہ میں لگوگے یعنی ازراہ تجسس ان کے حالات جاننے کی کوشش کروگے، ان کی اُن برائیوں اور عیوب کے درپے ہوگے جنہیں وہ چھپاتے ہیں اور انہیں افشاء کردوگے تو اس طرح کرکے تم ان کی رسوائی کا سبب بنوگے اور ان کا پردہ چاک کرکے رکھ دوگے جس سے ان کی حیاء میں کمی واقع ہوگی اور یوں وہ اس طرح کے گناہوں میں اور بھی زیادہ جری ہوجائیں گے اور ان کا کھلم کھلا ارتکاب کریں گے حالانکہ اس سے پہلے وہ چھپ کر یہ گناہ کیا کرتے تھے جن کا صرف اللہ کو علم ہوتا تھا۔

راوي الحديث: رواه أبو داود.

التخريج: معاوية -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- تتبعت عورات المسلمين : البحث بالتجسس واكتشاف ما يُخْفونه.
- كدت : قاربت.

فوائد الحديث:

١. النهي عن التَّجَسُّس عن المسلمين، وتتبع عوراتهم؛ لأن ذلك يؤدي إلى إفسادهم وإصرارهم عليه.

٢. جواز التَّجَسُّس على الكفار المحاربين، فقد قيد النهي في هذا الحديث بالمسلمين، وقد كان النبي -صلى الله عليه وسلم- يرسل العيون ليخبروه بأحوال أهل الكفر قبل غزوهم.

المصادر والمراجع:

-سنن أبي داود - سليمان بن الأشعث السِّجِسْتاني تحقيق: محمد محيي الدين عبد الحميد: المكتبة العصرية. صيدا – بيروت-لبنان. -دليل الفالحين لطرق رياض الصالحين/محمد علي بن محمد بن علان البكري -اعتنى بها: خليل مأمون شيحا- دار المعرفة للطباعة والنشر والتوزيع، بيروت – لبنان- الطبعة: الرابعة، ١٤٢٥ هـ - ٢٠٠٤ م. - بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين؛ تأليف سليم بن عيد الهلالي، دار ابن الجوزي- الطبعة الأولى١٤١٨ه. - نزهة المتقين شرح رياض الصالحين؛ تأليف د. مصطفى الخِن وغيره، مؤسسة الرسالة-بيروت، الطبعة الرابعة عشرة، ١٤٠٧ه. - صحيح الجامع الصغير وزياداته: محمد ناصر الدين الألباني دار المكتب الإسلامي- بيروت لبنان. - شرح رياض الصالحين؛ للشيخ محمد بن صالح العثيمين، مدار الوطن، الرياض، ١٤٢٦ه. -عون المعبود شرح سنن أبي داود، ومعه حاشية ابن القيم: تهذيب سنن أبي داود وإيضاح علله ومشكلاته / محمد أشرف بن أمير العظيم آبادي: دار الكتب العلمية –بيروت- الطبعة: الثانية، ١٤١٥ هـ.

الرقم الموحد: (8879)

إنكم سترون ربكم كما ترون هذا القمر، لا تضامون في رؤيته

یقیناً تم لوگ اپنے رب کو اسی طرح دیکھو گے، جیسے اس چاند کو دیکھ رہے ہو اور تمھیں اس کے دیدار میں مطلق تکلیف نہ ہوگی۔

١٥٨٨. الحديث:

عن جرير بن عبد الله البجلي -رضي الله عنه- قال: كنا عندَ النبيِّ -صلى الله عليه وسلم- فنظرَ إلى القمرِ ليلةَ البدرِ، فقالَ: «إنَّكم سترون ربَّكُمْ كما تروْن هذا القمر، لاَ تُضَامُونَ في رُؤْيَته، فَإن استطعتم أنْ لاَ تُغْلَبُوا على صلاة قبل طُلُوعِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ غُرُوبِهَا، فَافْعَلُوا». وفي رواية: «فنظر إلى القمر ليلة أربع عشرة».

١٥٨٨. حدیث :

جریر بن عبداللہ البجلی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں کہ ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے چاند کی طرف نظر اٹھائی، جو چودھویں رات کا تھا۔ پھر فرمایا : "یقیناً تم لوگ اپنے رب کو اسی طرح دیکھو گے، جیسے اس چاند کو دیکھ رہے ہو اور تمھیں اس کے دیدار میں مطلق تکلیف نہ ہوگی۔ لہٰذا اگر تم سے سورج کے طلوع اور غروب سے پہلے کی نمازوں کے پڑھنے میں کوتاہی نہ ہو سکے تو ایسا ضرور کرو۔ ایک اور روایت میں یہ الفاظ ہیں : "پس آپ ﷺ نے چاند کی طرف نگاہ اٹھائی، جو چودھویں رات کا تھا۔"

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ : صحیح

المعنى الإجمالي:

عن جرير بن عبد الله البجلي -رضي الله عنه- أنهم كانوا مع النبي -صلى الله عليه وسلم- فنظر إلى القمر ليلة البدر -ليلة الرابع عشر-، فقال -صلى الله عليه وسلم-: "إنكم سترون ربكم كما ترون هذا القمر"، -يعني: يوم القيامة وفي الجنة يراه المؤمنون كما يرون القمر ليلة البدر، ليس المعنى أن الله مثل القمر؛ لأن الله ليس كمثله شيء، بل هو أعظم وأجل -عز وجل-، لكن المراد من المعنى تشبيه الرؤية بالرؤية، لا المرئي بالمرئي فكما أننا نرى القمر ليلة البدر رؤية حقيقية ليس فيها اشتباه، فإننا سنرى ربنا -عز وجل- كما نرى هذا القمر رؤية حقيقية بالعين دون اشتباه، وألذ نعيم وأطيب نعيم عند أهل الجنة هو النظر إلى وجه الله فلا شيء يعدله، فيقول رسول الله -صلى الله عليه وسلم- لما ذكر أننا نرى ربنا كما نرى القمر ليلة البدر: "فإن استطعتم ألا تغلبوا على صلاة قبل طلوع الشمس وصلاة قبل غروبها، فافعلوا"، والمراد من قوله: "استطعتم ألا تغلبوا على صلاة"، أي: على أن تأتوا بهما كاملتين، ومنها: أن تصلى في جماعة، إن استطعتم ألا تغلبوا على هذا، "فافعلوا"، وفي هذا

اجمالی معنی :

جریر بن عبداللہ بجلی رضی اللہ عنہ اس حدیث میں روایت کرتے ہیں کہ صحابۂ کرام رضی اللہ عنھم نبی ﷺ کے ہم راہ تھے کہ آپ ﷺ نے چودھویں رات کے چاند کی طرف دیکھا اور فرمایا : "تم عن قریب اپنے پروردگار کا دیدار اسی طرح کروگے، جس طرح اس چاند کا مشاہدہ کر رہے ہو۔ یعنی قیامت کے روز مؤمنین، جنت میں اپنے پروردگار کو اسی طرح دیکھیں گے، جس طرح دنیا میں چودھویں رات کے چاند کو دیکھتے ہیں۔ لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ اللہ تعالیٰ کی ذات، چاند کی طرح ہے، کیوں کہ اللہ تعالیٰ جیسی کوئی چیز نہیں، وہ سب سے زیادہ عظیم اور صاحب جلال ہے۔ یہاں فقط ایک رؤیت کو دوسری رؤیت سے تشبیہ دینے کا معنی مقصود ہے کہ جس طرح ہم چودہویں رات کے چاند کا اپنی حقیقی آنکھوں سے اس طرح مشاہدہ کرتے ہیں کہ ہمیں اپنی رؤیت میں کسی قسم کا شک و شبہ نہیں رہتا، اسی طرح ہم اپنے عزیز و صاحب جلال پروردگار کا دیدار بلا کسی شک و شبہ کے اس چاند کو اپنی حقیقی آنکھوں سے دیکھنے کی طرح کریں گے۔ یہ بات بھی جان لو کہ اہل جنت کے نزدیک سب سے زیادہ لذیذ و نفیس اور عمدہ ترین نعمت، اللہ تعالیٰ کا دیدار ہی ہوگا اور کوئی دوسری شے اس کے برابر نہیں ہو سکتی، اور رسول اللہ ﷺ نے اس عظیم نعمت کہ "جس طرح ہم اس چودہویں رات کے چاند کا نظارہ کر رہے ہیں، اسی طرح اپنے پروردگار کا دیدار کریں گے" کا ذکر کرنے کے بعد فرمایا : "لہٰذا اگر تم سے سورج کے طلوع اور غروب سے پہلے (فجر اور عصر) کی نمازوں کے پڑھنے میں کوتاہی نہ ہو سکے، تو ایسا ضرور کرو"، اس کا مطلب یہ ہے کہ ان دونوں نمازوں کو بلا کم و کاست وکامل

دليل على أن المحافظة على صلاة الفجر وصلاة العصر من أسباب النظر إلى وجه الله -عز وجل-.	طریقے سے ادا کرو۔ ان کو کامل طریقے سے ادا کرنے میں یہ بھی داخل ہے کہ انھیں جماعت سے ادا کیا جائے۔ اس حدیث میں اس بات کی دلیل ہے کہ نماز فجر اور نماز عصر کی محافظت اور ان کی ادائیگی میں استقامت کے سبب، اللہ عز وجل کا دیدار نصیب ہوگا۔

راوي الحديث: متفق عليه.

التخريج: جرير بن عبد الله البجلي -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- لا تُضامُون : بضم التاء وتخفيف الميم: لا يصيبكم ضيم، أي: تعب ومشقة.
- ليلة البدر : ليلة الرابع عشر من الشهر، حيث يكون القمر مكتملًا ويسمى بدرًا.

فوائد الحديث:

١. حرص الصحابة على مجالسة النبي -صلى الله عليه وسلم.-
٢. إثبات البشرى لأهل الإيمان أنهم سيرون الله -تعالى- يوم القيامة.
٣. إثبات الرؤية حقيقة ؛ كما أخبر الله ورسوله، بخلاف ما قاله أهل التأويل والتعطيل.
٤. فضل صلاتي الصبح والعصر، فينبغي المحافظة عليهما.
٥. خصَّ هذين الوقتين لاجتماع الملائكة فيهما، ورفعهم الأعمال، لئلا يفوتهم هذا الفضل العظيم.
٦. من أساليب الدعوة التوكيد والترغيب.

المصادر والمراجع:

-1 بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين؛ تأليف سليم الهلالي، دار ابن الجوزي. ٢-تذكرة المؤتسي شرح عقيدة الحافظ عبدالغني المقدسي؛ تأليف عبدالرزاق بن عبدالمحسن البدر، غراس-الكويت، الطبعة الأولى، ١٤٢٤هـ ٣-رياض الصالحين من كلام سيد المرسلين؛ للإمام أبي زكريا النووي، تحقيق د. ماهر الفحل، دار ابن كثير-دمشق، الطبعة الأولى، ١٤٢٨هـ ٤-شرح رياض الصالحين؛ للشيخ محمد بن صالح العثيمين، مدار الوطن، الرياض، ١٤٢٦هـ ٥-صحيح البخاري –الجامع الصحيح-؛ للإمام أبي عبدالله محمد بن إسماعيل البخاري، عناية محمد زهير الناصر، دار طوق النجاة، الطبعة الأولى، ١٤٢٢هـ ٦-صحيح مسلم؛ للإمام مسلم بن الحجاج، حققه ورقمه محمد فؤاد عبدالباقي، دار عالم الكتب-الرياض، الطبعة الأولى، ١٤١٧هـ ٧-نزهة المتقين شرح رياض الصالحين؛ تأليف د. مصطفى الخِن وغيره، مؤسسة الرسالة-بيروت، الطبعة الرابعة عشر، ١٤٠٧هـ - كنوز رياض الصالحين»، لحمد بن ناصر العمار، دار كنوز إشبيليا- الطبعة الأولى١٤٣٠ه - تطريز رياض الصالحين؛ تأليف فيصل آل مبارك، تحقيق د. عبد العزيز آل حمد، دار العاصمة-الرياض، الطبعة الأولى، ١٤٢٣هـ.

الرقم الموحد: (5657)

إنما مثل صاحب القرآن كمثل الإبل المُعَقَّلَة

١٥٨٩. الحديث:

عن ابن عمر -رضي الله عنهما- أن رسول الله -صلى الله عليه وسلم- قال: «إنّما مَثَلُ صَاحِبِ الْقُرْآنِ كَمَثَلِ الإِبِلِ المُعَقَّلَةِ، إنْ عَاهَدَ عَلَيْهَا أمْسَكَهَا، وَإنْ أطْلَقَهَا ذَهَبَتْ».

درجة الحديث: صحيح

المعنى الإجمالي:

"إنما مثل صاحب القرآن"، أي: الحافظ له عن ظهر قلب، "كمثل صاحب الإبل المعقلة"، أي المربوطة بالعقال، وبيّن وجه شبهه، بقوله: "إن عاهد عليها"، بالربط دائما وتابعها وانتبه لها "أمسكها، وإن أطلقها"، بفك العقال عنها، "ذهبت"، وكذا صاحب القرآن إن داوم على تعاهده بالتلاوة والمراجعة ثبت القرآن في صدره، وإن ترك ذلك ذهب ونُسي، ولا يقدر على عوده إلا بعد مشقة وتعب، فما دام تعهده موجوداً فحفظه موجود؛ كما أن الإبل ما دامت مشدودة بالعقال فهي محفوظة، وخص الإبل بالذكر لأنها أشد حيوان إنسي نفوراً، وفي تحصيل الإبل بعد نفورها صعوبة.

حافظ قرآن کی مثال رسی سے بندھے ہوئے اونٹ جیسی ہے۔

١٥٨٩. حدیث :

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : ”حافظ قرآن کی مثال رسی سے بندھے ہوئے اونٹ جیسی ہے، اگر اس نے ان کی نگہداشت کی، تو وہ انھیں قابو میں رکھے گا اور اگر انھیں چھوڑ دے گا، تو وہ چلے جائیں گے“۔

حدیث کا درجہ : صحیح

اجمالی معنی :

”صاحب قرآن کی مثال“ یعنی قرآن مجید کو یاد کرتے ہوئے دل و دماغ میں راسخ کرنے والا۔ ”رسی سے بندھے ہوئے اونٹ کے مالک جیسی ہے“ اس کے بعد آپ ﷺ نے اس تشبیہ کی وجہ شبہ واضح فرمائی کہ ”اگر وہ اس کو اپنی نگہداشت میں رکھے گا“ یعنی ہمیشہ اس کو باندھ کر رکھے گا، اس کو بار بار دیکھتا رہے گا اور اس کے حال سے باخبر و چوکنا رہے گا ”تو اسے اپنی ملکیت و قبضہ میں رکھ سکے گا“ اور اگر اس کو شتر بے مہار چھوڑ دے گا، تو "وہ بھاگ جائے گا"۔ یہی حال حافظ قرآن کا ہے کہ اگر وہ مداومت کے ساتھ روزانہ اس کی تلاوت کرے اور اس کو بار بار دہراتا رہے، تو یہ اس کے دل و دماغ میں راسخ و جاگزیں ہوجائے گا اور اگر اس کو طاق نسیان کی نذر کردے، تو دل و دماغ سے رخصت ہوجائے گا اور بھلا دیا جائے گا اور بعد ازاں اس کو دوبارہ حفظ کرنے کے لیے کافی مشقت اور تکان جھیلنی پڑے گی۔ چنانچہ جس قدر قرآن مجید کی حفاظت کا خیال رکھا جائے، اسی لحاظ سے وہ باقی رہے گا، جیسے اونٹ کو جب تک پابہ زنجیر رکھا جائے، محفوظ ہے۔ یہاں اونٹ کو خاص طور پر ذکر کرنے کی وجہ یہ ہے کہ یہ گھریلو جانوروں میں سب سے زیادہ تیزی سے بدکنے والا جانور ہے اور اس کے بھاگ جانے کے بعد اس کو پانا بہت ہی مشکل امر ہے۔

راوي الحديث: متفق عليه.

التخريج: عبدالله بن عمر -رضي الله عنهما-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- الإبل المُعَقَّلة : المشدودة بالعقال، وهو الحبل الذي يشد به ركبة البعير؛ لكي يبقى في مكانه.
- عاهد عليها : استمر إمساكه لها.

فوائد الحديث:

١. الحث على تعاهد القرآن وتلاوته، والحذر من تعريضه للنسيان.
٢. تنبيه الناشئة إلى تعاهد العلم النافع والاستمرار على ذلك؛ لأن الوصية لهم أكبر، والحفظ في الصغر أسهل وأثبت.
٣. من أساليب الدعوة ضرب الأمثال.

المصادر والمراجع:

-1 دليل الفالحين لطرق رياض الصالحين؛ لمحمد بن علان الشافعي، دار الكتاب العربي-بيروت. ٢-رياض الصالحين من كلام سيد المرسلين؛ للإمام أبي زكريا النووي، تحقيق د. ماهر الفحل، دار ابن كثير-دمشق، الطبعة الأولى، ١٤٢٨هـ. ٣-شرح صحيح مسلم؛ للإمام محي الدين النووي، دار الريان للتراث-القاهرة، الطبعة الأولى، ١٤٠٧هـ. ٤-صحيح البخاري -الجامع الصحيح-؛ للإمام أبي عبدالله محمد بن إسماعيل البخاري، عناية محمد زهير الناصر، دار طوق النجاة، الطبعة الأولى، ١٤٢٢هـ. ٥-صحيح مسلم؛ للإمام مسلم بن الحجاج، حققه ورقمه محمد فؤاد عبدالباقي، دار عالم الكتب-الرياض، الطبعة الأولى، ١٤١٧هـ. ٦-فيض القدير شرح الجامع الصغير؛ تأليف عبدالرؤوف المناوي، دار الحديث-القاهرة. ٧-كنوز رياض الصالحين؛ فريق علمي برئاسة أ.د. حمد العمار، دار كنوز إشبيليا-الرياض، الطبعة الأولى، ١٤٣٠هـ.

الرقم الموحد: (5658)

إنه لا ينبغي أن يُعَذِّب بالنَّار إلا رَبُّ النَّارِ

١٥٩٠. الحديث:

عن ابن مسعود -رضي الله عنه- قال: كنا مع رسول الله -صلى الله عليه وسلم- في سفر، فانطلق لحاجته، فرأينا حُمَّرَةً معها فرخان، فأخذنا فرخيها، فجاءت الحُمَّرَةُ فجعلت تَعْرِشُ فجاء النبي -صلى الله عليه وسلم- فقال: «من فجع هذه بولدها؟ ردوا ولدها إليها» ورأى قرية نمل قد حرقناها، فقال: «من حَرَّقَ هذه؟» قلنا: نحن قال: «إنه لا ينبغي أن يعذِّب بالنار إلا رب النار».

درجة الحديث: صحيح

المعنى الإجمالي:

يخبر ابن مسعود -رضي الله عنه- أنهم كانوا في سفر مع النبي -صلى الله عليه وسلم-، ثم إنه -صلى الله عليه وسلم- مضى لحاجته فوجد الصحابةُ حُمَّرَةً، وهي نوع من الطيور، معها ولداها، فأخذوا ولديها، فجعلت تَعْرِش، يعني تحوم حولهم، كما هو العادة أن الطائر إذا أخذ أولاده جعل يعرض ويحوم ويصيح لفقد أولاده، فأمر النبي -صلى الله عليه وسلم- أن يطلق ولديها لها، فأطلقوا ولديها. "ثم مَرَّ بقرية نَمْل" يعني مجتمع النمل، "قد أُحْرِقت فقال: من أحرق هذه؟ قالوا: نحن يا رسول الله. فقال النبي -صلى الله عليه وسلم-: إنه لا يَنبغِي أن يُعذب بالنار إلا ربُّ النار" فنهى عن ذلك، وعلى هذا إذا كان عندك نمل فإنك لا تحرقها بالنار وإنما تضع شيئًا يطردها مثل الجاز، وهو سائل الوقود المعروف إذا صببته على الأرض فإنها تنفر بإذن الله ولا ترجع، وإذا لم يمكن اتقاء شرها إلا بمبيد يقتلها نهائيًا، أعني النمل، فلا بأس؛ لأن هذا دفع لأذاها، وإلا فالنمل مما نهى النبي -صلى الله

آگ کا عذاب دینا صرف آگ کے رب کے شایانِ شان ہے

١٥٩٠. حدیث:

ابن مسعود رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ : ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک سفر میں تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی حاجت کے لیے تشریف لے گئے۔ ۔ ہم نے (چڑیا کی مانند چھوٹا) ایک سرخ پرندہ دیکھا جس کے ساتھ دو بچے تھے۔ ہم نے اس کے دونوں بچوں کو پکڑ لیا۔ تو وہ پرندہ آیا اور ان کے گرد منڈلانے لگا۔ اتنے میں نبی ﷺ تشریف لے آئے تو آپ ﷺ نے فرمایا: "اس پرندے کو اس کے بچوں کی وجہ سے کس نے تکلیف پہنچائی ہے؟ اسے اس کے بچے واپس لوٹا دو۔" پھر نبی ﷺ نے چیونٹیوں کی ایک بستی دیکھی جس کو ہم نے جلا دیا تھا، تو آپ ﷺ نے فرمایا "اسے کس نے جلایا ہے؟" ہم نے کہا: ہم نے (جلایا ہے)۔ آپ ﷺ نے فرمایا: آگ کا عذاب دینا صرف آگ کے رب کے شایانِ شان ہے۔"

حدیث کا درجہ: صحیح

اجمالی معنی:

ابن مسعود رضی اللہ عنہ بتا رہے ہیں کہ وہ لوگ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک سفر میں تھے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی حاجت کے لیے تشریف لے گئے، تو صحابہ کرام نے ایک حُمرۃ دیکھا، یہ پرندوں کی ایک قسم ہے۔ اس کے ساتھ اس کے دو بچے تھے، صحابہ کرام نے اس کے بچوں کو پکڑ لیا۔ چنانچہ وہ پرندہ ان کے گرد منڈلانے لگا، جیسے پرندوں کی عادت ہوتی ہے کہ اگر ان کے بچوں کو پکڑ لیا جائے تو وہ منڈلانے اور ارد گرد گھومنے لگتے ہیں اور اپنے بچوں کی گم شدگی پر چلاتے ہیں۔ اس پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ اس کے بچوں کو چھوڑ دیا جائے۔ صحابہ کرام نے اس کے بچے چھوڑ دیے۔ پھر چیونٹیوں کی ایک بستی یعنی ان کے رہنے کی جگہ سے گزرے، جسے جلا دیا گیا تھا، آپ ﷺ نے فرمایا۔ اسے کس نے جلایا ہے؟ صحابہ نے کہا: اے اللہ کے رسول ﷺ ہم نے جلایا ہے۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "آگ سے عذاب دینا صرف آگ کے رب (یعنیاللہ) کے شایانِ شان ہے"۔ چنانچہ آپ ﷺ نے اس سے منع فرما دیا۔ اس حدیث کے پیشِ نظر اگر آپ کا واسطہ چیونٹیوں سے پڑے، تو آپ انہیں آگ سے نہیں جلائیں گے۔ بلکہ کوئی ایسی چیز رکھ دیں جو انہیں بھگا دے جیسے گیسولین جو کہ ایک معروف مائع ایندھن ہے، جب آپ اس کو زمین پر انڈیل دیں گے تو وہ ان شاء اللہ بھاگ جائیں گی اور واپس نہیں لوٹیں گی۔ اگر ان کے شر سے بچنا ممکن نہ ہو سوائے اس کے کہ کیڑا شک

عليه وسلم- عن قتله، لكن إذا آذاك ولم يندفع إلا بالقتل فلا بأس بقتله.

کا استعمال کیا جائے جو حتمی طور پرانہیں مارڈالے یعنی چیونٹیوں کو تو اس میں کوئی حرج نہیں۔ اس لیے کہ یہ ان کی گزند کو دور کرنا ہے، ورنہ تو چیونٹیاں ان حشرات میں سے ہیں جنہیں قتل کرنے سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا ہے، لیکن اگر وہ آپ کو تکلیف کا پہنچائے اور قتل کے سوا کوئی چارہ کار نہ ہو، تو ان کو قتل کرنے میں کوئی حرج نہیں۔

راوي الحديث: رواه أبو داود.
التخريج: ابن مسعود -رضي الله عنه-
مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- حُمَّرَة : طائر صغير كالعُصفُور.
- تَعْرِشُ : ترتفع وتظلل بجناحيها على من تحتها.
- قَرْيَة نَمْلٍ : مَسْكن النَّمْل.

فوائد الحديث:

١. مشروعية الاستتار لقضاء الحاجة.
٢. النهي عن تَعْذِيب الطيور وأخذ أولادها.
٣. النهي عن إحراق النَّمل والحَشَرات بالنَّار.
٤. الحثُّ على الرَّأفة والرحمة بالحيوان، وسبق الإسلام للغرب في ذلك.
٥. التعذيب بالنار مما اختص به المولى -عز وجل.-

المصادر والمراجع:

نزهة المتقين، تأليف: مصطفى الخن وآخرون، الناشر: مؤسسة الرسالة، الطبعة الأولى: ١٣٩٧ هـ الطبعة الرابعة عشر ١٤٠٧ هـ كنوز رياض الصالحين، تأليف بإشراف حمد بن ناصر بن العمار ، الناشر: دار كنوز أشبيليا، الطبعة الأولى: ١٤٣٠ هـ بهجة الناظرين، تأليف: سليم بن عيد الهلالي، الناشر: دار ابن الجوزي ، سنة النشر: ١٤١٨ هـ- ١٩٩٧م رياض الصالحين، تأليف : محيي الدين يحيى بن شرف النووي ، تحقيق: د. ماهر بن ياسين الفحل ، الطبعة: الأولى، ١٤٢٨ هـ شرح رياض الصالحين، تأليف: محمد بن صالح العثيمين، الناشر: دار الوطن للنشر، الطبعة: ١٤٢٦ هـ سنن أبي داود، تأليف: سليمان بن الأشعث السِّجِسْتاني، تحقيق: محمد محيي الدين عبد الحميد، الناشر: المكتبة العصرية، صيدا. صحيح وضعيف سنن أبي داود ، تأليف: محمد ناصر الدين الألباني، مصدر الكتاب: برنامج منظومة التحقيقات الحديثية - المجاني - من إنتاج مركز نور الإسلام لأبحاث القرآن والسنة بالإسكندرية.

الرقم الموحد: (8892)

إنهم خيروني أن يسألوني بالفحش، أو يبخلوني ولست بباخل

انہوں نے مجھے ایک چیز اختیار کرنے پر مجبور کردیا کہ یا تو یہ مذموم طریقے (بے جا اصرار) سے سوال کریں یا مجھے بخیل بنادیں تو میں بخیل بننے والا نہیں ہوں۔

١٥٩١. الحديث:

عن عمر رضي الله عنه قال: قَسَمَ رسول الله صلى الله عليه وسلم قَسْمًا، فقلت: يا رسول الله لَغَيْرُ هؤلاء كانوا أحق به منهم؟ فقال: «إنهم خَيَّرُونِي أن يسألوني بالْفُحْشِ، أو يُبَخِّلُونِي ولست بِبَاخِلٍ».

١٥٩١. حدیث:

عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے مال تقسیم کیا، تو میں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول! ان کے علاوہ (جنہیں آپ نے عطا فرمایا) دوسرے لوگ اس کے زیادہ حقدار تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ "انھوں نے مجھے ایک چیز اختیار کرنے پر مجبور کردیا کہ یا تو یہ مذموم طریقے (بے جا اصرار) سے سوال کریں یا مجھے بخیل بنادیں تو میں بخیل بننے والا نہیں ہوں"۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

قسم النبي صلى الله عليه وسلم ما جاءه من مال على ناس وترك آخرين, فقال له عمر رضي الله عنه: ألا أعطيت هؤلاء الذين لم تعطهم لأنهم أحق من الذين أعطوا؟ فقال له النبي صلى الله عليه وسلم: إنهم ألحوا علي في السؤال لضعف إيمانهم, وألجؤوني بمقتضى حالهم إلى السؤال بالفحش أو نسبتي إلى البخل. فاختار صلى الله عليه وسلم أن يعطي إذ ليس البخل من خلقه ومداراة وتأليفاً.

اجمالی معنی:

آپ ﷺ نے آئے ہوئے مال کو کچھ لوگوں میں تقسیم کیا اور دوسروں کو چھوڑ دیا۔ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کاش کہ آپ ان کو دیتے جنہیں آپ نے نہیں دیا ہے اس لیے کہ وہ زیادہ حقدار تھے؟ آپ ﷺ نے ان سے کہا انہوں نے اپنے کمزور ایمان کی وجہ سے مجھ سے مانگنے میں اصرار کیا اور اپنی خستہ حالی کی وجہ سے مجھ سے بے جا چیز کا سوال کیا یا پھر یہ کہ وہ بُخل کی طرف میری نسبت کریں۔ چانچہ آپ ﷺ نے عطا کرنے کو اختیار کیا، اس لیے کہ آپ کے اخلاق میں بُخل نہیں، بلکہ خاطر مدارات اور تالیفِ قلوب کے واسطے آپ نے انہیں دے دیا۔

راوي الحديث: رواه مسلم

التخريج: عمر بن الخطاب رضي الله عنه.

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين

معاني المفردات:

- الفُحْش : سوء الخلق.
- قسما : أي ما يقسم من ماله الغنائم أو الخراج أو نحو ذلك

فوائد الحديث:

١. ما كان عليه صلى الله عليه وسلم من عظيم الخلق والصبر والحلم والإعراض عن الجاهلين
٢. ذم الإلحاح في السؤال.
٣. للإمام أن يعطي المؤلفة قلوبهم من أموال الزكاة والخمس تأليفاً لقلوبهم حتى تتشرب حب الدين.
٤. البخل ليس من شيم الأنبياء ولا الصالحين.

المصادر والمراجع:

المسند الصحيح (صحيح مسلم), تأليف: مسلم بن حجاج النيسابوري, تحقيق: محمد فؤاد عبدالباقي, دار إحياء التراث العربي. تاج العروس من جواهر القاموس, تأليف: محمد بن محمد الزبيدي, تحقيق: مجموعة من المحققين, الناشر: دار الهداية. بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين, تأليف:

سليم بن عيد الهلالي, دار ابن الجوزي. نزهة المتقين شرح رياض الصالحين, تأليف: مصطفى الخن ومصطفى البغا ومحي الدين مستو وعلي الشربجي ومحمد لطفي, مؤسسة الرسالة, ط ١٤ عام ١٤٠٧ - ١٩٨٧

الرقم الموحد: (5807)

إني أراك تحب الغنم والبادية فإذا كنت في غنمك

میں دیکھتا ہوں کہ تم بکریوں اور صحرا کو محبوب رکھتے ہو

١٥٩٢. الحديث:

عن عبد الله بن عبد الرحمان بن أبي صعصعة: أن أبا سعيد الخدري -رضي الله عنه- قال له: «إِنِّي أَرَاكَ تُحِبُّ الغنم والبادية فإذا كُنْتَ في غنمك -أو بَادِيتِك- فَأَذَّنْتَ للصلاةِ، فَارْفَعْ صوتك بِالنِّدَاءِ، فَإِنَّهُ لا يَسمَعُ مدى صَوْتِ المُؤَذِّنِ جِنٌّ، وَلاَ إِنْسٌ، وَلاَ شَيْءٌ، إِلاَّ شَهِدَ لَهُ يَومَ القِيَامَةِ» قال أبو سعيد: سمعتُه من رسولِ اللهِ -صلى الله عليه وسلم-.

١٥٩٢. حدیث:

عبداللہ بن عبدالرحمن بن ابی صعصعہ روایت کرتے ہیں کہ ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا: "میں دیکھتا ہوں کہ تم بکریوں اور صحرا کو محبوب رکھتے ہو، تو جب تم اپنی بکریوں میں -یا صحرا و جنگل- میں رہو اور (وقت ہونے پر) نماز کے لیے اذان دو، تو اذان دیتے ہوئے اپنی آواز خوب بلند کرو، کیوں کہ مؤذن کی آوازِ اذان کو جہاں تک کوئی انسان، جن یا کوئی چیز سنے گی، قیامت کے دن اس کے لیے گواہی دے گی"۔ ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یہ حدیث میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی تھی۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

عن عبدالله بن عبدالرحمن بن أبي صعصعة أن أبا سعيد الخدري -رضي الله عنه- قال له: "إني أراك تحب الغنم والبادية"، وهي خلاف الحاضرة، وجمعها بَوَادٍ، "فإذا كنت في غنمك أو باديتك فأذنت للصلاة"، أي: أردت الأذان لها، "فارفع صوتك بالنداء"، : بالأذان، "فإنه "لا يسمع غاية، "صوت المؤذن" ونهايته وأقصاه "جن ولا إنس" ولا شيء" قيل: المراد كل شيء يصح منه الشهادة كذلك، وقيل: عام في كل ما يسمع ولو غير عاقل من سائر الحيوانات دون الجماد، "إلا شهد له يوم القيامة"، أي: يشهد له يوم القيامة بأنه من المؤذنين تنويهاً لفضله، وبياناً لثوابه.

اجمالی معنی:

عبداللہ بن عبدالرحمن بن ابی صعصعہ روایت کرتے ہیں کہ ابو سعید الخدری رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا کہ: "میں تمہیں دیکھتا ہوں کہ تم بکریوں اور صحرا کو محبوب رکھتے ہو"۔ 'بادیۃ' 'حاضرۃ' (شہر) کی ضد ہے، اس کی جمع 'بواد' ہے۔ "لہٰذا جب تم اپنی بکریوں میں یا اپنے صحرا میں رہو اور (وقت ہونے پر) نماز کے لیے اذان دو" یعنی نماز کے لیے اذان دینے کا ارادہ کرو، "تو بلند آواز سے اذان دو"، کیوں کہ مؤذن کی آواز کے پہنچنے کی آخری حد تک جو بھی جن، انسان یا کوئی اور چیز اس آواز کو سنے گی۔ اس کا ایک مطلب یہ بیان کیا گیا ہے کہ اس جملے سے (کائنات کی) ہر چیز مراد ہے، جس کی گواہی دینا ممکن ہو۔ ایک قول یہ بھی ہے کہ یہ جمادات کو چھوڑ کر ہر سننے کی طاقت رکھنے والے حیوانات کے لیے عام ہے، خواہ وہ غیر عاقل ہی کیوں نہ ہو۔ "تو وہ قیامت کے روز اس کی گواہی دے گی" کہ وہ مؤذنین میں سے تھا؛ تاکہ اس کے فضل و مرتبے کو خراج تحسین پیش کیا جائے اور اس کے اجر و ثواب کے بیان کا اظہار ہو۔

راوي الحديث: رواه البخاري.

التخريج: أبو سعيد الخدري -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- البادية : الصحراء التي لا عمارة فيها.
- بالنداء : بالأذان.
- مدى صوت المؤذن : غاية صوته، أي: المكان الذي ينتهي إليه الصوت.

فوائد الحديث:

١. حرص الصحابة على تعليم الناس السنة.

٢. استحباب رفع الصوت بالأذان ليكثر من يشهد له.
٣. كل من سمع المؤذن يشهد له يوم القيامة.
٤. أذان المنفرد مندوب إليه، ولو كان في صحراء.
٥. يستحسن أن يتخذ المسلمون مؤذناً قوي الصوت.

المصادر والمراجع:

-1 بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين؛ تأليف سليم الهلالي، دار ابن الجوزي. ٢-دليل الفالحين لطرق رياض الصالحين؛ لمحمد بن علان الشافعي، دار الكتاب العربي-بيروت. ٣-رياض الصالحين من كلام سيد المرسلين؛ للإمام أبي زكريا النووي، تحقيق د. ماهر الفحل، دار ابن كثير-دمشق، الطبعة الأولى، ١٤٢٨هـ. ٤-شرح رياض الصالحين؛ للشيخ محمد بن صالح العثيمين، مدار الوطن، الرياض، ١٤٢٦هـ. ٥-صحيح البخاري –الجامع الصحيح-؛ للإمام أبي عبدالله محمد بن إسماعيل البخاري، عناية محمد زهير الناصر، دار طوق النجاة، الطبعة الأولى، ١٤٢٢هـ. ٦-فتح الباري بشرح صحيح البخاري؛ للحافظ أحمد بن علي بن حجر العسقلاني، دار المعرفة-بيروت. ٧-كنوز رياض الصالحين؛ فريق علمي برئاسة أ.د. حمد العمار، دار كنوز إشبيليا-الرياض، الطبعة الأولى، ١٤٣٠هـ.

الرقم الموحد: (5771)

إني لأعلم آخر أهل النار خروجًا منها، وآخر أهل الجنة دخولًا الجنة. رجل يخرج من النار حبوًا، فيقول الله -عز وجل- له: اذهب فادخل الجنة، فيأتيها، فيخيل إليه أنها ملأى، فيرجع، فيقول: يا رب وجدتها ملأى

میں خوب جانتا ہوں کہ اہلِ جہنم میں سے کون سب سے آخر میں وہاں سے نکلے گا اوراہلِ جنت میں کون سب سے آخر میں داخل ہوگا۔ ایک شخص جہنم سے سرین کے بل گھسٹتے ہوئے نکلے گا اوراللہ تعالی اس سے کہے گا کہ: جاؤاور جنت میں داخل ہوجاؤ، وہ جنت کے پاس آئے گا لیکن اسے ایسا معلوم ہوگا کہ جنت بھری ہوئی ہے۔

١٥٩٣. الحديث:

عن المغيرة بن شعبة -رضي الله عنه- قال: قال رسول الله -صلى الله عليه وسلم-: «سَأل موسى -صلى الله عليه وسلم- ربَّه: ما أدْنَى أهل الجَنَّة مَنْزِلَة؟ قال: هو رَجُل يَجِيءُ بعد ما أُدخِل أهل الجَنَّة الجَنَّة، فَيُقَال له: ادخل الجَنَّة. فيقول: أيْ رب، كيف وقد نَزَل النَّاس مَنَازِلَهُم، وأخَذُوا أَخَذَاتِهِم؟ فَيُقَال له: أَتَرْضَى أن يكون لك مثل مُلْكِ مَلِكٍ من مُلُوكِ الدُّنيا؟ فيقول: رَضِيْتُ رَبِّ، فيقول: لك ذلك ومثله ومِثْلُه ومِثْلُه ومِثْلُه، فيقول في الخامِسة. رَضِيْتُ رَبِّ، فيقول: هذا لك وَعَشَرَةُ أَمْثَالِه، ولك ما اشْتَهَتْ نَفْسُكَ، وَلَذَّتْ عَيْنُكَ. فيقول: رَضِيتُ رَبِّ. قال: رَبِّ فَأَعْلاَهُمْ مَنْزِلَة؟ قال: أُولَئِكَ الَّذِينَ أَرَدْتُ غَرَسْتُ كَرامَتَهُم بِيَدِي، وخَتَمْتُ عليها، فلم تَر عَيْنٌ، ولم تسمع أُذُنٌ، ولم يَخْطُر على قَلْب بَشَر». وعن ابن مسعود -رضي الله عنه- قال: قال رسول الله -صلى الله عليه وسلم-: «إنِّي لأَعْلَمُ آخِرَ أهل النَّارِ خُرُوجًا منها، وآخِر أهل الجَنَّة دخولا الجَنَّة. رَجُل يخرج من النَّار حَبْوا، فيقول الله -عز وجل- له: اذهب فادخل الجَنَّة، فَيَأتِيها، فَيُخَيَّل إليه أنَّها مَلْأَى، فيرجع، فيقول: يا رب وجَدُتها مَلأَى! فيقول الله -عز وجل- له: اذهب فادخل الجَنَّة، فيأتيها، فَيُخَيَّل إليه أنَّها مَلْأَى، فيرجع فيقول: يا ربِّ وجَدُتها مَلْأَى، فيقول الله -عز وجل- له: اذهب فادخل الجَنَّة، فإن لك مثل الدنيا وَعَشَرَةَ أَمْثَالِهَا؛ أو إن لك مثل عَشَرَةَ أَمْثَالِ الدُّنيَا، فيقول: أَتَسْخَرُ بِي، أو تضحك بِي وأنت الْمَلِكُ!». قال: فلقد رأيت رسول الله -صلى الله عليه وسلم- ضَحِك حتى بَدَت نَوَاجِذُه فكان يقول: «ذلك أَدْنَى أهل الجَنَّة مَنْزِلة».

١٥٩٣. حدیث:

مغیرہ بن شعبہ -رضی اللہ عنہ- سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: موسی علیہ السلام نے اپنے رب سے پوچھا کہ سب سے کم درجے والا جنتی کون ہے؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا وہ شخص ہے جو سب جنتیوں کے جنت میں جانے کے بعد آئے گا اور اس سے کہا جائے گا جنت میں چلا جا۔ وہ کہے گا: اے میرے رب! کیسے جاؤں؟ وہاں تو سب لوگوں نے اپنے اپنے ٹھکانے بنا لیے ہیں اور اپنی اپنی چیزیں لے لی ہیں۔ اس سے کہا جائے گا کیا تو اس بات پر راضی ہے کہ تجھے اتنا ملے جتنا دنیا کے بادشاہوں میں سے کسی بادشاہ کے پاس ہوتا ہے؟۔ وہ کہے گا میں راضی ہوں اے میرے رب!۔ اللہ تعالی فرمائیں گے: جا اتنا ہم نے تجھے دیا ہے اور اتنا ہی اور، اور اتنا ہی اور، اور اتنا ہی اور، اور اتنا ہی اور۔ پانچویں بار میں وہ کہے گا: میں راضی ہوں اے میرے رب!۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا: یہ بھی تیرے لیے اور اس کا دس گنا اور بھی تیرا ہے۔ اور جو تیرا جی چاہے اور جو تجھے اچھا نظر آئے وہ بھی تیرا ہے۔ وہ کہے گا اے میرے رب! میں راضی ہوگیا۔ پھر حضرت موسی علیہ السلام نے پوچھا کہ: سب سے بڑے درجے والا جنتی کون ہے؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: وہ تو وہ لوگ ہیں جن کو میں نے خود چنا اور ان کی بزرگی اور عزت کو میں نے اپنے ہاتھ سے جمایا اور اس پر مہر کردی۔ نہ تو کسی آنکھ نے دیکھا، نہ کسی کان نے سنا، اور نہ کسی انسان کے دل میں کبھی خیال بن کر گزرا ہے۔ ابن مسعود-رضی اللہ عنہ- سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں خوب جانتا ہوں کہ اہلِ جہنم میں سے کون سب سے آخر میں وہاں سے نکلے گا اور اہلِ جنت میں کون سب سے آخر میں داخل ہوگا۔ ایک شخص جہنم سے سرین کے بل گھسٹتے ہوئے نکلے گا اور اللہ تعالیٰ اس سے کہے گا کہ: جاؤ اور جنت میں داخل ہوجاؤ، وہ جنت کے پاس آئے گا لیکن اسے ایسا معلوم ہوگا کہ جنت بھری ہوئی ہے۔ چنانچہ وہ واپس آئے گا اور عرض کرے گا: اے میرے رب! میں نے جنت کو بھرا ہوا پایا، اللہ تعالیٰ پھر اس سے کہے گا کہ: جاؤ اور جنت میں داخل ہوجاؤ۔ وہ پھر آئے گا لیکن اسے ایسا لگے گا کہ جنت بھری ہوئی ہے۔ وہ واپس لوٹے گا اور عرض کرے گا کہ: اے رب! میں نے جنت کو بھرا ہوا پایا۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا: جاؤ اور جنت میں داخل ہوجاؤ۔ تمہیں دنیا اور اس کے ساتھ اس کا دس گنا دیا جاتا

ہے یا (اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ) تمہیں دنیا کے دس گنا دیا جاتا ہے۔ وہ شخص کہے گا تو میرا مذاق بناتا ہے حالانکہ تو شہنشاہ ہے؟۔ ابن مسعود۔رضی اللہ عنہ۔کہتے ہیں کہ میں نے دیکھا کہ اس بات پر رسول اللہ ﷺ ہنس دیے یہاں تک کہ آپ ﷺ کے آگے کے دندان مبارک ظاہر ہو گیے اور آپ ﷺ کا کہنا تھا کہ وہ جنت کا سب سے کم درجے والا شخص ہوگا۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

بيان كرم الله -تعالى- وسعة رحمته، وبيان منزلة أهل الجنة، حيث إن أدناهم منزلة يتنعم بأضعاف أضعاف ما يملكه أي ملِك في الدنيا.

اجمالی معنی:

اس حدیث میں اللہ تعالی کے کرم اور اس کی رحمت کی کشادگی کا بیان ہے اور جنتی لوگوں کے مقام کی وضاحت ہے بایں طور کہ ان کا سب سے کم تر درجے والا بھی ان نعمتوں سے کئی گنا زیادہ کے ساتھ لطف اندوز ہوگا جو دنیا کے کسی بادشاہ کے پاس ہوتی ہیں۔

راوي الحديث: متفق عليه. مسلم.

التخريج: الحديث الأول عن المغيرة بن شعبة -رضي الله عنه-، والحديث الثاني عن ابن مسعود -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- حَبْوا : يمشي على يَديه ورُكْبَتَيه أو اسْتِه.
- نَوَاجِذُه : أنْيَابه أو آخر الأضْرَاس.
- أتَسْخَرُ : أتَسْتَهزئ.
- ما أدنى : ما أنزل وأقل؟
- أخذوا أخذاتهم : نالوا من النعيم ما أعد الله لهم.
- ختمت عليها : لئلا يراها غيرهم، زيادة في التكريم.

فوائد الحديث:

١. إثبات صفة الكلام لله -تعالى-، كلام يَليق بعظمته وكبريائه.

٢. إثبات رؤية المؤمنين لرَّبِهم -عز وجل- يوم القيامة.

٣. أن لأدْنَى أهل الجَنَّة عَشرة أضْعَاف ما في الدَّنيا من النَّعِيم.

٤. بيان عظيم كَرَم الله -تعالى-، وأن خَزَائِنه مَلأَى لا تَنفذ.

٥. فيه تَفَاوت مَنَازل أهل الجَنَّة.

٦. من عَادة ابن آدم النَّكُث في الوَعد، ولذلك يَندهش هذا الرَّجُل من وعْد ربِّ العالمين، ويَظنه يَسخر منه أو يَنْكُث وعْدَه وحاشَاه؛ فإنه -سبحانه- لا يُخلف المِيعاد.

٧. إثبات الضحك لله -تعالى-، ومثل هذه الأفعال الصَّادرة من الله -تعالى- يجب أن تثبت له -تعالى- على ما يليق بعظمته وفق ما جاء النص بها.

٨. أن النبي -صلى الله عليه وسلم- بَشر يضحك ويَفرح ويحزن، كسائر البَشَر، وقد قال -صلى الله عليه وسلم-: "إنما أنا بَشَر مثلكم، أنْسَى كما تَنْسَون، فإذا نَسِيت فذكِّروني". متفق عليه.

٩. جَواز الضَّحك، وأنه ليس بمكروه في بعض المَوَاطِن، ولا بِمُسقط للمُروءة، إذا لم يُجاوز به الحَدّ المُعتاد من أمثاله في مثل تلك الحال التي ذكَرَها النبي -صلى الله عليه وسلم-.

المصادر والمراجع:

صحيح البخاري، محمد بن إسماعيل البخاري الجعفي، تحقيق: محمد زهير الناصر، دار طوق النجاة (مصورة عن السلطانية بإضافة ترقيم: محمد فؤاد عبد الباقي)، الطبعة: الأولى ١٤٢٢هـ. صحيح مسلم، مسلم بن الحجاج القشيري النيسابوري، تحقيق محمد فؤاد عبد الباقي، دار إحياء التراث العربي، بيروت، الطبعة: ١٤٢٣هـ. كنوز رياض الصالحين، مجموعة من الباحثين برئاسة حمد بن ناصر العمار، كنوز إشبيليا، الرياض، الطبعة: الأولى١٤٣٠هـ، ٢٠٠٩م. بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين، سليم بن عيد الهلالي، دار ابن الجوزي، الطبعة: الأولى ١٤١٨ هـ، ١٩٩٧م. نزهة المتقين شرح رياض الصالحين، مجموعة من الباحثين، مؤسسة الرسالة، بيروت، الطبعة: الرابعة عشر ١٤٠٧هـ. المنهاج شرح صحيح مسلم بن الحجاج، أبو زكريا محيي الدين النووي، دار إحياء التراث العربي، بيروت، الطبعة: الثانية ١٣٩٢هـ. مرقاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح، علي بن سلطان الملا الهروي القاري، الناشر: دار الفكر، بيروت، لبنان، الطبعة: الأولى ١٤٢٢هـ، ٢٠٠٢م. عمدة القاري شرح صحيح البخاري، محمود بن أحمد بدر الدين العينى، الناشر: دار إحياء التراث العربي، بيروت. حاشية السندي على سنن ابن ماجه (كفاية الحاجة في شرح سنن ابن ماجه)، محمد بن عبد الهادي التتوي، أبو الحسن، نور الدين السندي، الناشر: دار الجيل، بيروت، بدون طبعة (نفس صفحات دار الفكر، الطبعة: الثانية). شرح كتاب التوحيد من صحيح البخاري، عبد الله بن محمد الغنيمان، الناشر: مكتبة الدار، المدينة المنورة، الطبعة: الأولى ١٤٠٥ هـ. رياض الصالحين من كلام سيد المرسلين، أبو زكريا محيي الدين النووي، تحقيق ماهر الفحل، دار ابن كثير، دمشق، بيروت، الطبعة: الأولى ١٤٢٨هـ، ٢٠٠٧م.

الرقم الموحد: (10405)

أَحَبُّ الْكَلَامِ إِلَى اللَّهِ أَرْبَعٌ، لَا يَضُرُّك بِأَيِّهِنَّ بَدَأْت: سُبْحَانَ اللَّهِ، وَالْحَمْدُ لِلَّهِ، وَلَا إلَهَ إلَّا اللَّهُ، وَاَللَّهُ أَكْبَرُ

اللہ کے نزدیک سب سے زیادہ پسندیدہ یہ کلمات چار ہیں، تم ان میں سے جسے چاہو پہلے کہو، اس میں کوئی حرج نہیں ”سُبْحَانَ اللَّهِ، وَالْحَمْدُ لِلَّهِ، وَلَا إلَهَ إلَّا اللَّهُ، وَاَللَّهُ أَكْبَرُ“ ۔

١٥٩٤. الحديث:

عن سَمُرة بن جُنْدَب -رضي الله عنه- قال: قال رسول الله -صلى الله عليه وسلم-: «أحب الكلام إلى الله أربع لا يَضُرُّك بِأَيِّهِنَّ بدأت: سُبْحَانَ الله، والحمد لله، ولا إله إلا الله، والله أكبر».

١٥٩٤. حدیث :

سمرۃ بن جندب رضی اللہ عنہ سے یہ حدیث مرفوعاً مروی ہے کہ ”اللہ کے نزدیک سب سے زیادہ پسندیدہ یہ کلمات چار ہیں، تم ان میں سے جسے چاہو پہلے کہو، اس میں کوئی حرج کی بات نہیں ”سُبْحَانَ اللَّهِ، وَالْحَمْدُ لِلَّهِ، وَلَا إلَهَ إلَّا اللَّهُ، وَاَللَّهُ أَكْبَرُ“ ۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ : صحیح

المعنى الإجمالي:

الحديث دليل على فضل هذه الجمل الأربع، وأنها من أحب كلام البشر إلى الله تعالى، لاشتمالها على أمور عظيمة، وهي تنزيه الله تعالى، ووصفه بكل ما يجب له من صفات الكمال، وإفراده بالوحدانية والأكبرية، وأن فضلها وحصول ثوابها لا يقتضي ترتيبها كما جاءت في الحديث.

اجمالی معنی :

حدیث میں ان چار جملوں کی فضیلت کا بیان ہے اور اس بات کی وضاحت ہے کہ یہ کلمات اللہ کے ہاں بشری کلام میں سب سے زیادہ پسندیدہ ہیں کیونکہ یہ انتہائی عظیم امور پر مشتمل ہیں۔ ان میں اللہ کی پاکیزگی کا بیان ہے اور اللہ کو اس کی سزاوار صفاتِ کمال سے متصف کیا گیا ہے اور اس کی یکتائیت و کبیریائی کا اظہار ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ اس حدیث میں اس بات کی بھی وضاحت ہے کہ ان کی فضیلت اور ان سے ملنے والا ثواب اس بات کا متقاضی نہیں کہ انہیں اسی ترتیب سے پڑھا جائے جس ترتیب سے یہ حدیث میں وارد ہوئے ہیں۔

راوي الحديث: رواه مسلم.

التخريج: سَمُرة بن جُنْدَب -رضي الله عنه.

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- سُبْحَانَ اللَّهِ : التسبيح: هو التنزيه، معناه تنزيهاً لك يارب عن كل نقص في الصفات أو في مماثلة المخلوقات.
- الْحَمْدُ لِلَّهِ : التحميد: هو ذكر أوصاف المحمود الكاملة وأفعاله الحميدة مع محبته وتعظيمه.
- وَلَا إلَهَ إلَّا اللَّهُ : هذه هي كلمة التوحيد، ومعناها لا معبود بحق إلا الله تعالى.
- اَللَّهُ أَكْبَرُ : التكبير يعني التعظيم، أي الله تعالى أعظم من كل شيء.

فوائد الحديث:

١. إثبات المحبة لله عزو جل، وأنه يحب الأعمال الصالحة.
٢. شرف هذه الكلمات الأربع على غيرها، وأنها أحب إلى الله.
٣. الحث على لزوم هذه الكلمات الأربع، لأن العبد إذا علم بمحبة الله لشيء لزمه وحافظ عليه.
٤. تيسير الشرع على الناس "لا يضرك بأيهن بدأت".

المصادر والمراجع:

صحيح مسلم، تحقيق محمد فؤاد عبد الباقي، ط دار إحياء التراث العربي، بيروت. توضيح الأحكام من بلوغ المرام، الشيخ عبد الله بن عبد الرحمن البسام، ط مكتبة الأسد الإسلامية، الطبعة الخامسة. منحة العلام في شرح بلوغ المرام، الشيخ عبد الله بن صالح الفوزان، ط دار ابن الجوزي،

الطبعة الأولى. تسهيل الإلمام بفقه الأحاديث من بلوغ المرام، الشيخ صالح الفوزان بن عبد الله الفوزان، اعتنى بها عبد السلام بن عبد الله السليمان، الطبعة الأولى. فتح ذي الجلال والإكرام، الشيخ محمد بن صالح العثيمين، ط المكتبة الإسلامية، الطبعة الأولى. سبل السلام بشرح بلوغ المرام، للإمام محمد بن إسماعيل الصنعاني، ط دار الحديث.

الرقم الموحد: (5475)

أَكْثَرَ مَا يُدْخِلُ الْجَنَّةَ تَقْوَى اللَّهِ وَحُسْنُ الْخُلُقِ	جو شے سب سے زیادہ جنت میں داخلے کا سبب بنے گی وہ اللہ کا تقویٰ اور حسن خلق ہے۔
١٥٩٥. الحديث: عن أبي هريرة -رضي الله عنه- قال: قال رسول الله -صلى الله عليه وسلم-: «أَكْثَرُ مَا يُدْخِلُ الْجَنَّةَ تَقْوَى اللَّهِ وَحُسْنُ الْخُلُقِ».	**١٥٩٥. حدیث:** ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ نبی ﷺ سے مرفوعاً روایت کرتے ہیں کہ جو شے سب سے زیادہ جنت میں داخلے کا باعث بنے گی وہ اللہ کا تقویٰ اور حسن خلق ہے۔
درجة الحديث: حسن صحيح	**حدیث کا درجہ:** حَسَن صحیح
المعنى الإجمالي: في الحديث دليل على فضل التقوى، وأنها سبب لدخول الجنة، وكذلك فضل حسن الخلق وأن هذين الأمرين "التقوى وحسن الخلق" من أعظم وأكثر الأسباب التي تدخل العبد الجنة.	**اجمالی معنی:** یہ حدیث تقویٰ کی فضیلت کی دلیل ہے اور اس بات کی نشاندہی کرتی ہے کہ تقویٰ جنت میں داخلے کا ایک سبب ہے۔ اسی طرح اس میں حُسنِ خلق کی فضیلت کا بھی بیان ہے اور یہ کہ یہ دونوں امور یعنی تقویٰ اور حُسنِ خلق ان بڑے اسباب میں سے ہیں جو سب سے زیادہ بندے کے جنت میں داخلے کا باعث بنیں گے۔

راوي الحديث: رواه الترمذي

التخريج: أبو هريرة -رضي الله عنه-.

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين

معاني المفردات:

- تَقْوَى اللَّهِ : التقوى: من أحسن تعاريفها: هي العمل بطاعة الله، على نور من الله، ترجو ثواب الله، وترك معصية الله، على نور من الله، مخافة عقاب الله.

فوائد الحديث:

١. أن دخول الجنة يكون بأسباب وأعمال ذكرها الشارع.
٢. أن من أسباب دخول الجنة أسباب متعلقة بالله ومنها في الحديث: (تقوى الله)، وأسباب متعلقة بالخَلق ومنها في الحديث: (حسن الخُلق).
٣. في الحديث دليل على فضيلة التقوى، وأنها سبب لدخول الجنة.
٤. فضل حسن الخلق على كثير من العبادات وأنه كذلك من أسباب دخول الجنة.

المصادر والمراجع:

سنن الترمذي، لمحمد بن عيسى بن سَوْرة بن موسى بن الضحاك، الترمذي، أبو عيسى، تحقيق وتعليق: أحمد محمد شاكر (جـ١، ٢)، ومحمد فؤاد عبد الباقي (جـ٣)، وإبراهيم عطوة عوض (جـ٤، ٥)، ط شركة مكتبة ومطبعة مصطفى البابي الحلبي – مصر. صحيح الترغيب والترهيب، لمحمد ناصر الدين الألباني، ط مكتبة المعارف – الرياض. توضيح الأحكام من بلوغ المرام، الشيخ عبد الله بن عبد الرحمن البسام، ط مكتبة الأسد الإسلامية، الطبعة الخامسة. منحة العلام في شرح بلوغ المرام، الشيخ عبد الله بن صالح الفوزان، ط دار ابن الجوزي، الطبعة الأولى. تسهيل الإلمام بفقه الأحاديث من بلوغ المرام، الشيخ صالح الفوزان بن عبد الله الفوزان، اعتنى بها عبد السلام بن عبد الله السليمان، الطبعة الأولى. فتح ذي الجلال والإكرام، الشيخ محمد بن صالح العثيمين، ط المكتبة الإسلامية، الطبعة الأولى. سبل السلام بشرح بلوغ المرام، للإمام محمد بن إسماعيل الصنعاني، ط دار الحديث.

الرقم الموحد: (5476)

أَنَّ النبيَّ -صلى الله عليه وسلم- دعا بإناءٍ من مَاءٍ، فأُتِيَ بقَدَحٍ رَحْرَاحٍ فيهِ شَيْءٌ من ماءٍ، فوضعَ أَصَابِعَهُ فيهِ

نبی ﷺ نے پانی کا ایک برتن طلب فرمایا تو آپ ﷺ کے لیے ایک چوڑے منہ کا پیالہ لایا گیا جس میں تھوڑا سا پانی تھا، آپ ﷺ نے اپنی انگلیاں اس میں ڈال دیں۔ انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں پانی کی طرف دیکھنے لگا۔ پانی آپ کی انگلیوں کے درمیان سے پھوٹ رہا تھا۔ انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میرے اندازے کے مطابق (اس ایک پیالہ پانی سے) جن لوگوں نے وضو کیا، وہ ستر سے اسی افراد تک تھے۔

١٥٩٦. الحديث:

عن أنس بن مالك -رضي الله عنه- قال: حَضَرَتِ الصلاةُ فقامَ مَنْ كان قريبَ الدارِ إلى أَهْلِهِ، وبَقِيَ قَوْمٌ، فأُتِيَ رسولُ اللهِ -صلى الله عليه وسلم- بِمِخْضَبٍ مِنْ حِجَارَةٍ، فَصَغُرَ المِخْضَبُ أَنْ يَبْسُطَ فيهِ كَفَّهُ، فتَوَضَّأَ القومُ كلهم. قالوا: كم كنتم؟ قال: ثمانينَ وزيادةً. وفي رواية: أَنَّ النبيَّ -صلى الله عليه وسلم- دعا بإناءٍ من مَاءٍ، فأُتِيَ بقَدَحٍ رَحْرَاحٍ فيهِ شَيْءٌ من ماءٍ، فوضعَ أَصَابِعَهُ فيهِ، قال أنس: فَجَعَلْتُ أَنْظُرُ إلى الماءِ يَنْبُعُ مِنْ بَيْنِ أَصَابِعِهِ، فَحَزَرْتُ مَنْ تَوَضَّأَ ما بَيْنَ السبعينَ إلى الثمانينَ.

١٥٩٦. حدیث:

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت ہے کہ (ایک مرتبہ) نماز کا وقت ہو گیا، تو جس شخص کا مکان قریب ہی تھا وہ وضو کرنے اپنے گھر چلا گیا اور کچھ لوگ (جن کے مکان دور تھے) رہ گئے۔ رسول اللہ ﷺ کے پاس پتھر کا ایک لگن لایا گیا جس میں کچھ پانی تھا اور وہ اتنا چھوٹا تھا کہ آپ ﷺ اس میں اپنی ہتھیلی نہیں پھیلا سکتے تھے۔ (مگر) سب لوگوں نے اس برتن کے پانی سے وضو کر لیا۔ ہم نے انس رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ آپ کتنے افراد تھے؟ انہوں نے بتایا کہ اسّی (٨٠) افراد سے کچھ زیادہ ہی تھے۔ ایک اور روایت میں ہے کہ نبی ﷺ نے پانی کا ایک برتن طلب فرمایا تو آپ ﷺ کے لیے ایک چوڑے منہ کا پیالہ لایا گیا جس میں تھوڑا سا پانی تھا، آپ ﷺ نے اپنی انگلیاں اس میں ڈال دیں۔ انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں پانی کی طرف دیکھنے لگا۔ پانی آپ کی انگلیوں کے درمیان سے پھوٹ رہا تھا۔ انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میرے اندازے کے مطابق (اس ایک پیالہ پانی سے) جن لوگوں نے وضو کیا، وہ ستر سے اسی افراد تک تھے۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

يقول أنس -رضي الله عنه-: "حضرت الصلاة" أي بينما كان الصحابة مع النبي -صلى الله عليه وسلم- بالمدينة حضرت صلاة العصر. "فقام من كان قريباً من المسجد": أي فذهب الذين دارهم قريبة من ذلك المكان إلى الدار ليتوضؤوا منها. "وبقي قوم" أي وبقي الذين دارهم بعيدة مع النبي -صلى الله عليه وسلم-. "فأتي النبي -صلى الله عليه وسلم- بمخضب من حجارة فيه ماء" أي فأحضر إلى النبي -صلى الله عليه وسلم- إناء صغير من حجر فيه قليل من الماء، وجاء في بعض الروايات وصفه بالرحراح. " فصغر

اجمالی معنی:

انس رضی اللہ عنہ بیان کر رہے ہیں کہ: "حضرت الصلاۃ" یعنی مدینہ میں صحابہ نبی ﷺ کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے کہ نمازِ عصر کا وقت ہو گیا۔ "فقام من کان قریباً من المسجد" یعنی جن کے گھر وہاں سے قریب ہی تھے وہ وضو کرنے کے لیے گھر چلے گئے۔ "وبقی قوم"۔ یعنی وہ لوگ نبی ﷺ کے پاس رہ گیے جن کے گھر دور تھے۔ "فأتی النبی صلی اللہ علیہ وسلم بمخضب من حجارۃ فیہ ماء"۔ یعنی نبی ﷺ کے پاس پتھر کا ایک چھوٹا سا برتن لایا گیا جس میں تھوڑا سا پانی تھا۔ بعض روایات میں اس برتن کو "رحراح" کی صفت سے موصوف کیا گیا ہے۔ (یعنی چوڑے منہ والا ایسا برتن جس کا پیندا زیادہ گہرا نہ ہو)۔ یعنی اس چھوٹے سے برتن میں جب آپ ﷺ نے اپنی ہتھیلی کو پھیلانا چاہا تو یہ تنگ پڑ رہا تھا۔ انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ اس سے سب

المخضب أن يبسط كفه فيه " أي فضاق ذلك الإناء الصغير على كف رسول الله -صلى الله عليه وسلم- حين أراد أن يمدها في وسطه. قال أنس" فتوضأ القوم كلهم، قلنا كم كنتم؟ قال: ثمانين وزيادة " أي ثمانين فأكثر.	لوگوں نے وضو کر لیا۔ ہم نے پوچھا کہ آپ کتنے افراد تھے؟ انہوں نے جواب دیا کہ اسّی سے کچھ اوپر۔

راوي الحديث: متفق عليه، بروايات متعددة.

التخريج: أنس بن مالك -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- حضرت الصلاة : دخل وقتها.
- إلى أهله : أي: إلى بيته.
- المخضب : إناء من حجارة.
- فصغر المخضب أن يبسط فيه كفه : أي: لم يسع المخضب بسط كفه -صلى الله عليه وسلم-.
- دعا : أمر.
- قدح : الإناء الذي يُشرب فيه.
- رحراح : واسع ولكنه قريب القعر.
- حزرت من توضأ : قدرتهم بالتخمين.

فوائد الحديث:

١. جواز استعمال أواني الحجر للوضوء وغيره.
٢. معجزة النبي -صلى الله عليه وسلم- بتكثير الماء ببركته ونبعه من بين أصابعه.
٣. الوضوء غير مقدر بقدر من الماء معين؛ لأن الصحابة اغترفوا من ذلك القدح بغير تقدير؛ لأن الماء النابع لم يكن قدره معلوما لهم فدل على عدم التقدير، لكن بشرط عدم الإسراف والتبذير.

المصادر والمراجع:

دليل الفالحين لطرق رياض الصالحين، لابن علان، نشر دار الكتاب العربي، بدون تاريخ. نزهة المتقين شرح رياض الصالحين، نشر: مؤسسة الرسالة، الطبعة: الرابعة عشر، ١٤٠٧هـ- ١٩٨٧م. بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين، للهلالي، نشر: دار ابن الجوزي. الطبعة الأولى ١٤١٨هـ. كنوز رياض الصالحين، نشر: دار كنوز إشبيليا، الطبعة: الأولى، ١٤٣٠هـ- ٢٠٠٩م. صحيح البخاري، نشر: دار طوق النجاة (مصورة عن السلطانية بإضافة ترقيم ترقيم محمد فؤاد عبد الباقي)، الطبعة: الأولى ١٤٢٢هـ. صحيح مسلم، تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي، نشر: دار إحياء التراث العربي، بيروت.

الرقم الموحد: (5446)

١٥٩٧. الحديث:

عن أبي هريرة -رضي الله عنه- عن رسول الله -صلى الله عليه وسلم- قال: «إنَّ لِلَّه تعالى ملائكة يَطُوفُون في الطُّرق يلْتَمِسُون أهل الذِّكْر، فإذا وَجَدُوا قوماً يذكرون الله عز وجل تَنَادَوا: هَلُمُّوا إلى حاجَتِكُم، فَيَحُفُّونَهُم بِأَجْنِحَتِهِم إلى السَّماء الدُّنيا، فيَسألُهُم رَبُّهُم - وهو أعلم: ما يقول عِبَادي؟ قال: يقولون: يُسَبِّحُونَك، ويُكَبِّرُونك، وَيَحْمَدُونَك، ويُمَجِّدُونَكَ، فيقول: هل رَأَوني؟ فيقولون: لا والله ما رَأَوك. فيقول: كيف لو رَأَوني؟! قال: يقولون: لو رأَوك كَانُوا أَشَدَّ لك عبادة، وأَشَدَّ لك تمْجِيداً، وأكْثر لك تسبيحاً. فيقول: فماذا يسألون؟ قال: يقولون: يَسْأَلُونك الجَنَّة. قال: يقول: وهل رَأَوهَا؟ قال: يقولون: لا والله يا رب ما رأَوْهَا. قال: يقول: فَكَيف لو رَأَوْهَا؟ قال: يقولون: لو أنَّهُم رَأَوهَا كَانُوا أَشَدَّ عَلَيها حِرصاً، وأشَدَّ لهَا طلباً، وأَعْظَم فِيهَا رغبةً. قال: فَمِمّ يَتَعَوَّذُون؟ قال: يقولون: يَتَعَوذُون من النَّار؛ قال: فيقول: وهل رأوها؟ قال: يقولون: لا والله ما رأوها. فيقول: كيف لو رأوها؟! قال: يقولون: لو رأوها كانوا أشدَّ مِنها فِراراً، وأشدَّ لها مَخَافَة. قال: فيقول: فَأُشْهِدُكُم أَنِّي قَدْ غَفَرْتُ لَهُمْ، قال: يقول ملَك مِن الملائكة: فيهم فلان ليس منهم، إنما جاء لحاجة، قال: هُمُ الجُلَسَاء لا يَشْقَى بهم جَلِيسُهُم». وفي رواية: عن أبي هريرة -رضي الله عنه- عن النبي -صلى الله عليه وسلم- قال: «إن لله ملائكة سَيَّارة فُضُلاً يَتَتَبَّعُون مجالِسَ الذكر، فإذا وجدوا مَجْلِساً فيه ذِكْرٌ، قَعَدُوا معهم، وحَفَّ بعضُهم بعضاً بأجنحتهم حتى يمْلَؤُوا ما بينهم وبين السماء الدنيا، فإذا تفرقوا عرجوا وصعدوا إلى السماء، فيسألهم الله -عز وجل- وهو أعلم -: من أين جئتم؟ فيقولون: جئنا من عند عباد لك في الأرض: يسبحونك، ويكبرونك، ويهللونك، ويحمدونك، ويسألونك. قال: وماذا يسألوني؟ قالوا: يسألونك جنتك. قال: وهل رأوا جنتي؟ قالوا: لا، أي رب. قال:

۱۵۹۷. حدیث :

حضرت ابو ہریرہ - رضی اللہ عنہ - سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا : ''اللہ تعالیٰ کے کچھ فرشتے ایسے ہیں جو راستوں میں پھرتے رہتے ہیں اور اللہ کی یاد کرنے والوں کو تلاش کرتے رہتے ہیں۔ پھر جب وہ ایسے لوگوں کو پالیتے ہیں کہ جو اللہ کا ذکر کر رہے ہوتے ہیں تو ایک دوسرے کو آواز دیتے ہیں کہ آؤ ہمارا مطلب حاصل ہوگیا۔ پھر وہ نچلے آسمان تک اپنے پروں سے انہیں گھیر لیتے ہیں۔ (پھر ختم پر اپنے رب کی طرف چلے جاتے ہیں) پھر ان کا رب ان سے پوچھتا ہے. حالاں کہ وہ اپنے بندوں کے متعلق خوب جانتا ہے کہ میرے بندے کیا کہتے تھے؟ وہ جواب دیتے ہیں کہ : وہ تیری تسبیح پڑھتے تھے، تیری کبریائی بیان کرتے تھے، تیری حمد کرتے تھے اور تیری بڑائی بیان کر رہے تھے۔ پھر اللہ تعالیٰ پوچھتا ہے کیا انھوں نے مجھے دیکھا ہے؟ کہا : کہ وہ جواب دیتے ہیں نہیں، واللہ! انھوں نے تجھے نہیں دیکھا۔ اس پر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے، پھر ان کا اس وقت کیا حال ہوتا اگر وہ مجھے دیکھ لیتے؟ وہ جواب دیتے ہیں کہ اگر وہ تیرا دیدار کرلیتے تو تیری عبادت اور بھی بہت زیادہ کرتے، تیری بڑائی اور زیادہ بیان کرتے، تیری تسبیح اور زیادہ کرتے۔ پھر اللہ تعالیٰ دریافت کرتا ہے، پھر وہ مجھ سے کیا مانگتے ہیں؟ فرشتے کہتے ہیں کہ وہ جنت مانگتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ پوچھتا ہے کہ کیا انہوں نے جنت کو دیکھا ہے؟ کہا، فرشتے جواب دیتے ہیں کہ واللہ! انھوں نے تیری جنت کو نہیں دیکھا۔ اللہ تعالیٰ دریافت کرتا ہے ان کا اس وقت کیا عالَم ہوتا اگر انھوں نے جنت کو دیکھا ہوتا؟ فرشتے جواب دیتے ہیں کہ اگر انھوں نے جنت کو دیکھا ہوتا تو وہ اس سے اور بھی زیادہ حریص اور اس کے خواہشمند ہوتے، سب سے بڑھ کر اس کے طلب گار ہوتے۔ پھر اللہ تعالیٰ پوچھتا ہے کہ وہ کس چیز سے پناہ مانگتے ہیں؟ فرشتے جواب دیتے ہیں، دوزخ سے۔ اللہ تعالیٰ پوچھتا ہے کیا انھوں نے جہنم کو دیکھا ہے؟ وہ جواب دیتے ہیں نہیں، واللہ، انھوں نے جہنم کو دیکھا نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے، پھر اگر انھوں نے اسے دیکھا ہوتا تو ان کا کیا حال ہوتا؟ وہ جواب دیتے ہیں کہ اگر انھوں نے اسے دیکھا ہوتا تو اس سے بچنے میں وہ سب سے آگے ہوتے اور سب سے زیادہ اس سے خوف کھاتے۔ اس پر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں تمہیں گواہ بناتا ہوں کہ میں نے ان کی مغفرت کردی۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ : اس پر ان میں سے ایک فرشتے نے کہا کہ : ان میں فلاں بھی تھا جو ان ذاکرین میں سے نہیں تھا، بلکہ وہ کسی ضرورت سے آگیا تھا۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ : یہ (ذاکرین) وہ لوگ ہیں جن کی مجلس میں بیٹھنے والا بھی نامراد نہیں رہتا۔ حضرت ابو ہریرہ - رضی اللہ عنہ - کی ایک روایت میں اس طرح

فكيف لو رأوا جنتي؟! قالوا: ويستجِيرُونَك. قال: ومم يَسْتجيروني؟ قالوا: من نارك يا ربّ. قال: وهل رأوا ناري؟ قالوا: لا، قال: فكيف لو رأوا ناري؟! قالوا: ويستغفرونك؟ فيقول: قد غفرت لهم، وأعطيتهم ما سألوا، وأجرتهم مما استجاروا. قال: فيقولون: رب فيهم فلان عبد خَطَّاء إنما مرَّ، فجلس معهم. فيقول: وله غفرت، هم القوم لا يشقى بهم جليسُهُم».

ہے کہ آپ نے فرمایا : اللہ تبارک و تعالیٰ کے کچھ فرشتے ہیں جو (اللہ کی زمین میں) چکر لگاتے رہتے ہیں، وہ اللہ کے ذکر کی مجلسیں تلاش کرتے ہیں، جب وہ کوئی ایسی مجلس پاتے ہیں جس میں (اللہ کا) ذکر ہوتا ہے تو ان کے ساتھ بیٹھ جاتے ہیں، وہ ایک دوسرے کو اپنے پروں سے اس طرح ڈھانپ لیتے ہیں کہ اپنے اور نچلے آسمان کے درمیان (کی وسعت) کو بھر دیتے ہیں۔ جب (مجلس میں شریک ہونے والے) لوگ منتشر ہوجاتے ہیں تو یہ (فرشتے) بھی اوپر کی طرف جاتے ہیں اور آسمان پر چلے جاتے ہیں، راوی نے کہا : تو اللہ عزوجل ان سے پوچھتا ہے. حالاں کہ وہ ان کے بارے میں سب سے زیادہ جاننے والا ہے. تم کہاں سے آئے ہو؟ وہ کہتے ہیں : ہم زمین میں (رہنے والے) تیرے بندوں کی طرف سے (ہو کر) آئے ہیں جو تیری پاکیزگی بیان کر رہے تھے، تیری بڑائی بیان کر رہے تھے اور صرف اور صرف تیرے ہی معبود ہونے کا اقرار کر رہے تھے اور تیری حمد و ثنا کر رہے تھے اور تجھ ہی سے مانگ رہے تھے، فرمایا : وہ مجھ سے کیا مانگ رہے تھے؟ انھوں نے کہا : وہ تجھ سے تیری جنت مانگ رہے تھے۔ فرمایا : کیا انھوں نے میری جنت دیکھی ہے؟ انھوں نے کہا : پروردگار! نہیں، فرمایا : اگر انھوں نے میری جنت دیکھی ہوتی کیا ہوتا؟ وہ کہتے ہیں : اور وہ تیری پناہ مانگ رہے تھے، فرمایا : وہ کس چیز سے میری پناہ مانگ رہے تھے؟ انھوں نے کہا : تیری آگ (جہنم) سے، اے رب! فرمایا : کیا انھوں نے میری آگ (جہنم) دیکھی ہے؟ انھوں نے کہا : اے رب! نہیں، فرمایا : اگر وہ میری جہنم دیکھ لیتے تو (ان کا کیا حال ہوتا!) وہ کہتے ہیں : وہ تجھ سے گناہوں کی بخشش مانگ رہے تھے، تو وہ فرماتا ہے : میں نے ان کے گناہ بخش دیے اور انھوں نے جو مانگا میں نے انہیں عطا کر دیا اور انھوں نے جس سے پناہ مانگی میں نے انہیں پناہ دے دی۔ (رسول اللہ ﷺ نے) فرمایا : وہ (فرشتے) کہتے ہیں : پروردگار! ان میں فلاں شخص بھی موجود تھا، سخت گناہ گار بندہ، وہاں سے گزرتے ہوئے ان کے ساتھ بیٹھ گیا تھا۔ فرمایا : تو اللہ ارشاد فرماتا ہے : ''میں نے اس کو بھی بخش دیا۔ یہ ایسے لوگ ہیں کہ ان کی وجہ سے ان کے ساتھ بیٹھنے والا بھی محروم نہیں رہتا''۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ : صحیح

المعنى الإجمالي:

يقصُّ هذا الحديث مظهرا من مظاهر تعظيم مجالس الذكر، حيث يقول النبي صلى الله عليه وسلم: "إن لله ملائكة يطوفون في الطُرُق يلتمسون أهل الذكر" أي أن الله كلَّف طائفة مخصوصة من الملائكة غير الحفظة للسياحة في الأرض، يدورون في طرق

اجمالی معنیٰ :

یہ حدیث مجالسِ ذکر کی تعظیم کے مظاہر میں سے ایک مظہر بیان کر رہی ہے جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ''اِن للہ ملائکۃ یطوفون فی الطُرُق یلتمسون اَہل الذکر'' (اللہ کے کچھ فرشتے ایسے ہیں جو راستوں میں پھرتے رہتے ہیں اور اللہ کا ذکر اذکار کرنے والوں کو تلاش کرتے رہتے ہیں) یعنی اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کا ایک خاص گروہ مقرر کیا ہے جو زمین میں حفاظت کے لیے مامور نہیں بلکہ وہ مسلمانوں کے راستوں اور

المسلمين ومساجدهم، ودورهم، يطلبون مجالس الذكر، يزورونها ويشهدونها ويستمعون إلى أهلها. قال الحافظ: والأشبه اختصاص ذلك بمجالس التسبيح ونحوها. فإذا "وجدوا قوماً يذكرون الله عز وجل " وفي رواية مسلم " فإذا وجدوا مجلساً فيه ذكر تنادوا " أي نادى بعضهم بعضاً " أن هلموا إلى حاجتكم " وفي رواية إلى بغيتكم، أي تعالوا إلى ما تبحثون عنه من مجالس الذكر، والوصول إلى أهلها، لتزوروهم، وتستمعوا إلى ذكرهم. قال عليه الصلاة والسلام في وصف الملائكة، وهم في مجالس الذكر: " فيحفونهم" أي يحيطون بهم إحاطة السوار بالمعصم. "فيحفونهم بأجنحتهم " أي يطوفون حولهم بأجنحتهم " إلى السماء " أي حتى يصلوا إلى السماء. ثم يقص عليه الصلاة والسلام المحاورة التي جرت بين رب العزة والجلال، وبين ملائكته الكرام: فيقول الله جل في علاه: "فيسألهم ربُّهم وهو أعلم بهم" أي وهو أكثر علماً بأحوالهم، تنويهاً بشأنهم في الملأ الأعلى؛ ليباهي بهم الملائكة: "ما يقول عبادي؟ فتجيب الملائكة: يسبحونك، ويكبرونك، ويحمدونك ويمجدونك "، أي فتقول الملائكة: إن هؤلاء الذاكرين يقولون: سبحان الله والحمد لله، ولا إله إلاّ الله، والله أكبر، فالتمجيد هو قول لا إله إلاّ الله؛ لما فيه من تعظيم الله تعالى، بتوحيد الألوهية. فيقول الله جل في علاه: "هَلْ رَأَوْنِي؟ قَالَ: فَيَقُولُونَ: لا وَاللهِ مَا رَأَوْكَ، قَالَ: فَيَقُولُ: فكَيْفَ لَوْ رَأَوْنِي؟ " فتجيب الملائكة الكرام: " لو رأوك كانوا أشد لك عبادة، وأشد تمجيداً وأكثر لك تسبيحاً " لأنّ الاجتهاد في العبادة على قدر المعرفة. ثم يقول الله تبارك وتعالى: " قال: فما يسألوني؟ " أي فماذا يطلبون مني. فتقول الملائكة:" قالوا: يسألونك الجنة " أي يذكرونك، ويعبدونك طمعاً في جنتك. فتجيب الملائكة: "لو رأوها كانوا أشد عليها حرصاً " أي لكانوا أكثر سعياً إليها؛ لأنه ليس الخير كالمعاينة. فيقول الله جل جلاله" قال: فمِمَّ يتعوذون " أي فأي شيء يخافون منه، ويسألون ربهم أن يجيرهم منه. فتجيب الملائكة: " من النار " أي يذكرون ويعبدون

مساجد کے اردگرد چکر لگاتے ہیں۔ ان چکروں کے ساتھ وہ ذکر کی مجالس تلاش کرتے، اس میں حاضر ہوتے اور اہل مجلس کے ذکر کو سنتے ہیں۔ حافظ(ابن حجر) فرماتے ہیں کہ : یہ غالب حد تک تسبیح وغیرہ کی مجالس کے ساتھ خاص ہے۔ "فاذا وجدوا قوماً یذکرون اللہ عزوجل" (پس جب وہ ایسے لوگوں کو پالیتے ہیں جو اللہ کا ذکر کر رہے ہوتے ہیں) اور مسلم کی روایت میں ہے "فإذا وجدوا مجلساً فیہ ذکر تنادوا" (جب وہ کسی ایسی مجلس کو پاتے ہیں جس میں اللہ تعالیٰ کا ذکر ہو رہا ہوتا ہے تو ایک دوسرے کو آواز لگاتے ہیں) یعنی ایک دوسرے کو بلاتے ہیں۔ " أن ہلموا إلی حاجتکم " (کہ اپنی طلب کی طرف آؤ) اور ایک روایت میں ہے إلی بغیتکم (اپنی تلاش کی طرف) یعنی ذکر کی جس مجلس کو تلاش کر رہے ہو اس کی طرف آؤ۔ اس مجلس میں بیٹھے لوگوں کی طرف پہنچو تاکہ ان کی زیارت کر سکو اور ان کے ذکر کو سُن سکو۔ جب وہ فرشتے ذکر کی مجلسوں میں ہوتے ہیں تو ان کی کیفیت بیان کرتے ہوئے آپ ﷺ نے فرمایا "فیحفونہم " یعنی وہ اپنے پروں سے ان کو گھیر لیتے ہیں، جس طرح کنگن کلائی کو گھیر لیتا ہے۔ "فیحفونہم بأجنحتہم "(انھیں اپنے پروں سے گھیر لیتے ہیں) یعنی مجلس کے ارد گرد اپنے پروں سے گھومتے ہیں۔ " إلی السماء " (آسمان تک) یعنی (ایسا کرتے ہوئے وہ) آسمان تک پہنچ جاتے ہیں۔ اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے اللہ رب العزت اور فرشتوں کے درمیان ہونے والی گفتگو کو بیان فرمایا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے : "فیسألہم ربُّہم وہو أعلم بہم" (پھر ان کا رب ان سے پوچھتا ہے حالاں کہ وہ اپنے بندوں کے متعلق خوب جانتا ہے) یعنی وہ ان کے حالات سے بخوبی واقف ہے، ایسا وہ صرف ملاء اعلیٰ میں ان کی بلندیٔ شان کے بیان اور فرشتوں کے سامنے فخر کرتے ہوئے کہتا ہے۔ "ما یقول عبادي؟ فتجیب الملائکۃ : یسبحونک، ویکبرونک، ویحمدونک ویمجدونک " (میرے بندے کیا کہتے تھے؟ فرشتے جواب دیتے ہیں وہ تیری تسبیح، تکبیر، حمد اور بزرگی بیان کرتے ہیں) یعنی فرشتے کہتے ہیں کہ یہ ذکر کرنے والے سبحان اللہ والحمد للہ، ولا إلٰہ إلاّ اللہ، واللہ أکبر (اللہ پاک ہے، تمام تعریفیں اللہ کے لیے ہیں اور اللہ کے علاوہ کوئی اور حقیقی معبود نہیں ہے اور اللہ بہت بڑا ہے) کہتے ہیں۔ 'تمجید' سے مراد ان کا یہ قول ہے ''لا إلٰہ إلاّ اللہ'' (اللہ کے علاوہ کوئی معبود نہیں) کیونکہ اس میں اللہ تعالیٰ کی توحید الوہیت کے ساتھ اس کی تعظیم بیان کی جا رہی ہے۔ اللہ عزوجل ان سے پوچھتا ہے : "ہَلْ رَأَوْنِي؟ قَالَ : فَیَقُولُونَ : لا وَاللہِ مَا رَأَوْکَ، قَالَ : فَیَقُولُ : فکَیْفَ لَوْ رَأَوْنِي؟ " (کیا انھوں نے مجھے دیکھا ہے تو وہ کہتے ہیں کہ واللہ! انھوں نے آپ کو نہیں دیکھا۔ تو اللہ فرماتا ہے کہ اگر وہ مجھے دیکھ لیں تو ان کا کیا حال ہوگا؟) فرشتے جواب دیتے ہیں : " لو رأوک کانوا أشد لک عبادۃ، وأشد تمجیداً وأکثر لک تسبیحاً " (اگر وہ تیرا دیدار کر لیتے تو تیری عبادت اور بھی بہت زیادہ کرتے، تیری بڑائی اور زیادہ بیان کرتے، تیری تسبیح اور زیادہ کرتے) اس لیے معرفت کے مطابق

ربهم خوفاًمن النار، ويسألونه عز وجل أن يجيرهم منها. فيقول الله جل جلاله: " فَكَيْفَ لَوْ رَأَوْهَا؟" فتجيب الملائكة:" لو رأوها كانوا أشد منها فراراً " أي لكانوا أكثر اجتهاداً في الأعمال الصالحة التي هي سبب في النجاة من النار. فيقول الله جل جلاله: " قال: فيقول: فأشهدكم أني قد غفرت لهم " أي قد غفرت لهم ذنوبهم. فيقول ملك من الملائكة: "فيهم فلان ليس منهم، إنَّما جاء لحاجة " أي إنه يوجد من بين هؤلاء الذاكرين" فلان": وهو ليس منهم، ولكنه جاء لحاجة يقضيها فجلس معهم، فهل يغفر له؟: فيقول الله جل في علاه ما معناه: هم الجلساء لا يشقى جليسهم ولا يخيَّب.

عبادت و رياضت میں زیادتی و اضافہ ہوتا ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے : " فما يسألونني؟ " (وہ مجھ سے کیا مانگ رہے تھے؟) یعنی مجھ سے کیا چاہتے ہیں؟ فرشتے جواب دیتے ہیں : يسألونك الجنة (تجھ سے تیری جنت مانگ رہے تھے) یعنی جنت کی خواہش کے ساتھ تیرا ذکر اور تیری عبادت کرتے ہیں۔ فرشتے جواب دیتے ہیں کہ "لو رأوها كانوا أشد عليها حرصاً" (اگر انھوں نے تیری جنت کو دیکھا ہوتا تو اس کے اور بھی زیادہ خواہش مند ہوتے) یعنی اس کے لیے اور زیادہ کوشش کرتے کیوں کہ شنیدہ کے بود مانند دیدہ (خبر آنکھوں دیکھی بات کی طرح نہیں ہوتی)؟!۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ " فَمِمَّ يتعوذون " (وہ کس چیز سے پناہ مانگتے تھے؟) یعنی کس چیز سے وہ ڈرتے تھے اور اپنے رب سے اس سے بچائے رکھنے کا سوال کرتے تھے؟ تو فرشتے جواب دیتے ہیں "من النار" (آگ سے) یعنی وہ جہنم سے ڈرتے ہوئے اپنے رب کا ذکر اور اس کی عبادت کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ سے اس سے بچائے رکھنے کا سوال کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "فَكَيْفَ لَوْرَأَوْهَا؟" (اگر وہ اس کو دیکھ لیں تو ان کا کیا حال ہو؟) فرشتے جواب دیتے ہیں " لو رأوها كانوا أشد منها فراراً " (اگر وہ اس کو دیکھ لیں تو اس سے اور زیادہ دور بھاگیں) یعنی وہ نیک اعمال کو اختیار کرنے کی اور زیادہ کوشش کریں جو کہ جہنم سے بچاؤ کا سبب ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے " فأشهدكم أني قد غفرت لهم " (میں تمہیں گواہ بنا کر کہتا ہوں کہ میں نے انہیں بخش دیا ہے) یعنی میں نے ان کے تمام گناہوں کو معاف کر دیا۔ ان فرشتوں میں سے ایک فرشتہ کہتا ہے : "فيهم فلان ليس منهم، إنَّما جاء لحاجة" (فلاں شخص ان میں سے نہیں تھا وہ کسی کام سے آیا تھا) یعنی ان ذکر کرنے والوں کے ساتھ ایک شخص ایسا بھی تھا جو ان میں سے نہیں تھا بلکہ وہ اپنے کسی کام سے آیا تھا اور جس سے کام تھا وہ اس مجلس میں بیٹھا ہوا تھا، کیا اسے بھی بخش دیا ہے؟ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے : ان کے ساتھ بیٹھنے والا بھی بدبخت اور محروم نہیں رہ سکتا۔

راوي الحديث: متفق عليه

التخريج: أبو هريرة - رضي الله عنه - .

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين

معاني المفردات:

- تنادوا : نادى بعضهم بعضاً .
- هلموا : تعالوا.
- فيحفونهم : يقتربون حول الذاكرين ويطوفون بهم ويدورون حولهم حتى يملؤوا ما بين السماء الدنيا والأرض.
- يمجدونك : يعظمونك.
- ملائكة سيارة : سياحون في الأرض.

فوائد الحديث:

١. فضل مجالس الذكر والذاكرين وفضل الاجتماع على ذلك.
٢. جليس الذاكرين الصالحين يندرج معهم في جميع ما يتفضل الله تعالى به عليهم إكراماً لهم ولو لم يشاركهم في أصل الذكر.

٣. محبة الملائكة بني آدم واعتناؤهم بهم.

٤. السؤال قد يصدر من السائل وهو أعلم بالمسؤول عنه من المسؤول؛ لإظهار العناية بالمسؤول عنه، والتنويه بقدره.

٥. الذكر يتناول الصلاة ، وقراءة القرآن ، والدعاء ، وتلاوة الحديث ، ودراسة العلم الديني.

٦. بيان كذب من ادعى من الزنادقة أنه يرى الله تعالى جهرة في دار الدنيا.

٧. جواز القسم في الأمر المحقق تأكيداً له وتنويهاً به.

٨. اشتملت الجنة من أنواع الخيرات والنار من أنواع المكروهات ما لا يخطر على قلب بشر.

المصادر والمراجع:

صحيح البخاري، نشر: دار طوق النجاة (مصورة عن السلطانية بإضافة ترقيم محمد فؤاد عبد الباقي)، الطبعة: الأولى، ١٤٢٢ه. صحيح مسلم، تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي، نشر: دار إحياء التراث العربي – بيروت. رياض الصالحين، للنووي، نشر: دار ابن كثير للطباعة والنشر والتوزيع، دمشق – بيروت، تحقيق: ماهر ياسين الفحل، الطبعة: الأولى، ١٤٢٨هـ- ٢٠٠٧م. بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين، للهلالي، نشر: دار ابن الجوزي. تطريز رياض الصالحين، لفيصل الحريملي، نشر: دار العاصمة، الرياض، الطبعة: الأولى، ١٤٢٣هـ- ٢٠٠٢م.

الرقم الموحد: (8272)

أخبرنا رسول الله -صلى الله عليه وسلم- بما كان وبما هو كائن، فأعلمنا أحفظنا

ہمیں رسول اللہ ﷺ نے ان تمام باتوں کی خبر دی جو پہلے ہو چکی ہیں اور جو آئندہ پیش آنے والی تھیں پس ہم میں سے سب بڑا عالم وہی ہے جس نے ہم میں سے ان باتوں کو زیادہ یاد رکھا۔

١٥٩٨. الحديث:

عن أبي زيد عمرو بن أخطب الأنصاري -رضي الله عنه-: صلى بنا رسول الله -صلى الله عليه وسلم- الفجر، وصعد المنبر، فخطبنا حتى حضرت الظهر، فنزل فصلى، ثم صعد المنبر فخطبنا حتى حضرت العصر، ثم نزل فصلى، ثم صعد المنبر فخطبنا حتى غربت الشمس، فأخبرنا بما كان وبما هو كائن، فأَعْلَمُنَا أَحْفَظُنَا.

١٥٩٨. حدیث:

ابوزید عمرو بن اخطب انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں نمازِ فجر پڑھائی اور منبر پر چڑھے تو ہمیں خطبہ دیا یہاں تک کہ ظہر کی نماز کا وقت آگیا آپ ﷺ اترے اور نماز پڑھائی پھر منبر پر چڑھے اور ہمیں خطبہ دیا یہاں تک کہ عصر کی نماز کا وقت آگیا پھر اترے اور نماز پڑھائی پھر منبر پر چڑھے اور ہمیں خطبہ دیا یہاں تک کہ سورج غروب ہوگیا تو ہمیں آپ ﷺ نے ان تمام باتوں کی خبر دی جو پہلے ہو چکی ہیں اور جو آئندہ پیش آنے والی تھیں پس ہم میں سب بڑا عالم وہی ہے جس نے ہم میں سے ان باتوں کو زیادہ یاد رکھا۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

يخبر الصحابي عمرو بن أخطب -رضي الله عنه- أن النبي -صلى الله عليه وسلم- صلى الفجر ذات يوم، وصعد المنبر وخطب الناس حتى أذن الظهر، ثم نزل فصلى الظهر، ثم عاد فصعد المنبر وخطب حتى أذن العصر، فنزل وصلى العصر، ثم صعد المنبر فخطب حتى غابت الشمس، يعني بذلك أنه خطب يومًا كاملًا من صلاة الفجر إلى غروب الشمس، أعلمه الله -عز وجل- في ذلك اليوم شيئا من علوم الغيب الماضية، ومن الغيوب المستقبلة، وأخبر بها -صلى الله عليه وسلم- أصحابه، فأعلمهم بما قال ذلك اليوم هو من حفظ ورسخ ذلك في ذهنه.

اجمالی معنیٰ:

صحابیِ رسول بتا رہے ہیں کہ اللہ کے رسول ﷺ نے ایک دن فجر پڑھی اور منبر پر چڑھ کر ظہر کی اذان تک لوگوں کو خطبہ دیا، پھر اتر کر ظہر کی نماز پڑھائی، پھر دوبارہ منبر پر چڑھے اور عصر کی اذان تک خطبہ دیا، پھر اتر کر عصر پڑھی، پھر منبر پر چڑھ کر سورج غروب ہونے تک خطبہ دیا یعنی ایک دن پورا فجر کی نماز سے لے کر سورج غروب ہونے تک خطبہ دیا۔ اس دن اللہ تعالیٰ نے آپ کو ماضی اور مستقبل کی غیب کی خبریں بتائیں۔ آپ ﷺ نے اپنے صحابہ کو وہ ساری باتیں بتائیں، صحابہ میں اس دن سب سے زیادہ نبی ﷺ کی کہی باتوں کو جاننے والے وہ تھے جنھوں نے اسے یاد کرکے اپنے ذہن میں راسخ کر لیا۔

راوي الحديث: رواه مسلم.

التخريج: أبو زيد عمرو بن أخطب الأنصاري -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- فأعلمنا أحفظنا : أكثرنا علمًا بما قاله -صلى الله عليه وسلم- في ذلك اليوم أقدرنا على الحفظ.

فوائد الحديث:

١. شدة حرص رسول الله -صلى الله عليه وسلم- على تعليم أمته أمور دينهم.

٢. شهادة من الصحابة الكرام -رضي الله عنهم- أن رسول الله -صلى الله عليه وسلم- بلغ الرسالة وأدى الأمانة، ونصح الأمة.

٣. تفاوت الناس في الحفظ والفهم.

٤. قوة تحمل النبي -صلى الله عليه وسلم.-

المصادر والمراجع:

-رياض الصالحين من كلام سيد المرسلين؛ للإمام أبي زكريا النووي، تحقيق د. ماهر الفحل، دار ابن كثير-دمشق، الطبعة الأولى، ١٤٢٨ه . - بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين؛ تأليف سليم الهلالي، دار ابن الجوزي- الطبعة الأولى١٤١٨ه - نزهة المتقين شرح رياض الصالحين؛ تأليف د. مصطفى الخِن وغيره، مؤسسة الرسالة-بيروت، الطبعة الرابعة عشر، ١٤٠٧هـ. - صحيح مسلم، للإمام مسلم بن الحجاج، تحقيق محمد فؤاد عبد الباقي، دار إحياء التراث العربي. - كنوز رياض الصالحين»، لحمد بن ناصر العمار، دار كنوز إشبيليا- الطبعة الأولى١٤٣٠ه - شرح رياض الصالحين؛ للشيخ محمد بن صالح العثيمين، مدار الوطن، الرياض، ١٤٢٦هـ.

الرقم الموحد: (8411)

أستغفر لك رسول الله -صلى الله عليه وسلم-؟ قال: نعم ولك، ثم تلا هذه الآية: (واستغفر لذنبك وللمؤمنين والمؤمنات)

کیا اللہ کے رسول ﷺ نے آپ کے لیے مغفرت کی دعا کی ہے؟ انھوں نے کہا: ہاں! اور تمھارے لیے بھی کی ہے۔ پھر انہوں نے یہ آیت تلاوت فرمائی: {واستغفر لذنبک وللمؤمنین والمؤمنات} [محمد: ١٩] ترجمہ: اور اپنے گناہوں کی بخشش مانگا کریں اور مؤمن مردوں اور مؤمن عورتوں کے حق میں بھی۔

١٥٩٩. الحديث:

عن عاصم الأحول، عن عبد الله بن سَرْجِسَ -رضي الله عنه- قال: قلت لرسول الله -صلى الله عليه وسلم-: يا رسول الله، غفر الله لك، قال: «ولك». قال عاصم: فقلت له: أستغفر لك رسول الله -صلى الله عليه وسلم-؟ قال: نعم ولك، ثم تلا هذه الآية: {واستغفر لذنبك وللمؤمنين والمؤمنات} [محمد: ١٩].

١٥٩٩. حدیث:

عاصم بن احول عبداللہ بن سرجس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں، انھوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول ﷺ! اللہ آپ کی مغفرت فرمائے۔ آپ نے فرمایا: "اور تمھاری بھی مغفرت فرمائے"۔ عاصم کہتے ہیں کہ میں نے عبداللہ بن سرجس رضی اللہ عنہ سے کہا کہ کیا اللہ کے رسول ﷺ نے آپ کے لیے مغفرت کی دعا کی ہے؟ انھوں نے کہا: ہاں! اور تمھارے لیے بھی کی ہے۔ پھر انھوں نے یہ آیت تلاوت فرمائی: {واستغفر لذنبک وللمؤمنین والمؤمنات} [محمد: ١٩] ترجمہ: اور اپنے گناہوں کی بخشش مانگا کریں اور مؤمن مردوں اور مؤمن عورتوں کے حق میں بھی۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

أخبر عبد الله بن سرجس -رضي الله عنه- أنه دعا للنبي -صلى الله عليه وسلم- بالمغفرة، فقابله النبي -صلى الله عليه وسلم- بالدعاء أيضا بالمغفرة، فسأل عاصمٌ الأحول عبدَ الله بن سرجس -رضي الله عنه- أستغفر لك رسول الله -صلى الله عليه وسلم-؟ قال: نعم، واستغفر لك أيضا، ثم استدل على ذلك بقول الله تعالى لنبيه -صلى الله عليه وسلم-: {وَاسْتَغْفِرْ لِذَنْبِكَ وَلِلْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ} [محمد: ١٩].

اجمالی معنی:

عبداللہ بن سرجس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ انھوں نے نبی ﷺ کے حق میں دعائے مغفرت کی، تو بدلے میں نبی ﷺ نے ان کے لیے بھی مغفرت کی دعا کی۔ عاصم احول نے عبداللہ بن سرجس رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ کیا اللہ کے رسول ﷺ نے آپ کے لیے مغفرت کی دعا کی ہے؟ انھوں نے کہا: ہاں! اور تمھارے لیے بھی کی ہے۔ پھر انھوں نے اس کا استدلال نبی ﷺ کے لیے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان سے کیا: {واستغفر لذنبک وللمؤمنین والمؤمنات} [محمد: ١٩] ترجمہ: اور اپنے گناہوں کی بخشش مانگا کریں اور مؤمن مردوں اور مؤمن عورتوں کے حق میں بھی۔

راوي الحديث: رواه مسلم بدون زيادة "قلت لرسول الله - صلى الله عليه وسلم: يا رسول الله، غفر الله لك، قال: «ولك»" فرواها النسائي.

التخريج: عبد الله بن سرجس -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- المغفرة.: هي أن الله تعالى يستر العبد ولا يطلع الناس على ذنبه ويعفو عنه ويتجاوز عنه لأنها مأخوذة من الستر والوقاية.

فوائد الحديث:

١. استغفر رسول الله -صلى الله عليه وسلم- لعامة المسلمين لأنه أمر بذلك؛ فلا يتخلف عن أداء ما أمر به البته.

٢. بيان كرم خلق الرسول -صلى الله عليه وسلم- حيث يقابل الحسنة بمثلها.

٣. جواز إطلاق الآية على بعضها؛ لقول عاصم الأحول: ثم تلا هذه الآية.

المصادر والمراجع:

صحيح مسلم، المحقق: محمد فؤاد عبد الباقي - الناشر: دار إحياء التراث العربي – بيروت. مسند أحمد بن حنبل، لإبي عبد الله أحمد بن محمد بن حنبل، تحقيق أبو المعاطي النوري، عالم الكتب. نزهة المتقين شرح رياض الصالحين، تأليف د/ مصطفى الخن، د/ مصطفى البغا، محيي الدين مستو، علي الشربجي، محمد أمين لطفي، مؤسسة الرسالة، ط:الرابعة عشر١٤٠٧هـ. دليل الفالحين لطرق رياض الصالحين، تأليف محمد علي بن محمد علان. بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين، تأليف سليم بن عيد الهلالي، دار ابن الجوزي. كنوز رياض الصالحين، تأليف حمد بن ناصر العمار، دار كنوز إشبيليا، ط١-١٤٣٠هـ.

الرقم الموحد: (8262)

أعطوني ردائي، فلو كان لي عدد هذه العضاه نعمًا، لقسمته بينكم، ثم لا تجدوني بخيلًا ولا كذابًا ولا جبانًا

میری چادر مجھے دے دو، اگر میرے پاس درخت کے کانٹوں جتنے بھی اونٹ بکریاں ہوتیں تو میں ان سب کو تم میں تقسیم کردیتا، مجھے تم بخیل نہیں پاؤ گے اور نہ ہی جھوٹا اور بزدل پاؤ گے۔

١٦٠٠. الحديث:

عن جبير بن مطعم -رضي الله عنه- قال: بينما هو يسير مع النبي -صلى الله عليه وسلم- مَقْفَلَه من حُنَيْن، فَعَلِقَهُ الأعراب يسألونه، حتى اضطروه إلى سَمُرَة، فَخَطِفَت رداءه، فوقف النبي -صلى الله عليه وسلم- فقال: «أعطوني ردائي، فلو كان لي عدد هذه العِضَاهِ نَعَمًا، لقسمته بينكم، ثم لا تجدوني بخيلا ولا كذابا ولا جبانا».

١٦٠٠. حدیث:

حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ چل رہے تھے، آپ کے ساتھ اور بہت سے صحابہ بھی تھے۔ وادئ حنین سے واپس تشریف لا رہے تھے کہ کچھ (بدو) لوگ آپ ﷺ سے لپٹ گیے اور مانگنا شروع کردیا۔ بالآخر آپ کو مجبوراً ایک ببول کے درخت کے پاس جانا پڑا۔ وہاں آپ کی چادر مبارک ببول کے کانٹوں میں الجھ گئی، فرمایا: ''میری چادر مجھے دے دو، اگر میرے پاس اِس درخت کے کانٹوں جتنے بھی اونٹ بکریاں ہوتیں تو میں اُن سب کو تم میں تقسیم کردیتا، مجھے تم بخیل نہیں پاؤ گے اور نہ جھوٹا اور بزدل پاؤ گے۔''

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

لما رجع النبي -صلى الله عليه وسلم- من غزوة حنين، وهو وادٍ بين مكة والطائف، وكان معه جبير بن مطعم -رضي الله عنه-، فتعلق الناس به يسألوه من الغنائم حتى ألجؤوه إلى شجرة سمرة -وهي من شجر البادية ذات شوك- فعلق رداءه بشوكها، فجبذه الأعراب، فقال النبي -صلى الله عليه وسلم-: أعطوني ردائي لو كان لي عدد العضاه -وهي شجرة كثيرة الشوك- نعماً من الإبل والبقر والغنم لقسمته بينكم، ثم قال: وإذا جربتموني لا تجدوني بخيلًا ولا كذابًا ولا جبانًا.

اجمالی معنیٰ:

رسول اللہ ﷺ جب غزوۂ حنین سے واپس آ رہے تھے اور یہ مکہ اور طائف کے درمیان ایک وادی ہے۔ آپ ﷺ کے ساتھ جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ بھی تھے۔ کچھ لوگ رسول اللہ ﷺ سے لپٹ گیے اور آپ سے مال غنیمت میں سے مال مانگنے لگے یہاں تک کہ آپ ﷺ کو ایک ببول کے درخت کے پاس پناہ لینے پر مجبور کردیا ('ببول' دیہاتوں میں ایک خاردار درخت ہوتا ہے)۔ آپ ﷺ کی چادر اس کے کانٹوں سے الجھ گئی، اور بدووں نے وہ چادر کھینچ لی۔ تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''میری چادر مجھے دے دو، اگر میرے پاس درخت کے کانٹوں جتنے بھی (یہ بہت زیادہ خاردار درخت ہوتا ہے) اونٹ، گائے اور بکریاں ہوتیں تو میں اُن سب کو تم میں تقسیم کردیتا۔ پھر فرمایا کہ: اگر اس وقت مجھے آزماؤ گے تو مجھے تم بخیل، جھوٹا اور بزدل نہیں پاؤ گے۔

راوي الحديث: صحيح البخاري.
التخريج: جبير بن مطعم -رضي الله عنه-
مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.
معاني المفردات:

- مقفله : حال رجوعه.
- فعلقه الناس : أي: تعلقوا به.
- السمرة : شجرة طويلة قليلة الظل.
- العضاه : شجر له شوك.
- حنين : واد يقع قرب مكة، وفيه جرت الغزوة المعروفة.

• نعمًا : الإبل والبقر والغنم.

فوائد الحديث:

١. بيان لما كان عليه النبي -صلى الله عليه وسلم- من الحلم وحسن الخلق وسعة الصدر، والصبر على جفاء الأعراب وغلظتهم.

٢. ذم البخل والكذب والجبن، وأن إمام المسلمين لا ينبغي أن تكون فيه خصلة منها.

٣. جواز وصف المرء نفسه بالخصال الحميدة عند الحاجة.

٤. رضا السائل للحق بالوعد إذا تحقق عن الواعد التنجيز والوفاء.

المصادر والمراجع:

صحيح البخاري، محمد بن إسماعيل البخاري الجعفي، تحقيق: محمد زهير الناصر، دار طوق النجاة (مصورة عن السلطانية بإضافة ترقيم: محمد فؤاد عبد الباقي)، الطبعة: الأولى ١٤٢٢هـ. رياض الصالحين من كلام سيد المرسلين، أبو زكريا محيي الدين النووي، تحقيق ماهر الفحل، دار ابن كثير، دمشق، بيروت، الطبعة: الأولى ١٤٢٨هـ، ٢٠٠٧م. بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين، سليم بن عيد الهلالي، دار ابن الجوزي، الطبعة: الأولى ١٤١٨ هـ، ١٩٩٧م.
إرشاد الساري لشرح صحيح البخاري، أحمد بن محمد القسطلاني القتيبي، الناشر: المطبعة الكبرى الأميرية، مصر، الطبعة: السابعة ١٣٢٣ هـ.

الرقم الموحد: (5790)

أفَعَمْيَاوَانِ أنتما أَلَسْتُمَا تُبْصِرَانه؟

١٦٠١. الحديث:

عن أم سلمة -رضي الله عنها-، قالت: كنت عند رسول الله -صلى الله عليه وسلم- وعنده ميمونة، فأقبل ابن أُمِّ مكتوم، وذلك بعد أن أُمِرْنَا بالحِجاب فقال النبي -صلى الله عليه وسلم-: «احْتَجِبَا مِنْه» فقلنا: يا رسول الله، أليس هو أعمى! لا يُبْصِرُنَا، ولا يَعْرِفُنَا؟ فقال النبي -صلى الله عليه وسلم-: «أفَعَمْيَاوَانِ أنتما أَلَسْتُمَا تُبْصِرَانه!؟».

درجة الحديث: ضعيف

المعنى الإجمالي:

تخبر أُمُّ سلمة -رضي الله عنها- أنها كانت عند النبي -صلى الله عليه وسلم- وعنده ميمونة فدخل عبد الله ابن أُمِّ مكتوم -رضي الله عنه- وكان رجلًا أعمى وكان ذلك بعد نزول الحجاب، فأمرهما أن تحتجبا منه وهو أعمى. فقالتا : يا رسول الله إنه رجُل أعمى لا يُبصرنا ولا يعرفنا فقال: "أفعمياوان أنتما احتجبا منه" فأمرهما أن تحتجبا عن الرَّجُل ولو كان أعمى لكن هذا الحديث ضعيف؛ لأن الأحاديث الصحيحة تردُّه، فإن النبي صلى الله عليه وسلم قال لفاطمة بنت قيس: "اعْتَدِّي في بيت ابن أُمِّ مكْتُوم ، فإنه رجُلٌ أعمى تَضَعِين ثيابك عنده" وهذا الحديث في الصحيحين. وعلى هذا فلا يحرم على المرأة أن تنظر إلى الرجل ولو كان أجنبيا بشرط ألا يكون نظرها بشهوة أو لتتمتع لقوله تعالى: (وقل للمؤمنات يغضضن من أبصارهن)، ولذلك كانت النساء في عهد النبي -صلى الله عليه وسلم- يحضرن إلى المسجد ولا يحتجب الرجال عنهن، ولو كان الرجل لا يحل للمرأة أن تراه لوجب عليه أن يحتجب كما تحتجب المرأة عن الرجل، فالصحيح أن المرأة لها أن تنظر للرجل لكن بغير شهوة ولا استمتاع أو تلذذ.

"کیا تم دونوں اندھی ہو؟ کیا تم انھیں نہیں دیکھتی ہو؟"

١٦٠١. حدیث:

ام المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھی، آپ کے پاس ام المؤمنین میمونہ رضی اللہ عنہا بھی تھیں کہ اتنے میں ابن ام مکتوم آئے، یہ واقعہ پردے کا حکم نازل ہوچکنے کے بعد کا ہے۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "تم دونوں ان سے پردہ کرو" ہم نے کہا: اللہ کے رسول! کیا یہ نابینا نہیں ہیں؟ نہ تو یہ ہمیں دیکھ سکتے ہیں، نہ پہچان سکتے ہیں، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "کیا تم دونوں اندھی ہو؟ کیا تم انھیں نہیں دیکھتی ہو؟"

حدیث کا درجہ: ضعیف

اجمالی معنیٰ:

ام المؤمنین امّ سلمہ رضی اللہ عنہا بتا رہی ہیں کہ میں آپ صلی اللہ علیہ سلم کے پاس تھی، آپ کے پاس ام المؤمنین میمونہ رضی اللہ عنہا بھی تھیں، اسی اثنا عبداللہ بن امّ مکتوم رضی اللہ عنہ داخل ہوئے۔ وہ نابینا تھے۔ یہ حجاب کا حکم نازل ہونے کے بعد کی واقعہ تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان دونوں کو ان سے پردہ کرنے کا حکم دیا۔ ان دونوں نے کہا کہ اے اللہ کے رسول! یہ تو نابینا ہیں، ہمیں دیکھ نہیں سکتے اور نہ ہی ہمیں پہچان سکتے ہیں۔ آپ نے فرمایا: "کیا تم بھی نابینا ہو، اس سے پردہ کرو"۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان دونوں کو ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ سے پردہ کرنے کو کہا، جب کہ وہ نابینا تھے۔ تاہم یہ حدیث ضعیف ہے۔ اور تمام صحیح احادیث اس کی تردید کرتی ہیں۔ چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنھا سے کہا تھا: "تم ابن ام مکتوم کے پاس عدت گزارو، کیونکہ وہ نابینا ہیں۔ تم ان کے پاس اپنے کپڑے اتار سکتی ہو"۔ یہ حدیث صحیحین میں موجود ہے۔ اس حدیث کے پیشِ نظر عورت پر مرد کو دیکھنا حرام نہیں۔ خواہ مرد اجنبی ہی کیوں نہ ہو۔ بشرطے کہ شہوت کی نظر یا لطف اندوز ہونے کی غرض سے نہ دیکھے۔ اس لیے کہ اللہ تعالی کا فرمان ہے: "وَقُل لِّلْمُؤْمِنَاتِ يَغْضُضْنَ مِنْ أَبْصَارِهِنَّ" (مسلمان عورتوں سے کہو کہ وہ بھی اپنی نگاہیں نیچی رکھیں) اسی وجہ سے آپ کے دور میں عورتیں مسجد میں جایا کرتی تھیں اور مرد ان سے پردہ نہیں کیا کرتے تھے۔ عورتوں کے لیے مردوں کو دیکھنا جائز نہ ہوتا، تو مردوں کے لیے بھی لازم ہوتا کہ وہ عورتوں سے پردہ کریں، جس طرح عورتیں مردوں سے پردہ کرتی ہیں۔ لہٰذا صحیح یہی ہے کہ عورتوں پر مردوں سے پردہ کرنا لازم نہیں۔ تاہم شہوت، یا لطف اندوز ہونے یا لذت حاصل کرنے کے لیے دیکھنا جائز نہیں۔

راوي الحديث: رواه أبو داود الترمذي أحمد.
التخريج: أُم سلمة -رضي الله عنها-
مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.
فوائد الحديث:

١. أمر النبي -صلى الله عليه وسلم- زوجتيه بالاحتجاب من الأعمى لكريم مقامهن -رضي الله عنهن-.
٢. وجوب احتجاب المرأة عن نَظر الرجال، والأمر لنسائه -صلى الله عليه وسلم- أمر لنساء أمته.
٣. جواز مراجعة المرأة لزوجها.

المصادر والمراجع:

نزهة المتقين، تأليف: جمعٌ من المشايخ، الناشر: مؤسسة الرسالة، الطبعة الأولى: ١٣٩٧ هـ الطبعة الرابعة عشر ١٤٠٧ هـ بهجة الناظرين، تأليف: سليم بن عيد الهلالي، الناشر: دار ابن الجوزي ، سنة النشر: ١٤١٨ هـ- ١٩٩٧م رياض الصالحين، تأليف : محيي الدين يحيى بن شرف النووي ، تحقيق: د. ماهر بن ياسين الفحل ، الطبعة: الأولى، ١٤٢٨ هـ شرح رياض الصالحين، تأليف: محمد بن صالح العثيمين، الناشر: دار الوطن للنشر، الطبعة: ١٤٢٦ هـ مسند الإمام أحمد، تأليف: أحمد بن محمد بن حنبل، تحقيق: شعيب الأرناؤوط وغيره، الناشر: الناشر: مؤسسة الرسالة ، الطبعة: الأولى، ١٤٢١ هـ سنن أبي داود، تأليف: سليمان بن الأشعث السِّجِسْتاني، تحقيق: محمد محيي الدين عبد الحميد، الناشر: المكتبة العصرية، صيدا. سنن الترمذي، تأليف: محمد بن عيسى الترمذي، تحقيق أحمد شاكر وغيره ، الناشر: شركة مكتبة ومطبعة مصطفى البابي الحلبي، الطبعة: الثانية، ١٣٩٥ هـ.

الرقم الموحد: (8897)

أفلا تتقي الله في هذه البهيمة التي مَلَّكَك الله إياها؟ فإنه يَشْكُو إلي أنك تُجِيعه وتُدْئِبه

کیا تم ان جانوروں کے سلسلے میں اللہ تعالیٰ سے ڈرتے نہیں، جن کا اللہ تعالیٰ نے تمھیں مالک بنایا ہے، اس اونٹ نے مجھ سے شکایت کی ہے کہ تم اس کو بھوکا رکھتے ہو اور تھکاتے ہو۔

١٦٠٢. الحديث:

عن أبي جعفر عبد الله بن جعفر -رضي الله عنهما-، قال: أَرْدَفَنِي رسول الله -صلى الله عليه وسلم- ذات يوم خلفه، وأَسَرَّ إليَّ حديثا لا أُحَدِّث به أحدًا من الناس، وكان أَحَبَّ ما اسْتَتَرَ به رسول الله -صلى الله عليه وسلم- لحاجته هَدَفٌ أو حائشُ نَخْل. يعني: حائط نخل. فدخل حائطا لرجل من الأنصار، فإذا فيه جَمَل، فلما رأى رسول الله -صلى الله عليه وسلم- جَرْجَر وذَرَفَتْ عيناه، فأتاه النبي -صلى الله عليه وسلم- فمسَح سَرَاته -أي: سنامه- وذِفْرَاه فسَكَن، فقال: «مَن رَبُّ هذا الجمل؟ لمن هذا الجمل؟». فجاء فَتًى من الأنصار، فقال: هذا لي يا رسول الله. قال: «أفلا تتقي الله في هذه البهيمة التي مَلَّكَك الله إياها؟ فإنه يَشْكُو إلي أنك تُجِيعه وتُدْئِبه».

١٦٠٢. حدیث:

ابو جعفر عبد اللہ بن جعفر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے ایک دن اپنے پیچھے سوار کیا۔ پھر مجھے چپکے سے ایک بات کہی، جو میں کسی سے بیان نہیں کروں گا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو قضاے حاجت کے لیے چھپنے کے لیے دو جگہیں زیادہ پسند تھیں؛ یا تو کوئی اونچی چیز یا کھجور کے درختوں کا جھنڈ یعنی کھجور کا باغ۔ ایک مرتبہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کسی انصاری کے باغ میں تشریف لے گئے تو سامنے ایک اونٹ نظر آیا۔ جب اس نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا تو بلبلانے لگا اور اس کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اس کے پاس آئے، اس کے کوہان اور کانوں کے پیچھے ہاتھ پھیرا تو وہ خاموش ہو گیا۔ اس کے بعد پوچھا: "اس اونٹ کا مالک کون ہے؟ یہ اونٹ کس کا ہے؟" ایک انصاری جوان آیا اور کہنے لگا: اے اللہ کے رسول! یہ میرا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "کیا تم ان جانوروں کے سلسلے میں اللہ تعالیٰ سے ڈرتے نہیں، جن کا اللہ تعالیٰ نے تمھیں مالک بنایا ہے؟ اس اونٹ نے مجھ سے شکایت کی ہے کہ تم اس کو بھوکا رکھتے ہو اور تھکاتے ہو۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

عن عبد الله بن جعفر رضي الله عنه أن النبي صلى الله عليه وسلم أركبه خلفه ذات ليلة على الدابة، وكتم إليه بشيء من القول لا يحب رضي الله عنه أن يحدث به الناس، لأنه سر النبي صلى الله عليه وسلم، وأخبر أن النبي صلى الله عليه وسلم كان يحب -إذا أراد قضاء حاجته- أن يستتر إما بشيء مرتفع، أو ببستان يجتمع فيه النخل حتى لا يراه أحد، وهذا البستان مكان فيه زرع مرتفع لكنه لا يصلح لجلوس الناس فيه، وأن النبي صلى الله عليه وسلم دخل بستانا لرجل من الأنصار فوجد جملا، فلما رأى الجملُ رسولَ الله صلى الله عليه وسلم بكى؛ فمسح النبي صلى الله عليه وسلم سنامه وخلف أذنه، ثم

اجمالی معنی:

عبد اللہ بن جعفر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے انھیں ایک رات اپنے پیچھے سواری پر بٹھایا اور چپکے سے انھیں ایک بات کہی، جس کا یہ صحابی رسول ﷺ لوگوں کے سامنے ذکر کرنا نہیں چاہتے؛ کیوں کہ نبی ﷺ نے انھیں وہ بات رازداری سے بتائی تھی۔ اس حدیث میں نبی کریم ﷺ کی عادت شریفہ کا بھی ذکر کیا کہ جب آپ ﷺ قضاے حاجت کا ارادہ فرماتے، تو آپ کو یہ بات پسند تھی کہ یا تو کسی اونچی و بلند چیز کی آڑ میں یا کسی ایسے باغ میں چھپ جائیں، جہاں کھجور کے گھنے درخت ہوں؛ تاکہ آپ پر کسی کی نظر نہ پڑے۔ اور یہ باغ ایسی جگہ ہے، جہاں اونچی اونچی فصلیں ہوتی ہیں؛ لیکن لوگوں کے بیٹھنے کے لیے موزوں نہیں ہوتی۔ نبی کریم ﷺ ایک انصاری شخص کے باغ میں تشریف لے گئے، تو وہاں ایک اونٹ کو دیکھا، جب رسول اللہ ﷺ پر اونٹ کی نظر پڑی تو وہ رونے لگا۔ آپ نے اس کی کوہان اور کانوں کے پیچھے سہلایا۔ اس کے بعد اونٹ کے مالک کے تعلق سے

سأل عن صاحب الجمل، فجاء فتى من الأنصار وأخبر أنه صاحبه، فقال له النبي صلى الله عليه وسلم: أفلا تتقي الله الذي جعلك مالكا لهذا الجمل، فإنه شكى لي أنك تجيعه وتتعبه.

دریافت فرمایا۔ ایک انصاری نوجوان نے آکر بتایا کہ وہ اس کا مالک ہے۔ تب آپ ﷺ نے انھیں تنبیہ کرتے ہوئے فرمایا کہ کیا تمھیں اس اللہ عز وجل کا کوئی ڈر و خوف نہیں، جس نے تمھیں اس اونٹ کا مالک بنایا ہے؟ کیوں کہ اس اونٹ نے مجھ سے شکایت کی ہے کہ تم اس کو بھوکے رکھنے کے ساتھ ساتھ تھکا دینے کی حد تک کام لیتے ہو۔

راوي الحديث: رواه مسلم مختصرا، وأبو داود وأحمد بتمامه.

التخريج: عبد الله بن جعفر رضي الله عنهما.

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- أردفني : أركبني خلفه.
- أَسَرَّ : كتَم وأخفى.
- لحاجته : أي: عند قضاء حاجته.
- استَتَر به : احتجب عن أعين الناس.
- هدف : كل شيء مرتفع.
- حائشُ نَخْل : هو البستان الذي يجتمع فيه النخل.
- جَرْجَر : ردَّد صوتًا في حلقه.
- ذَرَفَتْ عيناه : سال منها الدمع.
- ذِفْرَاه : الموضع الذي يعرق من البعير خلف أذنه.
- تُدْئِبه : تتعبه.

فوائد الحديث:

١. جواز الإرداف على الدابة إن كانت الدابة قوية وتستطيع ذلك.
٢. كتمان سر رسول الله صلى الله عليه وسلم، والمحافظة عليه، في شيء لا ينبني عليه حكم شرعي.
٣. المبالغة في ستر العورة عند قضاء الحاجة.
٤. بيان آية من آيات رسول الله صلى الله عليه وسلم حيث اشتكى إليه الجمل.
٥. مشروعية الأمر بالمعرف والنهي عن المنكر.
٦. تحريم ظلم الدواب: بإتعابها وتجويعها ونحو ذلك.
٧. قيام الشرع على العدل والإنصاف.

المصادر والمراجع:

سنن أبي داود، تحقيق/ محمد محيي الدين عبد الحميد، المكتبة العصرية، صيدا- بيروت. صحيح مسلم، تحقيق/ محمد فؤاد عبد الباقي، دار إحياء التراث العربي- بيروت. مسند الإمام أحمد بن حنبل، تحقيق: شعيب الأرنؤوط - عادل مرشد، وآخرون، نشر: مؤسسة الرسالة، الطبعة: الأولى، ١٤٢١هـ - ٢٠٠١م. نزهة المتقين، لمصطفى البُغا ومجموعة، مؤسسة الرسالة. بهجة الناظرين، لسليم الهلالي، دار ابن الجوزي. دليل الفالحين، لمحمد بن علان الصديقي، الجمعية الأزهرية. كنوز رياض الصالحين، لحمد بن ناصر العمار، دار كنوز إشبيليا. شرح رياض الصالحين، لمحمد بن صالح العثيمين، مدار الوطن- الرياض. معجم اللغة العربية المعاصرة، لأحمد مختار عمر بمساعدة فريق عمل، عالم الكتب.

الرقم الموحد: (8842)

أكمل المؤمنين إيماناً أحسنهم خلقًا، وخياركم خياركم لنسائهم

ایمان کے اعتبار سے کامل ترین مؤمن وہ ہے جو اخلاق میں سب سے بہتر ہو اور تم میں سب سے بہتر وہ ہے جو اپنی عورتوں کے حق میں سب سے بہتر ہو۔

١٦٠٣. الحديث:

عن أبي هريرة -رضي الله عنه- مرفوعاً: «أكمل المؤمنين إيمانا أحسنهم خلقا، وخياركم خياركم لنسائهم».

١٦٠٣. حدیث:

ابوہریرہ - رضی اللہ عنہ - سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا : "ایمان کے اعتبار سے کامل ترین مؤمن وہ ہے جو اخلاق میں سب سے بہتر ہو اور تم میں سب سے بہتر وہ ہے جو اپنی عورتوں کے حق میں سب سے بہتر ہو۔ "

درجة الحديث: حسن

حدیث کا درجہ: حَسَن

المعنى الإجمالي:

أعلى درجات المؤمنين هو من حسن خُلقه، ومن أحق الناس بحسن الخلق هي الزوجة؛ بل أحسن الناس خلقًا من حسن خلقه مع زوجه.

اجمالی معنی:

مومنوں میں سب سے اعلی درجہ اس مومن کا ہے جس کے اخلاق اچھے ہوں اور لوگوں میں سے حسن اخلاق کی سب سے زیادہ مستحق بیوی ہوتی ہے بلکہ سب سے اچھے اخلاق کا حامل وہ شخص ہوتا ہے جو اپنی بیوی سے اچھا اخلاقی برتاؤ کرتا ہو۔

راوي الحديث: رواه أبو داود والترمذي والدارمي وأحمد.

التخريج: أبو هريرة عبدالرحمن بن صخر الدوسي رضي الله عنه.

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- أحسنهم خلقا : حسن الخلق وصف جامع لخصال الخير، وعِمادها بذل المعروف، وكف الأذى، وطلاقة الوجه، والنصح للمسلمين.

فوائد الحديث:

١. ارتباط الإيمان بحسن الخلق.
٢. فضيلة الأخلاق الحسنة في الإسلام.
٣. تفاوت الإيمان وأنه يزيد وينقص وليس شيئًا واحدًا.

المصادر والمراجع:

-سنن أبي داود - سليمان بن الأشعث السِّجِسْتاني تحقيق: محمد محيي الدين عبد الحميد: المكتبة العصرية. صيدا – بيروت. -سنن الترمذي - محمد بن عيسى ، الترمذي، تحقيق وتعليق:أحمد محمد شاكر ومحمد فؤاد عبد الباقي وإبراهيم عطوة عوض -شركة مكتبة ومطبعة مصطفى البابي الحلبي – مصر الطبعة: الثانية، ١٣٩٥ هـ - ١٩٧٥ م. -سنن ابن ماجه :ابن ماجه أبو عبد الله محمد بن يزيد القزويني، تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي- دار إحياء الكتب العربية - فيصل عيسى البابي الحلبي. -مسند الإمام أحمد بن حنبل المحقق: شعيب الأرنؤوط - عادل مرشد، وآخرون إشراف: د عبد الله بن عبد المحسن التركي مؤسسة الرسالة الطبعة: الأولى، ١٤٢١ هـ - ٢٠٠١ م. -مسند الدارمي المعروف بـ (سنن الدارمي) عبد الله بن عبد الرحمن بن الفضل بن بَهرام بن عبد الصمد الدارمي، التميمي تحقيق: حسين سليم أسد الداراني - دار المغني للنشر والتوزيع، المملكة العربية السعودية الطبعة: الأولى، ١٤١٢ هـ - ٢٠٠٠ م. -سلسلة الأحاديث الصحيحة وشيء من فقهها وفوائدها/محمد ناصر الدين، الألباني مكتبة المعارف للنشر والتوزيع، الرياض- الطبعة: الأولى، (لمكتبة المعارف). - دليل الفالحين لطرق رياض الصالحين؛ لمحمد بن علان الشافعي، دار الكتاب العربي-بيروت - بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين؛ تأليف سليم الهلالي، دار ابن الجوزي- الطبعة الأولى١٤١٨ه - نزهة المتقين شرح رياض الصالحين؛ تأليف د. مصطفى الخِن وغيره، مؤسسة الرسالة-بيروت، الطبعة الرابعة عشر، ١٤٠٧هـ- شرح رياض الصالحين؛ للشيخ محمد بن صالح العثيمين، مدار الوطن، الرياض، ١٤٢٦هـ - كنوز رياض الصالحين»، لحمد بن ناصر العمار، دار كنوز إشبيليا- الطبعة الأولى١٤٣٠ه.

الرقم الموحد: (5792)

ألا هل أُنَبِّئُكم ما العَضْهُ؟ هي النَّمِيمَةُ القَالَةُ بينَ النَّاس

کیا میں تمہیں یہ نہ بتاؤں کہ "عَضۡہ" کیا چیز ہوتی ہے؟ اس سے مراد وہ چغلی ہے جو لوگوں کے درمیان نفرت پیدا کر دے۔

١٦٠٤. الحديث:

عن ابن مسعود -رضي الله عنه- عن النبي -صلى الله عليه وسلم- قال: «ألا هل أُنَبِّئُكم ما العَضْهُ؟ هي النَّميمة القَالَةُ بين النَّاس».

١٦٠٤. حدیث:

ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا کہ کیا میں تمہیں یہ نہ بتاؤں کہ "عَضۡہ" کیا چیز ہوتی ہے؟ اس سے مراد وہ چغلی ہے جو لوگوں کے درمیان نفرت پیدا کر دے۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

أراد النبي صلى الله عليه وسلم أن يحذِّر أُمَّتَه مِن الـمَشْي بينَ النَّاس بالنَّمِيمَة، بنَقْل حديث بعضهم في بعض على وَجْه الإفساد بينَهم، فافتتح النبي صلى الله عليه وسلم حديثه بصيغة الاستفهام والسؤال؛ ليكون أَوْقَع في النُّفُوس، وأَدْعَى للانتباه، فسألهم: «ما العَضْهُ». أي: ما الكذب والافتراء؟ وفُسر أيضا بالسحر ثم أجاب عن هذا السؤال: بأن العَضْهَ هو نَقْلُ الخُصومة بين الناس؛ لأن ذلك يَفْعَلُ ما يَفْعَلُه السِّحْرُ مِن الفساد، والإضرار بالناس، وتَفْرِيق القُلُوب بين الـمُتَآلِفِيْن، وقَطْع الصِّلَة بين الـمُتَقَارِبَيْن، ومَلْء الصُّدُور غَيْظًا وحِقْدًا، كما هو الـمُشَاهَدُ بين النَّاس

اجمالی معنیٰ:

آپ ﷺ نے اپنی امت کو لوگوں میں ایک دوسرے کی بات کو غلط طریقے سے نقل کر کے لوگوں کی چغلی کھانے سے ڈرانے کا ارادہ فرمایا۔ چنانچہ آپ ﷺ نے اپنی بات کو استفہام اور سوال کے صیغے سے شروع فرمایا تاکہ دلوں پر زیادہ اثر کرے اور متنبہ کرنے کا باعث بنے۔ آپ ﷺ نے صحابہ سے سوال کیا: العَضۡہ کیا ہے؟ یعنی جھوٹ اور افترا کیا ہے؟ اس کی تشریح جادو کے ساتھ بھی کی گئی ہے۔ پھر آپ ﷺ نے خود اس سوال کا جواب دیا کہ العَضۡہ لوگوں کے درمیان لڑائی جھگڑے پیدا کرنے کا نام ہے۔ اس لیے کہ یہی فساد، لوگوں کو تکلیف دینا، محبت کرنے والوں کے دلوں میں تفرقہ ڈالنا، رشتے ختم کرنا اور دلوں کو غصے اور کینہ سے بھرنا جادو کی وجہ سے ہوتا ہے، جس کا لوگوں میں مشاہدہ کیا جا سکتا ہے۔

راوي الحديث: رواه مسلم

التخريج: عبد الله بن مسعود رضي الله عنه

مصدر متن الحديث: كتاب التوحيد

معاني المفردات:

- ألا : أداة استِفْتَاح، والغَرَض تَنْبِيهُ الـمُخاطَب، والاعتناءُ بما يُلْقَى إليه؛ لأهمِّيته
- أنبئكم : أي: أُخْبِرُكم
- العضه : العَضْهُ في الأصل: البَهْت وهو افتراء الكذب، وفسَّرها النبي صلى الله عليه وسلم هنا بالنَّمِيمَة؛ لأنَّ النَّمِيمَة غالبًا لا تَخْلُو مِن البُهْت
- النميمة : نَقْلُ الكلام مِن شَخْص إلى آخرَ على وَجْهِ الإفساد
- القالة : هي كثرة القَوْل، وإيقاع الخُصُومة بينَ النَّاس بما يُحْكَى للبعض عن البعض

فوائد الحديث:

١. أن النَّمِيمَة تَفْعَلُ ما يَفْعَلُه السِّحْر مِن التفريق بين القُلُوب والإفساد بين الناس، لا أنَّ النَّمَّام يَأْخُذُ حُكْمَ الساحر مِن حيثُ الكفر وغيره.
٢. تحريم النميمة، وأنها من الكبائر
٣. التعليم على طريقة السؤال والجواب، لأن ذلك أَثْبَتُ في الذِّهْن، وأَدْعَى للانتباه، وأنه من أساليب التربية الإسلامية
٤. حرص الإسلام على حسن العلاقة بين المسلمين والنهي عما يفسدها.

المصادر والمراجع:

صحيح مسلم؛ حققه ورقمه محمد فؤاد عبد الباقي، دار عالم الكتب-الرياض، الطبعة الأولى، ١٤١٧هـ الجديد في شرح كتاب التوحيد- محمد بن عبد العزيز السليمان القرعاوي- دارسة وتحقيق: محمد بن أحمد سيد أحمد- مكتبة السوادي، جدة، المملكة العربية السعودية- الطبعة: الخامسة، ١٤٢٤هـ/٢٠٠٣م. -الملخص في شرح كتاب التوحيد- صالح بن فوزان بن عبد الله الفوزان- دار العاصمة الرياض- الطبعة: الأولى ١٤٢٢هـ- ٢٠٠١م. - القول المفيد على كتاب التوحيد- محمد بن صالح بن محمد العثيمين- دار ابن الجوزي، المملكة العربية السعودية- الطبعة: الثانية, محرم ١٤٢٤هـ.

الرقم الموحد: (5942)

نبی ﷺ فالِ بد نہیں لیا کرتے تھے۔	أن النبي -صلى الله عليه وسلم- كان لا يَتَطَيَّر
١٦٠٥. حدیث: بریدہ رضی اللہ عنہ روایت ہے کہ نبی ﷺ فالِ بد نہیں لیا کرتے تھے۔	**١٦٠٥. الحديث:** عن بُريدة -رضي الله عنه-: أن النبي -صلى الله عليه وسلم- كان لا يَتَطَيَّر.
حدیث کا درجہ: صحیح	**درجة الحديث:** صحيح
اجمالی معنی: نبی ﷺ کسی بھی شے سے بالکل بھی بدشگونی نہیں لیا کرتے تھے۔ بدشگونی سے مراد ہر وہ شے ہے جو انسان کو کسی کام سے روک دے، جیسا کہ زمانۂ جاہلیت کے لوگ کیا کرتے تھے۔ اسلام نے آتے ہیں بدشگونی و بدفالی اور پانسے کے تیروں سے قسمت معلوم کرنے سے منع کر دیا اور استخارہ کو اس کا بدل مشروع کیا۔	**المعنى الإجمالي:** كان النبي صلى الله عليه وسلم لا يتشاءم من شيء مطلقًا، والمراد التشاؤم الذي يصد عن عمل شيء كما كان يفعله أهل الجاهلية، وقد جاء الإسلام بالنهي عن التشاؤم والتطير والاستقسام بالأزلام، وشرع لهم بديلًا منها وهو الاستخارة.

راوي الحديث: رواه أبو داود.

التخريج: بُريدة -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- لا يَتَطَيَّر : لا يَتَشَاءَم.

فوائد الحديث:

١. عدم التَّطير، والحث على الاقتداء به - صلى الله عليه وسلم - في عدم التَّطير من أي شيء، والتفاؤل في كلِّ شيء.

المصادر والمراجع:

-سنن أبي داود - سليمان بن الأشعث السِّجِسْتاني تحقيق: محمد محيي الدين عبد الحميد: المكتبة العصرية. - كنوز رياض الصالحين»، لحمد بن ناصر العمار، دار كنوز إشبيليا- الطبعة الأولى١٤٣٠هـ. - صحيح الجامع الصغير وزياداته :الألباني -دار المكتب الإسلامي-بيروت –لبنان. - نزهة المتقين بشرح رياض الصالحين/تأليف مصطفى سعيد الخن-مصطفى البغا-محي الدين مستو-علي الشربجي-محمد أمين لطفي-مؤسسة الرسالة-بيروت –لبنان-الطبعة الرابعة عشرة١٤٠٧-. -القول المفيد على كتاب التوحيد- محمد بن صالح بن محمد العثيمين- دار ابن الجوزي، المملكة العربية السعودية-الطبعة: الثانية, محرم ١٤٢٤هـ.

الرقم الموحد: (8928)

أن النبي -صلى الله عليه وسلم- كان لا يرد الطيب	نبی اکرم ﷺ خوش بو نہیں لوٹاتے تھے۔
١٦٠٦. الحديث: عن أنس بن مالك -رضي الله عنه- مرفوعاً: أن النبي -صلى الله عليه وسلم- كان لا يَرُدُّ الطيب.	**١٦٠٦. حدیث:** انس - رضی اللہ عنہ - سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ خوش بو نہیں لوٹاتے تھے۔"
درجة الحديث: صحيح	**حدیث کا درجہ:** صحیح
المعنى الإجمالي: كان من هدي النبي صلى الله عليه وسلم أنه لا يرد الطيب.	**اجمالی معنی:** نبی اکرم ﷺ کے معمولات میں یہ بات شامل تھی کہ آپ خوش بو نہیں لوٹاتے تھے۔

راوي الحديث: رواه البخاري.
التخريج: أنس بن مالك -رضي الله عنه-.
مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.
فوائد الحديث:

١. استحباب قبول عطية الطيب؛ لأنه لا مؤنة لحمله ولا منة في قبوله.
٢. كمال خلق النبي صلى الله عليه وسلم في رغبته بالطيب وعدم رده.
٣. ينبغي للإنسان أن يستعمل الطيب دائما لأنه علامة على طيب العبد فالطيبات للطيبين والطيبون للطيبات.

المصادر والمراجع:
-صحيح البخاري، للإمام محمد بن إسماعيل البخاري، عناية محمد زهير الناصر، دار طوق النجاة، الطبعة الأولى، ١٤٢٢هـ. - شرح رياض الصالحين؛ للشيخ محمد بن صالح العثيمين، مدار الوطن، الرياض، ١٤٢٦هـ. - منار القاري شرح مختصر صحيح البخاري تأليف- حمزة محمد قاسم مكتبة دار البيان، دمشق - الجمهورية العربية السورية، مكتبة المؤيد، الطائف - المملكة العربية السعودية ١٤١٠ هـ - ١٩٩٠ م. - نزهة المتقين شرح رياض الصالحين؛ تأليف د. مصطفى الخِن وغيره، مؤسسة الرسالة-بيروت، الطبعة الرابعة عشرة، ١٤٠٧هـ.
الرقم الموحد: (5733)

أن النبي -صلى الله عليه وسلم- كان يقول: اللَّهُمَّ إني أعوذ بك مِنَ البَرَصِ، والجُنُونِ، والجُذَامِ، وَسَيِّءِ الأَسْقَامِ

نبی ﷺ یہ دعا فرمایا کرتے تھے کہ اے اللہ! میں برص، پاگل پن، کوڑھ کی بیماری اور تمام بری بیماریوں سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔

١٦٠٧. الحديث:

عن أنس بن مالك -رضي الله عنه- كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: «اللَّهُمَّ إني أعوذ بك من البَرَصِ، والجُنُونِ، والجُذَامِ، وَسَيِّءِ الأَسْقَامِ».

١٦٠٧. حدیث:

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ یہ دعا فرمایا کرتے تھے کہ اے اللہ! میں برص، پاگل پن، کوڑھ کی بیماری اور تمام بری بیماریوں سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

في الحديث كان النبي صلى الله عليه وسلم يستعيذ من أمراض معينة ، ولكن حينما يستعيذ منها رسول الله فهذا يدل على خطرها ، وعظيم أثرها ، فقد استعاذ النبي صلى الله عليه وسلم من جملة من الأمراض على وجه الخصوص ، ثم سأل السلامة والعافية من قبيح الأمراض عموما ، فقد تضمن هذا الدعاء : التخصيص والإجمال ، شق مستفصل ، وشق من الجوامع ، وبيانه : استعاذ النبي صلى الله عليه وسلم فقال:" اللَّهُمَّ إني أعوذ بك من البرص" : وهو بياض يظهر في الجسم ، يُوَلِّدُ نُفرة الخلق عن الإنسان ، فيورث الإنسان العزلة التي قد تودي به إلى التسخط والعياذ بالله " والجنون" : وهو ذهاب العقل ، فالعقل هو مناط التكليف وبه يعبد الإنسان ربه ، وبه يتدبر ويتفكر في خلائق الله تعالى ، وفي كلامه العظيم ، فذهاب العقل ذهاب بالإنسان ، ولذا قال النبي صلى الله عليه وسلم :" رفع القلم عن ثلاث – وذكر فيهم- وعن المجنون حتى يعقل " . و" الجذام " : وهو مرض تتآكل منه الأعضاء حتى تتساقط- والعياذ بالله – وهو مرض معدي ، ولذا ورد في الحديث:" فر من المجذوم فرارك من الأسد" . " وسيء الأسقام" : أي قبيح الأمراض :وهي العاهات التي يصير المرء بها مُهاناً بين الناس، تنفرُ عنه الطباع، كالشلل والعمى والسرطان ، ونحو ذلك ، لأنها أمراض شديدة تحتاج إلى كلفة مالية ، وصبر قوي لا يتحمله إلا من صبره

اجمالی معنی:

اس حدیث میں یہ بیان کیا جارہا ہے کہ نبی ﷺ کچھ مخصوص امراض سے پناہ مانگا کرتے تھے۔ چونکہ رسول اللہ ﷺ خود ان سے پناہ مانگ رہے ہیں اس لیے یہ اس بات کی دلیل ہے کہ یہ بہت خطرناک ہیں اور ان کے اثرات بہت گہرے ہیں۔ نبی ﷺ نے خاص طور پر چند امراض سے پناہ مانگی اور عمومی طور پر کئی برے امراض سے سلامتی اور عافیت طلب کی۔ اس حدیث میں تخصیص بھی ہے اور اجمال بھی۔ اس کے ایک جزء میں تفصیل ہے اور ایک جز جامع کلمات پر مشتمل ہے جس کی وضاحت یہ ہے کہ: نبی ﷺ نے پناہ مانگتے ہوئے کہتے " اللهم إني أعوذ بك من البرص" 'برص' سے مراد وہ سفیدی ہے جو بدن میں ظاہر ہوتی ہے اور اس سے لوگ انسان سے گھن کھانا لگتے ہیں جس کی وجہ سے انسان بالکل الگ تھلگ ہو کر رہ جاتا ہے جو بسا اوقات ڈیپریشن (ذہنی دباؤ) کا سبب بن جاتا ہے۔ العیاذ باللہ۔ " والجنون"۔ اس کا معنی ہے عقل کا زائل ہوجانا۔ عقل ہی کی وجہ سے انسان مکلف ہوتا ہے اور اسی کی وجہ سے وہ اپنے رب کی عبادت کرتا ہے اور اسی کی وجہ سے وہ اللہ تعالی کی پیدا کردہ اشیاء اور اس کے کلام عظیم میں غور و فکر کرتا ہے۔ عقل کا ختم ہوجانا گویا انسان ہی کا ختم ہوجانا ہے۔ اسی لیے نبی ﷺ نے فرمایا: تین قسم کے لوگ مرفوعُ القلم ہیں۔ ان تین قسم کے افراد میں سے آپ ﷺ نے ایک ایسے شخص کا ذکر کیا جو پاگل ہو چکا ہو تاوقتیکہ اسے دوبارہ سمجھ بوجھ حاصل ہو جائے۔ " الجذام"۔ یہ ایک ایسا مرض ہے جس کی وجہ سے اعضاء جسم بوسیدہ ہوجاتے ہیں اور کٹ کر گرنے لگتے ہیں۔ العیاذ باللہ۔ یہ ایک متعدی مرض ہے۔ اسی وجہ سے حدیث میں آیا ہے کہ کوڑھی سے ایسے دور بھاگو جیسے تم شیر سے دور بھاگتے ہو۔ " وسيء الأسقام"۔ یعنی بُرے امراض سے۔ اس سے مراد وہ جسمانی آفات ہیں جن کی وجہ سے انسان لوگوں کے مابین حقیر ہو کر رہ جاتا ہے اور لوگ طبعی طور پر اس سے دور رہنا شروع کر دیتے ہیں جیسے فالج، اندھا پن اور سرطان وغیرہ کیونکہ یہ بہت سخت

قسم کے امراض ہیں جن کے علاج میں کافی پیسے خرچ ہوتے ہیں نیز اُن کا سامنا کرنے کے لیے قوی ترین صبر ہونا چاہیے۔ انہیں صرف وہی برداشت کر پاتا ہے جسے اللہ تعالی صبر دے دے اور اس کا دل باندھ دے۔ اس دعا سے اُس دین کی عظمت عیاں ہوتی ہے جو مسلمان کے جسم اور دین دونوں ہی کا لحاظ رکھتا ہے۔	الله تعالى وربط على قلبه . وهنا تظهر عظمة هذا الدين الذي يحافظ ويرعى بدن المسلم ودينه،

راوي الحديث: رواه أبو داود والنسائي وأحمد
التخريج: أنس بن مالك -رضي الله عنه-.
مصدر متن الحديث: رياض الصالحين

معاني المفردات:

- البرص : بياض يظهر في ظاهر الجسد لعلة.
- الجذام : علة تتآكل منها الاعضاء وتسقط.
- الأسقام : جمع سُقم: الأمراض.
- الجنون : زوال العقل.
- سيء الأسقام : قبيح الأمراض كالفالج والعمى.

فوائد الحديث:

١. الاستعاذة من الأمراض القبيحة المهلكة، التي قد تذهب بصبر الإنسان ، فلا تبقي له شيئا من الأجر.
٢. استعاذة الرسول صلى الله عليه وسلم من سيء الأسقام خشية ضعف الطاقة عن الصبر والوقوع في الضجر فيفوت الأجر.
٣. هذه الأمراض المنصوص عليها في الحديث مفسدة للخِلْقَةِ والخُلُقِ ، وتؤدي إلى نفور الخلق من صاحبها
٤. لم يستعذ النبي صلى الله عليه وسلم من جميع الأمراض ؛ لأن الأمراض مطهرة للآثام مع الصبر عليها ، ولا يخلو منها العباد ، بل أشد الناس بلاء الانبياء ثم الامثل فالأمثل.
٥. قد يستدل بالحديث على مشروعية الحجر الصحي؛ لما أودعه الله في الجذام من سرعة العدوى، إضافة إلى سرعة فتكه بالمصابين به، زيادة على كونه محل نُفُور الطباع السليمة.
٦. تعوُّذ النبي صلى الله عليه وسلم من سيئ الأمراض، يدخل فيه ما يعرف بالأمراض المستعصية الآن كالسرطان، فتكون مثل هذه الأحاديث محل الحرص؛ لأثرها في الصحة الوقائية

المصادر والمراجع:

بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين لسليم الهلالي، ط١، دار ابن الجوزي، الدمام، (١٤١٥ه). دليل الفالحين لطرق رياض الصالحين لمحمد علي بن محمد بن علان، ط٤، اعتنى بها: خليل مأمون شيحا، دار المعرفة، بيروت، (١٤٢٥ ه). رياض الصالحين للنووي، ط١، تحقيق: ماهر ياسين الفحل، دار ابن كثير، دمشق، بيروت، (١٤٢٨ ه). رياض الصالحين، ط٤، تحقيق: عصام هادي، وزارة الأوقاف والشؤون الإسلامية القطرية، دار الريان، بيروت، (١٤٢٨ه). سنن أبي داود، تحقيق: محمد محيي الدين عبد الحميد، (د.ط)، المكتبة العصرية، بيروت، (د.ت) شرح رياض الصالحين للشيخ ابن عثيمين، دار الوطن للنشر، الرياض، (١٤٢٦ه). صحيح أبي داود للألباني ، ط١، مؤسسة غراس للنشر والتوزيع، الكويت، (١٤٢٣ه). صحيح الجامع الصغير وزيادته للألباني، ط٣، المكتب الإسلامي، بيروت، (١٤٠٨ه). كنوز رياض الصالحين، مجموعة من الباحثين برئاسة حمد بن ناصر العمار، ط١، كنوز إشبيليا، الرياض، (١٤٣٠ه). مسند الإمام أحمد بن حنبل، تحقيق: شعيب الأرنؤوط - عادل مرشد، وآخرون، إشراف: د عبد الله بن عبد المحسن التركي، (ط١)، مؤسسة الرسالة، (١٤٢١ ه) مشكاة المصابيح للتبريزي، ، تحقيق: محمد ناصر الدين الألباني، (ط٣)، المكتب الإسلامي، بيروت، (١٩٨٥ه) نزهة المتقين شرح رياض الصالحين لمجموعة من الباحثين، ط١٤، مؤسسة الرسالة، (١٤٠٧ه). السنن الكبرى للنسائي (المتوفى: ٣٠٣ه) حققه وخرج أحاديثه: حسن عبد المنعم شلبي أشرف عليه: شعيب الأرناءوط مؤسسة الرسالة – بيروت الطبعة: الأولى، ١٤٢١ هـ - ٢٠٠١ م

الرقم الموحد: (6047)

أن امرأة جاءت إلى رسول الله -صلى الله عليه وسلم- ببردة منسوجة

١٦٠٨. الحديث:

عن سهل بن سعد -رضي الله عنه-: أن امرأةً جاءت إلى رسولِ اللهِ -صلى الله عليه وسلم- بِبُرْدَةٍ مَنسُوجَةٍ، فقالت: نَسَجتُها بيديَّ لأَكْسُوَكَها، فأخذها النبيُّ -صلى الله عليه وسلم- محتاجاً إليها، فخرجَ إلينا وإنها إزارُهُ، فقال فلانٌ: اكسُنِيها ما أحسَنَها! فقال: "نعم"، فجلسَ النبيُّ -صلى الله عليه وسلم- في المجلسِ، ثم رجع فطَوَاها، ثم أرسلَ بها إليه، فقال له القومُ: ما أحسَنتَ! لبسها النبيُّ -صلى الله عليه وسلم- محتاجاً إليها، ثم سألته وعَلِمتَ أنه لا يَرُدَّ سائلاً، فقال: إني واللهِ ما سألتُهُ لألبِسَها، إنما سألتُهُ لتكُونَ كَفَنِي. قال سهلٌ: فكانت كَفَنَهُ.

درجة الحديث: صحيح

المعنى الإجمالي:

في الحديث إيثار النبي -صلى الله عليه وسلم- على نفسه؛ لأنه آثر هذا الرجل بهذه البردة التي كان محتاجاً إليها؛ لأنه لبسها بالفعل مما يدل على شدة احتياجه إليها، فإن امرأة جاءت وأهدت إلى النبي -صلى الله عليه وسلم- بردة، فتقدم رجل إليه فقال: ما أحسن هذه؟، وطلبها من النبي -صلى الله عليه وسلم-، ففعل الرسول عليه الصلاة والسلام خلعها وطواها وأعطاه إياها. ذكر بعض الشرّاح أن من فوائد هذا الحديث التبرك بآثار الصالحين، وليس كذلك إنما هو التبرك بذاته -صلى الله عليه وسلم- ولا يقاس غيره به في الفضل والصلاح، وأيضاً الصحابة لم يكونوا يفعلون ذلك مع غيره لا في حياته ولا بعد موته، ولو كان خيراً لسبقونا إليه، وغير ذلك.

ایک عورت رسول اللہ ﷺ کے پاس ایک بنی ہوئی چادر لے کر آئی

١٦٠٨. حدیث:

سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک عورت رسول اللہ ﷺ کے پاس ایک بنی ہوئی چادر لے کر آئی اور کہنے لگی: میں نے اسے اپنے ہاتھ سے بنا ہے تاکہ میں اسے آپ کو پہناؤں۔ نبی ﷺ نے اسے اپنی ضرورت کی چیز سمجھتے ہوئے لے لیا۔ پھر آپ ﷺ اسے تہ بند کے طور پر باندھ کر ہمارے پاس تشریف لائے۔ تو ایک صاحب نے کہا: یہ تو آپ مجھے پہنا دیں، کس قدر خوبصورت ہے یہ چادر! آپ ﷺ نے فرمایا: اچھا۔ پھر آپ ﷺ مجلس میں بیٹھ گئے۔ پھر واپس گئے اور اس چادر کو لپیٹ کر اس شخص کی طرف بھیج دیا۔ پس لوگوں نے اس سے کہا: تو نے اچھا نہیں کیا۔ نبی ﷺ نے یہ چادر اپنی ضرورت سمجھ کر پہنی تھی، لیکن تو نے آپ ﷺ سے یہ مانگ لی اور تجھے یہ بھی معلوم ہے کہ آپ کسی سائل کو واپس نہیں کرتے۔ اس شخص نے جواب دیا: اللہ کی قسم! میں نے اسے پہننے کے لئے نہیں مانگی ہے بلکہ میں نے تو اسے اس لئے مانگی ہے تاکہ یہ میرا کفن بنے۔ سہل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ یہ چادر اس کے کفن ہی کے کام آئی۔

حدیث کا درجہ: صحیح

اجمالی معنی:

اس حدیث میں نبی ﷺ کے ایثار (اپنے آپ پر دوسروں کو ترجیح دینے) کا تذکرہ ہے۔ کیوں کہ آپ ﷺ نے اس چادر کے معاملے میں اپنی ذات پر اس شخص کو ترجیح دی، جب کہ آپ ﷺ کو اس کی ضرورت تھی۔ آپ ﷺ اس چادر کو پہن کر نکلے، یہ اس بات کی دلیل ہے کہ آپ ﷺ کو اس کی سخت ضرورت تھی۔ ایک عورت نے آکر نبی ﷺ کو ایک چادر ہدیہ کیا۔ تو ایک شخص نے آگے بڑھ کر کہا کہ یہ کتنی خوبصورت ہے!۔ اور اس نے نبی ﷺ سے اسے مانگ لی۔ رسول اللہ ﷺ نے چادر کو اتار کر لپیٹا اور اسے دے دیا۔ بعض شارحین کا کہنا ہے کہ اس حدیث سے ماخوذ فوائد میں سے یہ بھی ہے کہ نیک لوگوں کے آثار سے تبرک جائز ہے۔ حالانکہ یہ بات درست نہیں ہے، کیونکہ یہ تبرک تو آپ ﷺ کی ذات سے تھا، فضیلت اور نیکی میں کسی اور کو آپ ﷺ پر قیاس نہیں کیا جا سکتا۔ علاوہ ازیں صحابۂ کرام آپ ﷺ کی حیات میں یا آپ کی وفات کے بعد کسی اور کے ساتھ ایسا نہیں کرتے تھے۔ اگر یہ اچھی بات ہوتی تو وہ ضرور اسے ہم سے پہلے کر چکے ہوتے۔

راوي الحديث: رواه البخاري بنحوه، للفائدة: قد يكون النووي أخذه من كتاب الحميدي، انظر: الجمع بين الصحيح (٥٥٦/١ رقم٩٢٥).

التخريج: سهل بن سعد –رضي الله عنه-
مصدر متن الحديث: رياض الصالحين
معاني المفردات:

- البردة : كساء مخطط يلتحف به.
- إزاره : لفها على جسمه من أسفل، والإزار ما يلبس أسفل البدن لستر العورة
- فطواها : ضم بعضها على بعض.

فوائد الحديث:

١. حسن خلق النبي –صلى الله عليه وسلم - وكرمه وسعة جوده، وأنه لا يرد سائلاً.
٢. استحباب المبادرة لأخذ الهدية؛ لجبر خاطر مهديها، وأنها وقعت منه موقعاً.
٣. مشروعية الإنكار عند مخالفة الأدب ظاهراً، وإن لم يبلغ المنكر درجة التحريم.
٤. جواز استحسان الإنسان ما يراه على غيره من الملابس وغيرها؛ إما ليعرفه قدرها، وإما ليعرض له بطلبه منه حيث يسوغ له ذلك.
٥. جواز إعداد الشيء قبل الحاجة إليه.

المصادر والمراجع:

بهجة شرح رياض الصالحين؛ تأليف سليم الهلالي، دار ابن الجوزي. تطريز رياض الصالحين؛ تأليف فيصل آل مبارك، تحقيق د. عبدالعزيز آل حمد، دار العاصمة-الرياض، الطبعة الأولى، ١٤٢٣هـ. تيسير العزيز الحميد في شرح كتاب التوحيد؛ للإمام سليمان بن عبدالله بن محمد بن عبدالوهاب، تحقيق أسامة عطايا، دار الصميعي-الرياض، الطبعة الأولى، ١٤٢٨هـ. الجمع بين الصحيحين؛ للإمام محمد بن فتوح الحميدي، تحقيق د. علي البواب، دار ابن حزم. دليل الفالحين لطرق رياض الصالحين؛ لمحمد بن علان الشافعي، دار الكتاب العربي-بيروت. رياض الصالحين من كلام سيد المرسلين؛ للإمام أبي زكريا النووي، تحقيق د. ماهر الفحل، دار ابن كثير-دمشق، الطبعة الأولى، ١٤٢٨هـ. صحيح البخاري –الجامع الصحيح-؛ للإمام أبي عبدالله محمد بن إسماعيل البخاري، عناية محمد زهير الناصر، دار طوق النجاة، الطبعة الأولى، ١٤٢٢هـ. فتح الباري بشرح صحيح البخاري؛ للحافظ أحمد بن علي بن حجر العسقلاني، دار المعرفة-بيروت. كنوز رياض الصالحين؛ فريق علمي برئاسة أ.د. حمد العمار، دار كنوز إشبيليا-الرياض، الطبعة الأولى، ١٤٣٠هـ. نزهة المتقين شرح رياض الصالحين؛ تأليف د. مصطفى الخِن وغيره، مؤسسة الرسالة-بيروت، الطبعة الرابعة عشر، ١٤٠٧هـ.

الرقم الموحد: (5648)

أن رجلاً سأل رسول الله صلى الله عليه وسلم: أي الإسلام خير؟ قال: تطعم الطعام وتقرأ السلام على من عرفت ومن لم تعرف

ایک آدمی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم سے پوچھا کہ کون سا اسلام بہتر ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ و سلم نے فرمایا: ''تم کھانا کھلاؤ اور جس کو پہچانو اس کو بھی اور جس کو نہ پہچانو اس کو بھی سلام کرو۔''

١٦٠٩. الحديث:

عن عبد الله بن عمرو بن العاص -رضي الله عنهما- مرفوعاً: أن رجلاً سأل رسول الله صلى الله عليه وسلم: أي الإسلام خير؟ قال: «تطعم الطعام وتقرأ السلام على من عرفت ومن لم تعرف».

١٦٠٩. حديث:

عبد اللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے مرفوعا روایت ہے کہ ایک آدمی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم سے پوچھا کہ کون سا اسلام بہتر ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ و سلم نے فرمایا: ''تم کھانا کھلاؤ اور جس کو پہچانو اس کو بھی اور جس کو نہ پہچانو اس کو بھی سلام کرو۔''

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

سأل الصحابة أي الإسلام خير؟ أي: أي آداب الإسلام أو أي خصال أهله أفضل ثواباً أو أكثر نفعاً؟ فأجاب النبي صلى الله عليه وسلم إطعام الطعام للناس والسلام على الناس من تعرفه ومن لا تعرفه

اجمالی معنی:

صحابۂ کرام نے سوال کیا کہ کون سا اسلام بہتر ہے؟ یعنی اسلامی آداب یا اہل اسلام کی وہ کون سی خصلتیں ہیں، جو ثواب اور نفع کے اعتبار سے زیادہ بہتر ہیں؟ نبی صلی اللہ علیہ و سلم نے جواب دیتے ہوئے فرمایا: لوگوں کو کھانا کھلانا اور ہر شخص کو سلام کرنا؛ چاہے وہ آپ کا شناسا ہو یا اجنبی ہو۔

راوي الحديث: متفق عليه

التخريج: عبد الله بن عمرو بن العاص رضي الله عنهما.

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين

معاني المفردات:

- أي الإسلام : أي خصاله
- تطعم الطعام : على وجه الصدقة أو الهدية أو الضيافة ونحو ذلك
- تقرأ السلام : تقول وتلقي السلام

فوائد الحديث:

١. الحث على البذل والعطاء بإطعام الطعام للفقراء وابن السبيل والضعيف والإهداء إلى الجيران
٢. ينبغي إفشاء السلام دون تخصيص أحد فيه لأنه من الحقوق العامة للمسلم
٣. حرص الصحابة على معرفة الخصال التي تنفع في الدنيا والآخرة من أمور الدين

المصادر والمراجع:

الجامع المسند الصحيح (صحيح البخاري), تأليف: محمد بن إسماعيل البخاري, تحقيق: محمد زهير بن ناصر الناصر, دار طوق النجاة ترقيم محمد فؤاد عبدالباقي, ط ١٤٢٢. المسند الصحيح (صحيح مسلم), تأليف: مسلم بن حجاج النيسابوري, تحقيق: محمد فؤاد عبدالباقي, دار إحياء التراث العربي. بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين, تأليف: سليم بن عيد الهلالي, دار ابن الجوزي. مرقاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح, تأليف: علي بن سلطان محمد القاري, الناشر: دار الفكر, ط١ عام ١٤٢٢.

الرقم الموحد: (5808)

أن رسول الله -صلى الله عليه وسلم- أمر بقتل الأوزاغ وقال: كان ينفخ على إبراهيم	رسول اللہ ﷺ نے چھپکلیوں کے مارنے کا حکم دیا اور فرمایا: یہ ابراہیم علیہ السلام (کی آگ) پر پھونک مارتی تھی۔
١٦١٠. الحديث: عن أم شريك -رضي الله عنها- : أن رسول الله -صلى الله عليه وسلم- أمرها بِقَتْلِ الأَوْزَاغِ وقال: «كان يَنْفُخُ على إبراهيم».	**١٦١٠. حدیث:** ام شریک رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے انھیں چھپکلیوں کے مارنے کا حکم دیا اور آپ نے فرمایا: "یہ ابراہیم علیہ السلام (کی آگ) پر پھونک مارتی تھی۔"
درجة الحديث: صحيح	**حدیث کا درجہ:** صحیح
المعنى الإجمالي: أمر النبي صلى الله عليه وسلم بقتل الوزغ، وأخبر أنه كان ينفخ النار على إبراهيم من أجل أن يشتد لهبها؛ مما يدل على عداوته التامة لأهل التوحيد والإخلاص.	**اجمالی معنی:** نبی ﷺ نے چھپکلی کو مارنے کا حکم دیا اور بتایا کہ یہ ابراہیم علیہ السلام کے لئے جلائی گئی آگ پر پھونک مارتی تھی تاکہ اس کے شعلے مزید بھڑکیں۔ اس بات سے اس کی موحدین کے تئیں مکمل دشمنی کی نشاندہی ہوتی ہے۔

راوي الحديث: متفق عليه.

التخريج: أم شريك -رضي الله عنها-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- الأوزاغ : جمع وزغ وهو حشرة مؤذية تتسلق الجدران.
- ينفخ على إبراهيم . : أي النار.

فوائد الحديث:

١. الحث على قتل الأوزاغ وعدم تركها مع القدرة على قتلها.
٢. بيان العلة التي دعت إلى الأمر بقتل الأوزاغ، وأنها كانت تنفخ النار على أبي الأنبياء إبراهيم الخليل -عليه الصلاة والسلام- عندما ألقي فيها.
٣. ينبغي قتل كل ضار للمسلمين.

المصادر والمراجع:

-صحيح البخاري -للإمام أبي عبد الله محمد بن إسماعيل البخاري، عناية محمد زهير الناصر، دار طوق النجاة، الطبعة الأولى، ١٤٢٢هـ - صحيح مسلم؛ للإمام مسلم بن الحجاج، حققه ورقمه محمد فؤاد عبد الباقي، دار عالم الكتب-الرياض، الطبعة الأولى، ١٤١٧هـ - دليل الفالحين لطرق رياض الصالحين؛ لمحمد بن علان الشافعي، دار الكتاب العربي-بيروت. - بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين؛ تأليف سليم بن عيد الهلالي، دار ابن الجوزي- الطبعة الأولى١٤١٨ه. - نزهة المتقين شرح رياض الصالحين؛ تأليف د. مصطفى الخِن وغيره، مؤسسة الرسالة-بيروت، الطبعة الرابعة عشرة، ١٤٠٧هـ -مرقاة المفاتيح :علي بن سلطان القاري -دار الفكر، بيروت - لبنان الطبعة الأولى، ١٤٢٢هـ - ٢٠٠٢م. - شرح رياض الصالحين؛ للشيخ محمد بن صالح العثيمين، مدار الوطن، الرياض، ١٤٢٦هـ -فيض القدير شرح الجامع الصغير/زين الدين عبد الرؤوف المناوي القاهري -المكتبة التجارية الكبرى – مصر-الطبعة: الأولى، ١٣٥٦هـ.

الرقم الموحد: (8412)

أن رسول الله -صلى الله عليه وسلم- بَلَغَهُ أن بني عمرو بن عوف كان بينهم شَرٌّ، فخرج رسول الله -صلى الله عليه وسلم- يصلح بينهم في أناس معه

١٦١١. الحديث:

عن سهل بن سعد الساعدي -رضي الله عنهما- أن رسول الله -صلى الله عليه وسلم- بَلَغَهُ أن بني عمرو بن عوف كان بينهم شَرٌّ، فخرج رسول الله -صلى الله عليه وسلم- يصلح بينهم في أناس معه، فحُبِس رسول الله -صلى الله عليه وسلم- وحَانتِ الصلاة، فجاء بلال إلى أبي بكر -رضي الله عنهما-، فقال: يا أبا بكر، إن رسول الله -صلى الله عليه وسلم- قد حُبِس وحَانت الصلاة فهل لك أن تَؤُمَّ الناس؟ قال: نعم، إن شِئت، فأقام بلال الصلاة، وتقدم أبو بكر فكبَّر وكبَّر الناس، وجاء رسول الله -صلى الله عليه وسلم- يمشي في الصفوف حتى قام في الصفِّ، فأخذ الناس في التَّصْفيقِ، وكان أبو بكر -رضي الله عنه- لا يَلْتَفِتُ في الصلاة، فلما أكثر الناس في التَّصْفيقِ الْتَفَتَ، فإذا رسول الله -صلى الله عليه وسلم- فأشار إليه رسول الله -صلى الله عليه وسلم- فرفع أبو بكر -رضي الله عنه- يَدَهُ فحمد الله، ورجع القَهْقَرَى وراءه حتى قام في الصف، فتقدم رسول الله -صلى الله عليه وسلم- فصلى للناس، فلما فرغ أقبل على الناس، فقال: «أيها الناس، ما لكم حين نَابكم شيء في الصلاة أخذتم في التصفيق؟! إنما التصفيق للنساء. من نَابه شيء في صلاته فليَقُل: سبحان الله، فإنه لا يسمعه أحد حين يقول: سبحان الله، إلا التفَتَ، يا أبا بكر: ما مَنَعَك أن تصلي بالناس حين أشَرْتُ إليك؟!»، فقال أبو بكر: ما كان ينبغي لابن أبي قُحافة أن يصلي بالناس بين يدي رسول الله -صلى الله عليه وسلم-.

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر ملی کہ عمرو بن عوف کی اولاد کے درمیان کچھ جھگڑا ہے۔ چنانچہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم چند لوگوں کے ساتھ ان کے درمیان مصالحت کرانے کی غرض سے تشریف لے گئے

١٦١١. حدیث:

سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر ملی کہ عمرو بن عوف کی اولاد کے درمیان کچھ جھگڑا ہے۔ چنانچہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم چند لوگوں کے ساتھ ان کے درمیان مصالحت کرانے کی غرض سے تشریف لے گئے، رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم وہاں کچھ رکنا پڑا اور نماز کا وقت ہوگیا۔ تو بلال رضی اللہ عنہ ابو بکر رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور عرض کیا: اے ابو بکر! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہاں رک گئے ہیں اور نماز کا وقت ہوگیا ہے، تو کیا آپ لوگوں کی امامت کرائیں گے؟ ابو بکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ہاں اگر تم چاہتے ہو۔ بلال رضی اللہ عنہ نے نماز کے لیے اقامت کہی اور ابو بکر رضی اللہ عنہ آگے بڑھے اور تکبیر تحریمہ کہہ کر نیت باندھی اور لوگوں نے بھی تکبیر کہی۔ اتنے میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم صفوں کے درمیان چلتے ہوئے تشریف لے آئے یہاں تک کہ (اگلی) صف میں کھڑے ہوگئے۔ لوگوں نے تالیاں بجانی شروع کر دیں لیکن ابو بکر رضی اللہ عنہ بحالت نماز کسی طرف متوجہ نہیں ہوتے تھے۔ جب لوگوں کی تالیاں زیادہ ہوگئیں تو متوجہ ہوئے اور دیکھا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہیں۔ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی جانب اشارہ فرمایا (کہ نماز پڑھاتے رہیں)، لیکن ابو بکر رضی اللہ عنہ نے اپنا ہاتھ اٹھایا، اللہ تعالیٰ کی حمد کی اور الٹے پاؤں پیچھے چلے آئے یہاں تک کہ صف میں کھڑے ہوگئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آگے بڑھے اور لوگوں کو نماز پڑھائی۔ جب نماز سے فارغ ہوئے تو لوگوں کی جانب متوجہ ہوئے اور ارشاد فرمایا: لوگو! تمھیں کیا ہے کہ جب تمھیں نماز میں کوئی نئی چیز پیش آتی ہے تو تم تالیاں بجانا شروع کر دیتے ہو؟ تالیاں بجانا تو خواتین کے لیے (مشروع) ہے، جب نماز میں کسی کو کوئی نئی چیز پیش آئے تو وہ سبحان اللہ کہے اس لیے کہ جو بھی اسے سبحان اللہ کہتے ہوئے سنے گا تو اس کی طرف متوجہ ہوگا۔ (پھر ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے ارشاد فرمایا:) ''اے ابو بکر! تمھیں جب میں نے اشارہ کر دیا تھا (کہ نماز پڑھاتے رہو) تو پھر تمھیں لوگوں کو نماز پڑھانے سے کس چیز نے روکا؟'' تو ابو بکر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: ابو قحافہ کے بیٹے (ابو بکر) کے لیے یہ مناسب نہیں ہے کہ وہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی موجودگی میں لوگوں کو نماز پڑھائے۔

درجة الحديث: صحيح

المعنى الإجمالي:

بلغ رسول الله -صلى الله عليه وسلم- أن بني عمرو بن عوف كان بينهم خلاف، حتى وصل إلى الاقتتال، فأخبر رسول الله -صلى الله عليه وسلم- بذلك، فخرج رسول الله -صلى الله عليه وسلم- ومعه بعض أصحابه، فتأخر عندهم ودخل وقت الصلاة: وهي صلاة العصر، كما صرح به البخاري في روايته ولفظه "فلما حضرت صلاة العصر أذن وأقام وأمر أبا بكر فتقدم" ثم جاء بلال إلى أبي بكر -رضي الله عنه- فقال: يا أبا بكر إن رسول الله -صلى الله عليه وسلم- قد حُبِسَ وحانت الصلاة فهل لك أن تؤم الناس؟ قال: "نعم إن شئت"، فأقام بلال وتقدم أبو بكر فكبر وكبر الناس، ثم جاء رسول الله -صلى الله عليه وسلم- يمشي في الصفوف، زاد البخاري في رواية: "يشقها شقاً" حتى قام في الصف الأول، كما في رواية مسلم: "فخرق الصفوف حتى قام عند الصفّ المقدم"، ولما علم الناس بوجود النبي -صلى الله عليه وسلم- معهم أخذوا في التصفيق؛ لمحبتهم الصلاة خلف رسول الله -صلى الله عليه وسلم- فأبو بكر رضي عنه سمع تصفيقهم لكن لم يدر ما السبب، وكان -رضي الله عنه- لا يلتفت لعلمه بالنهي عن الالتفات في الصلاة وأنه خلسة من الشيطان يختلسها من صلاة العبد كما جاء ذلك عند الترمذي وغيره، لكن لما أكثر الناس في التصفيق التفت -رضي الله عنه- رأى رسول الله -صلى الله عليه وسلم- قد حضر إلى الصلاة فأشار إليه -عليه الصلاة والسلام- بالبقاء على ما هو عليه من إمامة الناس كما في رواية للبخاري: "فأشار إليه أن امكث مكانك" فرفع أبو بكر يده وحمد الله تعالى، على ما رآه من تعامل النبي -صلى الله عليه وسلم- معه، ثم رجع يمشي خطوات إلى الخلف حتى قام في صف المأمومين فتقدم رسول الله -صلى الله عليه وسلم- فصلى بالناس إماما، فلما فرغ -عليه الصلاة

حدیث کا درجہ: صحیح

اجمالی معنی:

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر ملی کہ عمرو بن عوف کی اولاد کے درمیان کچھ اختلاف ہے۔ اور بات لڑائی جھگڑے تک پہنچ گئی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس بات کی خبر ہوئی تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بعض صحابہ کے ساتھ تشریف لے گئے، تو وہاں تاخیر ہوگئی اور نماز کا وقت ہوگیا۔ وہ عصر کی نماز تھی جیسا کہ بخاری نے اپنی روایت میں اس کی صراحت کی ہے۔ صحیح بخاری کی روایت کے الفاظ یہ ہیں: ''فلما حضرت صلاة العصر أذن وأقام وأمر أبا بكر فتقدم" (جب نماز عصر کا وقت ہوا، تو بلال رضی اللہ عنہ نے اذان دی، پھر اقامت کہی اور ابو بکر رضی اللہ عنہ سے (نماز پڑھانے کے لیے) کہا تو وہ آگے بڑھے)۔ پھر بلال رضی اللہ عنہ ابو بکر رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور عرض کیا: اے ابو بکر! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہاں رک گئے ہیں اور نماز کا وقت ہوگیا ہے، تو کیا آپ لوگوں کی امامت کرائیں گے؟ ابو بکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ہاں اگر تم چاہتے ہو۔ بلال رضی اللہ عنہ نے نماز کے لیے اقامت کہی اور ابو بکر رضی اللہ عنہ آگے بڑھے اور تکبیر تحریمہ کہہ کر نیت باندھی اور لوگوں نے بھی تکبیر کہی۔ اتنے میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم صفوں کے درمیان چلتے ہوئے تشریف لے آئے۔ بخاري نے ایک روایت میں یہ اضافہ کیا ہے: "يشقها شقاً" (صفوں کو چیرتے ہوئے تشریف لائے)، یہاں تک کہ پہلی صف میں کھڑے ہو گئے جیسا کہ صحیح مسلم کی روایت میں ہے: "فخرق الصفوف حتى قام عند الصفّ المقدم" (کہ صفوں کو چیرتے ہوئے آئے یہاں تک کہ اگلی صف میں کھڑے ہو گئے) جب لوگوں کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی موجودگی کا علم ہوا تو وہ تالیاں بجانے لگے کیونکہ وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے نماز پڑھنا پسند کرتے تھے۔ ابو بکر رضی اللہ عنہ لوگوں کی تالیاں سن رہے تھے لیکن اس کی وجہ کیا تھی؟ اس سے بے خبر تھے۔ اور وہ ادھر اُدھر متوجہ نہیں ہوتے تھے، کیونکہ انہیں علم تھا کہ نماز میں ادھر ادھر متوجہ ہونا ممنوع ہے اور یہ شیطان کا بندے کی نماز میں سے اچک لینا ہے جیسا کہ ترمذي وغیرہ میں اس کا ذکر ہے، لیکن جب لوگوں نے بہت زیادہ تالیاں بجائیں تو ابو بکر رضی اللہ عنہ متوجہ ہوئے اور دیکھا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لا چکے ہیں۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی جانب اشارہ کیا کہ لوگوں کی امامت کراتے رہیں، جیسا کہ صحیح بخاری کی روایت میں ہے "فأشار إليه أن امكث مكانك" (کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی طرف اشارہ کیا کہ اپنی جگہ پر برقرار رہیں) لیکن ابو بکر رضی اللہ عنہ نے اپنا ہاتھ اٹھایا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے ساتھ جو حسن معاملہ فرمایا تھا، اس پر اللہ تعالی کی حمد بیان کی،

والسلام- من صلاته أقبل على الناس بوجهه، وقال: "يا أيها الناس، ما لكم حين نَابكم شيء في الصلاة أخذتم في التصفيق؟ إنما التصفيق للنساء" ثم بين لهم ما يسن لهم فعله فيما إذا نابهم شيء في الصلاة، فقال: (من نابه شيء في صلاته فليَقُل: سبحان الله، فإنه لا يسمعه أحد حين يقول: سبحان الله، إلا التَفت). ثم قال: (يا أبا بكر: ما منعك أن تصلي بالناس حين أشرت إليك؟)، فقال أبو بكر: ما كان ينبغي لابن أبي قحافة أن يصلي بالناس بين يدي رسول الله -صلى الله عليه وسلم-، وهذا من حبه وتعظيمه وإجلاله -رضي الله عنه- لرسول الله -صلى الله عليه وسلم-.

پھر وہ الٹے پاؤں چند قدم پیچھے آ گئے یہاں تک کہ مقتدیوں کی صف میں شامل ہو گئے، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آگے بڑھے اور لوگوں کو نماز پڑھائی۔ جب نماز سے فارغ ہوئے تو لوگوں کی جانب اپنا رخ کیا اور ارشاد فرمایا: اے لوگو! تمھیں کیا ہے کہ جب تمہیں نماز میں کوئی نئی چیز پیش آتی ہے تو تم تالیاں بجانا شروع کر دیتے ہو؟ تالیاں بجانا تو خواتین کے لیے (مشروع) ہے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے لیے وضاحت فرمائی کہ اگر نماز میں انھیں کوئی چیز پیش آجائے تو ان کے لیے کیا کرنا مسنون ہے، چنانچہ فرمایا: ''جب نماز میں کسی کو کوئی نئی چیز پیش آئے تو وہ سبحان اللہ کہے اس لیے کہ جو بھی اسے سبحان اللہ کہتے ہوئے سنے گا تو اس کی طرف متوجہ ہوگا۔ پھر فرمایا: ''اے ابو بکر! تمھیں جب میں نے اشارہ کر دیا تھا (کہ نماز پڑھاتے رہو) تو پھر تمھیں لوگوں کو نماز پڑھانے سے کس چیز نے روکا؟'' تو ابو بکر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: ابو قحافہ کے بیٹے (ابو بکر) کے لیے یہ مناسب نہیں ہے کہ وہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی موجودگی میں لوگوں کو نماز پڑھائے۔'' یہ ابو بکر رضی اللہ عنہ کا اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت اور آپ کی تعظیم و توقیر اظہار تھا۔

راوي الحديث: متفق عليه.

التخريج: سهل بن سعد الساعدي -رضي الله عنهما-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- شَرٌّ : قتال.
- حَانت الصلاة : دخل حينها وهو وقتها، وهي صلاة العصر، كما في صحيح البخاري.
- القَهْقَرَى : يمشي إلى خلفه.
- نَابَكُم : أصابكم.
- ابن أبي قحافة : أبو قحافة اسمه عثمان وهو والد أبي بكر.

فوائد الحديث:

١. المسارعة إلى الإصلاح بين الناس لحسم مادة القطيعة بينهم، وتوجه الإمام بنفسه إلى بعض رعيته لذلك.
٢. وجوب قيام الإمام على مصالح الرعية، وتحسس أوضاعهم والإشراف عليها بنفسه.
٣. جواز الصلاة الواحدة بإمامين أحدهما بعد الآخر.
٤. جواز التسبيح في الصلاة لما ينوب المصلي أو غيره.
٥. جواز الالتفات في الصلاة للحاجة.
٦. جواز الحركات إذا لم تكثر، ومخاطبة المصلي بالإشارة أولى من مخاطبته بالعبارة.
٧. فضل أبي بكر الصديق -رضي الله عنه-، وأن المسلمين كانوا يعرفون له فضله في حياة النبي -صلى الله عليه وسلم.-
٨. تواضعه -صلى الله عليه وسلم.-
٩. جواز إمامة المفضول للفاضل، ولهذا قال الرسول -صلى الله عليه وسلم- لأبي بكر -رضي الله عنه-: (ما منعك أن تصلي بالناس حين أشرت إليك؟).
١٠. جواز تأخير الصلاة عن أول وقتها.
١١. جواز تحول الإمام مأموما.

١٢. السنة فيما إذا ناب الإمام شيء في صلاته، أن يسبح الرجال وتصفق النساء.
١٣. أن إقامة الصلاة من اختصاص المؤذن حال غياب الإمام.
١٤. المشي بين الصفوف لا يقطع الصلاة.
١٥. حرص الصحابة -رضي الله عنهم- على الصلاة خلف رسول الله -صلى الله عليه وسلم.-
١٦. أن الالتفات لا يبطل الصلاة، إذا كان لحاجة.
١٧. تعظيم وتوقير أبي بكر -رضي الله عنه- للنبي -صلى الله عليه وسلم.-
١٨. جواز رفع اليدين عند الحمد والثناء على الله.

المصادر والمراجع:

كنوز رياض الصالحين، تأليف: حمد بن ناصر بن العمار ، الناشر: دار كنوز أشبيليا، الطبعة الأولى: ١٤٣٠هـ بهجة الناظرين، تأليف: سليم بن عيد الهلالي، الناشر: دار ابن الجوزي، سنة النشر:١٤١٨ هـ - ١٩٩٧م. نزهة المتقين، تأليف: جمعٌ من المشايخ، الناشر: مؤسسة الرسالة، الطبعة الأولى: ١٣٩٧ هـ، الطبعة الرابعة عشر ١٤٠٧هـ. شرح رياض الصالحين، تأليف: محمد بن صالح العثيمين، الناشر: دار الوطن للنشر، الطبعة: ١٤٢٦هـ. صحيح مسلم، تأليف: مسلم بن الحجاج النيسابوري، تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي الناشر: دار إحياء التراث العربي – بيروت. دليل الفالحين، تأليف: محمد بن علان، الناشر: دار الكتاب العربي، نسخة الإلكترونية، لا يوجد بها بيانات نشر. صحيح البخاري، تأليف: محمد بن إسماعيل البخاري، تحقيق: محمد زهير الناصر، الناشر: دار طوق النجاة الطبعة: الأولى، ١٤٢٢هـ.

الرقم الموحد: (6973)

أن رسول الله -صلى الله عليه وسلم- خرج إلى قتلى أحد، فصلى عليهم بعد ثمان سنين كالمودع للأحياء والأموات

عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شہدائے احد کی جانب گئے اور آٹھ سال بعد ان کے حق میں دعا فرمائی۔ (ایسا لگ رہا تھا،) جیسے آپ صلی اللہ علیہ وسلم زندوں اور مردوں، سب سے رخصت ہو رہے ہوں۔ اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر تشریف لائے اور فرمایا: "میں تم سے سبقت کرنے والا ہوں، میں تم پر گواہ رہوں گا اور مجھ سے (قیامت کے دن) تمھاری ملاقات حوض (کوثر) پر ہوگی۔ میں اپنی اس جگہ سے حوض (کوثر) کو دیکھ رہا ہوں۔ ذرا غور سے سنو! مجھے تمھارے بارے میں اس بات کا خطرہ نہیں ہے کہ تم شرک کروگے۔ ہاں! میں تمھارے بارے میں دنیا سے ڈرتا ہوں کہ تم کہیں دنیا کے لیے آپس میں مقابلہ نہ کرنے لگو"۔ عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میرے لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ آخری دیدار تھا، جو مجھ کو نصیب ہوا متفق علیہ۔ ایک اور روایت میں یہ الفاظ وارد ہوئے: "لیکن میں تمھارے بارے میں دنیا سے ڈرتا ہوں کہ تم کہیں دنیا کے لیے آپس میں مقابلہ نہ کرنے لگو اور ایک دوسرے کی جان کے دشمن ہو کر باہم قتل کرنے لگ جاؤ۔ پھر تم بھی اسی طرح ہلاک ہو جاؤ، جس طرح تم سے پہلے لوگ ہلاک ہو گئے"۔ عقبہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ منبر پر یہی آخری مرتبہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا۔ ایک اور روایت میں یہ الفاظ ہیں: "میں تم سے سبقت کرنے والا ہوں۔ میں تم پر گواہ رہوں گا۔ اللہ کی قسم! اس وقت بھی میں اپنے حوض (کوثر) کو دیکھ رہا ہوں۔ اور مجھے زمین کے خزانوں کی کنجیاں دی گئی ہیں یا (فرمایا کہ) زمین کی کنجیاں دی گئی ہیں۔ اور اللہ کی قسم! میں تمھارے متعلق اس سے نہیں ڈرتا کہ تم میرے بعد شرک کروگے، بلکہ مجھے تمھارے متعلق یہ خوف ہے کہ تم دنیا کے لیے ایک دوسرے سے آگے بڑھنے کی کوشش کرنے لگوگے"۔ یہاں پر "الصلاۃ علی قتلی احد" سے مراد ان کے حق میں دعا ہے، نہ کہ نماز۔

١٦١٢. الحديث:

عن عقبة بن عامر -رضي الله عنه-: أن رسول الله -صلى الله عليه وسلم- خرج إلى قتلى أحد، فصلى عليهم بعد ثمان سنين كالمُوَدِّع للأحياء والأموات، ثم طلع إلى المنبر، فقال: «إني بين أيديكم فَرَطٌ وأنا شهيد عليكم وإن مَوْعِدَكُمُ الحَوْضُ، وإني لأنظر إليه من مقامي هذا، ألَا وإني لست أخشى عليكم

١٦١٢. حدیث:

عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شہدائے احد کی جانب گئے اور آٹھ سال بعد ان کے حق میں دعا فرمائی۔ (ایسا لگ رہا تھا،) جیسے آپ صلی اللہ علیہ وسلم زندوں اور مردوں، سب سے رخصت ہو رہے ہوں۔ اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر تشریف لائے اور فرمایا: "میں تم سے سبقت کرنے والا ہوں، میں تم پر گواہ رہوں گا اور مجھ سے (قیامت کے دن) تمھاری ملاقات حوض (کوثر) پر ہوگی۔ میں اپنی اس جگہ سے حوض (کوثر) کو دیکھ رہا ہوں۔ ذرا

أن تُشركوا، ولكن أخشى عليكم الدنيا أن تَنَافَسُوهَا» قال: فكانت آخر نظرة نَظَرْتُها إلى رسول الله -صلى الله عليه وسلم-. وفي رواية: «ولكني أخشى عليكم الدنيا أن تنافسوا فيها، وتَقْتَتِلوا فتَهْلِكوا كما هلك من كان قبلكم». قال عقبة: فكان آخر ما رأيت رسول الله -صلى الله عليه وسلم- على المنبر. وفي رواية قال: «إني فَرَطٌ لكم وأنا شهيد عليكم وإني والله لأنظر إلى حوضي الآن، وإني أُعْطِيتُ مَفَاتِيحَ خَزَائِنِ الأرض، أو مَفَاتِيحَ الأرض، وإني والله ما أخاف عليكم أن تشركوا بعدي، ولكن أخاف عليكم أن تَنَافَسُوا فيها».

غور سے سنو!مجھے تمھارے بارے میں اس بات کا خطرہ نہیں ہے کہ تم شرک کرو گے۔ ہاں! میں تمھارے بارے میں دنیا سے ڈرتا ہوں کہ تم کہیں دنیا کے لیے آپس میں مقابلہ نہ کرنے لگو“۔ عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میرے لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ آخری دیدار تھا، جو مجھ کو نصیب ہوا متفق علیہ۔ ایک اور روایت میں یہ الفاظ وارد ہوئے : ”لیکن میں تمھارے بارے میں دنیا سے ڈرتا ہوں کہ تم کہیں دنیا کے لیے آپس میں مقابلہ نہ کرنے لگو اور ایک دوسرے کی جان کے دشمن ہو کر باہم قتل کرنے لگ جاؤ۔ پھر تم بھی اسی طرح ہلاک ہو جاؤ، جس طرح تم سے پہلے لوگ ہلاک ہو گئے“۔ عقبہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ منبر پر یہی آخری مرتبہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا۔ ایک اور روایت میں یہ الفاظ ہیں : ”میں تم سے سبقت کرنے والا ہوں۔ میں تم پر گواہ رہوں گا۔ اللہ کی قسم! اس وقت بھی میں اپنے حوض (کوثر) کو دیکھ رہا ہوں۔ اور مجھے زمین کے خزانوں کی کنجیاں دی گئی ہیں یا (فرمایا کہ) زمین کی کنجیاں دی گئی ہیں۔ اور اللہ کی قسم! میں تمھارے متعلق اس سے نہیں ڈرتا کہ تم میرے بعد شرک کرو گے، بلکہ مجھے تمھارے متعلق یہ خوف ہے کہ تم دنیا کے لیے ایک دوسرے سے آگے بڑھنے کی کوشش کرنے لگو گے“۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ : صحیح

المعنى الإجمالي:

خرج رسول الله -صلى الله عليه وسلم- إلى أحد فدعا للشهداء هناك، وكان هذا بعد ثمان سنين من الغزوة، ثم صعد المنبر -صلى الله عليه وسلم- وخطب الناس كالمودع لهم، وأخبر أنه يرى حوضه وأنه سيسبقهم إليه، وأنه شهيد عليهم، وأخبر أن أمته ستملك خزائن الأرض، وأخبر -صلى الله عليه وسلم- أنه لا يخشى على أمته الشرك، ولكنه خشي شيئا آخر الناس أسرع إليه وهو أن تفتح الدنيا على الأمة فيتنافسوها ويتقاتلوا عليها فتهلكهم كما أهلكت من قبلهم. يقول عقبة -رضي الله عنه-: وكانت تلك المرة آخر مرة رأى رسول الله -صلى الله عليه وسلم- على المنبر.

اجمالی معنی :

ایک دن رسول اللہ ﷺ غزوۂ احد کے شہدا کی جانب ان کے حق میں دعا کے لیے نکلے۔ یہ واقعہ غزوہ احد کے آٹھ سال بعد کا ہے۔ پھر آپ ﷺ منبر پر تشریف فرما ہوئے اور لوگوں سے اس انداز میں خطاب فرمایا، جیسے ان سے وداعی و رخصتی خطاب فرما رہے ہوں اور اس بات کی بھی خبر دی کہ آپ ﷺ (دنیا ہی میں اس وقت) اپنے حوض (کوثر) کو دیکھ رہے ہیں اور بہت جلد اس حوض کے پاس ان سے قبل پہنچنے والے ہیں، اور یہ کہ آپ ﷺ ان کے گواہ ہوں گے، اور آپ ﷺ نے اپنی امت کو اس بات سے بھی مطلع فرمایا کہ اس امت کو بہت جلد زمین کے خزانوں کا مالک بنایا جائے گا۔ نیز آپ ﷺ نے اس بات سے بھی آگاہ فرما دیا کہ آپ ﷺ کو اپنی امت پر شرک کا خدشہ نہیں، لیکن کسی اور امر کا خوف لاحق ہے، جس کی طرف لوگ بہت تیزی کے ساتھ لپک کر جانے والے ہیں اور وہ یہ کہ اس امت پر دنیوی مال و متاع کے دروازے کھول دیے جائیں گے اور وہ اس میں ایک دوسرے سے مقابلہ آرائی کرتے ہوئے، اس کے حصول کے لیے ایک دوسرے کی جان کے درپے ہو جائیں گے اور اس طرح یہ امت بھی ہلاکت و تباہی کا شکار ہوگی، جس طرح ان سے قبل لوگ ہلاک و برباد ہوئے۔ عقبہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ انھوں نے منبر پر رسول اللہ ﷺ کو یہی آخری مرتبہ دیکھا۔

راوي الحديث: متفق عليه.
التخريج: عقبة بن عامر -رضي الله عنه-
مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.
معاني المفردات:

- فرط : سابق لكم.
- تنافسوها : التنافس: الرغبة في الشيء ومحبة الانفراد به والمبالغة فيه.
- أُحد : الجبل الذي كانت عنده غزوة أحد قرب المدينة.

فوائد الحديث:

١. بيان بعض معجزات رسول -صلى الله عليه وسلم- حيث عاين حوضه الشريف من مقامه في الدنيا.
٢. التنافس على زهرة الحياة الدنيا مضر بالدين مفرق للشمل.
٣. بشارة بدوام الإسلام وثبات غالب المسلمين عليه.
٤. جواز توديع من شعر بقرب أجله لإخوانه وأصحابه.
٥. إثبات حوض النبي -صلى الله عليه وسلم- المورد وأنه موجود.
٦. استحباب زيارة القبور والدعاء لأهلها؛ فإنها تذكرة بالآخرة.

المصادر والمراجع:

صحيح البخاري -أبو عبد الله محمد بن إسماعيل بن إبراهيم بن المغيرة الجعفي البخاري، تحقيق محمد زهير بن ناصر الناصر -الناشر : دار طوق النجاة -الطبعة : الأولى ١٤٢٢هـ. صحيح مسلم المحقق: محمد فؤاد عبد الباقي - الناشر: دار إحياء التراث العربي – بيروت. بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين، تأليف سليم بن عيد الهلالي، دار ابن الجوزي. رياض الصالحين، تأليف محيي الدين النووي، تحقيق عصام موسى هادي، ط: وزارة الأوقاف والشؤون الإسلامية بدولة قطر. شرح رياض الصالحين، المؤلف : محمد بن صالح بن محمد العثيمين. نزهة المتقين شرح رياض الصالحين، تأليف د/ مصطفى الخن، د/ مصطفى البغا، محيي الدين مستو، علي الشربجي، محمد أمين لطفي، مؤسسة الرسالة، ط:الرابعة عشر١٤٠٧ دليل الفالحين لطرق رياض الصالحين، تأليف محمد علي بن محمد علان. تطريز رياض الصالحين، تأليف فَيْصَلْ بنِ عَبْدِ العَزِيْزِ آل مُبَارَك.

الرقم الموحد: (8410)

أن رسول الله -صلى الله عليه وسلم- كَانَ إِذَا أَرَادَ أَنْ يَرْقُدَ، وَضَعَ يَدَهُ الْيُمْنَى تَحْتَ خَدِّهِ، ثُمَّ يَقُولُ: اللَّهُمَّ قِنِي عذابك يوم تبعث عبادك

رسول اللہ ﷺ جب سونے کا ارادہ فرماتے تو اپنا داہنا ہاتھ اپنے گال مبارک کے نیچے رکھتے اور پھر کہتے : «اللّٰھُمَّ قِنِي عَذَابَکَ یَوْمَ تَبْعَثُ عِبَادَکَ» ترجمہ : اے اللہ! مجھے اس دن اپنے عذاب سے محفوظ رکھنا جس دن تو اپنے بندوں کو اٹھائے گا۔

١٦١٣. الحديث:

عن حذيفة بن اليمان -رضي الله عنهما- وحفصة بنت عمر بن الخطاب -رضي الله عنهما- أن رسول الله -صلى الله عليه وسلم-كَانَ إِذَا أَرَادَ أَنْ يَرْقُدَ، وَضَعَ يَدَهُ الْيُمْنَى تَحْتَ خَدِّهِ، ثُمَّ يَقُولُ: «اللَّهُمَّ قِنِي عذابك يوم تبعث عبادك». وفي رواية: أنه كان يقوله ثلاث مرات.

١٦١٣. حدیث :

حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ اور حفصہ بنت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب سونے کا ارادہ فرماتے تو اپنا داہنا ہاتھ اپنے گال مبارک کے نیچے رکھتے اور پھر کہتے : «اللّٰھُمَّ قِنِي عَذَابَکَ یَوْمَ تَبْعَثُ عِبَادَکَ» ترجمہ : اے اللہ! مجھے اس دن اپنے عذاب سے محفوظ رکھنا جس دن تو اپنے بندوں کو اٹھائے گا۔ ایک اور روایت میں ہے کہ آپ ﷺ ایسا تین دفعہ کہا کرتے تھے۔

درجة الحديث: صحيح دون قوله: "ثلاث مرات"

حدیث کا درجہ :

المعنى الإجمالي:

هذا الحديث يتناول سنة فعلية وقولية من سنن النبي -صلى الله عليه وسلم-، وكلا السنتين من سنن النوم. فالسنة الفعلية: هي هيئة نوم النبي -صلى الله عليه وسلم-، فقد وصف لنا حذيفة -رضي الله عنه- هيئة نوم رسول الله فقال: "كان إذا أراد أن يرقد وضع يده اليمنى تحت خده" فيه دليل على نوم النبي -صلى الله عليه وسلم- على جنبه الأيمن، لأنه إذا وضع يده اليمنى تحت خده كان نائمًا على جنبه الأيمن لا محالة، ويدل على ذلك الروايات الأخرى. ولكن هذا الحديث زاد وضع اليد تحت الخد، فمن قدر على فعله فعله تأسيًا، ومن اكتفى بالنوم على الشق الأيمن فإنه يكفيه، ويدل على ذلك أن بعض الروايات إنما وردت بنومه -صلى الله عليه وسلم- على جنبه الأيمن بدون ذكر وضع اليد تحت الخد، فلربما كان يفعله النبي -صلى الله عليه وسلم- أحيانًا، ويشير إليه ذكر بعض الصحابة له وعدم ذكر البعض الآخر، ولكن جميع الروايات اتفقت على النوم على الشق الأيمن فدل على أنّ هذا هو السنة المتعينة. "ثم يقول" ثم تدل على الترتيب والتراخي، وهو الملائم لحال من

اجمالی معنی :

اس حدیث میں نبی ﷺ کی سنتوں میں سے ایک فعلی اور قولی سنت کا بیان ہے اور دونوں سنتیں نیند سے متعلق سنتوں میں سے ہیں۔ فعلی سنت : اس سے مراد وہ ہیئت ہے جس پر نبی ﷺ سویا کرتے تھے۔ حذیفہ رضی اللہ عنہ نے ہمیں نبی ﷺ کے سونے کے انداز کے بارے میں بتایا کہ آپ ﷺ جب سونے کا ارادہ فرماتے تو اپنا دایاں ہاتھ اپنے رخسار مبارک کے نیچے رکھ لیا کرتے تھے۔ اس میں آپ ﷺ کے دائیں پہلو پر سونے کی دلیل ہے۔ کیونکہ آپ ﷺ جب اپنا دایاں ہاتھ اپنے رخسار تلے رکھتے تھے تو اس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ ﷺ لامحالہ اپنے دائیں پہلو پر سوتے تھے اور دیگر روایات بھی اس پر دلالت کرتی ہیں (کہ آپ ﷺ دائیں پہلو پر سویا کرتے تھے)۔ تاہم اس حدیث میں ایک بات زائد ہے کہ آپ ﷺ رخسار تلے اپنا ہاتھ رکھا کرتے تھے۔ چنانچہ جو شخص ایسا کر سکتا ہو وہ آپ ﷺ کی پیروی میں ایسا کرے اور جو شخص دائیں پہلو کے بل لیٹنے پر اکتفاء کرلے تو یہ بھی اس کے لیے کافی ہو گا کیونکہ بعض روایات میں آیا ہے کہ آپ ﷺ اپنے دائیں پہلو پر سویا کرتے تھے اور ان میں رخسار کے نیچے ہاتھ رکھنے کا کوئی ذکر نہیں ہے۔ شاید نبی ﷺ ایسا بعض اوقات کیا کرتے تھے۔ اس کی طرف اشارہ اس بات سے ہوتا ہے کہ کچھ صحابہ نے اسے ذکر کیا ہے اور بعض نے اسے ذکر نہیں کیا۔ تاہم تمام روایات کا دائیں پہلو کے بل سونے پر اتفاق ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہی عین سنت ہے۔ " ثم یقول" (پھر آپ ﷺ فرماتے) یہاں ثم کا لفظ ترتیب اور تراخی پر دلالت کرتا ہے اور یہ اس شخص کی حالت سے مناسبت رکھتا ہے جس کا سونے کا

أراد النوم، فكان يضطجع أولا على شقه الأيمن، ويضع يده اليمنى تحت خده الأيمن، ثم يقول الذكر بعد ذلك ولا يشترط أن يقول الإنسان هذا الذكر مباشرة عقب الاضطجاع لأن "ثم" تدل على التراخي، فلو تكلم الإنسان مع زوجته ثم قال الذكر بعد ذلك فلا بأس. "اللَّهُمَّ قني عذابك يوم تبعث عبادك" احفظني من العذاب يوم البعث، ولفظ "قني" يشمل الوقاية من الله تفضلا وإحسانًا، وتوفيق العبد لفعل ما يوجب الجنة والنجاة من العذاب؛ لأن العموم هو الأصل ولا يصار للتخصيص إلا لدليل، واللفظ يستوعب المعنيين. وقوله "عذابك" يعم كل ألوان عذاب ذلك اليوم، ويدخل فيه عذاب النار دخولًا أوليًّا، وهذا اليوم سماه الله -تعالى- بيوم القارعة والصاخة والطامة والقيامة، مما يدل على هوله وشدته فكان المناسب دعاء الله -تعالى- النجاة من عذاب هذا اليوم، وقوله "عذابك" أضاف العذاب إلى الله -تعالى- ليدل على هوله وشدته وعظمته، وأيضًا فيه معنى التفويض إذ الرب -سبحانه- هو المتصرف في العبيد، وفي هذا العذاب تصرف المالك المسيطر، واللفظ يشمل المعنيين. وانظر إلى المناسبة اللطيفة بين النوم الذي هو أخو الموت أو الموتة الصغرى والبعث الذي يعقب الموت، فالحديث فيه مناسبة لطيفة دقيقة تجمع بين الشيء وتابعه، وهذا من جلال وجمال ألفاظ النبي -صلى الله عليه وسلم-.

ارادہ ہو۔ ایسا شخص پہلے اپنے داہنے پہلو پر لیٹے گا اور اپنا دایاں ہاتھ اپنے دائیں گال کے نیچے رکھے گا پھر اس کے بعد دعا پڑھے گا۔ یہ شرط نہیں ہے کہ انسان لیٹنے کے فورا بعد یہ دعا کرے کیونکہ "ثم" کا لفظ تاخیر پر دلالت کرتا ہے۔ چنانچہ اگر انسان اپنی بیوی کے ساتھ بات چیت کرتا رہے اور پھر اس کے بعد دعا پڑھے تو اس میں کوئی مضائقہ نہیں۔ "اللَّهُمَّ قِني عَذَابَكَ يَوْمَ تَبْعَثُ عِبَادَكَ" : یہ اللہ تعالی کے اسم اعظم کے ساتھ دعا ہے جیسا کہ بعض علماء کا کہنا ہے۔ جمہور علماء کا یہی قول ہے۔ "قني" : یعنی قیامت کے دن مجھے عذاب سے محفوظ رکھنا۔ لفظ "قني" میں اللہ کے فضل و احسان کی بدولت حفاظت کا معنی ہے یا یہ لفظ بندے کو ایسے فعل کی توفیق دینے پر مشتمل ہے جس کی وجہ سے اس کے لیے جنت واجب ہو جاتی ہے اور عذاب سے نجات مل جاتی ہے یا پھر یہ بیک وقت دونوں ہی معانی کو متضمن ہے اور یہی راجح ہے۔ کیونکہ اصل عموم ہی ہوتا ہے اور تخصیص کی طرف صرف اسی وقت جایا جاتا ہے جب کوئی دلیل ہو اور جیسا کہ آپ دیکھ رہے ہیں یہ لفظ دونوں ہی معانی کا احاطہ کرتا ہے۔ "عذابک"۔ یہ عذاب کی تمام اقسام کو شامل ہے۔ اس میں جہنم کا عذاب بدرجہ اول داخل ہے۔ تاہم اس دن کو اللہ نے القارعۃ، الصاخۃ، الطامۃ اور القیامۃ جیسے ناموں سے موسوم کیا ہے۔ اور یہ بات اس کی ہولناکی اور سختی پر دلالت کرتی ہے چنانچہ مناسب یہ ہے کہ اللہ سے اس دن کے عذاب سے نجات کی دعا کی جائے۔ "عذابک"۔ اس میں نبی ﷺ نے عذاب کی نسبت اللہ تعالی کی طرف کی تاکہ اس سے اس کی ہولناکی، شدت او عظمت کی نشاندہی ہو سکے۔ اسی طرح اس میں سپردگی کا معنی بھی ہے کیونکہ بندوں میں صرف اللہ ہی کا اختیارِ تصرف چلتا ہے اور اس عذاب پر اس غالب و مالک کا تصرف ہے۔ لفظ دونوں ہی معانی (عذاب کی سختی اور سپردگی) کا احتمال رکھتا ہے اور دونوں ہی کو مشتمل ہے۔ اس لطیف مناسبت پر غور کریں جو نیند جو کہ موت کی بہن یا چھوٹی موت ہے اور موت کے بعد دوبارہ اٹھائے جانے کے مابین ہے۔ حدیث میں شے (موت) اور اس کے تابع (بعث بعد الموت) کے مابین بہت ہی لطیف اور باریک قسم کی مناسبت کا بیان ہے اور یہ بات نبی ﷺ کے الفاظ کی عظمت وجمال کی دلیل ہے۔

راوي الحديث: حديث حذيفة: رواه الترمذي وأحمد. حديث حفصة: رواه أبو داود و النسائي في الكبرى وأحمد. والزيادة في حديث حفصة.

التخريج: حذيفة بن اليمان -رضي الله عنهما- حفصة بنت عمر بن الخطاب -رضي الله عنهما-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- قني : احفظني.

فوائد الحديث:

١. فضل هذا الدعاء المبارك، واستحباب المحافظة عليه اقتداء بالنبي -صلى الله عليه وسلم.-
٢. استحباب الاضطجاع على الشق الأيمن.

٣. تواضع النبي -صلى الله عليه وسلم- لربه ومولاه -تعالى-، وفيه تنبيه للأمة أن لا يأمنوا مكر الله -تعالى-؛ فإنه لا يأمن مكر الله إلا القوم الخاسرون.

٤. إثبات الحشر والمعاد، وأن الناس راجعون إلى ربهم ليحاسبهم على أعمالهم، فمن وجد خيرًا فليحمد الله -تعالى-، ومن وجد دون ذلك فلا يلومن إلا نفسه، وإنما هي أعمال العباد يحصيها الله عليهم.

٥. حرص الصحابة -رضي الله عنهم- على بيان أحوال النبي -صلى الله عليه وسلم- في رقوده.

٦. قوله: "وضع يده اليمنى تحت خده" وهو من عادته -صلى الله عليه وسلم- التيمن في كل شيء إلا ما ورد الدليل على خلافه.

٧. النوم على الشق الأيمن أسرع إلى الانتباه لعدم استقرار القلب في تلك الحالة، وأهنأ للقلب لأنه في الجهة اليسرى فلو نام العبد على الجهة اليسرى يضر بالقلب لميل الأعضاء عليه.

المصادر والمراجع:

بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين لسليم الهلالي، ط١، دار ابن الجوزي، الدمام، ١٤١٥هـ. جامع الترمذي، تحقيق وتعليق: أحمد محمد شاكر وآخرون، مكتبة ومطبعة مصطفى البابي الحلبي، ط٢، مصر، ١٣٩٥ هـ. رياض الصالحين للنووي، ط١، تحقيق: ماهر ياسين الفحل، دار ابن كثير، دمشق، بيروت، ١٤٢٨ هـ. رياض الصالحين، ط٤، تحقيق: عصام هادي، وزارة الأوقاف والشؤون الإسلامية القطرية، دار الريان، بيروت، ١٤٢٨هـ. سلسلة الأحاديث الصحيحة وشيء من فقهها وفوائدها للألباني، مكتبة المعارف، ط١، الرياض، ١٤٢٢هـ. سنن أبي داود، تحقيق: محمد محيي الدين عبد الحميد، المكتبة العصرية، بيروت. السنن الكبرى للنسائي، تحقيق: حسن عبد المنعم شلبي، ط١، مؤسسة الرسالة، بيروت، ١٤٢١هـ. صحيح أبي داود للألباني ، ط١، مؤسسة غراس للنشر والتوزيع، الكويت، ١٤٢٣هـ. صحيح الجامع الصغير وزيادته للألباني، ط٣، المكتب الإسلامي، بيروت، ١٤٠٨هـ. كنوز رياض الصالحين، مجموعة من الباحثين برئاسة حمد بن ناصر العمار، ط١، كنوز إشبيليا، الرياض، ١٤٣٠هـ. مسند الإمام أحمد بن حنبل، تحقيق: شعيب الأرنؤوط - عادل مرشد، وآخرون، إشراف: د عبد الله بن عبد المحسن التركي، ط١، مؤسسة الرسالة، ١٤٢١ هـ. مشكاة المصابيح للتبريزي، ، تحقيق: محمد ناصر الدين الألباني، ط٣، المكتب الإسلامي، بيروت، ١٩٨٥هـ. نزهة المتقين شرح رياض الصالحين لمجموعة من الباحثين، ط١٤، مؤسسة الرسالة، ١٤٠٧هـ.

الرقم الموحد: (6167)

أن رسول الله -صلى الله عليه وسلم- كان إذا استوَى على بعيره خارجا إلى سفر، كَبَّرَ ثلاثا، ثم قال: «سبحان الذي سخَّر لنا هذا وما كنا له مُقْرِنِينَ وإنا إلى ربنا لـمُنْقَلِبُون...»

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سفر میں جانے کے لیے جب اپنے اونٹ پر سوار ہو جاتے، تو تین مرتبہ اللہ اکبر کہتے، پھر یہ دعا پڑھتے: "سُبْحَانَ الَّذِي سَخَّرَ لَنَا هٰذَا وَمَا كُنَّا لَهُ مُقْرِنِينَ، وَإِنَّا إِلَى رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُونَ اللّٰهُمَّ إِنَّا نَسْأَلُكَ فِي سَفَرِنَا هٰذَا الْبِرَّ وَالتَّقْوَى، وَمِنَ الْعَمَلِ مَا تَرْضَى، اللّٰهُمَّ هَوِّنْ عَلَيْنَا سَفَرَنَا هٰذَا وَاطْوِ عَنَّا بُعْدَه، اللّٰهُمَّ أَنْتَ الصَّاحِبُ فِي السَّفَرِ، وَالْخَلِيفَةُ فِي الأَهْلِ، اللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوذُبِكَ مِنْ وَعْثَاءِ السَّفَرِ، وَكَآبَةِ الْمَنْظَرِ، وَسُوءِ الْمُنْقَلَبِ فِي الْمَالِ وَالأَهْلِ وَالْوَلَدِ"۔ اور جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم سفر سے واپس لوٹتے تو مذکورہ دعا پڑھتے اور اس میں اتنا اضافہ کرتے: "آيِبُونَ تَائِبُونَ عَابِدُونَ لِرَبِّنَا حَامِدُونَ"۔ ایک اور روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب حج یا عمرہ سے واپس ہوتے، تو جب بھی کسی بلند جگہ یا سخت زمین والی اونچی جگہ کا چڑھاؤ ہوتا، تو تین مرتبہ "اللہ اکبر" کہتے اور یہ دعا پڑھتے: "لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ، آيِبُونَ تَائِبُونَ، عَابِدُونَ سَاجِدُونَ، لِرَبِّنَا حَامِدُونَ، صَدَقَ اللّٰهُ وَعْدَهُ وَنَصَرَ عَبْدَهُ، وَهَزَمَ الأَحْزَابَ وَحْدَهُ۔" بعض جگہوں میں یوں وارد ہے کہ: "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب بڑے لشکروں یا چھوٹے دستوں (کی مہموں) سے یا حج یا عمرے سے لوٹتے..."

١٦١٤. الحديث:

عن عبد الله بن عمر -رضي الله عنهما- أن رسول الله -صلى الله عليه وسلم- كان إذا استوَى على بَعِيره خارجًا إلى سَفَر، كَبَّرَ ثلاثا، ثم قال: «سبحان الذي سخَّر لنا هذا وما كُنَّا له مُقْرِنِينَ وإنَّا إلى ربِّنا لـمُنْقَلِبُون، اللّٰهُمَّ إنَّا نَسْأَلُك في سفرنا هذا البِرَّ والتَّقْوَى، ومن العمل ما تَرْضَى، اللّٰهُمَّ هَوِّنْ علينا سفرنا هذا واطْوِ عنا بُعْدَه، اللّٰهُمَّ أنت الصاحب في السفر، والخليفة في الأهل، اللّٰهُمَّ إني أعوذ بك مِن وَعْثَاء السفر، وكآبة الـمَنْظر، وسوء الـمُنْقَلَب في المال والأهل والولد». وإذا رجع قالهن. وزاد فيهن «آيبون تائبون عابدون لِربنا حامدون». وفي رواية: كان النبي -صلى الله عليه وسلم- إذا قَفَل من الحج أو العمرة، كلما أَوْفَى على ثَنِيَّة أو فَدْفَدٍ كَبَّرَ ثلاثا، ثم قال: «لا إله إلا الله وحده لا شريك له، له الملك وله الحمد، وهو على كل شيء قدير، آيِبون، تائبون، عابدون، ساجدون، لربنا حامدون، صدَق الله وَعْدَه،

١٦١٤. حدیث:

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سفر میں جانے کے لیے جب اپنے اونٹ پر سوار ہو جاتے، تو تین مرتبہ اللہ اکبر کہتے، پھر یہ دعا پڑھتے: "سُبْحَانَ الَّذِي سَخَّرَ لَنَا هٰذَا وَمَا كُنَّا لَهُ مُقْرِنِينَ، وَإِنَّا إِلَى رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُونَ اللّٰهُمَّ إِنَّا نَسْأَلُكَ فِي سَفَرِنَا هٰذَا الْبِرَّ وَالتَّقْوَى، وَمِنَ الْعَمَلِ مَا تَرْضَى، اللّٰهُمَّ هَوِّنْ عَلَيْنَا سَفَرَنَا هٰذَا وَاطْوِ عَنَّا بُعْدَه، اللّٰهُمَّ أَنْتَ الصَّاحِبُ فِي السَّفَرِ، وَالْخَلِيفَةُ فِي الأَهْلِ، اللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوذُبِكَ مِنْ وَعْثَاءِ السَّفَرِ، وَكَآبَةِ الْمَنْظَرِ، وَسُوءِ الْمُنْقَلَبِ فِي الْمَالِ وَالأَهْلِ وَالْوَلَدِ"۔ ترجمہ: پاک ہے وہ اللہ، جس نے اس (سواری) کو ہمارے تابع کر دیا، جب کہ ہم اس کو قابو میں لانے والے نہیں تھے، اور ہمیں اپنے رب ہی کی طرف پلٹ کر جانا ہے۔ اے اللہ! بلاشبہ ہم اپنے اس سفر میں تجھ سے نیکی اور تقویٰ اور ایسے اعمال کا سوال کرتے ہیں، جن میں تیری رضا شامل ہو۔ اے اللہ! ہمارے لیے ہمارے اس سفر کو آسان فرما دے اور ہمارے لیے اس سفر کی مسافت کو لپیٹ دے۔ اے اللہ! تو ہی رفیق سفر ہے اور تو ہی اہل و عیال میں نائب ہے۔ اے اللہ! میں تجھ سے سفر کی تکلیف و مشقت سے اور اذیت ناک منظر سے اور مال اور اہل میں ناکام لوٹنے کی برائی سے، تیری پناہ طلب کرتا ہوں"۔ اور جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم سفر سے واپس لوٹتے، تو مذکورہ دعا پڑھتے اور اس میں اتنا اضافہ کرتے: "آيِبُونَ تَائِبُونَ عَابِدُونَ لِرَبِّنَا حَامِدُونَ"

ونصَر عَبْدَه، وهزَم الأحزابَ وحده». وفي لفظ: إذا قَفَل من الجيوش أو السَّرايا أو الحج أو العمرة.

درجة الحديث: صحيح

المعنى الإجمالي:

يبين ابن عمر -رضي الله عنهما- في هذا الحديث أن النبي -صلى الله عليه وسلم- كان إذا أراد أن يسافر, وركب بعيره قال: الله أكبر ثلاث مرات, ثم قال هذا الدعاء العظيم, الذي يتضمن الكثير من المعاني الجليلة, ففيه تنزيه الله -عز وجل- عن الحاجة والنقص, واستشعار نعمة الله -تعالى- على العبد, وفيه البراءة من الحول والقوة, والإقرار بالرجوع إلى الله -تعالى-, ثم سؤاله -سبحانه- الخير والفضل والتقوى والتوفيق للعمل الذي يحبه ويتقبله, كما أن فيه التوكل على الله -تعالى- وتفويض الأمور إليه, كما اشتمل على طلب الحفظ في النفس والأهل, وتهوين مشقة السفر, والاستعاذة من شروره ومضاره, كأن يرجع المسافر فيرى ما يسوؤه في أهله أو ماله أو ولده. وذكر ابن عمر -رضي الله عنهما- في الرواية الأخرى أن النبي -صلى الله عليه وسلم- كان إذا رجع من سفره قال هذا الدعاء, وزاد قوله: (آيبون) أي نحن معشر الرفقاء راجعون (تائبون) أي من المعاصي،

ترجمہ : ہم امن وسلامتی کے ساتھ سفر سے لوٹنے والے ، اپنے رب سے توبہ کرنے والے ، اس کی عبادت اور حمد و ثنا کرنے والے ہیں“ ۔ ایک اور روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ حج یا عمرہ سے واپسی کے وقت جب کسی بلند جگہ یا سخت اونچی زمین کا چڑھاؤ چڑھتے ، تو تین مرتبہ ”اللہ اکبر“ کہتے اور یہ دعا پڑھتے : لَاإِلَهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ، آيِبُونَ تَائِبُونَ ، عَابِدُونَ سَاجِدُونَ ، لِرَبِّنَا حَامِدُونَ ، صَدَقَ اللّٰهُ وَعْدَهُ وَنَصَرَ عَبْدَهُ ، وَهَزَمَ الْأَحْزَابَ وَحْدَهُ۔ ترجمہ : اللہ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں ، وہ اکیلا ہے ، اس کا کوئی شریک نہیں ۔ بادشاہت اسی کی ہے ، حمد و ثنا کا وہی مستحق ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے ۔ ہم واپس ہو رہے ہیں ، توبہ کرتے ہوئے ، عبادت کرتے ہوئے ، اپنے رب کے حضور سجدہ کرتے ہوئے اور اس کی حمد کرتے ہوئے ، اللہ نے اپنا وعدہ سچا کر دکھایا ، اپنے بندے کی مدد کی اور سارے لشکر کو تنہا شکست دے دی"۔ بعض جگھوں میں یوں وارد ہے کہ : "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب بڑے لشکروں یا چھوٹے دستوں (کی مہموں) سے یا حج یا عمرے سے لوٹتے..."

حدیث کا درجہ : صحیح

اجمالی معنی :

عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما اس حدیث میں اس بات کی وضاحت فرما رہے ہیں کہ نبی ﷺ جب کبھی سفر کا ارادہ فرماتے اور اپنی سواری پر سوار ہو جاتے تو تین مرتبہ ”اللہ اکبر“ کہتے اور پھر اس عظیم دعا کو پڑھتے ، جس میں متعدد عظیم الشان معانی شامل ہیں ۔ چنانچہ اس دعا میں اللہ عز وجل کے محتاجی اور نقائص و عیوب سے پاک و منزہ ہونے کا ذکر کیا گیا ، بندے میں اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا احساس و شعور بیدار کیا گیا ، اس میں (بندے کی جانب سے اپنے اندر ہر قسم کی) طاقت و قوت کے نہ ہونے کا اعتراف پنہاں ہے اور اللہ تعالیٰ ہی کی جانب رجوع کرنے کا اقرار ہے ۔ پھر اللہ تعالیٰ ہی کی بارگاہ سے خیر و بھلائی اور فضل و شرف اور تقویٰ اور اس کے نزدیک محبوب اور مقبول عمل کی توفیق طلب کی جا رہی ہے ۔ نیز اس میں اللہ تعالیٰ ہی پر توکل و اعتماد کرنے اور تمام امور (کے نتائج) کو اسی کے حوالے و سپرد کر دینے کا معنی پایا جاتا ہے ۔ نیز اس میں اپنی جان اور اہل و عیال کے تحفظ ، سفر کی محنت و مشقت کو ہلکا کرنے اور اس میں پائے جانے والے برے و بدتر حالات اور نقصانات سے پناہ طلب کرنے کی دعا کے معانی پائے جاتے ہیں کہ (کہیں ایسا نہ ہو کہ) مسافر اپنے سفر سے واپس لوٹے اور اس کو اپنے اہل و عیال یا مال یا اس کی اولاد میں کوئی بدتر منظر و حالت نظر آئے ۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے ایک دوسری روایت میں ذکر کیا کہ نبی ﷺ جب واپس لوٹتے تو مذکورہ بالا دعا فرماتے اور اس میں یہ دعا اضافہ فرماتے :

(عابدون) من العبادة (لربنا حامدون) شاكرون على السلامة والرجوع, وأنه كان إذا بمكان عالٍ, قال: الله أكبر؛ فيتواضع أمام كبرياء الله -عز وجل-, ثم قال: «لا إله إلا الله وحده لا شريك له..» إقرارًا بأنه -تعالى- المتفرد في إلهيته وربوبيته وأسمائه وصفاته, وأنه -جل وعلا- الناصر لأوليائه وجنده.

"آيِبُونَ" یعنی ہم رفقا سفر کی جماعت، "تَائِبُونَ" اپنے گناہوں سے توبہ کرتے ہوئے، "عَابِدُونَ لِرَبِّنَا حَامِدُونَ" یعنی اپنے پروردگار کی عبادت اور اس کی حمد و ثنا بیان کرتے ہوئے لوٹ رہے ہیں. اور آپ ﷺ جب کبھی کسی اونچے مقام کی جانب چلتے تو "اللہ اکبر" کہتے اور اللہ عز وجل کی کبریا کے بالمقابل اپنی فروتنی وکسر نفسی کا بار بار اظہار فرماتے اور پھر یہ کلمۂ شہادت پڑھتے: "لَاإِلَہَ إِلَّا اللہُ وَحْدَہُ لَا شَرِیکَ لَہُ" جس میں اس بات کا اقرار پایا جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہی اپنی الوہیت، اپنی ربوبیت اور اپنے اسما وصفات میں تنہا ویکتا ہے اور وہی صاحب جلال اور اعلی ذات، اپنے اولیا اور اپنے لشکروں کی نصرت ومدد کرنے والی ہے۔

راوي الحديث: رواه مسلم.

التخريج: عبد الله بن عمر -رضي الله عنهما-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- كبّر : قال: الله أكبر.
- مُقْرِنِين : مُطِيقِين.
- البر : الخير والفضل.
- هون علينا سفرنا : خفف عنا مشقته.
- واطوِ عنا بعده : هيء لنا أسباب قطعه بزمن قصير.
- الصاحب : الملازم بالعناية والحفظ.
- الخليفة : المعتمد عليه والمفوض إليه.
- أعوذ : أعتصم وأستجير.
- كآبة المنظر : من كل منظر يسبب الكآبة.
- الوعْثَاء : الشدة.
- المنقلب : المرجع.
- آيبون : راجعون.
- قفل : رجع.
- الثنية : المكان المرتفع.
- أوفى : ارتفع.
- فدفد : هو بفتح الفائين بينهما دال مهملة ساكنة: الغليظ المرتفع من الأرض.

فوائد الحديث:

١. استحباب هذا الدعاء عند ركوب المسافر.
٢. محل هذا الدعاء هو عند الركوب لمن أراد سفرًا.
٣. استحباب التكبير إذا صعد المسافر مرتفعًا.
٤. ينبغي على العبد أن يشكر مولاه على ما وفقه عليه من نعم لا يحصيها إلا مسديها.
٥. استحباب ذكر هذا الدعاء عند العودة من السفر بالزيادة المذكورة في آخره, وفيه أن الإياب بالسلامة غنيمة ونعمة ينبغي أن يجدد العبد الشكر عندها.
٦. يستحب للعبد تجديد العهد على الطاعة والعبادة والتوبة.

المصادر والمراجع:

-المسند الصحيح (صحيح مسلم), تأليف: مسلم بن حجاج النيسابوري, تحقيق: محمد فؤاد عبدالباقي, دار إحياء التراث العربي. - نزهة المتقين شرح رياض الصالحين، نشر: مؤسسة الرسالة، الطبعة: الرابعة عشر، ١٤٠٧ه ١٩٨٧م. - شرح رياض الصالحين، لابن عثيمين، نشر: دار الوطن للنشر، الرياض، الطبعة: ١٤٢٦ه. - تطريز رياض الصالحين لفيصل بن عبد العزيز المبارك النجدي, تحقيق: عبد العزيز آل حمد, دار العاصمة , الطبعة: الأولى، ١٤٢٣ هـ بهجة الناظرين, سليم بن عيد الهلالي، الناشر: دار ابن الجوزي ، سنة النشر: ١٤١٨ هـ- ١٩٩٧م -لم يذكر بيانات كتاب: رياض الصالحين، وهي كالتالي: رياض الصالحين، للنووي، تحقيق : ماهر الفحل. دار ابن كثير - بيروت. الطبعة الأولى ١٤٢٨ه - ٢٠٠٧م -دليل الفالحين لطرق رياض الصالحين, محمد علي بن محمد البكري الصديقي الشافعي, اعتنى بها: خليل مأمون شيحا, الناشر: دار المعرفة للطباعة والنشر والتوزيع، بيروت – لبنان, الطبعة: الرابعة، ١٤٢٥ هـ- ٢٠٠٤ م.

الرقم الموحد: (6003)

أن رسول الله صلى الله عليه وسلم أتي بشراب فشرب منه وعن يمينه غلام

رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں ایک مشروب پیش کیا گیا۔ آپ ﷺ نے اس میں سے پیا۔ آپ ﷺ کے دائیں جانب ایک لڑکا تھا۔

١٦١٥. الحديث:

عن سهل بن سعد -رضي الله عنه-: أن رسولَ اللهِ -صلى الله عليه وسلم- أُتِيَ بشرابٍ، فَشَرِبَ منهُ وعن يمينِهِ غُلامٌ، وعن يسارِهِ الأشياخُ، فقالَ للغُلام: "أَتَأذَنُ لِي أنْ أُعْطِيَ هؤلاء؟"، فقالَ الغلامُ: لا واللهِ يا رسولَ اللهِ، لا أُوثِرُ بنَصِيبي منك أحداً. فَتَلَّهُ رسولُ اللهِ -صلى الله عليه وسلم- في يدِه.

١٦١٥. حدیث:

سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں ایک مشروب پیش کیا گیا۔ آپ ﷺ نے اس میں سے پیا۔ آپ ﷺ کے دائیں جانب ایک لڑکا تھا اور بائیں جانب بڑی عمر کے لوگ بیٹھے تھے۔ آپ ﷺ نے لڑکے سے پوچھا کہ "کیا تم مجھے اجازت دیتے ہو کہ میں یہ ان کو دے دوں؟"۔ لڑکے نے کہا کہ اللہ کی قسم نہیں یا رسول اللہ!۔ میں آپ سے ملنے والے اپنے حصے پر کسی اور کو ترجیح نہیں دے سکتا۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے اس مشروب (کے برتن کو) اس لڑکے کے ہاتھ میں دے دیا۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

في الحديث استأذن النبي -صلى الله عليه وسلم- الغلام في إعطاء الشراب الأشياخ قبله، وإنما فعل ذلك تألفاً لقلوب الأشياخ، وإعلاماً بودهم، وإيثار كرامتهم، إذا لم تمنع منها سنة، وتضمن ذلك بيان هذه السنة وهي أن الأيمن أحق، ولا يدفع إلى غيره إلا بإذنه، وأنه لا بأس باستئذانه، وأنه لا يلزمه الإذن، وينبغي له أيضاً أن لا يأذن إن كان فيه تفويت فضيلة أخروية ومصلحة دينية، وهذا الغلام هو ابن عباس -رضي الله عنهما-.

اجمالی معنی:

حدیث میں نبی ﷺ نے لڑکے سے اس بات کی اجازت لینا چاہی کہ وہ مشروب کو اس سے پہلے بڑے لوگوں کو دے دیں۔ آپ ﷺ ایسا بڑی عمر کے لوگوں کا دل رکھنے، ان سے اظہارِ محبت اور ان کی بزرگی کے ایثار میں کیا کیونکہ از روئے سنت یہ ممنوع نہیں تھا۔ اس میں اس سنت کا بیان ہے کہ دائیں طرف والا زیادہ حق دار ہوتا ہے اور کسی اور کو اس کی اجازت کے بغیر نہیں دیا جا سکتا تاہم اس سے اجازت مانگنے میں کوئی حرج نہیں اور اس کے لیے بھی ضروری نہیں ہے کہ وہ اجازت دے ہی دے، بلکہ اس کے لیے مناسب یہی ہے کہ اگر اجازت دینے سے کوئی فضیلت یا دینی مصلحت ہاتھ سے نکل رہی ہو تو وہ اجازت نہ دے۔ یہ لڑکے عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما تھے۔

راوي الحديث: متفق عليه

التخريج: سهل بن سعد -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين

معاني المفردات:

- الأشياخ : جمع شيخ، وهو من طعن في السن.
- لا أُوثر : لا أفضل أحداً على نفسي، فأعطيه نصيبي من الشراب.
- بنصيبي منك : بحقي في الشراب من أثر بركتك وفضلك.
- تَلَّه : وضعه.

فوائد الحديث:

١. سنة الشرب العامة تقديم الأيمن في كل موطن.

٢. من استحق شيئاً لم يُدفع عنه إلا بإذنه.

٣. استحباب توقير الكبار، وإنزال الناس منازلهم في الفضل والكرامة.
٤. حرص الصحابة -رضي الله عنهم- على ما ينفعهم.
٥. البدء بالضيافة بأفضل من في المجلس، ثم من على يمينه.
٦. من يسبق إلى مجالسة الإمام والعالم أنه لا يقام لمن هو أسن منه.

المصادر والمراجع:

بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين؛ تأليف سليم الهلالي، دار ابن الجوزي. تطريز رياض الصالحين؛ تأليف فيصل آل مبارك، تحقيق د. عبدالعزيز آل حمد، دار العاصمة-الرياض، الطبعة الأولى، ١٤٢٣هـ. رياض الصالحين من كلام سيد المرسلين؛ للإمام أبي زكريا النووي، تحقيق د. ماهر الفحل، دار ابن كثير-دمشق، الطبعة الأولى، ١٤٢٨هـ. شرح رياض الصالحين؛ للشيخ محمد بن صالح العثيمين، مدار الوطن-الرياض، ١٤٢٦هـ. شرح صحيح البخاري؛ لأبي الحسن علي بن خلف بن بطال، ضبط أبي تميم ياسر بن إبراهيم، مكتبة الرشد-الرياض. شرح صحيح مسلم؛ للإمام محي الدين النووي، دار الريان للتراث-القاهرة، الطبعة الأولى، ١٤٠٧هـ. صحيح البخاري –الجامع الصحيح-؛ للإمام أبي عبدالله محمد بن إسماعيل البخاري، عناية محمد زهير الناصر، دار طوق النجاة، الطبعة الأولى، ١٤٢٢هـ. صحيح مسلم؛ للإمام مسلم بن الحجاج، حققه ورقمه محمد فؤاد عبدالباقي، دار عالم الكتب-الرياض، الطبعة الأولى، ١٤١٧هـ. فتح الباري بشرح صحيح البخاري؛ للحافظ أحمد بن علي بن حجر العسقلاني، دار المعرفة-بيروت. كنوز رياض الصالحين؛ فريق علمي برئاسة أ.د. حمد العمار، دار كنوز إشبيليا-الرياض، الطبعة الأولى، ١٤٣٠هـ. نزهة المتقين شرح رياض الصالحين؛ تأليف د. مصطفى الخن وغيره، مؤسسة الرسالة-بيروت، الطبعة الرابعة عشر، ١٤٠٧هـ.

الرقم الموحد: (5651)

أن رسول الله صلى الله عليه وسلم كان إذا أكل طعاما لعق أصابعه الثلاث

رسول اللہ ﷺ جب کھانا کھالیتے تو آپ ﷺ (آخر میں) اپنی تین انگلیوں کو چاٹ لیا کرتے تھے۔

١٦١٦. الحديث:

عن أنس بن مالك وجابر بن عبدالله -رضي الله عنهما-عن رسول الله -صلى الله عليه وسلم- أنه كان إذا أكل طعاما، لعق أصابعه الثلاث. قال: وقال: «إذا سقطت لُقمة أحدكم فليُمِطْ عنها الأذى، وليأكلها ولا يَدَعْهَا للشيطان» وأمر أن تُسْلَتَ القَصْعَةُ ، قال: «فإنكم لا تدرون في أيِّ طعامكم البركة» أن رسولَ اللهِ -صلى الله عليه وسلم- قالَ: "إنّ الشيطانَ يَحضُرُ أحدَكُم عندَ كلِ شيءٍ من شَأنِه، حتى يَحضُرَهُ عندَ طعامِهِ، فإذا سَقطتْ لقمةُ أحدِكُم فليَأخُذْها فَلْيُمِطْ ما كانِ بها من أذى، ثم ليَأكُلْها ولا يَدَعْها للشيطانِ، فإذا فَرَغَ فليَلْعَقْ أصابعَهُ، فإنه لا يَدري في أيِّ طَعامه البركة"

١٦١٦. حدیث :

انس ابن مالک اور جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب کھانا کھالیتے تو آپ ﷺ (آخر میں) اپنی تینوں انگلیوں کو چاٹ لیا کرتے تھے۔ وہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب تم میں سے کسی کا لقمہ گر جائے تو وہ اس سے گندگی کو جھاڑ کر اسے کھا لے اور اسے شیطان کے لیے نہ چھوڑے۔ اور آپ ﷺ نے حکم دیا کہ (کھانے کے) برتن کو اچھی طرح صاف کر دیا جائے۔ آپ ﷺ نے فرمایا تم نہیں جانتے کہ تمہارے کھانے کے کس حصے میں برکت ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا شیطان تم میں سے ہر ایک کے ہر کام کے وقت موجود ہوتا ہے حتیٰ کہ کھانے کے وقت بھی، لہذا اگر تم میں سے کسی سے اُس (کے کھانے) کا لقمہ گر جائے تو (وہ اُس لقمے کو اٹھا لے اور) اس لقمے پر جو گندگی لگ گئی ہو اُسے صاف کر لے اور پھر اُسے کھا لے اور اُس لقمے کو شیطان کے لیے نہ چھوڑے اور جب وہ کھانے سے فارغ ہو تو اپنی انگلیاں چاٹ لے کیونکہ وہ نہیں جانتا کہ اُس کے کھانے کے کس سے حصے میں برکت ہے۔

درجة الحديث: صحيح بروايتيه

حدیث کا درجہ: یہ حدیث اپنی دونوں روایات کے اعتبار سے صحیح ہے۔

المعنى الإجمالي:

في الحديث التحذير من الشيطان، والتنبيه على ملازمته للإنسان في تصرفاته، فينبغي أن يتأهب ويحترز منه ولا يغتر بما يزينه له، والطعام الذي يحضره الإنسان فيه بركة، ولا يدرى أن تلك البركة فيما أكله أو فيما بقي على أصابعه أو في ما بقي في أسفل الصحن أو في اللقمة الساقطة، فينبغي أن يحافظ على هذا كله لتحصل البركة، وأصل البركة الزيادة وثبوت الخير والانتفاع به، والمراد هنا: ما يحصل به التغذية وتسلم عاقبته من أذى ويقوى على طاعة الله تعالى. و هنا فائدة ذكرها بعض الأطباء أن الأنامل تفرز عند الأكل شيئاً يعين على هضم الطعام.

اجمالی معنی :

حدیث میں شیطان سے ڈرایا گیا ہے اور اس بات پر متنبہ کیا گیا ہے کہ وہ انسان کے تمام افعال میں اس کے ساتھ ساتھ رہتا ہے۔ چنانچہ مناسب یہ ہے کہ انسان (اس سے مقابلے کے لیے) تیار اور اس سے چوکنا رہے اور اس کی مزین کردہ باتوں سے دھوکا نہ کھائے۔ انسان کے سامنے جو کھانا آتا ہے اس میں برکت ہوتی ہے اور اسے معلوم نہیں ہوتا کہ برکت کھانے کے اس حصے میں ہے جسے اس نے کھا لیا ہے یا پھر اس حصے میں جو اس کی انگلیوں پر لگا ہے یا جو پلیٹ کے پیندی میں لگا رہ گیا ہے یا پھر اس لقمے میں جو نیچے گر گیا ہے۔ چنانچہ انسان کو چاہیے کہ وہ ان سب کو ضائع ہونے سے بچائے تاکہ اسے برکت حاصل ہو سکے۔ برکت کا حقیقی معنی ہے بھلائی کا زیادہ ہونا، اس کا باقی رہنا اور اس سے نفع اٹھانا۔ یہاں مراد وہ کھانا ہے جس سے غذائیت حاصل ہو، جس میں کوئی گندگی نہ ہو اور جو اللہ تعالی کی اطاعت گزاری کی قوت پیدا کرے۔ ڈاکٹر حضرات کہتے ہیں کہ انگلیوں سے کھانا کھاتے ہوئے ایسی شے نکلتی ہے جو کھانے کو ہضم کرنے میں مدد کرتی ہے۔

راوي الحديث: حديث أنس رواه مسلم حديث جابر رواه مسلم

التخريج: أنس بن مالك وجابر بن عبدالله –رضي الله عنهما-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين

معاني المفردات:

- لعق أصابعه : لحس أصابعه.
- أصابعه الثلاث : الوسطى ثم السبابة ثم الإبهام.
- فليمط : فليزل.
- الأذى : الوسخ.
- القصعة : وعاء يؤكل فيه.
- البركة : الزيادة وثبوت الخير والانتفاع.

فوائد الحديث:

١. استحباب لعق الأصابع بعد الأكل قبل غسلها.
٢. السنة في تناول الطعام أخذه بثلاث أصابع.
٣. حرص الإسلام على المحافظة على المال، وعدم ضياعه مهما كان قليلاً.
٤. استحباب أكل اللقمة الساقطة كسراً لنفسه، وتواضعاً لربه، والتماساً للبركة.
٥. الإسلام يدعو إلى النظافة، فإذا وقع الطعام فينبغي إزالة الأذى عنه قبل أكله.
٦. الشيطان قد يشارك العبد في طعامه وشرابه إذا لم يحترز منه بالوسائل الشرعية.
٧. بيان سمو الشريعة، وأنها شريعة مبنية على المصالح، فما من شيء أمر الله ورسوله -صلى الله عليه وسلم- إلا والمصلحة في وجوده،
٨. زيادة اطمئنان النفس؛ لأن الإنسان بشر قد يكون عنده إيمان وتسليم بما حكم الله به ورسوله، لكن إذا ذكرت الحكمة ازداد إيماناً، وازداد يقيناً
٩. في الحديث رد على من كره لعق الأصابع استقذاراً، لكن يكون ذلك مستقذراً لو فعله في اثناء الأكل لأنه يعيد أصابعه في الطعام وعليها أثر ريقه
١٠. حسن تعليم الرسول عليه الصلاة والسلام، وأنه إذا ذكر الحكم ذكر الحكمة منه

المصادر والمراجع:

بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين؛ تأليف سليم الهلالي، دار ابن الجوزي. تطريز رياض الصالحين؛ تأليف فيصل آل مبارك، تحقيق د. عبدالعزيز آل حمد، دار العاصمة-الرياض، الطبعة الأولى، ١٤٢٣هـ. رياض الصالحين من كلام سيد المرسلين؛ للإمام أبي زكريا النووي، تحقيق د. ماهر الفحل، دار ابن كثير-دمشق، الطبعة الأولى، ١٤٢٨هـ. شرح رياض الصالحين؛ للشيخ محمد بن صالح العثيمين، مدار الوطن-الرياض، ١٤٢٦هـ. شرح صحيح مسلم؛ للإمام محي الدين النووي، دار الريان للتراث-القاهرة، الطبعة الأولى، ١٤٠٧هـ. صحيح مسلم؛ للإمام مسلم بن الحجاج، حققه ورقمه محمد فؤاد عبدالباقي، دار عالم الكتب-الرياض، الطبعة الأولى، ١٤١٧هـ. فتح الباري بشرح صحيح البخاري؛ للحافظ أحمد بن علي بن حجر العسقلاني، دار المعرفة-بيروت. كنوز رياض الصالحين؛ فريق علمي برئاسة أ.د. حمد العمار، دار كنوز إشبيليا-الرياض، الطبعة الأولى، ١٤٣٠هـ. نزهة المتقين شرح رياض الصالحين؛ تأليف د. مصطفى الخِن وغيره، مؤسسة الرسالة-بيروت، الطبعة الرابعة عشر، ١٤٠٧هـ.

الرقم الموحد: (5653)

أن عبد الله بن أبي أوفى كَبَّرَ على جَنَازة ابْنَةٍ له أَرْبَعَ تكبيرات، فقام بعد الرابعة كَقَدْرِ ما بَين التَّكْبِيرَتَيْنِ يَسْتَغْفِرُ لها ويَدْعُو، ثم قال: كان رسول الله -صلى الله عليه وسلم- يَصْنَعُ هكذا

عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ نے اپنی بیٹی کے جنازے پر چار تکبیرات کہیں، چوتھی تکبیر کے بعد اتنی دیر کھڑے رہے جتنا دو تکبیروں کے درمیان وقفہ ہوتا ہے، اس میں فوت شدہ بیٹی کے لیے مغفرت طلب کرتے اور دعا کرتے رہے، پھر فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ اسی طرح کیا کرتے تھے۔

١٦١٧. الحديث:

عن عبد الله بن أبي أَوفَى -رضي الله عنهما-: أنه كَبَّرَ على جَنَازة ابْنَةٍ له أَرْبَعَ تكبيرات، فقام بعد الرابعة كَقَدْرِ ما بَين التَّكْبِيرَتَيْنِ يَسْتَغْفِرُ لها ويَدْعُو، ثم قال: كان رسول الله -صلى الله عليه وسلم- يَصْنَعُ هكذا.
وفي رواية: كَبَّر أربَعا فَمَكَثَ سَاعة حتى ظَنَنْتُ أنه سَيُكَبِّرُ خَمْسًا، ثم سلَّم عن يمينه وعن شماله. فلما انْصَرف قلنا له: ما هذا؟ فقال: إني لا أَزِيدُكُم على ما رأيت رسول الله -صلى الله عليه وسلم- يَصْنَع، أو: هكذا صَنَع رسول الله -صلى الله عليه وسلم-.

١٦١٧. حدیث:

عبد اللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے اپنی بیٹی کے جنازے پر چار تکبیرات کہیں، چوتھی تکبیر کے بعد اتنی دیر کھڑے رہے جتنا دو تکبیروں کے درمیان وقفہ ہوتا ہے، اس میں فوت شدہ بیٹی کے لیے مغفرت طلب کرتے اور دعا کرتے رہے، پھر فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ اسی طرح کیا کرتے تھے۔
ایک اور روایت میں ہے کہ انہوں نے چار تکبیریں کہیں، پھر کچھ دیر ٹھہرے رہے، یہاں تک کہ میں نے گمان کیا کہ وہ پانچویں تکبیر کہیں گے، پھر انہوں نے دائیں اور بائیں سلام پھیر دیا۔ جب وہ فارغ ہوئے تو ہم نے ان سے کہا: یہ کیا بات ہے؟ تو عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں تمہارے سامنے اس سے زیادہ نہیں کروں گا جو میں نے رسول اللہ ﷺ کو کرتے ہوئے دیکھا۔ یا (یہ فرمایا) رسول اللہ ﷺ نے اسی طرح کیا۔

درجة الحديث: حسن

حدیث کا درجہ: حَسَن

المعنى الإجمالي:

يخبر عبد الله بن أبي أوفَى -رضي الله عنهما- أنه صلى على جَنازة ابنته، فكَبَّرَ أَرْبَعَ تكبيرات، يُكَبِّر للدخول في الصلاة، ثم يقرأ الفاتحة، ثم يُكَبِّر التكبيرة الثانية، ثم يصلي على النبي -صلى الله عليه وسلم-، ثم يُكَبِّر التكبيرة الثالثة، ثم يدعو للميت، ثم يُكبر التكبيرة الرابعة. وتأخر قليلا بعد التكبيرة الرابعة يدعو ويستغفر لها. ثم قال بعد أن سلَّم من الصلاة قال لمن صلى معه، هكذا كان يصنع رسول الله -صلى الله عليه وسلم- أي يكبر أربع تكبيرات ويدعو للميت بعد التكبيرة الرابعة. وفي رواية: أنه كَبَّر أربع تكبيرات على التفصيل السابق، ثم دعا لها واستغفر بعد التكبيرة الرابعة، حتى أيْقَن من خَلفه أنه سيُكَبِّر التكبيرة الخامسة. ثم سلم تسليمتين: الأولى إلى جهة اليمين، والثانية إلى جهة اليسار،

اجمالی معنی:

عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ بتا رہے ہیں کہ انہوں نے اپنی بیٹی کی نمازِ جنازہ پڑھائی، چنانچہ آپ نے چار تکبیریں کہیں، پہلی تکبیر نماز میں داخل ہونے کے لیے کہی پھر آپ نے سورہ فاتحہ پڑھی، پھر دوسری تکبیر کہی اور درود شریف پڑھا، اُس کے بعد آپ نے تیسری تکبیر کہی اور میت کے لیے دعا کی، پھر چوتھی تکبیر کہی اور چوتھی تکبیر کے بعد تھوڑی دیر تک دعا واستغفار کرتے رہے۔ پھر آپ نے سلام پھیرنے کے بعد ان لوگوں سے جنھوں نے ان کے ساتھ نماز جنازہ پڑھا تھا کہا، اسی طرح رسول ﷺ بھی کرتے تھے یعنی چار تکبیریں کہتے تھے اور چوتھی تکبیر کے بعد میت کے لیے دعا کرتے تھے۔ اور ایک روایت میں ہے کہ آپ نے حسبِ سابق چار تکبیریں کہیں اور چوتھی تکبیر کے بعد ٹھہر کر دعا واستغفار کرتے رہے یہاں تک کہ آپ کے پیچھے لوگوں کو گمان ہوا کہ آپ پانچویں تکبیر کہیں گے، پھر آپ نے پہلا سلام اپنی داہنی اور دوسرا سلام اپنی بائیں جانب پھیرا، جس طرح نماز میں ہوتا ہے، چنانچہ نماز کے اختتام کے بعد ان کے ساتھ نماز پڑھنے والے لوگوں نے ان سے چوتھی تکبیر کے بعد تاخیر کرنے اور فورًا سلام نہ پھیرنے کے متعلق پوچھا، تو انہوں

كالصلاة. وبعد تمام الصلاة، سأله من وراءه من الناس عن سبب تأخره بعد التكبيرة الرابعة ولم يسلِّم بعدها فورًا. "فقال: إن الذي صَنعته ليس فيه زيادة على الذي صنعه رسول الله صلى الله عليه وسلم، والأصح والأكثر من فعل الصحابة التسليم عن يمينه فقط.

نے کہا : نبی ﷺ جو کیا کرتے تھے، میں نے اس سے زیادہ کچھ بھی نہیں کیا ہے۔ صحابہ سے جو سب سے زیادہ اور سب سے صحیح جو ثابت شدہ بات ہے وہ صرف داہنی جانب ایک سلام پھیرنا ہے۔

راوي الحديث: رواه ابن ماجه والحاكم.

التخريج: عبد الله بن أبي أوفَى -رضي الله عنهما-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

فوائد الحديث:

١. فيه أن تكبيرات الجنازة أربع تكبيرات، وهو ما استقر عليه عمل الناس.

٢. مشروعية الدعاء بين التكبيرة الأخيرة والتسليم.

٣. استحباب الدعاء للميت بعد التكبيرة الرابعة.

٤. مشروعية التسليم من صلاة الجنازة.

٥. بعض السنن قد تخفى على بعض الناس.

٦. حرص الصحابة على التأسي بالنبي -صلى الله عليه وسلم.-

٧. جواز الاستفسار ممن فعل فعلا لم يظهر وجه فعله.

٨. يجوز أن يصلي على الجنازة غير الإمام الراتب، لكن بإذن الإمام؛ لعموم قوله -صلى الله عليه وسلم-، كما في صحيح مسلم : " لا يؤمن الرَّجُلُ الرَّجُلَ في سُلطانه". ويحتمل أن يكون عبد الله بن أبي أوفَى -رضي الله عنه- هو الإمام الراتب.

المصادر والمراجع:

نزهة المتقين، تأليف: جمعٌ من المشايخ، الناشر: مؤسسة الرسالة، الطبعة الأولى: ١٣٩٧هالطبعة الرابعة عشر ١٤٠٧هـ. بهجة الناظرين، تأليف: سليم بن عيد الهلالي، الناشر: دار ابن الجوزي ، سنة النشر: ١٤١٨ هـ- ١٩٩٧م. رياض الصالحين، تأليف: أبو زكريا محيي الدين يحي بن شرف النووي، تحقيق: محمد ناصر الدين الألباني، الناشر: المكتب الإسلامي – بيروت. رياض الصالحين، تأليف : محيي الدين يحيى بن شرف النووي ، تحقيق: د. ماهر بن ياسين الفحل ، الطبعة: الأولى، ١٤٢٨هـ سنن ابن ماجه، تأليف: محمد بن يزيد القزويني، تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي، الناشر: الناشر: دار إحياء الكتب العربية. المستدرك على الصحيحين، تأليف: أبو عبد الله الحاكم محمد بن عبد الله بن محمد النيسابوري، تحقيق: مصطفى عبد القادر عطا، الناشر: دار الكتب العلمية – بيروت.

الرقم الموحد: (8872)

أن عمر بن الخطاب كان فرض للمهاجرين الأولين أربعة الآف

عمر بن الخطاب -رضی اللہ عنہ- نے مہاجرین اولین کے لئے چار ہزار وظیفہ مقرر کیا۔

١٦١٨. الحديث:

عن نافع: أنَّ عمرَ بنَ الخطابِ -رضي الله عنه- كانَ فرضَ للمهاجرينَ الأولينَ أربعةَ الآفٍ، وفَرَضَ لابنِهِ ثلاثةَ آلافٍ وخمسمئةٍ، فقيل له: هو من المهاجرينَ فَلِمَ نَقَصْتَهُ؟ فقالَ: إنما هَاجَرَ به أبوه. يقولُ: ليسَ هو كمن هَاجَرَ بنفسِهِ.

١٦١٨. حدیث:

نافع - رحمہ اللہ - سے روایت ہے کہ عمر بن الخطاب - رضی اللہ عنہ - نے مہاجرین اولین کے لئے چار ہزار وظیفہ مقرر کیا اور اپنے بیٹے کے لئے ساڑھے تین ہزار مقرر کیا۔ آپ - رضی اللہ عنہ - سے پوچھا گیا کہ وہ بھی تو مہاجرین میں سے ہیں، ان کا وظیفہ آپ نے کم کیوں کر دیا؟ ۔ انہوں نے جواب دیا کہ: اس کے ساتھ اس کے باپ نے ہجرت کی تھی۔ وہ اس شخص کی طرح نہیں ہو سکتا جس نے بذات خود ہجرت کی ہو۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

أعطى عمر للمهاجرين ٤٠٠٠، وابنه من المهاجرين لكنه أعطاه ٣٥٠٠، لأنه هاجر به وهو غير محتلم فلم ير إلحاقه بالبالغين، فلذا أنقص من عطائه عمن هاجر بنفسه من المهاجرين، فإن الدنيا لم تعرف بعد النبي -صلى الله عليه وسلم- وأبي بكر الصديق حاكماً زاهداً ورعاً في مال الأمة مثله -رضي الله عنه-، وهكذا يجب على من تولى شيئا من أمور المسلمين ألا يحابي قريبا لقرابته، ولا غنيا لغناه ولا فقيرا لفقره بل ينزل كل أحد منزلته، فهذا من الورع والعدل.

اجمالی معنی:

عمر - رضی اللہ عنہ - نے مہاجرین کو ٤٠٠٠ وظیفہ دیا۔ آپ کے بیٹے (عبداللہ) بھی مہاجرین ہی میں سے تھے لیکن آپ نے انہیں ٣٥٠٠ وظیفہ دیا کیوں کہ ان کے بیٹے نے آپ کے ساتھ ہجرت کی تھی جب کہ وہ نابالغ تھے۔ چنانچہ عمر - رضی اللہ عنہ - نے یہ مناسب نہ سمجھا کہ اپنے بیٹے کو بالغ مہاجرین کے ساتھ ملائیں۔ چنانچہ آپ نے ان کا وظیفہ ان مہاجرین سے کم رکھا جنہوں نے بذات خود ہجرت کی تھی۔ امت کے مال کے معاملے میں اس دنیا نے نبی ﷺ اور ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے بعد عمر رضی اللہ عنہ کی طرح کا کوئی زاہد و متقی حکمران نہیں دیکھا۔ ہر اس شخص پر ایسا ہی طرز عمل واجب ہے جس کے پاس مسلمانوں کے معاملات میں سے کسی معاملے کی ذمہ داری آئے کہ نہ تو وہ کسی رشتہ دار کی اس سے تعلقِ قرابت کی بنا پر طرف داری کرے اور نہ کسی امیر کی اس کی امارت کی وجہ سے اور نہ کسی غریب کی اس کی غربت کی وجہ سے طرفداری کرے بلکہ اسے چاہیے کہ ہر ایک کو اس کے مقام پر رکھے۔ ایسا کرنا عین تقوی و عدل ہے۔

راوي الحديث: رواه البخاري

التخريج: عمر بن الخطاب -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين

معاني المفردات:

- فرض : أوجب وقطع من العطاء.
- المهاجرون الأولون : هم الذين صلوا للقبلتين أو شهدوا بدراً.

فوائد الحديث:

١. شدة ورع عمر بن الخطاب -رضي الله عنه-.

٢. فضل المهاجرين الأولين الذين خرجوا بأنفسهم فراراً بدينهم يريدون وجه الله.
٣. للإمام أن يفرض لبعض أهل الإيمان فرضاً ليعينهم على الحياة، من التفرغ للدعوة والعلم ونحو ذلك.

المصادر والمراجع:

بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين؛ تأليف سليم الهلالي، دار ابن الجوزي. تطريز رياض الصالحين؛ تأليف فيصل آل مبارك، تحقيق د. عبدالعزيز آل حمد، دار العاصمة-الرياض، الطبعة الأولى، ١٤٢٣هـ. رياض الصالحين من كلام سيد المرسلين؛ للإمام أبي زكريا النووي، تحقيق د. ماهر الفحل، دار ابن كثير-دمشق، الطبعة الأولى، ١٤٢٨هـ. شرح رياض الصالحين؛ للشيخ محمد بن صالح العثيمين، مدار الوطن-الرياض، ١٤٢٦هـ. صحيح البخاري –الجامع الصحيح-؛ للإمام أبي عبدالله محمد بن إسماعيل البخاري، عناية محمد زهير الناصر، دار طوق النجاة، الطبعة الأولى، ١٤٢٢هـ. فتح الباري بشرح صحيح البخاري؛ للحافظ أحمد بن علي بن حجر العسقلاني، دار المعرفة-بيروت. كشف المشكل من حديث الصحيحين؛ لأبي الفرج ابن الجوزي، تحقيق د. علي البواب، دار الوطن-الرياض. كنوز رياض الصالحين؛ فريق علمي برئاسة أ.د. حمد العمار، دار كنوز إشبيليا-الرياض، الطبعة الأولى، ١٤٣٠هـ. نزهة المتقين شرح رياض الصالحين؛ تأليف د. مصطفى الخِن وغيره، مؤسسة الرسالة-بيروت، الطبعة الرابعة عشر، ١٤٠٧هـ.

الرقم الموحد: (5654)

أنا زعيم ببيت في ربض الجنة لمن ترك المراء وإن كان محقاً

میں اس شخص کے لیے جنت کے اطراف میں گھر کی ضمانت لیتا ہوں جو حق پر ہوتے ہوئے بھی جھگڑا چھوڑ دے۔

١٦١٩. الحديث:

عن أبي أمامة الباهلي -رضي الله عنه- مرفوعاً: «أنا زعيم ببيت في رَبَضِ الجنة لمن ترك المِرَاءَ وإن كان مُحِقًّا، وببيت في وسط الجنة لمن ترك الكذب وإن كان مازحاً، وببيت في أعلى الجنة لمن حَسَّنَ خلقه»

١٦١٩. حدیث:

ابو امامہ باہلی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں اس شخص کے لیے جنت کے اطراف میں گھر دیے جانے کی ضمانت لیتا ہوں جو حق پر ہوتے ہوئے بھی جھگڑا چھوڑ دے اور اس شخص کے لیے جنت کے درمیان میں گھر کا ضامن ہوں جو مذاق میں بھی جھوٹ بولنا چھوڑ دے اور اس شخص کے لیے جنت کے بالائی حصے میں گھر کی ضمانت دیتا ہوں جو اچھے اخلاق کا مالک بن جائے۔

درجة الحديث: حسن

حدیث کا درجہ: حَسَن

المعنى الإجمالي:

أخبر النبي صلى الله عليه وسلم أنه ضامن لبيت حول الجنة خارجاً عنها لمن ترك المجادلة وإن كان محقاً فيه لأنه مضيعة للوقت وسبب للبغضاء, وكذلك ضامن لبيت في وسط الجنة لمن ترك الكذب والإخبار بخلاف الواقع ولو كان مزاحاً, وببيت في أعلى الجنة لمن حسن خلقه ولو بمزاولة للنفس ورياضة لها.

اجمالی معنی:

نبی ﷺ نے خبر دی کہ وہ جنت کے باہر اس کے گرد و نواح میں اس شخص کے لیے گھر کی ضمانت دیتے ہیں جو حق پر ہوتے ہوئے بھی جھگڑا چھوڑ دے کیونکہ اس میں وقت کا ضیاع ہے اور اس سے دشمنی پیدا ہوتی ہے۔ اسی طرح آپ ﷺ اس شخص کے لیے جنت کے بیچوں بیچ گھر کے ضامن ہیں جو از راہ مزاح بھی جھوٹ بولنا چھوڑ دے اور خلافِ واقع کوئی بات نہ کہتا ہو اور اسی طرح اس شخص کے لیے آپ ﷺ نے جنت کے بالائی حصے میں گھر کی ضمانت دی جو اچھے اخلاق کو اپنا لیتا ہے چاہے ایسا وہ اپنے نفس کو ان کا عادی بنا کر اور ان کی مشق کرا کر ہی کیوں نہ کرے۔

راوي الحديث: رواه أبو داود
التخريج: أبو أمامة الباهلي رضي الله عنه.
مصدر متن الحديث: رياض الصالحين

معاني المفردات:

- زعيم : الضامن.
- ربض الجنة : أدناها, وربض المدينة ما حولها.
- المراء : المجادلة في القول والعمل بقصد الباطل.
- محقًّا : بضم الميم وتشديد القاف، أي على حق.

فوائد الحديث:

١. جواز الضمان تشجيعاً على العمل لأن قوله صلى الله عليه وسلم: (زعيم) بمعنى ضامن ومتكفل.
٢. الترغيب في ترك المراء لأنه يفضي إلى الاختلاف والشقاق.
٣. الجنة درجات ومنازل الناس تكون في الجنة بحسب أعمالهم.
٤. حرمة الكذب ولو كان مزاحاً إلا ما استثني، وهو قوله صلى الله عليه وسلم: «ليس الكذاب الذي يصلح بين الناس، ويقول خيرا وينمي خيرا» قال ابن شهاب: ولم أسمع يرخص في شيء مما يقول الناس كذب إلا في ثلاث: الحرب، والإصلاح بين الناس، وحديث الرجل امرأته وحديث المرأة زوجها. رواه مسلم

المصادر والمراجع:

سنن أبو داود, تأليف: أبو داود سليمان بن الأشعث السجستاني, تحقيق: شعيب الأرنؤوط, الناشر: دار الرسالة العالمية, ط١ عام ١٤٣٠. حجة النبي صلى الله عليه وسلم كما رواها عنه جابر رضي الله عنه, تأليف: محمد ناصر الدين الألباني, الناشر: المكتب الإسلامي, ط٥ عام ١٣٩٩. رياض الصالحين, تأليف: أبي زكريا يحيى بن شرف النووي الدمشقي, تحقيق: عصام موسى هادي, الناشر: وزارة الأوقاف والشؤون الإسلامية بقطر, ط٤ ١٤٢٨. بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين, تأليف: سليم بن عيد الهلالي, دار ابن الجوزي. دليل الفالحين لطرق رياض الصالحين, تأليف: محمد علي بن محمد بن علان, اعتنى بها: خليل مأمون شيحا, الناشر: دار المعرفة, ط٤ عام ١٤٢٥.

الرقم الموحد: (5804)

١٦٢٠. الحديث:

عن أبي هريرة -رضي الله عنه- قال: كنا مع رسول الله -صلى الله عليه وسلم- في دعوة، فَرُفِعَ إليه الذِّرَاعُ، وكانت تعجبه، فَنَهَسَ منها نَهْسَةً وقال: «أنا سَيِّدُ الناس يوم القيامة، هل تدرون مِمَّ ذاك؟ يجمع الله الأولين والآخرين في صَعِيدٍ واحد، فيُبْصِرُهُم الناظر، يُسْمِعُهُمُ الداعي، وتَدْنُو منهم الشمس، فيبلغ الناس من الغَمِّ والكَرْبِ ما لا يُطيقُون ولا يحتملون، فيقول الناس: ألا ترون ما أنتم فيه إلى ما بَلَغَكُم، ألا تنظرون من يشفع لكم إلى ربكم؟ فيقول بعض الناس لبعض: أبوكم آدم. فيأتونه فيقولون: يا آدم أنت أبو البشر، خلقك الله بيده، ونفخ فيك من روحه، وأمر الملائكة فسجدوا لك، وأسكنك الجنة، ألا تشفع لنا إلى ربك؟ ألا ترى إلى ما نحن فيه وما بلغنا؟ فقال: إن ربي غضب اليوم غضبًا لم يغضب قبله مثله، ولا يغضب بعده مثله، وإنه نهاني عن الشجرة فعصيتُ، نفسي نفسي نفسي، اذهبوا إلى غيري، اذهبوا إلى نوح، فيأتون نوحًا فيقولون: يا نوح، أنت أول الرسل إلى أهل الأرض، وقد سماك الله عبدًا شكورًا، ألا ترى إلى ما نحن فيه، ألا ترى إلى ما بلغنا، ألا تشفع لنا إلى ربك؟ فيقول: إن ربي غضب اليوم غضبًا لم يغضب قبله مثله، ولن يغضب بعده مثله، وإنه قد كانت لي دعوة دعوتُ بها على قومي، نفسي نفسي نفسي، اذهبوا إلى غيري، اذهبوا إلى إبراهيم، فيأتون إبراهيم فيقولون: يا إبراهيم، أنت نبي الله وخليله من أهل الأرض، اشْفَعْ لنا إلى ربك، ألا ترى إلى ما نحن فيه؟ فيقول لهم: إن ربي قد غضب اليوم غضبًا لم يغضب قبله مثله، ولن يغضب بعده مثله، وإني كنت كذبت ثلاث كَذَبَات؛ نفسي نفسي نفسي، اذْهَبُوا إلى غيري، اذْهَبُوا إلى موسى، فيأتون موسى فيقولون: يا موسى أنت رسول الله، فضلك الله برسالاته وبكلامه على الناس، اشْفَعْ لنا إلى ربك، ألا ترى إلى ما نحن فيه؟ فيقول: إن ربي قد غضب

١٦٢٠. حدیث:

ابوہریرہ سے روایت ہے، انہوں نے کہا کہ ایک دن ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ایک دعوت میں تھے کہ آپ ﷺ کی خدمت میں گوشت لایا گیا اور دست (کا گوشت) اٹھا کر آپ کو پیش کیا گیا کیونکہ آپ ﷺ کو مرغوب تھا، آپ ﷺ نے اپنے دندان مبارک سے ایک بار اس سے تناول کیا اور فرمایا ''میں قیامت کے دن تمام انسانوں کا سردار ہوں گا۔ کیا تم جانتے ہو یہ کیسے ہوگا؟ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن تمام اگلوں اور پچھلوں کو ایک ہموار چٹیل میدان میں جمع کرے گا۔ بلانے والا سب کو اپنی آواز سنائے گا اور (اللہ کی) نظر سب کے آر پار (سب کو دیکھ رہی) ہو گی۔ سورج قریب ہو جائے گا اور لوگوں کو اس قدر غم اور کرب لاحق ہوگا جوان کی طاقت سے زیادہ اور ناقابل برداشت ہوگا۔ لوگ ایک دوسرے کہیں گے ''کیا دیکھتے نہیں تم کس حالت میں ہو؟ کیا دیکھتے نہیں تم پر کیسی مصیبت آپڑی ہے؟ کیا تم کوئی ایسا شخص تلاش نہیں کرتے جو اللہ کے ہاں تمہاری سفارش کردے؟'' چنانچہ لوگ ایک دوسرے سے کہیں گے ''اپنے باپ آدم کے پاس چلو تو وہ آدم کی خدمت میں حاضر ہوں گے اور عرض کریں گے: اے آدم (علیہ السلام)! آپ سب انسانوں کے باپ ہیں، اللہ تعالیٰ نے آپ کو اپنے ہاتھ سے بنایا اور آپ میں اپنی (طرف سے) روح پھونکی اور فرشتوں کو حکم دیا تو انہوں نے آپ کو سجدہ کیا۔ آپ اپنے رب کے حضور ہماری سفارش فرمائیں۔ آپ دیکھتے نہیں ہم کس حال میں ہیں؟ کیا آپ دیکھتے نہیں ہم پر کیسی مصیبت آن پڑی ہے؟'' آدم جواب دیں گے کہ ''میرا رب آج اتنے غصے میں ہے جتنے غصے میں اس سے پہلے کبھی نہیں آیا اور نہ اس کے بعد کبھی آئے گا اور یقیناً اس نے مجھے ایک خاص درخت (کے قریب جانے) سے روکا تھا لیکن میں نے اس کی نافرمانی کی تھی، مجھے اپنی جان کی فکر ہے، مجھے اپنی جان بچانی ہے۔ تم کسی اور کے پاس جاؤ، نوح (علیہ السلام) کے پاس جاؤ''۔ لوگ نوح (علیہ السلام) کی خدمت میں حاضر ہوں گے اور عرض کریں گے ''اے نوح (علیہ السلام)! آپ اہل زمین کی طرف بھیجے گئے سب سے پہلے رسول ہیں اور اللہ تعالیٰ نے آپ کو شکر گزار بندے کا نام دیا ہے۔ آپ دیکھتے نہیں کہ ہم کس حال میں ہیں؟ آپ دیکھتے نہیں ہم پر کیا مصیبت آن پڑی ہے؟ وہ انہیں جواب دیں گے ''آج میرا رب اتنے غصے میں ہے جتنے غصے میں نہ وہ اس سے پہلے کبھی آیا اور نہ آئندہ کبھی آئے گا۔ حقیقت یہ ہے کہ میرے لیے ایک دعا (خاص کی گئی) تھی وہ میں نے اپنی قوم کے خلاف مانگ لی۔ (آج تو) میری اپنی جان (پر بنی) ہے، مجھے اپنی جان (کی فکر) ہے، مجھے اپنی جان (کی فکر) ہے، میرے علاوہ کسی اور

اليوم غضبًا لم يغضب قبله مثله، ولن يغضب بعده مثله، وإني قد قتلت نفسًا لم أُومَرْ بقتلها، نفسي نفسي نفسي، اذهبوا إلى غيري؛ اذهبوا إلى عيسى. فيأتون عيسى فيقولون: يا عيسى، أنت رسول الله وكلمته ألقاها إلى مريم وروح منه، وَكَلَّمْتَ الناس في المهد، اشْفَعْ لنا إلى ربك، ألا ترى إلى ما نحن فيه؟ فيقول عيسى: إن ربي قد غضب اليوم غضبًا لم يغضب قبله مثله، ولن يغضب بعده مثله، ولم يذكر ذنبًا، نفسي نفسي نفسي، اذهبوا إلى غيري، اذهبوا إلى محمد -صلى الله عليه وسلم-». وفي رواية: «فيأتوني فيقولون: يا محمد أنت رسول الله وخاتم الأنبياء، وقد غفر الله لك ما تقدم من ذنبك وما تأخر، اشْفَعْ لنا إلى ربك، ألا ترى إلى ما نحن فيه؟ فأَنْطَلِقُ فآتي تحت العرش فأقع ساجدًا لربي، ثم يفتح الله عليَّ من مَحَامِدِه وحُسْنِ الثناء عليه شيئًا لم يفتحه على أحد قبلي، ثم يقال: يا محمد ارفع رأسك، سَلْ تُعْطَهْ، اشْفَعْ تُشَفَّعْ، فأرفع رأسي، فأقول: أمتي يا رب، أمتي يا رب، أمتي يا رب. فيقال: يا محمد أَدخلْ من أمتك من لا حساب عليهم من الباب الأيمن من أبواب الجنة، وهم شركاء الناس فيما سوى ذلك من الأبواب». ثم قال: «والذي نفسي بيده، إن ما بين الْمِصْرَاعَيْنِ من مصاريع الجنة كما بين مكة وهَجَر، أو كما بين مكة وبُصْرَى».

کے پاس جاؤ۔ تم ابراہیم (علیہ السلام) کے پاس جاؤ''۔ چنانچہ لوگ ابراہیم (علیہ السلام) کے پاس حاضر ہوں گے اور عرض گزار ہوں گے کہ ''آپ اللہ کے نبی اور اہل زمین میں سے اس کے خلیل ہیں، اپنے رب کے حضور ہماری سفارش فرمائیں، آپ دیکھتے نہیں ہم کس حال میں ہیں؟'' تو ابراہیم (علیہ السلام) ان سے کہیں گے کہ ''میرا رب اس قدر غصے میں ہے کہ اس سے پہلے کبھی اتنے غصے میں نہیں آیا اور نہ آئندہ کبھی آئے گا، جب کہ میرے اپنے تین جھوٹ ہیں، مجھے اپنی جان کی فکر ہے، مجھے اپنی جان کی فکر ہے، مجھے اپنی جان کی فکر ہے۔ کسی اور کے پاس جاؤ، موسیٰ (علیہ السلام) کے پاس جاؤ''۔ لوگ موسیٰ (علیہ السلام) کی خدمت میں حاضر ہوں گے اور عرض کریں گے ''اے موسیٰ (علیہ السلام)! آپ اللہ کے رسول ہیں، اللہ تعالیٰ نے آپ کو اپنے پیغام اور اپنی ہم کلامی کے ذریعے لوگوں پر فضیلت عطا کی، اللہ کے حضور ہمارے لیے سفارش کیجیے، آپ دیکھتے نہیں ہم کس حال میں ہیں؟''۔ موسیٰ (علیہ السلام) ان سے کہیں گے کہ ''میرا اب آج اس قدر غصے میں ہے کہ نہ اس سے پہلے کبھی اس قدر غصے میں آیا اور نہ اس کے بعد آئے گا۔ میں ایک جان کو قتل کر چکا ہوں جس کے قتل کا مجھے حکم نہ دیا گیا تھا۔ میری جان (کا کیا ہوگا) میری جان، (کا کیا ہوگا)، میری جان (کا کیا ہوگا) میرے علاوہ کسی اور کے پاس جاؤ، عیسیٰ (علیہ السلام) کے پاس جاؤ''۔ لوگ عیسیٰ (علیہ السلام) کے پاس آئیں گے اور عرض کریں گے ''اے عیسیٰ (علیہ السلام)! آپ اللہ کا کلمہ ہیں جسے اس نے مریم (علیہا السلام) کی طرف اِلقا کیا اور اس کی روح ہیں، اس لیے آپ اپنے رب کے حضور ہماری سفارش فرمائیں، آپ ہماری حالت نہیں دیکھتے جس میں ہم ہیں؟'' تو عیسیٰ (علیہ السلام) انہیں جواب دیں گے کہ ''میرا رب اتنے غصے میں ہے جتنے غصے میں نہ وہ اس سے پہلے آیا اور نہ آئندہ کبھی آئے گا، وہ اپنی کسی خطا کا ذکر نہیں کریں گے، (کہیں گے مجھے) اپنی جان کی فکر ہے، اپنی جان کی فکر ہے، اپنی جان کی فکر ہے۔ میرے سوا کسی اور کے پاس جاؤ، ایسا کرو تم محمد ﷺ کے پاس جاؤ''۔ لوگ میرے پاس آئیں گے اور کہیں گے، ایک روایت میں ہے کہ ''وہ میرے پاس آئیں گے اور کہیں گے کہ اے محمد (ﷺ)! آپ اللہ کے رسول اور آخری نبی ہیں، اللہ تعالیٰ نے آپ کے اگلے پچھلے تمام گناہ معاف کر دیے ہیں، اپنے رب کے حضور ہماری سفارش فرمائیں، آپ دیکھتے نہیں ہم کس حال میں ہیں؟'' تو میں چل پڑوں گا اور عرش کے نیچے آؤں گا اور اپنے رب کے حضور سجدے میں گر جاؤں گا، پھر اللہ تعالیٰ مجھ پر اپنی ایسی تعریفوں اور اپنی ایسی بہترین ثنا (کے دروازے) کھول دے گا اور انہیں میرے دل میں ڈالے گا جو مجھ سے پہلے کسی کے لیے نہیں کھولے گئے ہوں گے، پھر (اللہ) فرمائے گا: اے محمد! اپنا سر اٹھائیں، مانگیں، آپ کو ملے گا، سفارش کریں، آپ کی سفارش قبول ہوگی۔ تو میں سر اٹھاؤں گا اور

عرض کروں گا ''اے میرے رب! میری امت! میری امت! تو کہا جائے گا! اے محمد! آپ کی امت کے جن لوگوں کا حساب وکتاب نہیں ہونا ہے، انہیں جنت کے دروازے میں سے دائیں دروازے سے داخل کر دیں اور وہ جنت کے باقی دروازوں میں (بھی) لوگوں کے ساتھ شریک ہیں۔ پھر فرمایا: اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں محمد (ﷺ) کی جان ہے! جنت کے دو کواڑوں کے درمیان اتنا (فاصلہ) ہے جتنا مکہ اور (شہر) ہجر یا مکہ اور بصری کے درمیان ہے''۔

درجة الحديث: صحيح

المعنى الإجمالي:

أخبر أبو هريرة -رضي الله عنه- أنهم كانوا مع النبي -صلى الله عليه وسلم- في دعوة طعام فقدمت إليه الذراع فقضم منها قضمة بأسنانه وكانت تعجبه ذراع الشاة؛ لأن لحمها أطيب ما في الجسم من لحم لين وسريع الهضم ومفيد، وكانت تعجب النبي -صلى الله عليه وسلم- فنهس منها نهسة ثم حدثهم هذا الحديث العجيب الطويل، فقال: أنا سيد ولد آدم يوم القيامة، ولا شك أنه -صلى الله عليه وسلم- سيد ولد آدم وأشرف بني الإنسان عند الله -تبارك وتعالى-. ثم قال لهم: أتدرون مم ذاك؟ قالوا: لا يا رسول الله. فساق لهم بيان شرفه وفضله -صلى الله عليه وسلم- على جميع بني آدم؛ فذكر أن الناس يحشرون يوم القيامة في أرض واسعة مستوية أولهم وآخرهم، كما قال -عز وجل-: (قل إن الأولين والآخرين لمجموعون إلى ميقات يوم معلوم) يجمعون في أرض واحدة، والأرض يومئذ ممدودة ليست كهيئتها اليوم كروية، إذا مددت بصرك لا ترى إلا ما يواجهك من ظهرها فقط، أما يوم القيامة فإن الأرض تمد مد الجلد وليس فيها جبال ولا أودية ولا أنهار ولا بحار تمد مدًّا واحدًا. والذين فيها يسمعهم الداعي وينفذهم البصر، يعني لو تكلم الإنسان يسمعهم آخر واحد، والبصر يراهم؛ لأنه ليس بها تكور حتى يغيب بعض عن بعض، ولكن كلهم في صعيد واحد. في ذلك اليوم تدنو الشمس من الخلائق على قدر ميل، ويلحقهم من الغم والكرب ما لا يطيقون ولا يحتملون؛ فتضيق بهم

حدیث کا درجہ: صحیح

اجمالی معنی:

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بتا رہے ہیں کہ ایک دن ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ کھانے کی ایک دعوت میں تھے کہ آپ ﷺ کی خدمت میں دست (کا گوشت) اٹھا کر پیش کیا گیا تو آپ نے اپنے دانتوں سے نوچ کر کھایا اور آپ کو بکری کی دست بڑی مرغوب تھی، کیونکہ بکری کے پورے جسم میں سے اس حصے کا گوشت بہترین اور نرم ہوتا اور زود ہضم اور فائدہ مند ہوتا ہے۔ چونکہ نبی کریم ﷺ کو یہ بڑی مرغوب تھی اس لیے آپ ﷺ نے اپنے دندان مبارک سے ایک بار اسے تناول فرمایا اور پھر یہ طویل حدیث بیان فرمائی۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ میں قیامت والے دن آدم کی اولاد کا سردار ہوں گا۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ نبی کریم ﷺ آدم کی اولاد کے سردار اور اللہ تعالیٰ کے ہاں انسانوں میں سے سب سے اعلیٰ ہیں۔ پھر فرمایا: کیا تم جانتے ہو یہ کیسے ہوگا؟ تو صحابہ نے جواب دیا اے اللہ کے رسول ﷺ! نہیں۔ آپ ﷺ نے ان کے سامنے تمام بنی آدم پر اپنا مرتبہ اور فضیلت کو بیان کیا۔ فرمایا کہ قیامت والے دن پہلے اور بعد والے تمام لوگوں کو ایک ہموار اور وسیع زمین میں اکٹھا کیا جائے گا جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ''فرما دیجیے کہ پہلے اور آخری سارے لوگ ایک معین دن پر جمع کیے جائیں گے''۔ ایک ہی زمین پر سب کو جمع کیا جائے گا اور اس دن جو زمین پھیلائی جائے گی وہ ایسی نہیں ہوگی جیسی اب دیکھتے ہو۔ آج جب تم نظر دوڑاتے ہو تو جو سامنے ہوتا ہے صرف وہی نظر آتا ہے، جب کہ قیامت کے دن زمین بالکل سیدھی پھیلا دی جائے گی اور اس میں کسی قسم کے کوئی بھی پہاڑ، وادیاں، نہریں اور سمندر نہیں ہوں گے۔ اس میں موجود تمام داعی کی بات کو سنیں گے اور ان کی بینائی کی رسائی بھی ہوگی۔ یعنی جب کوئی انسان بات کرے گا تو ہر ایک سنے گا اور سارے اس کو دیکھیں گے کیونکہ کوئی بھی کسی سے چھپا نہیں ہوگا لیکن سارے کے سارے ایک چٹیل زمین پر ہوں گے۔ اس دن سورج مخلوق سے ایک میل کی مسافت پر ہوگا اور ایسے کرب وغم میں مبتلا ہوں گے کہ اس کو برداشت کرنے کی طاقت اور قوت نہیں ہوگی۔ زمین تنگ ہو جائے گی اور وہ خواہش کریں گے

الأرض ويطلبون الشفاعة لعل أحدا يشفع فيهم عند الله -جل وعلا-، ينقذهم من هذا الموقف العظيم على الأقل. فيلهمهم الله -عز وجل- أن يأتوا إلى آدم أبي البشر؛ فيأتون إليه ويبينون فضله، لعله يشفع لهم عند الله -عز وجل- يقولون له: أنت آدم أبو البشر كل البشر من بني آدم الذكور والإناث إلى يوم القيامة، خلقك الله بيده كما قال -تعالى- منكرًا على إبليس: {ما منعك أن تسجد لما خلقت بيدي}، وأسجد لك ملائكته، قال الله -تعالى-: (وإذ قلنا للملائكة اسجدوا لآدم فسجدوا} وعلمك أسماء كل شيء، قال الله -تعالى-: {وعلم آدم الأسماء كلها} ونفخ فيك من روحه، قال الله -تعالى-: {فإذا سويته ونفخت فيه من روحي فقعوا له ساجدين}. كل هذا يعلمه الخلق، ولاسيما أمة محمد الذين أعطاهم الله -تعالى- من العلوم ما لم يُعطِ أحدًا من الأمم، فيعتذر ويقول: إن ربي غضب اليوم غضبًا لم يغضب قبله مثله، ولن يغضب بعده مثله قط ثم يذكر خطيئته، وهي أن الله -سبحانه وتعالى- نهاه أن يأكل من شجرة فأكل، قال الله -تعالى-: {ولا تقربا هذه الشجرة فتكونا من الظالمين}، فعوقب بأن أخرج من الجنة إلى الأرض لحكمة يريدها الله -عز وجل- فيذكر معصيته، ويقول: نفسي نفسي نفسي. يعني عسى أن أنقذ نفسي ويؤكد ذلك ويكرره ثلاث مرات، اذهبوا إلى غيري اذهبوا إلى نوح، ونوح هو الأب الثاني للبشرية؛ لأن الله أغرق جميع أهل الأرض الذين كذبوا نوحًا {وما آمن معه إلا قليل}، ولم يستمر عقب غيره، فيقولون: اذهبوا إلى نوح فيأتون إلى نوح؛ لأنهم في شدة وضيق فيأتونه ويذكرون نعم الله عليه، وأنه أول رسول أرسله الله إلى أهل الأرض، وأن الله سماه عبدًا شكورًا، ولكنه يقول كما قال آدم بأن الله -عز وجل- غضب اليوم غضبًا لم يغضب مثله قط، ولن يغضب مثله ثم ذكر دعوته التي دعا بها على قومه: {رب لا تذر على الأرض من الكافرين ديارًا} وفي رواية أنه يذكر دعوته التي دعا بها لابنه {فقال رب إن ابني من أهلي وإن وعدك الحق وأنت أحكم الحاكمين قال يا

کہ کوئی ایک اللہ کے ہاں ان کی سفارش کرے جو ان کو جلد از جلد اس بڑے وقوف سے بچا لے۔ اللہ تعالیٰ ان کو الہام کریں گے کہ وہ ابوالبشر آدم (علیہ السلام) کے پاس جائیں۔ وہ ان کے پاس آئیں گے اور ان کے فضائل بیان کریں گے تاکہ وہ اللہ تعالیٰ کے ہاں ان کی سفارش کریں۔ ان سے کہیں گے کہ آپ ابوالبشر ہیں اور قیامت تک جتنے بھی نر و مادہ انسان پیدا ہوئے وہ سارے کے سارے بنی آدم ہیں، اللہ تعالیٰ نے آپ کو اپنے ہاتھ سے پیدا فرمایا جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ابلیس کے انکار پر فرمایا تھا کہ : ''تجھے کس چیز نے اس کو سجدے سے منع کیا جسے میں نے اپنے ہاتھوں سے پیدا کیا۔''، آپ کو ملائکہ سے سجدہ کرایا۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے : ''جب ہم نے فرشتوں سے کہا کہ آدم کو سجدہ کرو تو انہوں نے سجدہ کیا۔''، اور آپ کو اللہ تعالیٰ نے تمام چیزوں کے نام سکھائے ، جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے : ''آدم (علیہ السلام) کو تمام نام سکھائے۔'' اور آپ میں اللہ تعالیٰ نے اپنی روح کو پھونکا جیسا کہ فرمان باری تعالیٰ ہے : ''جب میں نے اس کو مکمل کیا تو اس میں اپنی روح پھونکی تو سارے اس کے سامنے سجدے میں گر گئے''۔ یہ وہ ساری چیزیں ہیں جن کو مخلوق جانتی ہے جب کہ خاص طور پر امت محمد کو ایسے علوم سے اللہ تعالیٰ نے نوازا ہے جو دیگر امتوں میں سے کسی کو نہیں نوازا۔ وہ معذرت کریں گے اور کہیں گے کہ میرا رب آج اتنے غصے میں ہے جتنے غصے میں اس سے پہلے کبھی نہیں آیا اور نہ اس کے بعد کبھی آئے گا پھر وہ اپنی خطا بتائیں گے اور وہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو ایک خاص درخت سے کھانے سے روکا تھا لیکن انہوں نے کھا لیا۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے ''اس درخت کے قریب نہ جانا ورنہ دونوں ظالموں میں سے ہو جاؤ گے''۔ اس کی سزا یہ ملی کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی منشا کے مطابق ان کو جنت سے نکال کر زمین پر بھیج دیا۔ وہ اپنی نافرمانی بیان کریں گے اور کہیں گے (آج تو) میری اپنی جان (پر بنی) ہے ،مجھے اپنی جان (کی فکر) ہے ،مجھے اپنی جان (کی فکر) ہے۔ یعنی آج تو اپنی جان بچانا ممکن ہو جائے اور اس کو تین مرتبہ تاکید اور تکرار کے ساتھ بیان کیا۔ میرے علاوہ کسی اور کے پاس جاؤ، ایسا کرو نوح (علیہ السلام) کے پاس چلے جاؤ اور نوح (علیہ السلام) دوسرے ابوالبشر ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے تمام اہلِ زمین کو نوح (علیہ السلام) کی تکذیب کی وجہ سے غرق کر دیا تھا (ہاں وہ چند ایک جو ان پر ایمان لے آئے تھے) ان کے علاوہ کسی کو زندہ نہیں چھوڑا۔ لوگ کہیں گے نوح (علیہ السلام) کی طرف چلو، تو وہ نوح (علیہ السلام) کے پاس آئیں گے کیونکہ وہ بہت سختی اور تنگی کا شکار ہوں گے۔ وہ نوح (علیہ السلام) کے پاس آئیں گے اور ان پر اللہ تعالیٰ کے انعامات کا تذکرہ کریں گے ، یہ کہ وہ اللہ کے پہلے رسول ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے اہلِ زمین کی طرف رسالت دے کر مبعوث فرمایا، اور یہ کہ اللہ تعالیٰ نے ان کا نام شاکر بندہ رکھا۔ لیکن وہ بھی ویسے ہی کہیں گے جیسے آدم (علیہ السلام) نے کہا تھا

نوح إنه ليس من أهلك إنه عمل غير صالح فلا تسألن ما ليس لك به علم إني أعظك أن تكون من الجاهلين}، يذكر ذنبه والشافع لا يشفع إلا إذا كان ليس بينه وبين المشفوع عنده ما يوجب الوحشة، والمعصية بين العبد وربه توجب الوحشة بينهما وخجله منه، فيذكر معصيته فيقول نفسي نفسي نفسي، ويحيلهم إلى إبراهيم -صلى الله عليه وسلم-، فيأتي الناس إليه ويقولون: أنت خليل الله في الأرض. ويذكرون من صفاته، ويطلبون منه أن يشفع لهم عند ربه، فيعتذر ويقول إنه كذب ثلاث كذبات، ويقول: نفسي نفسي نفسي. والكذبات هي قوله: إني سقيم. وهو ليس بسقيم لكنه قال متحديا لقومه الذين يعبدون الكواكب. والثانية قوله: {بل فعله كبيرهم هذا} أي الأصنام، وهو ما فعل وإنما الذي فعله هو إبراهيم -صلى الله عليه وسلم- لكن ذكر ذلك على سبيل التحدي لهؤلاء الذين يعبدون الأوثان. والثالثة قوله للملك الكافر: هذه أختي يعني زوجته ليسلم من شره، وهي ليست كذلك. هذه كذبات في ظاهر الأمر؛ لكنها في الحقيقة وبمناسبة تأويله -صلى الله عليه وسلم- لم تكن كذبات؛ لكنه لشدة ورعه وحيائه من الله -تبارك وتعالى- اعتذر بهذا، ويقول: نفسي نفسي نفسي اذهبوا إلى غيري اذهبوا إلى موسى، فيأتون إلى موسى ويذكرون صفاته، وأن الله -تعالى- كلمه تكليمًا واصطفاه على أهل الأرض برسالاته وكلامه، فيذكر ذنبًا ويعتذر بأنه قتل نفسًا قبل أن يؤذن له في قتلها، وهو القبطي الذي كان في خصام مع رجل من بني إسرائيل، وموسى من بني إسرائيل -صلى الله عليه وسلم- والقبطي من أهل فرعون {فاستغاثه الذي من شيعته على الذي من عدوه فوكزه موسى فقضى عليه} دون أن يؤمر بقتله، فرأى -صلى الله عليه وسلم- أن هذا مما يحول بينه وبين الشفاعة للخلق حيث قتل نفسا لم يؤمر بقتلها، وقال: نفسي نفسي اذهبوا إلى غيري اذهبوا إلى عيسى. فيأتون إلى عيسى ويذكرون من منة الله عليه أنه نفخ فيه من روحه وأنه كلمته ألقاها

کہ میرا رب آج اتنے غصے میں ہے جتنے غصے میں اس سے پہلے کبھی نہیں ہوا اور نہ اس کے بعد کبھی ہوگا پھر اس دعا کا تذکرہ کریں گے جو انہوں نے اپنی قوم کے خلاف کی تھی (اے رب کافروں کا کوئی بھی گھر روئے زمین پر نہ چھوڑنا) اور ایک روایت میں ہے کہ وہ اس دعا کا ذکر کریں گے جو انہوں نے اپنے بیٹے کے لیے کی تھی (انہوں نے کہا میرے رب! میرا بیٹا میرے اہل میں سے ہے اور تیرا وعدہ سچا ہے اور بہترین فیصلہ کرنے والا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے نوح وہ تیرے اہل میں سے نہیں وہ غیر صالح عمل والا ہے اس کے بارے میں سوال نہ کر جس کا تجھے علم نہیں میں تجھے نصیحت کرتا ہوں کہ جاہلوں میں سے ہو جائے گا) وہ اپنے گناہ کا تذکرہ کریں گے۔ سفارشی نہیں سفارش کرے گا مگر جب اس کے اور مشفوع کے درمیان کوئی ایسی چیز نہ ہو جو خوف پیدا کرتی ہو (تو سفارش کر سکتا) جب کہ معصیت بندے اور رب کے درمیان خوف اور شرمندگی پیدا کرتی ہے۔ وہ بھی اپنی نافرمانی کا تذکرہ کریں گے اور کہیں گے (آج تو) میری اپنی جان (پر بنی) ہے، مجھے اپنی جان (کی فکر) ہے، مجھے اپنی جان (کی فکر) ہے۔ ان کو ابراہیم (علیہ السلام) کا حوالہ دیا جائے گا تو لوگ ان کے پاس آئیں گے اور کہیں گے کہ اللہ کی زمین پر آپ خلیل اللہ ہیں، ان کی صفات بیان کریں گے اور خواہش کریں گے کہ اللہ کے ہاں ان کی سفارش کریں۔ تو وہ بھی معذرت کریں اور کہیں گے کہ ان کے تین جھوٹ ہیں اور کہیں گے (آج تو) میری اپنی جان (پر بنی) ہے، مجھے اپنی جان (کی فکر) ہے، مجھے اپنی جان (کی فکر) ہے۔ وہ جھوٹ یہ تھے: اولاً: انی سقیم (میں بیمار ہوں) حالاں کہ وہ بیمار نہیں تھے لیکن انہوں نے ایسا اپنی قوم کو چیلنج کے طور پر کہا کیونکہ وہ ستاروں کی عبادت کرتے تھے۔ ثانیاً: ان کا یہ کہنا: {بل فعلہ کبیرہم ہذا} (ان میں سے جو بڑا ہے اس نے کیا ہے) یعنیبڑے بت نے کیا ہے۔ حالانکہ وہ اس نے نہیں کیا تھا بلکہ وہ ابراہیم علیہ السلام کا فعل تھا جب کہ انہوں نے چیلنج کرنے کے انداز میں یہ کہا کیونکہ وہ لوگ بتوں کی عبادت کرتے تھے۔ ثالثاً: ان کا کافر بادشاہ سے یہ کہنا کہ یہ میری بہن ہے۔ یعنی اپنی بیوی کو اس کے شر سے بچانے کے لیے کہا حالانکہ ایسا تھا نہیں۔ ظاہراً یہ جھوٹ ہیں لیکن حقیقت میں اور اس کی مناسب تاویل جو نبی کریم ﷺ نے فرمائی کہ جھوٹ نہیں تھے لیکن مضبوط تقویٰ اور اللہ سے حیا کی وجہ سے اس کو عذر بنائیں گے اور کہیں گے (آج تو) میری اپنی جان (پر بنی) ہے، مجھے اپنی جان (کی فکر) ہے، مجھے اپنی جان (کی فکر) ہے۔ میرے علاوہ کسی اور کے پاس چلے جاؤ، موسیٰ (علیہ السلام) کے پاس چلے جاؤ۔ وہ موسیٰ (علیہ السلام) کے پاس آئیں گے اور ان کی صفات بیان کریں گے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ سے کلام کی ہے، آپ کو اہلِ زمین پر اپنی رسالت اور کلام کے ساتھ منتخب فرمایا ہے۔ تو وہ بھی اپنی خطا کا تذکرہ کریں گے اور معذرت کریں گے کہ انہوں نے ایک شخص کو جان بوجھ کو قبل از

إلى مريم وروح منه؛ لأنه خلق بلا أب، فلا يذكر ذنبًا ولكنه يحيلهم إلى محمد -صلى الله عليه وسلم-، وهذا شرف عظيم لرسول الله -صلى الله عليه وسلم- حيث كان أربعة من الأنبياء يعتذرون بذكر ما فعلوه وواحد لا يعتذر بشيء، ولكن يرى أن محمدا -صلى الله عليه وسلم- أولى منه. فيأتون إلى رسول الله -صلى الله عليه وسلم- فيقبل ذلك، ويسجد تحت العرش ويفتح الله عليه من المحامد والثناء على الله ما لم يفتحه على أحد غيره، ثم يقال له: ارفع رأسك وقل يسمع وسل تعطه واشفع تشفع. فيشفع -صلى الله عليه وسلم- ويقول: يا رب أمتي أمتي. فيتقبل الله شفاعته، ويقال له أدخل أمتك من الباب الأيمن من الجنة وهم شركاء مع الناس في بقية الأبواب. وهذه فيها دلالة ظاهرة على أن النبي -صلى الله عليه وسلم- أشرف الرسل، والرسل هم أفضل الخلق.

اجازت ہی قتل کر دیا تھا جوکہ ایک قبطی تھا اور بنی اسرائیل میں سے کسی آدمی کے ساتھ جھگڑ رہا تھا۔ موسیٰ (علیہ السلام) بنی اسرائیل میں سے تھے اور قبطی فرعونیوں میں سے تھا (ان کے گروہ کے شخص نے اپنے دشمن کے خلاف موسیٰ علیہ السلام سے مدد طلب کی، انہوں نے مکّا مارا تو وہ مر گیا) بغیر حکم کے اس کو قتل کر دیا۔ رسول اللہ ﷺ کا خیال ہے کہ یہ چیز ان کے اور مخلوق کی سفارش کے درمیان حائل ہو جائے گی کہ انہوں نے ایک جان کو بغیر حکم کے قتل کر دیا تھا اور وہ بھی کہیں گے (آج تو) میری اپنی جان (پر بنی) ہے، مجھے اپنی جان (کی فکر) ہے، مجھے اپنی جان (کی فکر) ہے۔ میرے علاوہ کسی اور کے پاس چلے جاؤ، تم سب عیسیٰ (علیہ السلام) کے پاس چلے جاؤ۔ وہ عیسیٰ (علیہ السلام) کے پاس آئیں گے اور ان پر اللہ تعالیٰ کے احسانات کا تذکرہ کریں گے کہ ان میں اللہ تعالیٰ نے اپنی روح کو پھونکا اور یہ کہ وہ اللہ کا کلمہ ہیں جن کو مریم (علیہا السلام) کی طرف القا کیا اور اس کی روح ہیں، یہ کہ ان کو بغیر باپ کے پیدا کیا۔ وہ کوئی گناہ بیان نہیں کریں لیکن لوگوں کو محمد ﷺ کا حوالہ دیں گے۔ یہ رسول اللہ ﷺ کا عظیم شرف ہے کہ چار انبیاء اپنے کاموں کو بیان کر کے معذرت کر لیں گے اور ایک کوئی عذر پیش نہیں کریں گے لیکن ان کا خیال ہے کہ محمد ﷺ ان سے زیادہ مناسب ہیں۔ لوگ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئیں گے آپ ان کی بات مان لیں گے اور اللہ تعالیٰ کے عرش کے نیچے سجدہ کریں گے۔ اللہ تعالیٰ اپنی حمد و ثناء کے ان پر ایسے در وا کریں گے کہ اس سے پہلے اللہ تعالیٰ نے وہ دروازے کسی کے لیے نہیں کھولے ہوں گے۔ پھر آپ سے کہا جائے گا کہ سر اٹھائیے، کہیے آپ کی بات سنی جائے گی، سوال کیجئے عطا کیا جائے، سفارش کیجئے سفارش قبول کی جائے گی۔ رسول اللہ ﷺ سفارش کریں گے اور فرمائیں گے اے رب! میری امت، میری امت! اللہ تعالیٰ ان کی سفارش قبول فرمائے گا اور آپ سے کہے گا کہ اپنی امت کو جنت کے دائیں دروازے سے داخل کر لیں اور یہ دیگر لوگوں کے ساتھ باقی دروازوں میں بھی شریک ہوں گے۔ اس میں یہ واضح دلیل موجود ہے کہ نبی کریم ﷺ تمام رسولوں میں سے افضل ہیں اور رسول افضل الخلائق ہیں۔

راوي الحديث: متفق عليه.

التخريج: أبوهريرة -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- صعيد : الأرض الواسعة المستوية.
- ثلاث كذبات : أما اثنان منها ففي الله -تعالى-، وهي قوله: {إني سقيم} [الصافات (89)] ، وقوله: {بل فعله كبيرهم هذا} [الأنبياء (63)] . وأما الثالثة فهي قوله لسارة: أختي، يعني في الإسلام، وليست بكذب حقيقة، لكن لما كانت بصورة الكذب سماها كذبًا.
- نَهَس : النَّهْس: قضم الشيء بمقدم الأسنان.
- المِصراعين : جانبي الباب.

- هَجَر : هي قاعدة البحرين، وهي الأحساء.
- بُصْرى : مدينة معروفة، بينها وبين مكة شهر.
- دَعْوة : دعوة إلى طعام.
- فسجدوا لك : أي سجود شكر لا عبادة.
- المهد : الصغر.
- العَرْش : سرير الملك وهو مخلوق عظيم لا يعلم عظمته إلا الله.
- يشفع لكم : يتوسط لكم بجلب نفع أو دفع ضر.
- سيد ولد آدم : السيد الذي يفوق قومه والذي يفزع إليه في الشدائد، والنبي -صلى الله عليه وسلم- سيدهم في الدنيا والآخرة، وإنما خص يوم القيامة لارتفاع السؤدد فيه وتسليم جميعهم له ولكون آدم وجميع أولاده يومئذٍ تحت لوائه -صلى الله عليه وسلم.-
- نفسي نفسي : أي: نفسي هي التي تستحق أن يشفع لها.

فوائد الحديث:

١. تفضيل نبينا -صلى الله عليه وسلم- على جميع المخلوقين.
٢. تواضع النبي -صلى الله عليه وسلم- وتلبيته للدعوة، والأكل مع عامة أصحابه.
٣. أحب الطعام إلى رسول الله -صلى الله عليه وسلم- الذراع لنضجها، وسرعة استمرائها، وزيادة لذتها.
٤. الحكمة في أن الله -تعالى- ألهمهم سؤال آدم، ومن بعده في الابتداء، ولم يلهموا سؤال نبينا محمد -صلى الله عليه وسلم- لإظهار فضيلته، فهو النهاية في ارتفاع المنزلة، وكمال القرب.
٥. عدم البحث فيما لم يذكر وأبهم في النصوص مثل الشجرة التي أكل منها آدم -عليه السلام.-
٦. الحذر من الشيطان حيث أغوى آدم وحواء -عليهما السلام.-
٧. يشرع لمن أراد من عبد حاجة أن يقدم ين يديه وصف المسئول بأحسن صفاته؛ ليكون أدعى للإجابة.
٨. يجوز لمن سئل عن أمر لايقدر عليه أن يعتذر بما يقبل منه، ويستحب أن يرشد لمن يظن أنه أقدر على ذلك.
٩. بيان هول الموقف واشتداد المحشر على العباد يوم القيامة.
١٠. إثبات صفة الغضب لله -عز وجل.-
١١. تواضع الأنبياء حيث تذكروا ما مضى منهم؛ ليشعروا بأنهم دون هذا الموقف.
١٢. بيان أفضلية أولي العزم من الرسل -عليهم السلام.-
١٣. أن نوحًا -عليه السلام- أول الرسل إلى الناس.
١٤. إثبات الوسيلة والمقام المحمود لرسول الله -صلى الله عليه وسلم.-
١٥. محامد الله -تعالى- لاتنتهي؛ ولذلك يفتح الله على رسوله في هذا المقام من حسن الثناء عليه شيئًا لم يفتحه لأحد قبله.
١٦. بيان أن أمة محمد خير الأمم، فلهم خصائص في دخول الجنة حيث يدخلون من باب خاص بهم، ويشاركون الناس في بقية الأبواب.

المصادر والمراجع:

صحيح البخاري، تحقيق: محمد زهير بن ناصر الناصر، الطبعة الأولى، دار طوق النجاة (مصورة عن السلطانية بإضافة ترقيم: محمد فؤاد عبد الباقي)، ١٤٢٢هـ. صحيح مسلم، تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي، دار إحياء التراث العربي، بيروت. بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين لسليم الهلالي، الطبعة الأولى، دار ابن الجوزي، الدمام، ١٤١٥هـ. تطريز رياض الصالحين للشيخ فيصل المبارك، الطبعة الأولى، تحقيق: عبد العزيز بن عبد الله آل حمد، دار العاصمة، الرياض، ١٤٢٣ هـ. رياض الصالحين للنووي،الطبعة الأولى، تحقيق: ماهر ياسين الفحل، دار ابن كثير، دمشق، بيروت، ١٤٢٨ هـ. شرح رياض الصالحين للشيخ ابن عثيمين، دار الوطن للنشر، الرياض، ١٤٢٦هـ. نزهة المتقين، تأليف: جمعٌ من المشايخ، الناشر: مؤسسة الرسالة، الطبعة الأولى: ١٣٩٧ هـالطبعة الرابعة عشر ١٤٠٧ هـ. رياض الصالحين، تحقيق: عصام هادي، وزارة الأوقاف والشؤون الإسلامية القطرية، دار الريان، بيروت، ط٤، ١٤٢٨هـ. كنوز رياض الصالحين، مجموعة من الباحثين برئاسة حمد بن ناصر العمار، ط١، كنوز إشبيليا، الرياض، ١٤٣٠هـ. دليل الفالحين لطرق رياض الصالحين لمحمد بن علان الصديقي, دار الكتاب العربي.

الرقم الموحد: (8345)

أنفقي أو انفحي، أو انضحي، ولا تحصي فيحصي الله عليك، ولا توعي فيوعي الله عليك.

خرچ کرو، گن گن کر نہ رکھو کہ پھر اللہ بھی تمھیں گن گن کر دے اور بچا بچا کر نہ رکھو کہ پھر اللہ بھی تم سے بچا بچا کر رکھے۔

١٦٢١. الحديث:

عن أسماء بنت أبي بكر الصديق رضي الله عنهما قالت: قال لي رسول الله صلى الله عليه وسلم: «لا تُوكِي فيُوكَى عليك». وفي رواية: «أَنْفِقِي أو انْفَحِي، أو انْضَحِي، ولا تُحْصِي فيُحْصِي الله عليك، ولا تُوعِي فيُوعِي الله عليك».

١٦٢١. حدیث:

اسماء بنت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہما بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ان سے فرمایا: (مال کو) روک روک کر نہ رکھو، کہیں یہ نہ ہو کہ تم سے بھی روک لیا جائے۔ ایک دوسری روایت میں ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: خرچ کرو، گن گن کر نہ رکھو، کہیں یہ نہ ہو کہ اللہ بھی تمھیں گن گن کر دے اور بچا بچا کر نہ رکھو، کہیں ایسا نہ ہو کہ اللہ بھی تم سے بچا بچا کر رکھنے لگے۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

قال النبي صلى الله عليه وسلم لأسماء بنت أبي بكر الصديق رضي الله عنهما: لَا تَدَّخِرِي وَتَشُدِّي مَا عِنْدَكِ وَتَمْنَعِي مَا فِي يدك، فتنقطع مَادَّة الرزق عَنْك، وأمرها بالإنفاق في مرضاة الله تعالى، ولا تحسبي خوفًا من انقطاع الرزق؛ فيكون سببا لانقطاع إنفاقك، وهو معنى قوله: (فيحصي الله عليك)، ولا تمنعي فضل المال عن الفقير فيمنع الله عنك فضله ويسده عليك.

اجمالی معنی:

نبی ﷺ نے اسماء بنت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہما سے فرمایا: جو کچھ تمہارے پاس ہے اسے سینت سینت کر اور بچا بچا کر نہ رکھو اور جو کچھ تمہاری ملکیت میں ہے اسے روک روک کر نہ رکھو، کہیں ایسا نہ ہو کہ تم تک تمہارا رزق آنا بند ہو جائے۔ آپ ﷺ نے انہیں حکم دیا کہ اللہ کی رضا کے لیے خرچ کرو، رزق کے منقطع ہو جانے کے اندیشے کے تحت حساب کر کر کے نہ رکھو اور اس کی وجہ سے خرچ کرنا ہی نہ چھوڑ دو۔ آپ ﷺ کے فرمان (فیحصی اللہ علیک) کا یہی مفہوم ہے۔ زائد مال کو فقیر سے نہ روکو، کہیں ایسا نہ ہو کہ پھر اللہ بھی تم سے اپنے فضل کو روک لے اور اس کا سلسلہ بند کر دے۔

راوي الحديث: متفق عليه.

التخريج: أسماء بنت أبي بكر الصديق رضي الله عنهما

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- لا توكي : لا تدخري وتمنعي ما في يدك، والوكاء الخيط الذي يشد به رأس القربة.
- انفحي : أنفقي.
- انضحي : أنفقي.
- لا توعي : الإيعاء: جعل الشيء في الوعاء.
- لا تحصي : من الإحصاء وهو معرفة قدر الشيء، أو وزنه، أو عده؛ خوفًا من نفاده.

فوائد الحديث:

١. النهي عن منع الصدقة خشية النفاذ؛ فإن ذلك من أعظم أسباب قطع البركة.
٢. التأكد والحث على الإنفاق.
٣. من عدل الله تعالى أن جعل الجزاء من جنس العمل.
٤. من علم أن الله يرزقه من حيث لا يحتسب فحقه أن ينفق ولا يحسب.

المصادر والمراجع:

صحيح البخاري، محمد بن إسماعيل البخاري الجعفي، تحقيق: محمد زهير الناصر، دار طوق النجاة (مصورة عن السلطانية بإضافة ترقيم: محمد فؤاد عبد الباقي)، الطبعة: الأولى ١٤٢٢هـ. صحيح مسلم، مسلم بن الحجاج القشيري النيسابوري، تحقيق محمد فؤاد عبد الباقي، دار إحياء التراث العربي، بيروت، الطبعة: ١٤٢٣هـ. رياض الصالحين من كلام سيد المرسلين، أبو زكريا محيي الدين النووي، تحقيق: عصام هادي، وزارة الأوقاف والشؤون الإسلامية القطرية، دار الريان، بيروت، الطبعة: الرابعة ١٤٢٨هـ. بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين، سليم بن عيد الهلالي، دار ابن الجوزي، الطبعة: الأولى ١٤١٨هـ، ١٩٩٧م. مرقاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح، علي بن سلطان الملا الهروي القاري، الناشر: دار الفكر، بيروت، لبنان، الطبعة: الأولى ١٤٢٢هـ، ٢٠٠٢م.

الرقم الموحد: (5823)

أنه مر على صبيان فسلم عليهم قال كان النبي -صلى الله عليه وسلم- يفعله

ان کا گزر چند بچوں کے پاس سے ہوا تو آپ رضی اللہ عنہ نے انہیں سلام کیا اور فرمایا: نبی ﷺ ایسے ہی کیا کرتے تھے۔

١٦٢٢. الحديث:

عن أنسٍ -رضي الله عنه-: أنّهُ مَرَّ على صِبْيَانٍ، فَسَلَّمَ عليهم، وقالَ: كانَ النبيُّ -صلى الله عليه وسلم- يَفعلُهُ.

١٦٢٢. حدیث:

انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا گیا ہے کہ ان کا گزر چند بچوں کے پاس سے ہوا تو آپ رضی اللہ عنہ نے انہیں سلام کیا اور فرمایا: نبی ﷺ ایسے ہی کیا کرتے تھے۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

في الحديث الندب إلى التواضع وبذل السلام للناس كلهم، وبيان تواضعه -صلى الله عليه وسلم-، ومنه أنه كان يسلم على الصبيان إذا مر عليهم، واقتدى به أصحابه -رضي الله عنهم- فعن أنس -رضي الله عنه- أنه كان يمر بالصبيان فيسلم عليهم، يمر بهم في السوق يلعبون فيسلم عليهم ويقول: إن النبي -صلى الله عليه وسلم- كان يفعله، أي يسلم على الصبيان إذا مر عليهم، وهذا من التواضع وحسن الخلق ومن التربية وحسن التعليم والإرشاد والتوجيه، لأن الصبيان إذا سلم الإنسان عليهم، فإنهم يعتادون ذلك ويكون ذلك كالغريزة في نفوسهم.

اجمالی معنی:

حدیث میں تواضع اختیار کرنے اور تمام لوگوں کو سلام کرنے کی ترغیب ہے اور آپ ﷺ کی تواضع کا بیان ہے۔ اسی تواضع کا ایک مظاہرہ یہ کہ آپ ﷺ کا گزر جب بچوں کے پاس سے ہوتا تو آپ ﷺ انہیں سلام کیا کرتے تھے، اور آپ ﷺ کے صحابہ بھی آپ کی اقتدا میں ایسے ہی کیا کرتے تھے۔ چنانچہ انس رضی اللہ عنہ کے بارے میں روایت کیا گیا ہے کہ وہ بچوں کے پاس سے گزرتے تو انہیں سلام کیا کرتے تھے۔ بچے بازار میں کھیل رہے ہوتے اور آپ وہاں سے گزرتے تو انہیں سلام کرتے اور فرماتے کہ: نبی ﷺ ایسا ہی کیا کرتے تھے یعنی جب آپ ﷺ کا بچوں کے پاس سے گزرتے تو انہیں سلام کیا کرتے تھے۔ یہ تواضع اور حسنِ خلق کا مظاہرہ ہے اور اس میں تربیت، اچھی تعلیم اور راہنمائی کا پہلو بھی ہے کیونکہ بچوں کو جب کوئی شخص سلام کرتا ہے تو انہیں اس کی عادت پڑجاتی ہے اور یہ ان کے دلوں میں سرشت کی مانند رچ بس جاتا ہے۔

راوي الحديث: متفق عليه

التخريج: أنس بن مالك –رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين

فوائد الحديث:

١. استحباب السلام على الصغار، وتدريبهم على آداب الشريعة.
٢. اجتناب الكبر، والتواضع ولين الجانب.
٣. حرص الصحابة على متابعة الرسول –صلى الله عليه وسلم-.

المصادر والمراجع:

بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين؛ تأليف سليم الهلالي، دار ابن الجوزي. تطريز رياض الصالحين؛ تأليف فيصل آل مبارك، تحقيق د. عبدالعزيز آل حمد، دار العاصمة-الرياض، الطبعة الأولى، ١٤٢٣هـ. رياض الصالحين من كلام سيد المرسلين؛ للإمام أبي زكريا النووي، تحقيق د. ماهر الفحل، دار ابن كثير-دمشق، الطبعة الأولى، ١٤٢٨هـ. شرح رياض الصالحين؛ للشيخ محمد بن صالح العثيمين، مدار الوطن-الرياض، ١٤٢٦هـ. شرح صحيح مسلم؛ للإمام محي الدين النووي، دار الريان للتراث-القاهرة، الطبعة الأولى، ١٤٠٧هـ. صحيح البخاري –الجامع الصحيح-؛ للإمام أبي عبدالله محمد بن إسماعيل البخاري، عناية محمد زهير الناصر، دار طوق النجاة، الطبعة الأولى، ١٤٢٢هـ. صحيح مسلم؛ للإمام مسلم بن الحجاج، حققه ورقمه محمد

فؤاد عبدالباقي، دار عالم الكتب-الرياض، الطبعة الأولى، ١٤١٧هـ. نزهة المتقين شرح رياض الصالحين؛ تأليف د. مصطفى الخِن وغيره، مؤسسة الرسالة- بيروت، الطبعة الرابعة عشر، ١٤٠٧هـ.

الرقم الموحد: (5659)

أهديت رسول الله صلى الله عليه وسلم حمارا وحشيا

میں نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں ایک نیل گائے (کا گوشت) بطورِ تحفہ پیش کیا۔

١٦٢٣. الحديث:

عن الصعب بن جَثَّامَةَ -رضي الله عنه-، قال: أهديتُ رسولَ الله - صلى الله عليه وسلم - حمارا وحشيا، فَرَدَّهُ عَلَيَّ، فلما رأى ما في وجهي، قال: «إنا لم نَرُدَّهُ عليك إلا لأنَّا حُرُمٌ».

١٦٢٣. حدیث:

صعب بن جثامہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں ایک نیل گائے (کا گوشت) تحفے کے طور پر پیش کیا تو آپ ﷺ نے وہ مجھے واپس کردیا۔ جب آپ ﷺ نے میرے چہرے پر ملال کے آثار دیکھے تو فرمایا کہ ''ہم تمہیں یہ واپس نہ کرتے لیکن بات یہ ہے کہ ہم حالت احرام میں ہیں''۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

من حسن خلقه -صلى الله عليه وسلم- أنه كان لا يداهن الناس في دين الله، ولا يفوته أن يطيب قلوبهم، فالصعب بن جثامة -رضي الله عنه- مر به النبي -صلى الله عليه وسلم-، والنبي -صلى الله عليه وسلم- محرم وكان الصعب بن جثامة عداء راميًا، فلما مر به النبي -صلى الله عليه وسلم- صاد له حمارًا وحشيًّا، وجاء به إليه فرده النبي -صلى الله عليه وسلم- فثقل ذلك على الصعب، كيف يرد النبي -صلى الله عليه وسلم- هديته؟، فتغير وجهه فلما رأى ما في وجهه طيب قلبه، وأخبره أنه لم يرده عليه إلا لأنه محرم، والمحرم لا يأكل من الصيد الذي صِيد من أجله.

اجمالی معنی:

نبی ﷺ کے اخلاق حسنہ میں سے ایک یہ بھی تھا کہ آپ ﷺ اللہ کے دین کے بارے میں لوگوں سے مداہنت نہیں برتتے اوران کی دلجوئی کا کوئی موقعہ ہاتھ سے نہ جانے دیتے۔ چنانچہ نبی ﷺ کا گزر صعب بن جثامہ رضی اللہ عنہ کے پاس سے ہوا جب کہ آپ ﷺ حالت احرام میں تھے۔ صعب بن جثامہ رضی اللہ عنہ بہت تیز بھاگنے والے اور ماہر تیر انداز تھے۔ جب نبی ﷺ کا ان کے پاس سے گزر ہوا تو انہوں نے ایک نیل گائے کو آپ ﷺ کے لیے شکار کیا اور اسے لے کر آپ ﷺ کے پاس آئے لیکن نبی ﷺ نے اسے واپس کر دیا۔ صعب رضی اللہ عنہ پر یہ بات گراں گزری کہ نبی ﷺ نے ان کا ہدیہ کیونکر واپس کر دیا؟ ان کا چہرہ متغیر ہو گیا۔ رسول اللہ ﷺ نے جب ان کا چہرہ دیکھا تو ان کی دل جوئی کرتے ہوئے فرمایا کہ آپ ﷺ نے ان کا تحفہ صرف اس لیے واپس کر دیا ہے کیونکہ وہ حالت احرام میں ہیں اور محرم شخص اس شکار کو نہیں کھا سکتا جو اس کے لیے شکار کیا گیا ہو۔

راوي الحديث: متفق عليه

التخريج: الصعب بن جثامة –رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين

معاني المفردات:

- حُرُم : محرمون بالحج أو العمرة.
- وحشيا : هو الحيوان البري. غير مُرَوَّض

فوائد الحديث:

١. استحباب قبول الهدية، والأكل منها.
٢. حسن خُلُق النبي –صلى الله عليه وسلم- حيث طيَّب نفس المهدي ببيان العلة وسبب الامتناع.
٣. جواز رد الهدية لعلة.
٤. جواز الحكم بالقرائن عند فقد الدلائل، لقول الصعب: فلما رأى ما في وجهي.

المصادر والمراجع:

بهجة شرح رياض الصالحين؛ تأليف سليم الهلالي، دار ابن الجوزي. تطريز رياض الصالحين؛ تأليف فيصل آل مبارك، تحقيق د. عبدالعزيز آل حمد، دار العاصمة-الرياض، الطبعة الأولى، ١٤٢٣هـ. رياض الصالحين من كلام سيد المرسلين؛ للإمام أبي زكريا النووي، تحقيق د. ماهر الفحل، دار ابن كثير-دمشق، الطبعة الأولى، ١٤٢٨هـ. شرح رياض الصالحين؛ للشيخ محمد بن صالح العثيمين، مدار الوطن-الرياض، ١٤٢٦هـ. صحيح البخاري – الجامع الصحيح-؛ للإمام أبي عبدالله محمد بن إسماعيل البخاري، عناية محمد زهير الناصر، دار طوق النجاة، الطبعة الأولى، ١٤٢٢هـ. صحيح مسلم؛ للإمام مسلم بن الحجاج، حققه ورقمه محمد فؤاد عبدالباقي، دار عالم الكتب-الرياض، الطبعة الأولى، ١٤١٧هـ. فتح الباري بشرح صحيح البخاري؛ للحافظ أحمد بن علي بن حجر العسقلاني، دار المعرفة-بيروت. كنوز رياض الصالحين؛ فريق علمي برئاسة أ.د. حمد العمار، دار كنوز إشبيليا-الرياض، الطبعة الأولى، ١٤٣٠هـ.

الرقم الموحد: (5772)

أي الناس أفضل يا رسول الله

اے اللہ کے رسول ﷺ! کون سا شخص سب سے افضل ہے؟

١٦٢٤. الحديث:

عن أبي سعيد الخدري -رضي الله عنه- مرفوعاً: قال رجلٌ: أي النَاسِ أفضل يا رسول الله؟ قال: «مؤمنٌ مجاهدٌ بنفسِه ومالِهِ في سبيل الله» قال: ثم مَن؟ قال: «ثم رجلٌ معتزلٌ في شِعب من الشِّعَاب يعبدُ ربَّه». وفي رواية: «يتقِي اللهَ، ويدعُ النَاسَ مِن شَرِه».

١٦٢٤. حدیث:

ابو سعیدی الخدری رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت ہے کہ ایک شخص نے دریافت کیا کہ اے اللہ کے رسول ﷺ! کون سا شخص سب سے افضل ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ ''وہ مومن جو اپنے جان و مال کے ساتھ اللہ کے راستے میں جہاد کرتا ہے''۔ اس نے پوچھا: اس کے بعد کون سا شخص زیادہ افضل ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا "گھاٹیوں میں سے کسی گھاٹی میں عزلت نشین ہو کر اپنے رب کی عبادت کرنے والا شخص۔" ایک روایت میں یہ الفاظ آتے ہیں "جو اللہ سے ڈرتا ہے اور لوگوں کو اپنے شر سے محفوظ رکھتا ہے"۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

سئل النبي -صلى الله عليه وسلم- أي الرجال خير؟، فبين أنه الرجل الذي يجاهد في سبيل الله بماله ونفسه، قيل: ثم أي؟، قال: ورجل مؤمن في شعب من الشعاب يعبد الله ويدع الناس من شره. يعني أنه قائم بعبادة الله كاف عن الناس ولا يريد أن ينال الناس منه شر.

اجمالی معنی:

نبی ﷺ سے دریافت کیا گیا کہ کون سا شخص سب سے بہتر ہے؟۔ آپ ﷺ نے وضاحت فرمائی کہ وہ شخص جو اپنے مال و جان کے ساتھ اللہ کی راہ میں جہاد کرتا ہے۔ آپ ﷺ سے مزید دریافت کیا گیا کہ اس کے بعد کون سا شخص سب سے بہتر ہے؟۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ گھاٹیوں میں سے کسی گھاٹی میں عزلت نشین ہو کر اللہ کی عبادت کرنے والا اور لوگوں کو اپنے شر سے محفوظ کر دینے والا شخص۔ یعنی جو اللہ کی عبادت میں لگا رہتا ہے، لوگوں سے تعرض کرنے سے باز رہتا ہے اور یہ نہیں چاہتا کہ ان کے ساتھ کچھ بُرا کرے۔

راوي الحديث: رواه البخاري ومسلم واللفظ له.

التخريج: أبو سعيد الخدري –رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين

معاني المفردات:

- شِعْب : الطريق في الجبل، وما انفرج بين الجبلين.

فوائد الحديث:

١. استحباب السؤال عما يحتاج إليه الإنسان من أمور الدين.
٢. مخالطة الناس عند فسادهم مدعاة لارتكاب الآثام.
٣. بيان فضل الجهاد في سبيل الله بالنفس والمال.
٤. فضل العزلة عند خوف الفتنة.

المصادر والمراجع:

بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين؛ تأليف سليم الهلالي، دار ابن الجوزي. تطريز رياض الصالحين؛ تأليف فيصل آل مبارك، تحقيق د. عبدالعزيز آل حمد، دار العاصمة-الرياض، الطبعة الأولى، ١٤٢٣هـ رياض الصالحين من كلام سيد المرسلين؛ للإمام أبي زكريا النووي، تحقيق د. ماهر الفحل، دار ابن كثير-دمشق، الطبعة الأولى، ١٤٢٨هـ شرح رياض الصالحين، لابن عثيمين، نشر: دار الوطن للنشر، الرياض، الطبعة: ١٤٢٦هـ. شرح صحيح مسلم؛ للإمام محي الدين النووي، دار الريان للتراث-القاهرة، الطبعة الأولى، ١٤٠٧هـ صحيح البخاري –الجامع الصحيح-؛ للإمام أبي عبدالله محمد بن

إسماعيل البخاري، عناية محمد زهير الناصر، دار طوق النجاة، الطبعة الأولى، ١٤٢٢هـ. صحيح مسلم؛ للإمام مسلم بن الحجاج، حققه ورقمه محمد فؤاد عبدالباقي، دار عالم الكتب-الرياض، الطبعة الأولى، ١٤١٧هـ. كنوز رياض الصالحين؛ فريق علمي برئاسة أ.د. حمد العمار، دار كنوز إشبيليا-الرياض، الطبعة الأولى، ١٤٣٠هـ. نزهة المتقين شرح رياض الصالحين؛ تأليف د. مصطفى الخِن وغيره، مؤسسة الرسالة-بيروت، الطبعة الرابعة عشر، ١٤٠٧هـ..

الرقم الموحد: (5773)

أيما امرأة ماتت، وزوجها عنها راض دخلت الجنة	کوئی بھی عورت جو اس حال میں وفات پائے کہ اس کا خاوند اس سے راضی ہو، وہ جنت میں داخل ہوگی۔
١٦٢٥. الحديث: عن أم سلمة -رضي الله عنها- قالت: قال رسول الله -صلى الله عليه وسلم-: «أَيُّمَا امرأةٍ ماتت، وزوجها عنها راضٍ دخلت الجنة».	**١٦٢٥. حدیث:** ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”کوئی بھی عورت جو اس حال میں وفات پائے کہ اس کا خاوند اس سے راضی ہو، وہ جنت میں داخل ہوگی“۔
درجة الحديث: ضعيف	**حدیث کا درجہ:** ضعیف
المعنى الإجمالي: المرأة المتزوجة إذا ماتت وزوجها راضٍ عنها لقيامها بحقوقه أو لمسامحته لها فيما فرطت فيه كان ذلك سببا لدخول الجنة، والحديث ضعيف ولكن في معناه حديث: "إذا صلت المرأة خمسها وحصنت فرجها وأطاعت بعلها دخلت من أي أبواب الجنة شاءت" رواه ابن حبان وهو صحيح.	**اجمالی معنی:** شادی شدہ عورت کا اگر اس حال میں انتقال ہو کہ اُس کا خاوند اس سے راضی تھا کیونکہ وہ اس کے حقوق پورے کرتی تھی یا پھر اس سے جو کچھ کمی کوتاہی ہوئی اسے اس نے معاف کردیا ہو تو یہ اس کے دخول جنت کا سبب ہے۔ یہ حدیث ضعیف ہے تاہم اسی معنی کی ایک اور حدیث ہے کہ: "جب عورت پانچ نمازیں پڑھے، اپنی شرمگاہ کی حفاظت کرے اور اپنے شوہر کی فرماں برداری کرے تو اس کو اختیار ہے کہ وہ جنت کے جس دروازے سے چاہے داخل ہو جائے“۔ اس حدیث کو ابن حبان نے روایت کیا ہے اور یہ صحیح حدیث ہے۔

راوي الحديث: رواه الترمذي وابن ماجه.
التخريج: أم سلمة رضي الله عنها.
مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.
معاني المفردات:

- ماتت وزوجها عنها راض : أي أنها عند موتها كان زوجها راضيًا عنها

فوائد الحديث:

١. إذا ماتت المرأة المسلمة وهي تؤمن بالله وحده لا شريك له وكانت مؤدية حق زوجها دخلت الجنة.
٢. بيان عظم حق الزوج على زوجته.
٣. الحث على سعي المرأة فيما يرضي زوجها وتجنب ما يسخطه لتفوز بالجنة.

المصادر والمراجع:

-بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين؛ تأليف سليم الهلالي، دار ابن الجوزي- الطبعة الأولى١٤١٨ه. - نزهة المتقين شرح رياض الصالحين؛ تأليف د. مصطفى الخِن وغيره، مؤسسة الرسالة-بيروت، الطبعة الرابعة عشر، ١٤٠٧هـ. - شرح رياض الصالحين؛ للشيخ محمد بن صالح العثيمين، مدار الوطن، الرياض، ١٤٢٦هـ. - تطريز رياض الصالحين؛ تأليف فيصل آل مبارك، تحقيق د. عبد العزيز آل حمد، دار العاصمة-الرياض، الطبعة الأولى، ١٤٢٣هـ. - التَّنويرُ شَرْحُ الجَامِعِ الصَّغِيرِ- محمد بن إسماعيل الصنعاني،المحقق: د. محمَّد إسحاق محمَّد إبراهيم مكتبة دار السلام، الرياض -الطبعة: الأولى، ١٤٣٢ هـ - ٢٠١١ م. -سنن الترمذي - محمد بن عيسى ، الترمذي، تحقيق وتعليق:أحمد محمد شاكر ومحمد فؤاد عبد الباقي وإبراهيم عطوة عوض -شركة مكتبة ومطبعة مصطفى البابي الحلبي – مصر الطبعة: الثانية، ١٣٩٥ هـ - ١٩٧٥ م. -سنن ابن ماجه :ابن ماجه أبو عبد الله محمد بن يزيد القزويني، تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي- دار إحياء الكتب العربية - فيصل عيسى البابي الحلبي. -سلسلة الأحاديث الضعيفة والموضوعة وأثرها السيئ في الأمة/محمد ناصر الدين،الألباني -دار المعارف، الرياض - المملكة العربية السعودية/الطبعة: الأولى، ١٤١٢ هـ / ١٩٩٢

الرقم الموحد: (5809)

بِسْمِ الله أرْقِيكَ، مِنْ كُلِّ شَيْءٍ يُؤْذِيكَ، مِنْ شَرِّ كُلِّ نَفْسٍ أَوْ عَيْنِ حَاسِدٍ، اللهُ يَشْفِيكَ، بِسمِ اللهِ أُرقِيك

اللہ کے نام سے میں آپ پر دم کرتا ہوں، ہر اس چیز سے جو آپ کو اذیت پہنچائے، ہر جاندار اور حسد کرنے والی نگاہ کے شر سے حفاظت کے لئے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو شفا دے، میں اللہ کے نام سے آپ پر دم کرتا ہوں۔

١٦٢٦. الحديث:

عن أَبي سعيد الخدري - رضي الله عنه: أن جبريلَ أَتَى النَّبيَّ - صلى الله عليه وسلم - فَقَالَ: يَا مُحَمَّدُ، اشْتَكَيْتَ؟ قَالَ: «نَعَمْ» قَالَ: بِسْمِ الله أرْقِيكَ، مِنْ كُلِّ شَيْءٍ يُؤْذِيكَ، مِنْ شَرِّ كُلِّ نَفْسٍ أَوْ عَيْنِ حَاسِدٍ، اللهُ يَشْفِيكَ، بِسمِ اللهِ أُرقِيكَ.

١٦٢٦. حدیث:

ابو سعید خدری - رضی اللہ عنہ - روایت کرتے ہیں کہ جبرائیل علیہ السلام نبی ﷺ کے پاس تشریف لائے اور کہنے لگے کہ: اے محمد ﷺ! کیا آپ کو مرض کی شکایت ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں۔ جبرئیل علیہ السلام نے کہا: بِسْمِ اللهِ اَرْقِيكَ، مِنْ كُلِّ شَيْءٍ يُؤْذِيكَ، مِنْ شَرِّ كُلِّ نَفْسٍ اَوْ عَيْنِ حَاسِدٍ، اللهُ يَشْفِيكَ، بِسمِ اللهِ اُرْقِيكَ. ترجمہ: اللہ کے نام سے میں آپ پر دم کرتا ہوں، ہر اس چیز سے جو آپ کو اذیت پہنچائے، ہر جاندار اور حسد کرنے والی نگاہ کے شر سے (حفاظت کے لئے) ۔ اللہ تعالیٰ آپ کو شفا دے، میں اللہ کے نام سے آپ پر دم کرتا ہوں۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

حديث أبي سعيد الخدري -رضي الله عنه- أن جبريل أتى النبي -صلى الله عليه وسلم- يسأله اشتكيت – يعني: هل أنت مريض؟- قال: نعم، فقال: بسم الله أرقيك من كل شيء يؤذيك، من شر كل نفس أو عين حاسد، الله يشفيك، بسم الله أرقيك. هذا دعاء من جبريل أشرف الملائكة للنبي -صلى الله عليه وسلم- أشرف الرسل. وقوله: اشتكيت قال: نعم، وفي هذا دليل على أنه لا بأس أن يقول المريض للناس إني مريض إذا سألوه، وأن هذا ليس من باب الشكوى، الشكوى أن تشتكي الخالق للمخلوق تقول: أنا أمرضني الله بكذا وكذا، تشكو الرب للخلق هذا لا يجوز، ولهذا قال يعقوب : "إنما أشكو بثي وحزني إلى الله" يوسف: ٨٦، قوله: "من شر كل نفس أو عين حاسد، الله يشفيك"، من شر كل نفس من النفوس البشرية أو نفوس الجن أو غير ذلك أو عين حاسد أي ما يسمونه الناس بالعين، وذلك أن الحاسد - والعياذ بالله- الذي يكره أن ينعم الله على عباده بنعمه، نفسه خبيثة شريرة، وهذه النفس الخبيثة الشريرة قد ينطلق منها ما يصيب المحسود، ولهذا

اجمالی معنی:

ابو سعید خدری - رضی اللہ عنہ - سے مروی حدیث میں اس بات کا بیان ہے کہ جبرائیل علیہ السلام نبی ﷺ کے پاس تشریف لائے اور پوچھنے لگے کہ کیا آپ کو شکایت ہے یعنی کیا آپ مریض ہیں؟ ۔ آپ ﷺ نے جواب دیا کہ: ہاں میں مریض ہوں۔ اس پر انھوں نے کہا: اللہ کے نام سے میں آپ پر دم کرتا ہوں، ہر اس چیز سے جو آپ کو اذیت پہنچائے، ہر جاندار اور حسد کرنے والی نگاہ کے شر سے حفاظت کے لئے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو شفا دے، میں اللہ کے نام سے آپ پر دم کرتا ہوں۔ یہ اشرف الملائکہ جبرائیل علیہ السلام کی طرف سے نبی ﷺ کے لئے دعا ہے جو اشرف الرسل ہیں۔ جبرائیل علیہ السلام کے اس قول میں کہ: "کیا آپ کو مرض کی شکایت ہے؟" اور آپ ﷺ کے جواب میں کہ: "ہاں میں مریض ہوں۔" اس بات کی دلیل ہے کہ لوگ جب مریض سے پوچھیں تو اس کے اس طرح کہنے میں کوئی حرج نہیں کہ میں مریض ہوں۔ اور یہ کہ ایسا کہنا شکوہ شکایت میں نہیں آتا۔ شکوہ تو یہ ہوتا ہے کہ آپ انسانوں کے سامنے اللہ تعالی کی اس انداز میں شکایت کریں کہ مجھے اللہ نے فلاں فلاں بیماری میں مبتلا کر دیا ہے۔ آپ کا مخلوق کے سامنے رب کی شکایت کرنا جائز نہیں ہے۔ اسی لئے یعقوب علیہ السلام نے کہا تھا "إنما أشكو بثي وحزني إلى الله" کہ میں تو اپنی پریشانیوں اور رنج کی فریاد اللہ ہی سے کر رہا ہوں۔ (یوسف: ٨٦) جبرائیل علیہ السلام نے فرمایا: "من شرِ كل نفسٍ أو عينِ حاسدٍ، اللهُ يشفيك"۔ یعنی تمام بشری و جناتی اور دیگر نفوس کے شر سے اور حسد

قال: "أو عين حاسد، الله يشفيك"، أي: يبرئه ويزيل سقمه. قوله: "بسم الله أرقيك"، فبدأ بالبسملة في أول الدعاء وفي آخره.

بھری نظر کے شر سے جسے بعض لوگ صرف نظر کا نام دیتے ہیں کیوں کہ حاسد شخص (العیاذ باللہ) یعنی وہ آدمی جو اس بات کو ناپسند کرتا ہے کہ اللہ اپنے بندوں کو اپنی نعمتوں سے نوازے اس کا نفس خبیث اور شرانگیز ہوتا ہے اور اس خبیث و شر انگیز نفس سے بعض اوقات ایسی شے کا خروج ہوتا ہے جس کا اثر اس شخص تک پہنچتا ہے جس سے حسد کیا جائے۔ اسی لئے کہا کہ: "أو عین حاسد، اللہ یشفیک" یعنی اللہ اسے ٹھیک کرے اور اس کی وجہ سے پیدا شدہ بیماری کو دور کرے۔ جبریل علیہ السلام نے کہا کہ: "بسم اللہ أرقیک"۔ (اس سے پتہ چلتا ہے کہ) انھوں نے دعاء کا آغاز اور اختتام بسم اللہ سے کیا۔

راوي الحديث: رواه مسلم

التخريج: أبو سعيد الخدري -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين

معاني المفردات:

- أرقيك : من الرقية، وهي العوذة التي يُرقى بها صاحب الآفة.
- يؤذيك : يصيبك بمكروه.

فوائد الحديث:

١. جواز الإخبار بالمرض عن بيان واقع الحال من غير تضجر ولا تبرم.
٢. جواز الرقية بأسماء الله تعالى وصفاته.
٣. إثبات أثر الحسد، وأن العين لها فعل قبيح على المعين.
٤. استحباب الرقية بما ورد في الحديث.
٥. أن النبي -صلى الله عليه وسلم- كغيره من البشر، يطرأ عليه ما يطرأ على غيره من المرض.
٦. إذا دعا الإنسان بما جاء في السنة فخير وأحسن؛ لأن كل ما جاء في السنة فإن مراعاته أفضل، وإذا لم يعرف هذا الدعاء دعا بالمناسب، مثل: شفاك الله، عافاك الله، أسأل الله لك الشفاء، أسال الله لك العافية، وما أشبه ذلك.

المصادر والمراجع:

بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين؛ تأليف سليم الهلالي، دار ابن الجوزي. تطريز رياض الصالحين؛ تأليف فيصل آل مبارك، تحقيق د. عبدالعزيز آل حمد، دار العاصمة-الرياض، الطبعة الأولى، ١٤٢٣هـ. رياض الصالحين من كلام سيد المرسلين؛ للإمام أبي زكريا النووي، تحقيق د. ماهر الفحل، دار ابن كثير-دمشق، الطبعة الأولى، ١٤٢٨هـ. شرح رياض الصالحين؛ للشيخ محمد بن صالح العثيمين، مدار الوطن-الرياض، ١٤٢٦هـ. صحيح مسلم؛ للإمام مسلم بن الحجاج، حققه ورقمه محمد فؤاد عبدالباقي، دار عالم الكتب-الرياض، الطبعة الأولى، ١٤١٧هـ. كنوز رياض الصالحين؛ فريق علمي برئاسة أ.د. حمد العمار، دار كنوز إشبيليا-الرياض، الطبعة الأولى، ١٤٣٠هـ. نزهة المتقين شرح رياض الصالحين؛ تأليف د. مصطفى الخِن وغيره، مؤسسة الرسالة-بيروت، الطبعة الرابعة عشر، ١٤٠٧هـ.

الرقم الموحد: (5650)

بِسمِ اللهِ، تُرْبَةُ أرْضِنَا، بِرِيقَةِ بَعْضِنَا، يُشْفَى بِهِ سَقِيمُنَا، بإذْنِ رَبِّنَا

اللہ کے نام سے، یہ ہمارے زمین کی مٹی ہے، اس کے ساتھ ہم میں سے کسی کا لعاب لگا ہوا ہے اور اس کی وجہ سے ہمارے رب کی اجازت سے ہمارا مریض شفایاب ہوگا۔

١٦٢٧. الحديث:

عن عائشة -رضي الله عنها-: أنَّ النَّبيَّ -صلى الله عليه وسلم- كَانَ إِذَا اشْتَكى الإنْسَانُ الشَّيْءَ مِنْهُ، أَوْ كَانَتْ بِهِ قَرْحَةٌ أَوْ جُرْح، قالَ النبيُّ -صلى الله عليه وسلم- بأُصبعِهِ هكذا - ووضع سفيان بن عيينة الراوي سبابته بالأرض ثم رفعها- وقالَ: «بِسمِ اللهِ، تُرْبَةُ أرْضِنَا، بِرِيقَةِ بَعْضِنَا، يُشْفَى بِهِ سَقِيمُنَا، بإذْنِ رَبِّنَا».

١٦٢٧. حدیث :

عائشہ رضی اللہ عنہا روایت کرتے ہوئے بیان کرتی ہیں کہ جب کسی شخص کے بدن کے کسی حصے میں بیماری لاحق ہوتی یا اس میں کوئی پھوڑا یا زخم وغیرہ ہوتا، تو نبی ﷺ اپنی انگلی سے ایسے کرتے۔ راوی حدیث سفیان بن عیینہ نے عملی طور پر دکھانے کے لیے اپنی انگشت شہادت کو زمین پر رکھا، پھر اسے اٹھا لیا-اور فرماتے : «بسمِ اللہِ، تُربۃُ أرضِنا، بِرِیقۃِ بَعضِنا، یُشفَی بِہِ سَقِیمُنَا، بإذنِ رَبِنا» ترجمہ : اللہ کے نام کے سے، یہ ہمارے زمین کی مٹی ہے، اس کے ساتھ ہم میں سے کسی کا لعاب لگا ہوا ہے اور اس کی وجہ سے ہمارے رب کی اجازت سے ہمارا مریض شفایاب ہوگا"۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ : صحیح

المعنى الإجمالي:

كان النبي صلى الله عليه وسلم إذا مرض إنسان، أو كان به جرح أو شيء يأخذ من ريقه على أصبعه السبابة، ثم يضعها على التراب، فيعلق بها منه شيء، فيمسح به على الموضع الجريح أو العليل، ويقول «بِاسْمِ اللهِ، تُرْبَةُ أَرْضِنَا، بِرِيقَةِ بَعْضِنَا، يُشْفَى بِهِ سَقِيمُنَا، بِإِذْنِ رَبِّنَا».

اجمالی معنی :

جب کوئی شخص بیمار ہو جاتا، اسے کوئی زخم لگ جاتا یا کچھ اور ہوتا، تو نبی ﷺ اپنی شہادت کی انگلی پر اپنا کچھ لعاب مبارک لگاتے اور انگلی کو مٹی پر رکھ دیتے۔ یوں اس کے ساتھ کچھ مٹی لگ جاتی۔ پھر آپ ﷺ اسے اس جگہ پھیر دیتے، جہاں زخم یا بیماری ہوتی اور کہتے : «بِاسْمِ اللہِ، تُرْبَۃُ أَرْضِنَا، بِرِیقَۃِ بَعْضِنَا، یُشْفَی بِہِ سَقِیمُنَا، بِإِذْنِ رَبِنَا». ترجمہ : اللہ کے نام کے سے، یہ ہمارے زمین کی مٹی ہے، اس کے ساتھ ہم میں سے کسی کا لعاب لگا ہوا ہے اور اس کی وجہ سے ہمارے رب کی اجازت سے ہمارا مریض شفایاب ہوگا۔

راوي الحديث: متفق عليه واللفظ لمسلم

التخريج: عائشة -رضي الله عنها-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين

معاني المفردات:

- اشتكى : من الشكاية وهي المرض.
- قرحة : ما يخرج بالبدن من بثور وآثار الحرق وغيرها.
- قال بأصبعه : أي: عمل.
- بريقة : أقل من الريق، وهو اللعاب.
- سقيمنا : مريضنا

فوائد الحديث:

١. جواز الرقى في كل الآلام، وأن ذلك كان أمرًا معلومًا بينهم.

٢. استحباب وضع سبابته بالأرض مبتلة بالريق، ووضعها على المريض عند الرقية؛ كما فعل النبي -صلى الله عليه وسلم.-
٣. جواز الدعاء والتبرك بأسماء الله تعالى وصفاته.
٤. الأخذ بالأسباب في التداوي، وسؤال أهل العلم بذلك.

المصادر والمراجع:

بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين؛ تأليف سليم الهلالي، دار ابن الجوزي. رياض الصالحين من كلام سيد المرسلين؛ للإمام أبي زكريا النووي، تحقيق د. ماهر الفحل، دار ابن كثير-دمشق، الطبعة الأولى، ١٤٢٨هـ. شرح رياض الصالحين؛ للشيخ محمد بن صالح العثيمين، مدار الوطن-الرياض، ١٤٢٦هـ. شرح صحيح مسلم؛ للإمام محي الدين النووي، دار الريان للتراث-القاهرة، الطبعة الأولى، ١٤٠٧هـ. صحيح البخاري –الجامع الصحيح-؛ للإمام أبي عبدالله محمد بن إسماعيل البخاري، عناية محمد زهير الناصر، دار طوق النجاة، الطبعة الأولى، ١٤٢٢هـ. صحيح مسلم؛ للإمام مسلم بن الحجاج، حققه ورقمه محمد فؤاد عبدالباقي، دار عالم الكتب-الرياض، الطبعة الأولى، ١٤١٧هـ. كنوز رياض الصالحين؛ فريق علمي برئاسة أ.د. حمد العمار، دار كنوز إشبيليا-الرياض، الطبعة الأولى، ١٤٣٠هـ. نزهة المتقين شرح رياض الصالحين؛ تأليف د. مصطفى الخِن وغيره، مؤسسة الرسالة-بيروت، الطبعة الرابعة عشر، ١٤٠٧هـ.

الرقم الموحد: (6113)

بينا أيوب -عليه السلام- يغتسل عريانًا، فخر عليه جَرَادٌ من ذهب

ایوب علیہ السلام کپڑے اتار کر غسل فرما رہے تھے کہ ان پر سونے کی ٹڈیاں گرنے لگیں

١٦٢٨. الحديث:

عن أبي هريرة -رضي الله عنه- عن النبي -صلى الله عليه وسلم-: "بينا أيوبُ -عليه السلام- يَغتَسلُ عُرياناً، فَخَرَّ عليه جَرَادٌ من ذَهَبٍ، فجعلَ أيوبُ يَحْثِي في ثوبِهِ، فنَاداه ربُّه -عز وجل-: يا أيوبُ، أَلَمْ أكنْ أغْنَيتك عما تَرى؟!، قال: بلى وعزتِك، ولكن لا غِنى بي عن بركتِكَ".

١٦٢٨. حدیث:

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اس دوران کی ایوب علیہ السلام کپڑے اتار کر غسل فرما رہے تھے کہ ان پر سونے کی ٹڈیاں گرنے لگیں۔ ایوب (علیہ السلام) اسے اپنے کپڑے میں لپ بھر بھر کے سمیٹنے لگے، اتنے میں ان کے رب عزو جل نے انہیں پکارا کہ اے ایوب! کیا میں نے تمھیں اس چیز سے بے نیاز نہیں کر دیا تھا؟ ایوب (علیہ السلام) نے جواب دیا: کیوں نہیں، تیری عزت کی قسم! لیکن تیری برکت سے میرے لیے بے نیازی کیوں کر ممکن ہے۔''

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

كان أيوب عليه السلام يغتسل عريانا، فسقط عليه ذهب كثير على هيئة الجراد، فجعل أيوب عليه السلام يأخذه ويرميه في ثوبه، فناداه ربه عز وجل: ألم أكن أغنيتك عن هذا؟ فقال: بلى وعزتك، ولكني لم آخذه شرها وحرصا على الدنيا، إنما لكونه بركة منك.

اجمالی معنی:

(ایک مرتبہ) ایوب علیہ السلام ننگے غسل کر رہے تھے کہ اچانک ان کے اوپر بہت سارا سونا بشکل ٹڈی گرا تو ایوب علیہ السلام اسے پکڑنے اور اپنے کپڑے میں سمیٹنے لگے تو اللہ عزوجل نے انہیں آواز دی: اے ایوب! کیا میں نے تمھیں اس سے بے نیاز نہیں کیا ہے؟ انہوں نے کہا: ہاں، کیوں نہیں، تیری عزت کی قسم! لیکن میں تو اسے دنیا کی ہوس اور لالچ کے طور پر نھیں لے رہا ہوں، بس یہ تو تیری برکتوں میں سے ہے اسی ناطے لے رہا ہوں۔

راوي الحديث: رواه البخاري.

التخريج: أبو هريرة -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- فخرَّ : سقط.
- جراد من ذهب : قطع ذهب تشبه الجراد، من حيث الشكل والكثرة.
- يحثي : يأخذ ذلك ويرميه في ثوبه.
- وعزتك : العزة: المنعة والغلبة.

فوائد الحديث:

١. جواز الحرص والاستكثار من الحلال في حق من وثق من نفسه بالشكر.
٢. جواز الاغتسال عريانا إذا كان وحده في خلوة، وإن تستر فالستر أولى، وهو مذهب الجمهور.
٣. الحث على التماس ما يزداد الإنسان به بركة وفضلا.

المصادر والمراجع:

الأسماء والصفات، للإمام أبي بكر أحمد بن حسين البيهقي، تحقيق عبدالله الحاشدي، مكتبة السوادي-جدة، الطبعة الأولى. بهجة شرح رياض الصالحين، تأليف سليم الهلالي، دار ابن الجوزي. تطريز رياض الصالحين، تأليف فيصل آل مبارك، تحقيق د. عبدالعزيز آل حمد، دار العاصمة-

الرياض، الطبعة الأولى، ١٤٢٣هـ. دليل الفالحين لطرق رياض الصالحين، لمحمد بن علان الشافعي، دار الكتاب العربي-بيروت. رياض الصالحين من كلام سيد المرسلين، للإمام أبي زكريا النووي، تحقيق د. ماهر الفحل، دار ابن كثير-دمشق، الطبعة الأولى، ١٤٢٨هـ. شرح كتاب التوحيد من صحيح البخاري، للشيخ عبدالله الغنيمان، مكتبة لينة-دمنهور، الطبعة الأولى، ١٤٠٩هـ. صحيح البخاري -الجامع الصحيح-، للإمام أبي عبدالله محمد بن إسماعيل البخاري، عناية محمد زهير الناصر، دار طوق النجاة، الطبعة الأولى، ١٤٢٢هـ. عمدة القاري شرح صحيح البخاري، تأليف بدر الدين العيني، تحقيق عبدالله محمود، دار الكتب العلمية-بيروت، الطبعة الأولى، ١٤٢١هـ. كنوز رياض الصالحين، فريق علمي برئاسة أ.د. حمد العمار، دار كنوز إشبيليا-الرياض، الطبعة الأولى، ١٤٣٠هـ. نزهة المتقين شرح رياض الصالحين، تأليف د. مصطفى الخِن وغيره، مؤسسة الرسالة-بيروت، الطبعة الرابعة عشر، ١٤٠٧هـ.

الرقم الموحد: (5774)

بينما جبريل -عليه السلام- قاعد عند النبي -صلى الله عليه وسلم- سمع نقيضًا من فوقه

١٦٢٩. الحديث:

عن عبدالله بن عباس -رضي الله عنهما- قال: (بينما جبريل -عليه السلام- قاعد عند النبي -صلى الله عليه وسلم- سمع نَقِيضًا من فوقه، فرفع رأسه، فقال: هذا باب من السماء فُتِحَ اليوم ولم يفتح قط إلا اليوم. فنزل منه مَلَكٌ، فقال: هذا ملك نزل إلى الأرض لم ينزل قط إلا اليوم. فسلم وقال: أبشر بنُورين أُوتِيْتَهُما لم يُؤتهما نَبِيٌّ قبلك: فاتحة الكتاب، وخَوَاتِيمُ سورة البقرة، لن تقرأ بحرف منها إلا أُعْطِيتَهُ).

درجة الحديث: صحيح

المعنى الإجمالي:

قال ابن عباس -رضي الله عنهما-: "بينما جبريل قاعد عند النبي سمع نقيضاً"، أي: صوتاً شديداً؛ كصوت نقض خشب البناء عند كسره، "من فوقه" أي: من جهة السماء أو من قبل رأسه، وقيل: صوتاً مثل صوت الباب، "فرفع رأسه، فقال جبريل: هذا باب من السماء"، أي: الدنيا، "فتح اليوم لم يفتح قط إلا اليوم، فنزل منه"، أي: من الباب، "ملك، قال:" أي: جبريل، "هذا ملك نزل إلى الأرض لم ينزل قط إلا اليوم فسلم"، أي: ذلك الملك، "وقال: أبشر بنورين"، سماهما نورين؛ لأن كل واحدة منهما نور يسعى بين يدي صاحبهما، أو لأنهما يرشدان إلى الصراط المستقيم بالتأمل فيه والتفكر في معانيه، واختصاص هذين النورين بهذين الأمرين اللذين لم يقعا في غيرهما للدلالة على أفضليتهما واختصاصهما بما لم يوجد في غيرهما، النور الأول سورة الفاتحة والثاني الآيتان من آخر سورة البقرة، فإنهما ما قرأهما واحد من هذه الأمة مؤمناً إلا آتاه الله تعالى ما فيهما من

جبریل علیہ السلام نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ اچانک انھوں نے اوپر سے ایک آواز سنی

١٦٢٩. حدیث:

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جبریل علیہ السلام نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ اچانک انھوں نے اوپر سے ایک آواز سنی۔ انھوں نے آسمان کی طرف نگاہ اٹھائی اور بتایا کہ یہ آسمان کا ایک دروازہ ہے، جو آج ہی کھولا گیا ہے۔ یہ اس سے پہلے کبھی نہیں کھولا گیا تھا۔ پھر اس سے ایک فرشتہ اترا، تو جبریل نے بتایا کہ یہ ایک فرشتہ ہے، جو آسمان سے اترا ہے، یہ آج سے پہلے کبھی نہیں اترا تھا۔ اس نے سلام عرض کیا اور کہا: مبارک ہو! آپ کو دو ایسے نور عطا کیے گئے ہیں، جو آپ سے پہلے کسی نبی کو نہیں دیے گئے؛ ایک سورۃ الفاتحہ اور دوسری سورۃ البقرہ کی آخری آیتیں۔ ان دونوں میں سے ایک حرف بھی تم پڑھوگے، تو (اس کا ثواب) تمھیں ضرور دیا جائے گا۔

حدیث کا درجہ: صحیح

اجمالی معنی:

ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ "جبریل علیہ السلام نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ اچانک انھوں نے اوپر سے ایک آواز سنی"۔ "نقیض" یعنی ایسی اونچی آواز، جو لکڑی کو کوئی سامان تیار کرنے کے لیے پھاڑتے وقت پیدا ہو۔ "من فوقہ" یعنی آسمان یا آپ کے سر کی جانب سے۔ ایک قول یہ ہے کہ دروازے کے کھلنے کی آواز کی طرح آواز۔ "تو نگاہ آسمان کی طرف اٹھائی، چنانچہ جبریل علیہ السلام نے کہا: یہ آسمان کا ایک دروازہ ہے" یعنی آسمانِ دنیا کا۔ "آج ہی کھولا گیا ہے، جو اس سے پہلے کبھی نہیں کھولا گیا تھا۔ پھر اس سے یعنی دروازے سے ایک فرشتہ اترا، تو جبریل نے کہا: یہ ایک فرشتہ ہے، جو آسمان سے اترا ہے۔ یہ آج سے پہلے کبھی نہیں اترا تھا"۔ دونوں انوار کو ان دو واقعات کے ساتھ، جو پہلے کبھی ظہور پذیر نہیں ہوئے تھے، مربوط کرنے کا مقصد ان کی افضلیت اور ان کی خصوصیات کو اجاگر کرنا ہے۔ "اس نے یعنی فرشتے نے سلام عرض کرتے ہوئے کہا کہ آپ کو دو نور کی خوش خبری مبارک ہو" ان دونوں سورتوں کو نور سے موسوم کرنے کی وجہ یہ ہے کہ ان میں سے ہر ایک ایسا نور ہے، جو ان پر عمل پیرا لوگوں کی گزرگاہوں کو روشن کرتا ہے یا ان پر تدبر اور ان کے معانی پر غور و خوض کرنے والوں کو صراط مستقیم پر گام زن کر دیتا ہے۔ پہلا نور سورۃ الفاتحہ اور دوسرا سورۃ البقرۃ کی آخری دو آیتیں ہیں۔ لہٰذا اس امت کا جو شخص ان کی تلاوت کرے گا،

الطلب، "أوتيتهما"، أي: أعطيتهما، "لم يؤتهما نبيّ قبلك".	اللہ تعالیٰ اسے ان دونوں میں مانگی گئی ساری چیزیں عطا کرے گا۔ "او تیتھما" یعنی "اعطیتھما" "یہ دوانوار آپ سے پہلے کسی اور نبی کو عطا نہیں کی گئیں"۔

راوي الحديث: رواه مسلم.

التخريج: عبدالله بن عباس -رضي الله عنهما-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- أبشر : البشرى الخبر السار.
- النقيض : الصوت.
- بنورين : لأن كلاً منهما يكون لصاحبه نوراً يوم القيامة يسعى أمامه لإجلاله وتعظيمه، أو في الدنيا بأن يتأمل في معانيها وهدايتها فيُهدى إلى الصراط المستقيم.

فوائد الحديث:

١. فضل سورة الفاتحة وخواتيم سورة البقرة.
٢. أن السماء لها أبواب ينزل منها الأمر الإلهي، ولا تفتح إلا بأمر الله -تعالى.-
٣. إثبات صفة العلو للعلي العظيم.
٤. كلام الله بصوت وحرف، على ما يليق بجلاله -سبحانه.-
٥. نتعلم من الحديث أن من أساليب الدعوة إلى الله البشارة بالخير.

المصادر والمراجع:

-1 بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين؛ تأليف سليم الهلالي، دار ابن الجوزي. ٢-دليل الفالحين لطرق رياض الصالحين؛ لمحمد بن علان الشافعي، دار الكتاب العربي-بيروت. ٣-رياض الصالحين من كلام سيد المرسلين؛ للإمام أبي زكريا النووي، تحقيق د. ماهر الفحل، دار ابن كثير-دمشق، الطبعة الأولى، ١٤٢٨هـ ٤-شرح رياض الصالحين؛ للشيخ محمد بن صالح العثيمين، مدار الوطن، الرياض، ١٤٢٦هـ ٥-صحيح مسلم؛ للإمام مسلم بن الحجاج، حققه ورقمه محمد فؤاد عبدالباقي، دار عالم الكتب-الرياض، الطبعة الأولى، ١٤١٧هـ ٦-مرقاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح؛ تأليف ملا علي القاري، تحقيق صدقي العطار، دار الفكر-بيروت، الطبعة الأولى، ١٤١٢هـ ٧-نزهة المتقين شرح رياض الصالحين؛ تأليف د. مصطفى الخِن وغيره، مؤسسة الرسالة-بيروت، الطبعة الرابعة عشرة، ١٤٠٧هـ - كنوز رياض الصالحين»، لحمد بن ناصر العمار، دار كنوز إشبيليا- الطبعة الأولى ١٤٣٠هـ.

الرقم الموحد: (5775)

بينما نحن في سفر مع النبي -صلى الله عليه وسلم- إذ جاء رجل على راحلة له

١٦٣٠. الحديث:

عن أبي سعيد الخدري -رضي الله عنه- قال: بينما نحن في سفرٍ مع النبيِّ -صلى الله عليه وسلم- إذ جاء رجلٌ على رَاحِلةٍ له، فجعلَ يَصرِفُ بصرَه يمينًا وشمالًا، فقال رسولُ اللهِ -صلى الله عليه وسلم-: "من كان معه فَضْلُ ظَهرٍ فَلْيَعُدْ به على من لا ظَهرَ له، ومن كان له فضلٌ من زادٍ، فَلْيَعُدْ به على من لا زادَ له"، فذكرَ من أصنافِ المالِ ما ذكر حتى رأينا أنه لا حقَّ لأحدٍ منَّا في فضلٍ.

درجة الحديث: صحيح

المعنى الإجمالي:

قال أبو سعيد الخدري -رضي الله عنه-: أنهم كانوا في سفر مع النبي -صلى الله عليه وسلم-، فجاء رجل على ناقة ينظر يمينا وشمالا ليجد شيئا يدفع به حاجته، فقال النبي -صلى الله عليه وسلم-: من كان معه زيادة في المركوب فليتصدق به على من ليس معه، ومن كان معه زيادة في الطعام فليتصدق به على من ليس معه. يقول الراوي: حتى ظننا أنه لا حق لأحدنا فيما هو زائد عن حاجته.

ایک وقت ہم سفر میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے کہ ایک شخص اپنی سواری پر سوار ہو کر آیا

١٦٣٠. حدیث:

ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ: ایک وقت ہم سفر میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے کہ ایک شخص اپنی سواری پر سوار ہو کر آیا اور دائیں بائیں اپنی نگاہ پھیرنے لگا۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جس کے پاس ضرورت سے زائد کوئی سواری ہو تو چاہیے کہ اسے وہ ایسے شخص کو دے دے جس کے پاس سواری نہ ہو، اور جس کے پاس ضرورت سے زائد توشہ ہو تو چاہیے کہ اسے وہ ایسے شخص کو دے دے جس کے پاس توشہ نہ ہو۔'' اس طرح آپ نے مختلف قسم کے مالوں کا ذکر فرمایا، یہاں تک کہ ہم نے خیال کیا کہ ہم میں سے کسی شخص کا زائد از ضرورت چیز میں کوئی حق نہیں ہے۔

حدیث کا درجہ: صحیح

اجمالی معنی:

ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ وہ لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک سفر میں تھے۔ اتنے میں ایک شخص اپنی اونٹنی پر سوار ہو کر آیا اور دائیں بائیں دیکھنے لگا تاکہ کوئی چیز پائے اور اس کے ذریعہ اپنی ضرورت پوری کر سکے۔ تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس کے پاس ضرورت سے زائد کوئی سواری ہو تو اسے وہ ایسے شخص کو دے دینا چاہیے جس کے پاس سواری نہ ہو، اور جس کے پاس ضرورت سے زائد کھانا ہو تو اسے وہ ایسے شخص کو دے دینا چاہیے جس کے پاس کھانا نہ ہو۔ راوی کا بیان ہے کہ: یہاں تک کہ ہمیں گمان ہوا کہ ہم میں سے کسی کو اس کی ضرورت سے زائد چیز کا کوئی حق نہیں ہے۔

راوي الحديث: رواه مسلم.

التخريج: أبو سعيد الخدري -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- راحلة : المركب من الإبل.
- يصرف : يجول.
- فضل ظهر : مركوب فاضل وزائد عن حاجته.
- زاد : طعام.
- فليعد به : فليتصدق به.

فوائد الحديث:

١. الحض على التعاون والتكافل في الأزمات.

٢. الأمر بالمواساة من الفاضل.

٣. الإمام يرعى رعيته ويرشدها إلى أرشد أمرها

المصادر والمراجع:

بهجة شرح رياض الصالحين؛ تأليف سليم الهلالي، دار ابن الجوزي. تطريز رياض الصالحين، تأليف فيصل آل مبارك، تحقيق د. عبدالعزيز آل حمد، دار العاصمة-الرياض، الطبعة الأولى، ١٤٢٣هـ. رياض الصالحين من كلام سيد المرسلين، للإمام أبي زكريا النووي، تحقيق د. ماهر الفحل، دار ابن كثير-دمشق، الطبعة الأولى، ١٤٢٨هـ. شرح صحيح مسلم، للإمام محي الدين النووي، دار الريان للتراث-القاهرة، الطبعة الأولى، ١٤٠٧هـ. صحيح مسلم، للإمام مسلم بن الحجاج، حققه ورقمه محمد فؤاد عبدالباقي، دار عالم الكتب-الرياض، الطبعة الأولى، ١٤١٧هـ. كنوز رياض الصالحين، فريق علمي برئاسة أ.د. حمد العمار، دار كنوز إشبيليا-الرياض، الطبعة الأولى، ١٤٣٠هـ. نزهة المتقين شرح رياض الصالحين، تأليف د. مصطفى الخِن وغيره، مؤسسة الرسالة-بيروت، الطبعة الرابعة عشر، ١٤٠٧هـ.

الرقم الموحد: (5906)

تعاهدوا هذا القرآن، فوالذي نفس محمد بيده لهو أشد تفلتا مِنَ الإبلِ فِي عُقُلِهَا

اس قرآن کی حفاظت (دیکھ بھال) کرو، قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، یہ قرآن لوگوں کے سینوں سے بہت تیزی سے نکل جانے والا ہے

١٦٣١. الحديث:

عن أبي موسى الأشعري -رضي الله عنه- عن النبي -صلى الله عليه وسلم- قال: «تعاهدوا هَذَا القُرْآنَ، فَوَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ لَهُوَ أَشَدُّ تَفَلُّتاً مِنَ الإبلِ فِي عُقُلِهَا». .

١٦٣١. حدیث:

ابو موسی اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "اس قرآن کی حفاظت (دیکھ بھال) کرو، قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، یہ قرآن لوگوں کے سینوں سے نکل جانے میں اس اونٹ سے زیادہ تیز ہے جو رسی میں بندھا ہوا (اور اسے تڑا کے بھاگ نکلنے والا ہو)''۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

"تعاهدوا القرآن"، أي: حافظوا على قراءته وواظبوا على تلاوته، وقوله: "فوالذي نفس محمد بيده لهو أشدّ تفلتاً"، تخلصاً، وقوله: "من الإبل في عقلها"، جمع عقال، وهو حبل يشد به البعير في وسط الذراع، شبه القرآن في كونه محفوظاً عن ظهر القلب بالإبل النافرة وقد عقل عليها بالحبل، والله تعالى بلطفه منحهم هذه النعمة العظيمة فينبغي له أن يتعاهده بالحفظ والمواظبة عليه، فيجعل له حزباً معيناً يتعاهده كل يوم، حتى لا ينساه، وأما من نسيه بمقتضى الطبيعة فإنه لا يضر، لكن من أهمل وتغافل عنه بعد أن أنعم الله عليه بحفظه فإنه يخشى عليه من العقوبة، فينبغي الحرص على القرآن بتعاهده بالقراءة وتلاوته ليبقى في الصدر، وكذلك أيضا بالعمل به؛ لأن العمل بالشيء يؤدي إلى حفظه وبقائه.

اجمالی معنیٰ:

"تعاھدوا القرآن" کا مطلب ہے قرآن کے پڑھنے کی پابندی کرو اور ہمیشہ اس کی تلاوت کرتے رہو۔ "فوالذي نفس محمد بيده لهوأشد تفلتا" میں تفلتا کا معنی ہے نکل جانا (جلدی بھول جانا) "من الإبل في عقلها" عقل عقال کی جمع ہے اس رسی کو کہتے ہیں جس سے اونٹ کے اگلے پیر کے درمیانی حصے کو باندھ دیا جاتا ہے (تاکہ وہ اٹھ نہ سکے)۔ سینے میں محفوظ قرآن کی تشبیہ بھاگنے والے اس اونٹ سے دی گئی ہے جو مضبوطی کے ساتھ بندھا ہوا ہو۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے لطف و کرم سے انھیں اس عظیم نعمت سے نوازا ہے، لہذا انہیں چاہیے کہ اس کے حفظ کا خیال رکھیں اور اس کی پابندی کریں۔ چنانچہ اس کا ایک حصہ متعین کرکے روزانہ اس کی تلاوت کرتے رہیں تاکہ اسے بھولیں نہ، لیکن اگر کوئی طبعی طور پر بھول جائے تو کوئی مضایقہ نہیں، مگر جسے اللہ نے حفظ قرآن کی نعمت سے نوازا اور اس کے بعد اس نے سستی و کاہلی برتی اور قرآن کو بھلا دیا تو اس کے متعلق عقوبت کا خدشہ ہے۔ اس لیے ہمیں چاہیے کہ ہم قرآن کی بلا ناغہ تلاوت کرتے رہیں تاکہ وہ ہمارے سینوں میں باقی رہے، نیز اس کے احکامات پر عمل کرتے رہیں کیوں کہ کسی چیز پر عمل کرنا اس کے یاد رکھنے اور اس کے باقی رہنے کا باعث ہوتا ہے۔

راوي الحديث: متفق عليه.

التخريج: أبو موسى الأشعري -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين

معاني المفردات:

- تعاهدوا : حافظوا على قراءته.
- تفلتاً : التفلت: التخلص من الشيء فجأة من غير تمكّث.
- عُقُلها : جمع عِقَالٍ، وهو حبل يشد به البعير في وسط الذراع.

فوائد الحديث:

١. الحث على المواظبة على قراءة القرآن ومذاكرته.

٢. أن حافظ القرآن إن واظب على تلاوته مرة بعد مرة بقي محفوظاً في قلبه، و إلا ذهب عنه ونسيه؛ لأنه أشد ذهاباً من الإبل.

المصادر والمراجع:

بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين، تأليف سليم الهلالي، دار ابن الجوزي. دليل الفالحين لطرق رياض الصالحين، لمحمد بن علان الشافعي، دار الكتاب العربي، بيروت. رياض الصالحين من كلام سيد المرسلين، للإمام أبي زكريا النووي، تحقيق د. ماهر الفحل، دار ابن كثير-دمشق، الطبعة الأولى، ١٤٢٨هـ. شرح رياض الصالحين، للشيخ محمد بن صالح العثيمين، مدار الوطن، الرياض، ١٤٢٦هـ. صحيح البخاري، للإمام أبي عبدالله محمد بن إسماعيل البخاري، عناية محمد زهير الناصر، دار طوق النجاة، الطبعة الأولى، ١٤٢٢هـ. صحيح مسلم، للإمام مسلم بن الحجاج، حققه ورقمه محمد فؤاد عبدالباقي، دار عالم الكتب، الرياض، الطبعة الأولى، ١٤١٧هـ. كنوز رياض الصالحين، فريق علمي برئاسة أ.د. حمد العمار، دار كنوز إشبيليا، الرياض، الطبعة الأولى، ١٤٣٠هـ. نزهة المتقين شرح رياض الصالحين، تأليف د. مصطفى الخِن وغيره، مؤسسة الرسالة، بيروت، الطبعة الرابعة عشر، ١٤٠٧هـ.

الرقم الموحد: (5907)

تعرض الأعمال يوم الإثنين والخميس فأحب أن يعرض فَأحِبُّ أَنْ يعْرَض عملي وأنا صائم

١٦٣٢. الحديث:

عن أبي هريرة -رضي الله عنه- مرفوعًا: «تُعْرَضُ الأعمالُ يومَ الاثنين والخميس، فَأُحِبُّ أَنْ يُعْرَضَ عَملي وأنا صائم». وفي رواية: «تُفْتَحُ أبوابُ الجَنَّةِ يومَ الاثنين والخميس، فَيُغْفَرُ لكلِّ عبد لا يُشْرِكُ بالله شيئا، إلا رجلا كان بينه وبين أخيه شَحْنَاءُ، فَيُقَالُ: أَنظِروا هذيْن حتى يَصْطَلِحَا، أنظروا هذين حتى يصطلحا». وفي رواية: «تُعْرَضُ الأَعْمَالُ في كلِّ اثْنَيْن وَخَمِيسٍ، فَيَغْفِرُ اللهُ لِكُلِّ امْرِئٍ لا يُشْرِكُ بالله شيئاً، إلاَّ امْرَءاً كانت بينه وبين أخِيهِ شَحْنَاءُ، فيقول: اتْرُكُوا هذَيْنِ حتى يَصْطَلِحَا».

درجة الحديث: صحيح

المعنى الإجمالي:

"تعرض الأعمال"، أي: على الله -تعالى-، "يوم الاثنين والخميس فأحب أن يعرض عملي، وأنا صائم"، أي: طلباً لزيادة رفعة الدرجة، وحصول الأجر. واللفظ الآخر: "تفتح أبواب الجنة في كل يوم اثنين وخميس"، حقيقة؛ لأن الجنة مخلوقة، قوله: "فيغفر فيهما لكل عبد لا يشرك بالله شيئاً"، أي: تغفر ذنوبه الصغائر، وأما الكبائر فلابد لها من توبة ، قوله: "إلا رجل"، أي: إنسان، "كان بينه وبين أخيه"، أي: في الإسلام، "شحناء" أي عداوة وبغضاء "فيقال: انظروا"، يعني: يقول الله للملائكة: أخروا وأمهلوا، "هذين"، أي: الرجلين الذي بينهما عداوة، زجراً لهما أو من ذنب الهجران "حتى" ترتفع الشحناء و"يصطلحا"، أي: يتصالحا ويزول عنهما الشحناء، فدل ذلك على أنه يجب على الإنسان أن يبادر بإزالة الشحناء والعداوة

سوموار اور جمعرات کو (اللہ کے ہاں) اعمال پیش کیے جاتے ہیں، لہٰذا مجھے یہ پسند ہے کہ میرا عمل (بارگاہِ الٰہی میں) پیش کیا جائے تو میں روزے سے ہوں

١٦٣٢. حدیث:

ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ سے مرفوعا مروی ہے کہ : ”سوموار اور جمعرات کو (اللہ کے ہاں) اعمال پیش کیے جاتے ہیں، لہٰذا مجھے یہ پسند ہے کہ میرا عمل (بارگاہِ الٰہی میں) پیش کیا جائے تو میں روزے سے ہوں“۔ اور ایک دوسری روایت میں ہے کہ : ”پیر اور جمعرات کے دن جنت کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں، اور ہر اس بندے کی مغفرت کر دی جاتی ہے جو اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں کرتا، سوائے اس آدمی کے کہ اس کے اور اس کے بھائی کے درمیان کوئی عداوت ہو، چناں چہ کہا جاتا ہے کہ : ان دونوں کو مہلت دے دو یہاں تک کہ یہ آپس میں صلح کر لیں، ان دونوں کو مہلت دے دو یہاں تک کہ یہ آپس میں صلح کر لیں“۔ اور ایک دوسری روایت میں ہے کہ : ”ہر سوموار اور جمعرات کو (اللہ کے ہاں بندوں کے) اعمال پیش کیے جاتے ہیں، تو اللہ ہر اس بندے کو بخش دیتا ہے جو اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں کرتا سوائے اس آدمی کے کہ اس کے اور اس کے بھائی کے درمیان کوئی عداوت و دشمنی ہو، اور اللہ کہتا ہے : ان دونوں کو چھوڑ دو یہاں تک کہ یہ آپس میں صلح کر لیں۔“

حدیث کا درجہ: صحیح

اجمالی معنی:

”اعمال پیش کیے جاتے ہیں“ یعنی اللہ کے یہاں پیش کیے جاتے ہیں۔ ”سوموار اور جمعرات کو، لہٰذا مجھے یہ پسند ہے کہ میرا عمل (بارگاہِ الٰہی میں) پیش کیا جائے تو میں روزے سے ہوں“۔ یعنی بلندئ درجات میں کثرت و زیادتی طلب کرنے اجر و ثواب کے حصول کے لیے۔ اس حدیث کے دوسرے الفاظ اس طرح ہیں : "ہر سوموار اور جمعرات کو جنت کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں" جنت کا کھلنا حقیقت پر مبنی ہے کیوں کہ جنت مخلوق ہے۔ اور آپ ﷺ کا یہ فرمان : "ان دو دنوں میں ہر اس بندے کی مغفرت کر دی جاتی ہے جو اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں کرتا“ یعنی بندے کے صغیرہ گناہوں کو بخش دیا جاتا ہے، اور رہے کبیرہ گناہ تو اس کے لیے توبہ ضروری ہے۔ اور آپ ﷺ کا یہ فرمان : ”سوائے اس آدمی کے“ یعنی اس انسان کے سوا۔ ”کہ اس کے اور اس کے بھائی کے درمیان“ یعنی مسلمان بھائی کے درمیان، ”شحناء“ یعنی عداوت و دشمنی، ”چناں چہ کہا جاتا ہے کہ : ان دونوں کو مہلت دے دو“ یعنی اللہ فرشتوں سے کہتا ہے ان کے معاملے کو

والبغضاء بينه وبين إخوانه، حتى وإن رأى في نفسه غضاضة وثقلاً في طلب إزالة الشحناء فليصبر وليحتسب؛ لأن العاقبة في ذلك حميدة، والإنسان إذا رأى ما في العمل من الخير والأجر والثواب سهل عليه، وكذلك إذا رأى الوعيد على تركه سهل عليه فعله.

مؤخر کر کے انہیں مہلت دے دو، ''یہ دونوں ''یعنی یہ دونوں آدمی جن کے درمیان عداوت و دشمنی ہے اور ایسا ان کی سرزنش اور قطع تعلقی کے گناہ کی وجہ سے کہا جاتا ہے، ''یہاں تک کہ '' دشمنی رفع دفع ہو جائے اور '' دونوں آپس میں صلح کر لیں '' یعنی آپسی تعلق کو قائم کر لیں کہ جس سے دشمنی ختم ہو جائے، یہ اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ انسان پر واجب ہے کہ وہ عداوت و دشمنی اور آپسی بغض و نفرت کو جلدی ختم کرنے کی کوشش کرے، بھلے ہی وہ نفرت و عداوت کو ختم کرنے کی درخواست کرنے میں ذلت محسوس کرے۔ لہٰذا اسے چاہیے کہ وہ صبر کرے اور اجر و ثواب کی امید رکھے کیوں کہ اس سے متعلق انجام کار قابلِ ستائش ہے، اور انسان جب کسی عمل سے متعلق خیر و بھلائی اور اجر و ثواب کو جان لیتا ہے تو وہ عمل اس کے لیے آسان ہوتا ہے، ایسے ہی انسان جب کسی کام کے ترک کرنے پر وعید کو جان لیتا ہے تو اس کام کا کرنا اس کے لیے سہل و آسان ہو جاتا ہے۔

راوي الحديث: حديث أبي هريرة الأول رواه الترمذي. والحديثان الآخران هما حديث واحد، رواه مسلم، وكرر لفظة: "أنظروا هذين حتى يصطلحا" ثلاثاً.

التخريج: أبو هريرة -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- شحناء : عداوة وبغضاء.
- أنظروا : أمهلوا، من الإنظار وهو الإمهال والتأخير.

فوائد الحديث:

1. استحباب صوم يوم الاثنين والخميس؛ لأن فيهما تعرض الأعمال.
2. النهي عن التقاطع لغير سبب يسمح به الشرع.

المصادر والمراجع:

شرح رياض الصالحين، لابن عثيمين، نشر: دار الوطن للنشر، الرياض، الطبعة: ١٤٢٦هـ. رياض الصالحين، للنووي، تحقيق: ماهر الفحل، دار ابن كثير - بيروت، الطبعة الأولى ١٤٢٨هـ - ٢٠٠٧م. صحيح مسلم، ترقيم محمد فؤاد عبد الباقي، دار إحياء التراث العربي، بيروت. نزهة المتقين شرح رياض الصالحين، لمجموعة من الباحثين، مؤسسة الرسالة، الطبعة الرابعة عشر، ١٤٠٧هـ. إرواء الغليل في تخريج أحاديث منار السبيل، للشيخ الألباني، الناشر: المكتب الإسلامي – بيروت، الطبعة الثانية ١٤٠٥ هـ - ١٩٨٥م. كنوز رياض الصالحين، نشر: دار كنوز إشبيليا، الطبعة الأولى، ١٤٣٠هـ - ٢٠٠٩م. سنن الترمذي، تحقيق بشار عواد، دار الغرب الإسلامي – بيروت، ١٩٩٨م. تحفة الأحوذي بشرح جامع الترمذي، للمباركفوري، الناشر: دار الكتب العلمية – بيروت. مرقاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح، لعلي القاري، الناشر: دار الفكر، بيروت - لبنان، الطبعة الأولى، ١٤٢٢هـ - ٢٠٠٢م. فيض القدير شرح الجامع الصغير، للمناوي، الناشر: المكتبة التجارية الكبرى - مصر، الطبعة الأولى، ١٣٥٦.

الرقم الموحد: (5908)

تعوذوا بالله من جهد البلاء، وَدَرَكِ الشقاء، وسوء القضاء، وشماتة الأعداء

اللہ سے پناہ مانگا کرو آزمائش کی مشقت، بدبختی کی پستی، برے خاتمے اور شماتتِ اعداء (دشمن کے ہنسنے) سے۔

١٦٣٣. الحديث:

عن أبي هريرة-رضي الله عنه- مرفوعاً: «تعوذوا بالله من جَهْدِ البلاء، وَدَرَكِ الشقاء، وسوء القضاء، وشماتة الأعداء». وفي رواية قال سفيان: أشك أني زدت واحدة منها.

١٦٣٣. حدیث:

ابوہریرہ-رضی اللہ عنہ-سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: "اللہ سے پناہ مانگا کرو آزمائش کی مشقت، بدبختی کی پستی، برے خاتمے اور شماتتِ اعداء (دشمن کے ہنسنے) سے"۔ ایک روایت میں ہے، سفیان رحمہ اللہ نے کہا: مجھے شک ہے کہ میں نے ان میں سے ایک بات زیادہ بیان کی ہے۔ (معلوم نہیں وہ کون سی ہے)۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

هذا الحديث من جوامع الكلم؛ لان النبي صلى الله عليه وسلم استعاذ من أربعة أمور، إذا سلم منها العبد سلمت له دنياه وأخراه ، وهذا هو الفوز المبين ، والفلاح العظيم؛ وجوامع الكلم اختصار المعاني الكثير في كلمات يسيرة. فقد استعاذ النبي صلى الله عليه وسلم من أربعة امور، وهي: " من جهد البلاء" : أي شدة البلاء والجهد فيه- والعياذ بالله- لأن البلاء إذا اشتد فالإنسان لا يأمن نفسه من التبرم والضجر من أقدار الله تعالى ، فيخسر بذلك العبد الدنيا والآخرة . " ودرك الشقاء" : أي اللحاق بالشقاء ، وهو عام ويدخل فيه شقاء الآخرة دخولا أوليا ، لأنه الشقاء الذي لا يعقبه هناء ، بخلاف شقاء الدنيا فالأيام دول ، يوم لك تسر به ،ويوم عليك تشقى به . " وسوء القضاء" : أي ما قدر يقدر ويقع على العبد فيما لا يسره ، وهو عام في كل شؤون الدنيا من : مال وولد وصحة وزوجة، وشؤون الآخرة والمعاد . والمراد بالقضاء هنا : المقضي ، لأن قضاء الله وحكمه كله خير لقوله صلى الله عليه وسلم : " والشر ليس إليك" " وشماتة الأعداء" : فهذا مما يتأثر به الإنسان أن يجد عدوه فرحا بمصابه ، وأعداء المسلم في الحقيقة هم الكفار الذين يفرحون ويمرحون بتنازع المسلمين وتقاتلهم وذلتهم ، فدخول عدو الدين في هذا الحديث هو دخول أصلي، ويدخل فيه عدو الدنيا أيضا دخولا

اجمالی معنیٰ:

یہ حدیث جوامع الکلم میں سے ہے۔ اس لیے کہ آپ ﷺ نے چار چیزوں سے پناہ مانگی، اگر انسان ان چار چیزوں سے محفوظ رہا تو وہ دنیا و آخرت میں محفوظ رہے گا اور یہی حقیقی کامیابی ہے اور بڑی نجات ہے۔ جوامع الکلم ایسی باتوں کو کہتے ہیں جو کم لفظوں میں زیادہ معانی سمائے ہوں۔ آپ ﷺ نے چار چیزوں سے پناہ مانگی، وہ چار چیزیں درج ذیل ہیں: "من جهد البلاء" یعنی مصیبتوں کی سختی اور مشقت سے۔اللہ کی پناہ۔اس لیے کہ جب مصیبت سخت ہو جائے، تو اللہ تعالیٰ کی مضبوط اور محکم تقدیر پر وہ اپنے آپ کو زدوکوب سے نہیں بچا سکتا۔جس کی وجہ سے وہ دنیا اور آخرت میں وہ خسارہ اٹھاتا ہے۔ "ودرك الشقاء" یعنی بدبختی کا لاحق ہونا۔ یہ عام ہے اس میں آخرت کی بدبختی ترجیحی بنیاد پر شامل ہے۔جس کے بعد سُکھ نہیں۔بخلافِ دنیا کی بدبختی کے کہ دن تو ادلتے بدلتے رہتے ہیں کہ کبھی کوئی دن آپ کی خوشی کا ہوگا اور دوسرا دن بدبختی کا۔ "وسوء القضاء" یعنی جو مقدر میں ہو وہ ہوگا، جو انسان کو ناخوش حالات میں ڈال دے۔ یہ دنیا کے تمام امور کو عام ہے جیسے مال، اولاد، صحت اور بیوی وغیرہ۔ اسی طرح اُخروی امور کو بھی شامل ہے۔ یہاں پر قضاء سے مُراد حاصل شدہ امر ہے۔ اس لیے کہ اللہ تعالیٰ کا فیصلہ اور حکم سب کے سب خیر ہیں، اس لیے کہ آپ ﷺ کا قول ہے "والشر ليس إليك"۔(اور شر سے تیرا کوئی علاقہ نہیں)۔ "وشماتة الأعداء" دُشمنوں کی ہنسی۔ یعنی جس سے انسان متاثر ہوتا ہے جیسے دشمن کا تمہیں مصیبت میں دیکھ کر خوش ہونا، مسلمانوں کے دشمن درحقیقت کفار ہیں جو مسلمانوں کے جھگڑوں، آپس کی لڑائیوں اور رسوائیوں سے خوش ہوتے ہیں۔ لہٰذا دینی دشمنوں کا اس حدیث میں داخل ہونا حقیقی ہے اور دنیا کے دشمنوں کا داخل ہونا ثانوی ہے۔ تاہم داعی کو بلند ہمت ہونا چاہیے، پہلے دین کے دشمنوں کو دعوت

ثانويا ، ولكن يجب ان تكون همة الداعي عالية فيقصد أعداء الدين أولا ثم أعداءه من المسلمين ، ونسأله أن يصلح ذات بين المسلمين.	دے پھر اہلِ اسلام میں سے اپنے دشمنوں کو دعوت دے ۔ ہم اللہ سے سوال کرتے ہیں کہ مسلمانوں کے باہمی تعلقات دُرست فرما دے ۔

راوي الحديث: متفق عليه

التخريج: أبو هريرة-رضي الله عنه

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين

معاني المفردات:

- جهد البلاء : الحالة الشاقة
- الدرك : الإدراك واللحاق
- الشقاء : الهلاك ، ويطلق على السبب المؤدي إلى الهلاك.
- سوء القضاء : يكون في أمور الدنيا، وفي أمور الآخرة، فهو عام في النفس والمال والأهل والولد والخاتمة والمعاد، والمراد بالقضاء هنا المقضي، لأن حكم الله تعالى كله حسن لا سوء فيه
- شماتة الأعداء : الشماتة: فرح العدو ببلية تنزل بمن يعاديه.

فوائد الحديث:

١. تعليق الاستعاذة بالله تعالى يشعر بالطمأنية والأمن لقدرته سبحانه وتعالى على تحقيق العوذ، وصرف المستعاذ منه ، لأنه لا يصح التعوذ إلا بمن قدر على إزالة ما استعيذ به منه.
٢. شفقة النبي صلى الله عليه وسلم ورحمته بأمته حيث أرشدهم إلى هذا الدعاء ، فقال: " تعوذوا .." حرصا على أمته.
٣. استحباب الاستعاذة من الأشياء المذكورة ، لأن الاستعاذة منها تدفع وقوع المكروه في الحياة الدنيا والآخرة.
٤. الكلام المسجوع لا يكره إذا صدر عن غير قصد ولا تكلف.
٥. فائدة الاستعاذة والدعاء : إظهار العبد حاجته وفاقته لربه العلي العظيم ، وتضرعه إليه.
٦. تعميم الخطاب في الأمر بقوله صلى الله عليه وسلم : " تعوذوا" يشير إلى أهميته ، بحيث لا يختص بأحد دون أحد.

المصادر والمراجع:

-رياض الصالحين من كلام سيد المرسلين؛ للإمام أبي زكريا النووي، تحقيق د. ماهر الفحل، دار ابن كثير-دمشق، الطبعة الأولى، ١٤٢٨ه. - دليل الفالحين لطرق رياض الصالحين؛ لمحمد بن علان الشافعي، دار الكتاب العربي-بيروت - بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين؛ تأليف سليم الهلالي، دار ابن الجوزي- الطبعة الأولى١٤١٨ه - نزهة المتقين شرح رياض الصالحين؛ تأليف د. مصطفى الخِن وغيره، مؤسسة الرسالة-بيروت، الطبعة الرابعة عشر، ١٤٠٧هـ - صحيح البخاري –الجامع الصحيح-؛ للإمام أبي عبد الله محمد بن إسماعيل البخاري، عناية محمد زهير الناصر، دار طوق النجاة، الطبعة الأولى، ١٤٢٢هـ - صحيح مسلم؛ للإمام مسلم بن الحجاج، حققه ورقمه محمد فؤاد عبد الباقي، دار عالم الكتب-الرياض، الطبعة الأولى، ١٤١٧هـ - كنوز رياض الصالحين»، لحمد بن ناصر العمار، دار كنوز إشبيليا- الطبعة الأولى١٤٣٠ه - شرح رياض الصالحين؛ للشيخ محمد بن صالح العثيمين، مدار الوطن، الرياض، ١٤٢٦هـ - فتح الباري شرح صحيح البخاري- أحمد بن علي بن حجر العسقلاني الشافعي- دار المعرفة - بيروت، رقم كتبه وأبوابه وأحاديثه: محمد فؤاد عبد الباقي- قام بإخراجه وصححه وأشرف على طبعه: محب الدين الخطيب- عليه تعليقات العلامة: عبد العزيز بن عبد الله بن باز..

الرقم الموحد: (6040)

ثلاث دعوات مستجابات لا شك فيهن دعوة المظلوم

تین دعائیں قبول کی جاتی ہیں، ان کی قبولیت میں کوئی شک نہیں، مظلوم کی دعا۔

١٦٣٤. الحديث:

عن أبي هريرة -رضي الله عنه- مرفوعاً: «ثلاثُ دَعواتٍ مُستجابات لا شك فِيهن: دعوةُ المظلوم، ودعوةُ المسافرِ، ودعوةُ الوالدِ على وَلدِه».

١٦٣٤. حدیث:

ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم نے فرمایا: "تین دعائیں قبول کی جاتی ہیں، ان کی قبولیت میں کوئی شک نہیں؛ مظلوم کی دعا، مسافر کی دعا اور باپ کی اپنے بچے کے خلاف کی جانے والی دعا۔"

درجة الحديث: حسن

حدیث کا درجہ: حَسَن

المعنى الإجمالي:

ثلاث دعوات من ثلاثة أصناف من الداعين لا شك أن الله يستجيب لها: دعوة من مظلوم؛ حتى ولو كان المظلوم كافرًا وظُلِمَ، ثم دعا الله، فإن الله يستجيب دعاءه، ودعوة المسافر إذا دعا الله عز وجل حال سفره ودعوة الوالد؛ سواء كان الأب أو الأم؛ وسواء دعا لولده أو عليه.

اجمالی معنی:

تین قسم کے دعا کرنے والوں کی تین دعاؤں کی اللہ کی طرف سے قبولیت میں کوئی شک نہیں۔ ایک مظلوم کی دعا، اگرچہ مظلوم کافر ہی کیوں نہ ہو۔ اگر اس پر ظلم کیا گیا اور اس نے اللہ سے دعا کی تو اللہ تعالی اس کی دعا کو قبول فرماتے ہیں۔ دوسری مسافر کی دعا جب وہ حالت سفر میں اللہ سے دعا کرتا ہے اور تیسری والدین میں سے کسی کی دعا، چاہے وہ باپ ہو یا ماں اور چاہے وہ اپنے بچے کے حق میں دعا کرے یا اس کے خلاف دعا کرے۔

راوي الحديث: رواه أبو داود والترمذي وابن ماجه وأحمد.

التخريج: أبو هريرة -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- لا شك فيهن : أي في استجابتهن من الله عز وجل.

فوائد الحديث:

١. استحباب إكثار الدعاء في السفر؛ لأنه مظنة الإجابة.

٢. التحذير من الظلم، ودعوة المظلوم مستجابة ولو كان كافراً.

٣. التحذير من عقوق الوالدين، واتقاء دعوة الوالد فإنها لا ترد.

المصادر والمراجع:

-رياض الصالحين من كلام سيد المرسلين؛ للإمام أبي زكريا النووي، تحقيق د. ماهر الفحل، دار ابن كثير-دمشق، الطبعة الأولى، ١٤٢٨هـ. - بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين؛ تأليف سليم الهلالي، دار ابن الجوزي- الطبعة الأولى١٤١٨هـ. - نزهة المتقين شرح رياض الصالحين؛ تأليف د. مصطفى الخِن وغيره، مؤسسة الرسالة-بيروت، الطبعة الرابعة عشر، ١٤٠٧هـ - سنن أبي داود، لأبي داود السجستاني، تحقيق محمد محيي الدين، المكتبة العصرية. - دليل الفالحين لطرق رياض الصالحين، لمحمد علي بن محمد بن علان بن إبراهيم البكري الصديقي الشافعي اعتنى بها: خليل مأمون شيحا، دار المعرفة - شرح رياض الصالحين؛ للشيخ محمد بن صالح العثيمين، مدار الوطن، الرياض، ١٤٢٦هـ - سنن الترمذي - محمد بن عيسى ، الترمذي، تحقيق وتعليق:أحمد محمد شاكر ومحمد فؤاد عبد الباقي وإبراهيم عطوة عوض -شركة مكتبة ومطبعة مصطفى البابي الحلبي – مصر الطبعة: الثانية، ١٣٩٥ هـ - ١٩٧٥ م. -سنن ابن ماجه :ابن ماجه أبو عبد الله محمد بن يزيد القزويني، تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي- دار إحياء الكتب العربية - فيصل عيسى البابي الحلبي. -مسند الإمام أحمد بن حنبل المحقق: شعيب الأرنؤوط - عادل مرشد، وآخرون إشراف: د عبد الله بن عبد المحسن التركي مؤسسة الرسالة الطبعة: الأولى، ١٤٢١ هـ - ٢٠٠١ م. -صحيح أبي داود – الأم -محمد ناصر الدين، الألباني -مؤسسة غراس للنشر والتوزيع، الكويت الطبعة: الأولى، ١٤٢٣ هـ - ٢٠٠٢ م.

الرقم الموحد: (5909)

ثلاثة لا يُكَلِّمُهم الله، ولا يزكيهم، ولهم عذاب أليم: أُشَيمِط زَانٍ، وعائل مُسْتَكْبِر، ورجل جعل الله بضاعته: لا يشتري إلا بيمينه، ولا يبيع إلا بيمينه

تین قسم کے لوگ ایسے ہیں جن سے اللہ تعالی نہ بات کرے گا، نہ ان کی طرف (نظرِ رحمت سے) دیکھے گا، نہ انہیں پاک کرے گا اور ان کے لیے دردناک عذاب ہوگا: ایک بوڑھا زانی، دوسرا ایسا غریب آدمی جو متکبر ہو اور تیسرا وہ شخص جس نے اللہ کو ہی اپنا سامان تجارت بنا لیا ہو بایں طور کہ وہ اللہ کی قسم کھا کر خریداری کرے اور اس کی قسم کے ساتھ ہی فروخت کرے۔

١٦٣٥. الحديث:

عن سلمان الفارسي -رضي الله عنه- أن رسول الله -صلى الله عليه وسلم- قال: «ثلاثة لا يُكَلِّمُهم الله، ولا يزكيهم، ولهم عذاب أليم: أُشَيْمِط زَانٍ، وعائل مُسْتَكْبِر، ورجل جعل الله بضاعته: لا يشتري إلا بيمينه، ولا يبيع إلا بيمينه».

١٦٣٥. حدیث:

سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت ہے کہ ”تین قسم کے لوگ ایسے ہیں جن سے اللہ تعالیٰ نہ کلام فرمائے گا، نہ ان کی طرف (نظر رحمت سے) دیکھے گا، نہ انہیں پاک کرے گا اور ان کے لیے دردناک عذاب ہوگا: ایک بوڑھا زانی، دوسرا ایسا غریب آدمی جو متکبر ہو اور تیسرا وہ شخص جس نے اللہ کو ہی اپنا سامان تجارت بنا لیا ہو بایں طور کہ وہ اللہ کی قسم کھا کر خریداری کرے اور اس کی قسم کے ساتھ ہی فروخت کرے“۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

يُخْبِرُ -صلى الله عليه وسلم- عن ثلاثة أصناف مِن العُصَاة، يُعَاقَبُون أشدَّ العُقُوبة؛ لشَنَاعَة جرائمهم. أحدهم: مَن يَرْتَكِبُ فاحشة الزِّنا مع كِبَر سِنِّه؛ لأن داعيَ المعصية ضعيفٌ في حقِّه؛ فدلَّ على أن الحامل له على الزِّنا محبَّةُ المعصية والفُجُور، وإن كان الزِّنا قبيحًا مِن كل أحد، فهو من هذا أشدُّ قُبْحًا. الثاني: فقير يَتَكَبَّرُ على الناس، والكِبْرُ وإن كان قبيحًا مِن كل أحد، لكنَّ الفقير ليس له من المال ما يَدْعُوه إلى الكِبْر، فاستكباره مع عدم الداعي إليه يَدُلُّ على أن الكِبْر طبيعةٌ له. الثالث: من يَجْعَلُ الحَلِف بالله بضاعةً له، يُكْثِرُ مِن استعماله في البيع والشراء، فيَمْتَهِنُ اسم الله، ويَجْعَلُه وسيلةً لاكتساب المال.

اجمالی معنیٰ:

نبی ﷺ فرما رہے ہیں کہ تین قسم کے گنہ گار ایسے ہیں جنہیں سخت سزا دی جائے گی کیونکہ ان کے جرائم بہت بھیانک ہوں گے: ایک: تو وہ شخص جو باوجود اپنے بڑھاپے کے زنا کا ارتکاب کرتا ہے۔ کیونکہ اس کے حق میں گناہ پر ابھارنے والے عنصر (ہارمونس) کمزور پڑ چکے ہوتے ہیں۔ یہ اس بات کی دلیل ہے کہ اسے زنا پر صرف معصیت اور گناہ کی چاہت نے آمادہ کیا ہے۔ زنا کسی سے بھی صادر ہو، یہ برا ہی ہوتا ہے تاہم ایسے شخص سے زنا کا ظہور بہت ہی برا ہے۔ دوسرا: وہ شخص جو ہو تو فقیر لیکن پھر بھی لوگوں پر بڑائی جتائے۔ اور تکبر کا اظہار چاہے کسی سے بھی ہو، یہ برا ہی ہوتا ہے لیکن فقیر شخص کے پاس کوئی مال و دولت نہیں ہوتا جو اسے تکبر پر آمادہ کرے۔ بلاوجہ اس کا تکبر کرنا اس بات کی دلیل ہے کہ تکبر اس کی فطرت بن چکا ہے۔ تیسرا: وہ شخص جو اللہ کی قسم کو سامان تجارت بنا لے۔ خرید و فروخت میں کثرت کے ساتھ قسم اٹھائے اور یوں اللہ کے نام کی بے قدری کرے اور اسے مال کمانے کا ذریعہ بنا لے۔

راوي الحديث: رواه الطبراني.
التخريج: سلمان الفارسي -رضي الله عنه-
مصدر متن الحديث: كتاب التوحيد.

معاني المفردات:

- لا يكلمهم الله : أي: لا يُكَلِّمهم يوم القيامة؛ لارتكابهم المعاصي، وهذا وعيد شديد في حقهم؛ لأنه -سبحانه- يُكَلِّم أهل الإيمان، والتكليم: هو إسماع القول.
- ولا يزكيهم : أي: لا يُثْنِي عليهم، ولا يُطَهِّرُهم مِن دَنَس الذنوب بالمغفرة.
- عذاب أليم : مُوجِعُ؛ لأنهم لما عَظُم ذَنْبُهم عَظُمَتْ عُقُوبتُهم.
- أشيمط زان : تصغير أَشْمَط وهو الذي في شَعَره شَمَط؛ أي: شَيْب، وصُغِّر تحقيرا له؛ لأنه زنَى وداعي الزِّنا قد ضعُف عنده؛ فدَلَّ على أن المعصية طَبْعٌ له وجِبِلَّة.
- وعائل مستكبر : العائل: الفقير ذو العِيَال، ومستكبر: أي: متكبِّر على الناس مع أن سبب الكِبْر غير موجود فيه، وهو الجاه والمال؛ فدلَّ على أن الكبر طَبْع له وجِبِلَّة، يَتَكَبَّر مع أنه فقير والكِبْر: رد الحقِّ واحتقار الناس.
- جعل الله بضاعته : أي: جعل الحَلِف بالله بضاعةً له؛ لكثرة استعماله في البيع والشراء.

فوائد الحديث:

١. التحذير من كثرة استعمال الحلف في البيع والشراء، والحث على توقير اليمين، واحترام أسماء الله -سبحانه-، قال -تعالى-: (ولا تجعلوا الله عرضة لأيمانكم).
٢. إثبات الكلام لله -تعالى-، وأنه يُكَلِّمُ مَن أطاعه، ويُكْرِمُه بذلك.
٣. التحذير من جريمة الزِّنا لا سيما مِن كبير السِّنِّ.
٤. التحذير من الكِبْر لا سيما في حقِّ الفقير.

المصادر والمراجع:

الجديد في شرح كتاب التوحيد للقرعاوي، تحقيق: محمد بن أحمد سيد أحمد، ط٥، مكتبة السوادي، جدة، المملكة العربية السعودية، ١٤٢٤هـ. الملخص في شرح كتاب التوحيد للفوزان، ط١، دار العاصمة، الرياض، ١٤٢٢هـ. القول المفيد على كتاب التوحيد لابن العثيمين، ط٢، دار ابن الجوزي، المملكة العربية السعودية, محرم، ١٤٢٤هـ. صحيح الجامع الصغير وزياداته للألباني، المكتب الإسلامي. المعجم الكبير للطبراني، تحقيق: حمدي بن عبد المجيد السلفي، ط٢، مكتبة ابن تيمية، القاهرة، ١٤١٥ هـ.

الرقم الموحد: (5952)

ثلاثة لا يكلمهم الله يوم القيامة ولا يزكيهم ولا ينظر إليهم

تین قسم کے آدمیوں سے نہ تو اللہ تعالی روزِ قیامت کلام کرے گا، نہ انہیں پاک کرے گا اور نہ ان کی طرف دیکھے گا۔

١٦٣٦. الحديث:

عن أبي هريرة -رضي الله عنه- مرفوعاً: «ثلاثةٌ لا يُكلمهم الله يوم القيامة، ولا يُزَكِّيهم، ولا يَنظُر إليهم، ولهم عذابٌ أليم: شَيخٌ زَانٍ، ومَلِكٌ كذَّاب، وعَائِل مُستكبر».

١٦٣٦. حدیث:

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ "تین قسم کے آدمیوں سے نہ تو اللہ تعالی روزِ قیامت کلام کرے گا، نہ انہیں پاک کرے گا اور نہ ان کی طرف دیکھے گا اور انہیں درناک عذاب ہوگا: بوڑھا زانی، جھوٹا بادشاہ اور تکبر کرنے والا مفلس"۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

ثلاثة أصناف من الناس لا يكلمهم الله يوم القيامة، ولا ينظر إليهم، ولا يطهرهم من ذنوبهم، ولهم عذاب أليم: رجل كبير طعن في السن يزني، وإمام يكذب، وفقير يستكبر ويحتقر غيره.

اجمالی معنی:

اللہ تعالی روزِ قیامت تین قسم کے لوگوں سے نہ تو کلام کرے گا، نہ ان کی طرف دیکھے گا اور نہ ہی انہیں گناہوں سے پاک کرے گا اور انہیں دردناک عذاب ہوگا۔ ایک عمر رسیدہ شخص جو زنا کرتا ہے، دوسرا وہ حکمران جو جھوٹ بولتا ہے اور تیسرا وہ غریب وفقیر جو تکبر کرتا ہے اور دوسروں کو حقیر سمجھتا ہے۔

راوي الحديث: رواه مسلم.

التخريج: أبو هريرة –رضي الله عنه.

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- لا يزكيهم : لا يطهرهم من الذنوب، ولا يقبل أعمالهم فيمدحهم بها.
- شيخ : من طعن في السن.
- عائل : فقير.

فوائد الحديث:

١. إثبات صفة الكلام لله تعالى، على الوجه اللائق به سبحانه، لا كما يتأوله بعضهم قائلا لا يكلمهم لا يظهر الرضى عنهم.
٢. الزنا والكذب والكبر من الذنوب الكبيرة.
٣. إذا وقعت المعصية ممن انتفت عنه دواعيها كانت أكبر وأعظم.
٤. إثبات صفة النظر لله -سبحانه- على ما يليق بجلاله وعظمته.

المصادر والمراجع:

-صحيح مسلم؛ للإمام مسلم بن الحجاج، حققه ورقمه محمد فؤاد عبد الباقي، دار عالم الكتب-الرياض، الطبعة الأولى، ١٤١٧هـ - بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين؛ تأليف سليم الهلالي، دار ابن الجوزي- الطبعة الأولى١٤١٨هـ. - نزهة المتقين شرح رياض الصالحين؛ تأليف د. مصطفى الخِن وغيره، مؤسسة الرسالة-بيروت، الطبعة الرابعة عشر، ١٤٠٧هـ - شرح رياض الصالحين؛ للشيخ محمد بن صالح العثيمين، مدار الوطن، الرياض، ١٤٢٦هـ - دليل الفالحين لطرق رياض الصالحين؛ لمحمد بن علان الشافعي، دار الكتاب العربي-بيروت

الرقم الموحد: (5910)

خذوا ما عليها ودعوها؛ فإنها ملعونة

١٦٣٧. الحديث:

عن عمران بن الحصين -رضي الله عنهما-، قال: بينما رسولُ الله -صلى الله عليه وسلم- في بعض أَسْفَارِه، وامرأة من الأنصار على ناقة، فضَجِرَتْ فلَعَنَتْهَا، فسمع ذلك رسول الله -صلى الله عليه وسلم- فقال: «خُذُوا ما عليها ودَعُوهَا؛ فإنها مَلْعُونَةٌ»، قال عمران: فكَأَنِّي أراها الآن تمشي في الناس ما يَعْرِضُ لها أحد".

درجة الحديث: صحيح

المعنى الإجمالي:

عن عمران بن حصين -رضي الله عنه- أن: امرأة من الأنصار كانت على بعير لها فتعبت منها وسأمت فقالت: لعنك الله، فسمع ذلك النبي -صلى الله عليه وسلم- فأمر أن يؤخذ ما عليها من الرحل والمتاع، ثم تصرف، فإنها قد لعنت. قال عمران -رضي الله عنه- : فلقد رأيتها أي الناقة تمشي في الناس لا يتعرض لها أحد؛ لأن النبي -صلى الله عليه وسلم- أمر أن تصرف.

اس اونٹنی پر جو کچھ ہے اسے لے لو اور اسے چھوڑ دو، کیونکہ وہ لعنت زدہ ہے۔

١٦٣٧. حدیث:

عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے کسی سفر میں تھے اور انصار کی ایک عورت اونٹنی پر سوار تھی، تو (اچانک) وہ اونٹنی بدکنے لگی تو اس عورت نے اس پر لعنت بھیجی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے سن کر فرمایا: "اس اونٹنی پر جو کچھ ہے اسے لے لو اور اسے چھوڑ دو، کیونکہ وہ ملعونہ (لعنت زدہ) ہے۔" عمران رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: گویا کہ میں اب بھی اس اونٹنی کو دیکھ رہا ہوں کہ وہ لوگوں کے درمیان چل رہی ہے اور کوئی آدمی اس سے تعرض نہیں کر رہا ہے۔''

حدیث کا درجہ: صحیح

اجمالی معنی:

عمران بن حصین رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ انصار کی ایک عورت اپنی اونٹنی پر سوار تھی تو وہ عورت اس اونٹنی کی وجہ سے تھک گئی اور اکتا گئی۔ چنانچہ اس عورت نے کہا کہ تجھ پر اللہ کی لعنت ہو۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے سن لیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ اس اونٹنی پر جو کجاوہ اور سامان ہے اسے لے لیا جائے، پھر اسے چھوڑ دیا جائے، کیونکہ اس پر لعنت بھیجی گئی ہے۔ عمران رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے اس اونٹنی کو دیکھا کہ وہ لوگوں کے درمیان چل رہی ہے اور کوئی آدمی اس سے تعرض نہیں کر رہا ہے، کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دے دیا تھا کہ اسے چھوڑ دیا جائے۔

راوي الحديث: مسلم
التخريج: عمران بن حصين -رضي الله عنهما-
مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- فضجرت : ضاقت وغضبت.
- خذوا ما عليها : أي ما عليها من المتاع.

فوائد الحديث:

١. الزجر عن اللعن حتى في حق الحيوانات.
٢. الصبر على الحيوان والإحسان إليه.
٣. فعل النبي -صلى الله عليه وسلم- ذلك تعزيرا للمرأة التي لعنت هذه الدابة وهي لا تستحق.

المصادر والمراجع:

-1 رياض الصالحين للنووي، تحقيق: ماهر الفحل، دار ابن كثير، دمشق، ط١ .٢٠٠٧م. ٢-نزهة المتقين شرح رياض الصاحين: شرح الدكتور مصطفى الخن وآخرين، مؤسسة الرسالة.ط١ .١٩٨٧م. ٣-كنوز رياض الصالحين، المجلس العلمي كنوز دار إشبيليا، الرياض.ط١.٢٠٠٩م. ٤-صحيح مسلم

بتحقيق محمد فؤاد عبد الباقي، دار إحياء التراث العربي/بيروت. ٥-شرح رياض الصالحين، لابن عثيمين، مؤسسة ابن عثيمين الخيرية، مدار الوطن للنشر، الرياض، ط١٤٢٦هـ.

الرقم الموحد: (6987)

خيار أئمتكم الذين تحبونهم ويحبونكم، وتصلون عليهم ويصلون عليكم. وشرار أئمتكم الذين تبغضونهم ويبغضونكم، وتلعنونهم ويلعنونكم

تمہارے بہترین حکمراں وہ ہیں جن سے تم محبت کرو اور وہ تم سے محبت کریں، تم ان کے حق میں دعائے خیر کرو اور وہ تمہارے حق میں دعائے خیر کریں۔ اور تمہارے بدترین حکمراں وہ ہیں جنہیں تم ناپسند کرو اور وہ تمہیں ناپسند کریں، تم ان پر لعنت کرو اور وہ تم پر لعنت کریں۔

١٦٣٨. الحديث:

عن عوف بن مالك -رضي الله عنه- مرفوعاً: «خِيَارُ أئمتكم الذين تحبونهم ويحبونكم، وتُصَلُّون عليهم ويصلون عليكم. وشِرَارُ أئمتكم الذين تُبغضونهم ويبغضونكم، وتلعنونهم ويلعنونكم!»، قال: قلنا: يا رسول الله، أفلا نُنَابِذُهُم؟ قال: «لا، ما أقاموا فيكم الصلاة. لا، ما أقاموا فيكم الصلاة».

١٦٣٨. حدیث:

عوف بن مالک رضی اللہ عنہ سے مرفوعا روایت ہے: ''تمہارے بہترین حکمراں وہ ہیں جن سے تم محبت کرو اور وہ تم سے محبت کریں، تم ان کے حق میں دعائے خیر کرو اور وہ تمہارے حق میں دعائے خیر کریں۔ اور تمہارے بدترین حکمراں وہ ہیں جنہیں تم ناپسند کرو اور وہ تمہیں ناپسند کریں، تم ان پر لعنت کرو اور وہ تم پر لعنت کریں۔'' عوف بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ہم نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول ﷺ! کیا ہم ان کی بیعت توڑ کر ان کے خلاف بغاوت نہ کریں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: "نہیں' جب تک وہ تم میں نماز قائم کرتے رہیں۔ نہیں' جب تک وہ تم میں نماز قائم کرتے ہیں۔"

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

دلَّ هذا الحديث على أنَّ مِن حكام المسلمين مَن هم أهل صلاح ومنهم مَن هم أهل فسق وقلة ديانة، ومع ذلك لا يجوز الخروج عليهم ما داموا محافظين على إقامة شعائر الإسلام وآكدها الصلاة.

اجمالی معنیٰ:

یہ حدیث اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ مسلمان حکمرانوں میں سے کچھ تو نیک ہوں گے اور کچھ فاسق اور بے دین ہوں گے۔ اس کے باوجود جب تک وہ شعائرِ اسلام کی حفاظت کرتے رہیں جس میں نماز سب سے اہم ہے، ان کے خلاف خروج و بغاوت جائز نہیں ہے۔

راوي الحديث: رواه مسلم

التخريج: عوف بن مالك -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين

معاني المفردات:

- خيار : أفضل
- أئمتكم : ولاة أمركم
- الذين تحبونهم : لحسن سيرتهم فيكم ورفقهم بكم.
- ويحبونكم : لامتثالكم.
- تصلون عليهم : تدعون لهم.
- تعلنونهم : أي لسوء أعمالهم.
- ويلعنونكم : مجازاة لما فعلتم معهم.
- تنابذهم : نخالفهم بترك الطاعة لهم.

فوائد الحديث:

١. حث ولاة الأمور على العدل في الرعية لتحقيق الألفة بينهم.

٢. حث الناس على طاعة ولاة الأمر في غير معصية.

٣. وجوب المناصحة بين الحكام والرعية؛ لأنها تجلب المودة والألفة، ويسود الأمن والرخاء.

٤. استحباب الدعاء للحاكم المسلم بالتوفيق والسداد.

٥. تحريم الخروج على ولاة الأمور وإن جاروا، وذلك بإجماع الفقهاء.

٦. فيه دليل على تعظيم الصلاة.

المصادر والمراجع:

صحيح مسلم, ترقيم محمد فؤاد عبد الباقي, دار إحياء التراث العربي, بيروت. شرح رياض الصالحين لابن عثيمين , دار مدار الوطن للنشر، الرياض, الطبعة : ١٤٢٦ هـ. بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين، لسليم الهلالي, دار ابن الجوزي. تطريز رياض الصالحين لفيصل بن عبد العزيز المبارك النجدي, تحقيق: عبد العزيز آل حمد, دار العاصمة , الطبعة: الأولى، ١٤٢٣ هـ كنوز رياض الصالحين بإشراف حمد العمار, دار كنوز إشبيليا, الطبعة الأولى, ١٤٣٠ه . دليل الفالحين لطرق رياض الصالحين لمحمد بن علان الصديقي, دار الكتاب العربي. نزهة المتقين شرح رياض الصالحين لمجموعة من الباحثين, مؤسسة الرسالة, الطبعة الرابعة عشر, ١٤٠٧ه.

الرقم الموحد: (6384)

خيركم من تعلم القرآن وعلمه

١٦٣٩. الحديث:

عن عثمان بن عفان -رضي الله عنه- عن النبي -صلى الله عليه وسلم- قال: «خَيرُكُم من تعلَّمَ القرآنَ وعلَّمَهُ».

درجة الحديث: صحيح

المعنى الإجمالي:

"خيركم من تعلم القرآن وعلمه"، هذا الخطاب عام للأمة، فخير الناس من جمع بين هذين الوصفين من تعلم القرآن وعَلَّمَ القرآن، تعلمه من غيره وعلمه غيره؛ لأن تعلم القرآن من أشرف العلوم، والتعلم والتعليم يشمل التعلم اللفظي والمعنوي، فمن حفظ القرآن يعني: صار يعلم الناس التلاوة، ويحفظهم إياه فهو داخل في التعليم، وكذلك من تعلم القرآن على هذا الوجه فهو داخل في التعلم، والنوع الثاني: تعليم المعنى يعني: تعليم التفسير أن الإنسان يجلس إلى الناس يعلمهم تفسير كلام الله -عز وجل- كيف يفسر القرآن، فإذا علم الإنسان غيره كيف يفسر القرآن وأعطاه القواعد في ذلك فهذا من تعليم القرآن.

تم میں سب سے بہتر وہ شخص ہے جو قرآن سیکھے اور اسے سکھلائے

١٦٣٩. حدیث:

عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تم میں سب سے بہتر وہ شخص ہے جو قرآن سیکھے اور اسے سکھلائے۔''

حدیث کا درجہ: صحیح

اجمالی معنی:

تم میں سب سے بہتر وہ شخص ہے جو قرآن سیکھے اور اسے سکھلائے"، یہ خطاب امت کے لیے عام ہے، پس لوگوں میں سب سے بہتر وہ شخص ہے جس میں یہ دونوں صفتیں قرآن سیکھنے اور سکھلانے کی پائی جائیں یعنی اس نے دوسرے سے سیکھا ہو اور پھر اسے دوسرے کو سکھلائے، کیوں کہ قرآن کا سیکھنا سب سے افضل علم ہے، سیکھنا اور سکھلانا یہ قرآن کے لفظي ومعنوي دونوں تعلیم کو شامل ہے، پس جو قرآن تحفیظ کروائے یعنی لوگوں کو ناظرہ وحفظ قرآن کی تعلیم دے، تو اس کا شمار سکھانے والوں میں ہوگا، اور اسی طرح اگر کسی نے اسی طریقے پر قرآن سیکھا ہو تو اس کا شمار سیکھنے والوں میں ہوگا، اور دوسری قسم: قرآن کے معنی کی تعلیم ہے یعنی تفسیر کی تعلیم کہ انسان لوگوں کے پاس بیٹھ کر انھیں اللہ عز وجل کے کلام کی تفسیر سکھائے، اور قرآن کی تفسیر کرنے کا طریقہ بتلائے۔ اگر انسان نے دوسرے کو قرآن کی تفسیر کرنے کا طریقہ سکھادیا اور اسے اس کے قواعد سے روشناس کرادیا تو اس کا شمار قرآن کو سکھلانے والوں میں ہوگا۔

راوي الحديث: رواه البخاري.

التخريج: عثمان بن عفان -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

فوائد الحديث:

١. فضل تعلم القرآن الكريم وتجويده، وفضل تعليمه.
٢. فضل العمل بما فيه من الأحكام والآداب والأخلاق.
٣. ينبغي على العالم بذل العلم بعد تعلمه.
٤. تشريف لمن تعلم شيئاً من القرآن، ورفع منزلته بما تعلم.

المصادر والمراجع:

صحيح البخاري, تأليف: محمد بن إسماعيل البخاري, تحقيق: محمد زهير بن ناصر الناصر, دار طوق النجاة, ترقيم محمد فؤاد عبدالباقي, ط ١٤٢٢هـ. بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين, تأليف: سليم بن عيد الهلالي, دار ابن الجوزي. نزهة المتقين شرح رياض الصالحين, تأليف: مصطفى الخن ومصطفى البغا ومحي الدين مستو وعلي الشربجي ومحمد لطفي, مؤسسة الرسالة, ط ١٤، عام ١٤٠٧ - ١٩٨٧. شرح رياض الصالحين، لابن عثيمين، نشر:

دار الوطن للنشر، الرياض، الطبعة: ١٤٢٦هـ. رياض الصالحين، للنووي، تحقيق: ماهر الفحل، دار ابن كثير، بيروت، الطبعة الأولى ١٤٢٨هـ- ٢٠٠٧م. فتح الباري شرح صحيح البخاري، لابن حجر العسقلاني، الناشر: دار المعرفة - بيروت، ١٣٧٩

الرقم الموحد: (5913)

دخل أبو بكر الصديق -رضي الله عنه- على امرأة من أحمس يقال لها: زينب، فرآها لا تتكلم	ابو بکر رضی اللہ عنہ قبیلۂ احمس کی ایک عورت سے ملے، اس کا نام زینب تھا۔ آپ نے دیکھا کہ وہ بات ہی نہیں کرتی
١٦٤٠. الحديث: عن قيس بن أبي حازم، قال: دخل أبو بكر الصديق -رضي الله عنه- على امرأة من أَحْمَسَ يقال لها: زينب، فرآها لا تتكلم. فقال: ما لها لا تتكلم؟ فقالوا: حَجَّتْ مصمِتةً، فقال لها: تكلمي، فإن هذا لا يحل، هذا من عمل الجاهلية، فتكلمت.	**١٦٤٠. حدیث:** قیس بن ابی حازم نے بیان کیا کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ قبیلۂ احمس کی ایک عورت سے ملے، اس کا نام زینب تھا۔ آپ نے دیکھا کہ وہ بات ہی نہیں کرتی۔ دریافت فرمایا: کیا بات ہے، یہ بات کیوں نہیں کرتی؟ لوگوں نے بتایا کہ مکمل خاموشی کے ساتھ حج کرنے کی منت مانی ہے۔ ابو بکر رضی اللہ عنہ نے اس سے فرمایا: بات کرو؛ اس طرح حج کرنا تو جاہلیت کی رسم ہے۔ چنانچہ اس نے بات کی۔
درجة الحديث: صحيح	**حدیث کا درجہ:** صحیح
المعنى الإجمالي: دخل أبو بكر -رضي الله عنه- على امرأة من قبيلة أحمس اسمها زينب، فوجدها لا تتكلم، فسألهم: لماذا لا تتكلم، فقالوا: حجت ساكتة، فقال لها: تكلمي، فإن ترك الكلام بالكلية لا يجوز؛ فإنه كان من عبادات الجاهلية ثم حرمه الإسلام، ودخول الرجل على المرأة من غير ريبة ولا خلوة كما فعل الصديق -رضي الله عنه- جائز.	**اجمالی معنی:** ابو بکر رضی اللہ عنہ قبیلۂ احمس کی ایک عورت سے ملے، جس کا نام زینب تھا۔ آپ نے اسے پایا کہ وہ بات ہی نہیں کرتی، لوگوں سے دریافت فرمایا: یہ بات کیوں نہیں کرتی؟ لوگوں نے بتایا کہ مکمل خاموشی کے ساتھ حج کرنے کی منت مانی ہے۔ ابو بکر رضی اللہ عنہ نے اس سے فرمایا: بات کرو؛ کیوں کہ مکمل گفتگو نہ کرنا جائز نہیں ہے۔ یہ جاہلیت کی عبادتوں میں سے ہے۔ اسلام نے اسے حرام قرار دیا ہے۔ واضح رہے کہ عورت کے پاس شک وشبہ اور خلوت وتنہائی کے بغیر مرد کا آنا جائز ہے، جیسا کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کیا۔

راوي الحديث: رواه البخاري.

التخريج: أبو بكر الصديق -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- من عمل : من عبادتهم التي يزعمون أنها تقربهم إلى الله .
- أحمس : قبيلة من قريش، وسموا حمسا لأنهم تحمسوا في دينهم أي : تشددوا.
- مصمتة : ساكتة.

فوائد الحديث:

١. المستحب التكلم بالخير من أمر بمعروف أو نهي عن منكر أو إفشاء السلام أو تعليم الناس، وإلا، فلا.
٢. من حلف ألا يتكلم يستحب له الكلام ولا كفارة عليه.
٣. وجوب مخالفة أعمال الجاهلية وأحوالها.
٤. ليس من شعائر الدين التعبد بالصمت والإمساك عن الكلام فإنه حرام.

المصادر والمراجع:

صحيح البخاري، لأبي عبد الله محمد بن إسماعيل البخاري، تحقيق محمد زهير بن ناصر الناصر -الناشر : دار طوق النجاة -الطبعة : الأولى ١٤٢٢هـ نزهة المتقين شرح رياض الصالحين، تأليف د/ مصطفى الخن، د/ مصطفى البغا، محيي الدين مستو، علي الشربجي، محمد أمين لطفي، مؤسسة الرسالة، ط:الرابعة عشر١٤٠٧هـ كنوز رياض الصالحين، تأليف حمد بن ناصر العمار، دار كنوز إشبيليا، ط١-١٤٣٠هـ بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين،

تأليف سليم بن عيد الهلالي، دار ابن الجوزي. رياض الصالحين، تأليف محيي الدين النووي، تحقيق عصام موسى هادي، ط: وزارة الأوقاف والشؤون الإسلامية بدولة قطر. شرح رياض الصالحين، المؤلف : محمد بن صالح بن محمد العثيمين. كنوز رياض الصالحين، تأليف حمد بن ناصر العمار، دار كنوز إشبيليا، ط١-١٤٣٠هـ.

الرقم الموحد: (6375)

دخلت على النبي صلى الله عليه وسلم وهو يوعك فمسسته

میں نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا، جب کہ آپ ﷺ کو سخت بخار تھا۔

١٦٤١. الحديث:

عن ابن مسعود -رضي الله عنه- قال: دخلتُ على النبيِّ -صلى الله عليه وسلم- وهو يُوعَكُ، فَمَسَسْتُهُ، فقلتُ: إنَّكَ لَتُوعَكُ وَعَكًا شَدِيدًا، فقالَ: «أَجَلْ، إنِّي أُوعَكُ كما يُوعَكُ رَجُلانِ منكُم».

١٦٤١. حدیث:

ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا، جب کہ آپ ﷺ کو سخت بخار تھا۔ میں نے آپ ﷺ کو چھو کر دیکھا اور کہا: "آپ کو تو بہت تیز بخار ہے"۔ آپ ﷺ نے فرمایا: "ہاں، مجھے تم میں سے دو آدمیوں کے برابر بخار ہوتا ہے"۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

يذكر ابن مسعود -رضي الله عنه- أنه دخل على النبي -صلى الله عليه وسلم- وهو يتألم من شدة المرض، فمد يده فقال له: إنك ليشدد عليك في المرض يا رسول الله، فأخبره أنه يشدد عليه -صلى الله عليه وسلم- في المرض، كما يشدد على الرجلين منا؛ وذلك من أجل أن ينال -صلى الله عليه وسلم- أعلى درجات الصبر.

اجمالی معنی:

ابن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ وہ نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے جب کہ آپ ﷺ شدید بیماری میں مبتلا تھے۔ انھوں نے اپنا ہاتھ بڑھا کر کہا: یا رسول اللہ! بیماری کے دوران آپ پر بہت سخت تکلیف آتی ہے۔ آپ ﷺ نے انھیں بتایا کہ آپ ﷺ کو بیماری کے دوران اتنی سخت تکلیف ہوتی ہے، جتنی ہم میں سے دو آدمیوں کو ہوتی ہے اور ایسا اس لیے ہوتا ہے؛ تاکہ آپ ﷺ صبر کے بلند مراتب کو پا سکیں۔

راوي الحديث: متفق عليه.

التخريج: عبدالله بن مسعود -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- يوعك : يتألم من الحمى وغيرها.

فوائد الحديث:

١. جواز إخبار المريض لمن سأله بما يجده من الألم.
٢. الأنبياء ينالهم الوجع، والحكمة فيه زيادة في درجاتهم عند ربهم.
٣. جواز مس المريض لمعرفة حاله.
٤. المرض إذا اشتد عَظُم الأجر.

المصادر والمراجع:

بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين؛ تأليف سليم الهلالي، دار ابن الجوزي. تطريز رياض الصالحين؛ تأليف فيصل آل مبارك، تحقيق د. عبدالعزيز آل حمد، دار العاصمة-الرياض، الطبعة الأولى، ١٤٢٣هـ. رياض الصالحين من كلام سيد المرسلين؛ للإمام أبي زكريا النووي، تحقيق د. ماهر الفحل، دار ابن كثير-دمشق، الطبعة الأولى، ١٤٢٨هـ. شرح رياض الصالحين؛ للشيخ محمد بن صالح العثيمين، مدار الوطن-الرياض، ١٤٢٦هـ. صحيح البخاري – الجامع الصحيح-؛ للإمام أبي عبدالله محمد بن إسماعيل البخاري، عناية محمد زهير الناصر، دار طوق النجاة، الطبعة الأولى، ١٤٢٢هـ. صحيح مسلم؛ للإمام مسلم بن الحجاج، حققه ورقمه محمد فؤاد عبدالباقي، دار عالم الكتب-الرياض، الطبعة الأولى، ١٤١٧هـ. كنوز رياض الصالحين؛ فريق علمي برئاسة أ.د. حمد العمار، دار كنوز إشبيليا-الرياض، الطبعة الأولى، ١٤٣٠هـ. نزهة المتقين شرح رياض الصالحين؛ تأليف د. مصطفى الخِن وغيره، مؤسسة الرسالة-بيروت، الطبعة الرابعة عشر، ١٤٠٧هـ.

الرقم الموحد: (6010)

دعوه وأريقوا على بوله سجلا من ماء، أو ذنوبا من ماء، فإنما بعثتم ميسرين ولم تبعثوا معسرين	''اسے چھوڑ دو اور پیشاب پر پانی کا بھرا ہوا ڈول یا بڑا ڈول بہا دو۔ کیونکہ تم لوگوں کے لیے آسانی پیدا کرنے کے واسطے بھیجے گئے ہو اور تمھیں تنگی پیدا کرنے کے لیے نہیں بھیجا گیا ہے''۔
١٦٤٢. الحديث: عن أبي هريرة -رضي الله عنه- قال: بال أعرابي في المسجد، فقام الناس إليه لِيَقَعُوا فيه، فقال النبي صلى الله عليه وسلم: «دعوه وأريقوا على بوله سَجْلاً من ماء، أو ذَنُوباً من ماء، فإنما بُعِثْتُمْ مُيَسِّرِينَ، ولم تُبْعَثُوا مُعَسِّرِينَ».	**١٦٤٢. حدیث:** ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک اعرابی نے مسجد میں پیشاب کر دیا۔ لوگ اس کی طرف بڑھے، تاکہ اسے ڈانٹیں۔ اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم نے فرمایا: ''اسے چھوڑ دو اور پیشاب پر پانی کا بھرا ہوا ڈول یا بڑا ڈول بہا دو۔ کیونکہ تم لوگوں کے لیے آسانی پیدا کرنے کے واسطے بھیجے گئے ہو اور تمھیں تنگی پیدا کرنے کے لیے نہیں بھیجا گیا ہے''۔
درجة الحديث: صحيح	**حدیث کا درجہ:** صحیح
المعنى الإجمالي: قام أعرابي وشرع في البول في المسجد النبوي، فتناوله الناس بألسنتهم لا بأيديهم, أي: صاحوا به, فقال لهم النبي صلى الله عليه وسلم: دعوه فلما انتهى من بوله أمرهم أن يصبوا على المكان الذي بال فيه دلواً من ماء، وبين لهم أنهم دعاة للتيسير وليس للتنفير وإبعاد الناس عن الهدى.	**اجمالی معنیٰ:** ایک اعرابی نے کھڑے ہو کر مسجد نبوی میں پیشاب کرنا شروع کر دیا۔ لوگ اسے آوازد ینے لگے، تاہم کسی نے ہاتھ نہیں اٹھایا۔ اس پر نبی صلی اللہ علیہ و سلم نے ان سے فرمایا کہ اسے چھوڑ دو۔ جب وہ پیشاب سے فارغ ہو گیا، تو آپ صلی اللہ علیہ و سلم نے صحابہ کو حکم دیا کہ جس جگہ اس نے پیشاب کیا ہے، وہاں ایک ڈول پانی بہا دیں۔ آپ صلی اللہ علیہ و سلم نے ان پر واضح کیا کہ وہ آسانی کے داعی ہیں، نہ کہ لوگوں کو متنفر اور ہدایت سے دور کرنے والے۔

راوي الحديث: متفق عليه، واللفظ للبخاري

التخريج: أبو هريرة عبد الرحمن بن صخر الدوسي رضي الله عنه.

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين

معاني المفردات:

- أعرابي : هو نزيل البادية من العرب.
- ليقعوا فيه : ليلوموه ويعنفوه.
- أريقوا : صبوا.
- سجلا : وهو الدلو الممتلئة ماء.
- الذنوب : وهو الدلو الكبير الممتلئة ماء كذلك.
- معسرين : مشددين ومنفرين
- مسجد : المسجد شرعا: كل موضع من الأرض، وخصصه العرف بالمكان المهيأ للصلوات الخمس

فوائد الحديث:

١. جهل الأعرابي بأحكام الشريعة.
٢. الاحتراز من النجاسة كان مقرراً في نفوس الصحابة.
٣. تغيير المنكر يجب في حال القدرة عليه ولا يجوز تأخيره.
٤. تغيير المنكر لابد أن تراعى فيه الحكمة والنظر في العواقب.

٥. ينبغي للداعي أن يقدم المصلحة الراجحة في إنكاره للمنكر.
٦. ينبغي الرفق بالجاهل وأخذه باليسر.
٧. ينبغي تعظيم المساجد وتنزيهها عن الأقذار.
٨. بيان حرص النبي صلى الله عليه وسلم على تعليم الناس الخير وشفقته على أمته.

المصادر والمراجع:

الجامع المسند الصحيح (صحيح البخاري)، تأليف: محمد بن إسماعيل البخاري، تحقيق: محمد زهير بن ناصر الناصر، دار طوق النجاة ترقيم محمد فؤاد عبدالباقي، ط ١٤٢٢. رياض الصالحين-النووي-تعليق وتحقيق: الدكتور ماهر ياسين الفحل الناشر: دار ابن كثير للطباعة والنشر والتوزيع، دمشق - بيروت-الطبعة: الأولى، ١٤٢٨ هـ - ٢٠٠٧ م بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين، تأليف: سليم بن عيد الهلالي، دار ابن الجوزي. إرشاد الساري لشرح صحيح البخاري، تأليف: أبو العباس أحمد بن محمد القسطلاني، الناشر: المطبعة الكبرى الأميرية، ط٧ عام ١٣٢٣.

الرقم الموحد: (5806)

ذكر رسول الله -صلى الله عليه وسلم- الدجال ذات غداة، فخفض فيه ورفع حتى ظنناه في طائفة النخل

١٦٤٣. الحديث:

عن النواس بن سمعان -رضي الله عنه- قال: ذكر رسول الله -صلى الله عليه وسلم- الدجال ذات غداة، فخفض فيه ورفع حتى ظنناه في طائفة النخل. فلما رحنا إليه، عرف ذلك فينا، فقال: «ما شأنكم؟» قلنا: يا رسول الله، ذكرت الدجال الغداة، فخفضت فيه ورفعت، حتى ظنناه في طائفة النخل. فقال «غيرُ الدجال أخوفُني عليكم، إن يخرج وأنا فيكم، فأنا حَجِيجُهُ دونكم؛ وإن يخرج ولستُ فيكم، فامرؤ حجيج نفسه، والله خليفتي على كل مسلم. إنه شاب قَطَطٌ عينه طافية، كأني أُشَبِّهُهُ بعبد العُزَّى بن قَطَن، فمن أدركه منكم، فليقرأ عليه فواتح سورة الكهف؛ إنه خارج خَلَّةً بين الشام والعراق، فَعَاثَ يمينا وعاث شمالا، يا عباد الله فاثبتوا» قلنا: يا رسول الله، وما لبثه في الأرض؟ قال: «أربعون يوما: يوم كسنة، ويوم كشهر، ويوم كجمعة، وسائر أيامه كأيامكم» قلنا: يا رسول الله، فذلك اليوم الذي كسنة أتكفينا فيه صلاة يوم؟ قال: «لا، اقدروا له قدره». قلنا: يا رسول الله، وما إسراعه في الأرض؟ قال: «كالغيث استدبرته الريح، فيأتي على القوم، فيدعوهم فيؤمنون به ويستجيبون له، فيأمر السماء فتمطر، والأرض فتنبت، فتروح عليهم سارحتهم أطول ما كانت ذرى. وأسبغه ضروعا، وأمده خواصر، ثم يأتي القوم فيدعوهم، فيردون عليه قوله، فينصرف عنهم، فيصبحون مُمْحِلِينَ ليس بأيديهم شيء من أموالهم، ويمر بالخربة، فيقول لها: أخرجي كنوزك، فتتبعه كنوزها كَيَعَاسِيبِ النحل، ثم يدعو رجلا ممتلئا شبابا فيضربه بالسيف، فيقطعه جزلتين رمية الغرض، ثم يدعوه، فيقبل، ويتهلل وجهه يضحك، فبينما هو كذلك إذ بعث الله تعالى المسيح ابن مريم -صلى الله عليه وسلم- فينزل عند المنارة البيضاء شرقي دمشق

ایک صبح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دجال کا ذکر کیا تو اس طرح اس کی ذلت وحقارت اور اس کے فتنے کی بڑائی بیان کی کہ ہم نے گمان کیا کہ وہ کھجوروں کے جھنڈ میں ہے۔

١٦٤٣. حدیث:

نواس بن سمعان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک صبح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دجال کا ذکر کیا تو اس طرح اس کی ذلت وحقارت اور اس کے فتنے کی بڑائی بیان کی کہ ہم نے گمان کیا کہ وہ کھجوروں کے جھنڈ میں ہے۔ چنانچہ جب ہم (بعد میں) آپ ﷺ کے پاس گئے، تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمارے اندر موجود اضطراب کو بھانپ گئے۔ پس آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پوچھا: تمھارا کیا حال ہے؟ ہم نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! صبح آپ نے دجال کے فتنے کا ذکر کیا اور اسے حقیر اور خطرناک کرکے بیان کیا، یہاں تک کہ ہم نے اس کی بابت یہ گمان کیا کہ وہ یہاں کھجوروں کے جھنڈ میں ہی موجود ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''دجال کے علاوہ اور چیزوں سے مجھے تمھاری بابت زیادہ شدید اندیشہ ہے، اگر دجال میری موجودگی میں نکلا تو تمھاری جگہ میں خود اس سے نمٹ لوں گا۔ اور اگر میری زندگی کے بعد نکلا تو ہر آدمی خود اپنے نفس کا دفاع کرے گا۔ اور اللہ تعالیٰ ہر مسلمان پر میرا جانشین ہے (میری بجائے اللہ نگران ہے)۔ وہ دجال نوجوان اور گھنگریالے بالوں والا ہوگا۔ اس کی ایک آنکھ ابھری ہوئی ہوگی۔ گویا کہ میں اسے عبدالعزی بن قطن سے تشبیہ دیتا ہوں۔ اگر تم میں سے کوئی اسے پائے، تو اس پر سورت کہف کی ابتدائی آیات پڑھے۔ وہ شام اور عراق کے درمیانی راستے پر نکلے گا۔ اور پھر دائیں بائیں (ہر طرف) فساد برپا کرے گا، اے اللہ کے بندوں! (اس وقت) ثابت قدم رہنا۔'' ہم نے عرض کیا: یا رسول اللہ وہ کتنی مدت زمین پر ٹھہرے گا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''چالیس دن: ایک دن ایک سال کے برابر، ایک دن ایک ماہ کے برابر اور ایک دن جمعے (یعنی ایک ہفتے) کے برابر، اور اس کے باقی دن تمہارے عام دنوں کی طرح ہوں گے۔'' ہم نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول وہ دن جو سال کے برابر ہوگا کیا اس میں ہمارے لیے ایک دن کی نماز کافی ہوگی؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''نہیں، تم اس کا اندازہ کر کرکے پڑھنا۔'' ہم نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! زمین میں اس کی تیز رفتاری کس قدر ہوگی؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''بارش کی طرح، جس کو ہوا پیچھے کی طرف سے دھکیل رہی ہو۔ وہ لوگوں کے پاس آئے گا اور انہیں دعوت دے گا۔ چنانچہ وہ اس پر ایمان لے آئیں گے اور اس کے حکم کو مانیں گے۔ تب وہ آسمان کو حکم دے گا تو وہ بارش برسائے گا اور زمین کو حکم دے گا تو وہ درخت اگائے گی۔ شام کو ان کے

بين مَهْرُودَتَيْنِ ، واضعا كفيه على أجنحة ملكين، إذا طأطأ رأسه قطر، وإذا رفعه تحدر منه جمان كاللؤلؤ، فلا يحل لكافر يجد ريح نفسه إلا مات، ونفسه ينتهي إلى حيث ينتهي طرفه، فيطلبه حتى يدركه بباب لد فيقتله، ثم يأتي عيسى -صلى الله عليه وسلم- قوما قد عصمهم الله منه، فيمسح عن وجوههم ويحدثهم بدرجاتهم في الجنة، فبينما هو كذلك إذ أوحى الله تعالى إلى عيسى -صلى الله عليه وسلم-: أني قد أخرجت عبادا لي لا يَدَانِ لأحد بقتالهم، فحَرِّزْ عبادي إلى الطُّور. ويبعث الله يأجوج ومأجوج وهم من كل حَدَبٍ يَنْسِلُون، فيمر أوائلهم على بحيرة طَبَرِيَّةَ فيشربون ما فيها، ويمر آخرهم فيقولون: لقد كان بهذه مرة ماء، ويحصر نبي الله عيسى -صلى الله عليه وسلم- وأصحابه حتى يكون رأس الثور لأحدهم خيرا من مئة دينار لأحدكم اليوم، فيرغب نبي الله عيسى -صلى الله عليه وسلم- وأصحابه -رضي الله عنهم- إلى الله تعالى، فيرسل الله تعالى عليهم النَّغَفَ في رِقَابهم، فيُصبحون فَرْسَى كموت نفس واحدة، ثم يهبط نبي الله عيسى -صلى الله عليه وسلم- وأصحابه -رضي الله عنهم- إلى الأرض، فلا يجدون في الأرض موضع شِبْرٍ إلا ملأه زَهَمُهُمْ ونَتَنُهُم، فيرغب نبي الله عيسى -صلى الله عليه وسلم- وأصحابه -رضي الله عنهم- إلى الله تعالى، فيرسل الله تعالى طيرا كأعناق البُخْتِ ، فتحملهم، فتطرحهم حيث شاء الله، ثم يرسل الله -عز وجل- مطرا لا يكن منه بيت مَدَرٍ وَلا وَبَرٍ ، فيغسل الأرض حتى يتركها كَالزَّلَقَةِ ، ثم يقال للأرض: أنبتي ثمرتك، وردي بركتك، فيومئذ تأكل العِصَابَةُ من الرمانة، ويستظلون بِقَحْفِهَا ، ويبارك في الرسل حتى أن اللقحة من الإبل لتكفي الفئام من الناس؛ واللقحة من البقر لتكفي القبيلة من الناس، واللَّقْحَة من الغنم لتكفي الفَخِذَ من الناس؛ فبينما هم كذلك إذ بعث الله تعالى ريحا طيبة فتأخذهم تحت آباطهم. فتقبض روح كل مؤمن وكل مسلم؛ ويبقى شرار الناس يَتَهَارَجُونَ فيها تهارج الحمر، فعليهم تقوم الساعة».

جانور اس حالت میں لوٹیں گے کہ ان کے کوہان پہلے سے کہیں زیادہ لمبے، اور تھن کامل طور پر بھرے ہوں گے، اور ان کی کوکھیں زیادہ کشادہ ہوں گی۔ پھر وہ کچھ اور لوگوں کے پاس آئے گا اور انہیں اپنے ماننے کی دعوت دے گا۔ وہ لوگ اس کی بات کو رد کر دیں گے۔ پس وہ ان سے واپس لوٹے گا تو وہ قحط سالی کا شکار ہو جائیں گے، ان کے اموال میں سے ان کے پاس کچھ نہیں رہ جائے گا۔ اور وہ کسی ویرانے سے گذرے گا تو اسے کہے گا: اپنے خزانے نکال دے۔ تو اس کے خزانے شہد کی سردار مکھیوں کی طرح اس کے پیچھے چل پڑیں گے۔ پھر وہ ایک بھرپور جوان کو بلائے گا اور اس پر تلوار سے وار کرے گا، جو اس کے دو ٹکڑے کر دے گا، جیسے نشانے پر تیر مارا جاتا ہے۔ پھر اسے بلائے گا تو وہ اس حال میں آئے گا کہ اس کا چہرہ چمک رہا ہوگا اور وہ ہنس رہا ہوگا۔ پس دجال اسی حال میں ہوگا کہ اللہ تعالیٰ مسیح ابن مریم ﷺ کو بھیج دے گا۔ چنانچہ وہ (آسمان سے) دمشق کی مشرقی جانب سفید مینار پر زرد رنگ کا جوڑا پہنے ہوئے، اپنی ہتھیلیاں دو فرشتوں کے پروں پر رکھے ہوئے اتریں گے۔ جب وہ اپنا سر جھکائیں گے تو پانی کے قطرے گریں گے اور جب اپنا سر اٹھائیں گے تو موتی کی طرح چاندی (یعنی پانی) کی بوندیں گریں گی۔ جس کافر کو بھی ان کے سانس کی بھاپ پہنچے گی وہ مر جائے گا۔ اور ان کی سانس وہاں تک پہنچے گی جہاں تک ان کی نظر جائے گی۔ چنانچہ عیسیٰ علیہ السلام دجال کو تلاش کریں گے یہاں تک کہ اسے باب لد کے پاس پالیں گے اور اسے قتل کر دیں گے۔ پھر عیسیٰ علیہ السلام ایسے لوگوں کے پاس آئیں گے جن کو اللہ نے دجال سے محفوظ رکھا ہوگا۔ پس عیسیٰ علیہ السلام ان کے چہروں پر ہاتھ پھیریں گے اور انہیں جنت میں ملنے والے ان کے درجات بتائیں گے۔ پس وہ اسی حال میں ہوں گے کہ اللہ تعالیٰ عیسیٰ ﷺ کی طرف وحی کرے گا کہ میں نے اپنے کچھ بندے ایسے نکالے ہیں جن سے لڑنے کی کسی میں طاقت نہیں۔ لہذا تو میرے بندوں کو کوہ طور پر لے جا کر ان کی حفاظت فرما۔ اور اللہ تعالیٰ یاجوج اور ماجوج کو بھیجے گا، وہ ہر بلندی سے دوڑتے ہوئے آئیں گے، ان کا پہلا گروہ بحیرہ طبریہ سے گزرے گا اور اس کا پورا پانی پی جائے گا۔ اور ان کا آخری گروہ وہاں سے گزرے گا تو وہ کہے گا کہ یہاں کبھی پانی ہوا کرتا تھا۔ عیسیٰ علیہ السلام اور آپ کے ساتھی محصور ہوں گے یہاں تک کہ ان کو بیل کی سری (بھوک کی وجہ سے) تمہارے آج کے سو دینا سے بہتر معلوم ہوگی۔ پس اللہ کے نبی عیسیٰ علیہ السلام اور ان کے ساتھی اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا کریں گے تو اللہ تعالیٰ ان کی گردنوں میں ایک کیڑا پیدا کر دے گا جس کی وجہ سے وہ سب دفعتاً ایک جان کی طرح مر جائیں گے۔ پھر اللہ کے نبی عیسیٰ علیہ السلام اور ان کے ساتھی زمین پر اتریں گے تو زمین میں ایک بالشت جگہ بھی ایسی نہیں پائیں گے جو ان کی (لاشوں کی) گندگی اور بدبو سے خالی ہو۔ لہذا اللہ کے نبی عیسیٰ علیہ السلام اور ان کے ساتھی اللہ سے دعا مانگیں

گے تو اللہ تعالیٰ بختی اونٹوں کی گردنوں کے مثل بڑے پرندے بھیجے گا جو ان کی لاشوں کو اٹھائیں گے اور جہاں اللہ کو منظور ہوگا، وہاں پھینک دیں گے۔ پھر اللہ تعالیٰ ایسی بارش برسائے گا جو ہر گھر اور خیمہ تک پہنچے گی اور ساری زمین کو دھو کر آئینہ کی طرح صاف وشفاف کردے گی۔ پھر زمین سے کہا جائے گا: اپنے پھل اگا اور اپنی برکت واپس لا۔ پس اس وقت ایک گروہ ایک انار سے کھائے گا اور اس کے چھلکے سے سایہ حاصل کرے گا، اور دودھ میں اتنی برکت ڈال دی جائے گی کہ ایک دودھ والی اونٹنی ایک جماعت کو کافی ہوجائے گی، ایک دودھ والی گائے لوگوں کے ایک قبیلہ کو کافی ہوگی اور ایک دودھ والی بکری لوگوں کے ایک گھرانے کو کافی ہوگی۔ پس وہ اسی حال میں ہوں گے کہ اللہ تعالیٰ ایک پاکیزہ ہوا بھیجے گا جو ان لوگوں کو ان کی بغلوں کے نیچے سے لگے گی، پس وہ ہر مومن اور مسلمان کی روح قبض کرلے گی۔ (اس کے بعد) صرف بدترین لوگ باقی رہ جائیں گے جو اس زمین پر گدھوں کی طرح علانیہ لوگوں کے سامنے عورتوں سے جماع کریں گے۔ لہٰذا انہی لوگوں پر قیامت قائم ہوگی۔''

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

من علامات الساعة الكبرى خروج الدجال، وهو ما ذكر في الحديث فهي من أمور الغيب التي يجب الإيمان والتصديق بها كما أخبر بها نبي الله صلى الله عليه وسلم، فذكرت أوصافه كاملة حتى لا تخفى على المسلم من أمره، وقد أعطاه الله من القدرات العجيبة والخوارق امتحاناً واختباراً للناس، ويمر على الأرض جميعاً إلا مكة والمدينة، ويكون نهاية أمره على نبي الله عيسى عليه الصلاة والسلام، ثم يظهر يأجوج ومأجوج ويملؤن الأرض فساداً، وهم من علامات الساعة أيضاً، ويتضرع نبي الله عيسى والمؤمنون إلى الله تعالى حتى يخلصهم الله منهم، وتقوم الساعة بعد هذه الأحداث والوقائع الكبرى وقد قبض الله تعالى أرواح عباده المؤمنين، وتقوم القيامة على شرار الخلق.

اجمالی معنی:

دجال کا خروج قیامت کی بڑی نشانیوں میں سے ایک نشانی ہے، جیسا کہ حدیث میں بیان کیا گیا ہے۔ اور یہ ان غیبی اُمور میں سے ہے جس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دی ہوئی خبر کے مطابق ایمان لانا اور اس کی تصدیق کرنا واجب ہے۔ اسی لیے دجال کی مکمل صفت بیان کردی گئی ہے تاکہ مسلمانوں پر اس کا معاملہ واضح رہے۔ لوگوں کی آزمائش کے لئے اللہ رب العالمین نے اسے بہت سے اختیارات اور خوارق سے نوازا ہے، مکہ اور مدینہ کو چھوڑ کر وہ ساری دنیا کا چکر لگائے گا اور اس کا خاتمہ عیسیٰ علیہ السلام کے ہاتھوں ہوگا۔ پھر اس کے بعد قیامت کی ایک اور نشانی کے طور پر یاجوج ماجوج کا ظہور ہوگا، جو دنیا کو فتنہ وفساد سے بھر دیں گے۔ عیسیٰ علیہ السلام اور مومنین اللہ رب العالمین سے گریہ وزاری میں لگ جائیں گے یہاں تک کہ اللہ رب العالمین انھیں ان سے نجات دے گا۔ اور ان بڑی بڑی نشانیوں کے بعد قیامت قائم ہوگی، جب کہ اللہ رب العالمین مومنین کی روحوں کو قبض کرلیا ہوگا اور قیامت برے لوگوں پر قائم ہوگی۔

راوي الحديث: رواه مسلم
التخريج: النواس بن سمعان -رضي الله عنه- .
مصدر متن الحديث: رياض الصالحين

معاني المفردات:

- خفض فيه ورفع : حقره وصغره ثم عظمه وفخمه لعظم فتنته.
- حتى ظنناه في طائفة النخل : حتى توهمنا أنه على مقربة من نخل المدينة.
- قطط : شديد جعودة الشعر.
- عينه طافية : ذهب نورها أو عينه بارزة وفيها بصيص من نور.
- عبد العزى بن قطن : رجل من بني المصطلق من خزاعة هلك في الجاهلية.
- استدبرته الريح : جاءت بعده فجففته، والمراد بيان سرعة إفساده في الأرض.
- ويستجيبون له : يجيبونه ويتبعونه.
- فتروح : ترجع عليهم.
- سارحتهم : بهائمهم.
- وأسبغه ضروعاً : أطوله لكثرة اللبن.
- أمَدّ خواصر : لكثر امتلائها من الشبع.
- ممحلين : ينقطع عنهم المطر وتيبس الأرض والكلأ.
- الخربة : الموضع الخراب.
- ممتلىء شباباً : في عنفوان شبابه.
- قطر : نقط الماء منه.
- جمان اللؤلؤ : حبات من الفضة تصنع على هيئة اللؤلؤ الكبار، والمراد ينحدر منه الماء على هيئة اللؤلؤ في صفائه.
- لدّ : بلدة قريبة من بيت المقدس في فلسطين.
- حدب : غليظ الأرض ومرتفعها.
- ينسلون : يسرعون، والمراد يظهرون من كل مكان.
- طبرية : بلدة مطلة على البحيرة، في طرف الجبل، وهي اليوم تحت سيطرة يهود لعنهم الله وطهر البلاد منهم.
- زهمهم : ريحهم المنتنة.
- كموت نفس واحدة : يموتون دفعة واحدة.
- المدر : هو الطين الصلب.
- الوبر : هو الخباء.
- يتهارجون تهارج الحمر : يجامع الرجال النساء علانية بحضرة الناس كما تفعل الحمير ولا يكترثون لذلك.
- النغف : دود يكون في أنوف الإبل والغنم.
- عاث : العيث: أشد الفساد.
- الذرى : جمع ذروة، وهو أعالي الأسنمة.
- اليعاسيب : ذكور النحل.
- جزلتين : قطعتين.
- الغرض : الهدف الذي يرمى إليه بالنشاب.
- الزلقة : المرآة.
- الرسل : اللبن.

فوائد الحديث:

١. -1 إثبات ظهور الدجال، وبيان عظم فتنته، وأنها أشد فتنة تمر بالمسلمين
٢. -2 من صفات الدجال أنه : شديد جعودة الشعر، عينه كالعنبة الطافية فهي بارزة ذهب نورها لأنه أعور.
٣. -3 يخرج الدجال بين العراق والشام.
٤. -4 يمكث الدجال أربعين يوماً؛ يوم كسنة، ويوم كشهر، ويوم كجمعة، وسائر أيامه مثل أيام الناس.
٥. -5 فساده يملأ الأرض بسرعة مذهلة حيث لا يأمن مؤمن من شره، ولا يخلو من فتنته موطن خلا مكة والمدينة فإنه لا يطأها.
٦. -6 يُعطى من الآيات العجيبة فتنة للعباد مثل سرعته في الأرض، وإنزال المطر، وكنوز الأرض تتبعه كما يتبع النحل أميره.

٧. -7جواز تعظيم شأن الكذاب والدجال لبيان شدة فتنته وتحذير الأمة منه.
٨. -8وجوب تحذير الأمة الإسلامية من الدجاجلة، ولذلك فاضت السنة تحذيراً وإخباراً ووصفاً ولم تترك مجالاً لذلك.
٩. -9شفقة رسول الله صلى الله عليه وسلم على أمته وخوفه عليهم من الدجاجلة الذين يأتون من بعده.
١٠. -10سعة رحمة الله بالمؤمنين حيث زودهم بسلاح يبطل حجج الدجال، ومن ذلك : أ/ بيان صفاته مما يدل على كذبه ودجله . ب/ قدرة المؤمن على قراءة ما كتب على جبينه مما يدل على كفره . ج/ ٢حفظ فواتح سورة الكهف عاصم من شره، فمن أدركه فليقرأها عليه.
١١. -11الحض على الثبات في الفتن وعدم الزيغ.
١٢. -12بيان فضل سورة الكهف وأن فواتحها حرز ووقاية من فتنة الدجال.
١٣. -13حب الصحابة رضي الله عنهم للعلم.
١٤. -14جواز التشبيه للتقريب.
١٥. -15إثبات نزول المسيح عيسى ابن مريم صلى الله عليه وسلم، والأخبار في ذلك متواترة.
١٦. -16بيان أن عيسى صلى الله عليه وسلم هو الذي يقتل الدجال.
١٧. -17بيان عظم يأجوج ومأجوج وأن فتنتهم تملأ الأرض وأنهم من علامات الساعة الكبرى.
١٨. -18المال عند الشدة والجوع لا يساوي شيئاً لقوله عليه الصلاة والسلام: حتى يكون رأس الثور لأحدهم خير من مائة دينار لأحدكم اليوم.
١٩. -19رسول الله صلى الله عليه وسلم أقوى حجة وبيان من الدجال، فلو أنه ظهر في زمنه لكان رسول الله صلى الله عليه وسلم الغالب له لا محالة.

المصادر والمراجع:

صحيح مسلم المحقق: محمد فؤاد عبد الباقي - الناشر: دار إحياء التراث العربي – بيروت. نزهة المتقين شرح رياض الصالحين، تأليف د/ مصطفى الخن، د/ مصطفى البغا، محيي الدين مستو، علي الشربجي، محمد أمين لطفي، مؤسسة الرسالة، ط:الرابعة عشر١٤٠٧ دليل الفالحين لطرق رياض الصالحين، تأليف محمد علي بن محمد علان. بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين، تأليف سليم بن عيد الهلالي، دار ابن الجوزي. رياض الصالحين، تأليف محيي الدين النووي، تحقيق عصام موسى هادي، ط: وزارة الأوقاف والشؤون الإسلامية بدولة قطر..

الرقم الموحد: (6380)

رأيت رسول الله صلى الله عليه وسلم وهو بالموت وعنده قدح فيه ماء

میں نے اللہ کے رسول ﷺ کو موت کے وقت دیکھا آپ ﷺ کے پاس ایک پیالہ تھا جس میں پانی تھا۔

١٦٤٤. الحديث:

عن عائشة -رضي الله عنها- قالت: رأيتُ رسولَ الله - صلى الله عليه وسلم - وهو بالموت، عنده قَدحٌ فيه ماء، وهو يُدخل يدَه في القَدَح، ثم يَمسَحُ وجهَه بالماء، ثم يقول: «اللَّهُمَّ أعنّي على غَمَراتِ الموت أو سَكَرات الموت».

١٦٤٤. حدیث:

عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے اللہ کے رسول ﷺ کو موت کے وقت دیکھا آپ ﷺ کے پاس ایک پیالہ تھا جس میں پانی تھا۔ آپ ﷺ اس میں اپنا ہاتھ ڈال کر اپنے چہرے پر پھیرتے اور فرماتے «اللهم أعنّي على غَمَراتِ الموت أو سَكَرات الموت» کہ اے اللہ! موت کی سختی میں یا سکرات الموت میری مدد فرما۔

درجة الحديث: صحيح، ولكن الزيادة ضعيفة، وهي الدعاء بـ(اللَّهُمَّ أعنّي على غَمَراتِ الموت أو سَكَرات الموت)

حدیث کا درجہ:

المعنى الإجمالي:

عن عائشة -رضي الله عنها- قالت: رأيت رسول الله -صلى الله عليه وسلم- وهو بالموت، عنده قدح فيه ماء، وهو يدخل يده في القدح، ثم يمسح وجهه بالماء، ثم يقول: "اللَّهُمَّ أعني على غمرات الموت وسكرات الموت"، فكان -صلى الله عليه وسلم- يضع يده في الإناء الذي فيه الماء، ويمسح بذلك وجهه، ويقول: "اللَّهُمَّ أعني على غمرات الموت" أو قال: "على سكرات الموت"، أي: أعني عليها حتى أتحمل وأصبر وأتروّى ولا يزيغ عقلي، حتى أعي ما أقول، وحتى يختم لي بشهادة أن لا إله إلا الله وأن محمداً رسول الله؛ لأن المقام مقام عظيم، مقام هول وشدة، إذا لم يعنك الله -عز وجل- ويصبرك فأنت على خطر، ولهذا كان يقول: "اللَّهُمَّ أعني على غمرات الموت"، وفي رواية أخرى يقول: "لا إله إلا الله إن للموت سكرات" ،رواه البخاري ، وصدق النبي -صلى الله عليه وسلم- إذ يقول الله تعالى: "وجاءت سكرة الموت بالحق" ق: ١٩.

اجمالی معنی:

عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے اللہ کے رسول ﷺ کو موت کے وقت دیکھا آپ کے پاس پیالہ تھا جس میں پانی تھا۔ آپ اس میں اپنا ہاتھ ڈالتے کر اپنے چہرے پر پھیرتے اور فرماتے "اللهم أعنى على غمرات الموت" یا فرماتے "على سكرات الموت"، اے اللہ! موت کی سختی میں یا سکرات الموت میں میری مدد فرما۔ یعنی میری مدد فرما تاکہ میں برداشت کر سکوں، صبر کر سکوں، میں سیر ہوں اور میری عقل میں کجی نہ آئے کہ جو میں کہوں سوچ سمجھ کر کہوں اور میرا خاتمہ لا إله إلا الله وأن محمداً رسول الله پر ہو، اس لیے کہ وہ بہت عظیم مقام ہے، سختی اور شدت والی جگہ ہے۔ اگر اللہ آپ کی مدد نہ کرے اور آپ کو صبر کی توفیق نہ ملے آپ بہت بڑے خطرے میں ہیں۔ اسی وجہ سے اللہ کے رسول ﷺ فرما رہے "اللهم أعنى على غمرات الموت"، دوسری روایت میں ہے "لا إله إلا الله إن للموت سكرات"، رواه البخاری۔ آپ ﷺ نے سچ فرمایا، اس کی تصدیق اللہ تعالیٰ کے اس قول سے بھی ہوتی ہے "وجاءت سكرةُ الموتِ بالحقِّ" (ق: ١٩). کہ ''اور موت کی بے ہوشی حق لے کر آ پہنچی''۔

راوي الحديث: رواه البخاري وزاد الدعاء الترمذي وابن ماجه وأحمد

التخريج: عائشة -رضي الله عنها-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين

معاني المفردات:

- قدح : إناء يشرب فيه الماء ونحوه.
- غمرات الموت : جمع غمرة، وهو شدته.

• سكرات : جمع سكرة، وهي شدته التي تفقد الوعي.

فوائد الحديث:

١. جواز استخدام الماء لتخفيف حمى الموت.
٢. التوجه إلى الله بالدعاء أن يخفف سكرات الموت على المحتضر.
٣. للموت سكرات وشدة حتى على الأنبياء -عليهم الصلاة والسلام-، لذا طلبوا تخفيف هذه السكرات.

المصادر والمراجع:

بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين؛ تأليف سليم الهلالي، دار ابن الجوزي. سنن الترمذي-؛ للإمام محمد بن عيسى الترمذي، تحقيق أحمد شاكر وآخرين، مكتبة الحلبي-مصر، الطبعة الثانية، ١٣٨٨هـ. رياض الصالحين من كلام سيد المرسلين؛ للإمام أبي زكريا النووي، تحقيق د. ماهر الفحل، دار ابن كثير-دمشق، الطبعة الأولى، ١٤٢٨هـ. سنن ابن ماجه؛ للحافظ محمد بن يزيد القزويني، حققه محمد فؤاد عبدالباقي، دار إحياء الكتب العربية. شرح رياض الصالحين؛ للشيخ محمد بن صالح العثيمين، مدار الوطن-الرياض، ١٤٢٦هـ. ضعيف سنن الترمذي؛ تأليف محمد ناصر الدين الألباني، مكتبة المعارف-الرياض، الطبعة الأولى، ١٤٢٠هـ. كنوز رياض الصالحين؛ فريق علمي برئاسة أ.د. حمد العمار، دار كنوز إشبيليا-الرياض، الطبعة الأولى، ١٤٣٠هـ. المسند؛ للإمام أحمد بن حنبل، نشر المكتب الإسلامي-بيروت، مصور عن الطبعة الميمنية. نزهة المتقين شرح رياض الصالحين؛ تأليف د. مصطفى الخِن وغيره، مؤسسة الرسالة-بيروت، الطبعة الرابعة عشر، ١٤٠٧هـ.

الرقم الموحد: (6012)

رجلان من أصحاب -محمد صلى الله عليه وسلم- كلاهما لا يألو عن الخير

محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھیوں میں سے دو آدمی ایسے ہیں جو نیکی میں پیچھے نہیں رہتے ہیں

١٦٤٥. الحديث:

عن أبي عطية، قال: دخلت أنا ومسروق على عائشة -رضي الله عنها-، فقالَ لها مسروقٌ: رجلانِ من أصحابِ محمدٍ -صلى الله عليه وسلم- كِلاَهُمَا لا يَألُو عَنِ الخَيْرِ؛ أحَدُهُمَا يُعَجِّلُ المَغْرِبَ وَالإفْطَارَ، وَالآخر يؤخِّر المغرب وَالإفْطَارَ؟ فَقَالَتْ: مَنْ يُعَجِّلُ المَغْرِبَ وَالإفْطَار؟ قالَ: عبدُ اللهِ - يعني: ابن مسعود - فقالتْ: هَكذا كانَ رسولُ اللهِ يَصْنَعُ.

١٦٤٥. حدیث:

ابو عطیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے فرمایا کہ میں اور مسروق دونوں عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوئے تو مسروق نے ان سے عرض کیا: محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھیوں میں سے دو آدمی ایسے ہیں جو نیکی میں پیچھے نہیں رہتے ہیں؛ان میں سے ایک افطاری میں جلدی کرتا ہے اور نماز مغرب میں بھی جلدی کرتا ہے، اور دوسرا ساتھی افطاری میں تاخیر کرتا ہے اور نماز مغرب میں بھی تاخیر کرتا ہے؟ تو عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا: ان میں سے وہ کون ہیں جو افطاری میں جلدی کرتے ہیں اور نماز مغرب بھی جلدی پڑھتے ہیں؟ ابو عطیہ کہتے ہیں کہ ہم نے عرض کیا کہ وہ عبداللہ - یعنی ابن مسعود - رضی اللہ عنہ ہیں۔ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اسی طرح کیا کرتے تھے۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

سأل أبو عطية ومسروق أم المؤمنين عائشة رضي الله عنها عن رجلين من أصحاب رسول الله -صلى الله عليه وسلم- أحدهما: يؤخر الفطر ويؤخر صلاة المغرب، والثاني: يعجل الفطر ويعجل صلاة المغرب، أيهما أصوب؟ فقالت عائشة: من هذا أي: الذي يعجل؟ قالوا: ابن مسعود -رضي الله عنه-، فقالت: هكذا كان النبي -صلى الله عليه وسلم- يفعل. يعني: يعجل الفطر ويعجل صلاة المغرب، فهذه سنة فعلية منه -صلى الله عليه وسلم- تدل على أن الأفضل تقديم الإفطار.

اجمالی معنی:

ابو عطیہ اور مسروق نے عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے سوال کیا کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھیوں میں سے دو آدمی ہیں: ان میں سے ایک ساتھی افطاری میں تاخیر کرتا ہے اور نماز مغرب میں بھی تاخیر کرتا ہے اور دوسرا افطاری میں جلدی کرتا ہے اور نماز مغرب میں بھی جلدی کرتا ہے، ان میں سے کس کا عمل زیادہ درست ہے؟ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے دریافت کیا: ان میں سے وہ کون ہیں جو جلدی کرتے ہیں؟ تو انہوں نے کہا کہ وہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں، عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اسی طرح کیا کرتے تھے، یعنی اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم افطاری میں جلدی کرتے تھے اور نماز مغرب بھی جلدی پڑھتے تھے۔ یہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی عملی سنت ہے جس سے ثابت ہوتا ہے کہ افطاری میں جلدی کرنا بہتر وافضل ہے۔

راوي الحديث: رواه مسلم.

التخريج: عائشة -رضي الله عنها-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- لا يألو: لاَ يُقَصِّرُ في الخَيْرِ.

فوائد الحديث:

١. استحباب تعجيل صلاة المغرب والفطور، إذا تحقق غروب الشمس.
٢. حرص الصحابة على الخير، وتسابقهم في أعمال البر والتقوى.
٣. منقبة لعبد الله بن مسعود -رضي الله عنه- وتحريه لموافقة السنة.
٤. الخير المعتبر شرعاً هو موافقة السنة.
٥. قد تخفى السنة على آحاد الصحابة -رضي الله عنهم.-
٦. استحباب سؤال أهل العلم عند الاختلاف.
٧. من الآداب توقير الصحابة -رضي الله عنهم- وهذا ظاهر في قول التابعي: كلاهما لا يألو عن الخير.

المصادر والمراجع:

شرح رياض الصالحين، لابن عثيمين، نشر: دار الوطن للنشر، الرياض، الطبعة: ١٤٢٦هـ. رياض الصالحين، للنووي، تحقيق: ماهر الفحل، دار ابن كثير - بيروت، الطبعة الأولى ١٤٢٨هـ - ٢٠٠٧م. صحيح مسلم، ترقيم محمد فؤاد عبد الباقي، دار إحياء التراث العربي، بيروت. بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين، لسليم الهلالي، ط١، دار ابن الجوزي، الدمام، ١٤١٥هـ. تطريز رياض الصالحين لفيصل بن عبد العزيز المبارك النجدي، تحقيق: عبد العزيز آل حمد، دار العاصمة، الطبعة: الأولى، ١٤٢٣هـ. كنوز رياض الصالحين، لحمد بن ناصر العمار، دار كنوز إشبيليا- الطبعة الأولى ١٤٣٠هـ.

الرقم الموحد: (6013)

رغم أنف رجل ذكرت عنده فلم يصل علي	اس آدمی کی ناک خاک آلود ہو جس کے سامنے میرا ذکر کیا جائے اور وہ مجھ پر درود نہ پڑھے
١٦٤٦. الحديث: عن أبي هريرة -رضي الله عنه- قال: قال رسول الله -صلى الله عليه وسلم: «رَغِمَ أنْفُ رجل ذُكِرْتُ عنْده فلم يُصَلِّ عَلَيَّ».	**١٦٤٦. حدیث:** ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اس آدمی کی ناک خاک آلود ہو جس کے سامنے میرا ذکر کیا جائے اور وہ مجھ پر درود نہ پڑھے۔"
درجة الحديث: صحيح	**حدیث کا درجہ:** صحیح
المعنى الإجمالي: في هذا الحديث بيان أمر مهم وهو وجوب الصلاة على النبي على النبي -صلى الله عليه وسلم-، بحيث دعا عليه الصلاة والسلام على من سمع اسمه الكريم ولم يصل عليه أن يلتصق أنفه بالرغام وهو التراب، كناية على هوانه وحقارته لما ترك الصلاة على رسول الله -صلى الله عليه وسلم- مع قدرته على ذلك.	**اجمالی معنیٰ:** اس حدیث میں ایک بہت ہی اہم بات بیان کی گئی ہے۔ اور وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجنے کی فرضیت (کا بیان) ہے۔ چنانچہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اس شخص کے لیے، جو آپ ﷺ کا باعزت نام سنے اور آپ ﷺ پر درود نہ بھیجے، یہ بد دعا کی ہے کہ اس کی ناک خاک آلود ہو۔ یہ اس کی حقارت و توہین سے کنایہ ہے، کیوں کہ اس نے قدرت رکھنے کے باوجود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھنے سے گریز کیا ہے۔

راوي الحديث: رواه الترمذي وأحمد.
التخريج: أبو هريرة -رضي الله عنه-
مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- رغم أنف : لصق بالتراب، دلالة على الذل والحقارة والامتهان.
- ذكرت عنده : أي سمع ذكر اسمي.

فوائد الحديث:

١. وجوب الصلاة والسلام على الرسول -صلى الله عليه وسلم- إذا ذكر.
٢. ذم من لم يُصل عليه -عليه الصلاة والسلام- إذا ذُكِر عنده.

المصادر والمراجع:

-شرح رياض الصالحين، لابن عثيمين، نشر: دار الوطن للنشر، الرياض، الطبعة: ١٤٢٦هـ - رياض الصالحين، للنووي، تحقيق: ماهر الفحل، دار ابن كثير - بيروت، الطبعة الأولى ١٤٢٨هـ- ٢٠٠٧م - نزهة المتقين شرح رياض الصالحين لمجموعة من الباحثين, مؤسسة الرسالة, الطبعة الرابعة عشر, ١٤٠٧هـ - إرواء الغليل في تخريج أحاديث منار السبيل، للشيخ الألباني، الناشر: المكتب الإسلامي – بيروت، الطبعة الثانية ١٤٠٥هـ- ١٩٨٥م. - سنن الترمذي، تحقيق بشار عواد، دار الغرب الإسلامي – بيروت، ١٩٩٨م. - مرقاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح، لعلي القاري، الناشر: دار الفكر، بيروت - لبنان. الطبعة الأولى، ١٤٢٢هـ- ٢٠٠٢م. بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين، لسليم الهلالي، ط١، دار ابن الجوزي، الدمام، (١٤١٥هـ). تطريز رياض الصالحين، لفيصل بن عبد العزيز المبارك النجدي, تحقيق: عبد العزيز آل حمد, دار العاصمة, الطبعة الأولى، ١٤٢٣هـ مسند الإمام أحمد بن حنبل، المحقق: شعيب الأرنؤوط - عادل مرشد، وآخرون إشراف: د عبد الله بن عبد المحسن التركي، مؤسسة الرسالة الطبعة: الأولى، ١٤٢١ هـ - ٢٠٠١ م.

الرقم الموحد: (6014)

سبوح قدوس رب الملائكة والروح

١٦٤٧. الحديث:

عن عائشة -رضي الله عنها- أنّ رسولَ اللهِ -صلى الله عليه وسلم- كانَ يقول في ركوعه وسجودِه: «سبُّوحٌ قُدُّوسٌ رَبُّ المَلاَئِكَةِ وَالرُّوحِ».

درجة الحديث: صحيح

المعنى الإجمالي:

عن عائشة -رضي الله عنها- قالت كان النبي -صلى الله عليه وسلم- يقول في ركوعه وسجوده: "سبوح قدوس رب الملائكة والروح"، يعني: أنت سبوح قدوس، وهذه مبالغة في التنزيه، وأنه جل وعلا سبوح قدوس، "رب الملائكة"، وهم جند الله -عز وجل- عالم لا نشاهدهم، "والروح"، هو جبريل وهو أفضل الملائكة، فينبغي للإنسان أن يكثر في ركوعه وسجوده، من قوله: "سبوح قدوس رب الملائكة والروح". القدوس من أسماء الله الحسنى، وهو مأخوذ من قدّس، بمعنى: نزّهه وأبعده عن السوء مع الإجلال والتعظيم. والسبوح من أسماء الله الحسنى، أي المسبَّح.

نہایت ہی پاک، بڑا مقدس ہے فرشتوں اور جبریل علیہ السلام کا رب

١٦٤٧. حدیث :

عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے رکوع و سجود میں "سُبُّوحٌ قُدُّوسٌ رَبُّ الْمَلَائِكَةِ وَالرُّوحِ" (نہایت ہی پاک، بڑا مقدس ہے فرشتوں اور جبریل علیہ السلام کا رب) پڑھا کرتے تھے۔

حدیث کا درجہ : صحیح

اجمالی معنی :

عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ بے شک اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اپنے رکوع اور سجدوں میں "سبوح قدوس رب الملائکۃ والروح" پڑھا کرتے تھے یعنی اے اللہ تو نہایت ہی پاک، بڑا مقدس ہے۔ یہ پاکی بیان کرنے میں مبالغہ ہے، اور یہ کہ اللہ جل وعلا بہت ہی پاکیزہ اور انتہائی مقدس ہے، ''فرشتوں کا رب ہے'' اور فرشتے اللہ کی ایسی فوج ہیں جن کا ہم مشاہدہ نہیں کرتے اور ''روح'' سے مراد جبریل علیہ السلام ہیں جو کہ فرشتوں میں سب سے افضل ہیں۔ لہٰذا انسان کو چاہیے کہ اپنے رکوع اور سجود میں کثرت سے "سبوح قدوس رب الملائکۃ والروح" پڑھے۔ "قدوس" اللہ رب العزت کے اچھے ناموں میں سے ایک ہے جو کہ قَدَّسَ سے ماخوذ ہے جس کا معنی ہے: اس نے اللہ رب العالمین کی تعظیم اور بڑائی کے ساتھ اسے ہر طرح کی برائی سے پاک قرار دیا اسی طرح "سبوح" بھی اللہ کے اچھے ناموں میں سے ہے اور اس کا معنی ہے جس کی پاکی بیان کی جائے۔

راوي الحديث: رواه مسلم.

التخريج: عائشة -رضي الله عنها-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- سبوح : منزه من الشريك وكل ما لا يليق بالألوهية والربوبية والصفات.
- قدوس : المطهر من كل ما لا يليق بالخالق.
- الروح : جبريل -عليه السلام.-

فوائد الحديث:

١. استحباب قول المصلي ذلك في ركوعه وسجوده.
٢. استحباب دعاء الله بصفاته العليا الدالة على كماله وجلاله.
٣. جواز التسبيح في السجود وليس خاصا بالدعاء.
٤. السبوح القدوس من أسماء الله تعالى.

المصادر والمراجع:

شرح رياض الصالحين، لابن عثيمين، نشر: دار الوطن للنشر، الرياض، الطبعة: ١٤٢٦هـ. رياض الصالحين، للنووي، تحقيق: ماهر الفحل، دار ابن كثير - بيروت، الطبعة الأولى ١٤٢٨هـ - ٢٠٠٧م. صحيح مسلم، ترقيم محمد فؤاد عبد الباقي، دار إحياء التراث العربي، بيروت. نزهة المتقين شرح رياض

الصالحين، لمجموعة من الباحثين, مؤسسة الرسالة, الطبعة الرابعة عشر, ١٤٠٧هـ. كنوز رياض الصالحين، نشر: دار كنوز إشبيليا، الطبعة الأولى، ١٤٣٠هـ - ٢٠٠٩م. بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين، لسليم الهلالي، ط١، دار ابن الجوزي، الدمام، (١٤١٥هـ). شرح أسماء الله الحسنى في ضوء الكتاب والسُّنَّة، للقحطاني، الناشر: مطبعة سفير، الرياض، توزيع: مؤسسة الجريسي للتوزيع والإعلان، الرياض. صفات الله عز وجل الواردة في الكتاب والسنة، علوي بن عبد القادر السَّقَّاف، دار الهجرة، الطبعة الثالثة، ١٤٢٦ هـ - ٢٠٠٦ م.

الرقم الموحد: (6015)

سيحان وجيحان والفرات والنيل كل من أنهار الجنة	سیحان، جیحان، فرات اور نیل سب جنت کی نہریں ہیں۔
١٦٤٨. الحديث: عن أبي هريرة -رضي الله عنه- قال: قال رسول الله -صلى الله عليه وسلم-: « سَيْحَانُ وَجَيْحَانُ وَالفُرَاتُ والنِّيل كُلٌّ من أنهار الجنة».	**١٦٤٨. حدیث:** ابو ہُریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ ”سیحان، جیحان، فرات اور نیل سب جنت کی نہریں ہیں“۔
درجة الحديث: صحيح	**حدیث کا درجہ:** صحیح
المعنى الإجمالي: سيحان وجيحان، والفرات والنيل أربعة أنهار في الدنيا وصفها النبي -صلى الله عليه وسلم- بأنها من أنهار الجنة؛ فقال بعض أهل العلم: إنها من أنهار الجنة حقيقة لكنها لما نزلت إلى الدنيا غلب عليها طابع أنهار الدنيا وصارت من أنهار الدنيا.	**اجمالی معنی:** اس دنیا کی چار نہریں سیحان، جیحان، فرات اور نیل کو آپ ﷺ نے جنت کی نہریں قرار دیں۔ بعض علماء کا کہنا ہے کہ یہ حقیقت میں جنت کی نہریں تھیں لیکن جب انہیں دنیا میں اتارا گیا تو ان پر دنیا کی نہروں کی فطرت و طبیعت غالب آگئی اور یہ دنیا کی نہروں میں سے ہوگئیں۔

راوي الحديث: رواه مسلم.

التخريج: أبو هريرة -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- سيحان وجيحان : نهران ببلاد الأرمن وهما عظيمان جدًا.
- الفرات. : نهر يفصل بين الشام والجزيرة.
- النيل. : نهر مصر.

فوائد الحديث:

١. يؤخذ هذا الحديث على ظاهره، وعلى حقيقته، والله أعلم بأسراره في خلقه.

٢. الجنة مخلوقة موجودة.

٣. هذه الأنهار مباركة ميمونة.

المصادر والمراجع:

-رياض الصالحين من كلام سيد المرسلين؛ للإمام أبي زكريا النووي، تحقيق د. ماهر الفحل، دار ابن كثير-دمشق، الطبعة الأولى، ١٤٢٨هـ - بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين؛ تأليف سليم بن عيد الهلالي، دار ابن الجوزي- الطبعة الأولى١٤١٨هـ. - صحيح مسلم؛ للإمام مسلم بن الحجاج، حققه ورقمه محمد فؤاد عبد الباقي، دار عالم الكتب-الرياض، الطبعة الأولى، ١٤١٧هـ - شرح رياض الصالحين؛ للشيخ محمد بن صالح العثيمين، مدار الوطن، الرياض، ١٤٢٦هـ. - المنهاج شرح صحيح مسلم بن الحجاج / يحي بن شرف النووي -دار إحياء التراث العربي – بيروت الطبعة: الثانية، ١٣٩٢هـ - إِكمَالُ المُعْلِمِ بفَوَائِدِ مُسْلِم –القاضي عياض بن موسى اليحصبي،المحقق: الدكتور يحْيَى إِسْمَاعِيل - دار الوفاء للطباعة والنشر والتوزيع، مصر- الطبعة: الأولى، ١٤١٩ هـ - ١٩٩٨ م.

الرقم الموحد: (8268)

سئل رسول الله صلى الله عليه وسلم عن أكثر ما يدخل الناس الجنة؟ قال: تقوى الله وحسن الخلق، وسئل عن أكثر ما يدخل الناس النار، فقال: الفم والفرج

رسول اللہ ﷺ سے اس چیز کے بارے میں سوال کیا گیا جو سب سے زیادہ لوگوں کو جنت میں داخل کرے گی، تو آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ کا ڈر اور اچھے اخلاق۔ پھر آپ ﷺ سے اس چیز کے بارے میں سوال کیا گیا جو لوگوں کو سب سے زیادہ جہنم میں داخل کرے گی، تو آپ ﷺ نے فرمایا: منہ اور شرم گاہ۔

١٦٤٩. الحديث:

عن أبي هريرة -رضي الله عنه- قال: سئل رسول الله صلى الله عليه وسلم عن أكثر ما يُدْخِلُ الناسَ الجنة؟ قال: «تقوى الله وحسن الخلق»، وسئل عن أكثر ما يُدْخِلُ الناسَ النار، فقال: «الفم والفرج».

١٦٤٩. حدیث:

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سے اس چیز کے بارے میں سوال کیا گیا، جو سب سے زیادہ لوگوں کو جنت میں داخل کرے گی، تو آپ ﷺ نے فرمایا: "اللہ کا ڈر اور اچھے اخلاق"۔ پھر آپ ﷺ سے اس چیز کے بارے میں سوال کیا گیا، جو لوگوں کو سب سے زیادہ جہنم میں داخل کرے گی، تو آپ ﷺ نے فرمایا: "منہ اور شرم گاہ"۔

درجة الحديث: إسناده حسن

حدیث کا درجہ: اس حدیث کی سند حَسَن ہے۔

المعنى الإجمالي:

أكثر الأسباب التي تدخل الجنة هي تقوى الله وحسن الخلق وتقوى الله تكون بالابتعاد عن المحرمات بجميع أنواعها, وحسن الخلق يكون مع الخلق وأقله ترك أذاهم وأعلاه بالإحسان إلى من أساء إليه. وأكثر الأسباب التي تدخل النار هي الفم والفرج لأن الإنسان غالبًا ما يقع بسببهما في مخالفة الله سبحانه ومع الناس.

اجمالی معنیٰ:

جن اسباب کی بنیاد پر لوگ سب سے زیادہ جنت میں داخل ہوں گے وہ اللہ کا تقویٰ اور اچھے اخلاق ہیں۔ اللہ کا تقویٰ ہر قسم کی حرام اشیا سے اجتناب کر کے ظہور میں آتا ہے اور حسن خلق مخلوق کے ساتھ اچھا برتاؤ کر کے عمل میں آتا ہے۔ کم ترین حسن خلق یہ ہے کہ مخلوق کو تکلیف نہ دی جائے اور اعلی ترین یہ ہے کہ برا سلوک کرنے والے کے ساتھ اچھا سلوک کیا جائے۔ جن اسباب کی بنیاد پر سب سے زیادہ لوگ جہنم میں جائیں گے، وہ منہ اور شرم گاہ ہیں؛ کیوں کہ انسان عموما انہی کی وجہ سے اللہ سبحانہ وتعالیٰ اور لوگوں کی مخالفت کرتا ہے۔

راوي الحديث: رواه الترمذي وابن ماجه وأحمد

التخريج: أبو هريرة عبدالرحمن بن صخر الدوسي رضي الله عنه.

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين

معاني المفردات:

- الفم والفرج : المعاصي التي تكون بالفم كالكذب والنطق بالزور وأكل الحرام، والتي تكون بالفرج كالزنى واللواط والوطء في الدبر.

فوائد الحديث:

١. الحض على تقوى الله وحسن الخلق.
٢. التحذير من اللسان وما يخرج منه لأنها تكب الناس في النار يوم القيامة
٣. التحذير من الزنا وأنه فاحشة سبيلها سوء العاقبة في الدنيا والآخرة

المصادر والمراجع:

مسند الإمام أحمد بن حنبل, تأليف: أبو عبدالله أحمد بن حنبل الشيباني, تحقيق: شعيب الأرنؤوط وعادل مرشد وآخرون, الناشر: دار الرسالة, ط١ عام ١٤٢١. سنن الترمذي, نشر: شركة مكتبة ومطبعة مصطفى البابي الحلبي – مصر، الطبعة: الثانية، ١٣٩٥هـ - ١٩٧٥م. سنن ابن ماجه, تأليف: أبو عبدالله محمد القزويني, تحقيق: محمد فؤاد عبدالباقي, الناشر: دار إحياء الكتب العربية. السلسلة الصحيحة وشيء من فقهها وفوائدها, تأليف: أبو

عبدالرحمن محمد ناصر الدين الألباني, الناشر: مكتبة المعارف, ط١ عام ١٤١٥ بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين, تأليف: سليم بن عيد الهلالي, دار ابن الجوزي. مرقاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح, تأليف: علي بن سلطان القاري, الناشر: دار الفكر, ط١ عام ١٤٢٢

الرقم الموحد: (5812)

شهدت مع رسول الله -صلى الله عليه وسلم- يوم حنين، فلزمت أنا وأبو سفيان بن الحارث بن عبد المطلب رسول الله -صلى الله عليه وسلم- فلم نفارقه، ورسول الله -صلى الله عليه وسلم- على بغلة له بيضاء

میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ غزوہ حنین میں شریک تھا۔ میں اور ابو سفیان بن حارث بن عبد المطلب رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ہی رہے اور آپ ﷺ سے جدا نہ ہوئے، رسول اللہ ﷺ اپنے ایک سفید خچر پر سوار تھے۔

١٦٥٠. الحديث:

عن أبي الفضل العباس بن عبد المطلب -رضي الله عنه- قال: شهدت مع رسول الله -صلى الله عليه وسلم- يوم حُنَيْنٍ، فلَزِمْتُ أنا وأبو سفيان بن الحارث بن عبد المطلب رسول الله -صلى الله عليه وسلم- فلم نفارقه، ورسول الله -صلى الله عليه وسلم- على بَغْلَةٍ له بيضاء، فلما التقى المسلمون والمشركون وَلَّى المسلمون مدبرين، فطَفِقَ رسول الله -صلى الله عليه وسلم- يَرْكُضُ بَغْلَتَهُ قِبَلَ الكفار، وأنا آخِذٌ بلِجامِ بَغْلَةِ رسول الله -صلى الله عليه وسلم- أَكُفُّها إِرَادَةَ أن لا تُسرع، وأبو سفيان آخِذٌ برِكاب رسول الله -صلى الله عليه وسلم- فقال رسول الله -صلى الله عليه وسلم-: «أَيْ عباس، نادِ أصحاب السَّمُرَةِ». قال العباس - وكان رجلا صَيِّتًا - فقلت بأعلى صوتي: أين أصحاب السَّمُرَةِ، فوالله لكأن عَطْفَتَهُم حين سمعوا صوتي عَطْفَةَ البقر على أولادها، فقالوا: يا لبيك يا لبيك، فاقتتلوا هم والكفار، والدعوةُ في الأنصار يقولون: يا معشر الأنصار، يا معشر الأنصار، ثم قُصِرَتِ الدعوة على بني الحارث بن الخَزْرَجِ، فنظر رسول الله -صلى الله عليه وسلم- وهو على بغلته كالمتطاول عليها إلى قتالهم، فقال: «هذا حِينَ حَمِيَ الوَطِيسُ»، ثم أخذ رسول الله -صلى الله عليه وسلم- حَصَيَاتٍ فرمى بهن وجوه الكفار، ثم قال: «انْهَزَمُوا ورَبِّ مُحَمَّدٍ»، فذهبت أنظر فإذا القتال على هيئته فيما أرى، فوالله ما هو إلا أن رماهم بحَصياته، فما زِلْتُ أرى حَدَّهُم كَلِيلًا وأمرَهم مُدبرًا.

١٦٥٠. حدیث:

ابو الفضل عباس بن عبد المطلب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ غزوہ حنین میں شریک تھا۔ میں اور ابو سفیان بن حارث بن عبد المطلب رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ہی رہے اور آپ ﷺ سے جدا نہ ہوئے۔ رسول اللہ ﷺ اپنے ایک سفید خچر پر سوار تھے۔ جب مسلمانوں اور مشرکین کی آپس میں مڈبھیڑ ہوئی تو مسلمان پیٹھ پھیر کر بھاگ اٹھے۔ اس پر رسول اللہ ﷺ نے اپنے خچر کو ایڑ لگایا اور کفار کی طرف بڑھنا شروع کردیا۔ میں نے رسول اللہ ﷺ کے خچر کی لگام پکڑی ہوئی تھی اور اس خیال سے اسے روک رہا تھا کہ کہیں وہ تیز نہ ہو جائے جب کہ ابو سفیان نے رسول اللہ ﷺ کی رکاب تھام رکھی تھی۔ رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا: "اے عباس! اصحاب سمرہ کو پکارو"۔ عباس رضی اللہ عنہ جو ایک بلند آواز آدمی تھے بیان کرتے ہیں کہ میں نے اپنی آواز کو پوری طرح بلند کر کے پکارا: "اصحاب سمرہ کہاں ہیں؟"۔ اللہ کی قسم! انہوں نے جب میری آواز سنی تو اس طرح پلٹے جیسے گائے اپنے بچوں پر پلٹ کر آتی ہے اور ہم حاضر ہیں، ہم حاضر ہیں کہتے ہوئے کفار سے بھڑ گئے۔ انصار میں اے انصاریو! اے انصاریو! کی پکار لگ رہی تھی۔ بعد ازاں یہ پکار صرف بنو حارث بن خزرج تک محدود ہو گئی۔ رسول اللہ ﷺ اپنے خچر پر تشریف فرما تھے اور وہیں سے آپ ﷺ نے اوپر ہو کر ان کی لڑائی کو دیکھا اور فرمایا: "اب میدان جنگ پوری طرح گرم ہے"۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے کچھ کنکریاں لیں اور انہیں کفار کے چہروں کی طرف پھینکا اور فرمایا: "محمد کے رب کی قسم! یہ کافر شکست کھا چکے ہیں"۔ میں برابر لڑائی دیکھ رہا تھا اور مجھے وہ جوں کی توں نظر آرہی تھی لیکن اللہ کی قسم! جونہی آپ ﷺ نے ان کو اپنی وہ کنکریاں ماریں تب سے ان کی شدت میں مسلسل کمی واقع ہونا شروع ہو گئی اور وہ پسپا ہوتے چلے گئے۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

عن أبي الفضل العباس بن عبد المطلب -رضي الله عنه- قال: شهدت مع رسول الله -صلى الله عليه وسلم- غزوة حنين، فلما التقى المسلمون والكفار ووقع القتال الشديد فيما بينهم ولى بعض المسلمين من المشركين مدبرين، فشرع رسول الله -صلى الله عليه وسلم- يحرك بغلته برجله جهة الكفار، وأنا آخذ بلجام بغلة رسول الله -صلى الله عليه وسلم- أمنعها لئلا تسرع إلى جانب العدو، وأبو سفيان ماسك بركاب رسول الله -صلى الله عليه وسلم- فقال رسول الله -صلى الله عليه وسلم-: يا عباس، ناد أصحاب السمرة وهي الشجرة التي بايعوا تحتها يوم الحديبية، في السنة السادسة، -وكان العباس رجلا قوي الصوت- فناديت بأعلى صوتي: يا أصحاب السمرة؟ -أي: لا تنسوا بيعتكم الواقعة تحت الشجرة وما يترتب عليها من الثمرة- فقال: والله حينما سمعوا صوتي أنادي عليهم أتوا مسرعين كما تُسرع قطيع البقر إذا غابت عنها أولادها، فقالوا بأجمعهم أو واحد بعد واحد: يا لبيك يا لبيك، فاقتتل المسلمون والكفار، والنداء في حق الأنصار: يا معشر الأنصار يا معشر الأنصار. ثم اقتصرت الدعوة وانحصرت على بني الحارث بن الخزرج فنودي: يا بني الحارث، وهم قبيلة كبيرة، فنظر رسول الله -صلى الله عليه وسلم- وهو على بغلته، وكأن عنقه اشرأبت مرتفعة إلى قتال هؤلاء الكافرين، فقال: هذا الزمان زمان اشتداد الحرب، ثم أخذ حصيات فرمى بهن وجوه الكفار، ثم قال -صلى الله عليه وسلم- تفاؤلًا أو إخبارًا: انهزَموا ورب محمد. فذهبت أنظر فإذا القتال على هيئته فيما أرى، فوالله ما هو إلا أن رماهم بحصياته، فما زلت أرى بأسهم ضعيفًا، وحالهم ذليلًا.

اجمالی معنی:

ابوالفضل عباس بن عبد المطلب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ غزوۂ حنین میں شریک تھا۔ جب مسلمانوں اور کفار کی آپس میں مڈبھیڑ ہوئی اور گھمسان کا رن پڑا تو کچھ مسلمان مشرکین کو پیٹھ دے کر بھاگ اٹھے۔ اس پر رسول اللہ ﷺ نے اپنے خچر کو ایڑ لگا کر اسے کفار کی طرف لے جانا شروع کر دیا۔ میں نے رسول اللہ ﷺ کے خچر کی لگام پکڑ رکھی تھی اور اسے دشمن کی جانب بڑھنے سے روک رہا تھا جب کہ ابو سفیان رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کی رکاب تھام رکھی تھی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اے عباس! اصحاب سمرہ کو پکارو"۔ سمرہ (ببول) وہ درخت ہے جس کے نیچے صحابہ کرام نے ہجرت کے چھٹے سال صلح حدیبیہ کے دن بیعت کی تھی۔ عباس رضی اللہ عنہ ایک قوی آواز شخص تھے۔ وہ کہتے ہیں کہ میں نے اپنی آواز کو پوری طرح بلند کر کے پکارا: اے اصحابِ سمرہ؟۔ یعنی درخت تلے ہونے والی اپنی اس بیعت اور اس کے تقاضے کو فراموش مت کرو۔ اللہ کی قسم! جب انہوں نے میری آواز کو سنا کہ میں انہیں پکار رہا ہوں تو وہ اس سرعت سے آئے جیسے گائیوں کے ریوڑ سے جب ان کے بچے اوجھل ہو جائیں تو وہ تیزی سے آتی ہیں۔ وہ بیک زبان یا فرداً فرداً کہہ رہے تھے: "اے قوم! ہم حاضر ہیں، اے قوم! ہم حاضر ہیں"۔ مسلمانوں اور کفار کے مابین لڑائی شروع ہو گئی۔ انصاریوں کے لیے یہ پکار لگ رہی تھی: اے انصاریو! اے انصاریو!۔ پھر یہ پکار صرف بنوحارث بن خزرج تک محدود ہو کر رہ گئی اور "اے بنوحارث!" کی پکار لگ رہی تھی۔ بنوحارث ایک بہت بڑا قبیلہ ہے۔ رسول اللہ ﷺ اپنے خچر پر سوار تھے اور اسی حالت میں آپ ﷺ نے گویا اپنی گردن بلند کرتے ہوئے ان کفار کے ساتھ لڑائی کو دیکھا اور فرمایا: "اس وقت لڑائی خوب گرم ہے"۔ پھر آپ ﷺ نے کچھ کنکریاں اٹھا کر انہیں ان کافروں کے چہروں پر مارا اور بطورا چھے شگون یا خبر دینے کی غرض سے فرمایا "محمد کے رب کی قسم! یہ کفار شکست کھا چکے ہیں"۔ میں دیکھنے گیا تو مجھے لڑائی اپنی حالت پر قائم نظر آئی۔ اللہ کی قسم! جب سے آپ ﷺ نے ان کو اپنی وہ کنکریاں ماریں، تب سے ان کا زور ٹوٹنا شروع ہو گیا اور اُن کی حالت مسلسل ابتر ہونے لگی۔

راوي الحديث: رواه مسلم.

التخريج: أبو الفضل العباس بن عبد المطلب -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- يركض بغلته: يضربها برجله الشريفة لتسرع.

- الوطيس : التنور، ومعناه: اشتدت الحرب.
- حدهم : بأسهم.
- قِبَل : جهة.
- أَكُفُّها : أمنعها.
- أصحاب السمرة : أصحاب بيعة الرضوان وكانت عند شجر من شجر السمر.
- رجل صيت : قوي الصوت عاليه.
- عطفتهم : إقبالهم ورجوعهم.
- عطفة البقر : تشبيه سرعة رجوعهم واجتماعهم على النبي بإقبال البقر على أولادها.
- كليلًا : ضعيفًا.
- المتطاول : الذي يتمدد قائمًا لينظر إلى الحرب، أو يمد عنقه ليراه أو يطلع إليه.
- يوم حنين : حنين واد بين الطائف ومكة المكرمة، وفيه وقعت غزوة حنين في شوال ٨ هـ.
- يا معشر : المعشر الجماعة من الرجال.
- والدعوة في الأنصار : الاستعانة والمناداة لهم.

فوائد الحديث:

١. الدلالة على شجاعة رسول الله -صلى الله عليه وسلم- وإقدامه في الحروب.
٢. بيان سرعة رجوع المسلمين إلى الحق عند تذكيرهم به.
٣. المسلمون لم ينهزموا بعيدا؛ لأن رجوعهم كان سريعا.
٤. معجزة لرسول الله -صلى الله عليه وسلم-، إذ ليس في القوة البشرية إيصال حصيات إلى أعينهم جميعًا ولا يسع كفه الشريف حصى بعددهم.
٥. القوة الحقيقية ليست في العدد والعُدد، وإنما في الإيمان بالله -تعالى- وشدة التوكل عليه.
٦. بيان فضل ومكانة الأنصار -رضي الله عنهم.-

المصادر والمراجع:

صحيح مسلم المحقق: محمد فؤاد عبد الباقي - الناشر: دار إحياء التراث العربي - بيروت. بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين، تأليف سليم بن عيد الهلالي، دار ابن الجوزي. رياض الصالحين، للنووي، نشر: دار ابن كثير للطباعة والنشر والتوزيع، دمشق - بيروت، تحقيق: ماهر ياسين الفحل، الطبعة: الأولى، ١٤٢٨هـ - ٢٠٠٧م. نزهة المتقين شرح رياض الصالحين، تأليف د/ مصطفى الخن، د/ مصطفى البغا، محيي الدين مستو، علي الشربجي، محمد أمين لطفي، مؤسسة الرسالة، ط:الرابعة عشر١٤٠٧. دليل الفالحين لطرق رياض الصالحين، تأليف محمد علي بن محمد علان. تطريز رياض الصالحين، تأليف فَيْصَلْ بنِ عَبْدِ العَزِيْزِ آل مُبَارَك . كنوز رياض الصالحين، تأليف حمد بن ناصر العمار، دار كنوز إشبيليا، ط١-١٤٣٠هـ.

الرقم الموحد: (8267)

١٦٥١. الحديث:

عن مُجِيبَةَ الباهلية، عن أبيها أو عمها: أنه أتى رسولَ اللهِ -صلى الله عليه وسلم- ثُمَّ انطَلَقَ فَأَتَاهُ بَعْدَ سَنَةٍ -وَقَدْ تَغَيَّرَتْ حَالُهُ وَهيئَتُه- فقالَ: يا رسولَ اللهِ، أما تَعرِفُنِي؟ قال: «ومَن أنتَ»؟ قال: أنا الباهليُّ الذي جِئتُك عامَ الأوّلِ. قال: «فَمَا غَيَّرَكَ، وَقَدْ كُنْتَ حَسَنَ الهَيْئَةِ!» قالَ: ما أكلتُ طعاماً منذ فَارقتُك إلا بِليلٍ. فقال رسول الله -صلى الله عليه وسلم-: «عذّبتَ نفسَكَ!» ثم قال: «صُمْ شَهْرَ الصَّبْرِ، وَيَوماً مِنْ كُلِّ شَهْر» قالَ: زِدنِي، فإنّ بي قُوةً، قال: «صُم يَومَين» قالَ: زِدنِي، قال: «صُم ثَلاثةَ أيامٍ» قال: زِدنِي، قال: «صُمْ مِنَ الحُرُم وَاترِكْ، صُمْ مِنَ الحُرُمِ وَاترِكْ، صُمْ مِنَ الحُرُمِ وَاترِكْ» وقال بأصابِعه الثَّلاثِ فَضَمَّها، ثُمَّ أرْسَلَهَا.

١٦٥١. حدیث:

مجیبہ باہلیہ اپنے والد یا چچا سے روایت کرتی ہیں کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے پھر واپس ہو گئے اور ایک سال بعد دوبارہ آئے۔ اس مدت میں ان کی حالت و ہیئت بدل گئی تھی۔ کہنے لگے: اللہ کے رسول! کیا آپ مجھے پہچانتے نہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا: "کون ہو؟" جواب دیا: میں باہلی ہوں، جو پچھلے سال بھی حاضر ہوا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا: "تمھاری یہ حالت کیسے ہوگئی؟ تم تو بہتر شکل و صورت کے مالک تھے؟" جواب دیا: جب سے آپ کے پاس سے رخصت ہوا ہوں، رات کے علاوہ کھایا ہی نہیں! آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "تم نے تو اپنی جان کو عذاب میں بتلا رکھا!" پھر فرمایا: "صبر کے مہینے (رمضان) کے روزے رکھو اور ہر مہینہ ایک روزہ رکھو" انھوں نے کہا: کچھ بڑھا دیجیے، کیوں کہ میرے اندر طاقت ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "دو دن روزہ رکھو"۔ انھوں نے کہا: کچھ اور بڑھا دیجیے! آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "تین روزے رکھا کرو"۔ انھوں نے کہا: کچھ اور بڑھا دیجیے! آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "حرمت والے مہینوں میں روزہ رکھو اور چھوڑو، حرمت والے مہینوں میں روزہ رکھو اور چھوڑو، حرمت والے مہینوں میں روزہ رکھو اور چھوڑو"۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی تین انگلیوں سے اشارہ کیا؛ پہلے بند کیا پھر چھوڑ دیا۔

درجة الحديث: ضعيف

حدیث کا درجہ: ضعیف

المعنى الإجمالي:

هذا الصحابي الباهلي -رضي الله عنه- قد أكثر من الصوم حتى تغيرت هيئته وضعفت قوته، وجاء إلى النبي -صلى الله عليه وسلم- فقال له: هل تعرفني؟ قال: "من أنت؟"، قال: أنا الباهلي الذي أتيتك العام الماضي، فأخبره بما كان يصنع، وأنه لم يترك الصوم منذ فارقه ولم يأكل من الطعام إلا الشيء اليسير، فقال له النبي -صلى الله عليه وسلم-: "عذبت نفسك"، ثم أمره أن يصوم شهر رمضان وأن يصوم يوما من كل شهر أو ثلاثة أيام منه، وإن قوي صام من الأشهر الحرم لعظم الأجر فيها، ويترك منها أيامًا، والحديث ضعيف لا حجة فيه.

اجمالی معنی:

بکثرت روزے رکھنے کی وجہ سے ایک باہلی صحابی کی حالت ابتر ہو چکی تھی اور ان کے قوی کمزور ہو گئے تھے۔ وہ نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ کیا آپ مجھے پہچانتے نہیں؟ آپ نے جواب میں کہا: "تم کون ہو؟"۔ انھوں نے کہا کہ میں وہی باہلی ہوں، جو آپ کی خدمت میں گزشتہ برس حاضر ہوا تھا۔ پھر انھوں نے آپ کو اپنے دینی مشاغل سے واقف کرواتے ہوئے کہا کہ آپ سے رخصت ہونے کے بعد سے انھوں نے کسی دن کا روزہ نہیں چھوڑا اور بہت ہی معمولی غذا لیتے رہے۔ آپ ﷺ نے ان سے فرمایا: "تم نے تو خود اپنی جان کو عذاب میں ڈالا ہے"۔ پھر انھیں حکم دیا کہ ماہ رمضان المبارک کے مکمل روزے اور ہر مہینے میں صرف ایک یا تین دن کے روزے رکھیں اور اگر اس سے زائد کی طاقت ہو تو حرمت والے مہینوں (رجب، ذو القعدہ، ذو الحجۃ اور محرم) میں روزے رکھا کریں؛ کیوں کہ ان میں

عظیم اجر و ثواب عطا کیا جاتا ہے اور ان مہینوں میں کچھ دن روزہ چھوڑ بھی دیا کریں۔
خیال رہے کہ یہ حدیث ضعیف ہے، جس سے دلیل نہیں لی جا سکتی۔

راوي الحديث: رواه أبو داود واللفظ له، وابن ماجه وأحمد.
التخريج: أبو مجيبة الباهلي -رضي الله عنه-
مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- الحرم : هي الأشهر الحرم، وهي: رجب وذو القعدة وذو الحجة والمحرم.
- قال بأصابعه الثلاث : أشار بها.
- فضمها ثم أرسلها : أي قبض أصابعه الثلاثة ثم بسطها.

فوائد الحديث:

١. مشروعية صيام الأيام الحرم.
٢. صوم النفل مندوب إليه؛ لأنها طاعة يحبها الله ورسوله.
٣. يحرم صوم الدهر لما فيه من الضرر وتفويت القيام بالواجبات والمستحبات الأخرى.
٤. ليس من الشرع أن يكلف الإنسان نفسه ما لا تطيقه، وأن يعذب نفسه.

المصادر والمراجع:

-سنن أبي داود. للإمام أبي داود تحقيق : محمد محيي الدين عبد الحميد _ الناشر: المكتبة العصرية، صيدا - بيروت. - بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين لسليم الهلالي، ط١، دار ابن الجوزي، الدمام، (١٤١٥ه). - كنوز رياض الصالحين، نشر: دار كنوز إشبيليا، الطبعة: الأولى، ١٤٣٠ه ٢٠٠٩م. - شرح رياض الصالحين، لابن عثيمين، نشر: دار الوطن للنشر، الرياض، الطبعة: ١٤٢٦ه. - رياض الصالحين، للنووي، تحقيق : ماهر الفحل. دار ابن كثير - بيروت. الطبعة الأولى ١٤٢٨ه - ٢٠٠٧م - ضعيف أبي داود - الأم -، للشيخ الألباني. الناشر : مؤسسة غراس للنشر والتوزيع ، الكويت. الطبعة : الأولى ، ١٤٢٣ هـ - ٢٠٠٢ م - نزهة المتقين شرح رياض الصالحين لمجموعة من الباحثين, مؤسسة الرسالة, الطبعة الرابعة عشرة, ١٤٠٧ه.

الرقم الموحد: (6016)

صوم ثلاثة أيام من كل شهر صوم الدهر كله

١٦٥٢. الحديث:

عن عبد الله بن عمرو بن العاص -رضي الله عنهما- عن النبي -صلى الله عليه وسلم- قال: «صَوْمُ ثلاثةِ أيامٍ من كُلِّ شهرٍ صَومُ الدَّهرِ كُلِّه».

درجة الحديث: صحيح

المعنى الإجمالي:

كان الصحابي الجليل عبد الله بن عمرو -رضي الله عنهما- قد أخذ بالعزيمة في الصوم وأراد أن يستمر عليها، فأرشده النبي عليه الصلاة والسلام أن يصوم من كل شهر ثلاثة أيام؛ لأنه يعدل صيام سنة كاملة في الأجر، وذلك لأن الحسنة بعشرة أمثالها، فتكون ثلاثين يوماً، فإذا صام من كل شهر ثلاثة أيام فكأنه صام الدهر كله.

ہر مہینے کے تین دن کا روزہ پوری زندگی کے روزے کے برابر ہے۔

١٦٥٢. حدیث:

عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما، نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: "ہر مہینے کے تین دن کا روزہ پوری زندگی کے روزے کے برابر ہے۔"

حدیث کا درجہ: صحیح

اجمالی معنی:

صحابی رسول عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ نے مسلسل روزے رکھنے کاپختہ عزم کرلیا اور اس بات کا ارادہ کیا کہ ہمیشہ اس عزم پر قائم رہیں گے۔ چنانچہ آپ ﷺ نے انھیں ہدایت فرمائی کہ ہر ماہ کے تین دن روزے رکھیں؛ کیوں کہ یہ تین روزے، اجر و ثواب کے اعتبار سے سال بھر روزے رکھنے کے برابر ہیں۔ یہ اس طرح کہ ایک نیکی کا بدلہ دس گنا دیا جاتا ہے اور اس طرح تین دن، تیس کے برابر ہوئے، چنانچہ اگر ہر ماہ کے تین دن روزہ رکھ لے تو گویا اس نے سال بھر کے روزے رکھ لیے۔

راوي الحديث: متفق عليه.

التخريج: عبد الله بن عمرو بن العاص -رضي الله عنهما-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- الدهر : السَّنة.

فوائد الحديث:

١. استحباب صيام ثلاثة أيام من كل شهر.
٢. صيام ثلاثة أيام من كل شهر كصيام الدهر كله، وذلك بمضاعفة الحسنات، فالحسنة بعشر أمثالها.
٣. من أساليب الدعوة إلى الله الترغيب في العمل وذكر ثوابه وثواب المواظبة عليه.

المصادر والمراجع:

-شرح رياض الصالحين، لابن عثيمين، نشر: دار الوطن للنشر، الرياض، الطبعة: ١٤٢٦هـ. - رياض الصالحين، للنووي، تحقيق : ماهر الفحل. دار ابن كثير - بيروت. الطبعة الأولى ١٤٢٨هـ - ٢٠٠٧م - كنوز رياض الصالحين، نشر: دار كنوز إشبيليا، الطبعة: الأولى، ١٤٣٠هـ ٢٠٠٩م. - صحيح البخاري، تحقيق: محمد زهير بن ناصر الناصر، ط١، دار طوق النجاة (مصورة عن السلطانية بإضافة ترقيم: محمد فؤاد عبد الباقي)، (١٤٢٢هـ).

الرقم الموحد: (6017)

صيغة سيد الاستغفار

سب سے اہم اور افضل استغفار یہ ہے کہ بندہ کہے : اللّٰھُمَّ أَنْتَ رَبِّي، لَا إِلٰہَ إِلَّا أَنْتَ، خَلَقْتَنِی، وَأَنَا عَبْدُکَ، وَأَنَا عَلٰی عَہْدِکَ وَوَعْدِکَ مَا اسْتَطَعْتُ، أَعُوذُبِکَ مِنْ شَرِّ مَا صَنَعْتُ، أَبُوءُ لَکَ بِنِعْمَتِکَ عَلَیَّ، وَأَبُوءُ لَکَ بِذَنْبِي، فَاغْفِرْ لِي، فَإِنَّہٗ لَا یَغْفِرُ الذُّنُوبَ إِلَّا أَنْتَ"۔ ترجمہ : اے اللہ! تو میرا رب ہے، تیرے سوا کوئی معبود نہیں، تو میرا خالق ہے، میں تیرا بندہ ہوں اور میں اپنی طاقت واستطاعت کے مطابق تجھ سے کیے ہوئے عہد ووعدے پر قائم ہوں۔ میں اپنے گناہوں کے شر سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔ میں اپن ہر قسم کے گناہوں کا اعتراف کرتا ہوں اور اپنے آپ پر تیری نوازشات کا اقرار کرتا ہوں۔ لہذا مجھے معاف فرما؛ کیوں کہ تیرے سوا کوئی گناہ معاف نہیں کر سکتا۔‘‘

١٦٥٣. الحديث:

عن شداد بن أوس -رضي الله عنه- عن النبي -صلى الله عليه وسلم-: سيد الاستغفار أن يقول العبد: "اللّٰهُمَّ أنت ربي لا إله إلا أنت خلقتني وأنا عبدك وأنا على عَهْدِكَ وَوَعْدِكَ ما اسْتَطَعْتُ أعوذ بك من شر ما صنعتُ أَبُوءُ لك بنعمتك عليَّ وأَبُوءُ لك بذنبي فَاغْفرْ لي فإنه لا يغفر الذنوب إلا أنت".

١٦٥٣. حدیث :

شداد بن اوس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا : ’’سب سے اہم اور افضل استغفار یہ ہے کہ بندہ کہے : "اللھم أنت ربی لا إلہ إلا أنت خلقتنی وأنا عبدک وأنا علی عَہدِکَ وَوَعدِکَ ما استَطَعتُ أعوذ بک من شر ما صنعتُ أَبُوءُ لک بنعمتک علیّ وأَبُوءُ لک بذنبی فاغفر لی فإنہ لا یغفر الذنوب إلا أنت"۔ ترجمہ : اے اللہ! تو میرا رب ہے، تیرے سوا کوئی معبود نہیں، تو میرا خالق ہے، میں تیرا بندہ ہوں اور میں اپنی طاقت واستطاعت کے مطابق تجھ سے کیے ہوئے عہد ووعدے پر قائم ہوں۔ میں اپنے گناہوں کے شر سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔ میں اپنے ہر قسم کے گناہوں کا اعتراف کرتا ہوں اور اپنے آپ پر تیری نوازشات کا اقرار کرتا ہوں۔ لہذا مجھے معاف فرما۔ کیوں کہ تیرے سوا کوئی گناہ معاف نہیں کر سکتا۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ : صحیح

المعنى الإجمالي:

يخبر النبي -صلى الله عليه وسلم- أن ألفاظ هذا الدعاء كأنها رئيسة ألفاظ الاستغفار، وهي أن يقول العبد: "اللّٰهُمَّ أنت ربي لا إله إلا أنت خلقتني وأنا عبدك وأنا على عَهْدِكَ وَوَعْدِكَ ما اسْتَطَعْتُ أعوذ بك من شر ما صنعتُ أَبُوءُ لك بنعمتك عليَّ وأَبُوءُ لك بذنبي فَاغْفرْ لي فإنه لا يغفر الذنوب إلا أنت" فيقر العبد لله بالتوحيد أولا، وأنه على ما عاهد الله -سبحانه- عليه من الإيمان به والطاعة له، بحسب استطاعته، لا بحسب ما ينبغي لله -تعالى- ويستحقه عليه، لأن العبد مهما قام به من العبادة لا يقدر أن

اجمالی معنی :

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس بات کی خبر دے رہے ہیں کہ اس دعا کے الفاظ استغفار کے لیے استعمال کیے جانے والے الفاظ کے سردار کی حیثیت رکھتے ہیں۔ دعا کے الفاظ یہ ہیں کہ بندہ کہے : "اللّٰھُمَّ أَنتَ رَبِّي لَا إِلٰہَ إِلَّا أَنتَ خَلَقْتَنِي وَأَنَا عَبْدُکَ وَأَنَا عَلَی عَہدِکَ وَوَعْدِکَ مَا استَطَعْتُ أَعُوذُ بِکَ مِن شَرِّ مَا صَنَعْتُ أَبُوءُ لَکَ بِذَنْبِي وَأَبُوءُ لَکَ بِنِعْمَتِکَ عَلَیَّ فَاغْفِرْ لِي فَإِنَّہٗ لَا یَغْفِرُ الذُّنُوبَ إِلَّا أَنْتَ" (اے اللہ! تو میرا رب ہے۔ تیرے سوا کوئی معبود نہیں، تو میرا خالق ہے، میں تیرا بندہ ہوں۔ میں اپنی طاقت واستطاعت کے مطابق تجھ سے کیے ہوئے عہد و پیمان پر قائم ہوں۔ میں اپنے گناہوں کے شر سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔ میں اپنے ہر قسم کے گناہوں کا اعتراف کرتا ہوں اور اپنے آپ پر تیری نوازشات کا اقرار کرتا ہوں۔ لہذا مجھے

يأتي بجميع ما أمره الله به ولا القيام بما يجب من شكر النعم، ثم يلتجئ إليه، ويعتصم به، فإنه المستعاذ به من الشر الذي صنعه العبد، ثم يقر العبد ويعترف له طوعا بنعمته عليه، ويرجع على نفسه بالإقرار والاعتراف بإثمه ومعصيته، ثم يدعو الله أن يغفر له بأن يستره من الذنوب ويقيه آثامها بعفوه وفضله ورحمته، فإنه لا يغفر الذنوب إلا هو -عز وجل-.

معاف فرما۔ کیوں کہ تیرے سوا کوئی گناہ معاف نہیں کرسکتا۔) بندہ پہلے اللہ کی توحید کا اقرار کرتا ہے، پھر اس بات کا اقرار کرتا ہے کہ اس نے جس ایمان اور اطاعت کا وعدہ کیا تھا، اس پر کما حقہ نہ سہی، اپنی استطاعت کے مطابق قائم ہے؛ کیوں کہ بندہ جتنی بھی عبادت کر لے، اللہ تعالی کے حکم کی کما حقہ بجا آوری اور اس کی نعمتوں کے شکر سے عہدہ برآ نہیں ہو سکتا۔ پھر بندہ اللہ تعالیٰ سے التجا کرتا ہے، اس کو مضبوطی سے پکڑتا ہے، کیوں کہ بندے کے کیے ہوئے شرور سے وہی پناہ دینے والا ہے۔ پھر بندہ اللہ تعالیٰ کے بے بہا انعامات کا اقرار کرتا ہے، جو اس نے اس پر کیے ہیں۔ پھر اس کی نافرمانیوں اور معصیتوں کا اعتراف کرتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہے کہ وہ اس کے گناہوں کو بخش دے؛ محض اپنے فضل و کرم سے اسے گناہوں سے بچائے۔ کیوں کہ اس کی ذات کے علاوہ کوئی گناہ معاف نہیں کرسکتا۔

راوي الحديث: رواه البخاري.

التخريج: شداد بن أوس -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: بلوغ المرام.

معاني المفردات:

- سيد : السيد هو الرئيس.
- الاستغفار : الاستغفار: هو طلب مغفرة الذنوب بسترها في الدنيا والتجاوز عنها في الآخرة.
- أبوء لك بنعمتك : باء يَبُوءُ أي رَجعَ وانقطع، والمعنى: أعترف لك طوعا بنعمتك عليّ.
- أبوء بذنبي : أي أرجع على نفسي بالإقرار والاعتراف بإثمي ومعصيتي.

فوائد الحديث:

١. فضيلة الاستغفار عمومًا، وهذه الصيغة خصوصًا.
٢. أن صيغ الاستغفار تختلف وبعضها أفضل من بعض.
٣. الإقرار بربوبية الله -تعالى.-
٤. الإقرار لله -تعالى- بالألوهية والعبودية.
٥. أن الدعاء بـ(اللَّهُمَّ) أفضل من الدعاء بـ(يالله).
٦. تجديد العبد لما عاهد الله -سبحانه- عليه، وأنه على عهده الذي عاهد الله -سبحانه- عليه.
٧. أن العبد ملتزم بأن يكون على عهد الله -سبحانه- ما استطاع.
٨. أن الإنسان يعتصم بالله -سبحانه- من شر المعاصي التي فعلها العبد.
٩. اعتراف العبد لله بالنعم شكرًا، واعترافه له بالذنب توبةً وندمًا.
١٠. أنه ينبغي للعبد أن يحرص على دعاء الله بهذا الدعاء لأنه سيد الاستغفار.

المصادر والمراجع:

صحيح البخاري، طبعة مصورة عن النسخة السلطانية، موافقة لترقيم محمد فؤاد عبد الباقي. توضيح الأحكام من بلوغ المرام، الشيخ عبد الله بن عبد الرحمن البسام، ط مكتبة الأسد الإسلامية، الطبعة الخامسة. منحة العلام في شرح بلوغ المرام، الشيخ عبد الله بن صالح الفوزان، ط دار ابن الجوزي، الطبعة الأولى. فتح ذي الجلال والإكرام، الشيخ محمد بن صالح العثيمين، ط المكتبة الإسلامية، الطبعة الأولى.

الرقم الموحد: (5503)

ضع يدك على الذي يألم من جسدك

١٦٥٤. الحديث:

عن أبي عبد الله عثمان بن أبي العاص -رضي الله عنه-: أنه شكا إلى رسول الله -صلى الله عليه وسلم- وَجَعاً، يجده في جسده، فقال له رسول الله -صلى الله عليه وسلم-: «ضعْ يدك على الذي يَألم مِن جَسَدِك وقُل: بسم الله ثلاثا، وقُل سبعَ مرات: أعوذُ بعزة الله وقُدرتِه من شَرِّ ما أجد وأُحاذر».

درجة الحديث: صحيح

المعنى الإجمالي:

حديث عثمان بن أبي العاص أن النبي -صلى الله عليه وسلم- سأله عثمان أنه يشكو من مرض في جسده، فأمره النبي -صلى الله عليه وسلم- أن يقول هذا الدعاء: "بسم الله ثلاثاً، ويضع يده على موضع الألم، ثم يقول: أعوذ بعزة الله وقدرته من شر ما أجد وأحاذر"، يقولها سبع مرات، فهذا من أسباب الشفاء أيضاً، فينبغي للإنسان إذا أحس بألم أن يضع يده على موضع هذا الألم، ويقول: بسم الله ثلاثاً أعوذ بعزة الله وقدرته من شر ما أجد وأحاذر، يقولها سبع مرات، إذا قالها موقناً بذلك مؤمناً به، وأنه سوف يستفيد من هذا، فإنه يسكن الألم بإذن الله عز وجل، وهذا أبلغ من الدواء الحسي كالأقراص والشراب والحقن؛ لأنك تستعيذ بمن بيده ملكوت السماوات والأرض الذي أنزل هذا المرض هو الذي يجيرك منه. وأمره بوضع اليد على موضع الألم إنما هو أمر على جهة التعليم والإرشاد إلى ما ينفع من وضع يد الراقي على المريض ومسحه بها، ولا ينبغي للراقي العدول عنه للمسح بحديد وملح ولا بغيره، فإنه لم يفعله النبي -صلى الله عليه وسلم- ولا أصحابه.

اپنا ہاتھ درد والی جگہ پر رکھو۔

١٦٥٤. حدیث:

ابو عبداللہ عثمان بن ابی العاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے درد کی شکایت کی جو وہ اپنے جسم میں محسوس کر رہے تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اپنا ہاتھ اس جگہ رکھو جہاں درد ہو رہا ہے اور تین دفعہ "بِسْمِ اللَّهِ "کہو اور سات مرتبہ "أَعُوذُ بِعِزَّةِ اللَّهِ وَقُدْرَتِهِ مِنْ شَرِّ مَا أَجِدُ وَأُحَاذِرُ" (اللہ کے نام سے میں اللہ تعالیٰ کی عزت اور اس کی قدرت کی پناہ مانگتا ہوں اس تکلیف کے شر سے جو میں محسوس کرتا ہوں اور جس سے ڈرتا ہوں) پڑھو۔

حدیث کا درجہ: صحیح

اجمالی معنیٰ:

عثمان بن ابی العاص رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ سے مرض کی شکایت کی جو ان کے جسم میں موجود تھا نبی ﷺ نے یہ دعا پڑھنے کا حکم دیا کہ تین دفعہ "بِسْمِ اللَّهِ "کہو اپنا ہاتھ درد والی جگہ پر رکھو اور سات مرتبہ "أَعُوذُ بِعِزَّةِ اللَّهِ وَقُدْرَتِهِ مِنْ شَرِّ مَا أَجِدُ وَأُحَاذِرُ" پڑھو۔ یہ ان اسباب میں سے ہے جن سے شفا حاصل ہوتی ہے۔ پس جب انسان درد محسوس کرے تو اسے چاہیے اپنا ہاتھ درد والی جگہ پر رکھے اور تین دفعہ بِسْمِ اللهِ پڑھ کر سات مرتبہ "أَعُوذُ بِعِزَّةِ اللَّهِ وَقُدْرَتِهِ مِنْ شَرِّ مَا أَجِدُ وَأُحَاذِرُ" پڑھے۔ اگر انسان یقین اور ایمان کے ساتھ اسے پڑھ لے تو عنقریب اس سے مستفید ہوگا اور اللہ کے حکم سے درد ختم ہوجائے گا۔ یہ ظاہری دوا جیسے گولیاں، سیرپ اور حجامہ سے زیادہ پُر اثر ہے۔ اس لیے کہ اس میں آپ اس ذات کی پناہ مانگتے ہیں جس کے ہاتھ میں آسمانوں اور زمین کی بادشاہت ہے، جس نے یہ بیماری نازل کی ہے اور وہی اس سے بچانے والا ہے۔ آپ ﷺ نے درد کی جگہ پر ہاتھ رکھنے کا حکم دیا، یہ تعلیم اور ارشاد کے طور پر فرمایا کہ دم پڑھنے والے کا ہاتھ مریض کو چھوئے گا اور اس پر پھیرے گا تو اسے نفع ہوگا۔ دم کرنے والے کے لیے یہ مناسب نہیں کہ وہ اس سے ہٹ کر لوہے، نمک وغیرہ کو مریض کے جسم پر ملے اس لیے کہ ایسا آپ ﷺ اور صحابہ رضی اللہ عنہم نے نہیں کیا ہے۔

راوي الحديث: صحيح ولفظة: "بعزة"، غير موجودة في مسلم، وقد رواها مالك.

التخريج: عثمان بن أبي العاص -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين

معاني المفردات:

- يجده : يحسه
- أحاذر : أحذر، والحذر، والاحتراز مما يخاف.

فوائد الحديث:

١. استحباب رقية الإنسان نفسه بما جاء في الحديث.

٢. من تمكن من منفعة أخيه فعليه نفعه وإرشاده.

٣. الشكوى -من غير تضجر ولا اعتراض- لا تنافي التوكل والصبر.

٤. الدعاء من جملة تعاطي الأسباب, ولذلك ينبغي التقيد بألفاظه وأعداده.

المصادر والمراجع:

بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين؛ تأليف سليم الهلالي، دار ابن الجوزي. رياض الصالحين من كلام سيد المرسلين؛ للإمام أبي زكريا النووي، تحقيق د. ماهر الفحل، دار ابن كثير-دمشق، الطبعة الأولى، ١٤٢٨هـ. شرح رياض الصالحين؛ للشيخ محمد بن صالح العثيمين، مدار الوطن-الرياض، ١٤٢٦هـ. صحيح مسلم؛ للإمام مسلم بن الحجاج، حققه ورقمه محمد فؤاد عبدالباقي، دار عالم الكتب-الرياض، الطبعة الأولى، ١٤١٧هـ. فيض القدير شرح الجامع الصغير؛ تأليف عبدالرؤوف المناوي، دار الحديث-القاهرة. نزهة المتقين شرح رياض الصالحين؛ تأليف د. مصطفى الخِن وغيره، مؤسسة الرسالة-بيروت، الطبعة الرابعة عشر، ١٤٠٧هـ..

الرقم الموحد: (6018)

طعام الاثنين كافي الثلاثة، وطعام الثلاثة كافي الأربعة	دو آدمیوں کا کھانا تین آدمیوں کے لیے اور تین کا کھانا چار کے لیے کافی ہوتا ہے۔
١٦٥٥. الحديث: عن أبي هريرة -رضي الله عنه- قال: قال رسول الله -صلى الله عليه وسلم-: "طعام الاثنين كافي الثلاثة، وطعام الثلاثة كافي الأربعة". وفي رواية لمسلم عن جابر -رضي الله عنه- عن النبي -صلى الله عليه وسلم- قال: "طعام الواحد يكفي الاثنين، وطعام الاثنين يكفي الأربعة، وطعام الأربعة يكفي الثمانية".	**١٦٥٥. حدیث:** ابو ہریرۃ - رضی اللہ عنہ - سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "دو آدمیوں کا کھانا تین آدمیوں کے لیے اور تین کا کھانا چار کے لیے کافی ہوتا ہے۔'' صحیح مسلم کی حدیث میں جابر - رضی اللہ عنہ - سے روایت ہے کی نبی ﷺ نے فرمایا: "ایک آدمی کا کھانا دو کے لیے، دو کا کھانا چار کے لیے اور چار کا کھانا آٹھ آدمیوں کے لیے کافی ہوتا ہے۔"
درجة الحديث: صحيح	**حدیث کا درجہ:** صحیح
المعنى الإجمالي: في الحديث الحث على المواساة في الطعام، وأنه وإن كان قليلاً حصلت منه الكفاية المقصودة، ووقعت فيه بركة تعم الحاضرين عليه، وهو حث منه عليه الصلاة والسلام على الإيثار يعني أنك لو أتيت بطعامك الذي قدرت أنه يكفيك، وجاء رجل آخر فلا تبخل عليه، وتقول هذا طعامي وحدي؛ بل أعطه منه حتى يكون كافياً للاثنين.	**اجمالی معنی:** حدیث میں کھانے کے معاملے میں ایک دوسرے سے ہمدردی کرنے کی ترغیب دی گئی ہے اور اس بات کا بیان ہے کہ کھانا اگرچہ کم ہی کیوں نہ ہو یہ پورا آ جاتا ہے اور اس میں ایسی برکت پیدا ہوجاتی ہے جس سے سب حاضرین بہرہ مند ہوتے ہیں۔ یہ نبی ﷺ کی طرف سے ایثار کی ترغیب ہے۔ یعنی اگر آپ اپنا کھانا لائیں جس کے بارے میں آپ کا خیال ہو کہ وہ آپ کے لیے کافی ہے اور اسی اثناء میں کوئی اور آدمی آجائے تو بخل سے کام نہ لیں کہ یوں سوچنے لگ جائیں کہ یہ صرف میرا کھانا ہے بلکہ اسے بھی اس کھانے میں شریک کرلیں جو دونوں کے لیے کافی ہوجائے گا۔

راوي الحديث: حديث أبي هريرة أخرجه البخاري ومسلم حديث جابر أخرجه مسلم في صحيحه

التخريج: أبو هريرة –رضي الله عنه- جابر بن عبدالله –رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين

فوائد الحديث:

١. استحباب الاجتماع على الطعام، وألا يأكل المرء وحده.
٢. البركة تتضاعف مع الكثرة والاجتماع على الطعام.
٣. الحض على المكارم والقناعة بالكفاية.
٤. الترغيب في إطعام الطعام ولو كان قليلاً.

المصادر والمراجع:

بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين؛ تأليف سليم الهلالي، دار ابن الجوزي. دليل الفالحين لطرق رياض الصالحين؛ لمحمد بن علان الشافعي، دار الكتاب العربي-بيروت. رياض الصالحين من كلام سيد المرسلين؛ للإمام أبي زكريا النووي، تحقيق د. ماهر الفحل، دار ابن كثير-دمشق، الطبعة الأولى، ١٤٢٨هـ. شرح رياض الصالحين؛ للشيخ محمد بن صالح العثيمين، مدار الوطن-الرياض، ١٤٢٦هـ. شرح صحيح مسلم؛ للإمام محي الدين النووي، دار الريان للتراث-القاهرة، الطبعة الأولى، ١٤٠٧هـ. صحيح البخاري –الجامع الصحيح-؛ للإمام أبي عبدالله محمد بن إسماعيل البخاري، عناية محمد زهير الناصر، دار طوق النجاة، الطبعة الأولى، ١٤٢٢هـ. صحيح مسلم؛ للإمام مسلم بن الحجاج، حققه ورقمه محمد فؤاد عبدالباقي، دار عالم الكتب-الرياض، الطبعة الأولى، ١٤١٧هـ. فتح الباري شرح صحيح البخاري؛ للإمام أبي الفرج عبد الرحمن الشهير بابن رجب، تحقيق طارق بن

عوض الله، دار ابن الجوزي-الدمام، الطبعة الثانية، ١٤٢٢هـ. نزهة المتقين شرح رياض الصالحين؛ تأليف د. مصطفى الخِن وغيره، مؤسسة الرسالة-بيروت، الطبعة الرابعة عشر، ١٤٠٧هـ..

الرقم الموحد: (6057)

عَلَيْكُمْ بِالصِّدْقِ، فَإِنَّ الصِّدْقَ يَهْدِي إِلَى الْبِرِّ، وَإِنَّ الْبِرَّ يَهْدِي إِلَى الْجَنَّةِ

١٦٥٦. الحديث:

عن عبد الله بن مسعود -رضي الله عنه- قال: قال رسول الله -صلى الله عليه وسلم-: «عليكم بالصدق، فإن الصدق يهدي إلى البِرِّ، وإن البر يهدي إلى الجنة، وما يزال الرجل يصدق ويَتَحَرَّى الصدق حتى يكتب عند الله صِدِّيقًا، وإياكم والكذب، فإن الكذب يهدي إلى الفجور، وإن الفجور يهدي إلى النار، وما يزال الرجل يكذب ويَتَحَرَّى الكذب حتى يكتب عند الله كَذَّابا»

درجة الحديث: صحيح

المعنى الإجمالي:

حث النبي -صلى الله عليه وسلم- على الصدق وملازمته وتحريه وبيان ثمرته وعاقبته الحميدة في الدنيا و الآخرة، فالصدق اصل البر الذي هو الطريق إلى الجنة، والرجل إذا لزم الصدق كتب مع الصديقين عند الله تعالى، وفي ذلك إشعار بحسن الخاتمة وإشارة إلى أنه يكون مأمون العاقبة. وحذر النبي -صلى الله عليه وسلم- من الكذب و بين مضرته وشؤم عاقبته، فهو أصل الفجور الذي هو طريق إلى النار.

تم سچ بولنے کولازم پکڑو۔ بلاشبہ سچ نیکوکاری کا راستہ بتلاتا ہے اور نیکوکاری یقیناً جنت میں پہنچا دیتی ہے۔

١٦٥٦. حدیث:

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "تم سچ بولنے کولازم پکڑو۔ بلاشبہ سچ نیکوکاری کا راستہ بتلاتا ہے اور نیکوکاری یقیناً جنت میں پہنچا دیتی ہے۔ انسان ہمیشہ سچ بولتا رہتا ہے اور کوشش سے سچ پر قائم رہتا ہے، تو اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ اللہ عزوجل کے یہاں صدیق (بہت سچا) لکھ دیا جاتا ہے۔ اور جھوٹ سے نہایت (مکمل) پرہیز کرو۔ کیونکہ جھوٹ گناہ کا راستہ بتلاتا ہے اور گناہ یقیناً جہنم میں پہنچا دیتے ہیں۔ انسان ہمیشہ جھوٹ بولتا رہتا ہے اور جھوٹ بولنے کا ہی ارادہ رکھتا ہے، تو اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ اللہ عزوجل کے یہاں کذاب (بہت جھوٹا) لکھ دیا جاتا ہے۔

حدیث کا درجہ: صحیح

اجمالی معنی:

اس حدیث میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سچ کو اختیار کرنے، اسے لازم پکڑنے اور اس سلسلے میں کوشش کرنے کی ترغیب دی ہے اور دنیا و آخرت میں اس کے اچھے ثمرات کا ذکر فرمایا ہے۔ سچ نیکی کی اصل ہے، جو جنت میں جانے کا راستہ ہے۔ اور جو آدمی سچ کو اپنے اوپر لازم کرلیتا ہے، وہ اللہ کے یہاں صدیقین (یعنی بہت سچوں) میں لکھ دیا جاتا ہے۔ اور اس میں حسن خاتمہ اور عاقبت کے بہتر ہونے کا اشارہ ہے۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جھوٹ، اس کے نقصانات اور اسکے برے انجام سے بھی خبردار کیا ہے۔ پس جھوٹ بدی کی جڑ ہے جو جہنم کی طرف لے جاتی ہے۔

راوي الحديث: متفق عليه.

التخريج: عبد الله بن مسعود -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: بلوغ المرام

معاني المفردات:

- عليكم بالصدق : أي الزموا الصدق، والصدق: هو ضد الكذب، وهو الإخبار بالشيء على وفق الواقع.
- البر : البر اسم جامع للخير كله، من فعل الحسنات وترك السيئات، ويطلق على العمل الصالح الدائم المستمر معه إلى الموت.
- يتحرى الصدق : أي يقصده ويعتني به.
- حتى يكتب : أي حتى يحكم له بهذا الوصف وينال مثل ما ينالون.
- يكذب : هو الإخبار بالشيء على خلاف ما في الواقع.
- الفجور : هو اسم جامع للشر، ويطلق على الانبعاث في المعاصي غير مكترث بممارسة الفسق والفساد.
- كذابا : هو من يتكرر منه الكذب حتى يعرف به ويصير له سجية وخلق.

فوائد الحديث:

١. أن للجنة أعمالًا توصل إليها منها الصدق، وأن للنار أعمالًا توصل إليها منها الكذب.

٢. الأمر بالصدق لأنه يدل ويوصل إلى البر الذي هو جِمَاع الخير، والبر هو الطريق المستقيم للجنة.

٣. أن الصدق خلق كريم يحصل بالاكتساب والمجاهدة، فإن الرجل ما يزال يصدق ويتحرى الصدق، حتى يكون الصدق سجية له وطبعًا، فيكتب عند الله من الصديقين والأبرار.

٤. أن الكذب خلق ذميم يكتسبه صاحبه من طول ممارسته، وتحريه قولاً وفعلاً، حتى يصبح خُلقاً وسجية، ثم يكتب عند الله تعالى كثير الكذب عديم الصدق.

٥. أن الكذب يوصل إلى الفسق والفجور، فتصير أقواله وأعماله كلها على خلاف الحقيقة، خارجة عن طاعة الله، والخروج عن طاعته هو الهاوية التي تقود صاحبها وتزج به في النار.

المصادر والمراجع:

صحيح البخاري، طبعة مصورة عن النسخة السلطانية، موافقة لترقيم محمد فؤاد عبد الباقي. صحيح مسلم، تحقيق محمد فؤاد عبد الباقي، ط دار إحياء التراث العربي، بيروت. توضيح الأحكام من بلوغ المرام، الشيخ عبد الله بن عبد الرحمن البسام، ط مكتبة الأسد الإسلامية، الطبعة الخامسة. منحة العلام في شرح بلوغ المرام، الشيخ عبد الله بن صالح الفوزان، ط دار ابن الجوزي، الطبعة الأولى. تسهيل الإلمام بفقه الأحاديث من بلوغ المرام، الشيخ صالح الفوزان بن عبد الله الفوزان، طبعة الرسالة. فتح ذي الجلال والإكرام، الشيخ محمد بن صالح العثيمين، ط المكتبة الإسلامية، الطبعة الأولى. سبل السلام بشرح بلوغ المرام، للإمام محمد بن إسماعيل الصنعاني، ط دار الحديث.

الرقم الموحد: (5504)

على المرء المسلم السمع والطاعة فيما أحب وكره، إلا أن يُؤمر بمعصية، فإذا أُمر بمعصية فلا سمع ولا طاعة

بندہ مسلم پرلازم ہے کہ وہ (حکمران کی بات) سنے اوراطاعت کرے خواہ وہ بات اسے پسند ہو یا ناپسند الا یہ کہ اسے گناہ کا حکم دیا جائے۔ چنانچہ جب اسے گناہ کا حکم دیا جائے تو پھر نہ سنے اور نہ اطاعت کرے

١٦٥٧. الحديث:

عن ابن عمر -رضي الله عنهما- مرفوعاً: «على المرء المسلم السمع والطاعة فيما أحب وكَرِهَ، إلا أن يُؤمر بمعصية، فإذا أُمِرَ بمعصية فلا سمع ولا طاعة».

١٦٥٧. حدیث:

ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مرفوعاً روایت ہے : ''مسلم بندہ پر (حکمران کی بات) سننا اور ماننا لازم ہے خواہ وہ بات اسے پسند ہو یا ناپسند، الا یہ کہ اسے معصیت (گناہ) کا حکم دیا جائے۔ چنانچہ جب اسے معصیت کا حکم دیا جائے تو پھر نہ سنے اور نہ اطاعت کرے۔''

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

في هذا الحديث بيان وجوب السمع والطاعة للحاكم فيما يأمر به، سواء كان أمره مما نحب أو نكره، إلا أن نُؤمر بمعصية فإنه لا سمع ولا طاعة في هذه المعصية فقط.

اجمالی معنی:

اس حدیث میں حکمران جن باتوں کا حکم دے اس میں اس کی سمع و طاعت کے وجوب کا بیان ہے چاہے اس کا حکم ہمیں پسند ہو یا ناپسند، ماسوا اس صورت کے کہ وہ کسی معصیت (گناہ کرنے) کا حکم دے۔ تو صرف اس معصیت (گناہ) کے سلسلے میں اس کی کوئی سمع و طاعت نہیں ہوگی۔

راوي الحديث: متفق عليه.

التخريج: ابن عمر -رضي الله عنهما-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- على المرء المسلم : أي يجب عليه.
- السمع والطاعة : القبول والانقياد لولي الأمر.
- فيما أحب : أي موافقا لمراد المأمور.
- وكره : أي شقَّ عليه وكرهته نفسه.
- فلا سمع ولا طاعة : أي فلا تسمعوا ولا تطيعوا له في هذه المعصية.

فوائد الحديث:

١. وجوب الالتزام لإمام المسلمين بالسمع والطاعة.
٢. ينبغي التنازل عن الرغبات والمصالح الشخصية لوحدة الأمة الاسلامية وتماسكها.
٣. إذا أُمر العبد بمعصية فلا سمع ولا طاعة؛ لأنه لا طاعة لمخلوق في معصية الخالق.
٤. دلَّ هذا الحديث على أهمية المحافظة على حرمات الله -تعالى-.

المصادر والمراجع:

صحيح البخاري، عناية محمد زهير الناصر، دار طوق النجاة، الطبعة الأولى، ١٤٢٢هـ. صحيح مسلم؛ للإمام مسلم بن الحجاج، حققه ورقمه محمد فؤاد عبد الباقي، دار عالم الكتب-الرياض، الطبعة الأولى، ١٤١٧هـ. نزهة المتقين شرح رياض الصالحين لمجموعة من الباحثين, مؤسسة الرسالة, الطبعة الرابعة عشر, ١٤٠٧هـ . دليل الفالحين لطرق رياض الصالحين لمحمد بن علان الصديقي, دار الكتاب العربي. كنوز رياض الصالحين بإشراف حمد العمار, دار كنوز إشبيليا, الطبعة الأولى, ١٤٣٠هـ تطريز رياض الصالحين لفيصل بن عبد العزيز المبارك النجدي, تحقيق: عبد العزيز آل حمد, دار

العاصمة, الطبعة: الأولى، ١٤٢٣ هـ. بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين، لسليم الهلالي, دار ابن الجوزي.الطبعة الأولى ١٤١٨هـ. شرح رياض الصالحين لابن عثيمين, دار مدار الوطن للنشر، الرياض, الطبعة : ١٤٢٦ هـ.

الرقم الموحد: (6370)

على كل مسلم صدقة

١٦٥٨. الحديث:

عن أبي موسى الأشعري -رضي الله عنه- مرفوعاً: «على كل مسلم صدقة» قال: أرأيت إن لم يجد؟ قال: «يعمل بيديه فينفع نفسه ويتصدق» قال: أرأيت إن لم يستطع؟ قال: «يُعِينُ ذا الحاجة المَلْهُوفَ» قال: أرأيت إن لم يستطع، قال: «يأمر بالمعروف أو الخير». قال: أرأيت إن لم يفعل؟ قال: «يُمسك عن الشر، فإنها صدقة».

درجة الحديث: صحيح

المعنى الإجمالي:

يخبر صلى الله عليه وسلم أن لله عز وجل علينا صدقة كل يوم، فإذا لم يجد مالا يعمل بيديه ليحصل على المال فينفع نفسه ويتصدق منه، فإن لم يستطع فيعين صاحب حاجة مظلوما كان أو عاجزا، فإن لم يستطع فيأمر بمعروف أو ينكر منكرا، فإن لم يستطع فيكف نفسه عن الشر.

ہر مسلمان کے لیے صدقہ کرنا ضروری ہے

١٦٥٨. حدیث :

ابو موسی اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا : "ہر مسلمان کے لیے صدقہ کرنا ضروری ہے۔'' انہوں نے عرض کیا : اگر وہ صدقہ کرنے کے لیے کچھ نہ پائے؟ (تو وہ کیا کرے) آپ ﷺ نے فرمایا : ''اپنے ہاتھوں سے کام کرے اور اس سے خود کو بھی فائدہ پہنچائے اور صدقہ بھی کرے۔'' انہوں نے عرض کیا : اگر اسے اس کی بھی طاقت نہ ہو؟ آپ ﷺ نے فرمایا : ''وہ کسی مصیبت زدہ حاجت مند کی مدد کرے۔'' انہوں نے عرض کیا : اگر وہ اس کی بھی طاقت نہ رکھے؟ آپ ﷺ نے فرمایا : ''وہ نیکی یا بھلائی کا حکم کرے۔'' انہوں نے پوچھا : اگر وہ یہ بھی نہ کرے؟ آپ ﷺ نے فرمایا : وہ دوسروں کو نقصان پہنچانے سے باز رہے، یقیناً یہ بھی صدقہ ہے"۔

حدیث کا درجہ : صحیح

اجمالی معنی :

آپ ﷺ بتا رہے ہیں کہ اللہ کے لیے ہمارے اوپر ہر دن صدقہ کرنا ضروری ہے۔ اگر کسی کے پاس مال نہ ہو تو اسے چاہیے کہ وہ مال حاصل کرنے کے لیے کام (محنت مزدوری) کرے۔ اس طرح وہ اپنے آپ کو بھی نفع پہنچائے اور اس مال سے صدقہ بھی کرے۔ اگر اسے اس کی طاقت نہ ہو تو کسی ضرورت مند کی مدد کرے چاہے وہ مظلوم ہو یا بے بس و مجبور ہو۔ اگر وہ اس کی بھی طاقت نہ رکھے تو پھر نیکی کا حکم دے اور برائی سے روکے، اور اگر یہ بھی نہ کر سکے تو پھر اپنے آپ کو دوسروں کو نقصان پہنچانے سے باز رکھے۔

راوي الحديث: متفق عليه.

التخريج: أبو موسى الأشعري رضي الله عنه

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- يعمل بيده : أي يشتغل بنفسه ما يأخذ عليه أجرا ويحصل منه ثمرة.
- ذا الحاجة : صاحب الحاجة.
- الملهوف : المضطر يستغيث ويتحسر من ظلم أو عجز أو غيرهما.
- المعروف : ما أمر به الله سبحانه.
- يمسك : يمتنع.

فوائد الحديث:

١. فيه: تأكد الصدقة على المسلم.
٢. فيه: كثرة أبواب الخير والطاعات.

٣. فيه: فضل إعانة المحتاج والمضطر.
٤. فيه: فضل الأمر بالمعروف والخير.
٥. فيه: أن الإمساك عن الشر صدقة.

المصادر والمراجع:

-صحيح البخاري –الجامع الصحيح-؛ للإمام أبي عبد الله محمد بن إسماعيل البخاري، عناية محمد زهير الناصر، دار طوق النجاة، الطبعة الأولى، ١٤٢٢هـ - صحيح مسلم؛ للإمام مسلم بن الحجاج، حققه ورقمه محمد فؤاد عبد الباقي، دار عالم الكتب-الرياض، الطبعة الأولى، ١٤١٧هـ - شرح رياض الصالحين؛ للشيخ محمد بن صالح العثيمين، مدار الوطن، الرياض، ١٤٢٦هـ - كنوز رياض الصالحين»، لحمد بن ناصر العمار، دار كنوز إشبيليا- الطبعة الأولى١٤٣٠ه - بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين؛ تأليف سليم الهلالي، دار ابن الجوزي- الطبعة الأولى١٤١٨ه - نزهة المتقين شرح رياض الصالحين؛ تأليف د. مصطفى الخِن وغيره، مؤسسة الرسالة-بيروت، الطبعة الرابعة عشر، ١٤٠٧هـ - تطريز رياض الصالحين؛ تأليف فيصل آل مبارك، تحقيق د. عبد العزيز آل حمد، دار العاصمة-الرياض، الطبعة الأولى، ١٤٢٣هـ -فيض القدير شرح الجامع الصغير/زين الدين عبد الرؤوف المناوي القاهري -المكتبة التجارية الكبرى – مصر-الطبعة: الأولى، ١٣٥٦.

الرقم الموحد: (5815)

عليك السمع والطاعة في عسرك ويسرك، ومنشطك ومكرهك، وأثرة عليك

تنگی اور آسانی، نشاط اور سستی اور دوسروں کو تم پر ترجیح دیے جانے کی صورت میں بھی تم امیر کی بات سننا اور اس کی اطاعت کرنا اپنے اوپر لازم کرلو۔

١٦٥٩. الحديث:

عن أبي هريرة -رضي الله عنه- قال: قال رسول الله -صلى الله عليه وسلم-: «عليك السمع والطاعة في عُسْرِكَ ويُسرك، ومَنْشَطِكَ ومَكْرَهِكَ، وأَثَرَةٍ عليك».

١٦٥٩. حدیث:

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا تنگی اور آسانی، نشاط اور سستی اور دوسروں کو تم پر ترجیح دیے جانے کی صورت میں بہرحال تم امیر کی بات سننا اور اس کی اطاعت کرنا اپنے اوپر لازم کرلو۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

في هذا الحديث أنه يجب على المسلم السمع والطاعة للحكام على كل حال، ما لم يُؤمر بمعصية أو يُكلف بما لا يطيق، ولو كان في ذلك مشقة عليه أحياناً، أو ضياع لبعض حقوقه، تقديما للمصلحة العامة على المصلحة الخاصة.

اجمالی معنی:

اس حدیث میں اس بات کا بیان ہے کہ مسلمان پر ہر حال میں اپنے حاکموں کو سن کر ان کی اطاعت کرنا لازم ہے، جب تک وہ اسے گناہ کا حکم نہ دیں یا ایسی چیز کا مکلف نہ بنائیں جس کی وہ طاقت نہ رکھتا ہو، اگرچہ یہ اس پر کسی وقت گراں گزرے یا اس کے کسی حق کے ضائع ہونے کے سبب بنے، اس لیے کہ عمومی مصلحت خصوصی مصلحت پر مقدم ہے۔

راوي الحديث: رواه مسلم.

التخريج: أبو هريرة - رضي الله عنه -

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- عليك : أي الزم.
- السمع والطاعة : القبول والانقياد لقول ولي الأمر وأمره.
- عسرك ويسرك : فقرك وغناك.
- منشطك : الأمر الذي تنشط له وتُؤْثر فعله.
- مكرهك : ما يشق عليك فعله ولا تحبه.
- وأثرة عليك : أي وإن اختص الأمراء واستأثروا بالدنيا، ولم يوصلوك إلى حقك مما عندهم.

فوائد الحديث:

١. من أهداف الدعوة تقديم المصلحة العامة على المصلحة الخاصة.
٢. وجوب طاعة الحاكم على كل الأحوال ما لم يأمر بمعصية.
٣. أنَّ وقوع الظلم من جهة الحاكم لا يجيز الخروج عليه.

المصادر والمراجع:

صحيح مسلم، ترقيم محمد فؤاد عبد الباقي، دار إحياء التراث العربي، بيروت. نزهة المتقين شرح رياض الصالحين لمجموعة من الباحثين، مؤسسة الرسالة، الطبعة الرابعة عشر، ١٤٠٧ه . دليل الفالحين لطرق رياض الصالحين لمحمد بن علان الصديقي، دار الكتاب العربي. تطريز رياض الصالحين لفيصل بن عبد العزيز المبارك النجدي، تحقيق: عبد العزيز آل حمد، دار العاصمة , الطبعة: الأولى، ١٤٢٣ هـ بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين، لسليم الهلالي، دار ابن الجوزي. شرح رياض الصالحين لابن عثيمين , دار مدار الوطن للنشر، الرياض، الطبعة : ١٤٢٦ هـ. كنوز رياض الصالحين بإشراف حمد العمار، دار كنوز إشبيليا، الطبعة الأولى، ١٤٣٠ه.

الرقم الموحد: (6368)

عليك بتقوى الله والتكبير على كل شرف

١٦٦٠. الحديث:

عن أبي هريرة -رضي الله عنه-: أنّ رجلًا قال: يا رسول الله، إني أُريد أن أُسافرَ فأَوْصِني، قال: «عليك بتقوى الله، والتَّكبير على كلِّ شَرَفٍ» فلمّا ولَّى الرجلُ، قال: «اللّهُمَّ اطْوِ له البُعدَ، وهَوِّنْ عليه السفر».

درجة الحديث: حسن

المعنى الإجمالي:

أراد رجل أن يسافر فقال: يا رسول الله أوصني، فأوصاه النبي صلى الله عليه وسلم أن يلتزم تقوى الله عز وجل، وأن يكبر الله عز وجل في كل علوّ ومرتفع، فلما أدبر الرجل دعا له النبي صلى الله عليه وسلمً بأن يتيسر له من النشاط، وحسن الدواب ما يصل به مستريحًا، وأن يُسَهل عليه السفر بدفع مؤذياته عنه.

اللہ کے تقویٰ کو اپنائے رکھو اور ہر بلند جگہ پر اللہ اکبر کہو۔

١٦٦٠. حدیث:

ابو ہریرہ- رضی اللہ عنہ- سے روایت ہے ایک آدمی نے کہا: اے اللہ کے رسول! میں سفر پر جانا چاہتا ہوں چنانچہ مجھے کوئی نصیحت فرما دیجئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: "اللہ کا تقویٰ اختیار کرو اور ہر بلند جگہ پر ''اللہ اکبر'' کہو۔" جب وہ شخص واپس ہو لیا تو آپ ﷺ نے دعا فرمائی: "اے اللہ! اس کے لیے مسافت کو لپیٹ دے اور اس کے لیے سفر آسان کردے۔"

حدیث کا درجہ: حَسَن

اجمالی معنی:

ایک شخص نے سفر کا ارادہ کیا اور (نبی کریم ﷺ سے) کہنے لگا: اے اللہ کے رسول! مجھے کوئی نصیحت فرما دیں۔ آپ ﷺ نے اسے نصیحت کی کہ وہ اللہ عز وجل کا تقویٰ اختیار کرو اور ہر بلند اور اونچی جگہ پر ''اللہ اکبر'' کہے۔ جب وہ شخص واپس ہوا تو نبی ﷺ نے اس کے لیے دعا فرمائی کہ اسے چستی حاصل ہو اور اس کی سواری اچھے سے اس طرح چلے کہ آرام سے اُسے منزل تک پہنچا دے اور یہ کہ اللہ تکلیف دہ اشیاء کو اس سے دور کرکے اس کا سفر اس کے لیے آسان کردے۔

راوي الحديث: رواه الترمذي وابن ماجه وأحمد.

التخريج: أبو هريرة -رضي الله عنه.

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- عليك : إلزم.
- شرف : مكان عال.
- ولى : أدبر وذهب.
- اطو له : قربه له، وسهل له.

فوائد الحديث:

١. استحباب طلب النصح من أهل العلم والفضل والتقوى عند إنشاء السفر.
٢. وصية المسافر بتقوى الله، وتعليمه آداب السفر.
٣. الدعاء للمسافر بما يفيده في سفره، ويبعد عنه المشقة.

المصادر والمراجع:

-سنن الترمذي - محمد بن عيسى ، الترمذي، تحقيق وتعليق:أحمد محمد شاكر ومحمد فؤاد عبد الباقي وإبراهيم عطوة عوض -شركة مكتبة ومطبعة مصطفى البابي الحلبي – مصر الطبعة: الثانية، ١٣٩٥ هـ - ١٩٧٥ م -سنن ابن ماجه :ابن ماجه أبو عبد الله محمد بن يزيد القزويني، تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي- دار إحياء الكتب العربية - فيصل عيسى البابي الحلبي. -مسند الإمام أحمد بن حنبل المحقق: شعيب الأرنؤوط - عادل مرشد، وآخرون إشراف: د عبد الله بن عبد المحسن التركي مؤسسة الرسالة الطبعة: الأولى، ١٤٢١ هـ - ٢٠٠١ م. - بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين؛ تأليف سليم الهلالي، دار ابن الجوزي- الطبعة الأولى١٤١٨هـ. - نزهة المتقين شرح رياض الصالحين؛ تأليف د. مصطفى الخِن وغيره، مؤسسة الرسالة-بيروت، الطبعة الرابعة عشر، ١٤٠٧هـ - مرقاة المفاتيح :علي بن سلطان محمد، أبو الحسن نور الدين الملا الهروي القاري -دار الفكر، بيروت – لبنان الطبعة: الأولى،

١٤٢٢هـ - ٢٠٠٢م. -دليل الفالحين لطرق رياض الصالحين/محمد علي بن محمد بن علان بن إبراهيم البكري الصديقي الشافعي -اعتنى بها: خليل مأمون شيحا- دار المعرفة للطباعة والنشر والتوزيع، بيروت – لبنان- الطبعة: الرابعة، ١٤٢٥ هـ - ٢٠٠٤ م. - سلسلة الأحاديث الضعيفة والموضوعة وأثرها السيئ في الأمة/محمد ناصر الدين،الألباني -دار المعارف، الرياض - المملكة العربية السعودية/الطبعة: الأولى، ١٤١٢ هـ/ ١٩٩٢ . - كنوز رياض الصالحين»، لحمد بن ناصر العمار، دار كنوز إشبيليا- الطبعة الأولى١٤٣٠هـ.

الرقم الموحد: (6102)

عليكم بالدُّلْجَة، فإن الأرض تُطْوَى بالليل

رات کو سفر کیا کرو کیونکہ رات کے وقت زمین لپیٹ دی جاتی ہے۔

١٦٦١. الحديث:

عن أنس -رضي الله عنه- مرفوعاً: «عليكم بالدُّلْجَة، فإن الأرض تُطْوَى بالليل».

١٦٦١. حدیث:

انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "رات کو سفر کیا کرو کیونکہ رات کے وقت زمین لپیٹ دی جاتی ہے۔" (یعنی رات میں مسافت زیادہ طے ہوتی ہے)۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

يرشد النبي صلى الله عليه وسلم أُمَّته إلى أن يسيروا في الليل، وأخبر أن الأرض تُطْوَى للمسافر إذا سافر في الليل؛ فيقطع في الليل ما لا يقطعه في النهار؛ لأن الدابة بالليل أقوى على المشي، إذا كانت قد نالت قوتها واستراحت في النهار تضاعف مشيها، وكذلك الإنسان يكون في الليل أقدر على المشي لعدم الحر، وكذلك بالنسبة للسيارات تخف الحرارة عليها بالليل.

اجمالی معنی:

نبی ﷺ اپنی امت کو ہدایت فرما رہے ہیں کہ وہ رات کو سفر کیا کریں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ مسافر جب رات کو سفر کرتا ہے تو زمین کو اس کے لیے لپیٹ دیا جاتا ہے چنانچہ وہ رات کو اتنی مسافت طے کر لیتا ہے جتنی دن کو نہیں کر سکتا۔ کیونکہ رات کو چوپائے میں چلنے کی زیادہ طاقت ہوتی ہے۔ اگر دن میں آرام کر کے وہ تازہ دم ہو چکا ہو تو اس کی چال میں کئی گناہ اضافہ ہو جاتا ہے۔ اسی طرح انسان بھی رات کے وقت زیادہ آسانی سے چلتا ہے کیونکہ گرمی نہیں ہوتی ہے۔ اسی طرح گاڑیوں پر بھی رات کے وقت گرمی کی شدت کم ہو جاتی ہے۔

راوي الحديث: رواه أبو داود

التخريج: أنس رضي الله عنه.

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين

معاني المفردات:

- عليكم : بمعنى: الزموا.
- الدلجة : السير في الليل
- تطوى : أي: تُخْتَصَرُ، تشبيه لقطع المسافات الطويلة في وقت أقل؛ لأن الدوابَّ تكون أنشط لبرودة الليل

فوائد الحديث:

١. الحث على السير ليلا في السفر؛ لأنه أنشط للمسافر ودابته
٢. إرشاد المسلمين إلى ما فيه نفع ومصلحة لهم

المصادر والمراجع:

-رياض الصالحين من كلام سيد المرسلين؛ للإمام أبي زكريا النووي، تحقيق د. ماهر الفحل، دار ابن كثير-دمشق، الطبعة الأولى، ١٤٢٨ه. - بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين؛ تأليف سليم الهلالي، دار ابن الجوزي- الطبعة الأولى١٤١٨ه - نزهة المتقين شرح رياض الصالحين؛ تأليف د. مصطفى الخِن وغيره، مؤسسة الرسالة-بيروت، الطبعة الرابعة عشر، ١٤٠٧هـ - سنن أبي داود، لأبي داود السجستاني، تحقيق محمد محيي الدين، المكتبة العصرية. - كنوز رياض الصالحين»، لحمد بن ناصر العمار، دار كنوز إشبيليا- الطبعة الأولى١٤٣٠ه - شرح رياض الصالحين؛ للشيخ محمد بن صالح العثيمين، مدار الوطن، الرياض، ١٤٢٦ه.

الرقم الموحد: (5966)

عن أنس -رضي الله عنه- قال: كنا إذا نَزَلْنا مَنْزِلًا، لا نُسَبِّحَ حتى نَحُلَّ الرِّحال.	انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب ہم کسی جگہ پڑاؤ کرتے، تو اس وقت تک نماز نہ پڑھتے، جب تک کہ کجاؤں کو نہ اتار دیتے۔
١٦٦٢. الحديث: عن أنس بن مالك -رضي الله عنه- قال: كنا إذا نَزَلْنا مَنْزِلًا، لا نُسَبِّحَ حتى نَحُلَّ الرِّحال.	**١٦٦٢. حدیث:** انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب ہم کسی جگہ پڑاؤ کرتے، تو اس وقت تک نماز نہ پڑھتے، جب تک کہ کجاؤں کو نہ اتار دیتے۔
درجة الحديث: صحيح	**حدیث کا درجہ:** صحیح
المعنى الإجمالي: يخبر أنس - رضي الله عنه - أن الصحابة -رضي الله عنهم- كانوا إذا سافروا, ثم وقفوا في مكان للراحة ونحوها أو وصلوا لوجهتهم, لم يبادروا لصلاة النافلة -مع حرصهم على الصلاة- حتى يريحوا الدواب التي تحمل أمتعة المسافرين، وذلك بسرعة إنزال الأمتعة عنها, تخفيفًا عنها ورحمةً بها.	**اجمالی معنیٰ:** انس بن مالک رضی اللہ عنہ اس بات کی خبر دے رہے ہیں کہ صحابۂ کرام رضوان اللہ تعالیٰ عنھم کا یہ معمول تھا کہ جب کبھی سفر کرتے اور کسی مقام پر آرام وغیرہ کے لیے رکتے یا اپنی منزل مقصود پر پہنچ جاتے، تو نفل نماز کی ادائیگی کے لیے عجلت نہ کرتے، باوجود یہ کہ انھیں نماز سے دلی لگاؤ تھا، تاآں کہ وہ اپنے مال بردار چوپایوں سے سامان سفر اتار کر انھیں راحت بہم نہ پہنچا دیتے۔ اس طرح ہنگامی انداز میں ان سواریوں سے سامان سفر اتار دیتے؛ تاکہ انھیں بوجھ سے ہلکا کر دیں اور ان کے ساتھ رحمت و شفقت کا معاملہ کریں۔

راوي الحديث: رواه أبو داود.
التخريج: أنس بن مالك -رضي الله عنه-
مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- لا نسبح : لا نصلي النافلة.
- نحل الرحال : نضعها عن ظهر الدواب.
- الرِّحال : ما يُعد للرحيل -السفر- من أمتعة ومركب وغيره.

فوائد الحديث:

١. استحباب إراحة البهائم بالحط عنها قبل الاشتغال بعبادة أو غيرها لما لحقها من التعب.
٢. استحباب التنفل المطلق في السفر.
٣. حرص الصحابة على تنفيذ وصايا رسول الله -صلى الله عليه وسلم- عمومًا، ومنها الوصية بالإحسان إلى الدواب.
٤. يشرع للمصلي ألا يدخل الصلاة, وباله مشغول بغيرها, حتى يصفي ذهنه من الشواغل.
٥. حرص الصحابة -رضي الله عنهم- على الرفق بالحيوان.

المصادر والمراجع:

-نزهة المتقين شرح رياض الصالحين لمجموعة من الباحثين, مؤسسة الرسالة, الطبعة الرابعة عشر, ١٤٠٧ه . - تطريز رياض الصالحين لفيصل بن عبد العزيز المبارك النجدي, تحقيق: عبد العزيز آل حمد, دار العاصمة , الطبعة: الأولى، ١٤٢٣ هـ - بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين، لسليم الهلالي, دار ابن الجوزي. - شرح رياض الصالحين لابن عثيمين , دار مدار الوطن للنشر، الرياض, الطبعة : ١٤٢٦ هـ - سنن أبي داود. المحقق: محمد محيي الدين عبد الحميد. الناشر: المكتبة العصرية، صيدا - بيروت. - رياض الصالحين، للنووي، تحقيق : ماهر الفحل. دار ابن كثير - بيروت. الطبعة الأولى ١٤٢٨ه - ٢٠٠٧م - صحيح أبي داود، للشيخ الألباني. الناشر : مؤسسة غراس للنشر والتوزيع ، الكويت. الطبعة : الأولى ، ١٤٢٣ هـ - ٢٠٠٢ م - دليل الفالحين

لطرق رياض الصالحين, محمد علي بن محمد البكري الصديقي الشافعي, اعتنى بها: خليل مأمون شيحا, الناشر: دار المعرفة للطباعة والنشر والتوزيع، بيروت – لبنان, الطبعة: الرابعة، ١٤٢٥ هـ - ٢٠٠٤ م. - كنوز رياض الصالحين»، لحمد بن ناصر العمار، دار كنوز إشبيليا- الطبعة الأولى١٤٣٠هـ.

الرقم الموحد: (8844)

غَيِّرُوا هذا واجْتَنِبوا السَّوَاد

اس کوکسی اور رنگ سے بدل لو، لیکن کالے رنگ سے دور رہنا۔

١٦٦٣. الحديث:

عن جابر -رضي الله عنه- قال: أُتِيَ بأبي قُحَافَة والد أبي بكر الصديق -رضي الله عنهما-، يوم فتح مكة ورأسه ولحيته كَالثَّغَامَةِ بياضا. فقال رسول الله -صلى الله عليه وسلم-: «غَيِّرُوا هذا واجْتَنِبوا السَّواد».

١٦٦٣. حدیث:

جابر - رضی اللہ عنہ - سے روایت ہے کہ فتح مکہ کے دن ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے والد ابو قحافہ کو لایا گیا، ان کے سر اور داڑھی کے بال ثغامہ گھاس (ایک گھاس ہے جس کے پھل اور پھول سب سفید ہوتے ہیں) کی طرح سفید تھے۔ آپ ﷺ نے حکم دیا: "اس کو کسی اور رنگ سے بدل لو، لیکن کالے رنگ سے دور رہنا"۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

معنى الحديث: أنه أتي بأبي قحافة -والد أبي بكر الصديق- إلى النبي -صلى الله عليه وسلم- يوم فتح مكة ورأسه ولحيته كَالثَّغَامَةِ ، وهو نوع من النبات أبيض، فلما رآه -صلى الله عليه وسلم- على تلك الحال، قال: "غَيِّرُوا هذا واجْتَنِبوا السَّوَاد" فأمر بتغيير الشَّيب وأن يُجَنَّب السَّواد؛ لأن السَّواد يعني أنه يُعيد الإنسان شابًّا، فكان ذلك مضادة لفطرة الله -عز وجل- وسنته في خلقه، وأما بقية الأصباغ كالحُمرة والصُفرة أو بالحناء والكَتَم مخلوطين فلا بأس، إذا خرج اللون عن السَّواد، بل بين السَّواد والحُمرة، فهذا لا بأس به، والمنهي عن صبغه به هو السَّواد الخالص، وفي مسلم من حديث أنس -رضي الله عنه- خضب أبو بكر وعمر -رضي الله عنهما- بالحناء والكَتَم.

اجمالی معنیٰ:

حدیث کا مفہوم یہ ہے کہ فتح مکہ کے دن ابو بکر صدیق - رضی اللہ عنہ - کے والد ابو قحافہ کو لایا گیا، ان کے سر اور داڑھی کے بال ثغامہ گھاس کی طرح سفید ہو گیے تھے۔ ثغامہ ایک قسم کا سفید رنگ کا گھاس ہے۔ جب آپ ﷺ نے انہیں اس حال میں دیکھا، تو فرمایا: "اس کو کسی اور رنگ سے بدل لو، لیکن کالے رنگ سے دور رہنا"۔ آپ ﷺ نے ان کے بالوں کی سفیدی کو تبدیل کرنے کا حکم دیا اور فرمایا کہ اس کو کالا کرنے سے بچو، اس لیے کہ بالوں کو کالا کرنا انسان کو دوبارہ جوان بنانا ہے۔ یہ تخلیق کے بارے میں اللہ تعالیٰ کی فطرت اور اس کی سنت کے منافی ہے۔ جہاں تک باقی رنگوں کا تعلق ہے جیسے لال اور نیلا رنگ یا مہندی اور وسمہ ملے ہوئے رنگ، تو ان میں کوئی حرج نہیں۔ اگر کالے کے علاوہ ایسا رنگ ہو جو کالے اور سُرخ کے درمیان ہو تو اس میں بھی کوئی حرج نہیں۔ ممانعت صرف خالص کالے رنگ کی ہے۔ صحیح مسلم میں انس رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ ابو بکر اور عمر رضی اللہ عنہما مہندی اور وسمہ لگایا کرتے تھے۔

راوي الحديث: رواه مسلم.

التخريج: جابر -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- الثَّغَامَة : نَبْت أبيض يُشبه الشَّيب يُسمى العَوسَج.

فوائد الحديث:

١. كراهة ترك الشَّيب على حاله، واستحباب تغيير لونه.
٢. يحرم تغيير الشَّيب بالسَّواد الخالص؛ لما في ذلك من الخِداع.

المصادر والمراجع:

نزهة المتقين، تأليف: جمعٌ من المشايخ، الناشر: مؤسسة الرسالة، الطبعة الأولى: ١٣٩٧ هـ الطبعة الرابعة عشر ١٤٠٧ هـ كنوز رياض الصالحين، تأليف: حمد بن ناصر بن العمار، الناشر: دار كنوز أشبيليا، الطبعة الأولى: ١٤٣٠ هـ صحيح مسلم، تأليف: مسلم بن الحجاج النيسابوري، تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي الناشر: دار إحياء التراث العربي – بيروت. رياض الصالحين، تأليف : محيي الدين يحيى بن شرف النووي ، تحقيق: د. ماهر بن ياسين الفحل

، الطبعة: الأولى، ١٤٢٨هـ شرح رياض الصالحين، تأليف: محمد بن صالح العثيمين، الناشر: دار الوطن للنشر، الطبعة: ١٤٢٦هـفتاوى اللجنة الدائمة للبحوث العلمية والإفتاء، جمع وترتيب: أحمد بن عبد الرزاق الدويش.

الرقم الموحد: (8909)

غطُّوا الإناء، وأَوْكِئُوا السِّقَاء، وأغْلِقُوا الأبْوَاب، وأطْفِئُوا السِّراج؛ فإن الشيطان لاَ يَحُلُّ سِقَاء، ولاَ يفتح بابا، ولاَ يَكْشِف إناء

١٦٦٤. الحديث:

عن جابر -رضي الله عنه- مرفوعًا: «غَطُّوا الإِناء، وأَوْكِئُوا السِّقَاءَ، وأَغْلِقُوا الأبوابَ، وأَطْفِئُوا السِّرَاجَ؛ فإن الشيطان لا يَحُلُّ سِقَاءً، ولا يَفْتَحُ بَابًا، ولا يَكْشِفُ إِنَاءً، فإن لم يجد أحدكم إلا أن يَعْرُضَ على إِنَائِهِ عُودًا، ويذكر اسم الله، فَلْيَفْعَلْ؛ فإن الفُوَيْسِقَةَ تُضْرِمُ على أهل البيت بَيْتَهُم».

درجة الحديث: صحيح

المعنى الإجمالي:

أمر النبي -صلى الله عليه وسلم- بتغطية الإناء؛ صونًا له من الحشرات، وسائر المؤذيات ولما قد ينزل فيه من الوباء، وأن تغلق الأسقية، وأن تغلق الأبواب لما في ذلك من المصالح الدينية والدنيوية، وحراسة الأنفس والأموال، من أهل العبث والفساد. وأرشد إلى أن تطفأ السرج لما في ذلك من حفظ البيت وأهله لما قد يخشى عليهم من ضرر الاحتراق. والحديث محمول على وقت النوم ليلا، وأخبر أن الشيطان لا يفتح سِقاء مغلقا، ولا بابا ولا يَكشف عن الأواني المغلقة. فإذا لم يمكن تغطية الإناء بما يستوعبه بحيث لا يظهر ما بداخله أو بعضه فلا يدعه مشكوفا، بل يجعل عليه عودا عرضًا، ويسمي الله -تعالى- عند تغطية الإناء، وإيكاء الأسقية، وإغلاق الأبواب، وذكر أن السِّراج وغيره من المواد المشتعلة إذا تركت على حالها ولم تطفأ قبل النوم؛ فإن الغالب على الفويسقة العَبَث به؛ وقد يكون ذلك سببا لإحراق أهل البيت وقت نومهم.

برتنوں کو ڈھانک دیا کرو، مشکیزے کا منہ بند کر دیا کرو، دروازوں کو بھڑا دیا کرو اور چراغ کو بجھا دیا کرو۔ کیونکہ شیطان نہ تو مشکیزے کی گرہ کھولتا ہے، نہ بند دروازے کو کھولتا ہے اور نہ ہی برتن کو کھولتا ہے۔

١٦٦٤. حدیث:

جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "برتنوں کو ڈھانک دیا کرو، مشکیزے کا منہ بند کر دیا کرو، دروازوں کو بھڑا دیا کرو اور چراغ کو بجھا دیا کرو۔ کیونکہ شیطان نہ تو مشکیزے کی گرہ کھولتا ہے، نہ بند دروازے کو کھولتا ہے اور نہ ہی برتن کو کھولتا ہے۔ اگر تم میں سے کسی شخص کو کچھ نہ ملے، سوائے اس کے کہ وہ اپنے برتن پر چوڑائی کے رخ ایک لکڑی ہی رکھ دے اور اللہ کا نام لے لے، تو وہ ایسا ہی کر لے۔ اس لیے کہ چوہا اہل خانہ کا گھر جلا دیتا ہے"۔

حدیث کا درجہ: صحیح

اجمالی معنی:

نبی ﷺ نے برتن کو حشرات اور موذی جانوروں سے بچانے کے لیے ڈھانکنے کا حکم دیا؛ اس لیے بھی کہ ہو سکتا ہے کوئی وبا اس میں نازل ہو جائے۔ اسی طرح آپ ﷺ نے مشکیزوں کو باندھ دینے اور دروازوں کو بند کر دینے کا حکم دیا؛ کیونکہ ایسا کرنے میں دینی اور دنیاوی مصالح ہیں اور بے ہودہ کار اور فساد انگیز لوگوں سے جان و مال کا تحفظ ہوتا ہے۔ آپ ﷺ نے راہ نمائی فرمائی کہ چراغوں کو بجھا دیا جائے، کیونکہ اس سے گھر اور اہل خانہ محفوظ رہتے ہیں؛ کیونکہ اندیشہ رہتا ہے کہ کہیں جلنے کا نقصان نہ ہو جائے۔ حدیث رات کو سونے کے وقت پر محمول ہے۔ آپ ﷺ نے بتایا کہ شیطان بند مشکیزے اور دروازے نہیں کھولتا اور نہ ہی بند برتنوں کو کھولتا ہے۔ اگر برتن کو کسی شے سے مکمل طور پر ڈھانکنا ممکن نہ ہو، بایں طور کہ اس میں موجود شے بالکل بھی دکھائی نہ دے اور نہ ہی اسے جزوی طور پر ڈھانکا جا سکتا ہو، تو پھر بھی وہ شخص اسے کھلا نہ رہنے دے، بلکہ اس پر چوڑائی کے رخ ایک لکڑی رکھ دے اور برتن کو ڈھانکتے ہوئے، مشکیزوں کو باندھتے ہوئے اور دروازوں کو بند کرتے وقت ان پر اللہ تعالی کا نام لے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ چراغ اور اس طرح کی دیگر آتشی اشیا کو اگر ان کے حال پر رہنے دیا جائے اور سونے سے پہلے انھیں بجھایا نہ جائے، تو عموماً چوہے اس کے ساتھ چھیڑ چھاڑ کرتے ہیں اور اس وجہ سے بسا اوقات سوتے ہوئے اہل خانہ جل جاتے ہیں۔

راوي الحديث: رواه مسلم.

التخريج: جابر -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- أَوْكِئُوا السِّقَاء : اربِطوا السِّقَاء؛ لئلا يدخلها شيء. والسقاء: ظَرف من الجِلد يُوضع فيه الماء.
- السِّراج : المِصباح.
- يَعْرِض على إنَائِهِ عُوْدًا : أي: يَمُدُّ عليه خَشَبَة عرضا.
- الفُوَيْسِقَة : الفأرة.
- تُضْرِمُ : تُحْرِق.

فوائد الحديث:

١. تغطية أوعية الطعام، وسد أفواه أوعية الماء، وتغطيتها أيضاً؛ وذلك صونا لها من الحشرات والأوساخ، وكل ما يؤذي ويستقذر.

٢. يجزئ تغطية بعض الإناء، إذا لم يمكن تغطيته كله.

٣. إغلاق أبواب البيوت والغرف؛ احتياطا من الفُسَّاق واللصوص والشياطين، وكل خطر يتوقع.

٤. الشيطان يعبث بشؤون الناس حين غفلتهم، ويغري هوام الأرض بالإيذاء؛ لذا يجب الأخذ بالحيطة والحذر من كل شرٍّ متوقع.

٥. أن ذكر الله -تعالى- يمنع الشيطان من العَبَث.

٦. استحباب التسمية عند وضع الأشياء واستعمالها.

٧. نُصح النبي -صلى الله عليه وسلم- لأمته.

المصادر والمراجع:

نزهة المتقين شرح رياض الصالحين، مجموعة من الباحثين، مؤسسة الرسالة، بيروت، الطبعة: الرابعة عشر ١٤٠٧هـ. كنوز رياض الصالحين، مجموعة من الباحثين برئاسة حمد بن ناصر العمار، كنوز إشبيليا، الرياض، الطبعة: الأولى ١٤٣٠هـ. رياض الصالحين من كلام سيد المرسلين، أبو زكريا محيي الدين النووي، تحقيق ماهر الفحل، دار ابن كثير، دمشق، بيروت، الطبعة: الأولى ١٤٢٨هـ. التنوير شرح الجامع الصغير، محمد بن إسماعيل الصنعاني، تحقيق: محمد إسحاق محمد إبراهيم، مكتبة دار السلام، الطبعة: الأولى ١٤٣٢هـ. تطريز رياض الصالحين، فيصل بن عبد العزيز المبارك، تحقيق: عبد العزيز بن عبد الله آل حمد، دار العاصمة للنشر والتوزيع، الرياض، الطبعة: الأولى ١٤٢٣هـ، ٢٠٠٢م. فتح الباري شرح صحيح البخاري، أحمد بن علي بن حجر العسقلاني، رقمه وبوب أحاديثه: محمد فؤاد عبد الباقي، دار المعرفة، بيروت، الطبعة: ١٣٧٩هـ.

الرقم الموحد: (8925)

فَأَمَّا إذَا أَبَيْتُمْ فَأَعْطُوا الطَّرِيقَ حَقَّهُ قَالُوا: وَمَا حَقُّهُ؟ قَالَ: غَضُّ الْبَصَرِ، وَكَفُّ الْأَذَى، وَرَدُّ السَّلَامِ، وَالْأَمْرُ بِالْمَعْرُوفِ، وَالنَّهْيُ عَنْ الْمُنْكَرِ

راستوں میں بیٹھنے سے پرہیز کرو۔ صحابۂ کرام نے عرض کیا کہ: یارسول اللہ!ان مجلسوں کے بغیر توچارہ نہیں کیوں کہ ہم انہی میں ہی ایک دوسرے سے گفتگو کرتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اگر تم بیٹھنے پر مصر ہی ہو تو پھر راستے کو اس کا حق دو۔ صحابہ کرام نے سوال کیا کہ: راستے کا حق کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: نگاہ نیچی رکھنا، کسی کو ایذاء نہ دینا، سلام کا جواب دینا، اچھی بات کی تلقین کرنا اور بری بات سے روکنا۔

١٦٦٥. الحديث:

عن أبي سعيد الخدري -رضي الله عنه- مرفوعًا: إياكم والجلوسَ على الطُّرُقَاتِ قالوا: يا رسول الله، ما لنا بُدٌّ من مجالسنا، نتحدث فيها، قال: فأما إذا أَبَيْتُمْ فأعطوا الطريق حَقَّهُ قالوا: وما حَقُّهُ؟ قال: غَضُّ البصر، وكَفُّ الأذى، ورد السلام، والأمر بالمعروف، والنهي عن المنكر.

١٦٦٥. حدیث:

ابو سعید خدری - رضی اللہ عنہ - سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "راستوں میں بیٹھنے سے پرہیز کرو۔ صحابہ کرام نے عرض کیا کہ: اے اللہ کے رسول ﷺ!ان مجلسوں کے بغیر توچارہ نہیں کیوں کہ ہم انہی میں ہی ایک دوسرے سے گفتگو کرتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اگر تم بیٹھنے پر مصر ہی ہو تو پھر راستے کو اس کا حق دو۔ صحابہ کرام نے سوال کیا کہ: راستے کا حق کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: نگاہ نیچی رکھنا، کسی کو ایذاء نہ دینا، سلام کا جواب دینا، اچھی بات کی تلقین کرنا اور بری بات سے روکنا۔"

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

حذر النبي -صلى الله عليه وسلم- أصحابه من الجلوس في الطرقات، فقالوا: ما لنا غِنًى عنه، فقال: إذا امتنعتم ولا بد أن تجلسوا فيجب عليكم أن تعطوا الطريق حقه، فسألوه عن حق الطريق، فأخبرهم به: أن يغضوا البصر عن النساء اللاتي يمررن أمامهم، وأن يمتنعوا عن أذية المارة سواء بالقول أو بالفعل، وأن يردوا السلام على من ألقاه عليهم، وأن يأمروا بالمعروف وإذا رأوا منكرا أمامهم وجب عليهم إنكاره.

اجمالی معنی:

نبی ﷺ نے اپنے صحابہ کو راستوں میں بیٹھنے سے ڈرایا۔ وہ کہنے لگے کہ اس کے بغیر توچارہ ہی نہیں۔ اس پر آپ ﷺ نے فرمایا کہ: اگر تم نہیں رکتے اور تمہارے بیٹھے بغیر کوئی چارہ نہیں تو پھر تمہارے اوپر واجب ہے کہ تم راستے کو اس کا حق دو۔ انہوں نے دریافت کیا کہ راستے کا حق کیا ہے؟۔ آپ ﷺ نے انہیں بتایا کہ راستے کا حق یہ ہے کہ وہ ان عورتوں سے اپنی نگاہیں پست رکھیں جو ان کے سامنے سے گزرتی ہیں، راہ گیروں کو قول و فعل کے ذریعے سے ایذاء نہ دیں، جو انہیں سلام کرے اس کے سلام کا جواب دیں، اچھی بات کی تلقین کریں اور اپنے سامنے جب کوئی برا کام ہوتے دیکھیں تو اس صورت میں ان پر واجب ہے کہ وہ اس پر ناپسندیدگی کا اظہار کریں۔

راوي الحديث: متفق عليه.

التخريج: أبو سعيد الخدري -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: بلوغ المرام.

معاني المفردات:

- الطُّرُقَات : الطرقات جمع طريق.
- مَا لَنَا بُدٌّ : لا محيد لنا عن ذلك.

- أَبَيْتُمْ : امتنعتم.
- غَضُّ الْبَصَرِ : خفض البصر عن النظر إلى ما لا يحل النظر له.
- وَكَفُّ الْأَذَى : الامتناع عن أذية المارّة بالقول أو بالفعل.
- إياكم : أي: احذروا.

فوائد الحديث:

١. النهي عن الجلوس في الطرقات إلا بشرطه المذكور.

٢. أن من حق الطريق غض البصر.

٣. أن من حق الطريق كف الأذى.

٤. أن من حق الطريق رد السلام.

٥. أن من حق الطريق الأمر بالمعروف والنهي عن المنكر.

٦. نستفيد من الحديث قاعدة فقهية مهمة (أن دفع المفاسد مقدم على جلب المصالح).

٧. أن النهي عن الجلوس في الطريق ليس للتحريم، وإنما للتنزيه؛ لأنهم لو فهموا أنه للتحريم لم يراجعوه.

المصادر والمراجع:

صحيح البخاري، طبعة مصورة عن النسخة السلطانية، موافقة لترقيم محمد فؤاد عبد الباقي. صحيح مسلم، تحقيق محمد فؤاد عبد الباقي، ط دار إحياء التراث العربي، بيروت. توضيح الأحكام من بلوغ المرام، للشيخ عبد الله بن عبد الرحمن البسام، ط مكتبة الأسد الإسلامية، الطبعة الخامسة. منحة العلام في شرح بلوغ المرام، للشيخ عبد الله بن صالح الفوزان، ط دار ابن الجوزي، الطبعة الأولى. تسهيل الإلمام بفقه الأحاديث من بلوغ المرام، للشيخ صالح الفوزان بن عبد الله الفوزان، اعتنى بها عبد السلام بن عبد الله السليمان، طبعة الرسالة، الطبعة الأولى.

الرقم الموحد: (5501)

فدنونا من النبي -صلى الله عليه وسلم- فقبلنا يده	ہم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب آئے اور آپ کے دست مبارک کو ہم نے بوسہ دیا
١٦٦٦. الحديث: عن ابن عمر -رضي الله عنهما- قِصَّة، قَالَ فيها: فَدَنَونا من النبيِّ -صلى الله عليه وسلم- فَقَبَّلنَا يَدَه.	**١٦٦٦. حدیث:** عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے ایک واقعہ منقول ہے جس میں وہ بیان کرتے ہیں کہ: ''ہم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب آئے اور آپ کے دست مبارک کو ہم نے بوسہ دیا۔''
درجة الحديث: ضعيف	**حدیث کا درجہ:** ضعیف
المعنى الإجمالي: حديث ابن عمر -رضي الله عنهما- قال: أتينا النبي -صلى الله عليه وسلم- فقبلنا يده، وأقرهم النبي -صلى الله عليه وسلم- على ذلك.	**اجمالی معنی:** عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث ہے، وہ کہتے ہیں کہ ہم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دستِ مبارک کو بوسہ دیا اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر ان کی تائید کی۔

راوي الحديث: رواه أبو داود وابن ماجه وأحمد.

التخريج: عبدالله بن عمر –رضي الله عنهما-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

فوائد الحديث:

١. جواز تقبيل كف العالم الرباني والوالدين.

المصادر والمراجع:

بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين، تأليف سليم الهلالي، دار ابن الجوزي. سنن الترمذي، للإمام محمد بن عيسى الترمذي، تحقيق محمد فؤاد عبدالباقي، مكتبة الحلبي-مصر، الطبعة الثانية، ١٣٨٨هـ. رياض الصالحين من كلام سيد المرسلين، للإمام أبي زكريا النووي، تحقيق د. ماهر الفحل، دار ابن كثير-دمشق، الطبعة الأولى، ١٤٢٨هـ. سنن أبي داود، تحقيق: محمد محيي الدين عبد الحميد، نشر: المكتبة العصرية، صيدا – بيروت. سنن ابن ماجه، للحافظ محمد بن يزيد القزويني، حققه محمد فؤاد عبدالباقي، دار إحياء الكتب العربية. شرح رياض الصالحين، للشيخ محمد بن صالح العثيمين، مدار الوطن-الرياض، ١٤٢٦هـ. ضعيف سنن أبي داود، تأليف محمد ناصر الدين الألباني، غراس-الكويت، الطبعة الأولى، ١٤٢٣هـ. مسند الإمام أحمد بن حنبل، تحقيق: شعيب الأرنؤوط - عادل مرشد، وآخرون، نشر: مؤسسة الرسالة، الطبعة: الأولى، ١٤٢١هـ- ٢٠٠١م.

الرقم الموحد: (6104)

فصل ما بين صيامنا وصيام أهل الكتاب أكلة السحر	ہمارے اوراہل کتاب کے روزے میں سحری کھانے کا فرق ہے۔
١٦٦٧. الحديث: عن عمرو بن العاص -رضي الله عنه- أن رسول الله -صلى الله عليه وسلم- قال: «فَصْلُ مَا بَيْنَ صِيَامِنَا وصِيَامِ أَهْلِ الكِتَابِ، أَكْلَةُ السَّحَرِ».	**١٦٦٧. حدیث :** عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :"ہمارے اوراہل کتاب کے روزے میں سحری کھانے کا فرق ہے"۔
درجة الحديث: صحيح	**حدیث کا درجہ :** صحیح
المعنى الإجمالي: يخبر النبي عليه الصلاة والسلام في هذا الحديث عن الفارق المميز بين صيامنا وصيام اليهود والنصارى، وهو الطعام الذي يأكله المسلمون وقت السحور، لأنَّ أهل الكتاب لا يتسحرون، والمسلمون يستحب لهم السحور؛ مخالفة لأهل الكتاب وتحقيقاً للسنة وفيه بركة وخير كما ثبت في السنة، وأهل الكتاب يصومون من نصف الليل، فيأكلون قبل منتصف الليل ولا يأكلون في السحر، والتمييز بين المسلمين والكفار أمر مطلوب في الشرع.	**اجمالی معنی :** اس حدیث میں رسول اللہ ﷺ ہمارے اوریہودو نصاریٰ کے روزوں کے درمیان پایا جانے والا فرق و امتیازاس کھانے کو قرار دے رہے ہیں، جو مسلمان سحری کے وقت کھاتے ہیں؛ کیوں کہ اہل کتاب سحری نہیں کرتے اور مسلمانوں کے لیے سحری کرنا مستحب اور پسندیدہ عمل ہے۔ اس لیے کہ اس میں ایک جانب یہود و نصاریٰ کی مخالفت ہے، تودوسری جانب اس میں سنت کی مکمل پیروی کا مظاہرہ، جس میں برکت اور خیر ہی مضمر ہے، جیسا کہ سنت سے اس کا ثبوت ملتا ہے۔ جب کہ اہل کتاب کا روزہ نصف شب سے شروع ہوتا ہے، اس لیے وہ نصف شب سے پہلے ہی کھالیتے ہیں اور سحری کے وقت نہیں کھاتے۔ چنانچہ شریعت یہ چاہتی ہے کہ مسلمانوں اور کفار کے درمیان حد فاصل قائم کی جائے۔

راوي الحديث: رواه مسلم.
التخريج: عمرو بن العاص -رضي الله عنه-
مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- فصل : فاصل وفارق.
- أهل الكتاب : اليهود والنصارى.
- أكلة السحر : السحور، وأكلة بفتح الهمزة، عبارة عن المرة الواحدة من الأكل كغدوة، والمراد هنا الطعام الذي يؤكل وقت السُّحور.

فوائد الحديث:

١. السحور من خصائص الأمة الإسلامية، والله تفضل به وبغيره من الرخص رأفة ورحمة بها.
٢. مخالفة أهل الكتاب مقصد من مقاصد الشرع، وهدف من أهداف البعثة النبوية تمييزاً لهذه الأمة الإسلامية.

المصادر والمراجع:

-شرح رياض الصالحين، لابن عثيمين، نشر: دار الوطن للنشر، الرياض، الطبعة: ١٤٢٦ه. - رياض الصالحين، للنووي، تحقيق : ماهر الفحل. دار ابن كثير - بيروت. الطبعة الأولى ١٤٢٨ه - ٢٠٠٧م - صحيح مسلم. ترقيم محمد فؤاد عبد الباقي. دار إحياء التراث العربي. بيروت. - نزهة المتقين شرح رياض الصالحين لمجموعة من الباحثين. مؤسسة الرسالة. الطبعة الرابعة عشر، ١٤٠٧ه . - كنوز رياض الصالحين، نشر: دار كنوز إشبيليا، الطبعة: الأولى، ١٤٣٠ه ٢٠٠٩م. - بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين لسليم الهلالي، ط١، دار ابن الجوزي، الدمام، (١٤١٥ه). - المنهاج شرح صحيح مسلم بن الحجاج للنووي، دار إحياء التراث العربي - بيروت. الطبعة الثانية ، ١٣٩٢.

الرقم الموحد: (6105)

فضل العالم على العابد كفضلي على أدناكم

عالم کی فضیلت عابد پر ایسی ہے جیسے میری فضیلت تم میں سے ادنی شخص پر ہے۔

١٦٦٨. الحديث:

عن أبي أمامة الباهلي -رضي الله عنه- أن النبي -صلى الله عليه وسلم- قال: «فضل العالم على العابد كفضلي على أدناكم» ثم قال رسول الله - صلى الله عليه وسلم: «إن الله وملائكته وأهل السماوات والأرض حتى النملة في جحرها وحتى الحوت ليصلون على معلمي الناس الخير»

١٦٦٨. حديث:

ابوامامہ باہلی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "عالم کی فضیلت عابد پر ایسی ہے، جیسے میری فضیلت تم میں سے ادنی شخص پر ہے"، پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے اور آسمان اور زمین والے یہاں تک کہ چیونٹیاں اپنی سوراخ میں اور مچھلیاں اس شخص کے لیے دعائیں کرتی ہیں، جو نیکی و بھلائی کی تعلیم دیتا ہے"۔

درجة الحديث: حسن لغيره

حدیث کا درجہ: حَسَن لغیرہ

المعنى الإجمالي:

سيق هذا الحديث لبيان فضل العلم والعالم بالعلوم الشرعية مع القيام بفرائض العبادات وبما يتيسر له من النوافل، "على العابد"، أي: على المتفرغ للعبادة "كفضلي على أدناكم"، أي: نسبة شرف العالم إلى شرف العابد؛ كنسبة شرف الرسول -صلى الله عليه وسلم- إلى أدنى الصحابة شرفا ومنزلة، فإن المخاطبين بقوله: "أدناكم" الصحابة، ثم قال رسول الله -صلى الله عليه وسلم- : "إن الله وملائكته وأهل السماوات والأرض"، أي: أهل الأرض من الإنس والجن وجميع الحيوانات، "حتى النملة في جحرها" أي ثقبها الذي تسكنه "وحتى الحوت ليصلون على معلمي الناس الخير"، أراد بالخير هنا علم الدين وما به النجاة في الدنيا والآخرة، والصلاة من الله تعالى ثناؤه على عبده في الملأ الأعلى، ومن الملائكة بمعنى الاستغفار، ولا رتبة فوق رتبة من تشتغل الملائكة وجميع المخلوقات بالاستغفار والدعاء له إلى يوم القيامة ولهذا كان ثوابه لا ينقطع بموته.

اجمالی معنی:

اس حدیث میں علم اور اس شرعی علوم کے حامل شخص کی فضیلت بیان کی گئی ہے، جو فرض عبادات کی ادائیگی کے ساتھ حتی المقدور نوافل کا بھی اہتمام کرتا ہے۔ "علی العابد" یعنی خود کو عبادت کے لیے وقف کر دینے والے پر۔ "کفضلی علی أدناکم" یعنی عالم کا فضل و شرف، عابد کے مقابلے میں ویسا ہی ہے، جیسا رسول اللہ ﷺ کا فضل و شرف ایک ادنی صحابی کے مقابلے میں۔ ادنی صحابی رسول، مراد لینے کی وجہ یہ ہے کہ اس وقت آپ کے اس قول "ادناکم" کے مخاطب صحابۂ کرام رضی اللہ عنھم ہی تھے۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا: "یقینا اللہ تعالی، اس کے فرشتے اور آسمانوں اور زمین میں بسنے والے" یعنی زمین پر رہنے والے تمام انسان، جنات اور تمام حیوانات، "یہاں تک کہ بلوں یعنی سوراخوں میں رہنے والی چیونٹیاں اور مچھلیاں بھی لوگوں کو خیر کی تعلیم دینے والوں کے حق میں خیر و برکت کی دعائیں کرتی ہیں"۔ یہاں خیر سے مراد علم دین اور وہ چیزیں ہیں، جن سے دنیا و آخرت کی نجات وابستہ ہے۔ اللہ تعالیٰ کی جانب سے صلاۃ سے مراد، اس کے مقرب فرشتوں کے گروہ کے روبرو، بندے کی تعریف و ستائش ہے اور فرشتوں کی جانب سے صلاۃ سے مراد بندے کے حق میں استغفار ہے۔ اس شخص سے بڑھ کر کسی کا کوئی مقام نہیں ہوسکتا، جس کے حق میں روزقیامت تک فرشتے اور تمام مخلوقات، استغفار اور دعا میں مصروف ہوں۔ یہی وجہ ہے کہ اس کے مرنے کے بعد بھی اس کے اجر و ثواب کا سلسلہ منقطع نہیں ہوتا۔

راوي الحديث: رواه الترمذي، وعنده: "والأرضين" بدل "والأرض"، وكذا: "معلم" بدل "معلمي".
التخريج: أبو أمامة الباهلي -رضي الله عنه-
مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- أدناكم : أقل المسلمين رتبة في الفضل.
- جحرها : ثقبها الذي تسكنه.
- الحوت : السمك.
- ليصلون : ليدعون.
- العالم : الذي يعرف العلم النافع ويصرف وقته في تحصيله.
- العابد : من كان مشتغلا بالعبادة غالب وقته.

فوائد الحديث:

١. من أساليب الدعوة إلى الله الترغيب وضرب الأمثال.
٢. عِظم شرف العلماء الذين تعلموا العلم وقاموا بحقه من العمل والدعوة.
٣. الحث على توقير العلماء وطلاب العلم والدعاء لهم.
٤. الحث على تعليم الناس الخير؛ لأنه سبب نجاتهم وسعادتهم.
٥. العلماء الدعاة يقومون بوظيفة الأنبياء، وهي الدعوة إلى الله تعالى وتعليم الناس الخير، فهم ورثة الأنبياء.
٦. طلب العلم الزائد عن الواجب أفضل من العبادات النافلة.

المصادر والمراجع:

-كنوز رياض الصالحين، نشر: دار كنوز إشبيليا، الطبعة: الأولى، ١٤٣٠ه ٢٠٠٩م. - سنن الترمذي، تحقيق بشار عواد، دار الغرب الإسلامي – بيروت، ١٩٩٨ م - مرقاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح، لعلي القاري، الناشر:دار الفكر، بيروت - لبنان. الطبعة: الأولى، ١٤٢٢هـ- ٢٠٠٢م - فيض القدير شرح الجامع الصغير، للمناوي. الناشر: المكتبة التجارية الكبرى - مصر. الطبعة: الأولى، ١٣٥٦ - بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين لسليم الهلالي، ط١، دار ابن الجوزي، الدمام، (١٤١٥ه). - تطريز رياض الصالحين لفيصل بن عبد العزيز المبارك النجدي, تحقيق: عبد العزيز آل حمد, دار العاصمة , الطبعة: الأولى، ١٤٢٣ هـ صحيح الترغيب والترهيب – الألباني، مكتبة المعارف – الرياض - رياض الصالحين، للنووي، تحقيق : ماهر الفحل. دار ابن كثير - بيروت. الطبعة الأولى ١٤٢٨ه - ٢٠٠٧م - نزهة المتقين شرح رياض الصالحين لمجموعة من الباحثين, مؤسسة الرسالة, الطبعة الرابعة عشر, ١٤٠٧ه.

الرقم الموحد: (6106)

قَفْلَةٌ كَغَزْوَةٍ

جہاد سے لوٹنا بھی جہاد ہی کی طرح ہے۔

١٦٦٩. الحديث:

عن عبد الله بن عمرو بن العاص -رضي الله عنهما- مرفوعاً: « قَفْلَةٌ كَغَزْوَةٍ ».

١٦٦٩. حدیث :

عبد اللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جہاد سے لوٹنا بھی جہاد ہی کی طرح ہے۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ : صحیح

المعنى الإجمالي:

في هذا الحديث بيان فضل الله -تعالى- على عباده عند أدائهم العبادات فكما أنهم يؤجرون عند السعي إليها؛ كذلك يؤجرون عند الرجوع من أدائها، لذلك أخبر النبي -صلى الله عليه وسلم- أن العائد من الغزو كمن يغزو، فهما في الأجر سواء، كما يكتب أثر الماشي إلى المسجد، ورجوعه إلى أهله.

اجمالی معنی :

اس حدیث میں اللہ تعالی کے اس فضل کا بیان جو وہ اپنے بندوں پر کرتا ہے جب وہ عبادات کی ادائیگی کرتے ہیں۔ جیسے انہیں اس وقت ثواب ملتا ہے جب وہ ان میں کوشاں ہوتے ہیں بالکل اسی طرح انہیں اس وقت بھی ثواب ملتا ہے جب وہ انہیں ادا کر کے واپس لوٹ رہے ہوتے ہیں۔ اسی لیے نبی ﷺ نے فرمایا کہ جہاد سے واپس آنے والا بھی ایسے ہی ہے جیسے جہاد کرنے والا۔ یہ دونوں افراد اجر کے لحاظ سے برابر ہیں جیسا کہ مسجد کی طرف جانے والے کا اجر لکھا جاتا ہے (اسی طرح) وہاں سے اپنے اہل کی طرف لوٹنے کا اجر بھی لکھا جاتا ہے۔

راوي الحديث: رواه أبو داود.

التخريج: عبد الله بن عمرو بن العاص -رضي الله عنهما-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- قَفْلَةٌ : المراد بالقفلة هنا الرجوع من الغزو بعد فراغه، فهو مثاب على رجوعه هذا أيضًا.
- كَغَزْوَةٍ : أي : تساوي غزوة.

فوائد الحديث:

١. المجاهد في سبيل الله يُثاب ويَنال الأجر في الذهاب والإياب.
٢. من خصائص النبي -صلى الله عليه وسلم- أنَّه أوتي جوامع الكلم.
٣. بيان فضل الجهاد والحث عليه.

المصادر والمراجع:

سنن أبي داود، دار الكتاب العربي ـ بيروت. صحيح الجامع الصغير وزيادته، الألباني، المكتب الإسلامي، بيروت، الطبعة : الثالثة، ١٤٠٨هـ، ١٩٨٨م فيض القدير شرح الجامع الصغير، للمناوي، دار الكتب العلمية، بيروت، الطبعة الاولى ١٤١٥ هـ - ١٩٩٤ م بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين، لسليم الهلالي, دار ابن الجوزي. كنوز رياض الصالحين بإشراف حمد العمار, دار كنوز إشبيليا, الطبعة الأولى, ١٤٣٠ه. تطريز رياض الصالحين لفيصل بن عبد العزيز المبارك النجدي, تحقيق: عبد العزيز آل حمد, دار العاصمة , الطبعة: الأولى، ١٤٢٣ هـ نزهة المتقين شرح رياض الصالحين لمجموعة من الباحثين, مؤسسة الرسالة, الطبعة الرابعة عشر, ١٤٠٧ه. دليل الفالحين لطرق رياض الصالحين لمحمد بن علان الصديقي, دار الكتاب العربي..

الرقم الموحد: (6387)

قال الله تعالى يا بن آدم، إنك ما دعوتني ورجوتني غفرت لك على ما كان منك ولا أبالي، يا ابن آدم لو بلغت ذنوبك عَنان السماء ثم استغفرتني غفرت لك

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: اے ابن آدم! بے شک تو جب تک مجھ سے دعا کرتا رہے گا اور مجھ سے امیدیں وابستہ رکھے گا تب تک تجھ سے جو بھی گناہ سرزد ہوں گے میں ان پر تجھے بخشتا رہوں گا اور مجھے کچھ بھی پرواہ نہیں۔ اے ابن آدم! اگر تیرے گناہ آسمان کی بلندیوں کو پہنچ جائیں اور پھر تو مجھ سے مغفرت طلب کرے تو میں تجھے بخش دوں گا۔

١٦٧٠. الحديث:

عن أنس بن مالك -رضي الله عنه- قال: سمعت رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم يقول: «قال الله تعالى يا بن آدم، إنك ما دعوتني ورجوتني غفرت لك على ما كان منك ولا أبالي، يا ابن آدم لو بلغت ذنوبك عَنان السماء ثم استغفرتني غفرت لك، يا ابن آدم لو أتيتني بقُراب الأرض خطايا ثم لقيتني لا تشرك بي شيئاً لأتيتك بقُرابها مغفرة» .

١٦٧٠. حدیث:

انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ''اے ابن آدم! بے شک تو جب تک مجھ سے دعا کرتا رہے گا اور مجھ سے امید وابستہ رکھے گا تب تک تجھ سے جو بھی گناہ سرزد ہوں گے میں ان پر تجھے بخشتا رہوں گا اور مجھے کچھ بھی پرواہ نہیں۔ اے ابن آدم! اگر تیرے گناہ آسمان کی بلندیوں کو پہنچ جائیں اور پھر تو مجھ سے مغفرت طلب کرے تو میں تجھے بخش دوں گا اور مجھے کچھ پرواہ نہیں۔ اے ابن آدم! اگر تو زمین بھر گناہ کر کے مجھ سے اس حال میں ملے کہ تو میرے ساتھ شرک نہ کیا ہو تو میں اس کے برابر مغفرت عطا کروں گا''۔

درجة الحديث: حسن

حدیث کا درجہ: حَسَن

المعنى الإجمالي:

هذا الحديث يدل على سعة رحمة الله سبحانه وتعالى وكرمه وجوده، وقد بين فيه الأسباب التي تحصل بها المغفرة للمرء، وهي الدعاء والاستغفار، وعلَّق هذين السببين على التوحيد، فمن لقي الله عز وجل موحدا؛ نفعه الدعاء والاستغفار ، ولا ينفع مع الشرك شيء لا دعاء ولا غيره.

اجمالی معنی:

یہ حدیث اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی رحمت کی وسعت اور اس کے جود و کرم کی دلیل ہے۔ اس میں ان اسباب کا بیان ہے جن سے آدمی کو مغفرت حاصل ہوتی ہے یعنی دعا اور استغفار کرنا۔ اللہ تعالیٰ نے ان دونوں اسباب کو توحید کے ساتھ مشروط کیا ہے۔ چنانچہ جو شخص اللہ عزوجل سے اس حال میں ملتا ہے کہ وہ توحید کا اقرار کرنے والا ہوتا ہے، اسے دعا اور استغفار فائدہ دیتے ہیں۔ اور شرک کے ہوتے ہوئے نہ تو دعا نفع بخش ہوتی ہے اور نہ کوئی دوسری چیز۔

راوي الحديث: رواه الترمذي وأحمد والدارمي

التخريج: أنس بن مالك رضي الله عنه.

مصدر متن الحديث: الأربعون النووية

معاني المفردات:

- ما دعوتني : لمغفرة ذنوبك
- ورجوتني : دعوتني والحال أنك ترجو تفضلي عليك، وإجابة دعائك.
- غفرت لك : ذنوبك، أي سترتها عليك ولا أعاقبك بها في الآخرة.
- على ما كان منك : من تكرار المعاصي.
- ولا أبالي : لا أكترث بذنوبك ولا أستكثرها وإن كثرت إذ لا يتعاظمني شيء.
- عنان : سحاب.

- استغفرتني : طلبت مني وقاية شرها مع سترها.
- بقراب الأرض : قُراب وقِراب أي بقريب ملئها، أو بمثلها.
- لقيتني : مت على الإيمان.
- لا تشرك بي شيئا : لاعتقادك توحيدي، والتصديق برسلي وبما جاءوا به.

فوائد الحديث:

١. سعة كرم الله تعالى وجوده.

٢. العاصي لا يسلب عنه اسم الإيمان ويكفر، ولا يعطاه على الإطلاق، بل يقال: هو مؤمن عاص، أو مؤمن بإيمانه، فاسق بكبيرته، وعلى هذا يدل الكتاب والسنة، وإجماع سلف الأمة.

٣. بيان معنى لا إله إلا الله: أنه هو إفراد الله بالعبادة، وترك الشرك قليله وكثيره.

٤. حصول المغفرة بهذه الأسباب الثلاثة: الدعاء مع الرجاء، والاستغفار، والتوحيد وهو السبب الأعظم الذي من فقده فقد المغفرة، ومن جاء به فقد جاء بأعظم أسباب المغفرة

المصادر والمراجع:

التحفة الربانية في شرح الأربعين حديثًا النووية، مطبعة دار نشر الثقافة، الإسكندرية، الطبعة: الأولى، ١٣٨٠ هـ الجامع في شروح الأربعين النووية، للشيخ محمد يسري، ط. دار اليسر. مسند أحمد، تحقيق شعيب الأرنؤوط. الناشر : مؤسسة الرسالةالطبعة : الأولى ، ١٤٢١ هـ - ٢٠٠١ م سنن الدارمي، دار الكتاب العربي – بيروت، الطبعة الأولى ، ١٤٠٧ سنن الترمذي، تحقيق بشار عواد، دار الغرب الإسلامي – بيروت، ١٩٩٨ م سلسلة الأحاديث الصحيحة، محمد ناصر الدين الألباني، دار المعارف، ١٤١٥هـ.

الرقم الموحد: (5456)

قال الله تعالى: أنفق يا ابن آدم ينفق عليك	اللہ تعالی نے فرمایا : اے ابن آدم !خرچ کر، تجھ پر خرچ کیا جائے گا۔
١٦٧١. الحديث: عن أبي هريرة عبدالرحمن بن صخر الدوسي -رضي الله عنه- مرفوعاً: .«قال الله تعالى: أنفق يا ابن آدم ينفق عليك».	**١٦٧١. حدیث :** ابو ہریرۃ عبد الرحمن بن صخر الدوسی رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ سے روایت کیا ہے کہ اللہ تعالی نے فرمایا : "اے ابن آدم !خرچ کر، تجھ پر خرچ کیا جائے گا"۔
درجة الحديث: صحيح	**حدیث کا درجہ :** صحیح
المعنى الإجمالي: أنفق ينفق عليك، أي لا تخش الفقر ببذل المال وإخراجه ولا تكن شحيحًا، فأنك إذا أنفقت على غيرك سوف ينفق الله تعالى عليك، فما عندكم ينفد وما عند الله باق، وهذا الحديث بمعنى قوله تعالى: (وما أنفقتم من شيء فهو يخلفه) فتضمن الحث على الإنفاق في وجوه الخير والتبشير بالخلف من فضل الله تعالى.	**اجمالی معنی :** خرچ کر، تجھ پر خرچ کیا جائے گا۔ یعنی مال خرچ کرنے اور اسے صرف کرنے کی وجہ سے غربت کا اندیشہ نہ کرو اور تنگ دلی نہ دکھاؤ۔ اگر تم کسی پر خرچ کروگے، تو اللہ تم پر خرچ کرے گا۔ جو تمہارے پاس ہے، وہ ختم ہونے والا ہے اور جو اللہ کے پاس ہے، وہ باقی رہنے والا ہے۔ اس حدیث کا مفہوم وہی ہے، جو اللہ تعالی کے اس قول کا ہے : (وما أنفقتم من شيء فهو يخلفه) ترجمہ : تم جو کچھ بھی اللہ کی راہ میں خرچ کرو گے، اللہ اس کا (پورا پورا) بدلہ دے گا۔ اس حدیث میں بھلائی کے کاموں میں خرچ کرنے کی ترغیب اور اس کے بدلے میں ملنے والے اللہ کے فضل کی خوش خبری پنہاں ہے۔

راوي الحديث: متفق عليه

التخريج: أبو هريرة عبدالرحمن بن صخر الدوسي رضي الله عنه.

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين

معاني المفردات:

- أنفق : أنفق المال في وجوه الخير بالطرق المأذون به شرعاً إيماناً واحتساباً.
- ينفق عليك : أي يوسع عليك ويأتيك عوض ما تنفقه ويبارك لك فيه.

فوائد الحديث:

١. الإنفاق سبب لسعة الرزق.

٢. إعطاء الله لعبده على قدر إعطاء العبد للفقراء والمحتاجين.

٣. خزائن الله ملأى لا تنفد والمولى كريم لا يمسك خشية الإنفاق.

المصادر والمراجع:

الجامع المسند الصحيح (صحيح البخاري)، تأليف: محمد بن إسماعيل البخاري، تحقيق: محمد زهير بن ناصر الناصر، دار طوق النجاة ترقيم محمد فؤاد عبدالباقي، ط ١٤٢٢. المسند الصحيح (صحيح مسلم)، تأليف: مسلم بن حجاج النيسابوري، تحقيق: محمد فؤاد عبدالباقي، دار إحياء التراث العربي. بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين، تأليف: سليم بن عيد الهلالي، دار ابن الجوزي.

الرقم الموحد: (5805)

قال الله عز وجل العز إزاري، والكبرياء ردائي، فمن نازعني بشيء منهما عذبته

اللہ عزوجل نے فرمایا : "عزت میری ازار اور کبریائی (بڑائی) میری چادر ہے چنانچہ جو شخص ان دونوں میں سے کوئی شے مجھ سے کھینچے گا میں اسے عذاب دوں گا۔"

١٦٧٢. الحديث:

عن أبي هريرة-رضي الله عنه- قال رسول الله -صلى الله عليه وسلم- : «العز إزاري، والكبرياء ردائي، فمن نازعني بشيء منهما عذبته».

١٦٧٢. حدیث :

ابوہریرہ -رضی اللہ عنہ- سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا (کہ اللہ تعالی فرماتا ہے) : "عزت میری ازار اور کبریائی (بڑائی) میری چادر ہے چنانچہ جو شخص ان دونوں میں سے کوئی شے مجھ سے کھینچے گا میں اسے عذاب دوں گا۔"

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ : صحیح

المعنى الإجمالي:

العزّ والكبرياء صفتان مختصتان بالله لا يشاركه فيهما غيره؛ كما لا يشارك الرجل في ردائه وإزاره اللذين هما لباساه غيره، فجعل الله -تعالى- هاتين الصفتين ملازمتين له، ومن خصائصه التي لا تقبل أن يشاركه فيها أحد، فمن ادعى العزة والكبرياء فقد نازع الله في ملكه، ومن نازع الله عذبه.

اجمالی معنی :

عزت وکبریائی دو ایسی صفات ہیں جو اللہ کے ساتھ خاص ہیں اور ان دونوں میں اس کا کوئی شریک نہیں جیسے آدمی کی چادر اور تہبند جو اس کا لباس ہوتی ہیں ان میں کوئی اس کا شریک نہیں ہوتا۔ اللہ تعالی نے ان دونوں صفات کو اپنے لئے لازم کر لیا اور انہیں اپنی ان خصوصیات میں سے شمار کیا ہے جن میں کسی کی شرکت نہیں ہو سکتی۔ چنانچہ جو بھی عزت وکبریائی کا دعوی کرتا ہے وہ گویا اللہ کی مملوکہ چیزوں میں اس سے جھگڑتا ہے اور جو اللہ سے جھگڑتا ہے اسے اللہ عذاب میں جھونک دیتا ہے۔

راوي الحديث: رواه مسلم وفي لفظه اختلاف يسير الأدب، وهذا لفظ البخاري في الأدب المفرد.

التخريج: أبو هريرة -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين

معاني المفردات:

- إزاري : الإزار ما يستر أسفل الجسم.
- ردائي : معنى الرداء: ما يستر أعلى الجسم. وهذا من الأحاديث التي تمر كما جاءت عن النبي صلى الله عليه وسلم، ولا يتعرض لمعناها بتحريف أو تكييف، وإنما يُقال هكذا قال الله تعالى فيما رواه النبي صلى الله عليه وسلم عنه، فمن نازع الله في عزته وأراد أن يتخذ سلطاناً كسلطان الله، أو نازع الله في كبريائه وتكبر على عباد الله، فإن الله يعذبه على ما صنع ونازع الله تعالى فيما يختص به.
- العز : العز: فهو تبارك وتعالى العزيز، وللعز معان، منها: القهر والغلبة والقوة، والعظمة في أسمائه ونعوته وصفاته تبارك وتعالى.
- الكبرياء : أي العلو والعظمة والتعالي والرفعة، فهي كلها من معاني الكبرياء.

فوائد الحديث:

١. العزة والكبرياء من صفات الله سبحانه وتعالى.
٢. من عرف عظمة الله تعالى استأصل الكبر من نفسه.
٣. من نازع الله في صفة من صفاته ألقاه في النار.

المصادر والمراجع:

بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين؛ تأليف سليم الهلالي، دار ابن الجوزي. تذكرة المؤتسي شرح عقيدة الحافظ عبدالغني المقدسي؛ تأليف عبدالرزاق بن عبدالمحسن البدر، غراس-الكويت، الطبعة الأولى، ١٤٢٤هـ. تطريز رياض الصالحين؛ تأليف فيصل آل مبارك، تحقيق د. عبدالعزيز آل حمد، دار العاصمة-الرياض، الطبعة الأولى، ١٤٢٣هـ. الجمع بين الصحيحين؛ للإمام محمد بن فتوح الحميدي، تحقيق د. علي البواب، دار ابن حزم.

رياض الصالحين من كلام سيد المرسلين؛ للإمام أبي زكريا النووي، تحقيق د. ماهر الفحل، دار ابن كثير-دمشق، الطبعة الأولى، ١٤٢٨هـ. شرح أسماء الله الحسنى في ضوء الكتاب والسنة؛ تأليف د. سعيد القحطاني. شرح رياض الصالحين؛ للشيخ محمد بن صالح العثيمين، مدار الوطن-الرياض، ١٤٢٦هـ. شرح صحيح مسلم؛ للإمام محي الدين النووي، دار الريان للتراث-القاهرة، الطبعة الأولى، ١٤٠٧هـ. صحيح مسلم؛ للإمام مسلم بن الحجاج، حققه ورقمه محمد فؤاد عبدالباقي، دار عالم الكتب-الرياض، الطبعة الأولى، ١٤١٧هـ. نزهة المتقين شرح رياض الصالحين؛ تأليف د. مصطفى الخِن وغيره، مؤسسة الرسالة-بيروت، الطبعة الرابعة عشر، ١٤٠٧هـ.

الرقم الموحد: (6107)

قال رجل لأتصدقن بصدقة، فخرج بصدقته فوضعها في يد سارق، فأصبحوا يتحدثون: تصدق على سارق!

ایک شخص نے کہا: میں ضرور صدقہ دوں گا، تو وہ اپنا صدقہ لے کر نکلا اور ایک چور کے ہاتھ میں رکھ دیا

١٦٧٣. الحديث:

عن أبي هريرة -رضي الله عنه- أن رسول الله -صلى الله عليه وسلم- قال: «قال رجل لأَتَصَدَّقَنَّ بصدقة، فخرج بصدقته فوضعها في يد سارق، فأصبحوا يتحدثون: تُصُدِّقَ على سارق! فقال: اللَّهُمَّ لك الحمد لأَتَصَدَّقَنَّ بصدقة، فخرج بصدقته فوضعها في يد زانية؛ فأصبحوا يتحدثون: تُصُدِّقَ الليلة على زانية! فقال: اللَّهُمَّ لك الحمد على زانية! لأَتَصَدَّقَنَّ بصدقة، فخرج بصدقته فوضعها في يد غني، فأصبحوا يتحدثون: تُصُدِّقَ على غني؟ فقال: اللَّهُمَّ لك الحمد على سارق وعلى زانية وعلى غني! فأُتي فقيل له: أما صدقتك على سارق فلعله أن يَسْتَعِفَّ عن سرقته، وأما الزانية فلعلها تَسْتَعِفُّ عن زناها، وأما الغني فلعله أن يَعْتَبِرَ فيُنْفِقَ مما أعطاه الله».

١٦٧٣. حدیث:

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ایک شخص نے کہا: میں ضرور صدقہ دوں گا۔ چنانچہ وہ اپنا صدقہ لے کر نکلا اور ایک چور کے ہاتھ میں رکھ دیا۔ صبح کو لوگ باتیں کرنے لگے کہ ایک چور کو صدقہ دیا گیا ہے۔ پھر اس نے کہا: اللہ تیرا شکر ہے چور کے ہاتھ میں چلے جانے پر بھی۔ میں اور بھی صدقہ دوں گا۔ چنانچہ (دوسرے دن) وہ اپنا صدقہ لے کر نکلا اور ایک زانیہ عورت کے ہاتھ پر رکھ دیا۔ صبح کو لوگ باتیں کرنے لگے کہ آج رات ایک زانیہ کو صدقہ دیا گیا ہے۔ اس نے پھر کہا: اللہ تیرا شکر ہے زانیہ کے ہاتھ میں چلے جانے پر بھی۔ میں پھر صدقہ دوں گا۔ چنانچہ (تیسرے دن) پھر وہ صدقہ کا مال لے کر نکلا اور ایک مال دار شخص کو تھما آیا۔ پھر صبح کو لوگ باتیں کرنے لگے کہ ایک مال دار شخص کو صدقہ کیا گیا ہے۔ اس نے کہا: اللہ تیرا شکر ہے، زانیہ، چور اور مال دار کو دے دینے پر بھی۔ چنانچہ اس کے پاس کوئی آیا اور کہا: جہاں تک چور کو تیرے صدقہ کرنے کی بات ہے، تو ممکن ہے کہ وہ چوری سے باز آجائے۔ جہاں تک زانیہ کی بات ہے، تو ممکن ہے کہ وہ زنا سے کنارہ کش ہو جائے اور جہاں تک مال دار کی بات ہے، تو ممکن ہے کہ وہ اس سے عبرت حاصل کرے اور اللہ عزوجل نے اسے جو دولت دے رکھی ہے، اس میں سے خرچ کرنے لگے''۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

يخبرنا النبي -صلى الله عليه وسلم- بخبر من أخبار الأمم المضية لأخذ العبرة منها فقال ما معناه: خرج رجل ليتصدق، ومعروف أن الصدقة على الفقراء والمساكين، فوقعت صدقته في يد سارق فأصبح الناس يتحدثون تصدق الليلة على سارق، والسارق ينبغي أن يعاقب؛ لا أن يعطى وينمى ماله، فقال هذا الرجل المتصدق: الحمد لله؛ لأن الله تعالى محمود على كل حال، ثم خرج هذا الرجل فقال: لأتصدقن الليلة، فوقعت صدقته في يد امرأة بغي تمكن الناس من الزنا بها، فأصبح الناس يتحدثون تصدق الليلة على زانية، وهذا شيء لا يقبله العقل ولا الفطرة، فقال:

اجمالی معنی:

ہمیں نبی ﷺ نے پچھلی امتوں کے واقعات میں سے یہ واقعہ بتایا؛ تاکہ ہم اس سے عبرت حاصل کریں۔ آپ نے جو کچھ فرمایا، اس کا مفہوم یہ ہے کہ ایک آدمی صدقہ دینے کی غرض سے نکلا۔ یہ معروف بات ہے کہ صدقہ فقرا اور مساکین کو دیا جاتا ہے؛ لیکن اس کا صدقہ ایک چور کے ہاتھ میں پڑ گیا۔ صبح لوگ باتیں کرنے لگے کہ رات میں ایک چور کو صدقہ دیا گیا ہے، جب کہ چور کی سرزنش کا حق دار ہوتا ہے؛ مال و دولت دیے جانے کا نہیں۔ ایسے میں صدقہ دینے والے نے کہا: اللہ تیری تعریف و شکر ہے؛ کیوں کہ ہر حال میں اس کی تعریف و شکر ہونا چاہیے۔ پھر یہ آدمی نکلا اور کہا: آج رات میں صدقہ کروں گا۔ لیکن اس نے ایک بدکار عورت کے ہاتھ میں صدقہ رکھ دیا، جو لوگوں سے زنا کرواتی تھی۔ صبح لوگ چرچا کرنے لگے کہ آج رات ایک زانیہ کو صدقہ دیا گیا ہے، جب کہ عقل و فطرت تسلیم نہیں کرتی کہ ایک زانیہ کو صدقہ

الحمد لله، ثم قال لأتصدقن الليلة -وكأنه رأى أن صدقته الأولى والثانية لم تقبل- فتصدق فوقعت في يد غني، والغني ليس من أهل الصدقة بل من أهل الهدية والهبة وما أشبه ذلك، فأصبح الناس يتحدثون تصدق الليلة على غني، فقال: الحمد لله، على سارق وعلى زانية وعلى غني. وقد كان يريد أن تقع صدقته في يد فقير متعفف نزيه لكن كان أمر الله قدرا مقدورا، فقيل له بواسطة نبي تلك الأمة: إن صدقاتك الثلاثة قد قبلت؛ لأنه مخلص قد نوى خيرا لكنه لم يتيسر له، وأما السارق فلعله أن يستعف عن السرقة يقول هذا مال يكفيني، وأما البغي فلعلها أن تستعف عن الزنا؛ لأنها ربما كانت تزني والعياذ بالله ابتغاء المال وقد حصل لها ما يكفها عن الزنا، وأما الغني فلعله يعتبر فينفق مما آتاه الله.

دیا جائے۔ اس آدمی نے کہا: اللہ تیرا شکر ہے۔ پھر اس نے کہا: آج رات صدقہ کروں گا۔ گویا وہ اپنے پہلے اور دوسرے صدقے کو نامقبول سمجھے ہوئے تھا۔ اس نے صدقہ دیا، تو ایک مال دار آدمی کے ہاتھ میں رکھ دیا۔ جب کہ مال دار آدمی صدقے کا مستحق نہیں ہوتا؛ بلکہ اسے تحفہ تحائف وغیرہ دیا جاتا ہے۔ چنانچہ صبح لوگ چرچا کرنے لگے کہ آج رات ایک مال دار کو صدقہ دیا گیا ہے۔ اس نے کہا: اللہ تیرا شکر ہے، زانیہ، چور اور مال دار کو دے دینے پر بھی۔ اس کی چاہت تھی کہ اس کا صدقہ کسی پاک باز متعفف فقیر کو ملے؛ لیکن اللہ کی لکھی تقدیر ہو کر رہتی ہے۔ اسے اس امت کے نبی کے ذریعے خبر دی گئی کہ تمھارا صدقہ قبول کر لیا گیا؛ کیوں کہ وہ مخلص تھا اور اس کی نیت اچھی تھی، لیکن اس کی نیت پوری نہ ہو سکی۔ جب کہ ممکن ہے کہ چور صدقہ پانے کے بعد یہ سمجھے کہ میرے لیے یہ مال کافی ہے اور وہ اپنی چوری سے باز آ جائے یہ کہتے ہوئے کہ میرے لئے یہ مال کافی ہے۔ رہی زانیہ تو شاید وہ زناکاری سے باز آ جائے؛ کیوں کہ بسا اوقات وہ حصول مال کے لیے زنا میں ملوث ہوتی ہے (اللہ بچائے) اور اسے زنا سے روکنے لائق مال حاصل ہو چکا ہے اور رہا مال دار آدمی تو شاید وہ اس سے عبرت حاصل کرے اور اللہ عزوجل نے اسے جو دولت دے رکھی ہے، اس میں سے خرچ کرنے لگے۔

راوي الحديث: متفق عليه.
التخريج: أبو هريرة -رضي الله عنه-
مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- قال رجل : أي ممن كان قبل المسلمين .
- فقيل له : أي في المنام.

فوائد الحديث:

١. نية المتصدق إذا كانت صالحة، قبلت صدقته ولو لم تقع الموقع.
٢. بيان فضل صدقة السر، وفضل الإخلاص، واستحباب إعادة الصدقة إذا لم تقع في الموقع.
٣. الحكم للظاهر حتى يتبين سواه.
٤. بيان بركة التسليم، والرضا، وذم التضجر بالقضاء.
٥. استحباب تذكير العصاة ودعوتهم للحق؛ فلعلهم يعتبرون ويتوبون.
٦. في الحديث دلالة على أن الصدقة كانت عند من قبلنا مختصة بأهل الحاجة من أهل الخير.

المصادر والمراجع:

صحيح البخاري، محمد بن إسماعيل البخاري، تحقيق محمد زهير بن ناصر الناصر -الناشر: دار طوق النجاة -الطبعة : الأولى ١٤٢٢هـ. صحيح مسلم، المحقق: محمد فؤاد عبد الباقي - الناشر: دار إحياء التراث العربي – بيروت. نزهة المتقين شرح رياض الصالحين، تأليف د/ مصطفى الخن، د/ مصطفى البغا، محيي الدين مستو، علي الشربجي، محمد أمين لطفي، مؤسسة الرسالة، ط:الرابعة عشر١٤٠٧هـ. دليل الفالحين لطرق رياض الصالحين، لابن علان، نشر دار الكتاب العربي. بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين، تأليف سليم بن عيد الهلالي، دار ابن الجوزي. شرح رياض الصالحين، لابن عثيمين، نشر: دار الوطن للنشر، الرياض، الطبعة: ١٤٢٦هـ. تطريز رياض الصالحين، لفيصل الحريملي، نشر: دار العاصمة، الرياض، الطبعة: الأولى، ١٤٢٣هـ-٢٠٠٢م.

الرقم الموحد: (8414)

قال رجل يا رسول الله الرجل منا يلقى أخاه أو صديقه أينحني له؟ قال: لا، قال: أَفَيَلْتَزِمُهُ ويُقبِّلُهُ؟ قال: لا، قال: فيأخذ بيده ويصافحُهُ؟ قال: نعم.

ایک آدمی نے پوچھا: اے اللہ کے رسول! ہم میں سے کوئی اپنے بھائی یا اپنے دوست سے ملے، تو کیا وہ اس کے سامنے جھک جائے؟ آپ نے فرمایا: نہیں! اس نے پوچھا: کیا وہ اس سے چمٹ جائے اور اس کا بوسہ لے؟ آپ نے فرمایا: نہیں! اس نے کہا: پھر تو وہ اس کا ہاتھ پکڑے اور مصافحہ کرے؟ آپ نے فرمایا: ہاں!

١٦٧٤. الحديث:

عن أنس -رضي الله عنه- قال: قال رجلٌ: يا رسول الله، الرجلُ مِنّا يَلقى أخاه، أو صديقَه، أَيَنْحَني له؟ قال: «لا». قال: أَفَيَلْتَزِمُهُ ويُقبِّلُهُ؟ قال: «لا» قال: فيأخذ بيده ويصافحُهُ؟ قال: «نعم».

١٦٧٤. حدیث:

انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک آدمی نے پوچھا: اے اللہ کے رسول! ہم میں سے کوئی جب اپنے بھائی یا اپنے دوست سے ملے، تو کیا وہ اس کے سامنے جھک جائے؟ آپ نے فرمایا: ''نہیں!''۔ اس نے پوچھا: کیا وہ اس سے چمٹ جائے اور اس کا بوسہ لے؟ آپ نے فرمایا: ''نہیں!'' اس نے کہا: تو پھر وہ اس کا ہاتھ پکڑے اور مصافحہ کرے؟ آپ نے فرمایا: ''ہاں!'' (بس اتنا ہی کافی ہے)۔

درجة الحديث: حسن

حدیث کا درجہ: حَسَن

المعنى الإجمالي:

سئل النبي -صلى الله عليه وسلم- عن الانحناء عند لقاء المرء أخاه، قال: لا ينحني له، قال السائل: أيضمه إليه ويعانقه ولا ينحني له؟ قال: لا، قال السائل: هل يصافحه؟ قال: نعم.

اجمالی معنی:

انسان کے اپنے (مسلمان) بھائی سے ملاقات کے وقت جھکنے کے متعلق نبی ﷺ سے سوال کیا گیا، تو آپ نے فرمایا: اس کے لیے جھکا نہیں جائے گا۔ پوچھنے والے نے کہا: کیا جھکنے کی بجائے اس سے چمٹ جائے اور معانقہ کرے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: نہیں! پھر سائل نے پوچھا: کیا مصافحہ کرے؟ آپ نے فرمایا: ہاں۔

راوي الحديث: رواه الترمذي وأحمد.

التخريج: أنس بن مالك -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- ينحني : من الانحناء على هيئة الركوع.
- يلتزمه : يعتنقه ويضمه إلى نفسه.

فوائد الحديث:

١. النهي عن الانحناء عند اللقاء.
٢. مشروعية المصافحة، وأنها تكون باليد.
٣. الالتزام وهو المعانقة لا تشرع إلا في مواطن استثناها الشرع.
٤. وجوب السؤال عن الحكم الشرعي لمن جهله، وخشي الوقوع في المحذور.
٥. ينبغي على العالم أن لا يضجر من كثرة سؤال الناس عن الأحكام الشرعية، ولو تكرر السؤال في حكم واحد.

المصادر والمراجع:

بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين، تأليف سليم الهلالي، دار ابن الجوزي. سنن الترمذي، للإمام محمد بن عيسى الترمذي، تحقيق محمد فؤاد عبدالباقي، مكتبة الحلبي-مصر، الطبعة الثانية، ١٣٨٨هـ. دليل الفالحين لطرق رياض الصالحين، لمحمد بن علان الشافعي، دار الكتاب العربي، بيروت. رياض الصالحين من كلام سيد المرسلين، للإمام أبي زكريا النووي، تحقيق د. ماهر الفحل، دار ابن كثير-دمشق، الطبعة الأولى، ١٤٢٨هـ. سلسلة

الأحاديث الصحيحة، للشيخ محمد ناصر الدين الألباني، مكتبة المعارف-الرياض، ١٤١٥هـ. شرح رياض الصالحين، للشيخ محمد بن صالح العثيمين، مدار الوطن-الرياض، ١٤٢٦هـ. كنوز رياض الصالحين، فريق علمي برئاسة أ.د. حمد العمار، دار كنوز إشبيليا-الرياض، الطبعة الأولى، ١٤٣٠هـ. المسند، للإمام أحمد بن حنبل، نشر المكتب الإسلامي-بيروت، مصور عن الطبعة الميمنية. نزهة المتقين شرح رياض الصالحين، تأليف د. مصطفى الخِن وغيره، مؤسسة الرسالة، بيروت، الطبعة الرابعة عشر، ١٤٠٧هـ.

الرقم الموحد: (6108)

قد أفلح من أسلم وكان رزقه كفافاً وقنعه الله بما آتاه	وہ شخص کامیاب ہوگیا جو اسلام لایا، اسے بقدرِ کفایت رزق مل گیا اور اللہ نے اسے جو کچھ دیا اس پر اسے قناعت دے دی۔
١٦٧٥. الحديث: عن عبدالله بن عمرو بن العاص- رضي الله عنه- مرفوعاً: «قد أفلح من أسلم وكان رزقُهُ كَفَافًا وقَنَّعَهُ الله بما آتاه». وعن أبي محمد فضالة بن عبيد الأنصاري رضي الله عنه: أنه سمع رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول: «طُوبَى لمن هُدِيَ للإسلام، وكان عَيْشُهُ كَفَافًا وقَنِعَ».	**١٦٧٥. حدیث:** عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''وہ شخص کامیاب ہوگیا جو اسلام لایا، اسے بقدر کفایت رزق مل گیا اور اللہ نے اسے جو کچھ دیا اس پر اسے قناعت دے دی''۔ ابو محمد فضالہ بن عبید انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ ''خوشخبری ہے اس شخص کے لیے جسے اسلام کی طرف ہدایت دی گئی اور جس کی روزی بقدر کفایت تھی اور وہ اس پر قانع ہوگیا''۔
درجة الحديث: حديث ابن عمرو رضي الله عنهما: صحيح حديث فضالة رضي الله عنه: صحيح "صحيح الجامع الصغير" (١/ ٢٥٣ رقم١١٣٨)	**حدیث کا درجہ:**
المعنى الإجمالي: طوبى -وهي شجرة في الجنة، وهي بشرى- لمن وفق للإسلام، وكان عيشه بقدر كفايته لا يشغله ولا يطغيه، فمن تمام النعمة أن يرزقك الله ما يكفيك ويمنعك ما يطغيك.	**اجمالی معنی:** جسے اسلام قبول کرنے کی توفیق مل گئی، اور اس کا رزق بقدر کفایت ہوا بایں طور کہ اس نے نہ تو اسے (اللہ سے) بے گانہ کیا اور نہ ہی اسے سرکش بنایا اس کے لیے طوبی ہے۔ طوبی جنت میں موجود ایک درخت ہے۔ اس سے مراد خوش خبری ہے۔ یہ اللہ کی طرف سے کامل احسان ہے کہ وہ آپ کو اتنا دے جو آپ کے لیے کافی ہو جائے اور جو رزق آپ کی سرکشی کا باعث ہوسکتا تھا اسے آپ کو نہ دے۔

راوي الحديث: حديث ابن عمرو رضي الله عنهما: رواه مسلم حديث فضالة بن عبيد رضي الله عنه: رواه الترمذي وأحمد

التخريج: عبدالله بن عمرو بن العاص وأبو محمد فضالة بن عبيد الأنصاري رضي الله عنهم.

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين

معاني المفردات:

- طوبى : فُعلى من الطيب وهي شجرة في الجنة.
- هُدي : أرشد ووفق.
- كفافا : أي: يكفي.
- وقنع : أي: رضي بما عنده.

فوائد الحديث:

١. سعادة المرء في كمال دينه وكفاف عيشه وقناعته بما آتاه الله.

المصادر والمراجع:

المسند الصحيح (صحيح مسلم)، تأليف: مسلم بن حجاج النيسابوري، تحقيق: محمد فؤاد عبدالباقي، دار إحياء التراث العربي. مسند الإمام أحمد بن حنبل، تأليف: أبو عبدالله أحمد بن حنبل الشيباني، تحقيق: شعيب الأرنؤوط وعادل مرشد وآخرون، الناشر: دار الرسالة، ط١ عام ١٤٢١هـ. الجامع الكبير (سنن الترمذي)، تأليف: محمد بن عيسى الترمذي، المحقق: بشار عواد معروف، الناشر: دار الغرب الإسلامي، عام ١٩٩٨م. بهجة الناظرين شرح

رياض الصالحين, تأليف: سليم بن عيد الهلالي, دار ابن الجوزي. فيض القدير شرح الجامع الصغير, تأليف: زين الدين محمد المناوي القاهري, الناشر: المكتبة التجارية الكبرى, ط١ عام ١٣٥٦ه. تحفة الأحوذي بشرح جامع الترمذي, تأليف: أبو العلا محمد عبدالرحمن المباركفوري, الناشر: دار الكتب العلمية.

الرقم الموحد: (5814)

قد سمعت صوت رسول الله -صلى الله عليه وسلم- ضعيفا أعرف فيه الجُوع، فهل عندك من شيء؟ فقالت: نعم

میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز میں کمزوری محسوس کی ہے۔ میرے خیال میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم بھوکے ہیں۔ توکیا تمہارے پاس کھانے پینے کی کوئی چیز ہے؟ انھوں نے کہا: ہاں

١٦٧٦. الحديث:

عن أنس قال: قال أبو طَلحَة لأم سليم: قد سمعت صوت رسول الله -صلى الله عليه وسلم- ضعيفا أعرف فيه الجُوع، فهل عندك من شيء؟ فقالت: نعم، فَأَخْرَجَت أَقْرَاصًا من شَعير، ثم أَخَذْتْ خِمَارًا لها، فَلفَّت الخُبْزَ بِبَعْضِه، ثم دسَّتْهُ تحت ثوبي ورَدَّتني ببعضِه، ثم أرسَلَتني إلى رسول الله -صلى الله عليه وسلم- فَذَهَبْتُ به، فوجدت رسول الله -صلى الله عليه وسلم- جالسًا في المسجد، ومعه الناس، فَقُمتُ عليهم، فقال لي رسول الله -صلى الله عليه وسلم-: «أرسلك أبو طلحة؟» فقلت: نعم، فقال: « أَلِطَعَام؟» فقلت: نعم، فقال رسول الله -صلى الله عليه وسلم-: «قوموا» فانْطَلَقُوا وانطَلَقتُ بين أيديهم حتى جئت أبا طَلَحة فَأَخْبَرتُهُ، فقال أبو طلحة: يا أم سليم، قد جاء رسول الله -صلى الله عليه وسلم- بالناس وليس عندنا ما نُطعِمُهُم؟ فقالت: الله ورسوله أعلم. فانطلق أبو طلحة حتى لقي رسول الله -صلى الله عليه وسلم- فأقبل رسول الله -صلى الله عليه وسلم- معه حتى دخلا، فقال رسول الله -صلى الله عليه وسلم-: « هَلُمِّي ما عندك يا أم سليم» فأتت بذلك الخبز، فأمر به رسول الله -صلى الله عليه وسلم- فَفُتَّ، وَعَصَرَتْ عليه أم سليم عُكَّةً فَآدَمَتْهُ ، ثم قال فيه رسول الله -صلى الله عليه وسلم- ما شاء الله أن يقول، ثم قال: «ائْذن لعشرة» فَأَذِنَ لَهُم فأكلوا حتى شَبِعُوا ثم خرجوا، ثم قال: «ائْذَن لعشرة» فأذن لهم حتى أكل القُوم كلُّهم وشَبِعُوا والقوم سبعون رجلا أو ثمانون. متفق عليه. وفي رواية: فما زال يَدخُل عشرة، ويخرج عشرة حتى لم يبق منهم أحد إلا دخل، فأكل حتى شَبِع، ثم هَيَّأَهَا فإذا هي مِثْلُهَا حين أكلوا منها. وفي رواية: فأكلوا عشرة عشرة، حتى فعل ذلك بثمانين رجلا، ثم أكل النبي -صلى الله عليه وسلم- بعد ذلك

١٦٧٦. حدیث:

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ابوطلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ام سلیم (انس کی والدہ) سے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز میں کمزوری محسوس کی ہے۔ میرے خیال میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم بھوکے ہیں۔ توکیا تمہارے پاس کھانے پینے کی کوئی چیز ہے؟ ام سلیم رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کہا ہاں ہے۔ یہ کہہ کر ام سلیم نے جو کی چند روٹیاں نکالیں، پھر اپنا دوپٹا لیا اور اس کے ایک کنارے میں ان روٹیوں کو لپیٹا اور میرے کپڑے کے نیچے چھپا دیا اور اس دو پٹے کا کچھ حصہ میرے اوپر لپیٹ دیا، اس کے بعد مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بھیجا۔ چنانچہ میں اسے لے کر گیا، تو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مسجد میں بیٹھے ہوئے پایا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ اور لوگ بھی تھے۔ میں ان کے پاس جا کر کھڑا ہوگیا۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا: "کیا تم کو ابوطلحہ نے بھیجا ہے؟" میں نے عرض کیا: جی ہاں! پھر دریافت کیا: "کیا کھانے لیے؟" میں نے عرض کیا: جی ہاں! آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے (تمام لوگوں سے) فرمایا کہ ''اٹھو۔'' پس سب لوگ چل دیے اور میں ان کے آگے آگے چلا یہاں تک کہ ابوطلحہ کے پاس پہنچ کر خبر دی تو ابوطلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ام سلیم رضی اللہ عنہا سے کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنے ساتھیوں سمیت ہمارے پاس تشریف لا رہے ہیں۔ اور ہمارے پاس اتنا کھانا نہیں کہ ہم ان (سب) کو کھلا سکیں۔ ام سلیم نے کہا: اللہ اور اس کے رسول بہتر جانتے ہیں۔ ابوطلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ گھر سے باہر نکل کر چلے یہاں تک کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات کی۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے ہمراہ تشریف لائے یہاں تک کہ دونوں گھر میں داخل ہوئے۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "ام سلیم جو کچھ تمہارے پاس ہے لے آؤ"۔ ام سلیم وہی روٹیاں جوان کے پاس تھیں لے آئیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے ان روٹیوں کو توڑا گیا اور ام سلیم نے ان پر گھی کی کپی نچوڑ دی جس نے ان کو سالن بنا دیا (یعنی وہ سالن کا کام دیا)۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو کچھ اللہ نے چاہا، اس میں پڑھا (یعنی خیر و برکت کی دعا کی) اور فرمایا: ''دس آدمیوں کو (کھانے کی) اجازت دو۔'' چنانچہ ابوطلحہ نے انھیں اجازت دی۔ انھوں نے کھانا کھایا یہاں تک کہ سیر ہو گئے، پھر چلے گئے۔ آپ نے پھر فرمایا: ''دس آدمیوں کو (کھانے کی) اجازت دو۔'' ابوطلحہ نے اجازت دی۔ انھوں نے بھی کھانا

وأهل البيت، وتركوا سُؤْرًا. وفي رواية: ثم أفْضَلُوا ما بَلَغُوا جِيرانهم. وفي رواية عن أنس، قال: جئت رسول الله -صلى الله عليه وسلم- يوما، فوجدته جالسا مع أصحابه، وقد عَصَبَ بَطنه، بِعُصَابة، فقلت لبعض أصحابه: لِم عَصَبَ رسول الله -صلى الله عليه وسلم- بطنه؟ فقالوا: من الجُوع، فذهبت إلى أبي طلحة، وهو زوج أم سليم بنت مِلْحَان، فقلت: يا أَبَتَاه، قد رأيت رسول الله -صلى الله عليه وسلم- عَصَبَ بطنه بِعِصَابَة، فسألت بعض أصحابه، فقالوا: من الجُوع. فدخل أبو طلَحَة على أمي، فقال: هل من شيء؟ قالت: نعم، عندي كِسَرٌ من خُبزٍ وتمرات، فإن جاءنا رسول الله -صلى الله عليه وسلم- وحده أشْبَعنَاه، وإن جاء آخر معه قَلَّ عنهم... وذكر تمام الحديث.

کھایا یہاں تک کہ سیر ہو گئے، پھر چلے گئے۔ یہ سب ستر یا اسّی آدمی تھے۔ (متفق علیہ) ایک روایت میں ہے کہ دس دس لوگ داخل ہوتے رہے اور نکلتے رہے یہاں تک کہ کوئی نہیں بچا جو داخل ہو کر پیٹ بھر کھانا نہ کھایا ہو۔ پھر اس کھانے کو اکٹھا کیا گیا تو وہ ویسے ہی باقی تھا جیسے شروع میں تھا۔ ایک اور روایت میں ہے کہ دس دس کر کے اسّی لوگوں نے کھایا۔ اس کے بعد نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور گھر والوں نے کھایا اور (پھر بھی) بچا ہوا کھانا چھوڑا۔ ایک روایت میں ہے: پھر انہوں نے اتنا کھانا بچا دیا کہ وہ پڑوسیوں کو بھی پہنچایا۔ ایک اور روایت میں ہے کہ انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ساتھ تشریف فرما پایا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیٹ پر ایک پٹی بندھی ہوئی تھی، میں نے بعض صحابہ رضی اللہ عنہم سے پوچھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے پیٹ پر پٹی کیوں باندھی ہوئی ہے؟ وہ کہنے لگے کہ بھوک کی وجہ سے، تو میں ابوطلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس گیا جو کہ ام سلیم بنت ملحان رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے شوہر تھے اور ان سے عرض کیا: اے ابا جان! میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے پیٹ پر پٹی باندھی ہوئی ہے، میں نے بعض صحابہ رضی اللہ عنہم سے اس پٹی کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے کہا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بھوک کی وجہ سے ایسا کیا ہے۔ ابوطلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ میری والدہ کے پاس تشریف لائے اور ان سے فرمایا: کیا تمہارے پاس کوئی چیز ہے؟ ام سلیم نے کہا: جی ہاں، میرے پاس روٹی کے کچھ ٹکڑے اور چند کھجوریں ہیں۔ اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس اکیلے تشریف لائیں تو ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو سیراب کر دیں گے اور اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ دوسرے لوگ بھی آئے گا تو ان کے لیے کم پڑ جائے گا... پھر پوری حدیث ذکر کی۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

معنى هذا الحديث: أنه عليه الصلاة والسلام قد اشتد به الجوع، فَعَلِم أبو طلحة رضي الله عنه بحال النبي صلى الله عليه وسلم من خلال ضعف صوته فأخبر زوجته أم سليم رضي الله عنها، بحال النبي صلى الله عليه وسلم وسألها: هل عندكم شيء؟ فقالت : نعم، أي عندنا ما نَسُدُّ به جوع النبي صلى الله عليه وسلم فأخرجت أقْرَاصًا من شعِير، ثم

اجمالی معنی:

اس حدیث کا مفہوم یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سخت بھوک کی حالت میں تھے۔ ابوطلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ کی کمزور آواز سن کر حالت سے باخبر ہو گئے۔ چنانچہ اپنی بیوی ام سلیم سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں بتلایا اور پوچھا کہ کیا تم لوگوں کے پاس کچھ ہے؟ ام سلیم رضی اللہ عنہا نے جواب دیا کہ ہاں، یعنی ہمارے پاس ایسی چیز ہے جس سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بھوک مٹ جائے گی، پھر جو کی روٹی کے چند ٹکڑے نکالے، پھر اپنا دوپٹا لیا اور اس کے ایک کنارے میں ان روٹیوں کو لپیٹ کر انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کپڑے کے نیچے چھپا دیا

أخذت خِمَارا لها فَلَفَت الخبز ببعضه، وجعلته تحت ثوب أنس رضي الله عنه وأخذت باقي الخِمار وجعلته رداء عليه لتستره. فلما قدم أنس على النبي صلى الله عليه وسلم وجده بين أصحابه ، فقام عليهم، فقال لي رسول الله صلى الله عليه وسلم: "أرسلك أبو طلحة؟" فقلت: نعم، فقال: "أَلِطعام؟" أي: هل أرسلك لأجل طعام تدعونا له؟ فقلت: نعم. لم يستطع أنس رضي الله عنه أن يَدفع الطعام إلى النبي صلى الله عليه وسلم؛ لكثرة من عنده من الصحابة ولعلمه أن النبي صلى الله عليه وسلم من عادته ألا يُؤثِر نفسه على أصحابه، فما كان منه إلا أن قال له: نعم. فأظهر له الدعوة ليقوم معه وحده إلى بيت أبي طلحة، فيحصل المقصود من إطعامه. فعند ذلك: قال النبي صلى الله عليه وسلم لأصحابه: "قوموا". فانْطَلَقُوا قال أنس: فانْطَلَقْتُ بين أيديهم، وفي رواية: وأنا حَزِين لكثرة من جاء معه. قال: حتى جئتُ أبا طلحة وأخبرته، فقال أبو طلحة: يا أم سليم، قد جاء رسول الله صلى الله عليه وسلم بالناس وليس عندنا ما نُطعِمُهُم؟ فقالت: الله ورسوله أعلم. فأم سليم رضي الله عنها أرجَعت الأمر إلى الله وإلى رسوله، كأنها عرفت أنه عليه الصلاة والسلام فعل ذلك عمداً لتظهر له الكرامة في تكثير الطعام وهذا من فطنتها ورجحان عقلها، فانطلق أبو طلحة حتى لقي رسول الله صلى الله عليه وسلم فأقبل رسول الله صلى الله عليه وسلم معه حتى دخلا فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم: "هَلُمِّي" وفي رواية: فاستقبله أبو طلحة فقال يا رسول الله ما عندنا إلا قُرْصٌ عملته أم سليم .وفي رواية: فقال أبو طلحة: إنما هو قُرْصٌ فقال: "إن الله سَيُبَارك فيه" وفي رواية فقال أبو طلحة: يا رسول الله إنما أرسلت أنسا يدعوك وحدك ولم يكن عندنا ما يُشْبِعُ من أرى فقال: "ادخل فإن الله سَيُبَارك فيما عندك" فلما دخل رسول الله صلى الله عليه وسلم بيت أبي طلحة قال: "هَلُمِّي ما عندك يا أم سليم" فأتت بذلك الخبز، فأمر به رسول الله -صلى الله عليه وسلم- فَفُتَّ، وَعَصَرَتْ عليه أم سليم ما خرج من العُكَّة من

اور باقی دو پٹے کو ان کے اوپر بطور چادر ڈال دیا تاکہ ڈھک جائے۔ جب انس رضی اللہ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے تو آپ ﷺ کو اپنے اصحاب کے درمیان تشریف فرما پایا. پس میں ان کے پاس جا کر کھڑا ہوگیا۔ (وہ کہتے ہیں) تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا: "کیا تم کو ابو طلحہ نے بھیجا ہے؟" میں نے عرض کیا: جی ہاں! پھر دریافت کیا: "کیا کھانے کے لیے؟" یعنی کیا ابو طلحہ نے تم کو ہمیں کھانے کی دعوت دینے کے لیے بھیجا ہے؟ میں نے عرض کیا: جی ہاں۔ انس رضی اللہ عنہ آپ کو کھانا نہیں دے سکے کیونکہ کئی صحابہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے ہوئے تھے اور وہ آپ کی عادت مبارکہ سے واقف تھے کہ آپ اپنے آپ کو اپنے ساتھیوں پر ترجیح نہیں دیتے ہیں. اس لیے انس رضی اللہ عنہ کے لیے "ہاں" کہنے کے علاوہ کوئی چارہ نہ تھا۔ انھوں نے آپ کی دعوت کا اظہار کیا تاکہ ان کے ساتھ تنہا ابو طلحہ کے گھر چلے جائیں اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو کھلانے کا مقصد حاصل ہو جائے۔ چنانچہ اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اصحاب سے فرمایا کہ اٹھو چلو. پس سب لوگ چل دیے۔ انس رضی اللہ عنہ ان لوگوں کے آگے آگے چلے۔ ایک روایت میں ہے: میں رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ آنے والے لوگوں کی کثرت سے غمزدہ تھا۔ انس کہتے ہیں: یہاں تک کہ میں ابو طلحہ کے پاس پہنچا اور انہیں خبردار کیا۔ تو ابو طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ام سلیم رضی اللہ عنہا سے کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کو لے کر تشریف لا رہے ہیں اور ہمارے پاس اتنا کھانا نہیں کہ ہم ان (سب) کو کھلا سکیں۔ اس پر ام سلیم نے کہا: اللہ اور اس کے رسول زیادہ جانتے ہیں۔ ام سلیم رضی اللہ عنہا نے معاملہ اللہ اور اس کے رسول کے سپرد کر دیا، گویا ان کو معلوم ہو گیا تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا جان بوجھ کر کیا ہے تاکہ کھانے کی زیادتی میں آپ کی کرامت ظاہر ہو، یہ ان کی عقل مندی اور زیرکی ہے۔ ابوطلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ (استقبال کے لیے) گھر سے باہر نکلے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات کی۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے ہمراہ تشریف لائے یہاں تک کہ دونوں اندر داخل ہوئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جو کچھ تمہارے پاس ہے لے آؤ۔" ایک روایت میں ہے کہ ابو طلحہ رضی اللہ عنہ نے آپ کا استقبال کیا تو عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! ہمارے پاس صرف روٹی کے چند ٹکڑے ہیں، جسے ام سلیم نے بنایا ہے۔ اور ایک روایت میں ہے: ابو طلحہ نے کہا کہ صرف روٹی کے چند ٹکڑے ہیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "یقینا اللہ اس میں برکت دے گا۔" ایک اور روایت میں ہے کہ ابو طلحہ نے کہا: اے اللہ کے رسول! میں نے انس کو صرف آپ کو بلانے کے لیے بھیجا تھا کیونکہ ہمارے پاس کوئی ایسی چیز نہیں ہے جو ان تمام حاضرین کو آسودہ کر سکے. تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "(گھر میں) داخل ہو،

سَمْنٍ إِدَامًا لِلمَفْتُوت، ثم قال فيه رسول الله صلى الله عليه وسلم ما شاء الله أن يقول يعني : دعا بأن الله تعالى يبارك في هذا الطعام القليل، وفي رواية: " فجئت بها ففتح رِبَاطَها ثم قال: "بسم الله اللَّهُمَّ أَعْظِمْ فيها البركة" ثم قال: "ائْذَنْ لعشرة" فأذن لهم فأكلوا حتى شَبِعُوا ثم خرجوا، ثم قال: "ائْذَن لعشرة" فأذن لهم حتى أكل القوم كلُّهم وشَبِعُوا والقوم سبعون رجلا أو ثمانون. متفق عليه. وفي رواية: فما زال يَدخُل عشرة، ويخرج عشرة حتى لم يبق منهم أحد إلا دخل، فأكل حتى شَبِع، ثم هَيَّأَهَا فإذا هي مِثْلَهَا حين أكلوا منها. وفي رواية: فأكلوا عشرة عشرة، حتى فعل ذلك بثمانين رجلا، ثم أكل النبي صلى الله عليه وسلم بعد ذلك وأهل البيت، وتركوا سُؤْرَاً. وفي رواية: ثم أَفْضَلُوا ما بَلَغُوا جيرانهم.

جو کچھ تمہارے پاس ہے یقینا اللہ اس میں برکت دے گا۔"جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابو طلحہ کے گھر میں داخل ہوئے تو فرمایا : "ام سلیم جو کچھ تمہارے پاس ہے لے آؤ۔" ام سلیم وہی روٹیاں جوان کے پاس تھیں لے آئیں۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان روٹیوں کے توڑنے کا حکم دیا۔ چنانچہ ان کو ریزہ ریزہ کیا گیا اورام سلیم نے کپّی میں سے گھی نچوڑا جوان ٹکڑوں کے لیے سالن ہوگیا۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو کچھ اللہ نے چاہا، اس میں پڑھا، یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا کی کہ اللہ تعالیٰ اس تھوڑے سے کھانے میں برکت نازل کر دے۔ ایک روایت میں ہے : چنانچہ میں اس کو لے کرآئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نےاس کے بندھن کو کھولا، پھر کہا : "بسم اللہ اللهم أعظم فیها البرکة" (اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں، اے اللہ تواس میں برکت کوزیادہ کردے) اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : ''دس آدمیوں کو (کھانے کی) اجازت دو۔'' چنانچہ ابو طلحہ نے انھیں اجازت دی۔ انہوں نے کھانا کھایا یہاں تک کہ سیر ہو گئے، پھر چلے گئے۔ آپ نے پھر فرمایا : ''دس آدمیوں کو (کھانے کی) اجازت دو۔'' ابو طلحہ نے اجازت دی۔ انہوں نے بھی کھانا کھایا یہاں تک کہ سیر ہو گئے، پھر چلے گئے۔ یہ سب ستر یا اسّی آدمی تھے۔ (متفق علیہ) ایک روایت میں ہے کہ دس دس لوگ داخل ہوتے رہے اور نکلتے رہے یہاں تک کہ کوئی نہیں بچا جو داخل ہوکر پیٹ بھر کھانا نہ کھایا ہو۔ پھر اس کھانے کو اکٹھا کیا گیا تو وہ ویسے ہی باقی تھا جیسے شروع میں تھا۔ ایک اورروایت میں ہے کہ دس دس کر کے اسّی لوگوں نے کھایا۔ اس کے بعد نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور گھر والوں نے کھایا اور (پھر بھی) بچا ہوا کھانا چھوڑا۔ ایک روایت میں ہے : پھر انہوں نے اتنا کھانا بچادیا کہ وہ پڑوسیوں کو بھی پہنچایا۔

راوي الحديث: متفق عليه

التخريج: أنس -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين

معاني المفردات:

- خِمَار : ثوب تغطي به المرأة رأسها.
- دَسَّتْهُ : أَخْفَته.
- ورَدَّتني ببعضه : لفَّت الخبز ببعض الخِمار ولفَّت أنسًا بباقيه.
- هَلُمِّي : أَحْضِري ما عندك.
- العُكَّة : إناء من جلد مستدير يُجعل فيه السمن غالبا والعسل.
- فآدمَتْه : جعلت فيه إدَاما.
- هَيَّأَهَا : جمعها بعد الأكل.
- مِثْلُها : على حالتها قبل أن يأكلوا منها.
- تركوا سُؤْرَاً : بقية
- أَفْضَلُوا : أبقوا، وفي رواية لمسلم: فبقيت فضلة فأهديناها لجيراننا.
- ما بَلَغُوا جيرانهم : أوصَلَوه هدية إليهم.

• عَصَبَ بَطْنَه : شدَّ على بطنه.
• العُصَابة : الخِرْقَة التي توضع على البَطن من الجوع.
• كِسَر : قِطَع، جمع كسرة.
• البركة : النماء والزيادة والسعادة.
• أقراصا : جمع قرص، قطع من العجين أو الخبز.

فوائد الحديث:

١. -1تأييد الله لنبيه بالآيات والمعجزات.
٢. -2جواز العمل بالفِرَاسَة والقَرائن حيث استدل أبو طلحة من ضعف صوته صلى الله عليه وسلم على شِدَّة الجوع.
٣. -3جواز الدعوة إلى الطعام في المسجد، وكذلك الإجابة منه.
٤. -4جلوس العالم لأصحابه في المسجد لإفادتهم
٥. -5جواز الدعوة إلى الطعام وإن لم يكن وليمة.
٦. -6جواز استدعاء العدد الكثير إلى الطعام القليل.
٧. -7إذا علم المدعو أن الداعي لا يكره أن يحضر معه غيره فلا بأس بإحضاره معه.
٨. -8اعتناء الصحابة بأحوال رسول الله صلى الله عليه وسلم.
٩. -9جواز الأكل حتى الشَبع، ففي الحديث: (فأكلوا حتى شَبِعُوا).
١٠. -10جواز إدخال الضيوف عشرة عشرة إذا احتيج إلى ذلك لضيق الطعام أو مكان الجلوس عليهم.
١١. -11صبر النبي صلى الله عليه وسلم؛ فإنه كان يجوع حتى يَربِط على بَطْنِه ولا يسأل أحدا.
١٢. -12ما كان عليه النبي صلى الله عليه وسلم وأصحابه من الفَقْر والشدِّة.
١٣. -13جواز الأكل من سُؤْر الأخرين.

المصادر والمراجع:

بهجة الناظرين، تأليف: سليم بن عيد الهلالي، الناشر: دار ابن الجوزي ، سنة النشر: ١٤١٨ هـ- ١٩٩٧م كنوز رياض الصالحين ، تأليف: حمد بن ناصر بن العمار ، الناشر: دار كنوز أشبيليا، الطبعة الأولى: ١٤٣٠ هـنزهة المتقين، تأليف: جمعٌ من المشايخ، الناشر: مؤسسة الرسالة، الطبعة الأولى: ١٣٩٧ هـالطبعة الرابعة عشر ١٤٠٧ هـصحيح البخاري، تأليف: محمد بن إسماعيل البخاري، تحقيق: محمد زهير الناصر، الناشر: دار طوق النجاة الطبعة: الأولى، ١٤٢٢هـصحيح مسلم، تأليف: مسلم بن الحجاج النيسابوري، تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي الناشر: دار إحياء التراث العربي – بيروت. رياض الصالحين، تأليف: محيي الدين يحيي بن شرف النووي ، تحقيق: د. ماهر بن ياسين الفحل ، الطبعة: الأولى، ١٤٢٨ هـ دليل الفالحين، تأليف: محمد بن علان، الناشر: دار الكتاب العربي، نسخة الكترونية ، لا يوجد بها بيانات نشر.

الرقم الموحد: (6613)

قصة عائشة -رضي الله عنها-، مع عبد الله بن الزبير -رضي الله عنهما- في الهَجْر والنذر

ترکِ تعلق اور نذر کے بارے میں عائشہ رضی اللہ عنہا کا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کے ساتھ (ہونے والے) واقعہ کا (بیان)

١٦٧٧. الحديث:

عن عوف بن مالك -أو: ابن الحارث- بن الطفيل أن عائشة -رضي الله عنها-، حُدِّثَتْ أن عبد الله بن الزبير -رضي الله عنهما-، قال في بيع أو عطاء أعطته عائشة رضي الله تعالى عنها: والله لتَنْتَهِيَنَّ عائشة أو لأَحْجُرَنَّ عليها، قالت: أهو قال هذا؟ قالوا: نعم. قالت: هو لله علي نَذْرٌ أن لا أكلم ابن الزبير أبدًا. فاستشفع ابنُ الزبير إليها حين طالت الهجرة. فقالت: لا، والله لا أُشفَّع فيه أبدًا، ولا أَتَحَنَّثُ إلى نذري. فلما طال ذلك على ابن الزبير كلم المِسْوَرَ بْنَ مَخْرَمَةَ، وعبد الرحمن بن الأسود بن عبد يَغُوثَ وقال لهما: أَنْشُدُكُما الله لَمَا أَدْخَلْتُمَانِي على عائشة -رضي الله عنها-، فإنها لا يَحِلُّ لها أن تَنْذِرَ قَطِيعَتِي، فأقبل به المِسْوَرُ وعبد الرحمن حتى استأذنا على عائشة فقالا: السلام عليك ورحمة الله وبركاته، أندخل؟ قالت عائشة: ادخلوا. قالوا: كلنا؟ قالت: نعم ادخلوا كلكم، ولا تعلم أن معهما ابن الزبير، فلما دخلوا دخل ابن الزبير الحجاب فاعتنق عائشة -رضي الله عنها-، وَطَفِقَ يُنَاشِدُهَا ويبكي، وطَفِقَ المِسْوَرُ، وعبد الرحمن يُنَاشِدَانِهَا إلا كَلَّمَتْهُ وقَبِلَتْ منه، ويقولان: إن النبي -صلى الله عليه وسلم- نهى عما قد علمتِ من الهجرة؛ ولا يحل لمسلم أن يهجر أخاه فوق ثلاث ليال، فلما أكثروا على عائشة من التذكرة والتحريج، طَفِقَتْ تُذَكِّرُهُما وتبكي، وتقول: إني نَذَرْتُ والنذرُ شديدٌ. فلم يزالا بها حتى كلمت ابن الزبير، وأعتقت في نذرها ذلك أربعين رقبة، وكانت تَذْكُرُ نَذْرَهَا بعد ذلك فتبكي حتى تَبُلَّ دموعُها خمارَها.

١٦٧٧. حدیث:

عوف بن مالک -یا ابن حارث- بن طفیل سے مروی ہے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے یہ بیان کیا گیا کہ عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما نے اس بیع اور عطیہ کے بارے میں فرمایا، جسے عائشہ رضی اللہ نے دیا تھا کہ عائشہ رضی اللہ عنہا کو ایسے معاملوں سے باز رہنا چاہیے، نہیں تو اللہ کی قسم میں انھیں مال میں تصرف سے روک دوں گا۔ ام المؤمنین نے کہا: کیا واقعی اس نے یہ بات کہی ہے؟ لوگوں نے بتایا کہ جی ہاں! فرمایا: میں اللہ کے نام پر منت مانتی ہوں کہ ابن زبیر سے کبھی کوئی بات نہیں کروں گی! اس کے بعد جب ان کے قطع تعلقی پر عرصہ گزر گیا تو عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کے لیے ان سے سفارش کی گئی (کہ انھیں معاف فرما دیں)، ام المؤمنین نے کہا: ہرگز نہیں، اللہ کی قسم! اس کے بارے میں کوئی سفارش نہیں قبول کروں گی اور اپنی نذر نہیں توڑوں گی۔ جب یہ قطع تعلق عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کے لیے لمبا ہو گیا، تو انھوں نے مسور بن مخرمہ اور عبدالرحمٰن بن اسود بن عبد یغوث سے اس سلسلے میں بات کی اور ان دونوں سے کہا کہ میں تمھیں اللہ کا واسطہ دیتا ہوں کہ کسی طرح تم لوگ مجھے عائشہ رضی اللہ عنہا کے حجرے میں داخل کرا دو؛ کیوں کہ ان کے لیے یہ جائز نہیں کہ میرے ساتھ صلہ رحمی کو توڑنے کی نذر مانیں۔ چنانچہ مسور اور عبدالرحمٰن دونوں عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کو ساتھ لے کر آئے اور عائشہ رضی اللہ عنہا سے اندر آنے کی اجازت چاہی اور عرض کیا: "السلام علیک ورحمۃ اللہ وبرکاتہ"، کیا ہم اندر آسکتے ہیں؟ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا آ جاؤ۔ انھوں نے عرض کیا: ہم سب؟ کہا: ہاں، سب آ جاؤ۔ ام المؤمنین کو اس کا علم نہیں تھا کہ عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما بھی ان کے ساتھ ہیں۔ جب یہ اندر گئے، تو عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما پردہ ہٹا کر اندر چلے گئے اور ام المؤمنین رضی اللہ عنہا سے لپٹ کر اللہ کا واسطہ دینے لگے اور رونے لگے (کہ معاف کر دیں، یہ ام المؤمنین کے بھانجے تھے) مسور اور عبدالرحمٰن بھی ام المؤمنین کو ابن زبیر سے بات کرنے اور ان کی معذرت قبول کرنے کے لیے قسمیں دیتے رہے اور کہنے لگے کہ آپ کو بھی معلوم ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے قطع کلامی سے منع کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ کسی مسلمان کے لیے اپنے بھائی سے تین دن سے زیادہ قطع کلامی جائز نہیں ہے۔ جب دونوں نے بار بار یاد دلایا تو ام المؤمنین بھی انھیں یاد دلانے لگیں اور رونے لگیں اور فرمانے لگیں کہ میں نے تو نذر مانی ہے اور نذر کا معاملہ سخت ہے! لیکن یہ لوگ برابر کوشش کرتے رہے، یہاں تک کہ ام المؤمنین نے عبداللہ بن زبیر رضی

اللہ عنہما سے بات کرلی اور اپنی قسم (توڑنے) کی وجہ سے چالیس غلام آزاد کیے۔ اس کے بعد جب بھی آپ اپنی یہ نذر یاد کرتیں، تو رونے لگتیں، یہاں تک کہ آنسوں آپ کے دوپٹے کو تر کر دیتے۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

سمع عبد الله بن الزبير -رضي الله عنهما- أن عائشة -رضي الله عنها- تبرعت وأعطت عطايا كثيرة، فاستكثر ذلك منها وقال: لئن لم تنته لأمنعنها من التصرف في مالها. وهذه كلمة شديدة بالنسبة لأم المؤمنين عائشة -رضي الله عنها-؛ لأنها خالته وعندها من الرأي والعلم والحلم والحكمة ما لا ينبغي أن يقال فيها ذلك القول، فسمعت -رضي الله عنها- بذلك وأُخبرت به أخبرها بذلك الواشون الذين يشون بين الناس ويفسدون بينهم بالنميمة، فلما وصلت هذه الكلمة إلى عائشة نذرت -رضي الله عنها- ألا تكلمه أبدًا؛ وذلك لشدة ما حصل لها من الانفعال على ابن أختها، وهجرتْه، ومن المعلوم أن هجر أم المؤمنين -رضي الله عنها- لابن أختها سيكون شديدًا عليه، فحاول أن يسترضيها، ولكنها صممت لأنها ترى أن النذر شديد، فاستشفع إليها برجلين من أصحاب رسول الله -صلى الله عليه وسلم-، وفَعلا حيلةً بأم المؤمنين لكنها حيلة حسنة؛ لأنها أدت إلى مطلوب حسن، وهو الإصلاح بين الناس، فاستأذنا على عائشة -رضي الله عنها- فسلما عليها، ثم استأذناها في الدخول فقالا: ندخل. قالت: نعم. قالوا: كلنا. قالت: كلكم. ولم تعلم أن عبد الله بن الزبير معهما، لكنها لم تقل هل معكم عبد الله بن الزبير، فلم تستفصل وأتت بقول عام: ادخلوا كلكم، فدخلوا فلما دخلوا عليها وإذا عليها حجاب أمهات المؤمنين وهو عبارة عن ستر تستتر به أمهات المؤمنين لا يراهن الناس، وهو غير الحجاب الذي يكون لعامة النساء؛ لأن الحجاب الذي لعامة النساء هو تغطية الوجه والبدن، ولكن هذا حجاب يكون

اجمالی معنی:

عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما نے سنا کہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کافی کچھ عطیہ وصدقہ کیا ہے۔ انھیں عائشہ رضی اللہ عنہا کا یہ عطیہ بہت زیادہ نظر آیا، اس لیے کہا: اگر وہ باز نہیں آئیں، تو میں انھیں مال میں تصرّف کرنے سے روک دوں گا۔ یہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے حق میں بہت سخت بات تھی؛ کیوں کہ وہ ان کی خالہ تھیں اور عقل و فکر، حلم و بردباری اور حکمت ودانش والی تھیں؛ اس لیے ان کے بارے میں ایسی بات کہنا مناسب نہیں تھا۔ عائشہ رضی اللہ عنہا نے یہ بات سن لی۔ انھیں بتانے کا کام غیبت کرنے والوں اور چغل خوری کے ذریعے آپس میں فساد پھیلانے والوں نے کیا۔ جب یہ بات عائشہ رضی اللہ عنہا تک پہنچی، تو انھوں نے ان سے ہمیشہ نہ بات کرنے کی قسم کھالی۔ انھوں نے اپنے بھانجے پر شدید ناراضگی کی وجہ سے کیا۔ انھوں نے قطع تعلق بھی کر لیا۔ ظاہر سی بات ہے کہ ام المؤمنین رضی اللہ عنہا کا اپنے بھانجے سے ترکِ تعلق اختیار کرنا، ابن زبیر پر بہت سخت گزرے گا۔ چنانچہ وہ انھیں راضی کرنے کی کوشش کرنے لگے؛ لیکن ام المؤمنین رضی اللہ عنہا اپنے عزم پر قائم رہیں۔ کیوں کہ وہ نذر کو بہت اہم جانتی تھیں۔ ابن زبیر رضی اللہ عنہما نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دو ساتھیوں کو اپنا سفارشی بنایا۔ ان دونوں نے ام المؤمنین کے ساتھ حیلہ کا راستہ اختیار کیا، جو بجا بھی تھا؛ کیوں کہ اس کا نیک مقصد تھا۔ اصلاح بین الناس کا مقصد۔ انھوں نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے اجازت طلب کی؛ چنانچہ سلام کیا اور اندر آنے کی اجازت مانگی۔ جب انھوں نے داخل ہونے کی اجازت دے دی، تو دونوں نے کہا: ہم داخل ہو جائیں؟ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا: ہاں! ان لوگوں نے کہا: ہم سب؟ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا: سب لوگ! عائشہ رضی اللہ عنہا کو معلوم نہیں تھا کہ عبداللہ بن زبیر بھی ان دونوں کے ساتھ ہیں۔ پھر بھی انھوں نے یہ نہیں کہا کہ کیا تمھارے ساتھ عبداللہ بن زبیر ہیں؟ انھوں نے کوئی تفصیل نہیں طلب کی؛ بلکہ عام بات کہہ دی کہ تم سب داخل ہوجاؤ۔ چنانچہ وہ داخل ہوئے۔ جب وہ اندر داخل ہوئے تو ان پر امہات المومنین کا حجاب تھا۔ یعنی ایک ایسا پردہ جس سے امہات المؤمنین پردہ فرمایا کرتی تھیں؛ تاکہ لوگ انھیں دیکھ نہ پائیں، وہ عام عورتوں والا حجاب نہیں تھا؛ کیوں کہ عام عورتوں کے حجاب میں چہرہ اور جسم کو ڈھاکنا ہوتا ہے، لیکن یہ حجاب ایسا تھا جو لوگوں اور امہات المومنین کے درمیان

حاجبًا وحائلا بين أمهات المؤمنين والناس، فلما دخلا البيت دخل عبد الله بن الزبير الحجاب لأنه ابن أختها فهي من محارمه، فأكب عليها يقبلها ويبكي ويناشدها الله -عز وجل- ويحذرها من القطيعة ويبين لها أن هذا لا يجوز؛ لكنها قالت النذر شديد ثم إن الرجلين أقنعاها بالعدول عما صممت عليه من الهجر وذكراها بحديث النبي -صلى الله عليه وسلم- أنه لا يحل للمؤمن أن يهجر أخاه فوق ثلاث حتى اقتنعت وبكت وكلمت عبد الله بن الزبير، ولكن هذا الأمر أهمها جدًا، فكانت كلما ذكرته بكت -رضي الله عنها-؛ لأنه شديد، وقد أعتقت أربعين عبدًا من أجل هذا النذر ليعتق الله -تعالى- رقبتها من النار، وذلك من مزيد ورعها، وإلا فالواجب رقبة واحدة.

حاجب اور حائل ہوا کرتا تھا۔ جب وہ دونوں گھر میں داخل ہوئے، تو عبد اللہ بن زبیر پردے کے اندر داخل ہو گئے؛ کیوں کہ وہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے بھانجے تھے۔ اس طرح وہ ان کے محارم میں سے تھیں۔ ابن زبیر رضی اللہ عنہما ام المومنین کی طرف متوجہ ہوئے، انھیں بوسہ دینے لگے، رونے لگے، اللہ کا واسطہ دے کر قطع کلامی سے ڈرانے لگے اور کہنے لگے کہ یہ جائز نہیں ہے۔ لیکن عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا: نذر کا معاملہ سخت ہے۔ پھر ان دونوں نے انھیں اس قطع کلامی سے، جس کا انھوں نے پختہ عزم کر رکھا تھا، رجوع کرنے پر آمادہ کیا اور نبی صلی اللہ علیہ و سلم کی وہ حدیث سنائی، جس میں ہے کہ کسی مومن کے لیے یہ درست نہیں کہ وہ اپنے بھائی کو تین دن سے زیادہ چھوڑے رکھے۔ یہاں تک کہ عائشہ رضی اللہ عنہا مطمئن ہوگئیں اور رونے لگیں اور عبد اللہ بن زبیر سے بات چیت شروع کر دیں۔ لیکن یہ بات عائشہ رضی اللہ عنہا کو کافی غمگین کرتی رہی۔ چنانچہ جب بھی عائشہ رضی اللہ عنہا اسے یاد کرتیں، رونے لگتیں۔ کیوں کہ یہ بات بہت سخت تھی۔ اس نذر کی بنا پر انھوں نے چالیس غلام آزاد کیے؛ تاکہ اللہ تعالیٰ ان کی گردن کو جہنم سے آزاد کر دے۔ ان کا یہ عمل مزید تقوی و پرہیز گاری کے طور پر تھا؛ ورنہ واجب تو ایک ہی گردن آزاد کرنا تھا۔

راوي الحديث: رواه البخاري.

التخريج: عوف بن مالك بن الطفيل -رحمه الله-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- لأحجرن عليها : لأمنعنَّها من التصرف في مالها.
- لا أُشفَّع فيه أبدًا : لا أقبل شفاعة أحد له.
- لا أتحنث إلى نذري : لا أكتسب الإثم بسبب الحنث في نذري.
- أنشدكما الله : أسألكما مقسمًا عليكما بالله -تعالى.-
- طفق : أخذ.
- يناشدها : يسألها.

فوائد الحديث:

١. جواز الهجر إذا كان لله -تعالى-، ويحرم فوق ثلاث ليال إذا كان لأمر دنيوي وحظ نفسي.
٢. بيان كيفية الاستئذان وأدبه في قوله: السلام عليك ورحمة الله وبركاته، أندخل؟
٣. جواز اصطحاب ضيف زائر فإن أذن له بالدخول دخل وإن لم يؤذن له رجع.
٤. المؤمنون إخوة؛ فينبغي الإصلاح بين المتخاصمين منهم.
٥. من نذر فرأى غيره أفضل منه، فليأت الذي هو خير، وليكفر عن يمينه.
٦. جواز الحيل إذا لم تصل إلى شيء محرم؛ لأن عائشة -رضي الله عنها- تحيل عليها الرجلان في الدخول عليها ومعهما عبد الله بن الزبير، للإصلاح بينهم.
٧. رقة قلوب الصحابة وسرعة بكائهم -رضي الله عنهم- من خشية الله -عز وجل- وهذا دليل على لين القلب وخشيته لله.
٨. قوة إيمان أمهات المؤمنين وحرصهن على العتق من النار والبراءة من العذاب.

المصادر والمراجع:

صحيح البخاري -أبو عبد الله محمد بن إسماعيل بن إبراهيم بن المغيرة الجعفي البخاري، تحقيق محمد زهير بن ناصر الناصر -الناشر : دار طوق النجاة -الطبعة : الأولى ١٤٢٢هـ. نزهة المتقين شرح رياض الصالحين، تأليف د/ مصطفى الخن، د/ مصطفى البغا، محيي الدين مستو، علي الشربجي، محمد أمين لطفي، مؤسسة الرسالة، ط:الرابعة عشر١٤٠٧ بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين، تأليف سليم بن عيد الهلالي، دار ابن الجوزي. شرح رياض الصالحين، لابن عثيمين، نشر: دار الوطن للنشر، الرياض، الطبعة: ١٤٢٦هـ.

الرقم الموحد: (8409)

قل لا إله إلا الله وحده لا شريك له الله أكبر كبيرا

یہ پڑھا کرو: "لاالٰہ الا اللہ وحدہ لاشریک لہ اللہ اکبر کبیرا

١٦٧٨. الحديث:

عن سعد بن أبي وقاص -رضي الله عنه- قال: جاء أعرابي إلى رسول الله -صلى الله عليه وسلم- فقال: عَلِّمْنِي كلاما أقوله. قال: «قل: لا إله إلا الله وحده لا شريك له، الله أكبر كبيرا، والحمد لله كثيرا، وسبحان الله رب العالمين، ولا حول ولا قوة إلا بالله العزيز الحكيم» قال: فهؤلاء لربي، فما لي؟ قال: «قل: اللَّهُمَّ اغفر لي وارحمني واهدني وارزقني».

١٦٧٨. حدیث:

سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک اعرابی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ مجھے ایسا کلام سکھا ئیے، جسے میں پڑھتا رہوں۔ آپ نے فرمایا : "یہ کہا کرو : "لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہُ لَا شَرِیکَ لَہُ، اللّٰہُ اَکْبَرُ کَبِیرًا وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ کَثِیرًا وَسُبْحَانَ اللّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِینَ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَزِیزِ الْحَکِیمِ" (اللہ کے سوا کوئی حقیقی معبود نہیں، وہ اکیلا ہے، اس کا کوئی شریک نہیں، اللہ بڑائی میں سب سے بڑا ہے اور بے حد وحساب تعریف اللہ کی ہے، اللہ ہر عیب اور نقص سے پاک ہے، جو کہ تمام جہانوں کو پالنے والا ہے، گناہ سے بچنے اور نیکی کے کام کرنے کی طاقت اللہ ہی سے مل سکتی ہے، جو غالب حکمت والا ہے) اس شخص نے کہا : ان سب کلمات کا تعلق تو میرے رب سے ہے، میرے لیے کیا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : "یہ کہو : "اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِی وَارْحَمْنِی وَاہْدِنِی وَارْزُقْنِی" (اے اللہ! مجھے بخش دے، مجھ پر رحم فرما، مجھے ہدایت دے اور مجھے رزق عطا فرما)۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

جاء أعرابي إلى رسول الله -صلى الله عليه وسلم- فقال: "علمني كلاماً"، أي: ذكراً، "أقوله"، أي: أذكره ورداً في أي وقت "قال: قل: لا إله إلا الله وحده لا شريك له"، بدأ بشهادة التوحيد، ومعناها لا معبود بحق إلا الله "الله أكبر"، أي: من كل شيء ، "كبيراً"، توكيد للتكبير: كبرت كبيراً أو يجوز أن يكون حالاً مؤكدة، "والحمد لله كثيراً"، أي: حمداً كثيراً، "وسبحان الله رب العالمين"، أي: جميع الخلائق، وقوله: "لا حول ولا قوة إلا بالله العزيز الحكيم" أي لا تحول من حال إلى حال إلا بتوفيق من الله وحكمته، "قال الأعرابي، "فهؤلاء"، أي: الكلمات، "لربي"، أي: موضوعة لذكره تعالى وتعظيمه "فمالي؟"، أي: من الدعاء لنفسي، "فقال: قل: اللَّهُمَّ اغفر لي"، أي: بمحو السيئات، "وارحمني"، أي: بتوفيق الطاعات في الحركات والسكنات، "واهدني"، أي: لأحسن الأحوال، "وارزقني"، أي: المال الحلال والصحة وكل خير.

اجمالی معنیٰ:

ایک اعرابی صحابی نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوکر عرض کیا : "مجھے ایسا کلام" یعنی ذکر "سکھا دیجیے، جسے میں پڑھتا رہوں" یعنی جسے میں بطور ورد کسی بھی وقت پڑھتا رہوں۔ "آپ ﷺ نے فرمایا کہ یہ ذکر پڑھا کرو : لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ "آغاز توحید کی گواہی سے فرمایا۔ اس کے معنی ہیں اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں۔ "اللہ اکبر" یعنی وہ ذات ہر چیز سے بڑی ہے۔ "کبیراً" یہ لفظ تکبیر کے معنی میں مزید تاکید و زور پیدا کرنے کے مقصد سے لایا گیا ہے یا پھر یہ حال بھی ہوسکتا ہے، جو تاکید کے لیے لایا گیا ہے۔ "والحمد للہ کثیراً" یعنی میں اس کی بے پناہ حمد و ثنا بیان کرتا ہوں۔ "وسبحان اللہ رب العالمین" یعنی تمام مخلوقات کا پروردگار ہے۔ اور آپ ﷺ کے قول "لا حول ولا قوۃ الا باللہ العزیز الحکیم" یعنی ایک حالت سے دوسری حالت میں بدلنے کی طاقت و قوت کسی میں نہیں مگر یہ کہ اس میں اللہ تعالیٰ کی توفیق اور حکمت شامل ہوجائے۔ اعرابی نے کہا : "فھؤلاء" یعنی یہ کلمات۔ "لربی" یعنی اللہ تعالی کے ذکر اور اس کی تعظیم کے لیے وضع ہوئے ہیں۔ "فمالی؟" یعنی میری ذات کی خاطر مانگنے کے لیے کون سی دعا ہے؟ "آپ ﷺ نے فرمایا کہ تم یہ دعاء پڑھو : "اللھم اغفر لی" یعنی میری خطاؤں اور لغزشوں کو مٹا کر۔ "وارحمنی" میری تمام حرکات و سکنات میں طاعتوں و فرماں برداریوں کی توفیق عطا کرکے۔

"واہدنی" یعنی بہتر احوال کی طرف۔ "وارزقنی" یعنی حلال مال و دولت، صحت و تندرستی اور ہر قسم کی خیر و بھلائی سے نواز دے۔

راوي الحديث: رواه مسلم.
التخريج: سعد بن أبي وقاص -رضي الله عنه-
مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- أعرابي : هو ساكن البادية عربياً كان أو لا.
- فهؤلاء لربي : الجمل السابقة لربي لما فيها من الثناء عليه سبحانه مع إثبات الوحدانية له دون غيره بالجملة الأولى، وتنزيهه عما لا يليق به بالجملتين الأخيرتين.
- فمالي؟ : فأي شيء أدعو به مما يعود لي بنفع ديني أو دنيوي؟

فوائد الحديث:

١. الحث على ذكر الله بالتهليل والتكبير والتحميد والتسبيح.
٢. استحباب ذكر الله والثناء عليه قبل الدعاء.
٣. استحباب دعاء الإنسان بأطيب الدعاء، وبما هو مأثور مما فيه جوامع خير الدنيا والآخرة، وله أن يدعو بما يشاء.
٤. ينبغي للعبد الحرص على تعلم ما ينفعه في الدنيا والآخرة.
٥. شفقته -صلى الله عليه وسلم- على تعليم أمته ما ينفعهم.

المصادر والمراجع:

-رياض الصالحين، للنووي، تحقيق : ماهر الفحل. دار ابن كثير - بيروت. الطبعة الأولى ١٤٢٨ه - ٢٠٠٧م - صحيح مسلم, ترقيم محمد فؤاد عبد الباقي, دار إحياء التراث العربي, بيروت. - بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين لسليم الهلالي، ط١، دار ابن الجوزي، الدمام، (١٤١٥ه). - نزهة المتقين شرح رياض الصالحين لمجموعة من الباحثين, مؤسسة الرسالة, الطبعة الرابعة عشر, ١٤٠٧ه . - مرقاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح، لعلي القاري، الناشر:دار الفكر، بيروت - لبنان. الطبعة: الأولى، ١٤٢٢هـ- ٢٠٠٢م - دليل الفالحين لطرق رياض الصالحين, تأليف: محمد علي بن محمد البكري الصديقي, عناية: خليل مأمون شيحا, الناشر: دار المعرفة, ط ٤ عام ١٤٢٥

الرقم الموحد: (6112)

قل: اللّهُمَّ اهدني وسددني

یہ دعا کرو کہ اے اللہ! مجھے ہدایت اور راست روی عطا فرما۔

١٦٧٩. الحديث:

عن علي بن أبي طالب -رضي الله عنه- قال: قال لي رسول الله -صلى الله عليه وسلم-: «قل: اللَّهُمَّ اهْدِنِي، وسَدِّدْنِي». . وفي رواية: «اللَّهُمَّ إني أسألك الهُدَى والسَّدَادَ».

١٦٧٩. حدیث:

علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہوئے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے فرمایا کہ یہ دعا کرو «اللهم اهدِنِي، وسَدِّدْنِي» اے اللہ! مجھے ہدایت اور راست روی عطا فرما۔ ایک اور روایت میں یہ الفاظ ہیں «اللهم إني أسألك الهُدى والسَّدَادَ» کہ اے اللہ! میں تجھ سے ہدایت اور راست روی کا طلب گار ہوں۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

هذا الحديث من جوامع كلم النبي صلى الله عليه وسلم، وجوامع الكلم الكلمات اليسيرة المتضمنة لمعاني كثيرة، ففي هذا الحديث مع قلة العبارة عظيم الفائدة والأثر، فهو من الجوامع بلا نزاع ، حيث جمع هذا الحديث جماع الخير كله ، وقد أمر النبي صلى الله عليه وسلم عليا – رضي الله عنه – أن يدعو به ، فقال له النبي صلى الله عليه وسلم «قل: اللَّهُمَّ اهدني، وسددني». " اللَّهُمَّ " : دعاء وتضرع إلى الله تعالى باسمه العَلَم الذى تفرد به الرب سبحانه ، وهو الاسم الذي يتضمن جميع أسماء الله الحسنى ، وتنسب إليه و ينسب هو لها ، إنه اسمه تعالى: " الله" . " اهدني": دعاء ورجاء أن ينال الهداية، أي الرشاد ، فكأنه سأل الله تعالى كمال الهداية والرشاد. " وسددني" : أي: وفقني واجعلني مصيبا في كل أموري وشؤوني الدينية والدنيوية ، ففي اللفظ معنى تقويم الخطأ ، وتعديل الخلل ، ولذا فقد جمع هذا الدعاء بين أمرين : أ- التوفيق للهداية ب- طلب الاستمرار على الهداية والرشد ، وعدم الخروج عنهما بالزيغ والضلال . فمن وفقه الله تعالى لهذا الدعاء فهو على الهداية ثابت ، وعلى طريقها سائر، وعن الزيغ والضلال بائن

اجمالی معنی:

یہ حدیث نبی ﷺ کے جوامع الکلم میں سے ہے۔ جوامع الکلم ایسے مختصر ترین کلمات کو کہا جاتا ہے جن میں بہت زیادہ معانی پنہاں ہوں۔ اس حدیث میں باوجود کم عبارت کے بہت زیادہ فائدہ اور اثر ہے۔ اس میں کوئی دو رائے نہیں کہ یہ جامع کلمات ہیں کیونکہ یہ حدیث اپنے اندر ساری کی ساری خیر سموئے ہوئے ہے۔ نبی ﷺ نے علی رضی اللہ عنہ کو یہ دعا مانگنے کا حکم دیا: آپ ﷺ نے انہیں فرمایا کہ یوں کہو: اے اللہ! مجھے ہدایت اور راست روی عطا فرما۔ "اللهم"۔ یہ اللہ کے سامنے ایسے اسم کے ساتھ دعا اور اظہار عاجزی ہے جو صرف رب تعالی سبحانہ کے ساتھ خاص ہے۔ یہ ایسا اسم ہے جس میں اللہ تعالی کے تمام اسمائے حسنی آ جاتے ہیں بایں طور کہ تمام اسمائے حسنی کو اس اسم کی طرف منسوب کیا جاتا ہے اور یہ اسم تمام اسمائے حسنی کی طرف منسوب ہوتا ہے۔ یہ اسم "اللہ" ہے۔ "اہدنی"۔ یہ اس بات کی دعا اور امید کا اظہار ہے کہ انہیں ہدایت حاصل ہو یعنی راست روی۔ گویا کہ انہوں نے اللہ تعالی سے کامل ہدایت اور راست روی کا سوال کیا۔ "وسددنی"۔ یعنی مجھے توفیق دے اور میرے تمام دینی و دنیوی امور و معاملات میں مجھے راستگی عطا فرما۔ اس لفظ میں یہ معنی ہے کہ غلطی کو درست فرما اور خلل کو ٹھیک کر دے۔ اس لیے اس دعا میں دو امور موجود ہیں: ا۔ ہدایت کی توفیق۔ ب۔ ہدایت اور راستگی پر مسلسل قائم رہنے کی دعا اور کجی و گمراہی کی وجہ سے اس سے نکل نہ جانے کی دعا۔ پس جسے اللہ تعالی یہ دعا مانگنے کی توفیق دے دیتا ہے وہ ہدایت پر ثابت قدم اور راہ ہدایت پر گامزن رہتا ہے اور کجی و گمراہی سے دور رہتا ہے۔

راوي الحديث: رواه مسلم بروايتيه، بزيادة: "وَاذْكُرْ، بِالْهُدَى هِدَايَتَكَ الطَّرِيقَ، وَالسَّدَادِ، سَدَادَ السَّهْمِ".

التخريج: علي بن أبي طالب-رضي الله عنه.

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين

معاني المفردات:

- سددني : وفقني، واجعلني في جميع أموري مستقيما ، وأصل السداد : الاستقامة والقصد في الأمور.

• الهدى : الرشاد والدلالة

فوائد الحديث:

١. الداعي ينبغي أن يحرص على تسديد عمله وتقويمه بلزوم السنة وإخلاص النية

٢. استحباب الدعاء بهذه الكلمات الجامعة للتوفيق والسداد

٣. ينبغي على العبد الاستعانة بالله تعالى في جميع أموره.

٤. هذا الدعاء العظيم قد جمع بين طلب الهداية (وهي صلاح الحال)، والاستمرار عليها وعدم الزيغ عنها طرفة عين (وهو صلاح المآل)، فقوله: " اهدني" بأن يكون سائرا على ضرب الهداية ، وقوله: " وسددني" : من الإصابة وعدم الزيغ عند الهداية التي اعتلاها

المصادر والمراجع:

-رياض الصالحين من كلام سيد المرسلين؛ للإمام أبي زكريا النووي، تحقيق د. ماهر الفحل، دار ابن كثير-دمشق، الطبعة الأولى، ١٤٢٨ه . - بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين؛ تأليف سليم الهلالي، دار ابن الجوزي- الطبعة الأولى١٤١٨ه - نزهة المتقين شرح رياض الصالحين؛ تأليف د. مصطفى الخِن وغيره، مؤسسة الرسالة-بيروت، الطبعة الرابعة عشر، ١٤٠٧هـ - صحيح مسلم؛ للإمام مسلم بن الحجاج، حققه ورقمه محمد فؤاد عبد الباقي، دار عالم الكتب-الرياض، الطبعة الأولى، ١٤١٧هـ - كنوز رياض الصالحين»، لحمد بن ناصر العمار، دار كنوز إشبيليا- الطبعة الأولى١٤٣٠ه

الرقم الموحد: (5915)

قلت: يا رسول الله، علمني دعاء، قال: قل: اللّهُمَّ إني أعوذ بك من شر سمعي، ومن شر بصري، ومن شر لساني، ومن شر قلبي، ومن شر منيي

میں نے کہا: یا رسول اللہ! مجھے کوئی دعا سکھا دیجیے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ یوں کہا کرو: (اللّٰھُمّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّ سَمْعِي، وَمِنْ شَرِّ بَصَرِي، وَمِنْ شَرِّ لِسَانِي، وَمِنْ شَرِّ قَلْبِي، وَمِنْ شَرِّ مَنِيِّي) ترجمہ: "اے اللہ! میں تیری پناہ چاہتا ہوں اپنے کان کے شر سے، اپنی آنکھ کے شر سے، اپنی زبان کے شر سے، اپنے دل کے شر سے اور اپنی شرم گاہ کے شر سے"۔

١٦٨٠. الحديث:

عن شكل بن حميد -رضي الله عنه- قال: قلت: يا رسول الله، عَلِّمْنِي دعاء، قال: (قل: اللَّهُمَّ إني أعوذ بك من شر سمعي، ومن شر بصري، ومن شر لساني، ومن شر قلبي، ومن شر مَنِيِّي)

١٦٨٠. حدیث:

شکل بن حمید رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہوئے بیان کرتے ہیں کہ میں نے کہا: یا رسول اللہ! مجھے کوئی دعا سکھا دیجیے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ یوں کہا کرو: (اللّٰھُمّ إِنِّي أَعُوذُبِكَ مِنْ شَرِّ سَمْعِي، وَمِنْ شَرِّ بَصَرِي، وَمِنْ شَرِّ لِسَانِي، وَمِنْ شَرِّ قَلْبِي، وَمِنْ شَرِّ مَنِيِّي) ترجمہ: "اے اللہ! میں تیری پناہ چاہتا ہوں اپنے کان کے شر سے، اپنی آنکھ کے شر سے، اپنی زبان کے شر سے، اپنے دل کے شر سے اور اپنی شرم گاہ کے شر سے"۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

في هذا الحديث يذهب شكل بن حميد-رضي الله عنه- إلى النبي صلى الله عليه وسلم باحثا عن خيري الدنيا والآخرة ، إنه لم يطلب من النبي صلى الله عليه وسلم دنيا فانية ، ولا حفنة من مال ، ولا صاعا من طعام ، ولكنه ذهب يطلب الدعاء ، يريد من النبي صلى الله عليه وسلم أن يعلمه دعاء ينتفع به في دينه ودنياه ، فهذه هي حقيقة الصحابة يبتغون فضلا من الله ورضوانا ، فأرشده النبي صلى الله عليه وسلم إلى هذا الدعاء العظيم الجليل ،فقال له : " قل:اللّٰهُمَّ إني " : دعا الله تعالى وتوجه إليه باسمه الجامع لكل أسماء الله الحسنى " الله" " أعوذ بك من شر سمعي": أعوذ أي: أحتمي بالله تعالى من شر السمع ، وهو ما يقع فيه سمع الإنسان من المحرمات : كشهادة الزور ، وكلام الكفر والبهتان ، والانتقاص من الدين وسائر ما يصل إلى سمع الإنسان من المحرمات. " ومن شر بصري" : وهو أن يستعمله في النظر إلى المحرمات من الأفلام الخليعة ، والمناظر القبيحة . " ومن شر لساني " : أي ومن كل محرم قد يخرج من اللسان كشهادة

اجمالی معنی:

اسے امام ابوداود، امام ترمذی، امام نسائی، اور امام احمد نے روایت کیا ہے۔

الزور ، والسب، واللعن ، والانتقاص من الدين و أهله، أو التكلم فيما لا يعني الإنسان ، أو ترك الكلام فيما يعنيه ...الخ. " ومن شر قلبي" : و هو أن يعمر القلب بغير ذكر الله تعالى ،أو أن يتوجه إلى غير الله تعالى بالعبادات القلبية من الرجاء والخوف ، والرهبة ، والتعظيم ، أو يترك ما يجب عليه من صرف العبادات القلبية للرب سبحانه وتعالى. " ومن شر منيي" : أي ومن شر الفرج وهو أن يقع فيما حرم الله عليه ، أو يوقعني في مقدمات الزنى من النظر، واللمس، والمشي، والعزم، وأمثال ذلك فهذا الدعاء المبارك فيه حفظ الجوارح والتي هي من نعم الله تعالى ، والنبي صلى الله عليه وسلم إنما أمره هنا أن يستعيذ بالله من شر هذه النعم ، ولم يأمره أن يستعيذ من هذه النعم كأن يقول :" أعوذ بالله من سمعي " ، لأن هذه نعم ، وبها يعبد الله تعالى، فليست هي شر محض حتى يستعاذ منها ولكن يستعاذ من الشر الذي قد يتولد عنها ، وحفظها يكون برعاية ما خلقت له ، و أن لا يباشر بها معصية ، ولا ينشر بها رذيلة ، لأنه مسؤول يوم القيامة عن هذه النعم مصداقا لقوله تعالى: {وَلَا تَقْفُ مَا لَيْسَ لَكَ بِهِ عِلْمٌ إِنَّ السَّمْعَ وَالْبَصَرَ وَالْفُؤَادَ كُلُّ أُولَئِكَ كَانَ عَنْهُ مَسْئُولًا } [الإسراء: ٣٦

راوي الحديث: رواه أبو داود والترمذي والنسائي وأحمد

التخريج: شكل بن حميد-رضي الله عنه

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين

معاني المفردات:

- شر سمعي : أي: بأن أسمع كلام الزور والبهتان والغيبة وسائر ما حرم الله تعالى سمعه ، أو أن لا اسمع الحق .
- شر بصري : وذلك بالنظر إلى عورات الناس أو إلى ما حرم الله تعالى.
- شر قلبي : بأن أشغله بغير ذكر الله تعالى
- شر منِّي : المني: ما يخرج من الرجل من ماء بشهوة ولذة ، والمراد هنا الفرج كما ورد عند الترمذي ، ويكون شره إذا وضعه في غير محله المشروع.
- شر لساني : هو التكلم بالباطل أو ما لا يعنيني ، أو السكوت عن الحق
- أعوذ : ألتجئ وأحتمي
- اللَّهُمَّ : يا الله

فوائد الحديث:

١. الحث على حفظ السمع والبصر واللسان والقلب والفرج ، وذلك باستعمالها فيما يرضي الله تعالى
٢. التنويه بمسؤولية الإنسان عن حواسه كما أخبر سبحانه وتعالى: " إن السمع والبصر والفؤاد كل أولئك كان عنه مسؤلا"

٣. حواس الإنسان وأعضاؤه نعم ينبغي على العبد شكر الله تعالى عليها بوضعها فيما خلقت له ، وبذلك يحقق العبودية لله سبحانه وتعالى.
٤. قول شكل بن حميد -رضي الله عنه-: "قلت: يا رسول الله، علمني دعاء" يدل على حرص الصحابة على كل ما ينفعهم في الدنيا والآخرة ، ويبين أنهم أصحاب همة عالية لمحافظتهم على ما ينفعهم في العاجل والآجل
٥. خص النبي صلى الله عليه وسلم هذه الجوارح بالدعاء ؛ لانها مناط الشهوة ومثار اللذة.

المصادر والمراجع:

بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين لسليم الهلالي، ط١، دار ابن الجوزي، الدمام، (١٤١٥ه). الترمذي، تحقيق وتعليق:أحمد محمد شاكر ، وآخرون، مكتبة ومطبعة مصطفى البابي الحلبي، ط٢، مصر، (١٣٩٥ ه) دليل الفالحين لطرق رياض الصالحين لمحمد علي بن محمد بن علان، دار الكتاب العربي ، بيروت لبنان رياض الصالحين للنووي، ط١، تحقيق: ماهر ياسين الفحل، دار ابن كثير، دمشق، بيروت، (١٤٢٨ ه). رياض الصالحين، ط٤، تحقيق: عصام هادي، وزارة الأوقاف والشؤون الإسلامية القطرية، دار الريان، بيروت، (١٤٢٨ه). سنن أبي داود، تحقيق: محمد محيي الدين عبد الحميد، (د.ط)، المكتبة العصرية، بيروت، (د.ت) صحيح الأدب المفرد للإمام البخاري، حقق أحاديثه وعلق عليه: محمد ناصر الدين الألباني، ط٤، دار الصديق للنشر والتوزيع، (١٤١٨ ه) صحيح أبي داود للألباني ، ط١، مؤسسة غراس للنشر والتوزيع، الكويت، (١٤٢٣ه). صحيح وضعيف الترمذي للألباني، ط١، مكتبة المعارف، الرياض، (١٤٢٠ه). كنوز رياض الصالحين، مجموعة من الباحثين برئاسة حمد بن ناصر العمار، ط١، كنوز إشبيليا، الرياض، (١٤٣٠ه). السنن للنسائي، تحقيق: عبد الفتاح أبو غدة، (ط٢)، مكتب المطبوعات الإسلامية – حلب، (١٤٠٦ه) مسند الإمام أحمد بن حنبل، تحقيق: شعيب الأرنؤوط - عادل مرشد، وآخرون، إشراف: د عبد الله بن عبد المحسن التركي، (ط١)، مؤسسة الرسالة، (١٤٢١ ه) المعجم الوسيط، مجمع اللغة العربية بالقاهرة، ط٢، دار إحياء التراث العربي، بيروت (لبنان). نزهة المتقين شرح رياض الصالحين لمجموعة من الباحثين، ط١٤، مؤسسة الرسالة، (١٤٠٧ه).

الرقم الموحد: (6163)

كَانَ رَسُولُ اللَّهِ -صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ- إِذَا أَصْبَحَ يَقُولُ: اللَّهُمَّ بِك أَصْبَحْنَا وَبِكَ أَمْسَيْنَا، وَبِكَ نَحْيَا، وَبِكَ نَمُوتُ، وَإِلَيْكَ النُّشُورُ، وَإِذَا أَمْسَى قَالَ مِثْلَ ذَلِكَ، أَلَا أَنَّهُ قَالَ: وَإِلَيْكَ الْمَصِيرُ

جب صبح ہوتی تو رسول اللہ ﷺ فرماتے : اے اللہ! تیری حفاظت میں ہم نے صبح کی اور تیری حفاظت میں ہی شام کی اور تیرے ہی نام پر ہم زندہ ہوتے اور تیرے ہی نام پر ہم مرتے ہیں اور تیری ہی طرف اٹھ کر جانا ہے۔ جب شام ہوتی تو تب بھی آپ ﷺ اسی طرح فرماتے تاہم اس میں (إِلَيْكَ النُّشُورُ کے بجائے) إِلَيْكَ الْمَصِيرُ فرماتے (یعنی تیری ہی طرف لوٹ کر جانا ہے۔)

١٦٨١. الحديث:

عن أبي هريرة -رضي الله عنه- قال: كان رسول الله -صلى الله عليه وسلم- إذا أصبح يقول: «اللَّهُمَّ بك أصبحنا، وبك أمسينا، وبك نحيا، وبك نموت، وإليك النُّشُورُ» وإذا أمسى قال: «اللَّهُمَّ بك أمسينا، وبك نحيا، وبك نموت. وإليك المصير».

١٦٨١. حدیث :

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ جب صبح ہوتی تو رسول اللہ ﷺ فرماتے : اللهم بک أصبحنا، وبک أمسينا، وبک نحيا، وبک نموت، وإليک النُّشُورُ۔ ''اے اللہ! تیری حفاظت میں ہم نے صبح کی اور تیری حفاظت میں ہی شام کی اور تیرے ہی نام پر ہم زندہ ہوتے اور تیرے ہی نام پر ہم مرتے ہیں اور تیری ہی طرف اٹھ کر جانا ہے۔'' اور جب شام ہوتی تو تب بھی آپ ﷺ فرماتے : اللهم بک أمسينا، وبک نحيا، وبک نموت. وإليک النُّشُورُ۔ ''اے اللہ! تیری حفاظت میں ہم نے شام کی اور تیرے ہی نام پر ہم زندہ ہوتے اور تیرے ہی نام پر ہم مرتے ہیں اور تیری ہی طرف اٹھ کر جانا ہے۔''

درجة الحديث: حسن

حدیث کا درجہ : حَسَن

المعنى الإجمالي:

إن العبد يستعين بالله -تعالى- وبقدرته وقوته في بداية يومه ونهايته، ويعترف بأنه سبحانه بقدرته أوجدنا وأوجد الصباح والمساء، والحياة والموت، وإليه المرجع والمآل بعد البعث.

اجمالی معنی :

بندہ اپنے دن کے آغاز اور انتہا پر اللہ تعالیٰ کی قدرت و طاقت سے مدد مانگتا ہے اور اعتراف کرتا ہے کہ اللہ تعالی نے اپنی قدرت سے ہم کو، صبح و شام کو اور زندگی و موت کو وجود بخشا اور موت کے بعد دوبارہ اٹھ کر اسی طرف لوٹ کر جانا ہے۔

راوي الحديث: رواه أبو داود والترمذي وابن ماجه.

التخريج: أبو هريرة -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- أصبح : دخل في وقت الصباح.
- أمسى : دخل في وقت المساء.
- النشور : معناه الرجوع، أي الرجوع والبعث بعد الموت.
- المصير : المرجع، أي المرجع والمآل بالبعث.

فوائد الحديث:

١. ينبغي للإنسان أن يدعو بهذا الدعاء صباحاً ومساءً تأسياً بالنبي -صلى الله عليه وسلم-
٢. عموم ربوبية الله في كل وقت صباحاً ومساءً.
٣. أن أشرف أوقات الذكر أول الصباح بعد الفجرلقوله: إذا أصبح.

المصادر والمراجع:

سنن أبي داود، لأبي داود سليمان بن الأشعث السِّجِسْتاني، تحقيق: محمد محيي الدين عبد الحميد، ط المكتبة العصرية، صيدا – بيروت. سنن الترمذي، لمحمد بن عيسى بن سَوْرة الترمذي، تحقيق وتعليق: أحمد محمد شاكر، ومحمد فؤاد عبد الباقي ، وإبراهيم عطوة عوض، ط شركة مكتبة ومطبعة مصطفى البابي الحلبي – مصر. سنن ابن ماجه، لابن ماجة أبو عبد الله محمد بن يزيد القزويني، تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي، ط دار إحياء الكتب العربية - فيصل عيسى البابي الحلبي. صحيح الجامع الصغير وزيادته، لأبي عبد الرحمن محمد ناصر الدين الألباني، ط المكتب الإسلامي. توضيح الأحكام من بلوغ المرام، للشيخ عبد الله بن عبد الرحمن البسام، ط مكتبة الأسد الإسلامية، الطبعة الخامسة. منحة العلام في شرح بلوغ المرام، للشيخ عبد الله بن صالح الفوزان، ط دار ابن الجوزي، الطبعة الأولى. فتح ذي الجلال والإكرام، للشيخ محمد بن صالح العثيمين، ط المكتبة الإسلامية، الطبعة الأولى. سبل السلام بشرح بلوغ المرام، للإمام محمد بن إسماعيل الصنعاني، طبعة دار الحديث.

الرقم الموحد: (5490)

كَلِمَتَانِ حَبِيبَتَانِ إِلَى الرَّحْمَنِ، خَفِيفَتَانِ عَلَى اللِّسَانِ، ثَقِيلَتَانِ فِي الْمِيزَانِ: سُبْحَانَ اللَّهِ وَبِحَمْدِهِ، سُبْحَانَ اللَّهِ الْعَظِيمِ

دو کلمے ایسے ہیں جوزبان پر بڑے ہلکے ہیں، میزان میں بڑے وزنی ہیں، رحمٰن کو بڑے محبوب ہیں وہ "سبحان اللہ وبحمدہ سبحان اللہ العظیم" ہیں۔

١٦٨٢. الحديث:

عن أبي هريرة -رضي الله عنه- عن رسول الله -صلى الله عليه وسلم- قال: كَلِمَتَانِ خفيفتان على اللسان، ثقيلتان في الميزان، حبيبتان إلى الرحمن: سبحان الله وبحمده، سبحان الله العظيم.

١٦٨٢. حدیث:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "دو کلمے ایسے ہیں جو زبان پر بڑے ہلکے ہیں، میزان میں بڑے وزنی ہیں اور رحمٰن کو بڑے محبوب ہیں وہ "سبحان اللہ وبحمدہ سبحان اللہ العظیم" ہیں۔"

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

أخبر النبي -صلى الله عليه وسلم- في هذا الحديث أن ربنا الرحمن -تبارك وتعالى- يحب هاتين الكلمتين القليلات الحروف مع ثقلهما في الميزان -سبحان الله وبحمده، سبحان الله العظيم- لما تضمنتاه من تسبيح الله تعالى وتنزيهه عن النقائص وعما لا يليق بجلاله تبارك وتعالى، والتأكيد على هذا التنزيه بالوصف بالعظمة.

اجمالی معنیٰ:

رسول اللہ ﷺ نے اس حدیث میں اس بات کی خبر دی ہے کہ ہمارے رب رحمٰن تبارک وتعالیٰ کو دو کلمے بڑے پسند ہیں کہ جن کے حروف بہت کم ہیں لیکن میزان میں بڑے وزنی ہیں اور وہ "سبحان اللہ وبحمدہ، سبحان اللہ العظیم" ہیں۔ کیوں کہ یہ کلمات اللہ تعالیٰ کی تسبیح، اور نقائص سے اس کی پاکی اور ایسی چیز سے منزّہ ہونے کو متضمن ہیں جو اللہ تبارک وتعالیٰ کی جلالتِ شان کے شایانِ شان نہیں۔ اور اس پاکیزگی کی تاکید عظمت کے وصف کے ذریعہ کی گئی ہے۔

راوي الحديث: متفق عليه.

التخريج: أبو هريرة -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- كلمتان : أي جملتان.
- حبيبتان : صفة لله تعالى أي محبوبة.
- سبحان الله : التسبيح: هو التنزيه، معناه تنزيهاً لك يارب عن كل نقص في الصفات أو في مماثلة المخلوقات.
- وبحمده : التحميد: هو ذكر أوصاف المحمود الكاملة وأفعاله الحميدة مع محبته وتعظيمه.
- العظيم : أي الله تعالى أعظم من كل شيء.

فوائد الحديث:

١. جواز استعمال السجع بشرط عدم التكلف.
٢. فضل هاتين الكلمتين من ذكر الله -عز وجل.-
٣. إثبات صفة المحبة لله -عزوجل- على الوجه اللائق بالله -تعالى.-
٤. إثبات اسم الرحمن لله -عز وجل.-
٥. الحث على هذا الذكر القليل الكلمات الكثير الحسنات.
٦. أن الذكر يتفاضل، ويتبع ذلك تفاضل الأجور.
٧. إثبات الميزان وأنه حق.
٨. يستحب لمن رغّب غيره في عمل ما أن يذكر له شيئا من فوائده.

المصادر والمراجع:

صحيح البخاري، للإمام أبي عبد الله محمد بن إسماعيل البخاري، عناية محمد زهير الناصر، دار طوق النجاة، الطبعة الأولى، ١٤٢٢هـ. صحيح مسلم، للإمام مسلم بن الحجاج، حققه ورقمه محمد فؤاد عبد الباقي، دار عالم الكتب، الرياض، الطبعة الأولى، ١٤١٧هـ. منحة العلام في شرح بلوغ المرام، تأليف عبد الله الفوزان، طبعة دار ابن الجوزي، الطبعة الأولى ١٤٢٨هـ. تسهيل الإلمام بفقه الأحاديث من بلوغ المرام، تأليف الشيخ صالح الفوزان، عناية عبد السلام السليمان، مؤسسة الرسالة، الطبعة الأولى. فتح ذي الجلال والإكرام بشرح بلوغ المرام، للشيخ ابن عثيمين، المكتبة الإسلامية، القاهرة، تحقيق صبحي رمضان وأم إسراء بيومي- الطبعة الأولى ١٤٢٧هـ.

الرقم الموحد: (5507)

كُتب على ابن آدم نَصِيبُه من الزِنا مُدْرِكُ ذلك لا مَحَالة: العينان زِناهما النَظر، والأُذنان زِناهما الاستماع، واللسان زِناه الكلام، واليَدُ زِناها البَطْش، والرِّجل زِناها الخُطَا، والقلب يَهْوَى ويتمنى، ويُصَدِّق ذلك الفَرْج أو يُكَذِّبُه

ابن آدم پر زنا میں سے اس کا حصہ لکھ دیا گیا ہے، وہ لا محالہ اسے ملے گا؛ پس آنکھوں کا زنا دیکھنا ہے، کانوں کا زنا سننا ہے، زبان کا زنا گفتگو کرنا ہے، ہاتھوں کا زنا پکڑنا ہے، پاؤں کا زنا چلنا ہے، دل خواہش اور تمنا کرتا ہے اور شرم گاہ اس کی تصدیق کرتی ہے یا تکذیب۔

١٦٨٣. الحديث:

عن أبي هريرة -رضي الله عنه- أن النبي -صلى الله عليه وسلم- قال: «كُتب على ابن آدم نَصِيبُه من الزِنا مُدْرِكُ ذلك لا مَحَالة: العينان زِناهما النَظر، والأُذنان زِناهما الاستماع، واللسان زِناه الكلام، واليَدُ زِناها البَطْش، والرِّجل زِناها الخُطَا، والقلب يَهْوَى ويتمنى، ويُصَدِّق ذلك الفَرْج أو يُكَذِّبُه».

١٦٨٣. حدیث:

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "ابن آدم پر زنا میں سے اس کا حصہ لکھ دیا گیا ہے، وہ لا محالہ اسے ملے گا؛ پس آنکھوں کا زنا دیکھنا ہے، کانوں کا زنا سننا ہے، زبان کا زنا گفتگو کرنا ہے، ہاتھوں کا زنا پکڑنا ہے، پاؤں کا زنا چلنا ہے، دل خواہش اور تمنا کرتا ہے اور شرم گاہ اس کی تصدیق کرتی ہے یا تکذیب"۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

معنى الحديث أن الإنسان مُدرك للزنا لا محالة إلا من عصمه الله، ثم ذكر النبي -صلى الله عليه وسلم- أمثلة لذلك: "فالعين زناها النظر" يعني: أن الرَّجُل إذا نظر إلى امرأة ولو لغير شهوة وهي ليست من محارمه فهذا نوع من الزنا وهو زنا العين. "والأُذنان زِناهما الاستماع" أي يستمع الإنسان إلى كلام المرأة ويتلذذ بصوتها، هذا زنا الأذن. "واليد زناها البَطْش" يعني العمل باليد من اللمس وما أشبه ذلك. "والرِجل زناها الخُطا" يعني أن الإنسان يمشي إلى محل الفواحش مثلا أو يسمع إلى صوت امرأة فيمشي إليها أو يرى امرأة، فيتبعها هذا نوع من الزنا. "والقلب يَهْوَى ويتمنى" أي يميل إلى هذا الأمر وهو التعلق بالنساء هذا زنا القلب. "والفرج يصدِّق ذلك أو يُكذِّبه" يعني أنه إذا زنى بالفرج والعياذ بالله، فقد صدق زنا هذه الأعضاء وإن لم يزني بفرجه، بل سَلِم وحفظ نفسه فإن هذا يكون تكذيبا لزنا هذه الأعضاء. فدل ذلك على الحذر من التعلق بالنساء لا بأصواتهن ولا بالرؤية إليهن ولا بمسهن ولا بالسعي إليهن ولا بغواية القلب لهن، كل ذلك من أنواع الزنا

اجمالی معنی:

حدیث کا مطلب یہ ہے کہ انسان بہر صورت زنا کرتا ہے، سوائے اس کے جسے اللہ بچائے، پھر اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی کئی مثالیں ذکر کیں: "فالعین زناہا النظر" یعنی جب کوئی مرد کسی عورت کو دیکھے، اگرچہ بغیر شہوت کے ہو اور وہ عورت اس کی محرمات میں سے نہ ہو، تو یہ بھی زنا کی ایک قسم ہے۔ یہ آنکھوں کا زنا ہے۔ "والأُذنان زناہما الاستماع" یعنی انسان کا کسی اجنبی عورت کی گفتگو سن کر اس کی آواز سے لطف اندوز ہونا۔ یہ کانوں کا زنا ہے۔ اسی طرح "الید زناہا البَطْش" ہاتھ سے چھونا وغیرہ۔ یہ ہاتھ کا زنا ہے۔ "والرِجل زناہا الخُطا" یعنی انسان کا فُحش کاموں والی جگہ کی طرف جانا یا عورت کی آواز سننے جانا یا کسی عورت کو دیکھ کر اس کا پیچھا کرنا، یہ سب زنا کی قسمیں ہیں۔ "والقلب یَہوَی و یتمنّی" یعنی دل کا عورتوں کی طرف میلان۔ یہ بھی دل کا زنا ہے۔ "والفرج یصدّق ذلک أو یُکذِّبہ" یعنی جب انسان شرم گاہ کے ذریعے زنا کرتا ہے-اللہ کی پناہ- تو یہ ان اعضا کے زنا کی تصدیق ہے۔ اگر وہ شرم گاہ کے ذریعے زنا نہ کرے، بلکہ محفوظ رہے، تو یہ ان اعضا کی تکذیب ہے۔ یہ حدیث عورتوں سے بچے رہنے پر دلالت کرتی ہے کہ نہ ان کی آواز سنی جائے، نہ ان کی طرف دیکھا جائے، نہ چھُوا جائے، نہ ان کی طرف جانے کی کوشش کی جائے اور نہ ان کی طرف قلبی میلان کیا جائے۔ یہ سب زنا کی قسمیں ہیں-اللہ کی پناہ-اس لیے عقل مند اور پاک دامن انسان کو ان اعضا سے متعلق ایسی تمام چیزوں سے بچنا چاہیے، جو کسی بھی طرح عورتوں سے تعلق کا سبب بنتی ہیں۔

-والعياذ بالله-، فليحذر الإنسان العاقل العفيف من أن يكون في هذه الأعضاء شيء يتعلق بالنساء.

راوي الحديث: متفق عليه.

التخريج: أبو هريرة -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- كُتِبَ : قُدِّرَ.
- مُدْرِكٌ : محصِّل.
- البَطْش : الأخذ القوي الشَّديد.
- الخُطَأ : المشي والمراد المشي إلى فعل الحرام.
- القلب يَهوى : أي يريد وقوع ما تحبه النفس من الشهوة.
- يُصَدِّق : يحقق.

فوائد الحديث:

١. التوجيه إلى ترك الزنا ودواعيه.
٢. حرمة النظر إلى ما في البيت بغير استئذان.
٣. الزنا الذي يوجب الحدَّ لا يتحقق إلا بالإيلاج.
٤. سماع ما حرَّم الله نوع من أنواع الزنا.
٥. النظر إلى ما حرَّم الله نوع من أنواع الزنا.
٦. الكلام فيما حرَّم الله نوع من أنواع الزنا.
٧. الله يعلم من الأزَل مقادير الناس، ولا يقع شيء مخالفا لعلمه، ولا يتخلف علمه عن معرفة كل شيء.
٨. الله أعطى العبد المقْدِرة على رَدْع نفسه عما حرَّمه الله عليه.
٩. الزنا لا يختص إطلاقه بالفرج، بل هو شامل لدواعيه من النظر واللمس.
١٠. الحديث دليل لمعتقد أهل الحق في باب القدر أن العبد لا يخلق فعل نفسه؛ بدليل قوله عليه الصلاة والسلام: "والقلب يهوى ويتمنى ويصدق ذلك الفرج أو يكذبه"؛ فدل هذا أن العبد لو كان خالقا لفعل نفسه لما عجز عن فعل ما يريد مع وجود الطواعية واستحكام الشهوة.

المصادر والمراجع:

نزهة المتقين، تأليف: مصطفى الخن، الناشر: مؤسسة الرسالة، الطبعة الأولى: ١٣٩٧ هـ الطبعة الرابعة عشر ١٤٠٧ هـ كنوز رياض الصالحين، تأليف: حمد بن ناصر العمار ، الناشر: دار كنوز أشبيليا، الطبعة الأولى: ١٤٣٠ هـ بهجة الناظرين، تأليف: سليم بن عيد الهلالي، الناشر: دار ابن الجوزي ، سنة النشر: ١٤١٨ هـ- ١٩٩٧م صحيح مسلم، تأليف: مسلم بن الحجاج النيسابوري، تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي الناشر: دار إحياء التراث العربي – بيروت. رياض الصالحين، تأليف: محيي الدين يحيى بن شرف النووي ، تحقيق: د. ماهر بن ياسين الفحل ، الطبعة: الأولى، ١٤٢٨ هـ صحيح البخاري، تأليف: محمد بن إسماعيل البخاري، تحقيق: محمد زهير الناصر، الناشر: دار طوق النجاة الطبعة: الأولى، ١٤٢٢هـ شرح رياض الصالحين، تأليف: محمد بن صالح العثيمين، الناشر: دار الوطن للنشر، ١٤٢٦ هـ.

الرقم الموحد: (8898)

كان ابن لأبي طلحة -رضي الله عنه- يشتكي، فخرج أبو طلحة، فقبض الصبي

١٦٨٤. الحديث:

عن أنس -رضي الله عنه- قال: كان ابن لأبي طلحة -رضي الله عنه- يشتكي، فخرج أبو طلحة، فَقُبِضَ الصَّبي، فلما رجع أبو طلحة، قال: ما فعل ابني؟ قالت أم سليم وهي أم الصَّبي: هو أسْكَن ما كان، فَقَرَّبَت إليه العشاء فتَعَشَّى، ثم أصاب منها، فلما فَرَغ، قالت: وارُوا الصَّبي فلما أصبح أبو طلحة أتى رسول الله -صلى الله عليه وسلم- فأخبره، فقال:«أعَرَّسْتُمُ اللَّيلَةَ؟» قال: نعم، قال: «اللَّهُمَّ بارِك لهما»، فولدت غلامًا، فقال لي أبو طلحة: احْمِلْهُ حتى تأتي به النبي -صلى الله عليه وسلم- وبعث معه بتمرات، فقال: «أمَعَه شيء؟» قال: نعم، تَمَرات، فأخذها النبي -صلى الله عليه وسلم- فمَضَغَها، ثم أخذها من فِيه فجعلها في فِيِّ الصَّبي، ثم حَنَّكَهُ وسماه عبد الله. وفي رواية: قال ابن عيينة: فقال رجل من الأنصار: فرأيت تِسْعَة أولاد كلهم قد قرؤوا القرآن، يعني: من أولاد عبد الله المولود. وفي رواية: مات ابن لأبي طلحة من أم سليم، فقالت لأهلها: لا تُحَدِّثوا أبا طلحة بابْنِهِ حتى أكون أنا أُحدِّثه، فجاء فَقَرَّبَتْ إليه عشاء فأكل وشرب، ثم تَصَنَّعَتْ له أحْسَن ما كانت تصنع قبل ذلك، فَوَقَع بها. فلمَّا أن رأت أنه قد شَبِع وأصاب منها، قالت: يا أبا طلحة، أرأيت لو أن قومًا أعَارُوا عَارِيَتَهُم أهل بيت فطَلَبوا عَارِيَتَهُم، ألهم أن يَمْنَعُوهُم؟ قال: لا، فقالت: فَاحْتَسِبْ ابنك، قال: فغضِب، ثم قال: تَرَكْتِني حتى إذا تَلَطَّخْتُ، ثم أخبرتني بابني؟! فانطلق حتى أتى رسول الله -صلى الله عليه وسلم- فأخبره بما كان فقال رسول الله -صلى الله عليه وسلم-: «بارك الله في لَيْلَتِكُمَا»، قال: فَحَمَلَتْ. قال: وكان رسول الله -صلى الله عليه وسلم- في سَفَر وهي معه، وكان رسول الله -صلى الله عليه وسلم- إذا أتى المدينة من سَفر لا يَطْرُقُهَا طُرُوقًا فَدَنَوا من المدينة، فضَرَبَها المَخَاض، فَاحْتَبَس عليها أبو طلحة، وانطلق رسول الله -صلى

ابو طلحہ رضی اللہ عنہ کا لڑکا بیمار تھا۔ وہ کہیں باہر گئے ہوئے تھے کہ بچے کا انتقال ہوگیا۔

١٦٨٤. حدیث:

انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ابو طلحہ رضی اللہ عنہ کا لڑکا بیمار تھا۔ وہ کہیں باہر گئے ہوئے تھے کہ بچے کا انتقال ہوگیا۔ ابو طلحہ واپس آئے تو بیوی سے پوچھا کہ بچہ کیسا ہے؟ بچے کی ماں ام سلیم نے کہا کہ وہ پہلے سے زیادہ پرسکون حال میں ہے۔ پھر بیوی نے ان کے سامنے شام کا کھانا رکھا۔ ابو طلحہ کھانے سے فارغ ہوگئے۔ اس کے بعد بیوی سے ہم بستری کی۔ جب وہ فارغ ہوگئے، توام سلیم نے کہا کہ بچے کو دفن کردو! صبح ہوئی تو ابو طلحہ رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ کو سارے واقعہ سنایا۔ نبی کریم ﷺ نے دریافت فرمایا کہ تم نے رات کو ہم بستری کی ہے؟ انھوں نے عرض کیا: جی ہاں! نبی ﷺ نے یہ دعا دی: "اے اللہ! ان دونوں کو برکت عطا فرما"۔ پھر ان کے یہاں ایک بچے کی پیدائش ہوئی۔ ابو طلحہ رضی اللہ عنہ نے مجھ سے کہا کہ اس بچے کو نبی کریم ﷺ کی خدمت میں لے جاؤ اور ساتھ ہی کچھ کھجوریں بھیجیں۔ آپ ﷺ نے دریافت فرمایا کہ ساتھ میں کوئی چیز بھی ہے؟ انھوں نے جواب میں کہا کہ جی ہاں کچھ کھجوریں ہیں! نبی کریم ﷺ نے ان کھجوروں کو لیا۔ اپنے منہ میں چبایا۔ پھر اس کو اپنے منہ سے نکال کر بچے کے منہ میں ڈال دیا۔ بچے کی تحنیک کی اور اس کا نام عبداللہ رکھا۔ ایک اور روایت میں ابن عیینہ فرماتے ہیں: ایک انصاری شخص کا کہنا ہے کہ میں نے نو لڑکے دیکھے؛ سب کے سب قرآن مجید کے قاری تھے۔ یعنی اس نومولود عبداللہ کی اولاد میں سے۔ ایک اور روایت میں ہے کہ ابو طلحہ رضی اللہ عنہ کے ایک لڑکے کا انتقال ہوگیا، جوام سلیم رضی اللہ عنہا کے بطن سے تھا۔ ام سلیم رضی اللہ عنہا نے اپنے اہل خانہ کو تاکید کردی کہ ابو طلحہ رضی اللہ عنہ کو بیٹے کے مرنے کی خبر نہ دینا، یہاں تک کہ میں خود انھیں بتادوں، ابو طلحہ رضی اللہ عنہ آئے۔ ام سلیم رضی اللہ عنہا نے انھیں شام کا کھانا پیش کیا۔ ابو طلحہ رضی اللہ عنہ کھانے پینے سے فارغ ہوئے۔ پھر ام سلیم رضی اللہ عنہا نے ان کے لیے اس سے بہتر بناؤ سنگھار کیا جو اس سے قبل کیا کرتی تھیں۔ ابو طلحہ رضی اللہ عنہ نے ان سے ہم بستری کی۔ جب ام سلیم نے دیکھا کہ وہ کھانے سے بھی سیر ہوگئے اور ان کے ساتھ بھی وقت گزارلیا، تو انھوں نے کہا: ابو طلحہ! ذرا یہ تو بتاؤ کہ اگر کچھ لوگ ایک گھرانے کو ادھار دی جانے والی کوئی چیز ادھار دیں، پھر وہ اپنی چیز واپس مانگ لیں، تو کیا ان کو حق ہے کہ ان کو منع کریں؟ ابو طلحہ رضی اللہ عنہ نے کہا: نہیں۔ ام سلیم رضی اللہ عنہا نے کہا: تو پھر اپنے بیٹے (کی وفات) پر صبر کیجیے۔ ابو طلحہ رضی اللہ عنہ یہ سن کر غصہ میں آ گئے اور

الله عليه وسلم- قال: يقول أبو طلحة: إنك لَتَعْلَمُ يَا رَبِّ أنه يُعْجِبُنِي أن أخرج مع رسول الله -صلى الله عليه وسلم- إذا خرج وأدخل معه إذا دخل وقد احْتَبَسْتُ بما ترى، تقول أم سليم: يا أبا طلحة، ما أجِدُ الذي كنت أجِدُ، انطلق، فانطلقنا وضربها المَخَاض حين قَدِما، فولدت غلامًا. فقالت لي أمي: يا أنس، لا يُرْضِعْهُ أحدٌ حتى تَغْدُو به على رسول الله -صلى الله عليه وسلم- فلمَّا أصبح احتَمَلْتُه فانْطَلَقتُ به إلى رسول الله -صلى الله عليه وسلم- ... وذكر تمام الحديث.

کہا: تم نے مجھے بے خبر رکھا، یہاں تک کہ میں آلودہ ہوگیا، پھر تم نے مجھے میرے بیٹے کے بارے میں بتایا!! پھر وہ چل پڑے، یہاں تک کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور آپ کو ساری باتیں بتادیں۔ رسول اللہ ﷺ نے دعا دیتے ہوئے فرمایا: "تمھاری گزرنے والی رات میں اللہ تعالیٰ تمھیں برکت عطا فرمائے!" انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: ام سلیم رضی اللہ عنہا حاملہ ہوگئیں۔ وہ آگے بیان کرتے ہیں: رسول اللہ ﷺ ایک سفر میں تھے اور ام سلیم آپ ﷺ کے ہم راہ تھیں، رسول اللہ ﷺ جب سفر سے مدینہ لوٹتے تو رات کو آکر مدینہ میں دستک نہیں دیتے تھے۔ سب لوگ مدینہ کے قریب پہنچے تو ام سلیم رضی اللہ عنہا کو دردِ زہ نے آلیا۔ ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کو ان کے پاس رکنا پڑا اور رسول اللہ ﷺ چل پڑے۔ (انس رضی اللہ عنہ) کہتے ہیں: (اس وقت) ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کہہ رہے تھے: میرے پروردگار! مجھے یہی اچھا لگتا ہے کہ میں بھی تیرے رسول کے ساتھ باہر نکلوں، جب آپ (مدینہ سے) باہر نکلیں، اور جب آپ (مدینہ کے) اندر آئیں تو میں بھی آپ کے ساتھ اندر آؤں، (لیکن) میں اس بات کی وجہ سے روک دیا گیا ہوں جو تو دیکھ رہا ہے، (انس رضی اللہ عنہ) کہتے ہیں: تو ام سلیم رضی اللہ عنہا کہنے لگیں: ابوطلحہ! جو (درد) مجھے محسوس ہورہا تھا، اب محسوس نہیں ہورہا ہے، لہذا چلیے! چنانچہ ہم چل پڑے۔ (انس رضی اللہ عنہ) بیان کرتے ہیں: جب دونوں (مدینہ) آ گئے تو ام سلیم کو (دوبارہ) درد شروع ہوگیا اور ایک بیٹے کو جنم دیا۔ میری ماں (ام سلیم) نے مجھ سے کہا: اسے کوئی بھی دودھ نہیں پلائے گا، یہاں تک کہ صبح تم اسے رسول اللہ ﷺ کے پاس لے جاؤ گے۔ جب صبح ہوئی، تو میں نے اسے اٹھالیا، اسے لے کر رسول اللہ ﷺ کے پاس حاضر ہوا۔ پھر انھوں نے مکمل حدیث بیان فرمائی۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

حديث أنس بن مالك عن أبي طلحة أنه كان له ابن يشتكي، يعني مريضا، وأبو طلحة كان زوج أم أنس بن مالك رضي الله عنهم، تزوج بها بعد والد أنس، فخرج أبو طلحة لبعض حاجاته، فمات الصبي، فلما رجع سأل أمه عنه فقال: كيف ابني؟ قالت: هو أسكن ما يكون. وصدقت في قولها، هو أسكن ما يكون؛ لأنه مات، وأبو طلحة -رضي الله عنه- فهم أنه أسكن ما يكون من المرض، وأنه في عافية، فقدمت له العشاء فتعشى على أن أبنه برئ. ثم أصاب منها، يعني جامعها، فلما انتهى قالت: واروا الصبي.

اجمالی معنی:

انس بن مالک رضی اللہ عنہ، ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کے تعلق سے حدیث بیان کرتے ہیں کہ ان کا بیٹا بیمار تھا۔ دراصل ابوطلحہ رضی اللہ عنہ انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی والدہ (ام سلیم رضی اللہ عنہا) کے شوہر تھے۔ انھوں نے انس رضی اللہ عنہ کے والد کے بعد انھیں اپنی زوجیت میں لے لیا تھا۔ ابوطلحہ اپنے کسی کام کے سلسلے میں باہر نکلے اور اس دوران بچے کی وفات ہوگئی۔ جب وہ واپس لوٹے تو بچے کی ماں سے اس کے متعلق دریافت کیا کہ میرے بیٹے کی صحت کیسی ہے؟ بیوی نے جواب دیا کہ وہ پہلے سے زیادہ پر سکون حالت میں ہے۔ درحقیقت انھوں نے سچ ہی کہا تھا کہ وہ اپنی سابقہ حالت سے زیادہ پر سکون ہے؛ کیوں کہ بچے کی وفات ہوچکی تھی۔ ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے سمجھا کہ بچہ، بیماری سے صحت یاب ہوکر پر سکون حالت میں ہوگا اور اس

أي: ادفنوا الصبي؛ فإنه قد مات، -على الرواية الأولى- فلما أصبح أبو طلحة -رضي الله عنه- وارى الصبي وعلم بذلك النبي صلي الله عليه وسلم، وسأل: (هل أعرستم الليلة؟) قال: "نعم"، فدعا لهما -عليه الصلاة والسلام- بالبركة فولدت -رضي الله عنها- غلاما مباركًا. قال أنس: فقال لي أبو طلحة: احمله حتى تأتي به النبيّ -صلى الله عليه وسلم- وبعث معه بتمرات ليحنكه بها، ليكون أو ل ما ينزل في جوف الصبي ريق النبي -صلى الله عليه وسلم-، فتحل عليه البركة. فلما أتي به النبي -صلى الله عليه وسلم- قال: (أمعه شيء؟) أي: مما يحنك به ، فأجابه أنس -رضي الله عنه- بأن معه تمرات فأخذها النبي -صلى الله عليه وسلم- فمضغها؛ لتختلط بريقه الشريف ويقدر الصبي على إساغتها، فيكون أول ما يدخل جوفه الممتضغ بريق المصطفى -صلى الله عليه وسلم- فيسعد ويبارك فيه، ثم أخرج النبي -صلى الله عليه وسلم- التمرات الممضوغات من فيه فجعلها في فم الصبي، ثم دلكها بحنكه وسماه عبد الله، وكان لهذا الغلام تسعة من الولد كلهم يقرأون القرآن ببركة دعاء النبي -صلى الله عليه وسلم- وأما على رواية مسلم : فقالت لأهلها: "لا تُحَدِّثُوا أبا طلحة بابنه حتى أكون أنا من أخبره الخبر" ، فلما دخل جاء أبو طلحة ، قربت له العشاء فأكل وشرب، ثُم تجملت له وتطيبت وتصنعت، فوقع عليها ولما فرغ من جماعها ضربت له مثلا لابنه بالعارية التي تُرد إلى أصحابها فقالت له : يا أبا طلحة، أرأيت لو أن قوما أعاروا عاريتهم أهل بيت، ثم طلبوا عاريتهم ألهم أن يمنعوهم؟ قال : لا. فقالت: فاحتسب ابنك، فلما سمع منها ما سمع غضب -رضي الله عنه-، ثم قال: تَرَكْتِنِي حتى إذا تَلَطَّخْتُ ثم أخبرتني بابني؟! فانطلق إلى النبي -صلى الله عليه سلم- شاكيا زوجته وما كان منها ، فقال رسول الله -صلى الله عليه وسلم- داعياً لهما بما يعود نفعه عليهما الجميل فعلهما: (بارك الله لكما في ليلتكما) أي فيما فعلتماه فيها؛ بأن يجعله نتاجاً طيباً وثمرة حسنة. ثم حملت -رضي الله عنها- بعد ذلك

کی بیماری دور ہوچکی ہوگی۔ بیوی نے ابوطلحہ کے سامنے شام کا کھانا پیش کردیا اور انھوں نے اس اطمینان کے ساتھ شام کا کھانا کھا لیا کہ بیٹا صحت یاب ہوچکا ہے۔ اس کے بعد اپنی بیوی سے ہم بستری یعنی جماع بھی کیا۔ جب فارغ ہو گئے تو بیوی نے کہا کہ بچے کو دفنا دیجیے؛ کیوں کہ اس کی وفات ہوچکی ہے!- یہ پہلی روایت کے مطابق ہے- جب صبح ہوئی، تو بچے کو دفن کیا اور نبی کریم ﷺ کو اس بات کی اطلاع دی۔ آپ ﷺ نے دریافت کیا کہ تم نے رات میں ہم بستری کی ہے؟ ابوطلحہ نے جواب دیا کہ جی ہاں! آپ ﷺ نے دونوں کے حق میں برکت کی دعا فرمادی، چنانچہ ان کے یہاں ایک بابرکت لڑکے کی ولادت ہوئی۔ انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھ سے ابوطلحہ نے کہا کہ اس بچے کو نبی کریم ﷺ کے پاس لے جاؤ۔ ساتھ ہی انھوں نے کچھ کھجوریں بھی بھیجیں؛ تاکہ ان سے آپ ﷺ تحنیک فرمادیں۔ بچے کے پیٹ میں سب سے پہلے نبی ﷺ کے لعاب دہن کے ساتھ چبائی ہوئی شے داخل ہو اور اس بچے کی زندگی میں برکتیں نازل ہوں۔ جب نبی کریم ﷺ کی خدمت میں اس بچے کو حاضر کیا گیا، تو آپ نے دریافت کیا کہ اپنے ساتھ کچھ لائے ہو؟ یعنی جس کے ذریعہ آپ تحنیک فرمائیں۔ انس رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ کچھ کھجوریں ان کے پاس ہیں۔ آپ ﷺ نے کھجور لے کر اپنے منہ میں چبایا؛ تاکہ اپنے بابرکت لعاب دہن کے ساتھ اسے ملادیں اور بچے کے لیے اس کا نگلنا آسان ہوجائے۔ اس طرح بچے کے پیٹ میں سب سے پہلے نبی مصطفیٰ ﷺ کے لعاب دہن کے ساتھ چبائی ہوئی کھجور داخل ہو، جو اس بچے کی نیک بختی کا باعث ہو اور اس کی زندگی میں برکتیں نازل ہوتی رہیں۔ اس کے بعد نبی ﷺ نے اپنے منہ سے چبائی ہوئی کھجور نکال کر بچے کے منہ میں ڈال دی۔ انھیں بچے کے منہ میں پھیرا اور اس کا نام عبداللہ رکھا۔ اس بچے کے ہاں نو لڑکے ہوئے اور نبی کریم ﷺ کی دعا کی برکت سے وہ سب کے سب قرآن مجید کے قاری نکلے۔ صحیح مسلم کی ایک روایت کے مطابق، ام سلیم رضی اللہ عنہا نے اپنے گھر والوں کو تاکید کردی تھی کہ "ابوطلحہ کو ان کے فرزند کے بارے میں اطلاع نہ دینا، تاآں کہ میں ہی انھیں اس کے بارے میں بتلاؤں۔ "جب ابوطلحہ رضی اللہ عنہ گھر تشریف لائے، انھیں رات کا کھانا پیش کیا۔ وہ کھانے پینے سے فارغ ہو گئے۔ پھر ام سلیم نے ان کے لیے بناؤ سنگھار کیا۔ خود کو خوش بو سے معطر کرلیا اور سج سنور گئیں۔ پھر ابوطلحہ نے ان سے ہم بستری کی اور جب جماع سے فارغ ہوئے تو بیوی نے اپنے بیٹے کی نسبت ادھار کے طور پر لی گئی شے سے مثال بیان کی، جسے اس کے مالک کے حوالہ کردیا جاتا ہے اور ان سے پوچھا کہ اے ابوطلحہ! ذرا یہ تو بتائیے کہ اگر کچھ لوگ اپنے گھر کی کوئی چیز کسی گھرانے کو ادھار کے طور پر دیں اور پھر ان سے اپنی چیز واپس مانگ لیں، تو کیا لینے والے کے لیے درست ہے کہ وہ ادھار دینے والوں کو ان کی چیز واپس کرنے سے انکار کردیں؟

وكانت هي وزوجها مع النبي -صلى الله عليه وسلم- في بعض أسفاره، فلما أرادوا دخول المدينة ضربها المخاض، أي : شعرت رضي الله عنها بآلام الولادة، وكان من عادته -صلى الله عليه وسلم- لا يدخل المدينة ، حتى يُرسل رسولا يخبرهم بقدوم القافلة، فَاحْتُبِسَ عَلَيْهَا أبو طلحة -رضي الله عنه- عند ذلك لاشتغاله بشأنها، وانطلق رسول الله -صلى الله عليه وسلم-. ثم دعا أبو طلحة ربه بقوله: إنك لَتَعْلَمُ يا رب أنه يعجبني أن أخرج مع رسول الله -صلى الله عليه وسلم- إذا خرج وأدخل معه إذا دخل وَقَدِ احْتَبَسْتُ بِمَا تَرَى، فقالت له أم سليم -رضي الله عنها-: يا أبا طلحة، ما أجد الذي كنت أجد. أي: ما أجد ألم الوضع الذي كنت أجده من قبل، ثم قالت له: انطلق. فلما قدموا المدينة ضربها المخاض، فولدت غلامًا ، ثم أمرت أنسًا -رضي الله عنه- أن يذهب به إلى النبي -صلى الله عليه وسلم- وأن لا يرضعه أحد من المرضعات ؛ ليكون أول ما ينزل في جوفه ريق النبي -صلى الله عليه وسلم- فيعود عليه بخير الدارين، وقد ظهر أثره في هذا الغلام بتكثير بنيه الصالحين الأتقياء الفالحين. ومما يختم به هذا الشرح أن التبرك بما انفصل من الجسد من خصائص النبي -صلى الله عليه وسلم-، التي لا يشركه أحد من هذه الأمة، وأكبر دليل على ذلك أن الصحابة -رضي الله عنهم- الذين شاهدوا التنزيل ووقفوا على حقائق الدين، لم يتبركوا بالخلفاء الراشدين، ولا بغيرهم من أهل العشرة.

ابو طلحہ نے جواب میں کہا کہ نہیں! تب بیوی نے کہا کہ تو پھر اپنے فرزند کے تئیں اللہ تعالیٰ سے امید رکھو۔ ابو طلحہ یہ سن کر غصے میں آ گئے اور کہا : تم نے مجھے اس بات سے اس حد تک بے خبر رکھا کہ میں (کھانے، پینے اور جماع جیسے امور میں پوری طرح) آلودہ ہوگیا اور ان سب کے بعد تم میرے بیٹے کے انتقال کی خبر دے رہی ہو؟ ! پھر نبی کریم ﷺ سے اپنی بیوی کی شکایت کرنے اور ان کے ساتھ پیش آئے سارے ماجرے کو بیان کرنے کے لیے نکل پڑے۔ چنانچہ نبی ﷺ نے ان دونوں کے حق میں ایسی دعا دی کہ ان دونوں کے اس عمل کا بہترین نتیجہ بر آمد ہوا۔ فرمایا : "تمھاری گزرنے والی رات میں اللہ تعالیٰ تمھیں برکت عطا فرمائے!" یعنی اس رات تم دونوں کی ہم بستری کے نتیجے میں اللہ تعالیٰ تمھیں پاکیزہ اولاد اور بہترین نسل سے نواز دے۔ بعد ازاں وہ حاملہ ہوئیں۔ وہ اور ان کے شوہر رسول اللہ ﷺ کے کسی سفر میں ہم راہ تھے۔ جب مدینے میں داخل ہونے والے تھے کہ انھیں دردزہ نے آلیا، یعنی ولادت کی تکلیف محسوس ہونی شروع ہوگئی۔ رسول اللہ ﷺ کا معمول تھا کہ سفر سے لوٹتے تو اہل مدینہ کو قافلے کی آمد کی خبر دینے کے لیے کسی قاصد کو روانہ فرماتے اور اس سے قبل مدینے میں داخل نہ ہوتے۔ اپنی بیوی کی زچگی کے امور میں مشغول ہونے کی وجہ سے ابو طلحہ کو وہیں رک جانا پڑا اور رسول اللہ ﷺ چل پڑے۔ ابو طلحہ اپنے رب سے یوں گویا ہوئے کہ اے میرے پروردگار! تو بخوبی جانتا ہے کہ مجھے بس یہی اچھا لگتا ہے کہ جب کبھی رسول اللہ ﷺ باہر نکلیں، تو میں بھی تیرے رسول کے ساتھ نکلوں اور جب آپ مدینہ واپس آئیں تو میں بھی آپ کے ہم راہ اندر آؤں، لیکن تو دیکھ رہا ہے کہ مجھے کس وجہ سے روک دیا گیا ہے۔ چنانچہ ام سلیم رضی اللہ عنہا نے ان سے کہا کہ اے ابو طلحہ! مجھے اب وہ درد محسوس نہیں ہو رہا ہے، جو پہلے ہو رہا تھا۔ یعنی مجھے اب دردزہ کی وہ تکلیف محسوس نہیں ہو رہی ہے، جو اس سے پہلے ہو رہی تھی۔ پھر ان سے کہا کہ اب چلیے۔ جب یہ لوگ مدینہ پہنچ گئے، تو زچگی کا وقت آگیا۔ انھوں نے ایک بیٹے کو جنم دیا۔ ام سلیم رضی اللہ عنہا نے انس رضی اللہ عنہ سے کہا کہ بچے کو نبی ﷺ کے پاس لے جاؤ۔ اس بات کی بھی تاکید کی کہ اس کو کوئی دودھ نہ پلائے۔ تاکہ بچے کے پیٹ میں سب سے پہلے نبی ﷺ کا لعاب دہن داخل ہو اور اس کے نتیجے میں دنیا و آخرت کی تمام بھلائیاں اس کی زندگی میں آجائیں۔ اس عمل کا نتیجہ اس لڑکے میں ظاہر ہوگیا کہ اس کی نسل میں نیکوکار، پرہیزگار اور فلاح و کامرانی سے ہم کنار ہونے والے لڑکوں کی بہتات ہوئی۔ اس حدیث کی شرح کے اختتام پر یہ جاننا ازحد ضروری ہے کہ جسم سے نکلنے والی چیز سے تبرک حاصل کرنا صرف اور صرف نبی ﷺ کی خصوصیات سے تعلق رکھتا ہے، جس میں اس امت کا کوئی فرد کبھی شریک و حصہ دار نہیں ہو سکتا۔ اس بات کی سب سے بڑی دلیل یہ ہے کہ نزول وحی کا راست مشاہدہ کرنے والے

اور دینی حقائق سے بھرپور واقفیت و آگہی رکھنے والے صحابہ رضی اللہ عنھم اجمعین نے خلفاے راشدین اور ان کے علاوہ عشرۂ بشرہ میں سے کسی کے ذریعہ کبھی تبرک حاصل نہیں کیا۔

راوي الحديث: متفق عليه.

التخريج: أنس بن مالك -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- يشتكي : يُعاني المرض.
- هو أسكن ما كان : المقصود: أنه مات.
- أصَاب منها : جامعها.
- وارُوا الصَّبي : ادفنوه.
- أعَرَّسْتُمُ : أوقع منكم جماع.
- حنَّكه : التحنيك: مَضْغُ الشيء، ووضعه في فَمِّ الصَّبي ودلك حَنَكه به.
- تَصَنَّعَتْ له : تزيَّنت وتجمَّلت له، وفي رواية: "ثم تَطَيَّبَت."
- وقَعَ بها : جامعها.
- أرأيت : أخْبِرْني.
- احْتَسِبْ : اطلب ثواب مصيبتك في ابنك من الله -تعالى.-
- عَارِيَتَهُمْ : العارية: ما تعطيه غيرك على أن يعيده إليك.
- تَلَطَّخْتُ : تقذَّرت بالجماع.
- لا يَطْرُقُهَا طُرُوقًا : لا يدخل عليها ليلاً.
- المَخَاضُ : وجع الطلق والولادة.
- احْتَبَسَ عليها : حبس نَفْسَه عليها، فأقام معها وتأخر عن رَكْبِ الرسول -صلى الله عليه وسلم-
- احْتَبَسْتُ بما ترى : مُنعت من الدخول بسبب ما نَزَل بأم سليم.

فوائد الحديث:

١. فضل الصبر والتسليم لأمر الله -تعالى-، وأن فاعل ذلك رجي له الإخلاف في الدنيا والأجر في الآخرة، كما في الدعاء المأثور: "اللَّهُمَّ أجرني في مصيبتي واخلف لي خيرا منها."

٢. في الحديث مثال واقعي للمرأة المسلمة والزوجة الصالحة في عقلها الكبير وذكائها الوقاد.

٣. صبر أم سليم -رضي الله عنها- على موت ولدها مثال يحتذى به في الصبر على المصائب.

٤. التلطف في الإخبار عند وجود المصيبة.

٥. إيثار إرضاء الزوج على حزنه، وهذا من وفاء الزوجة لزوجها.

٦. حُبُّ الصحابة للنبي -صلى الله عليه وسلم- والحرص على ملازمته واستشارته.

٧. من السنة أن يخفف كل من الزوجين مصيبة الآخر.

٨. اختيار الأسماء الكريمة للأبناء، وأفضل الأسماء عبدالله وعبد الرحمن.

٩. من ترك شيئاً لله عوضه الله خيراً منه؛ فعندما احتسب أبو طلحة ولده أخلفه الله آخر، وأصلح له ذريته وبارك فيها.

١٠. تزيين المرأة لزوجها أدعى لدوام العشرة وتمكين المودة، كما صنعت أم سليم لأبي طلحة -رضي الله عنهما- وأقرها الرسول -صلى الله عليه وسلم- بدعائه لهما بالبركة.

١١. اجتهاد المرأة في عمل مصالح زوجها والقيام على خدمته، كما صنعت أم سليم حيث قربت له العشاء فتعشى، وتهيأت له ثم بلغته الخبر بحكمة وحسن رأي.

١٢. جواز المعاريض عند الحاجة إليها، وأن ذلك لا يعدُّ من الكذب، وهي أن يقول كلامًا يحتمل وجهًا يقصده في نفسه ويوهم السامع به احتمالًا آخر، وشرط جوازها: أن لا تبطل حقاً، ولا تمكن لباطل، وأن يحتمل اللفظ ذلك المعنى في اللغة.

١٣. بركة دعاء النبي -صلى الله عليه وسلم-، حيث كان للمولود تسعة من الولد كلهم يقرأون القرآن، ببركة دعاء النبي -صلى الله عليه وسلم.-

١٤. إجابة دعوة النبي -صلى الله عليه وسلم.-

١٥. كرامة لأبي طلحة، فإن الله تعالى استجاب له دعائه: (إنك لَتَعْلَمُ يَا رَبِّ أنه يُعْجِبُنِي أن أخرج مع رسول الله -صلى الله عليه وسلم- إذا خرج وأدخل معه إذا دخل وقد احْتَبَسْتُ بما ترى).

١٦. مشروعية تحنيك الصَّبي عند الولادة.

١٧. اللجوء إلى الله عند طلب مرغوب أو صرف مرهوب، فإن أبا طلحة -رضي الله عنه- دعاء ربه ؛ ليكون برفقة النبي -صلى الله وسلم- ذهابا وإيابا ولا يتخلف عنه.

١٨. جواز التوسل بالأعمال الصالحة.

المصادر والمراجع:

كنوز رياض الصالحين، تأليف: حمد بن ناصر بن العمار ، الناشر: دار كنوز أشبيليا، الطبعة الأولى: ١٤٣٠ ه بهجة الناظرين، تأليف: سليم بن عيد الهلالي، الناشر: دار ابن الجوزي ، سنة النشر: ١٤١٨ هـ- ١٩٩٧م تطريز رياض الصالحين، تأليف: فيصل بن عبد العزيز آل مبارك، الناشر: دار العاصمة للنشر والتوزيع، الطبعة: الأولى، ١٤٢٣ هـ نزهة المتقين، تأليف: جمعٌ من المشايخ، الناشر: مؤسسة الرسالة، الطبعة الأولى: ١٣٩٧ ه، الطبعة الرابعة عشر ١٤٠٧ ه شرح رياض الصالحين، تأليف: محمد بن صالح العثيمين، الناشر: دار الوطن للنشر، الطبعة: ١٤٢٦ هـ ـ دليل الفالحين، تأليف: محمد بن علان، الناشر: دار الكتاب العربي، نسخة الكترونية ، لا يوجد بها بيانات نشر . صحيح البخاري، تأليف: محمد بن إسماعيل البخاري، تحقيق: محمد زهير الناصر، الناشر: دار طوق النجاة الطبعة: الأولى، ١٤٢٢هـ صحيح مسلم ، تأليف: مسلم بن الحجاج النيسابوري، تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي الناشر: دار إحياء التراث العربي – بيروت.

الرقم الموحد: (6612)

كان إذا رأى الهلال قال اللَّهُمَّ أهله علينا بالأمن والإيمان

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب چاند دیکھتے، تو یہ دعا پڑھتے تھے: "اللَّهُمَّ أَهِلَّه علينا بالأمْن والإيمان" ۔(اے اللہ! اس چاند کو ہم پر، امن اور ایمان کے ساتھ طلوع فرما)

١٦٨٥. الحديث:

عن طلحة بن عبيد الله -رضي الله عنه- أن النبي -صلى الله عليه وسلم- كانَ إذا رأى الهلالَ، قال: «اللّهمَّ أهِلَّهُ علينا بالأمْن والإيمان، وَالسَّلامَةِ وَالإسلامِ، ربِّي وربُّكَ اللهُ، هِلالُ رُشْدٍ وخيرٍ».

١٦٨٥. حدیث:

طلحہ بن عبید اللہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب چاند دیکھتے تو یہ دعا پڑھتے تھے : "اللَّهُمَّ أَهِلَّه علينا بالأمْن والإيمان، وَالسَّلامَةِ وَالإِسلامِ، ربِّي وربُّكَ اللهُ، هِلالُ رُشْدٍ وخيرٍ"۔(اے اللہ! اس چاند کو ہم پر، امن اور ایمان اور سلامتی اور اسلام کے ساتھ طلوع فرما۔ (اے چاند!) میرا اور تیرا رب اللہ ہی ہے۔ اے اللہ! یہ ہدایت اور بھلائی کا چاند ہو)۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

يخبر طلحة بن عبيدالله -رضي الله عنه- أن النبي -صلى الله عليه وسلم- كان إذا رأى الهلال من الليلة الأولى أوالثانية أوالثالثة, قال هذا الدعاء الجليل, الذي يشتمل على سؤال الله -تعالى- أن يطلعه بالأمن من المخاوف الدينية والدنيوية، ودوام الإيمان وثباته، ودفع ما يزيغ عنه، كما يشتمل على سؤال الله تعالى السلامة والإسلام، منبِّها بذكر الأمن والسلامة على طلب دفع كل مضرة، وبالإيمان والإسلام على جلب كل منفعة، ثم يختتم هذا الدعاء مخاطبا الهلال بقوله: "ربي وربك الله"، إشارة إلى تنزيه الخالق عن مشاركة غيره له في تدبير خلقه، داعيًا الله -تعالى- أن يكون هلال هدى وخير.

اجمالی معنی:

طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ اس بات کی خبر دے رہے ہیں کہ نبی ﷺ جب کبھی پہلی یا دوسری یا تیسری رات کا چاند دیکھتے، تو اس اہم دعا کو پڑھتے، جس میں اللہ سے یہ مانگا گیا ہے کہ وہ اس چاند کو اس طرح طلوع فرمائے کہ دینی اور دنیوی تشویش ناک امور سے امن و امان نصیب ہو، ایمان قائم و دائم رہے اور ان تمام امور کا خاتمہ ہوجائے جو ایمان میں کج روی کا باعث بنیں، نیز اس میں یہ بھی مانگا گیا ہے کہ سلامتی اور اسلام کی دولت سے نوازدے۔ امن و سلامتی کے ذکر سے ہر قسم کے ضرر کو دور کرنے کی دعا اور ایمان و اسلام کے ذکر سے ہر نفع بخش چیز کے حصول کی جانب توجہ مبذول کرائی جارہی ہے۔ پھر دعا کے آخر میں چاند سے خطاب کرتے ہوئے کہا جارہا ہے کہ "میرا اور تیرا پروردگار ایک اللہ ہی ہے"، جس میں اس بات کا اشارہ پایا جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ، اپنی مخلوق کی تدبیر میں غیر اللہ کی شراکت و ساجھے داری کے تمام عیوب و نقائص سے منزہ و پاک ہے۔ اللہ تعالیٰ سے یہ بھی دعا مانگی جارہی ہے کہ یہ چاند ہدایت اور بھلائی کا باعث بنے۔

راوي الحديث: رواه الترمذي وأحمد والدارمي، وليس عندهم لفظة: "هلال رشد وخير"، وجاءت عند ابن ابي شيبة بسند مرسل.

التخريج: طلحة بن عبيد الله -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- أَهِلَّه : أظهره وبيّنه.
- هلال رشد : هلال هدى.

فوائد الحديث:

١. مشروعية هذا الدعاء عند رؤية الهلال.

٢. الأمن والسلامة نعم من الله يجب شكرها، ودعاء الله بأن تبقى وتتجدد.

٣. في هذا الدعاء تنزيه للخالق عن مشارك له في تدبير خلقه، ورد على من عبد غير الله من الشمس والقمر.

٤. تنبيه على أنَّ الدعاء مستحب عند ظهور الآيات وتقلب الحالات، ولكن ليس له أن يلتزم دعاءً لم يدل عليه دليل.

المصادر والمراجع:

-تطريز رياض الصالحين؛ تأليف فيصل آل مبارك، تحقيق د. عبدالعزيز آل حمد، دار العاصمة-الرياض، الطبعة الأولى، ١٤٢٣هـ. -الجامع الصحيح –وهو سنن الترمذي-؛ للإمام محمد بن عيسى الترمذي، تحقيق أحمد شاكر وآخرين، مكتبة الحلبي-مصر، الطبعة الثانية، ١٣٨٨هـ. -دليل الفالحين لطرق رياض الصالحين؛ لمحمد بن علان الشافعي، دار الكتاب العربي-بيروت. -رياض الصالحين من كلام سيد المرسلين؛ للإمام أبي زكريا النووي، تحقيق د. ماهر الفحل، دار ابن كثير-دمشق، الطبعة الأولى، ١٤٢٨هـ. -سلسلة الأحاديث الصحيحة؛ للشيخ محمد ناصر الدين الألباني، مكتبة المعارف-الرياض، ١٤١٥هـ. -كنوز رياض الصالحين؛ فريق علمي برئاسة أ.د. حمد العمار، دار كنوز إشبيليا-الرياض، الطبعة الأولى، ١٤٣٠هـ. -مسند الدارمي –المعروف بـ: سنن الدارمي-؛ للإمام عبدالله بن عبدالرحمن الدارمي، تحقيق حسين سليم، دار المغني-الرياض، الأولى، ١٤٢١هـ. -مسند الإمام أحمد بن حنبل، تحقيق: شعيب الأرنؤوط - عادل مرشد، وآخرون، نشر: مؤسسة الرسالة، الطبعة: الأولى، ١٤٢١هـ- ٢٠٠١م. -دليل الفالحين لطرق رياض الصالحين, محمد علي بن محمد البكري الصديقي الشافعي, اعتنى بها: خليل مأمون شيحا, الناشر: دار المعرفة للطباعة والنشر والتوزيع، بيروت – لبنان, الطبعة: الرابعة، ١٤٢٥ هـ- ٢٠٠٤ م. -مرقاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح، لعلي بن سلطان الملا الهروي القاري، الناشر: دار الفكر، بيروت – لبنان، الطبعة: الأولى، ١٤٢٢هـ- ٢٠٠٢م. -بهجة الناظرين, وهي كالتالي: بهجة الناظرين, سليم بن عيد الهلالي، الناشر: دار ابن الجوزي ، سنة النشر: ١٤١٨ هـ- ١٩٩٧م

الرقم الموحد: (6177)

كان خلق نبي الله -صلى الله عليه وسلم- القرآن

نبی ﷺ کا اخلاق تو قرآن ہی تھا۔

١٦٨٦. الحديث:

عن عائشة -رضي الله عنها- قالت: كان خُلُقُ نَبِي اللهِ -صلى الله عليه وسلم- القرآن.

١٦٨٦. حدیث :

ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی ﷺ کا اخلاق تو قرآن ہی تھا۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ : صحیح

المعنى الإجمالي:

معنى الحديث أنه -صلى الله عليه وسلم- يتخلق بأخلاق القرآن، ما أمر به القرآن قام به وما نهى عنه القرآن اجتنبه، سواء كان ذلك في عبادات الله -تعالى- أو في معاملة عباد الله، فخلق النبي -صلى الله عليه وسلم- امتثال القرآن، وفي هذا إشارة من أم المؤمنين عائشة -رضي الله عنها- أننا إذا أردنا أن نتخلق بأخلاق رسول الله -صلى الله عليه وسلم- فعلينا أن نتخلق بالقرآن.

اجمالی معنی :

یعنی آپ ﷺ اس اخلاق سے آراستہ تھے جس کا حکم قرآنِ کریم نے دیا ہے اور جس سے منع کیا ہے اس سے رکتے تھے، خواہ یہ اللہ کی عبادات کے متعلق ہو یا مخلوق کے ساتھ معاملہ کرنے کے۔ آپ ﷺ کا اخلاق سراپا قرآن کریم ہے۔ اس حدیث میں امّ المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی طرف سے اشارہ ہے کہ اگر ہم آپ ﷺ کے اخلاق کو اپنانا چاہیں تو ہمیں چاہیے کہ ہم قرآن کریم کے اخلاق کو اپنائیں۔ اس لیے کہ آپ ﷺ کا اخلاق سراپا قرآن کریم ہے۔

راوي الحديث: رواه مسلم في جملة حديثٍ طويلٍ.

التخريج: عائشة -رضي الله عنها-.

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

فوائد الحديث:

١. الحث على التأسي بالنبي -صلى الله عليه وسلم- في تخلقه بأخلاق القرآن.
٢. مدح أخلاق رسول الله -صلى الله عليه وسلم-، وأنها كانت من مشكاة الوحي.
٣. تنبيه على منزلة الأخلاق في الإسلام وأنها من مقتضيات كلمة التوحيد التي تثمر العمل الصالح.

المصادر والمراجع:

صحيح مسلم المحقق: محمد فؤاد عبد الباقي - الناشر: دار إحياء التراث العربي – بيروت. بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين، تأليف سليم بن عيد الهلالي، دار ابن الجوزي. رياض الصالحين، تأليف محيي الدين النووي، تحقيق عصام موسى هادي، ط: وزارة الأوقاف والشؤون الإسلامية بدولة قطر. شرح رياض الصالحين، المؤلف : محمد بن صالح بن محمد العثيمين، دار الوطن للنشر، الرياض، الطبعة: ١٤٢٦ هـ. نزهة المتقين شرح رياض الصالحين، تأليف د/ مصطفى الخن، د/ مصطفى البغا، محيي الدين مستو، علي الشربجي، محمد أمين لطفي، مؤسسة الرسالة، ط:الرابعة عشر١٤٠٧ كنوز رياض الصالحين، تأليف حمد بن ناصر العمار، دار كنوز إشبيليا، ط١-١٤٣٠هـ.

الرقم الموحد: (8265)

كان رجل يقرأ سورة الكهف، وعنده فرس مربوط بشطنين

١٦٨٧. الحديث:

عن البراء بن عازب –رضي الله عنهما- قال: كانَ رجلٌ يَقرَأُ سُورةَ الكهفِ، وعندَه فَرَسٌ مَربُوطٌ بِشَطَنَيْنِ، فَتَغَشَّتْهُ سَحَابَةٌ فَجَعَلَتْ تَدْنُو، وجَعل فَرَسُه يَنفِرُ منها، فلمّا أصبحَ أتَى النبيَّ -صلى الله عليه وسلم- فَذَكَرَ ذلك له، فقالَ: «تِلكَ السَّكِينةُ تَنَزَّلَتْ للقُرآنِ».

درجة الحديث: صحيح

المعنى الإجمالي:

ذكر البراء بن عازب -رضي الله عنه- قصة عجيبة حصلت زمن النبي صلى الله عليه وسلم, حيث كان رجل يقرأ سورة الكهف وإلى جانبه فرس مربوطة بحبل، فغطّاه شيء مثل الظلة؛ وجعل يقترب منه ويقترب، ففزعت الفرس مما رأته ونفرت, فلما أصبح الرجل أتى النبيّ صلى الله عليه وسلم فذكر ذلك، فبيَّن له النبي صلى الله عليه وسلم أن تلك السكينة تنزلت عند قراءة القرآن, كرامة لهذا الصحابي الذي كان يقرأ, وشهادة من الله تعالى أن كلامه حق. والرجل هو أُسيد بن حُضير -رضي الله عنه-.

ایک صحابی رسول سورۃ الکھف کی تلاوت کر رہے تھے اور ان کے نزدیک ایک گھوڑا دو رسیوں میں بندھا ہوا تھا۔

١٦٨٧. حدیث:

براء بن عازب رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک صحابی سورۃ الکھف کی تلاوت کر رہے تھے اور ان کے نزدیک ایک گھوڑا دو رسیوں میں بندھا ہوا تھا۔ چنانچہ انھیں ایک بادل نے ڈھانپ لیا اور ان کے نزدیک سے نزدیک تر ہونے لگا۔ ان کا گھوڑا اس کی وجہ سے بدکنے لگا۔ پھر جب صبح ہوئی، تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ سے اس واقعہ کا ذکر کیا، تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ 'سکینت' تھی، جو تلاوت قرآن مجید کی وجہ سے اتری تھی۔

حدیث کا درجہ: صحیح

اجمالی معنی:

براء بن عازب رضی اللہ عنہ، عہد نبوی ﷺ میں وقوع پذیر ہونے والے ایک تعجب خیز قصہ ذکر کرتے ہیں کہ ایک صحابی، سورۃ الکھف کی تلاوت کر رہے تھے اور ان کے ایک جانب گھوڑا رسی سے بندھا ہوا تھا کہ اچانک سایہ جیسی کسی چیز نے انھیں ڈھانک لیا اور ان کے قریب تر ہونے لگی۔ اس کو دیکھ، ان کا گھوڑا خوف زدہ ہو کر بدکنے لگا۔ چنانچہ جب صبح ہوئی تو یہ صحابی نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اس واقعے کا تذکرہ کیا۔ آپ ﷺ نے انھیں بتایا کہ قرآن مجید کی تلاوت کے موقع پر نازل ہونے والی یہ سکینت تھی، جو قرآن مجید کی تلاوت کرنے والے صحابی کے فضل و شرف اور اللہ تعالیٰ کی جانب سے اس بات کی گواہی کے اظہار کے طور پر نازل ہوئی کہ اس کا نازل کردہ کلام (قرآن مجید) برحق ہے۔ وہ صحابی اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ تھے۔

راوي الحديث: متفق عليه

التخريج: البراء بن عازب –رضي الله عنهما-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين

معاني المفردات:

- فتغشته : غطته وعلته.
- ينفر منها : يفر ويذهب.
- السكينة : الطمأنينة والرحمة.
- بشطنين : جمع شطن: بفتح الشين المعجمة والطاء المهملة: الحبل
- تَدْنُو : أي تقرب وتنزل

فوائد الحديث:

١. إن الله يُري بعض عباده بعض آياته، ليزدادوا إيماناً مع إيمانهم.

٢. السكينة تدنو من العباد كلما كثرت قراءة القرآن.
٣. جواز رؤية آحاد الأمة الملائكة.
٤. فضيلة استماع القرآن.

المصادر والمراجع:

-رياض الصالحين من كلام سيد المرسلين؛ للإمام أبي زكريا النووي، تحقيق د. ماهر الفحل، دار ابن كثير-دمشق، الطبعة الأولى، ١٤٢٨هـ -شرح رياض الصالحين؛ للشيخ محمد بن صالح العثيمين، مدار الوطن، الرياض، ١٤٢٦هـ -صحيح البخاري –الجامع الصحيح-؛ للإمام أبي عبدالله محمد بن إسماعيل البخاري، عناية محمد زهير الناصر، دار طوق النجاة، الطبعة الأولى، ١٤٢٢هـ -صحيح مسلم؛ للإمام مسلم بن الحجاج، حققه ورقمه محمد فؤاد عبدالباقي، دار عالم الكتب-الرياض، الطبعة الأولى، ١٤١٧هـ - فتح الباري، تأليف الحافظ أحمد بن علي بن حجر العسقلاني، دار المعرفة. -كنوز رياض الصالحين؛ فريق علمي برئاسة أ.د. حمد العمار، دار كنوز إشبيليا-الرياض، الطبعة الأولى، ١٤٣٠هـ -نزهة المتقين شرح رياض الصالحين؛ تأليف د. مصطفى الخِن وغيره، مؤسسة الرسالة-بيروت، الطبعة الرابعة عشر، ١٤٠٧هـ صحيح مسلم المحقق: محمد فؤاد عبد الباقي - الناشر: دار إحياء التراث العربي – بيروت. بهجة الناظرين, وهي كالتالي: بهجة الناظرين, سليم بن عيد الهلالي، الناشر: دار ابن الجوزي ، سنة النشر: ١٤١٨ هـ- ١٩٩٧م -دليل الفالحين لطرق رياض الصالحين, محمد علي بن محمد البكري الصديقي الشافعي, اعتنى بها: خليل مأمون شيحا, الناشر: دار المعرفة للطباعة والنشر والتوزيع، بيروت – لبنان, الطبعة: الرابعة، ١٤٢٥ هـ - ٢٠٠٤ م.

الرقم الموحد: (6178)

كان رسول الله -صلى الله عليه وسلم- إذا أمَّر أميرًا على جَيْش أو سَرِيَّة أَوْصَاه بتَقْوَى الله، ومَن معه مِن المسلمين خيرًا

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی شخص کو کسی لشکر یا سریہ کا امیر مقرر کر کے روانہ فرماتے تو اسے اللہ تعالیٰ سے ڈرنے اور اپنے مسلمان ساتھیوں کے ساتھ خیر و بھلائی کی وصیت فرماتے

١٦٨٨. الحديث:

عن بُرَيْدَة بن الحُصَيب الأَسْلَمِيّ -رضي الله عنه- قال: كان رسول الله -صلى الله عليه وسلم- إذا أمَّر أميرًا على جَيْش أو سَرِيَّة أَوْصَاه بتَقْوَى الله، ومَن معه مِن المسلمين خيرًا، فقال: "اغْزُوا بسم الله في سبيل الله، قاتِلُوا مَن كَفَر بالله، اغْزُوا ولا تَغُلُّوا ولا تَغْدِروا ولا تُمَثِّلُوا ولا تَقْتُلُوا وَلِيدًا، وإذا لَقِيتَ عَدُوَّك مِن المشركين فادْعُهم إلى ثلاث خِصال -أو خِلال-، فأَيَّتُهُنَّ ما أجابوك فاقْبَلْ منهم وكُفَّ عنهم، ثم ادْعُهم إلى الإسلام فإن أجابوك فاقْبَلْ منهم. ثم ادْعُهم إلى التَّحَوُّل مِن دارهم إلى دار المهاجرين، وأَخْبِرْهم أنهم إن فَعَلُوا ذلك فلهم ما للمهاجرين وعليهم ما على المهاجرين، فإن أَبَوْا أن يَتَحَوَّلُوا منها فأَخْبِرْهم أنهم يكونون كأَعْرَاب المسلمين يَجْرِي عليهم حُكْمُ الله تعالى، ولا يكون لهم في الغَنِيمَة والفَيْءِ شيءٌ إلا أن يُجَاهِدُوا مع المسلمين، فإن هم أَبَوْا فاسْأَلْهم الجِزْيَة، فإن هم أجابوك فاقْبَلْ منهم وكُفَّ عنهم، فإن هم أَبَوْا فاستَعِن بالله وقَاتِلْهم. وإذا حاصَرْتَ أَهْلَ حِصْنٍ فأرادُوك أن تَجْعَلَ لهم ذِمَّةَ الله وذِمَّةَ نَبِيِّه، فلا تَجْعَلْ لهم ذِمَّةَ الله وذِمَّةَ نَبِيِّه، ولكن اجْعَلْ لهم ذِمَّتَك وذِمَّةَ أصحابك؛ فإنكم أن تُخْفِرُوا ذِمَمَكم وذِمَّةَ أصحابكم أَهْوَنُ مِن أن تُخْفِرُوا ذِمَّةَ الله وذِمَّةَ نَبِيِّه، وإذا حاصَرْتَ أَهْلَ حِصْنٍ فأرادُوك أن تُنْزِلَهم على حُكْم الله فلا تُنْزِلْهم، ولكن أَنْزِلْهم على حُكْمِك، فإنك لا تَدْرِي أَتُصِيبُ فيهم حُكْمَ الله أم لا".

١٦٨٨. حدیث:

بریدہ بن حصیب اسلمی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی شخص کو کسی لشکر یا سریہ کا امیر مقرر کر کے روانہ فرماتے تو اسے اللہ تعالیٰ سے ڈرنے اور اپنے مسلمان ساتھیوں کے ساتھ خیر و بھلائی کی وصیت کرتے اور فرماتے: ''اللہ کا نام لے کر اللہ کے راستہ میں جہاد کرو، اللہ کے ساتھ کفر کرنے والوں کے ساتھ قتال کرو۔ جہاد کرو لیکن خیانت نہ کرنا، عہد شکنی نہ کرنا، مثلہ نہ کرنا اور بچوں کو قتل نہ کرنا۔ اور جب مشرک دشمن سے تمہارا آمنا سامنا ہو تو اسے تین میں سے کسی ایک بات کو قبول کرنے کی دعوت دو۔ وہ ان میں سے جس بات کو بھی قبول کر لیں، تم اسے ان کی طرف سے تسلیم کر لو اور ان سے اپنے ہاتھ روک لو۔ سب سے پہلے ان کے سامنے اسلام کی دعوت پیش کرو اگر وہ تمہاری بات مان لیں تو تم بھی اسے قبول کر لو پھر انہیں اپنے علاقے سے دارالمہاجرین کی طرف منتقل ہونے کی دعوت دو اور انہیں بتاؤ کہ اگر انہوں نے ایسا کر لیا تو ان کے وہی حقوق ہوں گے جو مہاجرین کے ہیں اور ان پر وہی احکام لاگو ہوں گے جو مہاجرین پر لاگو ہوتے ہیں۔ اگر وہ ہجرت سے انکار کر دیں (اور اپنے علاقے ہی میں رہنے کو ترجیح دیں) تو انہیں بتانا کہ وہ دیہاتی (بدوی) مسلمانوں کی مانند شمار ہوں گے اور ان پر اللہ کا حکم جاری ہوگا، اور مالِ غنیمت و مالِ فے میں ان کا کوئی حصہ نہ ہوگا الا یہ کہ وہ مسلمانوں کے ساتھ مل کر جہاد میں شریک ہوں۔ اگر وہ اس سے (یعنی اسلام لانے سے) انکار کر دیں تو انہیں جزیہ دینے کے لیے کہو۔ اگر وہ اسے تسلیم کر لیں تو تم اسے ان کی طرف سے قبول کر لو اور ان سے اپنے ہاتھ روک لو۔ لیکن اگر وہ اس سے بھی انکار کر دیں تو پھر اللہ سے مدد طلب کرو اور ان سے لڑائی شروع کرو۔ اور جب تم کسی قلعہ والوں کا محاصرہ کر لو اور وہ تم سے اللہ اور اس کے نبی کا ذمہ (امان کا عہد) طلب کریں تو تم انہیں اللہ اور اس کے نبی کا ذمہ (امان کا عہد) نہ دو، بلکہ تم اپنا اور اپنے ساتھیوں کا ذمہ (امان کا عہد) دو۔ کیوں کہ تمہارا اپنے اور اپنے ساتھیوں کے عہد کو توڑنا اللہ اور اس کے رسول کے عہد کو توڑنے سے بہت ہلکا ہے۔ اور جب تم کسی قلعہ والوں کا محاصرہ کر لو اور اس قلعہ والے یہ چاہتے ہوں کہ تم انہیں اللہ کے حکم (فیصلے) پر ہتھیار ڈالنے دو تو تم ایسا نہ کرنا، بلکہ انہیں اپنے حکم (فیصلے) پر ہتھیار ڈالنے دینا، کیوں تمہیں نہیں معلوم کہ اس سلسلے میں تم اللہ کے فیصلے کو پہنچتے ہو یا نہیں۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

يخبر بريدة -رضي الله عنه- أن رسول الله -صلى الله عليه وسلم- إذا أرسل جيشًا أو سريةً لقتال الكفار أمر عليهم أميرًا يحفظ وحدتهم ويصلح شئونهم، ثم أوصاه بتقوى الله وبمن معه خيرًا، وأرشدهم إلى ما يجب أن يسلكوه مع الأعداء، وأن يتجنبوا الغلول والغدر والتمثيل وقتل غير المكلفين، وأن عليهم أن يبدؤوا المشركين بالدعوة إلى الإسلام، فإن استجابوا لذلك فليحثوهم على الهجرة إلى المدينة ويعلموهم أن لهم ما للمهاجرين السابقين وعليهم ما على المهاجرين من الحقوق والواجبات، فإن أبوا الهجرة فإنهم يعاملون معاملة أعراب المسلمين، فإن أبوا الإسلام فليطلبوا منهم الجزية، فإن أبوا دفعها فليستعينوا بالله وليقاتلوهم، وإذا حاصروا أهل حصن فلا يعطوهم عهد الله وعهد رسوله، وإنما يعطونهم عهدهم، فإن تعريض عهدهم للنقض أخف إثمًا من تعريض عهد الله وعهد رسوله لذلك، وإذا طلبوا منهم أن يحكموا فيهم بحكم الله فلا يحكمون بحكمٍ ويجعلونه حكم الله، فإنهم قد لا يصيبون فيهم حكم الله -تعالى-، وإنما يعاملونهم على حكم أنفسهم واجتهادهم.

اجمالی معنی:

بریدہ رضی اللہ عنہ خبر دے رہے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی لشکر یا سریہ (فوجی دستہ) کو کفار سے جہاد کرنے کے لیے روانہ فرماتے تو ان کا ایک امیر مقرر فرماتے جو ان کی وحدت و اجتماع کی حفاظت کرتا اور ان کے معاملات کو درست رکھتا۔ پھر اسے اللہ سے ڈرنے اور اپنے ساتھیوں کے ساتھ بہتر سلوک کرنے کی وصیت فرماتے، اور ان کی اس بات کی طرف رہنمائی کرتے کہ انھیں دشمنوں کے ساتھ کیسا رویہ اپنانا چاہیے، اور انھیں خیانت، عہد شکنی، مثلہ کرنے اور غیر مکلف لوگوں کو قتل کرنے سے اجتناب کرنے کی تلقین کرتے، اور انھیں یہ ہدایت دیتے کہ مشرکین کو سب سے پہلے اسلام کی دعوت پیش کریں. اگر وہ لوگ یہ بات مان لیں تو انہیں مدینہ کی طرف ہجرت کرنے کی ترغیب دیں اور انہیں بتائیں کہ اگر انہوں نے ایسا کرلیا تو ان کے لیے وہی حقوق و واجبات ہوں گے جو پہلے ہجرت کرنے والوں کے ہیں، اگر وہ ہجرت سے انکار کر دیں تو ان کے ساتھ دیہاتی مسلمانوں کا سا معاملہ کیا جائے گا۔ اگر وہ اسلام لانے سے انکار کردیں تو ان سے جزیہ طلب کریں۔ اگر وہ لوگ جزیہ دینے سے بھی انکار کریں تو اللہ کی مدد کے بھروسے ان سے جہاد و قتال کریں۔ اور اگر وہ کسی قلعہ والوں کا محاصرہ کریں تو انہیں اللہ کا عہد اور اس کے رسول کا عہد و پیمان نہ دیں، بلکہ انہیں اپنا عہد و پیمان دیں، کیوں کہ اپنے عہد کو توڑنا اللہ اور اس کے رسول کے عہد کو توڑنے کے مقابلے میں کم گناہ کا باعث ہے۔ اور جب وہ اپنے لیے اللہ کے حکم کے مطابق فیصلہ کرنے کا مطالبہ کریں تو وہ کسی حکم کے ذریعہ فیصلہ کرکے اسے اللہ کا حکم نہ بنائیں۔ اس لیے کہ ہو سکتا ہے کہ وہ ان کے بارے میں اللہ کے حکم کو نہ پہنچ سکیں۔ بلکہ ان کے ساتھ خود اپنے فیصلے اور اجتہاد کے مطابق معاملہ کریں۔

راوي الحديث: رواه مسلم.

التخريج: بُرَيْدَة بن الحُصَيب الأَسْلَمِيّ -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: كتاب التوحيد.

معاني المفردات:

- أمر أميرا : جعَل شَخْصًا أميرًا. والأميرُ في صَدْر الإسلام كان هو الذي يَتَوَلَّى التنفيذ والحُكْمَ والفَتْوَى والإمامة.
- جيش أو سرية : الجَيْش: ما زاد على أربعمائة رجل. والسَّرِيَّة: هي القطعة من الجَيْش تَخْرُج منه وتُغِيرُ على العَدُوّ وتَرْجِع إليه، أو فرقة يسيرة بلا جيش، وحدَّدها بعضهم بأربعمائة رجل.
- أوصاه : الوَصِيَّة: العَهْدُ بالشيء إلى غيره على وَجْه الاهتمام به.
- تقوى الله : هي امتثال أوامره واجتناب نواهيه.
- وبمن معه من المسلمين خيرا : أوصاه أن يعمل بمن معه من المسلمين خيرًا في أمور الدنيا والآخرة، فيَسْلُك بهم الأسهل، ويَطْلُب لهم الأَخْصَب إذا كانوا على إبل أو خَيْل، ويَمْنَع عنهم الظُّلْم، ويَأْمُرُهم بالمعروف، وينهاهم عن المنكر، وغير ذلك مما فيه خيرهم في الدنيا والآخرة.
- اغزوا باسم الله : اشرَعُوا في فعل الغَزْو مستعينين بالله -تعالى-.
- في سبيل الله : في طاعته ومن أجله.

- من كفر بالله : أي: لأجل كفرهم، وخُصَّ منه من لا يجوز قتله من الكفار: كالنساء، ومن له عَهْدٌ، ونحو ذلك.
- لا تغلوا : الغُلُول: الأخذ من الغنيمة قبل قِسْتمها، وأصل الغُلُول: الخِيَانة.
- ولا تغدروا : لا تَنْقُضوا العهد.
- ولا تمثلوا : التمثيل: تَشْويه القتيل بقَطْع أَنَف وأُذُن ونحو ذلك.
- وليدًا : المراد بالوليد هنا: مَن لم يَبْلُغ سِنَّ التكليف.
- لقيت عدوك من المشركين : قَابَلْتَه أو وَجَدْتَه. والعَدُوُّ: ضد الوليِّ، والوَلِيُّ: مَن يَتَوَلَّى أمورك، ويعتني بك بالنَّصْر والدِّفاع وغير ذلك، والعدو يَخْذُلُك ويبتعد عنك، ويعْتدِي عليك ما أَمْكَنَه. والمشركين: يَدْخُل فيه كل الكفار، حتى اليهود والنصارى.
- ثلاث خلال أو خصال : أصل الخَصلة أو الخَلَّة: خُلُق في الإنسان يكون حَسَنًا أو سَيِّئًا.
- ثم ادعهم إلى التحول من دارهم إلى دار المهاجرين : اطلب منهم الانتقال إلى بلد المهاجرين في العهد النبوي، وهي المدينة النبوية
- فلهم ما للمهاجرين : أي: في استحقاق الفيء والغنيمة. والفَيْء: هو ما حَصَل للمسلمين من أموال الكفار من غير حَرْب ولا جهاد. والغنيمة: هي ما يحصل للمسلمين من أموال أهل الحرب.
- ما على المهاجرين : من الجهاد وغيره.
- أَبَوا : امتنعوا عن الدخول في الإسلام.
- حاصرت أهل حِصْنٍ : الحصن: كل مكان محميّ محرز، وحاصرتهم: ضيقت عليهم وأحطت بهم.
- كأعراب المسلمين : الساكنين في البادية من غير هجرة ولا غزو.
- ذمة الله وذمة نبيه : الذمة هنا العهد.
- أن تُخفروا ذممكم : تنقضوا عُهودكم.

فوائد الحديث:

١. وجوب أن يكون القتال لإعلاء كلمة الله ومَحْوِ آثار الكفر من الأرض، لا لنَيْلِ الـمُلْك وطَلَبِ الدنيا، أو نَيْل الشُّهْرَة.
٢. مشروعية تَنْصِيب الأُمَرَاء على الجُيُوش والسَّرَايَا.
٣. أنه يُشْرَع لوَلِيِّ الأمر أن يُوصِي القُوَّاد، ويُوَضِّح لهم الخُطَّة التي يسيرون عليها في جهادهم.
٤. أن الجهاد يكون بإذن وَلِيِّ الأمر وتنفيذه.
٥. مشروعية الدعوة إلى الإسلام قبل القتال.
٦. مشروعية أَخْذِ الجِزْيَة من جميع الكفار.
٧. النَّهْيُ عن قَتْل الصِّبْيَان.
٨. النَّهْيُ عن التَّمْثِيل بالقَتْلَى.
٩. النَّهْيُ عن الغُلُول والخِيانة في العُهُود.
١٠. احترام ذِمَّة الله وذِمَّة نَبِيِّه، والفرق بينهما وبين ذِمَّة المسلمين.
١١. طَلَبُ الاحتياط عن الوُقُوع في الـمَحْذُور.
١٢. أن المجتهد يُخْطِئُ ويُصِيبُ، والفرق بين حُكْم الله وحُكْم العلماء.
١٣. الإرشاد إلى ارتكاب أقلِّ الأَمْرَيْنِ خَطَرًا.
١٤. مشروعية الاجتهاد عند الحاجة.
١٥. يدعو أميرُ الجهاد الكُفَّارَ إلى الإسلام، فإن أَبَوْا فالجزية، فإن أَبَوْا فالقتال، وذلك عام في الكفار من المشركين وغيرهم.
١٦. أن الغنيمة والفيء خاصة بالمهاجرين، وليس للأعراب منها شيء إلا إذا جاهدوا.
١٧. لا يجوز إعطاء ذمة الله أو ذمة نبيه أحدًا.
١٨. أنه يجب على من تَوَلَّى أمرًا من أمور المسلمين أن يَسْلُك بهم الأَفضل.
١٩. أن الاجتهاد باقٍ.

المصادر والمراجع:

الجديد في شرح كتاب التوحيد، لمحمد بن عبد العزيز السليمان القرعاوي، دارسة وتحقيق: محمد بن أحمد سيد أحمد - مكتبة السوادي، جدة، المملكة العربية السعودية- الطبعة الخامسة، ١٤٢٤هـ- ٢٠٠٣م. الملخص في شرح كتاب التوحيد، لصالح بن فوزان بن عبد الله الفوزان، دار العاصمة،

الرياض، الطبعة الأولى ١٤٢٢هـ - ٢٠٠١م. القول المفيد على كتاب التوحيد، لمحمد بن صالح بن محمد العثيمين، دار ابن الجوزي، المملكة العربية السعودية، الطبعة الثانية, محرم ١٤٢٤هـ. صحيح مسلم، للإمام مسلم بن الحجاج، حققه ورقمه محمد فؤاد عبد الباقي، دار عالم الكتب، الرياض، الطبعة الأولى، ١٤١٧هـ.

الرقم الموحد: (5933)

كان رسول الله -صلى الله عليه وسلم- إذا سافر يَتَعَوَّذ مِن وَعْثاء السَّفَر، وكآبة الـمُنْقَلَب، والحَوْر بعد الكَوْن، ودعوة المظلوم، وسُوء الـمَنْظَر في الأهل والمال

اللہ کے رسول ﷺ جب سفر کرتے، تو سفر کی دشواری، لوٹنے کے وقت کے رنج و غم، خوش حالی کے بعد بدحالی، مظلوم کی بددعا اور گھر بار اور مال میں بری صورت حال سے پناہ مانگتے تھے۔

١٦٨٩. الحديث:

عن عبد الله بن سَرْجِس -رضي الله عنه- قال: كان رسول الله -صلى الله عليه وسلم- إذا سافر يَتَعَوَّذ مِن وَعْثاء السَّفَر، وكآبة الـمُنْقَلَب، والحَوْر بعد الكَوْن، ودعوة المظلوم، وسُوء الـمَنْظَر في الأهل والمال.

١٦٨٩. حدیث:

عبداللہ بن سرجس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں کہ اللہ کے رسول ﷺ جب سفر کرتے، تو سفر کی دشواری، لوٹنے کے وقت کے رنج و غم، خوش حالی کے بعد بدحالی، مظلوم کی بددعا اور گھر بار اور مال میں بری صورت حال سے پناہ مانگتے تھے۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

كان النبي -صلى الله عليه وسلم- يتعوذ بالله من شِدَّة السَّفَرِ، أو أن يعود من سفره حزينًا قد أصابه مكروهٌ في أهله أو ماله، ويتعوذ بالله كذلك من فساد الأحوال، ويدعو الله أن يُنَجِّيَهُ الله من دعوة المظلوم.

اجمالی معنی:

نبی ﷺ سفر کی سختی اور سفر سے ایسی واپسی سے اللہ کی پناہ طلب کرتے تھے کہ خود غم زدہ ہوں اور اپنے مال یا اولاد کو ناپسندیدہ حالت میں پائیں۔ اسی طرح بری صورت حال سے اللہ کی پناہ مانگتے تھے اور اللہ سے مظلوم کی بددعا سے بچنے کی دعا مانگتے تھے۔

راوي الحديث: رواه مسلم.

التخريج: عبد الله بن سَرْجِس -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- يتعوذ : يقول: أعوذ بالله.
- وعثاء السفر : شِدَّته ومَشَقَّته.
- كآبة المنظر : هو أن يعود من سفره إلى أهله كئيبًا حزينًا، أو مُبْتَلًى ذهب ماله، أو أَصَابَتْه آفةٌ في سفره، أو أن يأتي إلى أهله فيجدهم مرضى، أو يَفْقِد بعضهم، وما أشبه ذلك من المكروه.
- الحور بعد الكور : يتعوذ من النقصان بعد الزيادة، أو فساد الأمور بعد صلاحها. ويروى بالراء والنون، "الكون" و"الكور".
- سوء المنقلب في الأهل والمال : وهو كل ما يَسُوءُ النظر إليه، وسماعه في أهله وماله.

فوائد الحديث:

١. استحباب التعوُّذ بالله من هذه الأمور.

٢. الحث على رَدِّ المظالم إلى أهلها قبل السفر.

٣. عدم ظلم أحد في السفر: كمنع إعانة، أو نقص أجرة.

المصادر والمراجع:

كنوز رياض الصالحين. بإشراف حمد العمار. دار كنوز إشبيليا. الطبعة الأولى. ١٤٣٠هـ. نزهة المتقين شرح رياض الصالحين، نشر: مؤسسة الرسالة، الطبعة: الرابعة عشر، ١٤٠٧هـ ١٩٨٧م. شرح رياض الصالحين، لابن عثيمين، نشر: دار الوطن للنشر، الرياض، الطبعة: ١٤٢٦هـ. معالم السنن، للخطابي، نشر: المطبعة العلمية - حلب، الطبعة: الأولى ١٣٥١ هـ - ١٩٣٢م. مرعاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح، للمباركفوري، نشر: إدارة البحوث العلمية

والدعوة والإفتاء - الجامعة السلفية - بنارس الهند، الطبعة: الثالثة ، ١٤٠٤ هـ - ١٩٨٤م. صحيح مسلم، تحقيق: **محمد** فؤاد عبد الباقي، نشر: دار إحياء التراث العربي – بيروت.

الرقم الموحد: (5937)

كان رسول الله -صلى الله عليه وسلم- إذا كان في سفر، فعَرَّس بليل اضطجع على يمينه، وإذا عَرَّس قُبَيْل الصُّبْح نصَب ذراعه، ووضَع رَأْسه على كَفِّه

رسول اللہ ﷺ جب سفر میں ہوتے اور رات کو کہیں ٹھہرتے تو دائیں کروٹ پر لیٹتے اور جب صبح صادق سے کچھ دیر پہلے ٹھہرتے تو اپنا (داہنا) بازو کھڑا کر لیتے اور اپنا سر اپنی ہتھیلی پر رکھ لیتے۔

١٦٩٠. الحديث:

عن أبي قتادة الأنصاري -رضي الله عنه- مرفوعاً: كان رسول الله -صلى الله عليه وسلم- إذا كان في سفر، فعَرَّس بليل اضطجع على يمينه، وإذا عَرَّس قُبَيْل الصُّبْح نصَب ذراعه، ووضَع رَأْسه على كَفِّه.

١٦٩٠. حديث:

ابو قتادہ انصاری رضی اللہ عنہ سے مرفوعا روایت ہے کہ: "رسول اللہ ﷺ جب سفر میں ہوتے اور رات کو کہیں ٹھہرتے تو دائیں کروٹ پر لیٹتے اور جب صبح صادق سے کچھ دیر پہلے ٹھہرتے تو اپنا (داہنا) بازو کھڑا کر لیتے اور اپنا سر اپنی ہتھیلی پر رکھ لیتے۔"

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

كان من هديه صلى الله عليه وسلم أنه إذا نزل في أول الليل لينام وليستريح وضع جنبه على الأرض على يمينه، وإذا نزل قُرْب طُلُوع الفجر اتكأ ونصب يده واتكأ عليها؛ لأنه إذا كان في أول الليل ينام على اليمين؛ ليعطي النفس حظها من النوم، وأما إذا كان قُرْب الفجر فكان ينصب يده صلى الله عليه وسلم وينام عليها؛ لئلا يستغرق في النوم فتَفُوته صلاة الفجر.

اجمالی معنی:

آپ ﷺ کا طریقہ یہ تھا کہ جب آپ ﷺ رات کے ابتدائی حصے میں آرام فرمانے کے لیے کہیں ٹھہرتے تو دائیں پہلو پر زمین پر لیٹا کرتے تھے اور جب طلوع فجر کے قریب ٹھہرتے تو اپنے ہاتھ کو کھڑا کر کے اس پر ٹیک لگا کر (سویا کرتے تھے)۔ رات کے ابتدائی حصے میں داہنی کروٹ اس لیے سویا کرتے تھے تاکہ نفس کو نیند کا پورا حصہ دیں۔ البتہ جب فجر کا وقت قریب ہوتا تو اپنے ہاتھ کو کھڑا کر کے اس پر سویا کرتے تھے تاکہ اتنی گہری نیند نہ سو جائیں کہ نماز فجر ہی فوت ہو جائے۔

راوي الحديث: رواه مسلم

التخريج: أبو قتادة الأنصاري رضي الله عنه.

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- عرس : التعريس: هو النزول في الليل للنوم والراحة.
- اضطجع : وضع جنبه على الأرض أو نحوها.
- نصَب ذراعه : مَدَّ يده.
- قبيل الصبح : قبل طلوع الصبح بقليل.

فوائد الحديث:

١. استحباب النوم على الجنب الأيمن.
٢. تشريف الجنب الأيمن على غيره.
٣. الاحتياط للصلاة إذا احتاج الإنسان النوم قبلها، والحرص على أدائها في وقتها.
٤. جواز النوم قبل دخول وقت الصلاة، إذا أمن فوات الصلاة.
٥. إعطاء الإنسان نفسه حظها من الراحة مع عدم نسيان العبادة أو التفريط فيها.

المصادر والمراجع:

-رياض الصالحين من كلام سيد المرسلين؛ للإمام أبي زكريا النووي، تحقيق د. ماهر الفحل، دار ابن كثير-دمشق، الطبعة الأولى، ١٤٢٨ه . - بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين؛ تأليف سليم الهلالي، دار ابن الجوزي- الطبعة الأولى١٤١٨ه - نزهة المتقين شرح رياض الصالحين؛ تأليف د. مصطفى الخِن وغيره، مؤسسة الرسالة-بيروت، الطبعة الرابعة عشر، ١٤٠٧هـ - صحيح مسلم، للإمام مسلم بن الحجاج، تحقيق محمد فؤاد عبد الباقي، دار إحياء التراث العربي. - كنوز رياض الصالحين»، لحمد بن ناصر العمار، دار كنوز إشبيليا- الطبعة الأولى١٤٣٠ه - شرح رياض الصالحين؛ للشيخ محمد بن صالح العثيمين، مدار الوطن، الرياض، ١٤٢٦هـ -مرقاة المفاتيح :علي بن سلطان محمد، أبو الحسن نور الدين الملا الهروي القاري -دار الفكر، بيروت – لبنان الطبعة: الأولى، ١٤٢٢هـ- ٢٠٠٢م

الرقم الموحد: (5968)

كان رسول الله -صلى الله عليه وسلم- أجود الناس

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سب سے زیادہ سخی تھے۔

١٦٩١. الحديث:

عن عبدالله بن عباس -رضي الله عنهما- قال: «كان رسول الله -صلى الله عليه وسلم- أَجْوَدَ الناسِ، وكان أَجْوَدَ ما يكونُ في رمضانَ حِينَ يَلْقاهُ جبريلُ، وكان يَلْقاهُ في كلِّ ليلة مِن رمضانَ فَيُدارِسُه القرآن، فَلَرسولُ الله -صلى الله عليه وسلم- أَجْوَدُ بالخير من الريح المُرسَلة».

١٦٩١. حدیث:

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سب سے زیادہ سخی تھے اور آپ سب سے زیادہ سخی رمضان میں ہوتے تھے جب جبریل علیہ السلام آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات کرتے، اور جبریل علیہ السلام آپ سے رمضان کی ہر رات میں ملتے تھے اور قرآن کا دور کراتے تھے، تو اس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خیر کے کاموں میں تیز ہوا سے بھی زیادہ سخی ہوتے تھے۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

كان رسول الله -صلى الله عليه وسلم- أجود الناس"، أي: أكثرهم جوداً، بماله وبدنه وعلمه ودعوته ونصيحته وكل ما ينفع الخلق، "وكان أجود ما يكون في رمضان"؛ لأن رمضان شهر الجود، يجود الله فيه على العباد، والعباد الموفقون يجودون على إخوانهم،"حين يلقاه جبريل"، أي: وقت لقائه إياه، وقوله: "وكان جبريل يلقاه في كل ليلة من رمضان فيدارسه القرآن"، وكان النبي -صلى الله عليه وسلم- ينزل عليه جبريل في رمضان كل ليلة يدارسه القرآن من أجل أن يثبته في قلبه، وأن يحصل الثواب بالمدارسة بينه وبين جبريل، فكان رسول الله -صلى الله عليه وسلم- حين يلقاه جبريل فيدارسه القرآن أجود بالخير من الريح المرسلة، أي: أنه يسارع إلى الخير -عليه الصلاة والسلام- ويجود به حتى إنه أسرع من الريح المرسلة، يعني: التي أرسلها الله -عز وجل- فهي سريعة عاصفة، ومع ذلك فالرسول -صلى الله عليه وسلم- أجود بالخير من هذه الريح في رمضان.

اجمالی معنی:

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سب سے زیادہ سخی تھے۔" یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے جسم، مال، علم، دعوت، نصیحت وخیر خواہی اور دوسروں کو فائدہ پہونچانے والی ہر چیز میں سب سے زیادہ سخی تھے۔ "اور آپ سب سے زیادہ سخی رمضان میں ہوتے تھے۔" کیونکہ رمضان سخاوت کا مہینہ ہے، اس میں اللہ اپنے بندوں پر سخاوت کرتا ہے اور توفیق یافتہ بندے اپنے بھائیوں پر سخاوت کرتے ہیں۔ "جبریل علیہ السلام آپ سے رمضان کی ہر رات میں ملتے تھے اور قرآن کا دور کراتے تھے۔" یعنی رمضان کے مہینے میں ہر رات کو جبریل علیہ السلام نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آکر آپ کو قرآن کا دور کراتے تھے تاکہ قرآن آپ کے دل میں راسخ ہو جائے اور قرآن کے پڑھنے پڑھانے سے ثواب بھی حاصل ہوجائے، تو جب جبریل علیہ السلام آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات کرتے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم خیر کے کاموں میں تیز ہوا سے بھی زیادہ سخی ہو جاتے تھے۔ یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم بھلائی کے کاموں کی طرف سبقت کرتے اور خوب سخاوت کرتے تھے حتی کہ اللہ کی طرف سے بھیجی ہوئی ہوا سے بھی زیادہ تیز ہوتے تھے۔ حالانکہ یہ ہوا بہت تیز وتند ہوتی ہے، لیکن باوجود اس کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رمضان کے مہینے میں خیر کے کاموں میں تیز ہوا سے بھی زیادہ سخی ہوتے تھے۔

راوي الحديث: متفق عليه.

التخريج: عبدالله بن عباس -رضي الله عنهما-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- أجود الناس : أكثر الناس جوداً، والجود، لغة: الكرم، وشرعاً: بذل المحبوب من مال أو عمل.

• الريح المرسلة : ريح الرحمة التي يرسلها الله تعالى لإنزال الغيث العام.

فوائد الحديث:

١. بيان جود النبي -صلى الله عليه وسلم- وسعة كرمه وخاصة في رمضان، فإنه شهر الطاعات ومواسم الخيرات.

٢. الحث على الجود في كل وقت، وتستحب الزيادة عن الاجتماع بأهل الصلاح، وفي شهر رمضان.

٣. استحباب الإكثار من قراءة القرآن في رمضان.

٤. ينبغي على طالب العلم والعلماء مدارسة العلم فيما بينهم حتى لا ينسى ويذهب.

المصادر والمراجع:

صحيح البخاري، تأليف: محمد بن إسماعيل البخاري، تحقيق: محمد زهير الناصر، الناشر: دار طوق النجاة الطبعة: الأولى، ١٤٢٢هـ. صحيح مسلم، المحقق: محمد فؤاد عبد الباقي - الناشر: دار إحياء التراث العربي – بيروت. شرح رياض الصالحين، تأليف: محمد بن صالح العثيمين، الناشر: دار الوطن للنشر، الطبعة: ١٤٢٦هـ. نزهة المتقين شرح رياض الصالحين, مصطفى سعيد الخن، مصطفى البغا، محي الدين مستو، علي الشربجي، محمد أمين لطفي, مؤسسة الرسالة, سنة النشر: ١٤٠٧ – ١٩٨٧. دليل الفالحين لطرق رياض الصالحين, لمحمد علي بن محمد البكري الصديقي الشافعي, اعتنى بها: خليل مأمون شيحا, الناشر: دار المعرفة للطباعة والنشر والتوزيع، بيروت – لبنان, الطبعة: الرابعة، ١٤٢٥هـ- ٢٠٠٤ م. بهجة الناظرين، تأليف: سليم بن عيد الهلالي، الناشر: دار ابن الجوزي، سنة النشر: ١٤١٨ هـ- ١٩٩٧م. كنوز رياض الصالحين, مجموعة من الباحثين برئاسة حمد بن ناصر العمار، دار كنوز إشبيليا, السعودية, الطبعة الأولى, ١٤٣٠هـ.

الرقم الموحد: (6179)

كان رسول الله -صلى الله عليه وسلم- يَتَخَلَّف في الـمَسِير، فيُزْجِي الضعيف، ويُرْدِف ويدعو له	رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم سفر کے دوران پیچھے رہتے، کمزور (کی سواری کو) کو آگے ہانکتے، (اگر وہ پیدل ہوتا تو اسے) اپنے پیچھے سوار کرتے اور اس کے لیے دعا کرتے۔
١٦٩٢. الحديث: عن جابر بن عبد الله -رضي الله عنهما- كان رسول الله -صلى الله عليه وسلم- يَتَخَلَّف في الـمَسِير، فيُزْجِي الضعيف، ويُرْدِف ويدعو له.	**١٦٩٢. حدیث:** جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم سفر کے دوران پیچھے رہتے، آپ صلی اللہ علیہ و سلم کمزور (کی سواری کو) کو آگے ہانکتے، (اگر وہ پیدل ہوتا تو اسے) اپنے پیچھے سوار کرتے اور اس کے لیے دعا کرتے تھے۔
درجة الحديث: صحيح	**حدیث کا درجہ:** صحیح
المعنى الإجمالي: المعنى: أن الرسول صلى الله عليه وسلم كان يكون في آخر الناس في السفر؛ ليرى حال الناس والمحتاجين لمساعدة في السفر كالعاجز ومن ليس لديه دابة يركبها، وكان يَسُوق الضعيف، ويحمله خلفه ويدعو له.	**اجمالی معنی:** حدیث کا مفہوم: رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم سفر دوران لوگوں میں سب سے پیچھے ہوا کرتے تھے؛ تاکہ آپ صلی اللہ علیہ و سلم عام لوگوں اور ضرورت مندوں کے حال سے واقف رہیں، بے کس اور سواری سے محروم لوگوں کی مدد کر سکیں۔ آپ صلی اللہ علیہ و سلم کمزور کو آگے بڑھاتے، اسے اپنے پیچھے سوار کرتے اور اس کے لیے دعا کیا کرتے تھے۔

راوي الحديث: رواه أبو داود

التخريج: جابر بن عبد الله -رضي الله عنهما-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين

معاني المفردات:

- يتخلف عن المسير : أي: يكون في آخر الناس في السَّير في السفر
- يزجي الضعيف : أي: يَسُوق الضعيف ويَدْفَعُه ليَلْحَق برِفاقه
- يردف : يُرْكِب خلفه
- ويدعو له : يسأل الله له ليُعَان ببركة دعوته، ويَصِل لمطلبه

فوائد الحديث:

١. على الراعي أن يتفقد رعيته، فيساعد الضعيف وصاحب الحاجة.
٢. التكافل بين المسلمين.
٣. تواضع النبي صلى الله عليه وسلم، واهتمامه بأصحابه، ورأفته بهم.
٤. الدعاء للضعيف وصاحب الحاجة.

المصادر والمراجع:

-رياض الصالحين من كلام سيد المرسلين؛ للإمام أبي زكريا النووي، تحقيق د. ماهر الفحل، دار ابن كثير-دمشق، الطبعة الأولى، ١٤٢٨هـ. - بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين؛ تأليف سليم الهلالي، دار ابن الجوزي- الطبعة الأولى١٤١٨هـ - نزهة المتقين شرح رياض الصالحين؛ تأليف د. مصطفى الخِن وغيره، مؤسسة الرسالة-بيروت، الطبعة الرابعة عشر، ١٤٠٧هـ - سنن أبي داود، لأبي داود السجستاني، تحقيق محمد محيي الدين، المكتبة العصرية. - كنوز رياض الصالحين»، لحمد بن ناصر العمار، دار كنوز إشبيليا- الطبعة الأولى١٤٣٠هـ - دليل الفالحين لطرق رياض الصالحين، لمحمد علي بن محمد

بن علان بن إبراهيم البكري الصديقي الشافعي اعتنى بها: خليل مأمون شيحا، دار المعرفة - شرح رياض الصالحين؛ للشيخ محمد بن صالح العثيمين، مدار الوطن، الرياض، ١٤٢٦هـ.

الرقم الموحد: (5971)

كان رسول الله -صلى الله عليه وسلم- يفطر قبل أن يصلي على رطبات

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز (مغرب) ادا کرنے سے پہلے چند تر کھجوروں سے روزہ افطار کرتے تھے۔

١٦٩٣. الحديث:

عن أنس بن مالك -رضي الله عنه- قال: كان رسولُ اللهِ -صلى الله عليه وسلم- يُفطِر قبْل أن يصلي على رُطَبات, فإن لم تكنْ رُطَباتٌ فَتُمَيْراتٌ, فإن لم تكنْ تُمَيْراتٌ, حَسَا حَسَواتٍ مِن ماء.

١٦٩٣. حدیث:

انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز (مغرب) ادا کرنے سے پہلے چند تر کھجوروں سے روزہ افطار کرتے تھے۔ اگر تر کھجوریں نہ ہوتیں، تو چند خشک کھجوروں سے اور اگر خشک کھجوریں بھی میسر نہ ہوتیں، تو پانی کے چند گھونٹ پی لیتے۔

درجة الحديث: حسن

حدیث کا درجہ: حَسَن

المعنى الإجمالي:

يخبر أنس -رضي الله عنه- في هذا الحديث أن رسول الله -صلى الله عليه وسلم- كان يفطر -إذا كان صائماً-، على رطبات قبل أن يصلي المغرب، فإن لم يجد رطبات، فإنه يفطر على تمرات، فإن لم تكن عنده تمرات، شرب شربات من ماء، وبدايته -عليه الصلاة والسلام- بالتمر أو الماء مناسب لأن الصائم تكون معدته خالية فلا يبدأ بالطعام الدسم لئلا يتضرر.

اجمالی معنیٰ:

انس بن مالک رضی اللہ عنہ اس حدیث میں یہ خبر دے رہے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب روزہ سے ہوتے، تو نماز مغرب سے قبل چند تر کھجوروں سے افطار فرمایا کرتے تھے۔ اگر تر کھجور میسر نہ ہوتیں، تو خشک کھجور سے افطار فرماتے اور اگر وہ بھی میسر نہ ہوتیں، تو پانی کے چند گھونٹ پی لیتے۔ کھجور اور پانی سے روزہ افطار کرنے میں رسول اللہ ﷺ کی اختیار کردہ ترتیب نہایت موزوں اور مناسب ہے؛ اس لیے کہ روزے دار کا معدہ خالی ہوتا ہے۔ چنانچہ اسے چاہیے کہ وہ مرغن غذا سے کھانے کی شروعات نہ کرے؛ تاکہ وہ کسی ضرر و نقصان کا شکار نہ ہونے پائے۔

راوي الحديث: رواه أبو داود والترمذي وأحمد.

التخريج: أنس بن مالك -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- رطبات : الرطب هو ثمر النخل إذا أدرك ونضج قبل أن يصير تمرا
- فتميرات : بالتصغير، والتمر: البلح اليابس.
- حسا : شرب بتمهل.
- حسوات : جمع حَسوة، وهي المرة من الشرب.

فوائد الحديث:

١. يستحب للصائم أن يفطر على رطبات وتراً، فإن لم يجد فعلى تمرات، فإن لم يجد فعلى الماء، مع مراعاة الترتيب.

٢. التزام سنة النبي -صلى الله عليه وسلم فيه الخير الكثير، وقد ثبتت الحكمة من الإفطار على الرطب والتمر، فمن ذلك أنه يزيل فضلات المعدة، كما أن فيه كل العناصر الغذائية التي يحتاجها الجسم.

المصادر والمراجع:

/ الجامع الصحيح -وهو سنن الترمذي-؛ للإمام محمد بن عيسى الترمذي، تحقيق أحمد شاكر وآخرين، مكتبة الحلبي-مصر، الطبعة الثانية، ١٣٨٨هـ /رياض الصالحين من كلام سيد المرسلين؛ للإمام أبي زكريا النووي، تحقيق د. ماهر الفحل، دار ابن كثير-دمشق، الطبعة الأولى، ١٤٢٨هـ /سلسلة الأحاديث الصحيحة؛ للشيخ محمد ناصر الدين الألباني، مكتبة المعارف-الرياض، ١٤١٥هـ /شرح رياض الصالحين؛ للشيخ محمد بن صالح العثيمين، مدار الوطن، الرياض، ١٤٢٦هـ /فيض القدير شرح الجامع الصغير؛ تأليف عبدالرؤوف المناوي، دار الحديث-القاهرة. /نزهة المتقين شرح رياض الصالحين؛ تأليف د. مصطفى الخِن وغيره، مؤسسة الرسالة-بيروت، الطبعة الرابعة عشر، ١٤٠٧هـ -سنن أبي داود, أبو داود سليمان بن الأشعث بن

إسحاق بن بشير بن شداد بن عمرو الأزدي السِّجِسْتاني, المحقق: محمد محيي الدين عبد الحميد, المكتبة العصرية، صيدا – بيروت. -مسند الإمام أحمد بن حنبل، تحقيق: شعيب الأرنؤوط - عادل مرشد، وآخرون، نشر: مؤسسة الرسالة، الطبعة: الأولى، ١٤٢١هـ - ٢٠٠١م -فيض القدير شرح الجامع الصغير, زين الدين محمد المدعو بعبد الرؤوف بن تاج العارفين بن علي بن زين العابدين الحدادي ثم المناوي القاهري , الناشر: المكتبة التجارية الكبرى - مصر, الطبعة: الأولى، ١٣٥٦ -زاد المعاد في هدي خير العباد, محمد بن أبي بكر بن أيوب بن سعد شمس الدين ابن قيم الجوزية, الناشر: مؤسسة الرسالة، بيروت - مكتبة المنار الإسلامية، الكويت, الطبعة: السابعة والعشرون , ١٤١٥هـ /١٩٩٤م

الرقم الموحد: (6185)

كان رسول الله صلى الله عليه وسلم إذا ذهب ثلث الليل قام فقال يا أيها الناس اذكروا الله

جب ایک تہائی رات گزر جاتی تو رسول اللہ ﷺ اٹھتے اور فرماتے: اے لوگو! اللہ کا ذکر کرو۔

١٦٩٤. الحديث:

عن أبي بن كعب -رضي الله عنه-: كان رسولُ اللهِ -صلى الله عليه وسلم- إذا ذَهَبَ ثُلثُ الليلِ قامَ، فقال: "يا أيها الناسُ، اذكروا اللهَ، جاءت الرَّاجِفَةُ، تَتْبَعُها الرَّادِفَةُ، جاءَ الموتُ بما فيه، جاءَ الموتُ بما فيه"، قلتُ: يا رسول الله، إني أُكْثِرُ الصلاةَ عليكَ، فكم أجعلُ لكَ من صلاتِي؟ فقالَ: "ما شِئتَ"، قلتُ: الرُّبُعَ؟، قالَ: "ما شئتَ، فإنْ زِدتَ فهو خيرٌ لكَ"، قلتُ: فالنّصفَ؟، قالَ: "ما شئتَ، فإن زِدتَ فهو خيرٌ لكَ"، قلتُ: فالثلثين؟ قالَ: "ما شئتَ، فإن زدتَ فهو خيرٌ لكَ"، قلتُ: أجعلُ لكَ صلاتِي كُلَّها؟ قالَ: "إذاً تُكْفَى هَمَّكَ، ويُغْفَرَ لكَ ذَنبُكَ".

١٦٩٤. حدیث:

ابی ابن کعب - رضی اللہ عنہ - سے روایت ہے کہ جب ایک تہائی رات گزر جاتی تو رسول اللہ ﷺ اٹھتے اور فرماتے: اے لوگو! اللہ کا ذکر کرو۔ بھونچال آیا ہی چاہتا ہے، اس کے پیچھے ایک اور بھونچال آئے گا۔ موت اپنی تمام ہولناکیوں کے ساتھ آنے کے لیے تیار کھڑی ہے، موت اپنی تمام ہولناکیوں کے ساتھ آنے کے لیے تیار کھڑی ہے۔ میں نے دریافت کیا کہ اے اللہ کے رسول! میں آپ پر کثرت کے ساتھ درود بھیجتا ہوں۔ میں اپنی دعا کا کتنا حصہ آپ پر درود کے لیے مخصوص کر دوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: جتنا تم چاہو۔ میں نے پوچھا: چوتھائی؟ آپ ﷺ نے فرمایا: جتنا تم چاہو، اگر تم زیادہ کر دو تو یہ تمہارے لیے اچھا ہوگا۔ میں نے پوچھا: نصف؟ آپ ﷺ نے جواب دیا: جتنا تم چاہو۔ اگر تم زیادہ کر دو تو تمہارے لیے بہتر ہوگا۔ میں نے پوچھا: دو تہائی؟ آپ ﷺ نے جواب دیا: جتنا تم چاہو۔ اگر تم زیادہ کر دو تو تمہارے لیے بہتر ہوگا۔ میں نے پوچھا کہ: میں اپنی پوری دعا ہی آپ پر درود کے لیے مخصوص کر دوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: (اگر تم ایسا کروگے) تو پھر یہ تمہارے مقاصد کو پورا کرنے کے لیے کافی ہوجائے گا اور تمہارے گناہ بخش دیے جائیں گے۔

درجة الحديث: حسن

حدیث کا درجہ: حَسَن

المعنى الإجمالي:

ذكر في أول الحديث أن النبي -صلى الله عليه وسلم- كان إذا قام من ثلث الليل، قال منبهاً لأمته من الغفلة، محرضاً لها على ما يوصلها لمرضاة الله سبحانه من كمال رحمته "يا أيها الناس اذكروا الله"، أي: باللسان والجنان ليَحصِل ما يحصل من ثمرة الذكر على الإكثار من عمل البرّ وترك غيره. وفي الحديث أيضاً أن السائل قد يكون له دعاء يدعو به لنفسه، فيمكن أن يجعل ثُلثَه دعاءً للنبي -صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ- ، ويمكن أن يجعل له شَطْرَه، ويمكن أن يكون جميعُ دعائِه دعاءً للنبي، مثل أن يُصلِّي عليه بدلَ دعائه. وقد ثبتَ أنه: "من صلَّى عليه مرة صلَّى الله عليه عشراً" أخرجه مسلم في صحيحه (٣٠٦/١

اجمالی معنیٰ:

حدیث کے آغاز میں اس بات کا بیان ہے کہ نبی ﷺ رات کے تہائی حصے میں جب اٹھتے تو اپنی امت کو غفلت سے بیدار کرنے کے لیے اور انہیں اس عمل کے ترغیب دینے کے لیے جو اللہ کی خوشنودی اور اس کی رحمت کاملہ کا باعث ہوتا ہے فرماتے: اے لوگو! اللہ کا ذکر کرو۔ یعنی دل وزبان سے اللہ کا ذکر کرو تاکہ ذکر کے نتیجے میں زیادہ سے زیادہ عمل خیر کرنے کی انگیخت ملے اور برے اعمال چھوٹ جائیں۔ حدیث میں اس بات کا بھی بیان ہے کہ دعا مانگنے والا بعض اوقات اپنے لیے دعا کرتا ہے۔ چنانچہ اس کے لیے ممکن ہے کہ وہ اپنی دعا کا تہائی یا نصف حصہ نبی ﷺ پر درود بھیجنے کے لیے مخصوص کر دے یا پھر اپنی ساری دعا ہی کو نبی ﷺ کے لیے درود بنا دے۔ مثلا دعا کرنے کے بجائے آپ ﷺ پر درود بھیجے۔ حدیث میں آیا ہے کہ: جو آپ ﷺ پر ایک دفعہ درود بھیجتا ہے اللہ تعالی اس پر دس دفعہ رحمت کا نزول فرماتا ہے۔ (صحیح مسلم: ٣٠٦/١ حدیث نمبر: ٤٠٨ بروایت ابوہریرہ رضی

رقم٤٠٨) من حديث أبي هريرة، فيكون أجر صلاته كافيا له، ولهذا قال: "يَكفِيْ همَّك ويَغفِر ذنبَك"، أي إنك إنما تطلب زوالَ سبب الضرر الذي يُعقِب الهمَّ ويُوجب الذنب، فإذا صليتَ علي بدل دعائك حصل مقصودك، ويحتمل هذا الحديث أن المراد أن يشركه معه في الدعاء، فكأنه قال: كلما دعوت لنفسي صليت عليك، ولا يدل على الاكتفاء بالصلاة عن الدعاء، بل يجمع بينهما عملًا بجميع النصوص.

اللہ عنہ)۔ اس کے اس درود بھیجنے کا اجر اس کے لیے کافی ہوجائے گا۔ اسی لیے فرمایا: "يَكفِيْ همَّك ويَغفِر ذنبَك"۔ یعنی تم اس ضرر رساں شے کو دور کرنا چاہتے ہو جو غم زدہ کرتی ہے اور گناہ کا باعث ہوتی ہے۔ جب تم اپنی دعا کے بجائے میرے اوپر درود بھیجو گے تو تمہیں تمہارا مقصد حاصل ہوجائے گا۔ یہ بھی احتمال ہے کہ اس حدیث کا مقصد آپ ﷺ کو اپنی دعا میں شریک کرنا ہو۔ گویا کہ ان کا کہنا تھا کہ: میں جب بھی دعا کروں گا آپ پر درود بھیجوں گا۔ اس میں اس معنی پر دلالت نہیں ہے کہ دعا کے بجائے صرف درود ہی پر اکتفاء کیا جائے بلکہ تمام نصوص پر عمل کرتے ہوئے دعا اور درود دونوں کو جمع کیا جائے گا۔

راوي الحديث: رواه الترمذي وأحمد

التخريج: أبي بن كعب -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين

معاني المفردات:

- الراجفة : النفخة الأولى
- الرادفة : النفخة الثانية.
- من صلاتي : من دعائي.
- تكفى همك : المتعلق بالدارين.

فوائد الحديث:

١. أفضل القيام ما كان في ثلث الليل الأخير.
٢. فضل الصلاة على النبي -صلى الله عليه وسلم.-
٣. جواز ذكر الإنسان صالح عمله إذا أمن نحو العُجب؛ لغرض كالاستفتاء.
٤. قرب الموت من العباد، ولكن أكثر الناس غافلون عنه.

المصادر والمراجع:

بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين؛ تأليف سليم الهلالي، دار ابن الجوزي. تحفة الذاكرين بعدة الحصن الحصين؛ للإمام محمد بن علي الشوكاني، تحقيق سيد إبراهيم وغيره، دار الحديث-القاهرة، الطبعة الأولى، ١٤١٩م. الجامع الكبير؛ للإمام محمد بن عيسى الترمذي، تحقيق د. بشار عواد، دار الغرب الإسلامي-بيروت، الطبعة الثانية، ١٩٩٨م. جامع المسائل؛ لشيخ الإسلام أحمد بن تيمية الحراني، تحقيق محمد عزيز شمس، دار عالم الفوائد، الطبعة الأولى، ١٤٢٢هـ. دليل الفالحين لطرق رياض الصالحين؛ لمحمد بن علان الشافعي، دار الكتاب العربي-بيروت. رياض الصالحين من كلام سيد المرسلين؛ للإمام أبي زكريا النووي، تحقيق د. ماهر الفحل، دار ابن كثير-دمشق، الطبعة الأولى، ١٤٢٨هـ. سلسلة الأحاديث الصحيحة؛ للشيخ محمد ناصر الدين الألباني، مكتبة المعارف-الرياض، ١٤١٥هـ. صحيح مسلم؛ للإمام مسلم بن الحجاج، حققه ورقمه محمد فؤاد عبدالباقي، دار عالم الكتب-الرياض، الطبعة الأولى، ١٤١٧هـ. كنوز رياض الصالحين؛ فريق علمي برئاسة أ.د. حمد العمار، دار كنوز إشبيليا-الرياض، الطبعة الأولى، ١٤٣٠هـ.
المسند؛ للإمام أحمد بن حنبل، نشر المكتب الإسلامي-بيروت، مصور عن الطبعة الميمنية. نزهة المتقين شرح رياض الصالحين؛ تأليف د. مصطفى الخِن وغيره، مؤسسة الرسالة-بيروت، الطبعة الرابعة عشر، ١٤٠٧هـ.

الرقم الموحد: (6181)

كان رسول الله صلى الله عليه وسلم أحسن الناس خلقا	رسول اللہ ﷺ لوگوں میں سب سے زیادہ اچھے اخلاق کے حامل تھے
١٦٩٥. الحديث: عن أنس -رضي الله عنه- قَالَ: كَانَ رسولُ اللهِ -صلى الله عليه وسلم- أحسنَ النَّاس خُلُقاً.	**١٦٩٥. حدیث:** انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں کہ: رسول اللہ ﷺ لوگوں میں سب سے زیادہ اچھے اخلاق کے حامل تھے۔
درجة الحديث: صحيح	**حدیث کا درجہ:** صحیح
المعنى الإجمالي: بيان ما كان النبي -صلى الله عليه وسلم- عليه من حسن الخلق وكرم الشمائل والتواضع، لحيازته جميع المحاسن والمكارم وتكاملها فيه.	**اجمالی معنی:** یہ نبی ﷺ کے حسن اخلاق اور آپ ﷺ کی عمدہ صفات و تواضع کا بیان ہے کیونکہ آپ ﷺ کی شخصیت تمام محاسن اور عمدہ صفات کو جامع تھی اوران میں درجہ کمال کو پہنچی ہوئی تھی۔

راوي الحديث: متفق عليه.

التخريج: أنس بن مالك –رضي الله عنه.

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

فوائد الحديث:

١. ما كان عليه الرسول -صلى الله عليه وسلم- من كمال الخُلق.
٢. الحث على حسن الخلق تأسيا بالنبي صلى الله عليه وسلم

المصادر والمراجع:

-صحيح البخاري، للإمام محمد بن إسماعيل البخاري، تحقيق محمد الناصر، دار طوق النجاة. - صحيح مسلم، للإمام مسلم بن الحجاج، تحقيق محمد فؤاد عبد الباقي، دار إحياء التراث العربي. - بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين؛ تأليف سليم الهلالي، دار ابن الجوزي- الطبعة الأولى١٤١٨ه. - نزهة المتقين شرح رياض الصالحين؛ تأليف د. مصطفى الخِن وغيره، مؤسسة الرسالة-بيروت، الطبعة الرابعة عشر، ١٤٠٧ه. - كنوز رياض الصالحين»، لحمد بن ناصر العمار، دار كنوز إشبيليا- الطبعة الأولى١٤٣٠ه. - دليل الفالحين لطرق رياض الصالحين، لمحمد علي بن محمد بن علان بن إبراهيم البكري الصديقي الشافعي اعتنى بها: خليل مأمون شيحا، دار المعرفة . - شرح رياض الصالحين؛ للشيخ محمد بن صالح العثيمين، مدار الوطن، الرياض، ١٤٢٦ه.

الرقم الموحد: (6180)

كان غلام يهودي يخدم النبي -صلى الله عليه وسلم-

ایک یہودی لڑکا نبی کریم ﷺ کی خدمت کیا کرتا تھا

١٦٩٦. الحديث:

عن أنس -رضي الله عنه- قال: كَانَ غُلاَمٌ يَهُودِيٌّ يَخْدُمُ النَّبيَّ -صلى الله عليه وسلم- فَمَرِضَ، فَأتَاهُ النَّبيُّ -صلى الله عليه وسلم- يَعُودُهُ، فَقَعَدَ عِنْدَ رَأْسِهِ، فَقَالَ لَه: «أَسْلِمْ» فَنَظَرَ إِلَى أبِيهِ وَهُوَ عِنْدَهُ؟، فَقَالَ: أَطِعْ أَبَا القَاسِمِ، فَأَسْلَمَ، فَخَرَجَ النَّبيُّ -صلى الله عليه وسلم- وَهُوَ يَقُول: «الحَمْدُ للهِ الَّذِي أَنْقَذَهُ مِنَ النَّارِ».

١٦٩٦. حدیث:

انس - رضی اللہ عنہ - سے روایت ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ : ایک یہودی لڑکا نبی کریم ﷺ کی خدمت کیا کرتا تھا۔ وہ بیمار ہوگیا تو آپ ﷺ اس کی عیادت کے لئے تشریف لائے۔ آپ ﷺ اس کے سرہانے بیٹھ گئے اور فرمایا : اسلام قبول کرلو۔ اس نے اپنے باپ کی طرف دیکھا جو اس کے پاس ہی تھا۔ اس نے کہا : ابو القاسم کی اطاعت کرو۔ اس پر اس لڑکے نے اسلام قبول کرلیا۔ اس پر آپ ﷺ یہ کہتے ہوئے باہر تشریف لے آئے کہ : تمام تعریفیں اس ذات کے لئے ہیں جس نے اس کو جہنم سے نجات دے دی۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ : صحیح

المعنى الإجمالي:

في الحديث أن فتى صغيرا من اليهود الذين كانوا في المدينة كان يخدم النبي -صلى الله عليه وسلم-، فمرض فزاره النبي -صلى الله عليه وسلم- فعرض عليه أن يُسلم، فأسلم الغلام فقال: "الحمد لله الذي أنقذه من النار".

اجمالی معنی :

حدیث میں ہے کہ مدینہ کے یہودیوں میں سے ایک چھوٹا بچہ آپ ﷺ کی خدمت کیا کرتا تھا۔ وہ بیمار ہوگیا تو نبی کریم ﷺ اس کی عیادت کے لئے تشریف لے گئے اور اسے اسلام کی دعوت دی جس پر وہ مسلمان ہوگیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا "تمام تعریفیں اس ذات کے لئے ہیں جس نے اسے جہنم سے نجات دی۔"

راوي الحديث: رواه البخاري

التخريج: أنس بن مالك -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين

معاني المفردات:

- غلام : من كان دون سن البلوغ.
- أنقذه : خلصه ونجاه.

فوائد الحديث:

١. جواز عيادة الكافر، واستحباب عرض الإسلام عليه.
٢. فضل النبي -صلى الله عليه وسلم- ومدى تأثيره على النفوس والقلوب بإخلاصه وإشفاقه على الناس
٣. شدة الحرص على هداية العصاة والكفار، وعدم اليأس منهم.
٤. جواز استخدام المشرك والصغير في أعمال الخدمة.
٥. حسن العهد مع أهل الذمة والعمال.
٦. عرض الإسلام على الصبي، وأنه يصح منه الإسلام إذا أسلم.
٧. أن الأب قد يؤثر ابنه في الخير، وهو لا يفعله.

المصادر والمراجع:

بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين؛ تأليف سليم الهلالي، دار ابن الجوزي. رياض الصالحين من كلام سيد المرسلين؛ للإمام أبي زكريا النووي، تحقيق د. ماهر الفحل، دار ابن كثير-دمشق، الطبعة الأولى، ١٤٢٨هـ. شرح رياض الصالحين؛ للشيخ محمد بن صالح العثيمين، مدار الوطن-الرياض،

١٤٢٦هـ. صحيح البخاري –الجامع الصحيح-؛ للإمام أبي عبدالله محمد بن إسماعيل البخاري، عناية محمد زهير الناصر، دار طوق النجاة، الطبعة الأولى، ١٤٢٢هـ. فتح الباري بشرح صحيح البخاري؛ للحافظ أحمد بن علي بن حجر العسقلاني، دار المعرفة-بيروت. نزهة المتقين شرح رياض الصالحين؛ تأليف د. مصطفى الخِن وغيره، مؤسسة الرسالة-بيروت، الطبعة الرابعة عشر، ١٤٠٧هـ.

الرقم الموحد: (6186)

كان فيما أَخذَ علينا رسول الله -صلى الله عليه وسلم- في المَعْرُوف الذي أَخَذ علينا أن لا نَعْصِيَه فيه: أن لا نَخْمِش وجها، ولا نَدْعُوَ وَيْلًا، ولا نَشُقَّ جَيْبًا، وأن لا نَنْشُرَ شَعْرًا.

رسول اللہ ﷺ نے جن بھلی باتوں کا ہم سے عہد لیا تھا کہ ان میں ہم آپ کی نافرمانی نہیں کریں گے وہ یہ تھیں کہ ہم (کسی کے مرنے پر) نہ منہ نوچیں گے، نہ تباہی و بربادی کو پکاریں گے، نہ کپڑے پھاڑیں گے اور نہ بال بکھیریں گے۔

١٦٩٧. الحديث:

عن أسيد بن أبي أسيد التابعي، عن امرأة من المبايعات، قالت: كان فيما أخذ علينا رسولُ الله - صلى الله عليه وسلم - في المعروف الذي أخذ علينا أن لا نعصيه فيه: أن لا نَخْمِشَ وجهًا، ولا نَدْعُوَ وَيْلًا، ولا نَشُقَّ جَيْبًا، وأن لا نَنْشُرَ شَعْرًا.

١٦٩٧. حدیث:

اُسید بن ابی اسید تابعی ایک خاتون سے بیان کرتے ہیں جس نے رسول اللہ ﷺ سے بیعت کی تھی، وہ کہتی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے جن بھلی باتوں کا ہم سے عہد لیا تھا کہ ان میں ہم آپ کی نافرمانی نہیں کریں گے وہ یہ تھیں کہ ہم (کسی کے مرنے پر) نہ منہ نوچیں گے، نہ تباہی و بربادی کو پکاریں گے، نہ کپڑے پھاڑیں گے اور نہ بال بکھیریں گے۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

كان النبي عليه السلام يأخذ العهد من الصحابيات عند المبايعة بأن لا يعصينه، ومن ذلك: ألا تخدش المرأة وجهها، أو تضرب وجهها، أو تضرب خدها، ولا ترفع صوتها بالنياحة المنهي عنها، ولا تمزق ثيابها، وألا تنفش شعرها وتمزقه عند نزول المصائب.

اجمالی معنی:

نبی ﷺ بیعت کرتے وقت صحابیات سے اس بات کا عہد لیتے تھے کہ وہ آپ کی نافرمانی نہیں کریں گی اور یہ بھی کہ عورت اپنا چہرہ نہ نوچے، یا اپنا چہرہ یا اپنے رخسار کو نہ پیٹے اور نوحہ کر کے اپنی آواز بلند نہ کرے جس سے کہ روکا گیا ہے، اپنے کپڑے نہ پھاڑے اور نہ اپنے بال بکھیرے اور نہ مصیبت کے وقت اسے نوچے۔

راوي الحديث: رواه أبو داود.

التخريج: امرأة من المُبَايِعَات

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين

معاني المفردات:

- المُبَايِعَات : أي اللواتي بايعن النبي -صلى الله عليه وسلم- على السَّمع والطاعة.
- لا نَخْمِشَ : لا نَخْدِش.
- ولا نَدْعُوَ وَيْلًا : أي: لا نقول عند المصيبة ويلاه، ونحو ذلك من ألفاظ النياحة، والوَيل: الحزن، والعذاب، والهلاك.
- جَيْبًا : من القميص ونحوه: ما يدخل منه الرأس عند لُبْسِه.
- نَنْشُرَ شَعْرًا : ننفُش ونُمَزق، وهو من فعل النساء غالبا عند المصائب.

فوائد الحديث:

١. أن هذه الأفعال من خصال الجاهلية، وأنها من النياحة المنهي عنها.
٢. صوت المرأة ليس بعورة، إذا لم يكن فيه خضوع بالقول كما نهى الله سبحانه النساء عن ذلك.
٣. جهالة الصحابي لا تقدح في صحة الحديث.

المصادر والمراجع:

نزهة المتقين، تأليف: جمعٌ من المشايخ، الناشر: مؤسسة الرسالة، الطبعة الأولى: ١٣٩٧ هـ الطبعة الرابعة عشر ١٤٠٧هـ. كنوز رياض الصالحين، تأليف: حمد بن ناصر بن العمار، الناشر: دار كنوز أشبيليا، الطبعة الأولى: ١٤٣٠هـ. بهجة الناظرين، تأليف: سليم بن عيد الهلالي، الناشر: دار ابن الجوزي، سنة النشر: ١٤١٨هـ- ١٩٩٧م. سنن أبي داود، تأليف: سليمان بن الأشعث السِّجِسْتاني، تحقيق: محمد محيي الدين عبد الحميد، الناشر: المكتبة

العصرية، صيدا. صحيح الترغيب والترهيب، تأليف: محمد ناصر الدين الألباني، الناشر: مكتبة المعارف، الطبعة: الخامسة. رياض الصالحين، تأليف : محيي الدين يحيى بن شرف النووي ، تحقيق: د. ماهر بن ياسين الفحل، الطبعة: الأولى، ١٤٢٨هـ.

الرقم الموحد: (8929)

كان كُمُّ قميص رسول الله صلى الله عليه وسلم إلى الرصغ.	رسول اللہ ﷺ کی قمیص کی آستین کلائی تک تھی
١٦٩٨. الحديث: عن أسماء بنت يزيد -رضي الله عنها- قالت: كان كُمُّ قميص رسول الله صلى الله عليه وسلم إلى الرُّصْغِ.	**١٦٩٨. حدیث:** اسماء بنت یزید رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی قمیص کی آستین کلائی تک تھی۔
درجة الحديث: ضعيف	**حدیث کا درجہ:** ضعیف
المعنى الإجمالي: كان مقدار كم قميص النبي صلى الله عليه وسلم إلى المفصل بين الكف والساعد, ولكن الحديث فيه ضعف، ولم يرد ما يخالفه.	**اجمالی معنی:** نبی ﷺ کی قمیص کی آستین اتنی ہوتی تھی کہ وہ ہتھیلی اور بازو کے درمیان موجود جوڑ تک آتی تھی۔ لیکن اس حدیث میں ضعف ہے اور کوئی ایسی حدیث وارد نہیں ہوئی ہے جو اس کی مخالفت کرتی ہو۔

راوي الحديث: رواه أبو داود والترمذي

التخريج: أسماء بنت يزيد رضي الله عنها.

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين

معاني المفردات:

- الرصغ : هو المفصل بين الكف والساعد
- كُم : الكم: مدخل اليد ومخرجها من الثوب.

فوائد الحديث:

١. الحض على الزهد في الملبس وعدم تطويل الثياب لأنه يفضي إلى الخيلاء أو يعيق حركة الإنسان.

٢. جعل الكم إلى الرسغ استحبابا، لعدم ورود ما يخالف هذا الحديث.

المصادر والمراجع:

سنن أبي داود، تحقيق: محمد محيي الدين عبد الحميد، نشر: المكتبة العصرية، صيدا – بيروت. سنن الترمذي، نشر: شركة مكتبة ومطبعة مصطفى البابي الحلبي – مصر، الطبعة: الثانية، ١٣٩٥هـ - ١٩٧٥م. ضعيف الجامع الصغير وزياداته، للألباني، نشر: المكتب الإسلامي. بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين, تأليف: سليم بن عيد الهلالي, دار ابن الجوزي. مرقاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح, تأليف: علي بن سلطان محمد القاري, الناشر: دار الفكر, ط١ عام ١٤٢٢ه.

الرقم الموحد: (5816)

كان لأبي بكر الصديق رضي الله عنه غلام يخرج له الخراج وكان أبو بكر يأكل من خراجه

١٦٩٩. الحديث:

عن عائشةَ -رضي الله عنها-، قالت: كانَ لأبي بكرٍ الصديق -رضي الله عنه- غُلامٌ يُخرِجُ له الخَرَاجَ، وكانَ أبو بكرٍ يأكُلُ من خراجِهِ، فجاءَ يوماً بشيءٍ، فأكلَ منه أبو بكرٍ، فقالَ له الغلامُ: تَدرِي ما هذا؟ فقالَ أبو بكرٍ: وما هُوَ؟ قالَ: كُنتُ تَكَهَّنْتُ لإنسانٍ في الجاهليةِ وما أحسِنُ الكهانَةَ، إلا أني خدعتُهُ، فلَقِيَني، فأعطَانِي لِذلك، هذا الذي أَكَلْتَ منه، فأدخلَ أبو بكرٍ يدَهُ فقاءَ كلَّ شيءٍ في بطنِهِ.

درجة الحديث: صحيح

المعنى الإجمالي:

هذا الغلام لأبي بكر قد خارجه على شيء معين يأتي به إليه كل يوم، وفي يوم من الأيام قدم هذا الغلام طعاماً لأبي بكر فأكله فقال: أتدري ما هذا ؟ قال: وما هو ؟ قال: هذا عوض عن أجرة كهانة تكهنت بها في الجاهلية وأنا لا أحسن الكهانة، لكني خدعت الرجل فلقيني فأعطاني إياها, وعوض الكهانة حرام، سواء كان الكاهن يحسن صنعة الكهانة أو لا يحسن لأن النبي عليه الصلاة والسلام: نهى عن حلوان الكاهن. -أخرجه البخاري في صحيحه (٨٤/٣ رقم٢٢٣٧)، ومسلم في صحيحه (١١٩٨/٣ رقم١٥٦٧) من حديث أبي مسعود الأنصاري- فلما قال لأبي بكر هذه المقالة أدخل أبو بكر يده في فمه فقاء كل ما أكل وأخرجه من بطنه لئلا يتغذى بطنه بحرام وهذا مال حرام لأنه عوض عن حرام، فالأجرة على فعل الحرام حرام.

ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا ایک غلام تھا جو انہیں کچھ خراج دیا کرتا تھا اور آپ اس کا خراج کھانے کے کام میں لاتے تھے۔

١٦٩٩. حدیث:

ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا ایک غلام تھا جو انہیں کچھ خراج دیا کرتا تھا اور آپ اس کا خراج کھانے کے کام میں لاتے تھے۔ ایک دن وہ کوئی چیز لایا تو ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسے کھا لیا۔ ان سے غلام نے کہا: آپ کو معلوم ہے یہ کیا چیز تھی؟ آپ نے فرمایا کیا تھی؟ اس نے کہا میں نے زمانہ جاہلیت میں آئندہ ہونے والی بات (کہانت) ایک آدمی کو بتا دی تھی حالانکہ میں کہانت سے کوئی شد بد نہیں رکھتا تھا بلکہ میں نے اسے یونہی دھوکہ دیا تھا۔ تو (آج) وہ مجھ سے ملا اور (یہ چیز) اس نے مجھے اسی کے عوض دی ہے اور اسی کو آپ نے کھایا ہے۔ اس پر ابو بکر رضی اللہ عنہ نے اپنی انگلی منہ میں ڈال کر پیٹ کی ہر چیز کو قے کر کے نکال دیا۔

حدیث کا درجہ: صحیح

اجمالی معنی:

ابو بکر رضی اللہ نے اپنے اس غلام کے ساتھ یہ طے کیا کہ وہ آپ کو روزانہ کچھ خوراک دیا کرے گا۔ ایک دن یہ غلام ابو بکر رضی اللہ عنہ کے لیے کچھ کھانا لے کر آیا جسے آپ نے کھا لیا۔ وہ غلام کہنے لگا: کیا آپ جانتے ہیں کہ یہ کیسا کھانا تھا؟ آپ رضی اللہ عنہ نے پوچھا کہ یہ کیسا کھانا تھا؟۔ اس نے جواب دیا کہ یہ اس کہانت کی اجرت ہے جو میں نے زمانہ جاہلیت میں کی تھی حالانکہ مجھے کہانت اچھی طرح نہیں آتی تھی اور میں نے اس آدمی کو دھوکہ دیا تھا۔ وہ مجھے آج ملا تو اس نے مجھے یہ کھانا دیا۔ کہانت کا عوض حرام ہے چاہے کاہن کو فن کہانت اچھی طرح آتا ہو یا نہ آتا ہو کیونکہ نبی ﷺ نے کہانت کی اجرت سے منع فرمایا ہے۔ صحیح بخاری (٨٤/٣ حدیث نمبر: ٢٢٣٧)، اور صحیح مسلم (١١٩٨/٣ حدیث نمبر ١٥٦٧) میں یہ حدیث ابو مسعود انصاری کے واسطے سے مروی ہے۔ جب اس نے یہ بات ابو بکر رضی اللہ عنہ سے کہی تو آپ نے اپنے ہاتھ کو منہ میں ڈال کر اپنے پیٹ میں موجود وہ سب کچھ نکال دیا جو آپ نے کھایا تھا تاکہ آپ کے پیٹ میں حرام غذا نہ جائے۔ یہ حرام مال تھا کیونکہ یہ حرام شے کا عوض تھا۔ حرام فعل کی اجرت لینا بھی حرام ہوتا ہے۔

راوي الحديث: رواه البخاري

التخريج: عائشة بنت أبي بكر –رضي الله عنها-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين

معاني المفردات:

- يخرج له : يأتيه بما يكسبه من الخراج، والخراج: هو شيء يجعله السيد على عبده يؤديه كل يوم، وباقي كسبه يكون للعبد.
- تكهنت : أخبرت بالغيب؛ ادعاء معرفته.
- فقاء : أي استفرغ كل ما أكل منه.

فوائد الحديث:

١. ورع أبي بكر الصديق –رضي الله عنه- وحرصه عدم دخول جوفه شيئاً محرماً، ولو لم يستفرغه لكان معذورا لأن الإثم على الغلام ولأنه لم يكن يعلم.
٢. جواز الأكل من خراج الغلام.
٣. أبو بكر الصديق –رضي الله عنه- أول من قاء من الشبهات تحرجاً

المصادر والمراجع:

بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين؛ تأليف سليم الهلالي، دار ابن الجوزي. رياض الصالحين من كلام سيد المرسلين؛ للإمام أبي زكريا النووي، تحقيق د. ماهر الفحل، دار ابن كثير-دمشق، الطبعة الأولى، ١٤٢٨هـ. شرح رياض الصالحين؛ للشيخ محمد بن صالح العثيمين، مدار الوطن-الرياض، ١٤٢٦هـ. صحيح البخاري –الجامع الصحيح-؛ للإمام أبي عبدالله محمد بن إسماعيل البخاري، عناية محمد زهير الناصر، دار طوق النجاة، الطبعة الأولى، ١٤٢٢هـ. عمدة القاري شرح صحيح البخاري؛ تأليف بدر الدين العيني، تحقيق عبدالله محمود، دار الكتب العلمية-بيروت، الطبعة الأولى، ١٤٢١هـ. كشف المشكل من حديث الصحيحين؛ لأبي الفرج ابن الجوزي، تحقيق د. علي البواب، دار الوطن-الرياض. كنوز رياض الصالحين؛ فريق علمي برئاسة أ.د. حمد العمار، دار كنوز إشبيليا-الرياض، الطبعة الأولى، ١٤٣٠هـ. نزهة المتقين شرح رياض الصالحين؛ تأليف د. مصطفى الخِن وغيره، مؤسسة الرسالة-بيروت، الطبعة الرابعة عشر، ١٤٠٧هـ.

الرقم الموحد: (6187)

كان يقول دبر كل صلاة حين يسلم: لا إله إلا الله وحده لا شريكَ له، له الملك وله الحمد وهو على كل شيءٍ قديرٌ، لا حولَ ولا قوةَ إلا بالله، لا إله إلا الله، ولا نعبد إلا إيَّاه، له النِّعمة وله الفضل، وله الثَّناء الحَسَن، لا إله إلا الله مخلصين له الدِّين ولو كَرِه الكافرون

وہ ہر نماز کے بعد، جس وقت سلام پھیرتے "لاإله إلاالله وحده۔۔۔" پڑھتے تھے

١٧٠٠. الحديث:

عن عبد الله بن الزبير -رضي الله تعالى عنهما- أنّه كانَ يقول: في دبر كل صلاة حين يُسلِّم «لا إله إلا الله وحده لا شريكَ له، له الملك وله الحمد وهو على كل شيءٍ قديرٌ، لا حولَ ولا قوةَ إلا بالله، لا إله إلا الله، ولا نعبد إلا إيَّاه، له النِّعمة وله الفضل، وله الثَّناء الحَسَن، لا إله إلا الله مخلصين له الدِّين ولو كَرِه الكافرون» وقال: «كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يُهَلِّل بهن دُبُر كلِّ صلاة».

١٧٠٠. حدیث :

عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ وہ ہر نماز کے بعد، جس وقت سلام پھیرتے، یہ پڑھتے : «لاإله إلاالله وحده لا شريک له، له الملک وله الحمد وهو على كل شيءٍ قديرٌ، لا حولَ ولا قوةَ إلا بالله، لا إله إلا الله، ولا نعبد إلا إيَّاه، له النِّعمة وله الفضل، وله الثَّناء الحَسَن، لا إله إلا الله مخلصين له الدِّين ولو كَرِه الكافرون» یعنی اللہ کے سوا کوئی (حقیقی) عبادت کے لائق نہیں وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں، اسی کی بادشاہت ہے اور اسی کے لیے تمام تعریفیں ہیں اور وہ ہر چیز پر قادر ہے، گناہ سے بچنے کی طاقت اور نیکی کرنے کی قدرت صرف اللہ کی توفیق سے ہے۔ اللہ کے سوا کوئی (سچا) معبود نہیں، ہم صرف اسی کی عبادت کرتے ہیں، ہر نعمت کا مالک وہی ہے اور سارا فضل اسی کی ملکیت ہے (یعنی فضل اور نعمتیں صرف اسی کی طرف سے ہیں) اور اسی کے لیے بہترین تعریف ہے، اللہ کے سوا کوئی (حقیقی) معبود نہیں، ہم خالص اسی کی عبادت کرنے والے ہیں اگرچہ کافر ناپسند کریں۔" راوی کہتے ہیں کہ : "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کلمات کے ذریعہ ہر نماز کے بعد اللہ کی توحید و عظمت بیان کرتے تھے۔"

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ : صحیح

المعنى الإجمالي:

كان عبد الله بن الزبير-رضي الله عنهما- حين يسلِّم من صلاة الفرض يقول هذا الذكر العظيم, والذي فيه الكثير من المعاني الجليلة من إثبات العبودية الحقة لله تعالى وحده, ونفي وجود شريك معه في ذلك سبحانه, وإثبات تفرده بالملك الظاهر والباطن, واستحقاقه الحمد في كل الأحوال, وإثبات القدرة المطلقة له سبحانه, كما أن فيه اعترافا من العبد لربه بعجزه وتقصيره, وبراءته من حوله وقوته وإقراره بأن لا حول له في دفع شر، ولا قوة في تحصيل خير إلا بالله تعالى، كما تضمّن هذا الذكر المبارك إضافة النعمة إلى

اجمالی معنی :

عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما جب فرض نماز کے بعد سلام پھیرتے تھے تو یہ عظیم ذکر پڑھتے تھے، جو بڑے عظیم معانی پر مشتمل ہے، جیسے تنہا اللہ کے لیے حقیقی عبودیت کا اثبات، اس کے ساتھ کسی کے شریک ہونے کا انکار اور ظاہری وباطنی بادشاہت میں اس کی انفرادیت کا اثبات، ہر حال میں اس کے لیے سبھی تعریفوں کا استحقاق اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے لیے مطلق قدرت کا اثبات۔ اسی طرح اس میں بندے کا اپنے رب سے اپنی بے بسی اور کمی وکوتاہی کا اعتراف، اپنی طاقت وقوت سے براءت اور یہ اعتراف ہے کہ اللہ تعالیٰ کی توفیق کے بغیر اس کے اندر برائی کو دور کرنے کی طاقت ہے نہ بھلائی حاصل کرنے کی قدرت۔ اور اسی طرح یہ دعا تمام نعمتوں کی نسبت اس کے منعمِ حقیقی کی طرف کرنے، اور اللہ عزوجل کے

مسديها سبحانه, وإضافة الكمال المطلق والذكر الحسن الجميل له جل وعز على ذاته وصفاته وأفعاله ونعمه وعلى كل حال، ثم خُتم هذا الذكر بكلمة التوحيد "لا إله إلا الله"، مذكرا بالإخلاص لله في العبادة، ولو كره الكافرون جميعهم. ثم ذكر عبد الله بن الزبير-رضي الله عنهما- أن رسول الله –صلى الله عليه وسلم- كان إذا سلم من صلاته، تكون ألفاظ تهليله بهذه الصيغة، وكان يرفع صوته بهذا تعليماً لمن حضر معه من الملأ.

لیے اس کی ذات وصفات، اس کے افعال اور اس کی نعمتوں اور ہر حال پر کمال مطلق کی نسبت کرنے اور بہترین ذکرِ جمیل کو شامل ہے۔ پھر اس ذکر کو، عبادت میں اللہ کے لیے اخلاص کی یاد دہانی کراتے ہوئے، کلمہ توحید "لاإلہ إلا اللہ" (اللہ کے سوا کوئی سچا معبود نہیں) پر ختم کیا گیا ہے، اگر چہ سارے کفار اس کو ناپسند کریں۔ پھر عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز سے سلام پھیرتے تو ان کلمات کے ذریعہ اللہ کی توحید و عظمت بیان کرتے تھے، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم اسے پڑھتے ہوئے اپنی آواز کو بلند کرتے تھے تاکہ آپ کے پاس موجود دوسرے لوگ بھی سیکھ لیں۔

راوي الحديث: رواه مسلم.

التخريج: عبدالله بن الزبير -رضي الله عنهما-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- دبر كل صلاة : خلفها وبعد الفراغ منها.
- الثناء : المدح والذكر.
- الحسن : الجميل.
- يهلل بهن : تكون ألفاظ تهليله بعد الصلاة بهذه الألفاظ وهذه الصيغة.
- الفضل : الكمال المطلق.
- لاحول ولا قوة : لا حول في دفع شر، ولا قوة في تحصيل خير إلا بالله.
- لا إله إلا الله : يعني لا معبود حق إلا الله.
- له الدين : أي لا نعبد معه غيره.

فوائد الحديث:

١. استحباب المحافظة على هذه الأذكار الجامعة لنعوت الكمال بعد كل صلاة مكتوبة.
٢. مدار الدين على الإخلاص والمتابعة؛ فهما ساقا الإسلام.
٣. حرص الصحابة -رضي الله عنهم- على تطبيق السنن وإشاعتها.
٤. المسلم يعتز بدينه ويظهر شعائره رغم أنوف الكافرين.

المصادر والمراجع:

بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين، تأليف سليم الهلالي، دار ابن الجوزي، الطبعة الأولى ١٤١٨هـ. رياض الصالحين من كلام سيد المرسلين، للإمام أبي زكريا النووي، تحقيق د. ماهر الفحل، دار ابن كثير-دمشق، الطبعة الأولى، ١٤٢٨هـ. كنوز رياض الصالحين، فريق علمي برئاسة أ.د. حمد العمار، دار كنوز إشبيليا، الرياض، الطبعة الأولى، ١٤٣٠هـ. نزهة المتقين شرح رياض الصالحين، تأليف د. مصطفى الخِن وغيره، مؤسسة الرسالة، بيروت، الطبعة الرابعة عشر، ١٤٠٧هـ. صحيح مسلم، المحقق: محمد فؤاد عبد الباقي - الناشر: دار إحياء التراث العربي – بيروت. بهجة الناظرين, سليم بن عيد الهلالي، الناشر: دار ابن الجوزي، سنة النشر: ١٤١٨ هـ- ١٩٩٧م. مرقاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح، لعلي بن سلطان الملا الهروي القاري، الناشر: دار الفكر، بيروت – لبنان، الطبعة: الأولى، ١٤٢٢هـ- ٢٠٠٢م. سبل السلام شرح بلوغ المرام، تأليف : محمد بن إسماعيل بن صلاح الصنعاني، الناشر: دار الحديث الطبعة: بدون طبعة وبدون تاريخ. دليل الفالحين لطرق رياض الصالحين, محمد علي بن محمد البكري الصديقي الشافعي, اعتنى بها: خليل مأمون شيحا, الناشر: دار المعرفة للطباعة والنشر والتوزيع، بيروت – لبنان, الطبعة: الرابعة، ١٤٢٥ هـ- ٢٠٠٤ م. شرح رياض الصالحين، تأليف: محمد بن صالح العثيمين، الناشر: دار الوطن للنشر، الطبعة: ١٤٢٦هـ.

الرقم الموحد: (6203)

كانت ناقة رسول الله صلى الله عليه وسلم العضباء لا تسبق

نبی کریم ﷺ کی ایک اونٹنی تھی جس کا نام عضباء تھا۔ کوئی اونٹنی اس سے آگے نہیں بڑھتی تھی۔

١٧٠١. الحديث:

عن أنس -رضي الله عنه- قَالَ: كَانَتْ ناقةُ رسولِ اللهِ -صلى الله عليه وسلم- العضْبَاءُ لاَ تُسْبَقُ، أَوْ لاَ تَكَادُ تُسْبَقُ، فَجَاءَ أعْرَابِيٌّ عَلَى قعودٍ لَهُ، فَسَبَقَهَا، فَشَقَّ ذَلِكَ عَلَى الْمُسْلِمِينَ حَتَّى عَرَفَهُ، فَقَالَ: "حَقٌّ عَلَى اللهِ أَنْ لاَ يَرْتَفِعَ شَيْءٌ مِنَ الدُّنْيَا إِلاَّ وَضَعَهُ".

١٧٠١. حدیث:

انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ کی ایک اونٹنی تھی جس کا نام عضباء تھا۔ کوئی اونٹنی اس سے آگے نہیں بڑھتی تھی یا (راوی نے) یوں کہا وہ پیچھے رہ جانے کے قریب نہ ہوتی پھر ایک دیہاتی اپنے ایک توانا اونٹ پر سوار ہو کر آیا اور آپ ﷺ کی اونٹنی سے اس کا اونٹ آگے نکل گیا۔ مسلمانوں پر یہ بڑا شاق گزرا یہاں تک کہ نبی کریم ﷺ کو اس کا علم ہو گیا، تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ پر حق ہے کہ دنیا میں جو چیز بھی بلند ہوتی ہے (کبھی کبھی) اسے وہ گراتا بھی ہے۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

في الحديث أن ناقة النبي -صلى الله عليه وسلم- العضباء كان الصحابة رضي الله عنهم يرون أنها لا تسبق أو لا تكاد تسبق، فجاء هذا الأعرابي بقعوده فسبق العضباء، فكأن ذلك شق على الصحابة رضي الله عنهم، فقال النبي -صلى الله عليه وسلم- لما عرف ما في نفوسهم: "حق على الله ألا يرتفع شيء من الدنيا إلا وضعه"، فكل ارتفاع يكون في الدنيا فإنه لابد أن يؤول إلى انخفاض، فإن صحب هذا الارتفاع ارتفاع في النفوس وتعاظم فإن الوضع إليه أسرع؛ لأن الوضع يكون عقوبة، أما إذا لم يصحبه شيء فإنه لابد أن يرجع ويوضع، وفي قوله عليه الصلاة والسلام: "من الدنيا" دليل على أن ما ارتفع من أمور الآخرة فإنه لا يضعه الله، فقوله: "يرفع الله الذين آمنوا منكم والذين أوتوا العلم درجات" المجادلة: ١١، فهؤلاء لا يضعهم الله عز وجل ما داموا على وصف العلم والإيمان، فإنه لا يمكن أن يضعهم الله، بل يرفع لهم الذكر، ويرفع درجاتهم في الآخرة.

اجمالی معنیٰ:

حدیث میں ہے کہ اللہ کے نبی ﷺ کی اونٹنی 'عضباء' کے بارے میں صحابہ سے منقول ہے کہ اس سے کوئی سواری آگے نہیں بڑھتی تھی یا وہ پیچھے نہیں رہ جاتی تھی، یہ اعرابی اپنی سواری پر آیا اور عضباء سے آگے بڑھ گیا، یہ صحابہ کرام پر گراں گزرا۔ آپ ﷺ نے جب صحابۂ کرام کی کیفیت کو محسوس کیا، تو فرمایا "اللہ تعالیٰ پر حق ہے کہ دنیا میں جو چیز بھی بلند ہوتی ہے (کبھی کبھی) اسے وہ گراتا بھی ہے" یعنی دنیا میں بلند ہونے والی ہر چیز کو زوال ہے۔ اگر یہ بلندی دلوں میں ہو تو اسے پستی بہت جلد آتی ہے، اس لیے کہ پستی اس کی سزا ہے۔ لیکن اگر یہ ارتفاع مزاج کا حصہ نہ بنی ہو تو وہ ضرور واپس لوٹتی ہے۔ آپ ﷺ کا فرمان "من الدنیا" اس بات پر دلیل ہے کہ آخرت کے کاموں میں سے جو چیز بلند ہوتی ہے اللہ اسے نہیں گراتا۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے "يَرْفَعِ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا مِنكُمْ وَالَّذِينَ أُوتُوا الْعِلْمَ دَرَجَاتٍ" (المجادلۃ: ۱۱)۔ ترجمہ: اللہ تعالیٰ تم میں سے جو لوگ ایمان لائے ہیں اور جو علم دیے گئے ہیں، اُن کے درجات بلند کر دے گا۔ آیت میں مذکور یہ لوگ جب تک اپنے علمی اور ایمانی صفات سے متصف ہوں گے ایسا ممکن نہیں کہ اللہ انہیں رسوا کرے۔ اس لیے کہ اللہ ان کو ذلیل نہیں کرتا بلکہ ان کا نام بلند کرتا ہے اور آخرت میں ان کے درجات بلند کرتا ہے۔

راوي الحديث: رواه البخاري بنحوه.

التخريج: أنس بن مالك -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين

معاني المفردات:

- العضباء : اسم ناقة رسول الله -صلى الله عليه وسلم-، والعضب شق الأذن، ولم تكن ناقة الرسول مشقوقة الأذن.
- قعود : الفتيّ من الإبل الذي استحق أن يركب.
- حتى عرفه : عرف أثر المشقة.
- حق : واجب أوجبه الله على نفسه.
- وضعه : خفضه وأسقطه.

فوائد الحديث:

١. الحث على التواضع، وطرح رداء الكبرياء.
٢. الإعلام بأن أمور الدنيا ناقصة غير كاملة.
٣. بيان ما كان عليه الرسول -صلى الله عليه وسلم- من التواضع، وتطييب نفوس أصحابه.
٤. جواز اتخاذ الإبل للركوب والمسابقة عليها.

المصادر والمراجع:

بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين؛ تأليف سليم الهلالي، دار ابن الجوزي. تطريز رياض الصالحين؛ تأليف فيصل آل مبارك، تحقيق د. عبدالعزيز آل حمد، دار العاصمة-الرياض، الطبعة الأولى، ١٤٢٣هـ. دليل الفالحين لطرق رياض الصالحين؛ لمحمد بن علان الشافعي، دار الكتاب العربي-بيروت. رياض الصالحين من كلام سيد المرسلين؛ للإمام أبي زكريا النووي، تحقيق د. ماهر الفحل، دار ابن كثير-دمشق، الطبعة الأولى، ١٤٢٨هـ. شرح رياض الصالحين؛ للشيخ محمد بن صالح العثيمين، مدار الوطن، الرياض، ١٤٢٦هـ. صحيح البخاري -الجامع الصحيح-؛ للإمام أبي عبدالله محمد بن إسماعيل البخاري، عناية محمد زهير الناصر، دار طوق النجاة، الطبعة الأولى، ١٤٢٢هـ. كنوز رياض الصالحين؛ فريق علمي برئاسة أ.د. حمد العمار، دار كنوز إشبيليا-الرياض، الطبعة الأولى، ١٤٣٠هـ. نزهة المتقين شرح رياض الصالحين؛ تأليف د. مصطفى الخِن وغيره، مؤسسة الرسالة-بيروت، الطبعة الرابعة عشر، ١٤٠٧هـ.

الرقم الموحد: (6204)

كل أمر ذي بال لا يبدأ فيه بالحمد لله فهو أقطع	ہر اہم کام جو اللہ کی حمد وثنا سے نہ شروع کیا جائے، وہ ناقص اور بے برکت ہے
١٧٠٢. الحديث: عن أبي هريرة -رضي الله عنه- عن النبي -صلى الله عليه وسلم- قال: «كُلُّ أمْرٍ ذي بالٍ لا يُبْدَأُ فيه بالحمدُ لله فهو أقْطَع».	**١٧٠٢. حدیث:** ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم نے ارشاد فرمایا: ''ہر اہم کام جو اللہ کی حمد وثنا سے نہ شروع کیا جائے، وہ ناقص اور بے برکت ہے۔''
درجة الحديث: ضعيف	**حدیث کا درجہ:** ضعیف
المعنى الإجمالي: أفاد الحديث أن "كل أمر ذي بال"، أي: شأن يهتم به شرعاً، من خطبة وموعظة وكلمة مهمة ونحو ذلك "لا يبدأ فيه بالحمد لله"، بمعنى الحمد بأي صيغة كانت، "فهو أقطع"، أي: ناقص البركة. والحديث ضعيف، لكن دلت السنة العملية على أن هذا كان هديه -عليه السلام- في جميع أموره.	**اجمالی معنیٰ:** حدیث اس بات کا فائدہ دیتی ہے کہ ''ہر اہم کام'' یعنی: ہر وہ کام جس کا شرعاً اہتمام کیا جاتا ہے جیسے خطبہ اور وعظ و نصیحت وغیرہ، ''اللہ کی حمد سے نہ شروع کی جائے''کسی بھی پیرائے میں اللہ کی تعریف کی جائے وہ حمد کے معنیٰ کو شامل ہے، ''تو وہ نا تمام'' یعنی ناقص وبے برکت ہوتی ہے۔ یہ حدیث ضعیف ہے لیکن عملی سنت اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ و سلم کا اپنے تمام امور میں یہی طریقہ تھا۔

راوي الحديث: رواه أبو داود وابن ماجه والنسائي وأحمد.
التخريج: أبو هريرة -رضي الله عنه-
مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- ذي بال : ذي شأن يهتم به.
- أقطع : ناقص البركة.

فوائد الحديث:

١. من آداب المسلم أن يبدأ قوله أو فعله بحمد الله تعالى.
٢. تستحب البداءة بالبسملة أو الحمد إذا كان الفعل أو القول مباحا أو مندوبا أو واجبا, ويكره إن كان مكروها, ويحرم إن كان محرما.
٣. فضل حمد الله تعالى وشكره وأنه سبب لحصول البركة.

المصادر والمراجع:

إرواء الغليل في تخريج أحاديث منار السبيل، تأليف محمد ناصر الدين الألباني، المكتب الإسلامي، بيروت، الطبعة الأولى، ١٣٩٩هـ. دليل الفالحين لطرق رياض الصالحين، لمحمد بن علان الشافعي، دار الكتاب العربي، بيروت. رياض الصالحين من كلام سيد المرسلين، للإمام أبي زكريا النووي، تحقيق د. ماهر الفحل، دار ابن كثير-دمشق، الطبعة الأولى، ١٤٢٨هـ. سنن ابن ماجه، للحافظ محمد بن يزيد القزويني، حققه محمد فؤاد عبدالباقي، دار إحياء الكتب العربية. كنوز رياض الصالحين، فريق علمي برئاسة أ.د. حمد العمار، دار كنوز إشبيليا، الرياض، الطبعة الأولى، ١٤٣٠هـ. نزهة المتقين شرح رياض الصالحين، تأليف د. مصطفى الخِن وغيره، مؤسسة الرسالة، بيروت، الطبعة الرابعة عشر، ١٤٠٧هـ. سنن أبي داود, لأبي داود سليمان بن الأشعث السِّجِسْتاني, المحقق: محمد محيي الدين عبد الحميد, المكتبة العصرية، صيدا – بيروت. مسند الإمام أحمد بن حنبل، تحقيق: شعيب الأرنؤوط - عادل مرشد، وآخرون، نشر: مؤسسة الرسالة، الطبعة الأولى، ١٤٢١هـ - ٢٠٠١م. بهجة الناظرين, سليم بن عيد الهلالي، الناشر: دار ابن الجوزي، سنة

النشر: ١٤١٨ هـ- ١٩٩٧م. السنن الكبرى، للنسائي، حققه وخرج أحاديثه: حسن عبد المنعم شلبي، أشرف عليه: شعيب الأرناءوط، مؤسسة الرسالة – بيروت، الطبعة الأولى، ١٤٢١هـ- ٢٠٠١ م.

الرقم الموحد: (6205)

كلكم راع، وكلكم مسؤول عن رعيته: والأمير راع، والرجل راع على أهل بيته، والمرأة راعية على بيت زوجها وولده، فكلكم راع، وكلكم مسؤول عن رعيته

تم میں سے ہر آدمی نگہبان ہے اور ہر آدمی اپنی رعیت کے بارے میں جواب دہ ہے؛ چنانچہ امیر نگہبان ہے، مرد اپنے گھر والوں کا نگہبان ہے اور عورت اپنے شوہر کے گھر اور اس کے بچوں کا کی نگہبان ہے۔ اس طرح تم میں سے ہر شخص نگراں ہے اور اس سے اس کے ماتحتوں کے متعلق سوال کیا جائے گا۔

١٧٠٣. الحديث:

عن ابن عمر -رضي الله عنهما-، قال: سمعت رسول الله -صلى الله عليه وسلم- يقول: «كلكم رَاعٍ، وكلكم مسؤول عن رَعِيَّتِهِ: والأمير رَاعٍ، والرجل رَاعٍ على أهل بيته، والمرأة رَاعِيَةٌ على بيت زوجها وولده، فكلكم رَاعٍ، وكلكم مسؤول عن رَعِيَّتِهِ».
وفي لفظ: «كلكم رَاعٍ، وكلكم مسؤول عن رَعِيَّتِهِ: الإمام رَاعٍ ومسؤول عن رَعِيَّتِهِ، والرجل رَاعٍ في أهله ومسؤول عن رَعِيَّتِهِ، والمرأة رَاعِيَةٌ في بيت زوجها ومسؤولة عن رَعِيَّتِهَا، والخادم رَاعٍ في مال سيده ومسؤول عن رَعِيَّتِهِ، فكلكم رَاعٍ ومسؤول عن رَعِيَّتِهِ».

١٧٠٣. حدیث :

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، انھوں نے کہا کہ میں نے نبی ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا : "تم میں سے ہر آدمی نگہبان ہے اور ہر آدمی اپنی رعیت کے بارے میں جواب دہ ہے؛ چنانچہ امیر نگہبان ہے، مرد اپنے گھر والوں کا نگہبان ہے اور عورت اپنے شوہر کے گھر اور اس کے بچوں کا کی نگہبان ہے۔ اس طرح تم میں سے ہر شخص نگراں ہے اور اس سے اس کے ماتحتوں کے متعلق سوال کیا جائے گا"۔ اور ایک روایت میں ہے کہ : ''تم میں سے ہر آدمی نگہبان ہے اور ہر کوئی اپنی رعیت کے بارے میں جواب دہ ہے۔ چنانچہ لوگوں کا امیر ان کا نگہبان ہے اور وہ اپنی رعایا کے بارے میں جواب دہ ہے، مرد اپنے گھر والوں کا نگہبان ہے اور ان کے بارے میں جواب دہ ہے، عورت اپنے شوہر کے گھر کی نگہبان ہے اور اس کے بارے میں جواب دہ ہے اور غلام اپنے مالک کے مال کا نگہبان ہے اور اس کے بارے میں جواب دہ ہے۔ اس طرح تم میں سے ہر شخص نگراں ہے اور اس سے اس کے ماتحتوں کے متعلق سوال کیا جائے گا''۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ : صحیح

المعنى الإجمالي:

كلكم حافظ وأمين على رعيته ومحاسب عليها، فالحاكم مسؤول عن رعيته يوم القيامة، وكذلك الرجل مسؤول على أهله يأمرهم بطاعة الله وينهاهم عن معصية الله ويقوم عليهم بما لهم من الحق، ومسؤول على ذلك يوم القيامة، والمرأة راعية على بيت زوجها بما يحفظه وكذلك على الأولاد، وهي مسؤولة عن ذلك يوم القيامة، والعبد حافظ وأمين على مال سيده ومسؤول يوم القيامة عن ذلك، فالجميع مؤتمن وحافظ لما هو قائم عليه ومسؤول يوم القيامة عن ذلك.

اجمالی معنیٰ :

ہر شخص اپنی رعیت کا محافظ وامین اور جواب دہ ہے۔ چنانچہ حاکم قیامت کے دن اپنی رعایا کا جواب دہ ہوگا۔ اسی طرح آدمی اپنے گھر والوں کا مسؤول ہے؛ اسے چاہیے کہ انھیں اللہ کی اطاعت کا حکم دے، اس کی معصیت ونافرمانی سے روکے اور ان کا حق ادا کرے۔ عورت اپنے خاوند کے گھر کی نگراں ہے؛ اس کی حفاظت کرے اور اسی طرح اپنے اولاد کی نگراں ہے۔ قیامت کے دن اس سے اس سلسلے میں سوال کیا جائے گا۔ غلام اپنے مالک کے مال کا محافظ وامین ہے؛ اس سے قیامت کے دن اس سے متعلق باز پرس ہوگی۔ اس طرح ہر شخص اپنے زیر نگیں لوگوں کا نگراں و محافظ ہے اور قیامت کے دن اس سے اس سے متعلق سوال کیا جائے گا۔

راوي الحديث: متفق عليه.
التخريج: عبدالله بن عمر -رضي الله عنهما-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- راع : يقوم بتدبير من تحت يده وسياستهم في الدنيا.
- الأمير - الإمام : هو الحاكم الأعلى أو من ينوب عنه.
- مسؤول عن رعيته : مطالب ومحاسب عن قيامه بشؤون من تحت رعايته يوم القيامة.

فوائد الحديث:

١. المسؤولية في المجتمع المسلم عامة وكل بحسبه وقدرته.

٢. تقسيم المهمات على أصحابها.

٣. أعظم مسؤولية في المجتمع المسلم رعاية الإمام الأعظم لرعيته.

٤. الرجل راع في أهل بيته يطعمهم ويكسوهم ويربيهم ويعلمهم.

٥. مسؤولية المرأة عظيم وذلك بالقيام بحق زوجها وواجباتها نحو أولادها.

المصادر والمراجع:

صحيح البخاري, تأليف: محمد بن إسماعيل البخاري, تحقيق: محمد زهير بن ناصر الناصر, دار طوق النجاة ترقيم محمد فؤاد عبدالباقي, ط ١٤٢٢هـ. صحيح مسلم, تأليف: مسلم بن حجاج النيسابوري, تحقيق: محمد فؤاد عبدالباقي, دار إحياء التراث العربي. بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين, تأليف: سليم بن عيد الهلالي, دار ابن الجوزي. إرشاد الساري لشرح صحيح البخاري, تأليف: أحمد بن محمد القسطلاني المصري, الناشر: المطبعة الكبرى الأميرية, ط٧ عام ١٣٢٣.

الرقم الموحد: (5819)

كنا إذا صعدنا كبرنا، وإذا نزلنا سبحنا

جب ہم (کسی بلندی پر) چڑھتے، تو «اللہ اکبر» کہتے اور جب (کسی نشیب میں) اترتے، تو «سبحان اللہ» کہتے تھے۔

١٧٠٤. الحديث:

عن جابر -رضي الله عنه- قَالَ: كُنَّا إِذَا صَعِدْنَا كَبَّرْنَا، وَإِذَا نَزَلْنَا سَبَّحْنَا. عن ابن عمر -رضي الله عنهما- قَالَ: كَانَ النبيُّ -صلى الله عليه وسلم- وجيُوشُهُ إِذَا عَلَوا الثَّنَايَا كَبَّرُوا، وَإِذَا هَبَطُوا سَبَّحُوا.

١٧٠٤. حدیث:

جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں کہ جب ہم (کسی بلندی پر) چڑھتے، تو «اللہ اکبر» کہتے اور جب (کسی نشیب میں) اترتے، تو «سبحان اللہ» کہتے تھے۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کا لشکر جب وادی پر چڑھتا، تو تکبیر کہتا اور جب (کسی نشیب میں) اترتا، تو تسبیح پڑھتا۔

درجة الحديث: صحيح بروايتيه

حدیث کا درجہ: یہ حدیث اپنی دونوں روایات کے اعتبار سے صحیح ہے۔

المعنى الإجمالي:

مناسبة التكبير عند الصعود إلى المكان المرتفع أن الاستعلاء والارتفاع محبوب للنفوس لما فيه من استشعار الكبرياء، فيستعظم نفسه فلذا يقول: الله أكبر، يعني: يرد نفسه إلى الاستصغار، أما كبرياء الله -عز وجل-، فشرع لمن تلبس بالارتفاع أن يذكر كبرياء الله تعالى، وأنه أكبر من كل شيء، فيكبره ليشكر له ذلك، فيزيده من فضله، ومناسبة التسبيح عند الهبوط لكون المكان المنخفض محل ضيق فيشرع فيه التسبيح؛ لأنه من أسباب الفرج، كما وقع في قصة يونس -عليه السلام- حين سبح في الظلمات فنجي من الغم، والنزول أيضاً سفول ودنو وذل، فيقول: سبحان الله، يعني: أنزه الله سبحانه وتعالى عن السفول والنزول؛ لأنه سبحانه وتعالى فوق كل شيء. كذلك الطائرة عند ارتفاعها تكبر، وعند نزولها المطار تسبح؛ لأنه لا فرق بين الصعود في الهواء، والنزول منه، أو على الأرض، والله الموفق.

اجمالی معنی:

اونچی جگہ چڑھتے ہوئے تکبیر کہنے کی مناسبت یہ ہے کہ بلندی اور اونچائی دلوں کو محبوب ہوتی ہے، اس لیے کہ اس میں بڑائی محسوس ہوتی ہے۔ چوں کہ انسان اپنے کو بڑا محسوس کرتا ہے، اس وجہ سے "اللہ اکبر" کہے۔ یعنی اپنی نسبت چھوٹے ہونے کی طرف کرے۔ جہاں تک اللہ کی کبریائی کی بات ہے تو شریعت نے یہ حکم دیا ہے کہ جو شخص بلندی کی طرف چڑھے، وہ اللہ تعالیٰ کی بڑائی کو یاد کرے اور دل میں رکھے کہ وہ ہر چیز سے بڑا ہے، پس اس کے شکر کے طور پر تکبیر کہے، تاکہ اس کے فضل میں اضافہ ہو۔ اور اُترتے وقت تسبیح کہنے کی مناسبت یہ ہے کہ نیچی جگہ تنگی کا باعث ہوا کرتی ہے۔ چنانچہ شریعت نے اس میں تسبیح کا حکم دیا؛ کیونکہ تسبیح فراخی کا سبب ہے۔ جیسا کہ یونس علیہ السلام کے قصے میں ہے کہ انھوں نے تاریکیوں میں تسبیح کہی، تو انھیں مصیبت سے نجات مل گئی۔ اسی طرح کسی جگہ سے اترنا بھی ایک طرح سے ذلت ہے، اس لیے "سبحان اللہ" کہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ اسے ذلت اور پستی سے بچائے؛ کیوں کہ وہ پاک ذات ہر چیز کے اوپر ہے۔ اسی طرح جہاز کے اوپر چڑھتے وقت تکبیر کہنی چاہیے اور اس کے ہوائی اڈے پر اُترتے وقت تسبیح کہنی چاہیے، اس لیے کہ ہوا میں چڑھنے اور اُترنے یا زمین پر چڑھنے اور اُترنے میں کوئی فرق نہیں ہے۔ اور اللہ تعالیٰ ہی توفیق دینے والا ہے۔

راوي الحديث: حديث جابر، رواه البخاري حديث ابن عمر، رواه أبو داود

التخريج: جابر بن عبدالله -رضي الله عنهما- عبدالله بن عمر -رضي الله عنهما-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين

معاني المفردات:

- الثنايا : جمع ثنية، وهو الطريق في الجبل.

فوائد الحديث:

١. استحباب التكبير عند الصعود، والتسبيح عند النزول في السفر.

٢. استحباب ذكر الله -تعالى- في كل الأحوال.

المصادر والمراجع:
رياض الصالحين من كلام سيد المرسلين؛ للإمام أبي زكريا النووي، تحقيق د. ماهر الفحل، دار ابن كثير-دمشق، الطبعة الأولى، ١٤٢٨هـ. سنن أبي داود؛ للإمام أبي داود سليمان بن الأشعث السجستاني، تعليق عزت الدعاس وغيره، دار ابن حزم-بيروت، الطبعة الأولى، ١٤١٨هـ. شرح رياض الصالحين؛ للشيخ محمد بن صالح العثيمين، مدار الوطن، الرياض، ١٤٢٦هـ. صحيح البخاري –الجامع الصحيح-؛ للإمام أبي عبدالله محمد بن إسماعيل البخاري، عناية محمد زهير الناصر، دار طوق النجاة، الطبعة الأولى، ١٤٢٢هـ. صحيح سنن أبي داود؛ تأليف الشيخ محمد ناصر الدين الألباني، غراس-الكويت، الطبعة الأولى، ١٤٢٣هـ. فتح الباري بشرح صحيح البخاري؛ للحافظ أحمد بن علي بن حجر العسقلاني، دار المعرفة-بيروت. كنوز رياض الصالحين؛ فريق علمي برئاسة أ.د. حمد العمار، دار كنوز إشبيليا-الرياض، الطبعة الأولى، ١٤٣٠هـ. نزهة المتقين شرح رياض الصالحين؛ تأليف د. مصطفى الخِن وغيره، مؤسسة الرسالة-بيروت، الطبعة الرابعة عشر، ١٤٠٧هـ.

الرقم الموحد: (6206)

جب ہم کسی جگہ پڑاؤ کرتے، تو اس وقت تک نماز نہ پڑھتے، جب تک کجاؤں کو نہ اتار دیتے۔	كنا إذا نَزَلْنا مَنْزِلًا، لا نُسَبِّحَ حتى نَحُلَّ الرِّحال
١٧٠٥. حدیث: انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب ہم کسی جگہ پڑاؤ کرتے، تو اس وقت تک نماز نہ پڑھتے، جب تک کجاؤں کو نہ اتار دیتے۔	**١٧٠٥. الحديث:** عن أنس -رضي الله عنه- قال: كنا إذا نَزَلْنا مَنْزِلًا، لا نُسَبِّحَ حتى نَحُلَّ الرِّحال.
حدیث کا درجہ: صحیح	**درجة الحديث:** صحيح
اجمالی معنی: حدیث کا مفہوم: ہم (صحابہ) باوجود اس کے کہ نماز کے بہت حریص ہوتے، چوپایوں کی پیٹھ سے سامان اتارنے سے پہلے نماز نہیں پڑھا کرتے تھے۔ ایسا اس لیے کیا جاتا تاکہ چوپایوں کو آرام دیا جا سکے۔	**المعنى الإجمالي:** معنى الحديث: أنَّا مع حِرْصنا على الصلاة فإنَّا لا نُقَدِّمها على وضع الأمتعة عن ظهور الدَّوَابِّ؛ لإراحتها.

راوي الحديث: رواه أبو داود

التخريج: أنس بن مالك رضي الله عنه.

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين

معاني المفردات:

- نَزَلْنا مَنْزِلًا : أي: في مكان من الأماكن التي ينزلونها في السفر.
- لا نُسَبِّحَ : لا نصلي صلاة النافلة.
- نَحُلَّ الرِّحال : أي: نضعها عن ظهور الدواب. والرحال: هو ما يُعَدُّ للرحيل من وعاء ومركب للبعير وغير ذلك.

فوائد الحديث:

١. استحباب صلاة النافلة في السفر.
٢. حرص الصحابة رضي الله عنهم على تنفيذ وصية رسول الله صلى الله عليه وسلم في الرفق بالحيوان.
٣. يستحب ترك السنن الرواتب في السفر إذا قصر الصلاة، دون النوافل الأخرى، تخفيفا عليه؛ لقول ابن عمر رضي الله عنه: (لو كنت مسبحا لأتممت صلاتي) رواه مسلم.

المصادر والمراجع:

«سنن أبي داود»، ت/ محمد محيي الدين عبد الحميد، المكتبة العصرية، صيدا- بيروت. «نزهة المتقين»، ت/مصطفى البُغا ومجموعة، مؤسسة الرسالة.
«رياض الصالحين» للنووي، ت/ الفحل، دار ابن كثير، دمشق– بيروت. «بهجة الناظرين» لسليم الهلالي، دار ابن الجوزي. «دليل الفالحين»، لمحمد بن علان الصديقي، نشر دار الكتاب العربي.

الرقم الموحد: (5999)

كنا نتحدث عن حَجَّةِ الوداع، والنبي -صلى الله عليه وسلم- بين أظهرنا، ولا ندري ما حَجّةُ الوداع

ہم حجۃ الوداع کے بارے میں گفتگو کیا کرتے تھے، جب کہ نبی کریم ﷺ ہمارے درمیان موجود تھے اور ہم نہیں سمجھتے تھے کہ حجۃ الوداع کا مفہوم کیا ہے۔

١٧٠٦. الحديث:

عن ابن عمر -رضي الله عنهما-، قال: كنا نتحدث عن حَجَّةِ الوداع، والنبي -صلى الله عليه وسلم- بين أظهرنا، ولا ندري ما حَجّةُ الوداع حتى حمد اللهَ رسولُ الله -صلى الله عليه وسلم- وأثنى عليه، ثم ذكر المَسِيحَ الدَّجَالَ، فأَطْنَبَ في ذكره، وقال: «ما بعث الله من نبي إلا أَنْذَرَهُ أُمَّتَهُ، أنذره نوح والنبيون من بعده، وإنه إن يخرج فيكم فما خَفِيَ عليكم من شأنه فليس يخفى عليكم، إن ربكم ليس بأَعْوَرَ، وإنه أَعْوَرُ عَيْنِ اليُمْنَى، كأنَّ عينه عِنَبَةٌ طَافِيَةٌ. ألا إن الله حرم عليكم دماءكم وأموالكم كحُرْمَةِ يومكم هذا، في بلدكم هذا، في شهركم هذا، ألا هل بلغت؟» قالوا: نعم، قال: «اللَّهُمَّ اشهد» ثلاثا «ويلكم - أو ويحكم -، انظروا: لا ترجعوا بعدي كُفَّارًا يضرب بعضكم رِقابَ بعض».

١٧٠٦. حدیث:

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ ہم حجۃ الوداع کے بارے میں گفتگو کیا کرتے تھے، جب کہ نبی کریم ﷺ ہمارے درمیان موجود تھے اور ہم نہیں سمجھتے تھے کہ حجۃ الوداع کا مفہوم کیا ہے۔۔ پھر نبی کریم ﷺ نے اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا بیان کی اور مسیح دجال کا تفصیلی ذکر کیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ " جتنے بھی نبیوں کو اللہ تعالیٰ نے بھیجا، ہر ایک نے دجال سے اپنی امت کو ڈرایا ہے۔ نوح علیہ السلام اور ان کے بعد آنے والے دیگر انبیاء نے بھی اپنی امت کو اس سے ڈرایا اور وہ تم ہی میں سے نکلے گا۔ پس یاد رکھنا کہ تم کو اس کے جھوٹے ہونے کی اور کوئی دلیل نہ معلوم ہو تو یہی دلیل کافی ہے کہ تمہارا پروردگار، کانا نہیں ہے اور وہ مردود اپنی دائیں آنکھ سے کانا ہوگا، اس کی آنکھ ایسی معلوم ہوگی جیسے ابھرا ہوا انگور کا دانہ!۔ خوب سن لو کہ اللہ تعالیٰ نے تم پر تمہارے آپس کے خون اور اموال اسی طرح حرام کر دیے ہیں جیسے تمہارے اس دن کی حرمت، تمہارے اس شہر اور اس مہینہ میں مسلّم ہے۔ ہاں بولو! کیا میں نے (اپنا ربانی پیغام تم تک) پہنچا دیا؟" صحابہ رضی اللہ عنہم بولے کہ آپ نے پہنچا دیا۔ فرمایا: "اے اللہ! تو گواہ رہنا، تین مرتبہ آپ ﷺ نے یہ جملہ دہرایا۔ افسوس! (آپ نے "ویلکم" فرمایا یا "ویحکم"، راوی کو شک ہے) دیکھو، میرے بعد کافر نہ بن جانا کہ ایک دوسرے (مسلمان) کی گردنیں مارنے لگو۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

عن عبد الله بن عمر -رضي الله عنهما- قال: كنا نقول والنبي -صلى الله عليه وسلم- حي: ما حجة الوداع؟ ولا ندري ما حجة الوداع. وحجة الوداع هي الحجة التي حجها النبي -صلى الله عليه وسلم- في السنة العاشرة من الهجرة، وودعّ الناس فيها، وذكر المسيح الدجال، وعظّم من شأنه، وبالغ في التحذير منه، ثم أخبر -عليه الصلاة والسلام- أن كل الأنبياء ينذرون قومهم من الدجال، يخوفونهم ويعظمون شأنه عندهم. وإنه لا يخفى عليكم لأن ربكم ليس

اجمالی معنی:

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ نبی ﷺ کی حیاتِ مبارکہ میں ہم کہا کرتے تھے کہ حجۃ الوداع کیا ہے؟ اور ہمیں پتہ نہیں تھا کہ حجۃ الوداع کیا ہے۔ حجۃ الوداع، اس حج کو کہا جاتا ہے جو نبی ﷺ نے ہجرت کے دسویں برس کیا۔ جس میں آپ ﷺ نے لوگوں کو اپنا وداعی پیغام دیا اور اس میں مسیح دجال کا ذکر کرتے ہوئے اس کے معاملہ کو بہت زیادہ تشویشناک قرار دیا اور اس سے بچاؤ اختیار کرنے کی پورے شد ومد کے ساتھ تلقین فرمائی، پھر آپ ﷺ نے یہ خبر دی کہ سارے ہی انبیاء کرام، اپنی اقوام کو دجال سے ڈرایا کرتے تھے اور انھیں اس کا خوف دلایا کرتے اور اسے بہت خطرناک بتاتے تھے اور یہ کہ یقینا اس کا معاملہ تم سے مخفی نہ

بأعور، أما هو فإنه أعور عينه اليمنى كأنها عنبة بارزة. ثم قال -صلى الله عليه وسلم-: إن الله حرم عليكم سفك دمائكم وأخذ أموالكم بغير حق، كحرمة يوم النحر وحرمة مكة وحرمة ذي الحجة. ثم قال -صلى الله عليه وسلم-: هل بلغتكم ما أُمرت بتبليغه إليكم؟ قالوا: نعم، قال: اللَّهُمَّ فاشهد على شهادتهم بالتبليغ إليهم. قالها ثلاث مرات. ثم أمرهم أن لا يكونوا بعده كالكفار يقتل بعضهم بعضًا.

رہے گا کیوں کہ تمہارا پروردگار کانا نہیں ہے اور اس کا معاملہ یہ ہے کہ وہ اپنی دائیں آنکھ سے کانا ہے جو ایسے معلوم ہوتی ہے کہ نمایاں طور پر ابھرا ہوا انگور کا دانہ ہو۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے تم پر آپس میں ایک دوسرے کا خون بہانے اور ناحق اموال ہڑپنے کو، اسی طرح حرام کردیا ہے جس طرح قربانی کے اس دن کی حرمت ہے، شہرِ مکہ کی حرمت ہے اور ماہ ذی الحجہ کی حرمت ہے۔ پھر آپ ﷺ نے لوگوں سے پوچھا: کیا میں نے تمہیں (دین اسلام کی) وہ تمام باتیں پہنچا دیں جسے تم تک پہنچانے کی ذمہ داری مجھے سونپی گئی تھی؟ تمام صحابہ کرام نے فرمایا: ہاں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اے اللہ! تبلیغِ رسالت کے تئیں، امت کی اس گواہی پر تو گواہ رہنا۔ آپ ﷺ نے اس جملہ کو تین بار دہرایا۔ پھر آپ ﷺ نے صحابہ کرام کو حکم دیا کہ وہ آپ کی وفات کے بعد کافروں کی طرح نہ ہوجائیں کہ ایک دوسرے کی گردن زدنی کرنے لگیں۔

راوي الحديث: متفق عليه.

التخريج: عبدالله بن عمر -رضي الله عنهما-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- حجة الوداع : الحجة التي حجها النبي -صلى الله عليه وسلم- سنة ١٠ هـ، وودعهم فيها.
- بين أظهرنا : جالس بيننا.
- المسيح : ممسوح العين.
- الدجال : المبالغ في الكذب.
- أطنب : بالغ.
- أنذره أمته : حذرها منه وبين لها بعض صفاته.
- عنبة طافية : بارزة ولبروزها شبهها بالعنبة البارزة عن غيرها.
- ويلكم - ويحكم : كلمتان استعملتهما العرب بمعنى التعجب والتوجع.
- يضرب بعضكم رقاب بعض : يقتل بعضكم بعضا.
- يومكم هذا : يوم النحر.
- شهركم هذا : شهر ذي الحجة.

فوائد الحديث:

١. من منهج الأنبياء في الدعوة إلى الله -تعالى- معرفة سبيل المجرمين للتحذير منهم.
٢. الحذر من الفتن بمعرفة صفات أهلها.
٣. شفقة رسول الله -صلى الله عليه وسلم- على أمته بتحذيره لها من الوقوع في الظلم والفتن.
٤. إثبات صفة العين لله -تعالى-، وهي تليق به -سبحانه-، وأنها عينان إذ الأعور له عين واحدة فقط.
٥. النهي عن الاقتتال وأن ذلك من أعمال الكفار.
٦. دماء المسلمين وأموالهم وأعراضهم حرام عليهم.

المصادر والمراجع:

رياض الصالحين من كلام سيد المرسلين؛ للإمام أبي زكريا النووي، تحقيق د. ماهر الفحل، دار ابن كثير-دمشق، الطبعة الأولى، ١٤٢٨هـ - بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين؛ تأليف سليم الهلالي، دار ابن الجوزي- الطبعة الأولى١٤١٨هـ - نزهة المتقين شرح رياض الصالحين؛ تأليف د. مصطفى الخِن وغيره، مؤسسة الرسالة-بيروت، الطبعة الرابعة عشر، ١٤٠٧هـ. - صحيح البخاري –الجامع الصحيح-؛ للإمام أبي عبد الله محمد بن إسماعيل

البخاري، عناية محمد زهير الناصر، دار طوق النجاة، الطبعة الأولى، ١٤٢٢هـ. صحيح مسلم؛ للإمام مسلم بن الحجاج، حققه ورقمه محمد فؤاد عبد الباقي، دار عالم الكتب-الرياض، الطبعة الأولى، ١٤١٧هـ.

الرقم الموحد: (5829)

كنت أصلي مع النبي -صلى الله عليه وسلم- الصلوات، فكانت صلاته قصدا وخطبته قصدا	میں نبی ﷺ کے ساتھ نماز پڑھا کرتا تھا۔ آپ ﷺ کی نماز بھی درمیانی ہوتی اور خطبہ بھی درمیانہ ہوتا تھا۔
١٧٠٧. الحديث: عن أبي عبد الله جابر بن سمرة -رضي الله عنهما- قال: كنت أصلي مع النبي -صلى الله عليه وسلم- الصلوات، فكانت صلاته قَصْدًا وخطبته قَصْدًا.	**١٧٠٧. حدیث:** ابو عبداللہ جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہوئے بیان کرتے ہیں کہ میں نبی ﷺ کے ساتھ نماز پڑھا کرتا تھا۔ آپ ﷺ کی نماز بھی درمیانی ہوتی اور خطبہ بھی درمیانہ ہوتا تھا۔
درجة الحديث: صحيح	**حدیث کا درجہ:** صحیح
المعنى الإجمالي: كانت صلاة النبي صلى الله عليه وسلم وخطبته بين الطول الظاهر والتخفيف المبالغ، موصوفة بالتوسط والاعتدال، وهو الأسوة والقدوة للمسلمين عامة، وللأئمة والخطباء خاصة.	**اجمالی معنی:** نبی ﷺ کی نماز اور آپ ﷺ کا خطبہ بہت زیادہ لمبا ہونے اور انتہائی مختصر ہونے کے بیچ بیچ ہوتا تھا۔ یعنی اس میں توسط اور اعتدال پایا جاتا تھا۔ مسلمانوں کے لیے عمومی طور پر اور ائمہ و خطیب حضرات کے لیے خاص طور پر یہی اسوہ اور قابل اقتدا نمونہ ہے۔

راوي الحديث: رواه مسلم

التخريج: جابر بن سمرة رضي الله عنهما.

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين

معاني المفردات:

- قصدا : أي بين الطول والقصر.

فوائد الحديث:

١. تخفيف النبي صلى الله عليه وسلم الصلاة والخطبة رحمة بالمصلين.

المصادر والمراجع:

المسند الصحيح (صحيح مسلم), تأليف: مسلم بن حجاج النيسابوري, تحقيق: محمد فؤاد عبدالباقي, دار إحياء التراث العربي. بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين, تأليف: سليم بن عيد الهلالي, دار ابن الجوزي.

الرقم الموحد: (5817)

كنت مع أنس بن مالك -رضي الله عنه- عند نفر من المجوس؛ فجيء بفالوذج على إناء من فضة، فلم يأكله	میں انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے ساتھ مجوس کے چند افراد کے پاس (بیٹھا ہوا) تھا کہ اسی دوران چاندی کے ایک برتن میں فالودہ لایا گیا، تو آپ نے اسے تناول نہیں فرمایا
١٧٠٨. الحديث: عن أنس بن سيرين، قال: كنت مع أنس بن مالك -رضي الله عنه- عند نفر من المجوس؛ فجيء بفَالُوذَجٍ على إناء من فضة، فلم يأكله، فقيل له: حوله، فحوله على إناء من خَلَنْجٍ وجيء به فأكله.	**١٧٠٨. حدیث:** انس بن سیرین بیان کرتے ہیں کہ میں انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے ساتھ مجوس کے چند افراد کے پاس (بیٹھا ہوا) تھا کہ اسی دوران چاندی کے ایک برتن میں فالودہ لایا گیا، تو آپ نے اسے تناول نہیں فرمایا، ان سے کہا گیا: اسے دوسرے برتن میں ڈلوالیں، چناں چہ انہوں نے اسے لکڑی کے برتن میں ڈلوایا اور پھر آپ کے پاس لایا گیا اور آپ ﷺ نے اسے تناول فرمایا۔''
درجة الحديث:	**حدیث کا درجہ:**
المعنى الإجمالي: كان أنس بن مالك -رضي الله عنه- عند قوم من المجوس فجيء له بنوع من الحلوى اسمه الفالوذج على إناء من فضة فلم يأكله، فحولوه له على إناء من خشب فأكله.	**اجمالی معنی:** انس بن مالک رضی اللہ عنہ مجوس کی ایک جماعت کے پاس تھے اسی دوران ان کے لئے چاندی کے ایک برتن میں ایک قسم کا حلوہ لایا گیا جس کا نام فالودہ ہے انہوں نے اسے تناول نہیں فرمایا۔ چنانچہ ان لوگوں نے اسے بدل کر لکڑی کے برتن میں اسے پیش کیا تو آپ ﷺ نے اسے تناول فرمایا۔

راوي الحديث: رواه البيهقي في السنن الكبرى.

التخريج: أنس بن سيرين -رحمه الله-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- فالوذج. : نوع من الحلوى.
- خلنج : شجرة بين صفرة وحمرة تتخذ من خشبة الأواني.
- نفر. : اسم يقع على جماعة من الرجال خاصة ما بين الثلاثة إلى العشرة.

فوائد الحديث:

١. الطعام الحلال الموضوع في صحاف الذهب والفضة لا يحرم بذاته وإنما يحرم الأكل فيها، فإذا حول إلى آنية أخرى؛ فلا بأس به.
٢. من دعي إلى طعام في آنية منهي عنها؛ فلا يجوز له الأكل حتى يوضع في إناء غيره.
٣. المسلم إذا علم حكما شرعيا انقاد له وطبقه.
٤. الابتعاد عن الترفه والتشبه بالكفار في المأكل والمشرب والملبس.

المصادر والمراجع:

سنن البيهقي الكبرى، أحمد بن الحسين البيهقي، دار الكتب العلمية، بيروت - لبنات الطبعة: الثالثة، ١٤٢٤هـ- ٢٠٠٣ م، تحقيق محمد عبد القادر عطا. نزهة المتقين شرح رياض الصالحين، تأليف د/ مصطفى الخن، د/ مصطفى البغا، محيي الدين مستو، علي الشربجي، محمد أمين لطفي، مؤسسة الرسالة، ط:الرابعة عشر١٤٠٧هـ. شرح رياض الصالحين، المؤلف: محمد بن صالح بن محمد العثيمين. دليل الفالحين لطرق رياض الصالحين، تأليف محمد علي بن محمد علان. كنوز رياض الصالحين، تأليف حمد بن ناصر العمار، دار كنوز إشبيليا، ط-١-١٤٣٠هـ بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين، تأليف سليم

بن عيد الهلالي، دار ابن الجوزي. رياض الصالحين، تأليف محيي الدين النووي، تحقيق عصام موسى هادي، ط: وزارة الأوقاف والشؤون الإسلامية بدولة قطر. تطريز رياض الصالحين، تأليف فَيْصَلْ بن عَبْدِ العَزِيْزِ آل مُبَارَك.

الرقم الموحد: (6372)

لَعن رسول الله -صلى الله عليه وسلم- الرَّجُل يَلبَسُ لِبْسَة المرأة، والمرأة تَلْبَس لبْسَة الرَّجُل

رسول اللہ ﷺ نے اس مرد پر لعنت کی ہے جو عورت کا لباس پہنتا ہے اور اس عورت پر لعنت کی ہے جو مرد کا لباس پہنتی ہے۔

١٧٠٩. الحديث:

عن أبي هريرة - رضي الله عنه - قال: لعن رسول الله - صلى الله عليه وسلم - الرجل يلبس لِبْسَةَ المرأة، والمرأة تلبس لِبْسَةَ الرجل.

١٧٠٩. حدیث:

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہوئے بیان کرتے ہیں کہ "رسول اللہ ﷺ نے اس مرد پر لعنت کی ہے جو عورت کا لباس پہنتا ہے اور اس عورت پر لعنت کی ہے جو مرد کا لباس پہنتی ہے''۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

من تشبه بالنساء فهو ملعون على لسان النبي _ صلى الله عليه وسلم _ ومن تشبهت بالرجال فهي ملعونة على لسان النبي _ صلى الله عليه وسلم _؛ وذلك أن الله سبحانه وتعالى خلق الذكور والإناث وجعل لكل منهما مزية . الرجال يختلفون عن النساء في الخِلقة والخَلق والقوة والدِّين وغير ذلك والنساء كذلك يختلفن عن الرجال فمن حاول أن يجعل الرجال مثل النساء أو أن يجعل النساء مثل الرجال ، فقد حاد الله في قَدَرِه وشرعه ؛ لأن الله سبحانه وتعالى له حكمة فيما خلق وشرع ولهذا جاءت النصوص بالوعيد الشديد باللعن وهو الطرد والإبعاد عن رحمة الله لتشبه الرجل بالمرأة أو المرأة بالرجل.

اجمالی معنی:

جو شخص عورتوں کی مشابہت اختیار کرتا ہے وہ بر زبان نبی ﷺ ملعون ہے اور جو عورت مردوں کی مشابہت اختیار کرتی ہے اسے بھی نبی ﷺ نے معلونہ قرار دیا ہے۔ کیونکہ اللہ تعالی نے مرد وزن کو پیدا فرمایا اور ان میں سے ہر ایک کو امتیازی شان دی۔ مرد اپنی خلقت، بناوٹ، قوت اور دینی معاملات وغیرہ کے اعتبار سے عورتوں سے مختلف ہوتے ہیں اور اسی طرح عورتیں بھی مردوں سے مختلف ہوتی ہیں۔ جو مردوں کو عورتوں کی مانند یا عورتوں کو مردوں کی مانند بنانا چاہتا ہے وہ اللہ کی بناوٹ اور شریعت میں اس سے انحراف کرتا ہے کیونکہ اللہ تعالی نے جو کچھ بنایا ہے یا مشروع کیا ہے اس میں اس کی کوئی نہ کوئی حکمت ہے۔ اسی وجہ سے احادیث کی نصوص میں لعنت کی سخت وعید آئی ہے۔ یعنی مرد کی عورت کے ساتھ اور عورت کی مرد کے ساتھ مشابہت اختیار کرنے کی وجہ سے اللہ کی رحمت سے دھتکار دیا جاتا ہے اور دور کر دیا جاتا ہے۔

راوي الحديث: رواه النسائي في الكبرى ، وابن ماجه وهو عنده بمعناه، وأحمد.

التخريج: أبو هريرة -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين

معاني المفردات:

- لِبْسَة المرأة : على هيئة لبسها وحالها.

فوائد الحديث:

١. يحرم على الرجل أن يلبس ما هو خاص بالنساء من اللباس، كما يحرم على المرأة أن تلبس ما هو خاص بالرجال.
٢. تقليد الرَّجل المرأة في لِباسها وتقليد المرأة الرَّجُل في لباسه خروج عن هدي الإسلام وسنة النبي _صلى الله عليه وسلم_.
٣. يدخل في الحديث العمامة والنعال، فلا يجوز للرَّجُل أن يَعْتَمَّ بثوب المرأة ولا أن ينتعل بنعلها وكذا المرأة لا يجوز لها أن تنتعل نَعل الرَّجُل.
٤. تحرم تقليد المرأة الرجل في الهيئة والكلام والحركات وكذا العكس.

المصادر والمراجع:

نزهة المتقين، تأليف: جمعٌ من المشايخ، الناشر: مؤسسة الرسالة، الطبعة الأولى: ١٣٩٧ هـ الطبعة الرابعة عشر ١٤٠٧ هـ كنوز رياض الصالحين، تأليف: حمد بن ناصر بن العمار ، الناشر: دار كنوز أشبيليا، الطبعة الأولى: ١٤٣٠ هـ بهجة الناظرين، تأليف: سليم بن عيد الهلالي، الناشر: دار ابن الجوزي ، سنة النشر: ١٤١٨ هـ- ١٩٩٧م رياض الصالحين، تأليف : محيي الدين يحيى بن شرف النووي ، تحقيق: د. ماهر بن ياسين الفحل ، الطبعة: الأولى،

١٤٢٨ هـ مشكاة المصابيح، تأليف: محمد بن عبد الله، التبريزي، تحقيق : محمد ناصر الدين الألباني، الناشر: المكتب الإسلامي، الطبعة: الثالثة، ١٩٨٥م
سنن أبي داود، تأليف: سليمان بن الأشعث السِّجِسْتاني، تحقيق: محمد محيي الدين عبد الحميد، الناشر: المكتبة العصرية، صيدا.   شرح
رياض الصالحين، تأليف: محمد بن صالح العثيمين، الناشر: دار الوطن للنشر، الطبعة: ١٤٢٦ هـ سنن ابن ماجه-ابن ماجة -الناشر: دار إحياء الكتب
العربية - فيصل عيسى البابي الحلبي مسند الإمام أحمد بن حنبل-أحمد بن محمد بن حنبل بن-المحقق: شعيب الأرنؤوط - عادل مرشد،
وآخرونإشراف: د عبد الله بن عبد المحسن التركي -الناشر: مؤسسة الرسالة-الطبعة: الأولى، ١٤٢١ هـ - ٢٠٠١ م

الرقم الموحد: (8905)

لا تَنْتِفُوا الشَّيْبَ؛ فإنه نُور المسلم يوم القيامة	سفید بال نہ اکھاڑو کیوں کہ وہ قیامت کے دن مسلمان کا نور ہوں گے۔
١٧١٠. الحديث: عن عمرو بن شعيب، عن أبيه، عن جده -رضي الله عنه- عن النبي -صلى الله عليه وسلم- قال: «لا تَنْتِفُوا الشَّيْبَ؛ فإنه نُور المسلم يوم القيامة».	**١٧١٠. حدیث:** عمرو بن شعیب اپنے والد اور وہ ان کے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ "سفید بال نہ اکھاڑو کیوں کہ وہ قیامت کے دن مسلمان کا نور ہوں گے۔"
درجة الحديث: صحيح	**حدیث کا درجہ:** صحیح
المعنى الإجمالي: نهى النبي -صلى الله عليه وسلم المسلم- عن نَتْف الشعر الأبيض، سواء كان من شعر رأسه أو لحيته أو غيرهما من مواضع البدن؛ فهذا الشَّيب يكون نورا لصاحبه يوم القيامة.	**اجمالی معنی:** نبی ﷺ نے مسلمان کو سفید بال اکھاڑنے سے منع فرمایا چاہے وہ اس کے سر کے بال ہوں یا داڑھی کے ہوں یا جسم کے کسی اور حصے کے۔ یہ سفید بال اس شخص کے لئے روز قیامت نور ہوں گے۔ شرح سنن ابن ماجۃ للسیوطی (ص: ٢٦٤) نیل الأوطار (١٥١/١)

راوي الحديث: رواه أبو داود الترمذي أحمد ابن ماجه النسائي.

التخريج: عمرو بن شعيب، عن أبيه، عن جده -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- نُور المسلم : بَهاؤه وجمال فطرته الإسلامية، وضياء وجهه.

فوائد الحديث:

١. النهي عن نَتْف الشَّيب من بين الشَّعر.

٢. نَتْف الشَّيب نوع من التدليس والتزوير.

٣. الشَّيب نور وبهاء للمؤمنين في الآخرة، ووقار وهيبة في الدنيا.

٤. الشَّيب نذير للمرء فهو أمارة على طول العمر والشيخوخة؛ فعند ما يراه العبد يتذكر الآخرة ويقلع عن المعاصي ويستعد للقاء ربه.

المصادر والمراجع:

نزهة المتقين، تأليف: جمعٌ من المشايخ، الناشر: مؤسسة الرسالة، الطبعة الأولى: ١٣٩٧ هالطبعة الرابعة عشر ١٤٠٧ هبهجة الناظرين، تأليف: سليم بن عيد الهلالي، الناشر: دار ابن الجوزي، سنة النشر: ١٤١٨ هـ- ١٩٩٧م رياض الصالحين، تأليف : محيي الدين يحيى بن شرف النووي ، تحقيق: د. ماهر بن ياسين الفحل ، الطبعة: الأولى، ١٤٢٨ هـ شرح رياض الصالحين، تأليف: محمد بن صالح العثيمين، الناشر: دار الوطن للنشر، الطبعة: ١٤٢٦ هـ مسند الإمام أحمد، تأليف: أحمد بن محمد بن حنبل، تحقيق: أحمد محمد شاكر الناشر: دار الحديث – القاهرة، الطبعة: الأولى، ١٤٢١ هسنن أبي داود، تأليف: سليمان بن الأشعث السِّجِسْتاني، تحقيق: محمد محيي الدين عبد الحميد، الناشر: المكتبة العصرية، صيدا. السنن الكبرى، تأليف: أحمد بن شعيب النسائي، تحقيق: حسن عبد المنعم شلبي، الناشر: مؤسسة الرسالة، الطبعة: الأولى، ١٤٢١ هسنن ابن ماجة، تأليف: محمد بن يزيد القزويني، تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي، الناشر: الناشر: دار إحياء الكتب العربية. سنن الترمذي، تأليف: محمد بن عيسى الترمذي، تحقيق أحمد شاكر وغيره ، الناشر: شركة مكتبة ومطبعة مصطفى البابي الحلبي، الطبعة: الثانية، ١٣٩٥ هـ نيل الأوطار شرح منتقى الأخبار، تأليف: محمد بن علي الشوكاني، تحقيق: عصام الدين الصبابطي، الناشر: دار الحديث، الطبعة: الأولى، ١٤١٣هـ شرح سنن ابن ماجه، للسيوطي وغيره، الناشر: قديمي كتب خانة – كراتشي. صحيح الترغيب والترهيب، تأليف :محمد ناصر الدين الألباني، الناشر: مكتبة المعارف، الطبعة: الخامسة.

الرقم الموحد: (8911)

لا تُظهر الشَّمَاتَة لأخيك فَيَرْحَمَه الله ويَبْتَلِيك

اپنے بھائی کی مصیبت پر خوشی کا اظہار نہ کرو کہیں ایسا نہ ہو کہ اللہ اس پر رحم کر دے اور تمہیں اس میں بتلا کر دے۔

١٧١١. الحديث:

عن واثلة بن الأَسْقَع -رضي الله عنه- قال: قال رسول الله -صلى الله عليه وسلم-: «لا تُظهر الشَّمَاتَة لأخيك فَيَرْحَمَه الله ويَبْتَلِيك».

١٧١١. حدیث:

واثلہ بن اسقع - رضی اللہ عنہ - سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اپنے بھائی کی مصیبت پر خوشی کا اظہار نہ کرو کہیں ایسا نہ ہو کہ اللہ اس پر رحم کر دے اور تمہیں اس میں بتلا کر دے۔"

درجة الحديث: ضعيف

حدیث کا درجہ: ضعیف

المعنى الإجمالي:

إذا أُصيب مسلم بينك وبينه عداوة بمصيبة دينية أو دنيوية أو مالية، فلا تُعَيِّره بمصيبته ولا تظهرها بين الناس فرحًا بما حَلَّ به وتنقيصًا له؛ لأن من شأن المؤمن التألم بما يتألم منه أخوه، والفرح بما يفرح به، لا العكس؛ لأنه ربما يعافيه الله مما ابتلاه به، وتبتلى بما ابتلي به. والحديث وإن كان ضعيفًا إلا أن معناه من تحريم الشماتة صحيح، دلت عليه عموم النصوص الأخرى من القرآن والسنة الصحيحة، قال -تعالى-: (يا أيها الذين آمنوا لا يسخر قوم من قوم عسى أن يكونوا خيرًا منهم).

اجمالی معنیٰ:

جب کوئی ایسا مسلمان جس کے اور آپ کے مابین دشمنی ہو کسی دینی، دنیاوی یا مالی مصیبت میں گرفتار ہو جائے تو اسے اس کی مصیبت پر عار نہ دلائیں، نہ اس پر خوش ہوں اور نہ ہی خوش ہو کر اور اس کی تنقیص کی خاطر لوگوں کے مابین اسے ظاہر کریں اس لیے کہ مومن کا وطیرہ یہ ہوتا ہے کہ وہ اپنے بھائی کے درد کو اپنا درد سمجھتا ہے اور اس کی خوشی میں اسے خوشی ہوتی ہے نہ کہ اس کے برعکس۔ کیوں کہ ہو سکتا ہے کہ اللہ تعالی اس شخص کو تو اس مصیبت سے نجات دے دے جس میں وہ بتلا تھا اور بدلے میں اسے اسی مصیبت میں گرفتار کر دے۔ حدیث اگرچہ ضعیف ہے تاہم اس کا معنی صحیح ہے جس پر قرآن و سنت کی کئی عمومی نصوص دلالت کرتی ہیں۔

راوي الحديث: رواه الترمذي.

التخريج: واثلة بن الأَسْقَع -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- الشَّمَاتَة : فَرح العدو ببَلِيَّة تنزل بمن يعاديه.
- يَبْتَلِيك : من البلاء، وهو المِحنَة تنزل بالمرء ليُختبر بها.

فوائد الحديث:

١. النهي عن الفرح بمصيبة المسلم، وعقوبة من يفعل ذلك في الحياة الدنيا.
٢. المؤمن الحق يتألم بما يتألم منه أخوه ويَفرح لفرحه.
٣. إظهار الشَّمَاتَة بالإخوة عون للشيطان عليهم، وتقنيط لهم من رحمة الله -تعالى-.
٤. الحث على روابط الأخوة الإيمانية ونبذ ما يُخالفها.

المصادر والمراجع:

نزهة المتقين، تأليف: جمعٌ من المشايخ، الناشر: مؤسسة الرسالة، الطبعة الأولى: ١٣٩٧ هـ الطبعة الرابعة عشر ١٤٠٧ هـ كنوز رياض الصالحين، تأليف: حمد بن ناصر بن العمار، الناشر: دار كنوز أشبيليا، الطبعة الأولى: ١٤٣٠ هـ بهجة الناظرين، تأليف: سليم بن عيد الهلالي، الناشر: دار ابن الجوزي، سنة النشر: ١٤١٨ هـ- ١٩٩٧م سنن الترمذي، تأليف: محمد بن عيسى الترمذي، تحقيق أحمد شاكر وغيره، الناشر: شركة مكتبة ومطبعة مصطفى البابي الحلبي، الطبعة: الثانية، ١٣٩٥ هـ رياض الصالحين، تأليف : محيي الدين يحي بن شرف النووي، تحقيق: د. ماهر بن ياسين الفحل، الطبعة:

الأولى، ١٤٢٨ هـ التيسير بشرح الجامع الصغير، تأليف: محمد عبد الرؤوف بن زين العابدين المناوي، الناشر: مكتبة الإمام الشافعي، الطبعة: الثالثة، ١٤٠٨هـ - ١٩٨٨م تطريز رياض الصالحين، تأليف: فيصل بن عبد العزيز آل مبارك، الناشر: دار العاصمة للنشر والتوزيع، الطبعة: الأولى، ١٤٢٣ هـ شرح رياض الصالحين، تأليف: محمد بن صالح العثيمين، الناشر: دار الوطن للنشر، ١٤٢٦ هـ التنوير شرح الجامع الصغير، تأليف: محمد بن إسماعيل الصنعاني، تحقيق: د/ محمد إسحاق محمد إبراهيم ، الناشر: مكتبة دار السلام، الطبعة: الأولى، ١٤٣٢ هـ ضعيف الترغيب والترهيب، تأليف: محمد ناصر الدين الألباني، الناشر: مكتبة المعارف - الرياض.

الرقم الموحد: (8881)

لا تجعلوا بيوتكم مقابر، إن الشيطان ينفر من البيت

اپنے گھروں کو قبرستان نہ بناؤ۔ بے شک شیطان اس گھر سے دور بھاگتا ہے۔

١٧١٢. الحديث:

عن أبي هريرة -رضي الله عنه-: أن رسول الله -صلى الله عليه وسلم- قال: «لا تجعلوا بيوتكم مَقَابر، إنَّ الشيطان يَنْفِرُ من البيت الذي تُقْرَأُ فيه سورةُ البقرة».

درجة الحديث: صحيح

المعنى الإجمالي:

يخبر أبو هريرة –رضي الله عنه- أن النبي -صلى الله عليه وسلم- نهى عن جعل البيوت مقابر بأن تكون مثلها في عدم اشتغال من فيها بالصلاة والقراءة، وإنما سمى البيوت في حال عدم الصلاة فيها مقابر؛ لأن المقبرة لا تصح الصلاة فيها، ثم أخبر -صلى الله عليه وسلم- أن الشيطان ينفر من البيت الذي يقرأ فيه أهله سورة البقرة، ليأسه من إغوائهم وإضلالهم ببركة قراءتها وامتثالهم لما فيها.

١٧١٢. حدیث:

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: " اپنے گھروں کو قبرستان نہ بناؤ۔ یقیناً شیطان اس گھر سے دور بھاگتا ہے جہاں، سورۃ البقرہ پڑھی جاتی ہے"۔

حدیث کا درجہ: صحیح

اجمالی معنیٰ:

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اس بات کی خبر دے رہے ہیں کہ نبی ﷺ نے گھروں کو قبرستان بنانے سے منع فرمایا۔ قبرستان بنانا اس معنی میں ہے کہ ان گھروں میں نمازوں کا اہتمام نہ کیا جائے اور قرآن مجید کی تلاوت سے غفلت برتی جائے۔ گھروں میں نمازوں کا اہتمام نہ کرنے کی بنا پر انھیں قبرستان قرار دیا گیا؛ کیوں کہ قبرستان میں نماز پڑھنی درست نہیں ہے۔ پھر آپ ﷺ نے یہ خبر دی کہ شیطان اس گھر سے دور بھاگتا ہے، جس گھر کے مکین اس میں سورۃ بقرہ کی تلاوت کرتے ہیں؛ کیوں کہ اس سورت کی تلاوت اور اس میں پائے جانے والے فرامین واحکام کی اتباع و پیروی کی صورت میں حاصل ہونے والی برکتوں کی بنا پر وہ اس بات سے مایوس و ناامید ہوچکا ہے کہ انھیں صراط مستقیم سے دور کرے یا انھیں گمراہی میں مبتلا کرے۔

راوي الحديث: رواه مسلم.

التخريج: أبو هريرة -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- لا تجعلوا بيوتكم مقابر : أي لا تكن كالمقابر خالية من القراءة والعمل، فتكونوا كالموتى.
- ينفر : يصد ويعرض إعراضاً بالغاً.

فوائد الحديث:

١. بيان فضل سورة البقرة.
٢. الشيطان يفر من البيت الذي تقرأ فيه سورة البقرة، ولا يقربه.
٣. لا تجوز الصلاة في المقابر.
٤. يستحب الإكثار من العبادات وصلاة النافلة في البيوت.

المصادر والمراجع:

/ 1 بهجة الناظرين, تأليف : سليم بن عيد الهلالي، الناشر: دار ابن الجوزي ، سنة النشر: ١٤١٨ هـ- ١٩٩٧م ٢/دليل الفالحين لطرق رياض الصالحين, محمد علي بن محمد البكري الصديقي الشافعي, اعتنى بها: خليل مأمون شيحا, الناشر: دار المعرفة للطباعة والنشر والتوزيع، بيروت – لبنان, الطبعة: الرابعة، ١٤٢٥ هـ - ٢٠٠٤ م. ٣/رياض الصالحين من كلام سيد المرسلين؛ للإمام أبي زكريا النووي، تحقيق د. ماهر الفحل، دار ابن كثير-دمشق، الطبعة

الأولى، ١٤٢٨هـ. ٤/شرح رياض الصالحين؛ للشيخ محمد بن صالح العثيمين، مدار الوطن، الرياض، ١٤٢٦هـ. ٥/صحيح مسلم المحقق: محمد فؤاد عبد الباقي - الناشر: دار إحياء التراث العربي – بيروت. ٦/نزهة المتقين شرح رياض الصالحين؛ تأليف د. مصطفى الخِن وغيره، مؤسسة الرسالة-بيروت، الطبعة الرابعة عشر، ١٤٠٧هـ. ٧/مرقاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح، لعلي بن سلطان الملا الهروي القاري، الناشر: دار الفكر، بيروت.

الرقم الموحد: (6208)

لا ترغبوا عن آبائكم، فمن رغب عن أبيه، فهو كفر	اپنے باپ سے منہ نہ پھیرو (یعنی اپنے نسب کا انکار نہ کرو)۔ جس نے اپنے باپ سے منہ پھیرا، اس نے کفر کیا۔
١٧١٣. الحديث: عن أبي هريرة -رضي الله عنه- عن النبي -صلى الله عليه وسلم- قال: «لا تَرْغَبُوا عن آبائكم، فمن رغب عن أبيه، فهو كفر».	**١٧١٣. حدیث:** ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا : "اپنے باپ سے منہ نہ پھیرو (یعنی اپنے نسب کا انکار نہ کرو)۔ جس نے اپنے باپ سے منہ پھیرا، اس نے کفر کیا"۔
درجة الحديث: صحيح	**حدیث کا درجہ:** صحیح
المعنى الإجمالي: من رَغِبَ عن نسب أبيه عالمًا مختارًا، فهو كفر أصغر، وليس المراد حقيقة الكفر، الذي يخلد صاحبه في النار، بل هو كفر دون كفر، وهذا تأكيد وتشديد لتحريم هذا الفعل وتقبيحه.	**اجمالی معنی:** جو شخص جان بوجھ کر حقیقی باپ سے اپنے نسب کا انکار کرتا ہے، وہ کفر اصغر کا مرتکب ہوتا ہے۔ اس سے مراد حقیقی کفر نہیں ہے،، جس کا مرتکب ہمیشہ دوزخ میں رہے گا؛ بلکہ یہ حقیقی کفر سے فروتر کفر ہے۔ اس پیرائے میں اس فعل کے حرام ہونے اور اس کی سخت قباحت کا بیان ہے۔

راوي الحديث: متفق عليه.

التخريج: أبو هريرة -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

فوائد الحديث:

١. تحريم الانتساب إلى غير الآباء مع العلم بهم.
٢. حرص الإسلام على المحافظة على الأنساب.
٣. وجوب بر الوالدين.

المصادر والمراجع:

صحيح البخاري -أبو عبد الله محمد بن إسماعيل بن إبراهيم بن المغيرة الجعفي البخاري تحقيق محمد زهير بن ناصر الناصر -الناشر: دار طوق النجاة -الطبعة: الأولى ١٤٢٢هـ. صحيح مسلم المحقق: محمد فؤاد عبد الباقي - الناشر: دار إحياء التراث العربي – بيروت. نزهة المتقين شرح رياض الصالحين، تأليف د/ مصطفى الخن، د/ مصطفى البغا، محيي الدين مستو، علي الشربجي، محمد أمين لطفي، مؤسسة الرسالة، ط:الرابعة عشر١٤٠٧ دليل الفالحين لطرق رياض الصالحين، تأليف محمد علي بن محمد علان. كنوز رياض الصالحين، تأليف حمد بن ناصر العمار، دار كنوز إشبيليا، ط١-١٤٣٠هـ. بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين، تأليف سليم بن عيد الهلالي، دار ابن الجوزي. رياض الصالحين، تأليف محيي الدين النووي، تحقيق عصام موسى هادي، ط: وزارة الأوقاف والشؤون الإسلامية بدولة قطر.

الرقم الموحد: (6377)

لا تقولوا للمُنَافق سَيِّدٌ، فإنه إن يَكُ سَيِّدًا فقد أَسْخَطْتُم ربكم -عز وجل-

منافق کو سید (یعنی آقا) نہ کہو کیوں کہ اگر وہ (حقیقت میں) سید ہے بھی تو (تب بھی ایسا کہہ کر) تم اپنے رب کو ناراض کروگے۔

١٧١٤. الحديث:

عن بُريدة -رضي الله عنه- قال: قال رسول الله -صلى الله عليه وسلم-: «لا تقولوا للمُنَافق سَيِّدٌ، فإنه إن يَكُ سَيِّدًا فقد أَسْخَطْتُمْ ربكم -عز وجل-».

١٧١٤. حدیث:

بریدہ - رضی اللہ عنہ - سے روایت ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا: "منافق کو سید (یعنی آقا) نہ کہو کیوں کہ اگر وہ (حقیقت میں) سید ہے بھی تو (تب بھی ایسا کہہ کر) تم اپنے رب کو ناراض کروگے۔"

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

معنى الحديث أن المنافق إن كان سيدا كبيرا في قومه وأطلقتم عليه لقب: سيد، فقد أسخطتم الله؛ لأنه يكون تعظيمًا له، وهو ممن لا يستحق التعظيم، وإن لم يكن سيدًا في قومه أو كبيرا في قومه، فإنه يكون كذبا ونفاقًا، ففي الحالين ينهى عن إطلاق لفظ السيد على المنافق، ومثله الكافر والفاسق والمبتدع، فهو لا يستحق وصف السِّيادة مطلقًا.

اجمالی معنیٰ:

حدیث کا مفہوم: منافق اگر کسی اعتبار سے اپنی قوم کا سردار اور سرکردہ شخص ہو اور آپ اسے سید یعنی آقا کہہ کر پکاریں تو ایسا کرنے سے آپ اللہ تعالی کی ناراضگی مول لیں گے کیوں کہ ایسا کہنے میں اس کی تعظیم ہوتی ہے حالاں کہ وہ ان افراد میں سے ہے جو تعظیم کے مستحق نہیں ہوتے۔ اگر وہ اپنی قوم کا سردار یا سرکردہ شخص نہ ہوا تو ایسا کہنا جھوٹ اور منافقت کے زمرے میں آئے گا۔ چنانچہ دونوں ہی صورتوں میں منافق کے لیے سید یعنی آقا کا لفظ استعمال کرنے سے منع کیا گیا ہے اور یہی حال کافر، فاسق اور بدعتی شخص کا ہے۔ ایسا شخص بالکل بھی اس بات کا مستحق نہیں کہ اس کے لیے سید (سردار) کا لفظ بولا جائے۔ مرقاۃ المفاتیح (۳۰۰۹/۷) شرح سنن اَبی داود للعباد، الیکٹرانک نسخہ۔

راوي الحديث: رواه أبو داود النسائي أحمد.

التخريج: بُريدة -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- أَسْخَطْتُمْ : أَغْضَبْتُم.
- إن يَكُ سَيِّدًا : أي مرتفع القَدْر على من سِواه.

فوائد الحديث:

١. تحريم وصف المنافق بأوصاف الاحترام والتقدير، وأن وصفه بذلك يستدعي غضب الله عز وجل؛ لأنه تعظيم لعدوِّه الخارج عن طاعته المستحق للإهانة والتحقير.
٢. يلحق بالمنافق: الفاسق والكافر والمبتدع.
٣. لا يستحق الاحترام والتقدير إلا من تواضع لله تعالى بطاعته، والتزام حدوده.
٤. ينبغي على المجتمع المسلم ألا يجعل للمنافقين ثغرة يلجؤون منها لتوجيه شؤون المسلمين، بل ينبغي إذلالهم؛ لأنهم خالفوا أمر الله ورسوله.
٥. جواز تَسْييد غير المنافق، إن كان أهلا لذلك، كالعلماء وأهل الفضل.

المصادر والمراجع:

نزهة المتقين، تأليف: جمعٌ من المشايخ، الناشر: مؤسسة الرسالة، الطبعة الأولى: ١٣٩٧ هـ الطبعة الرابعة عشر ١٤٠٧ هـ كنوز رياض الصالحين، تأليف: حمد بن ناصر بن العمار، الناشر: دار كنوز أشبيليا، الطبعة الأولى: ١٤٣٠ هـ بهجة الناظرين، تأليف: سليم بن عيد الهلالي، الناشر: دار ابن الجوزي ،

سنة النشر: ١٤١٨ هـ- ١٩٩٧م مرقاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح، تأليف: علي بن سلطان القاري، الناشر: دار الفكر، الطبعة: الأولى، ١٤٢٢هـ
سنن أبي داود، تأليف: سليمان بن الأشعث السِّجِسْتاني، تحقيق: محمد محيي الدين عبد الحميد، الناشر: المكتبة العصرية، صيدا. رياض الصالحين، تأليف : محيي الدين يحيى بن شرف النووي ، تحقيق: د. ماهر بن ياسين الفحل ، الطبعة: الأولى، ١٤٢٨ هـ شرح سنن أبي داود، تأليف: عبد المحسن بن حمد بن عبد المحسن العباد، نسخة الإلكترونية. شرح رياض الصالحين، تأليف: محمد بن صالح العثيمين، الناشر: دار الوطن للنشر، الطبعة: ١٤٢٦ هـ
مشكاة المصابيح، تأليف: محمد بن عبد الله، التبريزي، تحقيق : محمد ناصر الدين الألباني، الناشر: المكتب الإسلامي، الطبعة: الثالثة، ١٩٨٥م.

الرقم الموحد: (8962)

لا يَحِلُّ لمسلم أن يَهْجُرَ أخَاه فوق ثَلَاث، فمن هَجَر فوق ثَلَاث فمات، دخل النَّار

کسی مسلمان کے لیے جائز نہیں کہ وہ اپنے مسلمان بھائی سے تین دن سے زیادہ قطع تعلقی کرے۔ جس نے تین دن سے زیادہ قطع تعلقی کی اور اسی حال میں مر گیا تو وہ جہنم میں جائے گا۔

١٧١٥. الحديث:

عن أبي هريرة -رضي الله عنه- قال: قال رسول الله -صلى الله عليه وسلم-: «لا يَحِلُّ لمسلم أن يَهْجُرَ أخَاه فوق ثَلَاث، فمن هَجَر فوق ثَلَاث فمات، دخل النَّار».

١٧١٥. حدیث:

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”کسی مسلمان کے لئے جائز نہیں کہ وہ اپنے مسلمان بھائی سے تین دن سے زیادہ قطع تعلقی کرے۔ جس نے تین دن سے زیادہ قطع تعلقی کی اور اسی حال میں مر گیا تو وہ جہنم میں جائے گا“۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

معنى الحديث: أنه لا يَحِلُّ للمسلم أن يهجر أخاه المسلم فوق ثلاث، إذا كان الهجر لحَظِّ النفس ومعايش الدنيا، أما إذا كان لمقصد شرعي جاز، بل قد يجب ذلك، كهجر أهل البدع والفجور والفسوق إذا لم يتوبوا، ومن فعل ذلك، ثم مات وهو مُصِرٌّ على معصيته ولم يَتُب منها قبل أن يموت دخل النار، ومعلوم أن من استحق النار من المسلمين لذنب اقترفه ولم يتجاوز الله عنه، فإنه إذا دخلها لابد وأن يخرج منها، ولا يبقى في النار أبد الآباد إلا الكفار الذين هم أهلها، والذين لا سبيل لهم إلى الخروج منها.

اجمالی معنی:

حدیث کا مفہوم: مسلمان کے لیے جائز نہیں کہ وہ اپنے مسلمان بھائی سے تین دن سے زیادہ قطع تعلقی کرے جب کہ یہ قطع تعلقی محض اپنی ذات اور دنیوی امور کی خاطر ہو۔ تاہم اگر اس قطع تعلقی کا کوئی شرعی مقصد ہو تو پھر جائز ہے بلکہ کبھی تو ایسا کرنا واجب ہو جاتا ہے جیسے اہل بدعت اور فاجر و فاسق لوگوں سے قطع تعلقی کرنا جب کہ وہ توبہ نہ کریں۔ جو شخص ایسا کرتا ہے اور پھر اسی حالت میں اسے موت آجاتی ہے اور وہ اپنی معصیت پر ڈٹا رہتا ہے اور موت سے پہلے اس سے تائب نہیں ہوتا تو وہ جہنم میں جاتا ہے۔ یہ بات معلوم ہے کہ مسلمانوں میں سے جو شخص کسی گناہ کے مرتکب ہونے کی وجہ سے جہنم کا مستحق ہوتا ہے اور اللہ اس سے درگزر نہیں کرتا تو وہ اس میں جائے گا تو سہی لیکن اس سے ضرور باہر آ جائے گا۔ اور جہنم میں ہمیشہ کے لیے صرف کافر لوگ ہی رہیں گے جو اس کے اہل ہیں، اور جن کے لیے اس سے نکلنے کا کوئی راستہ نہیں۔

راوي الحديث: رواه أبو داود، وأحمد

التخريج: أبو هريرة -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين

معاني المفردات:

- فوق ثلاث: أكثر من ثلاثة أيام

فوائد الحديث:

١. بيان حق من حقوق المسلم على أخيه المسلم.
٢. أن من هجر أخاه فوق ثلاث ليالٍ، ومات وهو مُصِرٌّ على الهَجْر والقَطِيعة دخل النَّار مع عُصاة الموحدين.
٣. الإصرار على الهَجْر والقَطِيعة دون سبب شرعي من كبائر الذنوب التي تدخل صاحبها في نار جَهَنم.

المصادر والمراجع:

بهجة الناظرين، تأليف: سليم بن عيد الهلالي، الناشر: دار ابن الجوزي ، سنة النشر: ١٤١٨ هـ- ١٩٩٧م مسند الإمام أحمد، تأليف: أحمد بن محمد بن حنبل، تحقيق: شعيب الأرناؤوط وغيره، الناشر: الناشر: مؤسسة الرسالة ، الطبعة: الأولى، ١٤٢١ هـ سنن أبي داود، تحقيق: محمد محيي الدين عبد الحميد، نشر: المكتبة العصرية، صيدا – بيروت. رياض الصالحين، تأليف : محيي الدين يحيى بن شرف النووي ، تحقيق: د. ماهر بن ياسين الفحل ، الطبعة: الأولى، ١٤٢٨ هـ صحيح الترغيب والترهيب، تأليف :محمد ناصر الدين الألباني، الناشر: مكتبة المعارف، الطبعة: الخامسة. المنهاج شرح صحيح مسلم، تأليف: محيي الدين يحيى بن شرف النووي، الناشر: دار إحياء التراث العربي، الطبعة: الثانية ١٣٩٢ هـ شرح سنن أبي داود، تأليف: عبد المحسن بن حمد بن عبد المحسن العباد، نسخة الإلكترونية.

الرقم الموحد: (8882)

لا يبلغ العبد أن يكون من المتقين حتى يدع ما لا بأس به

١٧١٦. الحديث:

عن عطية بن عروة السعدي -رضي الله عنه- قالَ: قال رسولُ اللهِ -صلى الله عليه وسلم-: "لا يَبْلُغُ العبدُ أنْ يكونَ من المتقينَ حتى يَدَعَ ما لا بَأسَ بِهِ، حَذَرًا مِمَّا به بَأسٌ".

درجة الحديث: ضعيف

المعنى الإجمالي:

إن المرء لا يبلغ درجة المتقين حتى يترك فضول الحلال حذرا من الوقوع في الحرام، وكذلك إذا اشتبه مباح بمحرم، وتعذر التمييز بينهما، فإنه من تمام التقوى أن يدع الحلال خوفًا من الحرام، وهذا الحديث ضعيف الإسناد ولكن معناه صحيح، للحديث المتفق عليه: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: «إن الحلال بين، وإن الحرام بين، وبينهما مشتبهات لا يعلمهن كثير من الناس، فمن اتقى الشبهات استبرأ لدينه، وعرضه، ومن وقع في الشبهات وقع في الحرام، كالراعي يرعى حول الحمى، يوشك أن يرتع فيه، ألا وإن لكل ملك حمى، ألا وإن حمى الله محارمه، ألا وإن في الجسد مضغة، إذا صلحت، صلح الجسد كله، وإذا فسدت، فسد الجسد كله، ألا وهي القلب».

بندہ اس وقت تک پرہیزگاروں کے درجہ تک نہیں پہنچ سکتا جب تک کہ وہ ایسی چیزوں کو بھی نہ چھوڑدے جن میں کوئی حرج نہ ہو...

١٧١٦. حدیث:

عطیہ بن عروہ سعدی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "بندہ اس وقت تک پرہیزگاروں کے درجہ تک نہیں پہنچ سکتا جب تک کہ وہ ایسی چیزوں کو بھی نہ چھوڑ دے جن میں کوئی حرج نہ ہو تاکہ وہ ان چیزوں سے بچ جائے جن میں حرج ہے۔"

حدیث کا درجہ: ضعیف

اجمالی معنیٰ:

بندہ اس وقت تک متقین کے درجے کو نہیں پاسکتا جب تک کہ وہ اس حلال کو ترک نہ کردے جس میں کوئی فائدہ نہ ہو اس خدشے کے پیش نظر کہ کہیں وہ حرام میں بتلا نہ ہوجائے۔ اسی طرح اگر کوئی مباح کسی حرام کے ساتھ مشتبہ ہوجائے اور ان دونوں میں فرق کرنا دشوار ہو تو اس صورت میں کمال تقویٰ کا تقاضا یہ ہے کہ بندہ حرام میں پڑنے کے خوف سے حلال کو بھی چھوڑ دے۔ اس حدیث کی سند ضعیف ہے لیکن اس کا معنیٰ صحیح ہے کیونکہ ایک متفق علیہ حدیث میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "یقینا حلال واضح ہے اور حرام بھی واضح ہے اور ان دونوں کے درمیان کچھ مشتبہ چیزیں ہیں جن کو اکثر لوگ نہیں جانتے، چنانچہ جو شخص شبہ کی چیزوں سے بچ گیا اس نے اپنے دین اور آبرو کو محفوظ کرلیا، اور جو شبہ والی چیزوں میں پڑگیا وہ حرام میں پڑجائے گا۔ اس کی مثال اس چرواہے کی ہے جو کسی محفوظ چراہ گاہ کے اردگرد اپنے جانور چراتا ہے، تو قریب ہے کہ جانور اس چراگاہ میں سے بھی چرلیں۔ سنو! ہر بادشاہ کی ایک محفوظ چراہ گاہ ہوتی ہے (جس میں کسی کو داخل ہونے کی اجازت نہیں ہوتی) آگاہ رہو! اللہ کی چراگاہ اس کی حرام کردہ چیزیں ہیں۔ سنو! جسم کے اندر گوشت کا ایک ٹکڑا ہے جب وہ درست ہوجاتا ہے تو سارا جسم درست رہتا ہے اور جب وہ بگڑجاتا ہے تو سارا جسم بگڑجاتا ہے، جان لو! وہ دل ہے۔"

راوي الحديث: رواه الترمذي وابن ماجه

التخريج: عطية بن عروة السعدي -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين

معاني المفردات:

- من المتقين : أي الموصوفين بالتقوى، وهي اتقاء النار بفعل الطاعة وترك المعاصي.
- يدع : يترك

فوائد الحديث:

١. تناول الحلال المحض من صفات المتقين.

٢. من التقوى وقاية النفس عن الشبه، والإعراض عنها.

المصادر والمراجع:

بهجة شرح رياض الصالحين؛ تأليف سليم الهلالي، دار ابن الجوزي. الجامع الصحيح –وهو سنن الترمذي-؛ للإمام محمد بن عيسى الترمذي، تحقيق محمد فؤاد عبدالباقي، مكتبة الحلبي-مصر، الطبعة الثانية، ١٣٨٨هـ. رياض الصالحين من كلام سيد المرسلين؛ للإمام أبي زكريا النووي، تحقيق د. ماهر الفحل، دار ابن كثير-دمشق، الطبعة الأولى، ١٤٢٨هـ. سنن ابن ماجه؛ للحافظ محمد بن يزيد القزويني، حققه محمد فؤاد عبدالباقي، دار إحياء الكتب العربية. شرح رياض الصالحين؛ للشيخ محمد بن صالح العثيمين، مدار الوطن-الرياض، ١٤٢٦هـ. غاية المرام في تخريج أحاديث الحلال والحرام؛ تأليف محمد ناصر الدين الألباني، المكتب الإسلامي-بيروت، الطبعة الأولى، ١٤٠٠هـ. فيض القدير شرح الجامع الصغير؛ تأليف عبدالرؤوف المناوي، دار الحديث-القاهرة. نزهة المتقين شرح رياض الصالحين؛ تأليف د. مصطفى الخِن وغيره، مؤسسة الرسالة-بيروت، الطبعة الرابعة عشر، ١٤٠٧هـ.

الرقم الموحد: (6109)

لا يتم بعد احتلام، ولا صمات يوم إلى الليل	"بلوغت کے بعد یتیمی نہیں رہتی اور نہ دن بھر رات کی آمد تک خاموش رہنا جائز ہے۔"
١٧١٧. الحديث: عن علي بن أبي طالب -رضي الله عنه- مرفوعاً: « لاَ يُتْمَ بَعْدَ احْتِلاَمٍ ، وَلاَ صُمَاتَ يوم إلى الليل».	**١٧١٧. حدیث:** علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "بلوغت کے بعد یتیمی نہیں رہتی اور نہ دن بھر رات کے آنے تک خاموش رہنا جائز ہے"۔
درجة الحديث: صحيح	**حدیث کا درجہ:** صحیح
المعنى الإجمالي: أولًا: لا يعتبر الشخص يتيمًا إذا بلغ. ثانيًا: كانوا في الجاهلية يدينون لله عز وجل بالصمت، فيظل يومه ساكتًا ولا يتكلم حتى تغيب الشمس، فنهى المسلمون عن ذلك؛ لأن هذا يؤدي إلى ترك التسبيح والتهليل والتحميد والأمر بالمعروف والنهي عن المنكر وقراءة القرآن وغير ذلك، وأيضا هو من فعل الجاهلية فلذلك نهي عنه.	**اجمالی معنی:** پہلی بات: جب کوئی شخص بالغ ہوجائے تو اسے یتیم نہیں شمار کیا جائے گا۔ دوسری بات: زمانہ جاہلیت میں لوگ خاموش رہ کر اللہ کی عبادت کیا کرتے تھے۔ چنانچہ آدمی سارا دن چپ رہتا اور کوئی بات نہ کرتا یہاں تک کی سورج غروب ہوجاتا۔ مسلمانوں کو اس سے منع کیا گیا کیوں کہ اس سے تسبیح و تہلیل، تحمید، امر بالمعروف، نہی عن المنکر اور قرآن کی قراءت وغیرہ جیسے اعمال چھوٹ جاتے ہیں اور اس سے اس لئے بھی منع کیا گیا ہے کہ یہ زمانۂ جاہلیت کا ایک عمل ہے۔

راوي الحديث: رواه أبو داود.

التخريج: علي بن أبي طالب -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- يتم : الانفراد، واليتيم من مات أبوه وهو صغير دون البلوغ.
- احتلام : بلوغ.
- صمات : سكوت يوم إلى الليل.

فوائد الحديث:

١. وجوب مخالفة أعمال الجاهلية وأحوالها.
٢. ارتفاع اسم اليتيم عن البالغ، ويقتضي ذلك ارتفاع أحكامه.
٣. ليس من شعائر الدين التعبد بالصمت والإمساك عن الكلام فإنه حرام.

المصادر والمراجع:

سنن أبي داود، سليمان بن الأشعث أبو داود السجستاني ، دار الفكر ، تحقيق : محمد محيي الدين عبد الحميد. إرواء الغليل في تخريج أحاديث منار السبيل، تأليف: محمد ناصر الدين الألباني ، المكتب الإسلامي، بيروت، الطبعة: الثانية - ١٤٠٥ – ١٩٨٥ . كنوز رياض الصالحين، تأليف حمد بن ناصر العمار، دار كنوز إشبيليا، ط١-١٤٣٠هـ. بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين، تأليف سليم بن عيد الهلالي، دار ابن الجوزي. رياض الصالحين، تأليف محيي الدين النووي، تحقيق عصام موسى هادي، ط: وزارة الأوقاف والشؤون الإسلامية بدولة قطر دليل الفالحين لطرق رياض الصالحين؛ لمحمد بن علان الشافعي، دار الكتاب العربي-بيروت شرح رياض الصالحين؛ للشيخ محمد بن صالح العثيمين، مدار الوطن، الرياض، ١٤٢٦هـ.

الرقم الموحد: (6374)

لا يتمن أحدكم الموت، إما محسنا فلعله يزداد،وإما مُسِيئاً فلعلَّه يَسْتَعْتِبُ

کوئی شخص تم میں سے موت کی آرزو نہ کرے۔ اگر وہ نیک ہے تو ممکن ہے کہ وہ نیکی میں اور زیادہ ہو اور اگر برا ہے تو ممکن ہے اس سے توبہ کر لے۔

١٧١٨. الحديث:

عن أبي هريرة -رضي الله عنه-: أن رسولَ اللهِ -صلى الله عليه وسلم- قالَ: "لا يَتَمَنَّ أحَدُكَم الموتَ، إما مُحسِناً فلعلَّه يَزْدَادُ، وإما مُسِيئاً فلعلَّه يَسْتَعْتِبُ". وهذا لفظ البخاري. وفي رواية لمسلم عن أبي هريرة -رضي الله عنه- عن رسول الله -صلى الله عليه وسلم- قال: "لا يَتَمَنَّ أحَدُكُم الموتَ، ولا يَدْعُ به من قبلِ أنَ يَأتيَه؛ إنه إذا ماتَ انقطعَ عملُهُ، وإنه لا يَزيدُ المؤمنَ عُمُرُهُ إلا خيراً".

١٧١٨. حدیث :

ابوہریرہ۔رضی اللہ عنہ۔سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا : تم میں سے کوئی شخص موت کی آرزو نہ کرے۔ اگر وہ نیک ہے تو ممکن ہے کہ وہ نیکی میں اور زیادہ ہو اور اگر برا ہے تو ممکن ہے اس سے توبہ کر لے۔ (یہ الفاظ صحیح بخاری کی روایت کے ہیں)۔ صحیح مسلم میں ابوہریرہ۔رضی اللہ عنہ۔سے مروی حدیث میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا : تم میں سے کوئی بھی موت کی خواہش نہ کرے اور اس کے خود آنے سے پہلے اس کے آنے کی دعا نہ کرے۔ کیوں کہ جب وہ مر جائے گا تو اس کا عمل منقطع ہو جائے گا جب کہ مومن کی عمر اس کی نیکیوں میں اضافہ ہی کرتی ہے۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ : صحیح

المعنى الإجمالي:

وقوله عليه الصلاة والسلام: "لا يتمن أحدكم الموت"، والنهي هنا للتحريم؛ لأن تمني الموت فيه شيء من عدم الرضا بقضاء الله، والمؤمن يجب عليه الصبر إذا أصابته الضراء، فإذا صبر على الضراء نال شيئين مهمين: الأول: تكفير الخطايا فإن الإنسان لا يصيبه هم ولا غم ولا أذى ولا شيء إلا كفر الله به عنه حتى الشوكة يشاكها فإنه يكفر بها عنه. الثاني: إذا وفق لاحتساب الأجر من الله وصبر يبتغي بذلك وجه الله فإنه يثاب، أما كونه يتمنى الموت فهذا يدل على أنه غير صابر على ما قضى الله عز وجل ولا راض به، وبين الرسول عليه الصلاة والسلام أنه إما أن يكون من المحسنين فيزداد في بقاء حياته عملاً صالحاً، فالمؤمن إذا بقي ولو على أذى ولو على ضرر فإنه ربما تزداد حسناته. وإما مسيئاً قد عمل سيئاً فلعله يستعتب أي يطلب من الله العتبى أي الرضا والعذر، فيموت وقد تاب من سيئاته فلا تتمن الموت؛ لأن الأمر كله مقضي، فيصبر ويحتسب، فإن دوام الحال من المحال. وفيه إشارة إلى أن المعنى في النهي عن تمني الموت والدعاء به هو انقطاع العمل بالموت، فإن

اجمالی معنی :

آپ ﷺ نے فرمایا : "تم میں سے کوئی موت کی آرزو نہ کرے"۔ یہاں ممانعت حرام ہونے پر دلالت کرتی ہے۔ کیوں کہ موت کی آرزو کرنے میں اللہ کی قضاء پر عدمِ رضا کا پہلو ہوتا ہے جب کہ مومن پر فرض ہے کہ جب اسے کوئی تکلیف پہنچے تو وہ اس پر صبر کرے۔ جب وہ کسی مصیبت پر صبر کرتا ہے تو اسے دو اہم باتیں حاصل ہوتی ہیں : اول : گناہ معاف ہوتے ہیں۔ انسان کو جب بھی کوئی دکھ، غم، تکلیف اور کوئی بھی ایسی شے پہنچتی ہے تو اللہ تعالی اس کے بدلے میں اس کے گناہ معاف کر دیتا ہے حتی کہ اگر اسے کوئی کانٹا بھی چبھتا ہے تو وہ بھی گناہ کا کفارہ بنتا ہے۔ دوم : اگر اسے اس بات کی توفیق حاصل ہو جائے کہ وہ اس پر اللہ سے اجر کا امیدوار ہو اور اللہ کی خوشنودی کے لیے صبر کرے تو اسے ثواب ملتا ہے۔ جب کہ موت کی تمنا کرنا اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ وہ اللہ کے فیصلے پر صابر اور اس پر خوش نہیں ہے۔ نبی ﷺ نے وضاحت فرمائی کہ اگر آدمی نیک لوگوں میں سے ہو گا تو زندگی کے باقی رہنے کی وجہ سے اس کے نیک اعمال میں اضافہ ہو گا۔ مومن جب بقید حیات رہتا ہے، چاہے تکلیف اور مصیبت میں ہی مبتلا ہو، اس کی نیکیاں بڑھتی رہتی ہیں۔ اگر وہ برا آدمی ہے اور اس نے کوئی برا عمل کیا ہوا ہے تو ہو سکتا ہے کہ وہ توبہ کر لے یعنی اللہ سے اس کی خوشنودی مانگ لے اور اس سے معذرت کر لے اور پھر اس کی موت آئے تو وہ اپنے گناہوں سے توبہ کر چکا ہو۔ چنانچہ موت کی آرزو نہ کرو کیوں کہ کوئی بھی حالت ہمیشہ باقی نہیں رہتی۔ پس چاہیے کہ انسان صبر کرے اور اس پر اجر کا

الحياة يتسبب منها العمل، والعمل يحصل زيادة الثواب ولو لم يكن إلا استمرار التوحيد فهو أفضل الأعمال، ولا يرد على هذا أنه يجوز أن يقع الارتداد والعياذ بالله تعالى عن الإيمان؛ لأن ذلك نادر، والإيمان بعد أن تخالط بشاشته القلوب لا يسخطه أحد، وعلى تقدير وقوع ذلك وقد وقع لكن نادراً، فمن سبق له في علم الله خاتمة السوء، فلا بد من وقوعها طال عمره أو قصر، فتعجيله بطلب الموت لا خير له فيه. وفي الحديث إشارة إلى تغبيط المحسن بإحسانه، وتحذير المسيء من إساءته، فكأنه يقول من كان محسناً فليترك تمني الموت وليستمر على إحسانه، والازدياد منه، ومن كان مسيئاً فليترك تمني الموت وليقلع عن الإساءة لئلا يموت على إساءته، فيكون على خطر.

طلب گار ہو۔ یہ محال ہے کہ ہمیشہ ایک ہی حالت رہے۔ اس میں اشارہ ہے کہ موت کی تمنا اور دعا کرنے کی ممانعت میں یہ مفہوم ہے کہ موت کی وجہ سے عمل منقطع ہو جاتا ہے۔ زندگی کی وجہ سے عمل ہوتا ہے اور عمل ہی سے ثواب میں بڑھوتری ہوتی ہے۔ اگر کوئی عمل نہ بھی ہو تو تب بھی وحدانیت کے اقرار کا جاری رہنا سب سے افضل عمل ہے۔ یہاں یہ اشکال نہیں ہونا چاہیے کہ ہو سکتا ہے کہ اگر وہ شخص زندہ رہے تو العیاذ باللہ ایمان ہی سے پھر جائے کیوں کہ ایسا شاذ و نادر ہوتا ہے۔ جب ایمان کی تازگی دلوں کے ساتھ مل جاتی ہے تو پھر کوئی اسے ناپسند نہیں کرتا۔ اگر بالفرض ایسا ہو بھی جائے تو شاذ و نادر ہوگا۔ اللہ کے ازلی علم میں جس کا خاتمہ برا لکھا گیا ہے اس کا برا خاتمہ ہو کر ہی رہے گا چاہے اس کی عمر لمبی ہو یا مختصر۔ چنانچہ اس کے لیے موت کو جلدی طلب کرنے میں کوئی اچھائی نہ رہے۔ اس حدیث میں اشارۃً مومن کے لیے اس کے نیک کاموں پر اس کے لیے خوشخبری ہے جب کہ بدکار کو اس کے برے عمل سے ڈرایا گیا ہے۔ گویا کہ آپ ﷺ فرما رہے ہیں کہ نیک شخص کو موت کی تمنا نہیں کرنی چاہیے بلکہ اسے اپنے نیک اعمال میں جُٹا رہنا چاہیے اور ان میں اور اضافہ کرنا چاہیے اور جو برا شخص ہو اسے بھی موت کی آرزو نہیں کرنی چاہیے بلکہ اسے چاہیے کہ وہ برائی سے باز آجائے تاکہ کہیں برائی کرتے کرتے ہی اس کی موت نہ آجائے۔ چنانچہ ایسا شخص خطرے میں ہوتا ہے۔

راوي الحديث: أخرجه البخاري في صحيحه (٨٤/٩ رقم٧٢٣٥)، ومسلم في صحيحه (٢٠٦٥/٤ رقم٢٦٨٢)، كذا قال: متفق عليه، وتبع الحميدي في جمعه، وإلا فإن صاحبي الصحيح أخرجاه من طريقين مختلفين، انظر: الجمع بين الصحيح (٢٠٨/٣ رقم٢٤٥٦)، كنوز رياض الصالحين (٤٠٤/٨).

التخريج: أبو هريرة -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين

معاني المفردات:

- لا يتمن : النهي عن تمني الموت.
- محسناً : مطيعاً لله.
- يستعتب : يرجع إلى الله تعالى بالتوبة ورد المظالم، وطلب عتبى الله أي: رضاه.

فوائد الحديث:

١. بعد الموت ينقطع العمل، ويبدأ الإنسان جني ثمار عمله وتحصيله في الدنيا.
٢. ينبغي على المرء أن يستغل جميع حياته في طاعة الله والازدياد منها، ومراجعة نفسه والتوبة مما بدر منه من المعاصي والآثام.
٣. النهي عن تمني الموت لضر أصابه من مرض أو فقر أو نحو ذلك.

المصادر والمراجع:

بهجة شرح رياض الصالحين؛ تأليف سليم الهلالي، دار ابن الجوزي. تطريز رياض الصالحين؛ تأليف فيصل آل مبارك، تحقيق د. عبدالعزيز آل حمد، دار العاصمة-الرياض، الطبعة الأولى، ١٤٢٣هـ. الجمع بين الصحيحين؛ للإمام محمد بن فتوح الحميدي، تحقيق د. علي البواب، دار ابن حزم. رياض الصالحين من كلام سيد المرسلين؛ للإمام أبي زكريا النووي، تحقيق د. ماهر الفحل، دار ابن كثير-دمشق، الطبعة الأولى، ١٤٢٨هـ. شرح رياض الصالحين؛ للشيخ محمد بن صالح العثيمين، مدار الوطن-الرياض، ١٤٢٦هـ. صحيح البخاري -الجامع الصحيح-؛ للإمام أبي عبدالله محمد بن إسماعيل البخاري، عناية محمد زهير الناصر، دار طوق النجاة، الطبعة الأولى، ١٤٢٢هـ. صحيح مسلم؛ للإمام مسلم بن الحجاج، حققه ورقمه محمد فؤاد عبدالباقي، دار عالم الكتب-الرياض، الطبعة الأولى، ١٤١٧هـ. فتح الباري بشرح صحيح البخاري؛ للحافظ أحمد بن علي بن حجر العسقلاني، دار

المعرفة-بيروت. كنوز رياض الصالحين؛ فريق علمي برئاسة أ.د. حمد العمار، دار كنوز إشبيليا-الرياض، الطبعة الأولى، ١٤٣٠هـ. نزهة المتقين شرح رياض الصالحين؛ تأليف د. مصطفى الخِن وغيره، مؤسسة الرسالة-بيروت، الطبعة الرابعة عشر، ١٤٠٧هـ.

الرقم الموحد: (5652)

لا يدخل الجنة من كان في قلبه مثقال ذرة من كبر

وہ شخص جنت میں داخل نہیں ہوگا جس کے دل میں رائی برابر بھی تکبر ہوگا۔

١٧١٩. الحديث:

عن عبد الله بن مسعود -رضي الله عنه- عن النبيِّ -صلى الله عليه وسلم-، قالَ: "لا يدخلُ الجنةَ مَن كان في قلبه مِثقال ذرةٍ من كِبر!» فقال رجل: إنّ الرجلَ يحب أن يكون ثوبه حسنا، ونَعله حسنة؟ قال: «إنّ الله جميلٌ يحب الجمالَ، الكِبر: بَطَرُ الحق وغَمْطُ الناس».

١٧١٩. حدیث:

عبد اللہ بن مسعود - رضی اللہ عنہ - سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: "وہ شخص جنت میں داخل نہیں ہوگا جس کے دل میں رائی برابر بھی تکبر ہوگا۔" ایک شخص نے دریافت کیا کہ: آدمی پسند کرتا ہے کہ اس کے کپڑے اور جوتے عمدہ ہوں۔ (کیا یہ بھی تکبر کے زمرے میں آتا ہے)؟۔ آپ ﷺ نے جواب دیا: "اللہ خوبصورت ہے اور وہ خوبصورتی کو پسند کرتا ہے۔ تکبر کا مطلب ہے: حق کو ہٹ دھرمی کے ساتھ نہ ماننا اور لوگوں کو حقیر سمجھنا۔"

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

عن ابن مسعود -رضي الله عنه- أن النبي -صلى الله عليه وسلم- قال: "لا يدخل الجنة من كان في قلبه مثقال ذرة من كبر"، وهذا الحديث من أحاديث الوعيد وتحتاج إلى تفصيل حسب الأدلة الشرعية، فالذي في قلبه كبر، إما أن يكون كبراً عن الحق وكراهة له، فهذا كافر مخلد في النار ولا يدخل الجنة، لقول الله تعالى: "ذلك بأنهم كرهوا ما أنزل الله، فأحبط أعمالهم" محمد: ٩ ، وأما إذا كان كبراً على الخلق وتعاظماً على الخلق، لكنه لم يستكبر عن عبادة الله فهذا جاء فيه هذا الوعيد فلا يدخل الجنة مع أول زمرة، ولما حدث النبي صلى الله عليه وسلم بهذا الحديث قال رجل يا رسول الله: الرجل يحب أن يكون ثوبه حسناً ونعله حسنة يعني فهل هذا من الكبر ؟ فقال النبي صلى الله عليه وسلم: "إن الله جميل يحب الجمال" جميل في ذاته جميل في أفعاله جميل في صفاته كل ما يصدر عن الله عز وجل فإنه جميل وليس بقبيح وقوله: "يحب الجمال" أي يحب التجمل بمعنى أنه يحب أن يتجمل الإنسان في ثيابه وفي نعله وفي بدنه وفي جميع شؤونه؛ لأن التجمل يجذب القلوب إلى الإنسان ويحببه إلى الناس بخلاف التشوه

اجمالی معنی:

ابن مسعود- رضی اللہ عنہ- سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: "وہ شخص جنت میں داخل نہیں ہوگا جس کے دل میں رائی برابر بھی تکبر ہوگا۔" یہ حدیث وعید پر مشتمل احادیث میں سے ہے اور شرعی دلائل کی روشنی میں کچھ محتاج تفصیل ہے۔ جس شخص کے دل میں تکبر ہوتا ہے اس کی وجہ یا تو حق سے روگردانی ہوتی ہے یا حق کی ناپسندیدگی۔ ایسا شخص کافر ہے جو ہمیشہ جہنم میں رہے گا اور جنت میں داخل نہیں ہوگا۔ کیوں کہ اللہ تعالی فرماتا ہے: "ذٰلك بأنهم كرهوا ما أنزل الله، فأحبط أعمالهم" (محمد: ۹۔) ترجمہ: یہ اس لیے کہ وہ اللہ کی نازل کردہ چیز سے ناخوش ہوئے، پس اللہ تعالیٰ نے (بھی) ان کے اعمال ضائع کر دیے۔ تاہم تکبر اگر مخلوق پر ہو اور اس میں مخلوق پر بڑائی جتلائی جاتی ہو لیکن وہ شخص اللہ کی عبادت سے روگردانی نہ کر رہا ہو تو اس کے بارے میں یہ وعید ہے کہ وہ سب سے پہلے گروہ کے ساتھ جنت میں داخل نہیں ہوگا۔ جب آپ ﷺ نے یہ حدیث بیان فرمائی تو ایک شخص نے سوال کیا کہ اے اللہ کے رسول! آدمی کو یہ بات پسند ہوتی ہے کہ وہ اچھا کپڑا اور عمدہ جوتا پہنے، کیا یہ بھی تکبر میں شمار ہوتا ہے؟۔ نبی ﷺ نے فرمایا: "اللہ خوبصورت ہے اور وہ خوبصورتی کو پسند کرتا ہے"۔ یعنی اللہ اپنی ذات، اپنے افعال اور اپنی صفات کے اعتبار سے خوبصورت ہے۔ اللہ تعالی سے جس بات کا بھی صدور ہوتا ہے وہ خوبصورت ہی ہوتی ہے لہذا اس میں کوئی قباحت نہیں۔ آپ ﷺ کا یہ فرمانا کہ: "وہ خوبصورتی کو پسند کرتا ہے" تو اس کا معنی یہ ہے کہ: وہ اس بات کو پسند کرتا ہے کہ انسان اپنے کپڑوں، اپنے جوتوں، اپنے جسم اور اپنے تمام امور میں خوبصورتی کو ملحوظ رکھے۔ کیوں کہ خوبصورتی کو اختیار کرنا دلوں کو انسان کی طرف کھینچتا ہے اور

الذي يكون فيه الإنسان قبيحاً في شعره أو في ثوبه أو في لباسه.	اسے لوگوں کے ہاں پسندیدہ بنا دیتا ہے بخلاف بدصورتی اختیار کرنے کے، جس کی وجہ سے انسان کے بالوں، اس کے کپڑوں اور اس کے لباس میں بگاڑ آجاتا ہے۔

راوي الحديث: رواه مسلم
التخريج: عبدالله بن مسعود -رضي الله عنه-
مصدر متن الحديث: رياض الصالحين
معاني المفردات:

- مثقال : وزن.
- ذرة : الجزء المتناهي في الصغر.
- بطر الحق : رد الحق
- غمط الناس : احتقارهم وازدراؤهم

فوائد الحديث:

١. الكبر من الذنوب العظيمة التي تستحق عذاب الله في الدنيا والآخرة.
٢. الجمال إذا لم يكن على وجه الفخر والخيلاء والمباهاة لا يدخل في الكبر.

المصادر والمراجع:

بهجة شرح رياض الصالحين؛ تأليف سليم الهلالي، دار ابن الجوزي. تطريز رياض الصالحين؛ تأليف فيصل آل مبارك، تحقيق د. عبدالعزيز آل حمد، دار العاصمة-الرياض، الطبعة الأولى، ١٤٢٣هـ. رياض الصالحين من كلام سيد المرسلين؛ للإمام أبي زكريا النووي، تحقيق د. ماهر الفحل، دار ابن كثير-دمشق، الطبعة الأولى، ١٤٢٨هـ. شرح أسماء الله الحسنى في ضوء الكتاب والسنة؛ تأليف د. سعيد القحطاني. الناشر: مطبعة سفير - الرياض شرح رياض الصالحين؛ للشيخ محمد بن صالح العثيمين، مدار الوطن-الرياض، ١٤٢٦هـ. صحيح مسلم؛ للإمام مسلم بن الحجاج، حققه ورقمه محمد فؤاد عبدالباقي، دار عالم الكتب-الرياض، الطبعة الأولى، ١٤١٧هـ. فتح الباري بشرح صحيح البخاري؛ للحافظ أحمد بن علي بن حجر العسقلاني، دار المعرفة-بيروت. نزهة المتقين شرح رياض الصالحين؛ تأليف د. مصطفى الخن وغيره، مؤسسة الرسالة-بيروت، الطبعة الرابعة عشر، ١٤٠٧هـ.

الرقم الموحد: (6209)

لا يزال الرجل يذهب بنفسه حتى يكتب في الجبارين

آدمی برابر تکبر میں پڑا رہتا ہے یہاں تک کہ اس کا نام سرکش لوگوں کی فہرست میں لکھ دیا جاتا ہے۔

١٧٢٠. الحديث:

عن سلمة بن الأكوع -رضي الله عنه- قال: قال رسول الله -صلى الله عليه وسلم-: "لا يزال الرجل يذهب بنفسه حتى يُكْتَبَ في الجبارين، فيصيبه ما أصابهم".

١٧٢٠. حدیث:

سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ "آدمی برابر تکبر میں پڑا رہتا ہے یہاں تک کہ اس کا نام سرکش لوگوں کی فہرست میں لکھ دیا جاتا ہے پھر اس کا انجام بھی وہی ہوتا ہے جو ان سرکشوں کا ہوا کرتا ہے"۔

درجة الحديث: ضعيف

حدیث کا درجہ: ضعیف

المعنى الإجمالي:

أن النبي -صلى الله عليه وسلم- حذر الإنسان من أن يعجب بنفسه، فلا يزال في نفسه يترفع ويتعاظم حتى يكتب من الجبارين، فيصيبه ما أصابهم، والجباورن -والعياذ بالله- لو لم يكن من عقوبتهم إلا قول الله تبارك وتعالى: "كذلك يطبع الله على كل قلب متكبر جبار" غافر: ٣٥ ؛ لكان عظيماً، فالجبار -والعياذ بالله- يطبع على قلبه حتى لا يصل إليه الخير، ولا ينتهي عن الشر، وهذا الحديث ضعيف، ولكن المعنى الذي دل عليه وهو تحريم الكبر والتعالي والوعيد على ذلك موجود في نصوص كثيرة، كقوله -صلى الله عليه وسلم-: «لا يدخل الجنة من كان في قلبه مثقال ذرة من كبر»، رواه مسلم، وقوله -صلى الله عليه وسلم-: «بينما رجل يجر إزاره من الخيلاء، خسف به، فهو يتجلجل في الأرض إلى يوم القيامة» متفق عليه.

اجمالی معنی:

نبی ﷺ نے انسان کو اس بات سے ڈرایا ہے کہ وہ خودپسندی میں مبتلا ہو۔ پس بندہ دل ہی دل میں اپنے آپ کو بڑا خیال کرتا رہتا ہے یہاں تک کہ اس کا نام سرکش لوگوں کی فہرست میں لکھ دیا جاتا ہے اور پھر اس کا بھی وہی انجام ہوتا ہے جو ان سرکش لوگوں کا ہوا کرتا ہے۔ سرکش لوگوں کی سزا اگر کچھ اور نہ بھی ہوتی تو اللہ کا یہ قول ہی بہت بڑی بات تھی "كذلك يطبع الله على كل قلب متكبر جبار" (غافر: ٣٥) کہ اسی طرح ہر ایک مغرور سرکش کے دل پر مہر لگا دیتا ہے۔ (العیاذ باللہ)۔ سرکش کے دل پر اللہ مہر لگا دیتا ہے -العیاذ باللہ- تاکہ نہ تو وہ کسی خیر کو پا سکے اور نہ ہی کسی شر سے بچ سکے۔ یہ حدیث ضعیف ہے تاہم جس معنی پر یہ دلالت کر رہی ہے یعنی تکبر کرنا اور بڑا بننا اور اس پر وعید، یہ معنی بہت سی دوسری نصوص میں موجود ہے۔ جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ "وہ شخص جنت میں داخل نہیں ہوگا جس کے دل میں رائی کے دانے برابر بھی تکبر ہوگا"۔ (صحیح مسلم)۔ اسی طرح رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ "ایک شخص تکبر کی وجہ سے اپنا تہبند زمین سے گھسیٹتا ہوا جا رہا تھا کہ اسے زمین میں دھنسا دیا گیا اور اب وہ قیامت تک یوں ہی زمین میں دھنستا چلا جائے گا"۔ (متفق علیہ)۔

راوي الحديث: رواه الترمذي

التخريج: سلمة بن الأكوع –رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين

معاني المفردات:

- «يذهب بنفسه» : أي: يرتفع ويتكبر.

فوائد الحديث:

١. من تشبه بقوم كتب معهم، ويناله من العذاب ما نالهم.

٢. تحريم التكبر والتجبر والتعالي والعجب، وأن يرى الإنسان نفسه عظيمًا.

المصادر والمراجع:

الجامع الصحيح –وهو سنن الترمذي–؛ للإمام محمد بن عيسى الترمذي، تحقيق محمد فؤاد عبدالباقي، مكتبة الحلبي-مصر، الطبعة الثانية،١٣٩٥ هـ-١٩٧٥ م. رياض الصالحين من كلام سيد المرسلين؛ للإمام أبي زكريا النووي، تحقيق د. ماهر الفحل، دار ابن كثير-دمشق، الطبعة الأولى، ١٤٢٨هـ. سلسلة الأحاديث الضعيفة والموضوعة وأثرها السيئ في الأمة، للشيخ محمد ناصر الدين الألباني، دار المعارف- الرياض، الطبعة الأولى, ١٤١٢هـ. شرح رياض الصالحين؛ للشيخ محمد بن صالح العثيمين، مدار الوطن-الرياض، ١٤٢٦هـ. نزهة المتقين شرح رياض الصالحين؛ تأليف د. مصطفى الخِن وغيره، مؤسسة الرسالة-بيروت، الطبعة الرابعة عشر، ١٤٠٧هـ.

الرقم الموحد: (6210)

لا ينبغي لِصِدِّيق أن يكون لعّانًا	صدیق کے لیے یہ مناسب نہیں ہے کہ وہ بہت زیادہ لعنت کرنے والا ہو۔
١٧٢١. الحديث: عن أبي هريرة -رضي الله عنه- أن رسول الله -صلى الله عليه وسلم- قال: «لا ينبغي لِصِدِّيق أن يكون لعَّانًا».	**١٧٢١. حدیث:** ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ صدیق کے لیے یہ مناسب نہیں ہے کہ وہ بہت زیادہ لعنت کرنے والا ہو۔
درجة الحديث: صحيح	**حدیث کا درجہ:** صحیح
المعنى الإجمالي: إن الإكثار من اللعن ينافي كمال درجة الصديقية، وهي مرتبة تلي النبوة، فهي من أعلى المراتب التي يمكن أن يصل إليها المؤمن عند الله -تعالى-، ومن وسائل تحقيقها اجتناب اللعن.	**اجمالی معنی:** بہت زیادہ لعنت کرنا صدیقیت کے درجے کے منافی ہے جو کہ ایک بلند ترین درجہ ہے جس سے بندۂ مومن اللہ تعالی کے قریب جا سکتا ہے۔

راوي الحديث: رواه مسلم.

التخريج: أبو هريرة -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- لعّانا : كثير اللعن، وهو الدعاء بالإبعاد عن رحمة الله -تعالى-.
- لِصِدِّيق : مبالغ في الصدق، والصديقية درجة تلي النبوة، وهي كمال الايمان بما جاء به الرسول علمًا وتصديقًا وقيامًا.

فوائد الحديث:

١. كثرة اللعن تتنافى مع كمال الإيمان

المصادر والمراجع:

-رياض الصالحين من كلام سيد المرسلين؛ للإمام أبي زكريا النووي، تحقيق د. ماهر الفحل، دار ابن كثير-دمشق، الطبعة الأولى، ١٤٢٨هـ . - بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين؛ تأليف سليم الهلالي، دار ابن الجوزي- الطبعة الأولى١٤١٨هـ - نزهة المتقين شرح رياض الصالحين؛ تأليف د. مصطفى الخِن وغيره، مؤسسة الرسالة-بيروت، الطبعة الرابعة عشر، ١٤٠٧هـ - صحيح مسلم، للإمام مسلم بن الحجاج، تحقيق محمد فؤاد عبد الباقي. - كنوز رياض الصالحين»، لحمد بن ناصر العمار، دار كنوز إشبيليا- الطبعة الأولى١٤٣٠هـ. - دليل الفالحين لطرق رياض الصالحين، لمحمد علي بن محمد بن علان بن إبراهيم البكري الصديقي الشافعي اعتنى بها: خليل مأمون شيحا، دار المعرفة. - مفتاح دار السعادة ومنشور ولاية العلم والإرادة، لمحمد لن أبي بكر الزرعي ابن قيم الجوزية، دار الكتب العلمية، بيروت. - شرح رياض الصالحين؛ للشيخ محمد بن صالح العثيمين، مدار الوطن، الرياض، ١٤٢٦هـ.

الرقم الموحد: (6984)

لأن أقول سبحان الله والحمد لله ولا إله إلا الله والله أكبر	یہ کہ میں کہوں : سُبْحَانَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَلَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ
١٧٢٢. الحديث: عن أبي هريرة -رضي الله عنه- قال: قال رسول الله -صلى الله عليه وسلم-: «لَأَنْ أَقُولَ: سبحان الله، والحمد لله، ولا إله إلا الله، والله أكبر، أَحَبُّ إِلَيَّ مِمَّا طَلَعَتْ عليْه الشمسُ».	**١٧٢٢. حدیث:** ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم نے فرمایا : "ساری کائنات سے کہ جس پر سورج طلوع ہوتا ہے، مجھے یہ زیادہ پسند ہے کہ میں یہ کہوں : "سُبْحَانَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَلَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ"، اللہ پاک ہے اور تمام تعریفات اللہ کے لیے ہیں اور اللہ کے علاوہ اور کوئی معبود برحق نہیں اور اللہ ہی سب سے بڑا ہے ۔
درجة الحديث: صحيح	**حدیث کا درجہ:** صحیح
المعنى الإجمالي: الحديث فيه الحث على ذكر الله -تعالى- بتنزيهه وحمده وتعظيمه وتوحيده وتكبيره, وهذه الأذكار خير من الدنيا وما فيها؛ لأنها من أعمال الآخرة, وهي الباقيات الصالحات, وثوابها لايزول, وأجرها لا ينقطع, بينما الدنيا صائرة إلى زوال وآيلة إلى فناء.	**اجمالی معنی:** اس حدیث میں اللہ کی پاکی، تعریف، تعظیم، توحید اور تکبیر کے ذریعے اللہ تعالی کے ذکر کی ترغیب ہے۔ ذکر کے یہ کلمات دنیا اور اس میں موجود چیزوں سے بہتر ہیں؛ کیوں کہ یہ آخرت کے اعمال میں سے ہیں، یہی باقیاتِ صالحات ہیں، ان کا ثواب ختم نہیں ہوگا، ان کا اجر وبدلہ منقطع نہیں ہوگا، جب کہ دنیا کی ساری چیزوں کو زوال و فنا ہے ۔

راوي الحديث: رواه مسلم.

التخريج: أبو هريرة -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- سبحان الله : تنـزيه الله عما لا يليق.
- الحمد لله : ثناء عليه بصفات الكمال، ونعوت الجلال.
- لا إله إلا الله : لا معبود بحق إلا الله.
- الله أكبر : التكبير التعظيم.
- مما طلعت عليه الشمس : كناية عن الدنيا كلها.

فوائد الحديث:

١. الحث على ذكر الله بتنزيهه وحمده وتعظيمه وتوحيده وتكبيره.
٢. سبحان الله والحمد لله ولا إله إلا الله والله أكبر هن الباقيات الصالحات.
٣. متاع الدنيا قليل وشهواتها زائلة.
٤. نعيم الآخرة لا يزول ولا يحول.

المصادر والمراجع:

-1 بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين؛ تأليف سليم الهلالي، الناشر: دار ابن الجوزي ، سنة النشر: ١٤١٨ هـ- ١٩٩٧م ٢-رياض الصالحين من كلام سيد المرسلين؛ للإمام أبي زكريا النووي، تحقيق د. ماهر الفحل، دار ابن كثير-دمشق، الطبعة الأولى، ١٤٢٨هـ ٣-شرح رياض الصالحين؛ للشيخ محمد بن صالح العثيمين، مدار الوطن، الرياض، ١٤٢٦هـ ٤-صحيح مسلم؛ للإمام مسلم بن الحجاج، حققه ورقمه محمد فؤاد عبدالباقي، الناشر: دار إحياء التراث العربي – بيروت. ٥-نزهة المتقين شرح رياض الصالحين؛ تأليف د. مصطفى الخِن وغيره، مؤسسة الرسالة-بيروت، الطبعة الرابعة عشر، ١٤٠٧هـ ٦ـ دليل الفالحين لطرق رياض الصالحين, محمد علي بن محمد البكري الصديقي الشافعي, اعتنى بها: خليل مأمون شيحا, الناشر: دار المعرفة للطباعة

والنشر والتوزيع، بيروت – لبنان, الطبعة: الرابعة، ١٤٢٥ هـ - ٢٠٠٤ م. ٧- تطريز رياض الصالحين, فيصل بن عبد العزيز بن فيصل ابن حمد المبارك الحريملي النجدي, المحقق: د. عبد العزيز بن عبد الله آل حمد, الناشر: دار العاصمة للنشر والتوزيع، الرياض, الطبعة: الأولى، ١٤٢٣ هـ - ٢٠٠٢ م.

الرقم الموحد: (6211)

لتؤدن الحقوق إلى أهلها يوم القيامة، حتى يقاد للشاة الجلحاء من الشاة القرناء	تمھیں روزِقیامت حق والوں کے حق ضرورادا کرنے ہوں گے حتیٰ کہ بغیر سینگ والی بکری کو سینگ والی بکری سے بدلہ دلوایا جائے گا
١٧٢٣. الحديث: عن أبي هريرة -رضي الله عنه- مرفوعاً: «لَتُؤَدُّنَّ الحقوق إلى أهلها يوم القيامة، حتى يُقادَ للشاة الجَلْحَاءِ من الشاة القَرْنَاءِ».	**١٧٢٣. حدیث:** ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "تمھیں روزِ قیامت حق والوں کے حق ضرور ادا کرنے ہوں گے حتیٰ کہ بغیر سینگ والی بکری کو سینگ والی بکری سے بدلہ دلوایا جائے گا۔"
درجة الحديث: صحيح	**حدیث کا درجہ:** صحیح
المعنى الإجمالي: المظلوم يقتص من ظالمه يوم القيامة حتى الشاة التي ليس لها قرن تقتص من التي لها قرن ولا يظلم ربك أحداً.	**اجمالی معنی:** روزِقیامت مظلوم اپنے ظالم سے بدلہ لے گا حتیٰ کہ بغیر سینگ والی بکری بھی سینگ والی بکری سے بدلہ لے گی اور تمہارا رب کسی پر ظلم نہیں کرے گا۔

راوي الحديث: رواه مسلم.

التخريج: أبو هريرة عبدالرحمن بن صخر الدوسي رضي الله عنه.

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- يقاد : يُقْتَص.
- الجلحاء : التي لا قرن لها.
- القرناء : التي لها قرن.
- أهلها : أي: أصحابها.

فوائد الحديث:

١. عدل الله تعالى وأنه يقاص عباده يوم القيامة، والتقاص يكون بأخذ حسنات الظالم وطرح سيئات المظلوم.
٢. يحشر الله تعالى الحيوانات ليقتص منها إقامة للعدل.
٣. الحث على المبادرة لأداء الحقوق إلى أصحابها.

المصادر والمراجع:

-صحيح مسلم؛ للإمام مسلم بن الحجاج، حققه ورقمه محمد فؤاد عبد الباقي، دار عالم الكتب-الرياض، الطبعة الأولى، ١٤١٧هـ - شرح رياض الصالحين؛ للشيخ محمد بن صالح العثيمين، مدار الوطن، الرياض، ١٤٢٦هـ - بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين؛ تأليف سليم الهلالي، دار ابن الجوزي- الطبعة الأولى١٤١٨ه - نزهة المتقين شرح رياض الصالحين؛ تأليف د. مصطفى الخِن وغيره، مؤسسة الرسالة-بيروت، الطبعة الرابعة عشر، ١٤٠٧هـ -- تطريز رياض الصالحين؛ تأليف فيصل آل مبارك، تحقيق د. عبد العزيز آل حمد، دار العاصمة-الرياض، الطبعة الأولى، ١٤٢٣هـ.

الرقم الموحد: (5824)

لقَد رَأَيْتُنِي سابع سَبْعة من بَني مُقَرِّنٍ ما لنا خَادم إلا واحِدةٌ لَطَمَهَا أصْغَرُنَا فَأَمَرَنَا رسول الله -صلى الله عليه وسلم- أن نُعْتِقَهَا

مجھے معلوم ہے کہ میں مقرن کے سات بیٹوں میں سے ساتواں تھا۔ ہمارے پاس صرف ایک خادمہ تھی۔ ہمارے سب سے چھوٹے بھائی نے اسے طمانچہ ماردیا تو رسول اللہ ﷺ نے ہمیں حکم دیا کہ ہم اسے آزاد کردیں۔

١٧٢٤. الحديث:

عن أبي علي سويد بن مُقَرِّن -رضي الله عنه- قال: لقد رَأَيْتُنِي سابع سبعة من بني مُقَرِّن ما لنا خادم إلا واحدة لطمها أصغرنا فأمرنا رسول الله -صلى الله عليه وسلم- أن نعتقها وفي رواية: «سابع إخوة لي».

١٧٢٤. حدیث:

ابو علی سوید بن مقرن رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: مجھے معلوم ہے کہ میں مقرن کے سات بیٹوں میں سے ساتواں تھا (یعنی ہم سات بھائی تھے)۔ ہمارے پاس صرف ایک خادمہ تھی۔ ہمارے سب سے چھوٹے بھائی نے اسے طمانچہ ماردیا تو رسول اللہ ﷺ نے ہمیں حکم دیا کہ ہم اسے آزاد کردیں۔ ایک روایت میں «سابع اِخوة لي» کے الفاظ ہیں۔ یعنی میں اپنے بھائیوں میں ساتواں تھا۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

يخبر سويد بن مقرن فيقول كنت واحدًا من سَبْعة إخوة من بَني مُقَرِّنٍ كلهم صحابة مهاجرون، لم يشاركهم أحدٌ في ذلك: وهو اجتماع سبعة من الإخوة في الهجرة، وليس لنَا من يقوم على خِدمتنا نحن السَّبْعة إلا مملوكة واحدة،. فضَربها أصغرنا على خَدِّها. فأمرنا -صلى الله عليه وسلم- أن نحررها من العبودية؛ ليكون اعتاقها كفَّارة عن ضَرِبها.

اجمالی معنیٰ:

سوید بن مقرن بتا رہے ہیں کہ میں بنی مقرن کے سات بھائیوں میں سے ایک تھا جو سب کے سب صحابہ اور مہاجر تھے۔ اس خصوصیت میں کوئی اور شخص ان کا شریک نہیں۔ ہم ساتوں کی خدمت کے لئے ایک ہی باندی تھی۔ ہم میں سے سب سے چھوٹے نے اس کے گال پر تھپڑ ماردیا۔ تو آپ ﷺ نے ہمیں حکم دیا کہ ہم اسے غلامی سے آزاد کردیں تاکہ اس کی آزادی اسے مارنے کا کفارہ بن جائے۔

راوي الحديث: رواه مسلم.

التخريج: أبو علي سُويد بن مُقَرِّنٍ -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- لَطَمَهَا : ضرب خدَّها.
- رأيتني : علمتني.
- فيعتقها : العتق تحرير الرقاب يعني أن يكون هناك إنسان مملوك فيخلصه سيده ويجعله حرًّا.

فوائد الحديث:

١. غلظ تعذيب المملوك والاعتداء عليه.
٢. وجوب الرفق بالمملوك والإحسان إليه.
٣. يُندب إعتاق المملوك كَفَّارة عن ضَربه أو تعذيبه.
٤. مشروعية المبادرة بالحسنة بعد السيئة، وفي الحديث: "وأَتْبِعِ السَيئة الحسنة تَمْحُها."
٥. جواز الاشتراك في المملوك للخدمة، ولو كثر عدد المشتركين لكن لا يكلف فوق ما يطيق.
٦. حرص الإسلام على حقوق العامل وحقوق الإنسان عمومًا.

المصادر والمراجع:

نزهة المتقين، تأليف: مصطفى الخن وآخرون، الناشر: مؤسسة الرسالة، الطبعة الأولى: ١٣٩٧ هـالطبعة الرابعة عشر ١٤٠٧ هـ كنوز رياض الصالحين، تأليف: حمد بن ناصر بن العمار ، الناشر: دار كنوز أشبيليا، الطبعة الأولى: ١٤٣٠ هـ بهجة الناظرين، تأليف: سليم بن عيد الهلالي، الناشر: دار ابن الجوزي ، سنة النشر: ١٤١٨ هـ- ١٩٩٧م صحيح مسلم، تأليف: مسلم بن الحجاج النيسابوري، تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي الناشر: دار إحياء التراث العربي – بيروت. رياض الصالحين، تأليف : محيي الدين يحيى بن شرف النووي ، تحقيق: د. ماهر بن ياسين الفحل ، الطبعة: الأولى، ١٤٢٨ هـ شرح رياض الصالحين-العثيمين -الناشر: دار الوطن للنشر، الرياض-الطبعة: ١٤٢٦ هـدليل الفالحين -لابن علان الصديقي -دار الكتاب العربي - بيروت.

الرقم الموحد: (8894)

لقاب قوس في الجنة خير مما تطلع عليه الشمس أو تغرب

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جنت میں ایک کمان کے برابر جگہ، دنیا کی ان تمام چیزوں سے بہتر ہے، جن پر سورج طلوع یا غروب ہوتا ہے“۔ متفق علیہ۔

١٧٢٥. الحديث:

عن أبي هريرة -رضي الله عنه- أن رسول الله -صلى الله عليه وسلم- قال: «لَقَابُ قَوْسٍ في الجنة خيرٌ مما تَطلُع عليه الشمس أو تَغْرُب».

١٧٢٥. حدیث:

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جنت میں ایک کمان کے برابر جگہ، دنیا کی ان تمام چیزوں سے بہتر ہے، جن پر سورج طلوع یا غروب ہوتا ہے“۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

في الحديث بيان عظم ثواب المؤمن في الجنة، وحقارة الدنيا، حيث إن هذا القدر من الجنة وهو قاب القوس خير مما في الدنيا من النعيم أجمع، لنفاسته ولدوامه وبقائه، جعلنا الله من أهلها.

اجمالی معنی:

اس حدیث میں جنت میں مومن کو حاصل ہونے والے عظیم اجر و ثواب اور دنیا کی بے وقعتی کو اس اعتبار سے بیان کیا گیا ہے کہ جنت کی یہ معمولی مقدار یعنی ایک کمان کے برابر معمولی جگہ، دنیا میں پائی جانے والی تمام نعمتوں سے بہتر ہے؛ کیوں کہ جنت کی ان نعمتوں میں ہر قسم کی نفاست و پاکیزگی ہے۔ اس میں ہمیشگی اور بقا و پائیداری ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اہلِ جنت میں شامل فرمادے۔

راوي الحديث: رواه البخاري.

التخريج: أبو هريرة -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- لقاب قوس : قدر ما بين المقبض والسية من القوس، ولكل قوس قابان، والسية: طرفها المنحني.

فوائد الحديث:

١. تعظيم نعمة الجنة، وتحقير للدنيا وما فيها؛ فنعيم الجنة دائم لا ينقطع ومتاع الدنيا قليل حقير زائل.
٢. أن هذا القدر اليسير من الجنة -المذكور في الحديث- خير مما في الدنيا أجمع، لنفاسته ولدوامه وبقائه.

المصادر والمراجع:

-صحيح البخاري -أبو عبد الله محمد بن إسماعيل بن إبراهيم بن المغيرة الجعفي البخاري, تحقيق محمد زهير بن ناصر الناصر -الناشر : دار طوق النجاة -الطبعة : الأولى ١٤٢٢هـ - تطريز رياض الصالحين, فيصل بن عبد العزيز بن فيصل ابن حمد المبارك الحريملي النجدي, المحقق: د. عبد العزيز بن عبد الله آل حمد, دار العاصمة للنشر والتوزيع، الرياض, الطبعة: الأولى، ١٤٢٣ هـ - ٢٠٠٢ م - بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين –سليم الهلالي دار ابن الجوزي –الطبعة الأولى١٤١٨ . - نزهة المتقين شرح رياض الصالحين, مصطفى سعيد الخن، مصطفى البغا، محي الدين مستو، علي الشربجي، محمد أمين لطفي, مؤسسة الرسالة, سنة النشر: ١٤٠٧ – ١٩٨٧, رقم الطبعة: ١٤) -دليل الفالحين لطرق رياض الصالحين, محمد علي بن محمد البكري, اعتنى بها: خليل مأمون شيحا, الناشر: دار المعرفة, بيروت – لبنان, الطبعة: الرابعة، ١٤٢٥ هـ - ٢٠٠٤ م.

الرقم الموحد: (8352)

لقد انقطعت في يدي يوم مؤتة تسعة أسياف، فما بقي في يدي إلا صفيحة يمانية

غزوہ موتہ میں میرے ہاتھ پر نو تلواریں (لڑتے لڑتے) ٹوٹ گئیں اور میرے ہاتھ میں صرف ایک یمنی تلوار باقی بچی۔

١٧٢٦. الحديث:

عن أبي سليمان خالد بن الوليد -رضي الله عنه- قال: لقد انقطعت في يدي يوم مُؤْتَةَ تسعة أسياف، فما بقي في يدي إلا صَفِيحَةٌ يمانية.

١٧٢٦. حدیث:

ابو سلیمان خالد بن ولید- رضی اللہ عنہ- بیان کرتے ہیں کہ غزوۂ موتہ میں میرے ہاتھ پر نو تلواریں (لڑتے لڑتے) ٹوٹ گئیں اور میرے ہاتھ میں صرف ایک یمنی تلوار باقی بچی۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

خالد بن الوليد -رضي الله عنه- سيف الله، وفارس الإسلام، وليث المشاهد، وقائد المجاهدين، كان من أشراف قريش في الجاهلية، أسلم قبل فتح مكة، وكان في غزوة أحد في جيش قريش المشركين ثم أسلم، وفي هذا دليل على كمال قدرة الله -عز وجل-؛ وأنه بيده أَزِمَّة الأمور، وأنه يضل من يشاء ويهدي من يشاء، وهو يخبر عن تكسر الأسياف التسعة في يده في مؤتة، في السنة الثامنة من الهجرة، وهذا من شجاعته -رضي الله عنه-، ولم يصمد معه إلا سيف عريض من سيوف اليمن.

اجمالی معنی:

خالد بن ولید - رضی اللہ عنہ - کی تلوار، اسلام کے شہسوار، میدان جہاد کے شیر اور مجاہدین کے سالار ہیں۔ زمانۂ جاہلیت میں ان کا شمار قریش کے بڑے لوگوں میں ہوتا تھا۔ انھوں نے فتح مکہ سے پہلے اسلام قبول کیا۔ غزوۂ احد میں وہ قریش کے لشکر کے ساتھ تھے۔ بعدازاں انہوں نے اسلام قبول کر لیا۔ یہ اللہ تعالی کی قدرتِ کاملہ کی دلیل ہے اور اس سے اس بات کی نشاندہی ہوتی ہے کہ زمام کار اللہ ہی کے ہاتھ میں ہے، وہ جسے چاہتا ہے گمراہ ہونے کے لیے چھوڑ دیتا ہے اور جسے چاہتا ہے ہدایت دے دیتا ہے۔ خالد بن ولید جنگ موتہ میں اپنے ہاتھوں ٹوٹنے والی تلواروں کی بابت بتا رہے ہیں۔ یہ ان کی شجاعت کی دلیل ہے۔ اللہ تعالی اُن سے راضی وخوش ہو۔

راوي الحديث: رواه البخاري.

التخريج: أبو سليمان خالد بن الوليد -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- مؤتة : موضع بقرب الشام كانت فيها غزوة مؤتة.
- صفيحة : سيف يماني.

فوائد الحديث:

١. فضل وشجاعة خالد بن الوليد -رضي الله عنه- وقوة بأسه، وثباته في الحروب.

٢. كثرة القتلى من الروم في معركة مؤتة وإلا لما انقطع في خالد تسعة أسياف.

٣. فضل الجهاد في سبيل الله -تعالى-.

المصادر والمراجع:

صحيح البخاري -أبو عبد الله محمد بن إسماعيل بن إبراهيم بن المغيرة الجعفي البخاري تحقيق محمد زهير بن ناصر الناصر -الناشر : دار طوق النجاة -الطبعة : الأولى ١٤٢٢هـ بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين، تأليف سليم بن عيد الهلالي، دار ابن الجوزي. رياض الصالحين، تأليف محيي الدين النووي، تحقيق عصام موسى هادي، ط: وزارة الأوقاف والشؤون الإسلامية بدولة قطر. شرح رياض الصالحين، المؤلف : محمد بن صالح بن محمد العثيمين. نزهة المتقين شرح رياض الصالحين، تأليف د/ مصطفى الخن، د/ مصطفى البغا، محيي الدين مستو، علي الشربجي، محمد أمين لطفي، مؤسسة

الرسالة، ط:الرابعة عشر١٤٠٧ دليل الفالحين لطرق رياض الصالحين، تأليف محمد علي بن محمد علان. كنوز رياض الصالحين، تأليف حمد بن ناصر العمار، دار كنوز إشبيليا، ط١-١٤٣٠ه.

الرقم الموحد: (8407)

لقد أوتيت مزمارا من مزامير آل داود

"تمھیں آل داود کی خوش الحانیوں (اچھی آوازوں) میں سے ایک خوش الحانی دی گئی ہے۔"

١٧٢٧. الحديث:

عن أبي موسى الأشعري -رضي الله عنه-: أن رسول الله -صلى الله عليه وسلم- قال له: «لقد أُوتيت مِزْمَاراً من مزامير آل داود». وفي رواية لمسلم: أنّ رسول الله -صلى الله عليه وسلم- قال له: «لو رَأيتَنِي وأنا أستمع لقراءتك البارحة».

١٧٢٧. حدیث:

ابو موسی اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ان سے فرمایا: ”تمھیں آل داود کی خوش الحانیوں (اچھی آوازوں) میں سے ایک خوش الحانی دی گئی ہے“۔ صحیح مسلم کی ایک روایت میں یہ الفاظ مروی ہیں کہ آپ ﷺ نے ان سے فرمایا: ”اگر تم مجھے دیکھ لیتے، جب کہ گزشتہ رات میں تمھاری قرات سن رہا تھا“ (تو یقینا خوش ہوجاتے)۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

عن أبي موسى الأشعري -رضي الله عنه- أن رسول الله -صلى الله عليه وسلم- قال له لما سمع قراءته الجميلة المرتلة: (لقد أوتيت مزمارا من مزامير آل داود)، وقوله: "لقد أوتيت"، أي: أعطيت، : "مزماراً من مزامير آل داود"، أي داود نفسه، وداود عنده صوت حسن جميل رفيع، حتى قال الله تعالى: "يا جبال أوّبي معه والطير، وألنّا له الحديد" سبأ: ١٠، وآل فلان قد يطلق على الشخص نفسه؛ لأن أحداً منهم لم يُعطَ من حسن الصوت ما أعطيه داود.

اجمالی معنی:

ابو موسی اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے جب ان کی ترتیل کے ساتھ پڑھی گئی دل کش و دل نشین تلاوت سماعت فرمائی، تو ان سے فرمایا: "تمھیں آل داود کی خوش الحانیوں (اچھی آوازوں) میں سے ایک خوش الحانی دی گئی ہے۔" یعنی خود داؤد علیہ السلام ہی کی خوش الحانی۔ دراصل داؤد علیہ السلام کو بہت بلند، دل لبھانے والی عمدہ ترین آواز عطا کی گئی تھی، حتی کہ خود اللہ تعالیٰ نے فرمایا: "يَا جِبَالُ أَوِّبِي مَعَهُ وَالطَّيْرَ ۖ وَأَلَنَّا لَهُ الْحَدِيدَ" (ترجمہ: اے پہاڑو! اس کے ساتھ رغبت سے تسبیح پڑھا کرو اور پرندوں کو بھی (یہی حکم ہے) اور ہم نے اس کے لیے لوہا نرم کردیا۔) (سورۃ سبا: ١٠) 'آل فلان' کا اطلاق کبھی خود اسی شخص پر ہوتا ہے؛ کیوں کہ آل داؤد میں سے کسی کو بھی وہ دل کش و دل نشین آواز عطا نہیں کی گئی، جو داؤد علیہ السلام کو عطا کی گئی تھی۔

راوي الحديث: متفق عليه.

التخريج: أبو موسى الأشعري -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين

معاني المفردات:

- مزماراً : المراد: الصوت الحسن، وأصله الآلة، وأطلق اسمه على الصوت للمشابهة.
- آل داود : المراد: داود النبي عليه السلام من أنبياء بني إسرائيل
- البارحة : أقرب ليلة مضت.

فوائد الحديث:

١. -4مكانة أبي موسى الأشعري رضي الله عنه وحسن صوته ومدح النبي صلى الله عليه وسلم له
٢. -5فضل نبي الله داود عليه السلام
٣. -1استحباب تحسين الصوت بالقرآن؛ لأن ذلك يزيد القرآن حلاوة ونفوذاً إلى قلوب السامعين.
٤. -2استحباب الاستماع إلى القرآن والإنصات له.

٥. -3الجهر بالعبادة قد يكون في بعض المواضع أفضل من الإسرار.

المصادر والمراجع:

/ 1 بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين؛ تأليف سليم الهلالي، دار ابن الجوزي. ٢/تطريز رياض الصالحين؛ تأليف فيصل آل مبارك، تحقيق د. عبدالعزيز آل حمد، دار العاصمة-الرياض، الطبعة الأولى، ١٤٢٣هـ ٣/دليل الفالحين لطرق رياض الصالحين؛ لمحمد بن علان الشافعي، دار الكتاب العربي-بيروت. ٤/رياض الصالحين من كلام سيد المرسلين؛ للإمام أبي زكريا النووي، تحقيق د. ماهر الفحل، دار ابن كثير-دمشق، الطبعة الأولى، ١٤٢٨هـ ٥/شرح رياض الصالحين؛ للشيخ محمد بن صالح العثيمين، مدار الوطن، الرياض، ١٤٢٦هـ ٦/شرح صحيح مسلم؛ للإمام محي الدين النووي، دار الريان للتراث-القاهرة، الطبعة الأولى، ١٤٠٧هـ ٧/صحيح البخاري –عناية محمد زهير الناصر، دار طوق النجاة، الطبعة الأولى، ١٤٢٢هـ ٨/صحيح مسلم؛ حققه ورقمه محمد فؤاد عبدالباقي، دار عالم الكتب-الرياض، الطبعة الأولى، ١٤١٧هـ ٩/كنوز رياض الصالحين؛ فريق علمي برئاسة أ.د. حمد العمار، دار كنوز إشبيليا-الرياض، الطبعة الأولى، ١٤٣٠هـ ١٠/نزهة المتقين شرح رياض الصالحين؛ تأليف د. مصطفى الخِن وغيره، مؤسسة الرسالة-بيروت، الطبعة الرابعة عشر، ١٤٠٧هـ.

الرقم الموحد: (6212)

للعبد المملوك المصلح أجران	غلام جوکسی کی ملکیت میں ہو اور نیکوکار ہو تو اسے دو ثواب ملتے ہیں۔
١٧٢٨. الحديث: عن أبي هريرة -رضي الله عنه- قال: قال رسول الله -صلى الله عليه وسلم-: «للعبد المملوك المصلح أجران»، والذي نفس أبي هريرة بيده لولا الجهاد في سبيل الله والحج، وبر أمي، لأحببت أن أموت وأنا مملوك.	**١٧٢٨. حدیث :** ابو ہُریرہ -رضی اللہ عنہ- سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا : "غلام جوکسی کی ملکیت میں ہو اور نیکوکار ہو تو اسے دو ثواب ملتے ہیں"۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں ابو ہریرہ کی جان ہے اگر جہاد فی سبیل اللہ، حج بیت اللہ اور میری والدہ کی خدمت کرنی نہ ہوتی تو مجھے یہ بات زیادہ پسند تھی کہ میں غلام رہ کر مرتا۔
درجة الحديث: صحيح	**حدیث کا درجہ :** صحیح
المعنى الإجمالي: قال أبو هريرة -رضي الله عنه-: قال رسول الله -صلى الله عليه وسلم-: للعبد المملوك الناصح لسيده والقائم بحق ربه أجران؛ لقيامه بحق الله -تعالى- من العبادات وقيامه بحق سيده من الخدمة. ثم أخبر أبو هريرة -رضي الله عنه- أنه لولا أن المملوك لا جهاد عليه، ولولا قيامه ببر أمه بالنفقة والخدمة، لأحب أن يموت وهو مملوك لما فيه من أجر.	**اجمالی معنیٰ :** ابو ہریرہ -رضی اللہ عنہ- سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا : ایسے غلام کے لیے دُہرا اجر ہے جو اپنے مالک کا خیر خواہ اور اپنے رب کے حقوق کو قائم کرنے والا ہو، ایک عبادت کرکے اللہ تعالیٰ کا حق ادا کرنے کی وجہ سے اور دوسرے آقا کی خدمت کرکے اس کا حق ادا کرنے کی وجہ سے۔ پھر ابو ہریرہ - رضی اللہ عنہ - نے فرمایا کہ اگر غلام پر جہاد ہوتا اور مجھ پر اپنی والدہ کے خرچے اور خدمت کی ذمہ داری نہ ہوتی تو مجھے غلام رہ کر مرنا زیادہ پسند تھا اس پر ملنے والے اجر کی خاطر۔

راوي الحديث: متفق عليه.
التخريج: أبو هريرة -رضي الله عنه-
مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- المصلح : من الصلاح، وهو إحسان العبادة والنصح للسيد.
- لولا الجهاد : لولا فضل القيام بأعمال الجهاد وأنَّ الرق يمنع منها.
- وأنا مملوك : أي: لأنال الأجر مضاعفاً.

فوائد الحديث:

١. فضل المملوك الذي يُؤدي حق الله وحق مواليه.
٢. صلاح العبد يكون بإحسان العبادة والنصح للسيد.
٣. فضل الجهاد والحج والحث على بر الوالدين وخاصة الأم.
٤. العبد المملوك لا جهاد عليه ولا حج في حال العبودية.
٥. فضل أبي هريرة -رضي الله عنه-.
٦. مواساة الضعفاء من العبيد ومن في معناهم وتطييب خاطرهم وحثهم على الصبر على ما امتحنوا به وأن يحتسبوا ذلك عند ربهم تبارك وتعالى.

المصادر والمراجع:

صحيح البخاري،نشر: دار طوق النجاة (مصورة عن السلطانية بإضافة ترقيم ترقيم محمد فؤاد عبد الباقي)، الطبعة: الأولى، ١٤٢٢هـ. صحيح مسلم، ترقيم محمد فؤاد عبد الباقي، دار إحياء التراث العربي، بيروت. نزهة المتقين شرح رياض الصالحين لمجموعة من الباحثين، مؤسسة الرسالة، الطبعة الرابعة عشر، ١٤٠٧هـ . دليل الفالحين لطرق رياض الصالحين لمحمد بن علان الصديقي، دار الكتاب العربي. كنوز رياض الصالحين بإشراف حمد

العمار, دار كنوز إشبيليا, الطبعة الأولى, ١٤٣٠ه . بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين، لسليم الهلالي, دار ابن الجوزي. شرح رياض الصالحين لابن عثيمين , دار مدار الوطن للنشر، الرياض, الطبعة : ١٤٢٦ هـ.

الرقم الموحد: (6388)

لله أَرْحَمُ بِعِبَادِهِ مِنْ هَذِهِ بِوَلَدِهَا

اللہ اپنے بندوں پر اس سے بھی زیادہ رحم کرنے والا ہے جتنا یہ عورت اپنے بچہ پر مہربان ہے۔

١٧٢٩. الحديث:

عن عمر بن الخطاب -رضي الله عنه- قال: قَدِمَ رسولُ اللهِ -صلى الله عليه وسلم- بِسَبْيٍ فإذا امرأةٌ مِنَ السَّبْيِ تَسْعَى، إِذْ وَجَدَتْ صَبِيًّا في السَّبْيِ أَخَذَتْهُ فَأَلْزَقَتْهُ بِبَطْنِهَا فَأَرْضَعَتْهُ، فقال رسولُ اللهِ -صلى الله عليه وسلم-: «أَتَرَوْنَ هَذِهِ المرأةَ طَارِحَةً وَلَدَهَا في النَّارِ؟» قلنا: لا واللهِ. فقال: «للهُ أَرْحَمُ بِعِبَادِهِ مِنْ هَذِهِ بِوَلَدِهَا».

١٧٢٩. حدیث:

عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس کچھ قیدی آئے قیدیوں میں ایک عورت تھی جو دوڑ رہی تھی، اتنے میں ایک بچہ اس کو قیدیوں میں ملا اس نے جھٹ اسے اپنے پیٹ سے لگا لیا اور اس کو دودھ پلانے لگی۔ ہم سے رسول اللہ ﷺ نے پوچھا: کیا تم خیال کر سکتے ہو کہ یہ عورت اپنے بچہ کو آگ میں ڈال سکتی ہے؟۔ ہم نے عرض کیا کہ اللہ کی قسم نہیں۔ آپ ﷺ نے اس پر فرمایا کہ اللہ اپنے بندوں پر اس سے بھی زیادہ رحم کرنے والا ہے جتنا یہ عورت اپنے بچہ پر مہربان ہے۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

جيء لرسول الله -صلى الله عليه وسلم- بأسرى، فإذا امرأة تسعى تبحث عن ولدها، إذ وجدت صبيًّا في السبي فأخذته وألصقته ببطنها رحمة له وأرضعته؛ فعلم النبي -صلى الله عليه وسلم- أصحابه أن رحمة الله أعظم من رحمة الأم لولدها.

اجمالی معنی:

رسول اللہ ﷺ کے پاس کچھ قیدی لائے گئے۔ اتنے میں ایک عورت دوڑتی ہوئی آئی۔ اسے قیدیوں میں ایک بچہ ملا جسے اس نے اٹھا کر شفقت بھرے انداز میں اپنے پیٹ سے لگا لیا اور اسے دودھ پلانے لگی۔ اس پر نبی ﷺ نے اپنے صحابہ کو بتایا کہ اللہ کی رحمت ماں کی رحمت سے کہیں زیادہ ہے۔

راوي الحديث: متفق عليه.

التخريج: عمر بن الخطاب -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- بسبي : السبي: الأسرى.
- تسعى : تعدو وتركض.
- أترون : أتعتقدون أو تظنون؟

فوائد الحديث:

١. رحمة الله تعالى بعباده، وأنه يريد لهم الخير وأن ينقذهم من النار.
٢. الاستفادة من الحوادث وربطها في التوجيه والتعليم.
٣. فيه إشارة إلى أنه ينبغي للمرء أن يجعل تعلقه في جميع أموره بالله وحده.

المصادر والمراجع:

دليل الفالحين لطرق رياض الصالحين، لابن علان، نشر دار الكتاب العربي. نزهة المتقين شرح رياض الصالحين، لمصطفى الخن وآخرين، نشر: مؤسسة الرسالة، الطبعة: الرابعة عشر، ١٤٠٧ه ١٩٨٧م. تطريز رياض الصالحين، لفيصل الحريملي، نشر: دار العاصمة، الرياض، الطبعة: الأولى، ١٤٢٣هـ - ٢٠٠٢م. صحيح البخاري، نشر: دار طوق النجاة (مصورة عن السلطانية بإضافة ترقيم ترقيم محمد فؤاد عبد الباقي)، الطبعة: الأولى، ١٤٢٢ه. صحيح مسلم، تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي، نشر: دار إحياء التراث العربي – بيروت.

الرقم الموحد: (10095)

١٧٣٠. الحديث:

عن أبي هريرة -رضي الله عنه- عن النبي -صلى الله عليه وسلم- قال: «لم يتكلَّم في المهد إلا ثلاثة: عيسى ابن مريم، وصاحب جرَيج، وكان جُريج رجلًا عابِدا، فاتخذ صَوْمَعَة فكان فيها، فأتته أمه وهو يصلي، فقالت: يا جريج، فقال: يا رَبِّ أُمِّي وصلاتي فأقبل على صلاته فانْصَرفت. فلمَّا كان من الغَدِ أَتَتْهُ وهو يصلي، فقالت: يا جُريج، فقال: أي رَبِّ أمِّي وصلاتي، فأقبل على صلاته، فلمَّا كان من الغَدِ أَتَتْهُ وهو يصلي، فقالت: يا جُريج، فقال: أي رَبِّ أمِّي وصلاتي، فأقبل على صلاته، فقالت: اللَّهُمَّ لاَ تُمِتْهُ حتى يَنظر إلى وجوه المُومِسَاتِ. فتذاكر بَنُو إسرائيل جُريجا وعبادته، وكانت امرأة بَغِيٌّ يُتَمَثَّلُ بحُسنها، فقالت: إن شِئتم لأَفْتِنَنَّهُ، فتعرَّضت له، فلم يَلتَفت إليها، فأتت راعِيا كان يَأوِي إلى صَوْمَعَتِهِ، فَأَمْكَنَتْه من نَفسِها فوقع عليها، فحملت، فلمَّا ولدت، قالت: هو من جُريج، فَأَتَوْهُ فَاسْتَنْزَلُوهُ وهدَمُوا صَومَعته، وجَعَلوا يَضربونه، فقال: ما شَأنُكم؟ قالوا: زَنَيْتَ بهذه البَغِيِّ فولَدَت منك. قال: أين الصَّبي؟ فجاؤُوا به فقال: دَعوني حتى أُصلِّي، فصلَّى فلمَّا انْصرف أتى الصَّبي فَطَعن في بَطنه، وقال: يا غُلام مَنْ أبوك؟ قال: فلانٌ الراعي، فأقبلوا على جُريج يقبلونه ويَتمسَّحون به، وقالوا: نَبْنِي لك صَوْمَعَتَكَ من ذهب. قال: لا، أعِيدُوها من طين كما كانت، ففعلوا. وبينا صبي يَرضع من أُمِّهِ فمرَّ رجل راكب على دابة فَارِهة وَشَارَةٍ حسَنَة، فقالت أمه: اللَّهُمَّ اجعل ابْني مثل هذا، فَترك الثَّدْي وأَقْبَلَ إليه فنَظَر إليه، فقال: اللَّهم لا تجعلني مثْلَه، ثم أقْبَلَ على ثَدْيه فجعل يَرتضع»، فكأني أنظر إلى رسول الله -صلى الله عليه وسلم- وهو يَحكي ارتْضَاعه بِأُصْبَعِهِ السَّبَّابَة في فِيه، فجعل يَمُصُّهَا، قال: «ومَرُّوا بجارية وهم يَضْرِبُونها، ويقولون: زَنَيْتِ سَرقت، وهي تقول: حَسبي الله ونعم الوكيل. فقالت أمه: اللَّهم لا تجعل ابني مِثلها، فترك الرَّضاع ونظر إليها، فقال: اللَّهم

١٧٣٠. حدیث:

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا کہ گود میں کسی بچے نے بات نہیں کی سوائے تین بچوں کے۔ ایک عیسیٰ علیہ السلام۔ دوسرا جُریج والا بچہ۔ یہ جریج نامی شخص بڑا عبادت گزار تھا۔ اس نے ایک عبادت خانہ بنایا اور اسی میں رہتا تھا۔ وہ نماز پڑھ رہا تھا کہ اس کی ماں آئی اور اسے بلایا کہ اے جریج! تو وہ (دل میں) کہنے لگا کہ یا اللہ! ایک طرف میری ماں ہے تو دوسری طرف میری نماز (میں نماز پڑھے جاؤں یا اپنی ماں کو جواب دوں)؟ آخر وہ نماز ہی میں مصروف رہا۔ اس کی ماں واپس چلی گئی۔ پھر جب دوسرا دن ہوا تو وہ پھر آئی اور پکارا کہ اے جریج! وہ کہنے لگا کہ اے اللہ! میری ماں پکار رہی ہے اور میں نماز میں ہوں۔ (اب میں کیا کروں!)۔ آخر وہ نماز میں ہی لگا رہا۔ پھر اس کی ماں اگلے دن پھر آئی تو وہ نماز پڑھ رہا تھا۔ اس نے پکار لگائی کہ اے جریج! وہ کہنے لگا کہ اے رب! ایک طرف میری ماں ہے اور ایک طرف نماز۔ بہر حال وہ اپنی نماز ہی میں مشغول رہا۔ اس کی ماں نے کہا کہ یا اللہ! اس کو اس وقت تک وفات نہ دینا جب تک یہ فاحشہ عورتوں کا منہ نہ دیکھ لے (یعنی ان سے اس کا سابقہ نہ پڑے)۔ پھر بنی اسرائیل میں جریج کا اور اس کی عبادت کا چرچا ہونے لگا اور بنی اسرائیل میں ایک بدکار عورت تھی جس کی خوبصورتی ضرب المثل تھی۔ وہ بولی اگر تم کہو تو میں جریج کو ابتلاء یا فتنہ میں ڈالوں۔ پھر وہ عورت جریج کے سامنے گئی لیکن جریج نے اس کی طرف کچھ توجہ نہ کی۔ آخر وہ ایک چرواہے کے پاس گئی جو اس کے عبادت خانے میں آیا کرتا تھا اور اس سے زنا کرایا جس سے وہ حاملہ ہو گئی۔ جب اس نے بچہ جنا تو کہنے لگی کہ یہ بچہ جریج کا ہے۔ لوگ یہ سن کر اس کے پاس آئے، اسے نیچے اتارا اور اس کے عبادت خانہ کو گرا دیا اور اس کو مارنے لگے۔ وہ بولا کہ تمہیں کیا ہوا؟ انہوں نے کہا کہ تو نے اس بدکار عورت سے زنا کیا ہے اور اس نے تجھ سے ایک بچے کو جنم دیا ہے۔ جریج نے کہا کہ وہ بچہ کہاں ہے؟ لوگ اس کو لائے تو جریج نے کہا کہ ذرا مجھے چھوڑو میں نماز پڑھ لوں۔ پھر نماز پڑھی اور اس بچہ کے پاس آ کر اس کے پیٹ میں ایک کچوکا لگایا اور بولا کہ اے بچے! تیرا باپ کون ہے؟ وہ بولا کہ فلاں چرواہا ہے۔ یہ سن کر لوگ جریج کی طرف دوڑے اور اس کو بوسہ دینے اور اسے چھونے لگے اور کہنے لگے کہ ہم تیرا عبادت خانہ سونے اور چاندی سے بنائے دیتے ہیں۔ وہ بولا کہ نہیں جیسا تھا ویسا ہی مٹی سے پھر بنا دو۔ تو لوگوں نے بنا دیا۔ (تیسرا) بنی اسرائیل میں ایک بچہ تھا جو اپنی ماں کا دودھ پی رہا تھا کہ اتنے میں ایک بہت عمدہ جانور پر ایک خوش وضع، خوبصورت سوار گزرا۔ تو اس کی ماں اس کو دیکھ کر کہنے لگی کہ یا اللہ! میرے بیٹے کو اس سوار جیسا بنا دے۔ یہ سنتے ہی اس بچے

اجعلني مِثْلَها، فَهُنَالك تَرَاجَعَا الحديث، فقالت: مرَّ رجلٌ حَسَنُ الهَيْئَةِ ، فقلت: اللَّهم اجعل ابْنِي مِثْلَه، فقلت: اللَّهم لا تَجْعَلْنِي مِثْله، ومَرُّوا بهذه الأَمَة وهم يَضربونها ويقولون: زَنَيْتِ سَرقت، فقلت: اللَّهم لا تجعل ابني مِثلها، فقلت: اللَّهم اجعلني مِثلها؟! قال: إن ذلك الرَّجُل كان جبَّارا، فقلت: اللَّهم لا تجعلني مِثْله، وإن هذه يقولون: زَنَيْتِ، ولم تَزْنِ وسَرقْتِ، ولم تَسْرِقْ، فقلت: اللَّهم اجْعَلْنِي مِثْلَهَا».

نے ماں کی چھاتی چھوڑ دی اور سوار کی طرف منہ کر کے اسے دیکھا اور کہنے لگا کہ یا اللہ! مجھے اس کی طرح نہ کرنا۔ اتنی بات کر کے پھر وہ بچہ پستان کی طرف متوجہ ہوا اور دودھ پینے لگا۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ گویا میں (اس وقت) نبی ﷺ کو دیکھ رہا ہوں کہ آپ ﷺ نے اپنی شہادت کی انگلی کو چوس کر دکھایا کہ وہ لڑکا اس طرح چھاتی چوسنے لگا۔ پھر ایک لونڈی ادھر سے گزری جسے لوگ مارتے جاتے تھے اور کہتے تھے کہ تو نے زنا کیا اور چوری کی ہے۔ وہ کہتی تھی کہ مجھے اللہ تعالیٰ ہی کافی ہے اور وہی میرا وکیل ہے۔ تو اس کی ماں نے کہا کہ یا اللہ! میرے بیٹے کو اس کی طرح نہ کرنا۔ یہ سن کر بچے نے پھر دودھ پینا چھوڑ دیا اور اس عورت کی طرف دیکھ کر کہا کہ یا اللہ! مجھے اسی لونڈی کی طرح کرنا۔ اس وقت ماں اور بیٹے میں گفتگو ہوئی تو ماں نے کہا: جب ایک اچھی صورت کا آدمی گزرا تو میں نے کہا کہ یا اللہ! میرے بیٹے کو ایسا کرنا تو تو نے کہا کہ یا اللہ! مجھے ایسا نہ کرنا اور یہ لونڈی جسے لوگ مارتے جاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ تو نے زنا کیا اور چوری کی ہے تو میں نے کہا کہ یا اللہ! میرے بیٹے کو اس کی طرح نہ بنانا اُس پر تو کہتا ہے کہ یا اللہ! مجھے اس کی طرح کرنا (یہ کیا بات ہے)؟ بچہ بولا، وہ سوار ایک ظالم شخص تھا، میں نے دعا کی کہ یا اللہ! مجھے اس کی طرح نہ کرنا اور اس لونڈی پر لوگ تہمت لگا رہے ہیں اور کہہ رہے ہیں کہ تو نے زنا کیا اور چوری کی ہے حالانکہ اس نے نہ زنا کیا ہے اور نہ چوری کی ہے تو میں نے کہا کہ یا اللہ! مجھے اس جیسا بنا دے۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

عن أبي هريرة -رضي الله عنه- عن نبينا -صلى الله عليه وسلم- أنه قال: (لم يتكلم في المهد إلا ثلاثة) والمراد في الأيام الأولى من طفولته، وهم: أولا: عيسى بن مريم -صلى الله عليه وسلم-، وكان آية من آيات الله -عز وجل- وقد تكلم وهو في المهد. ثانيًا: صاحب جريج، وجريج رجل عابد، برأ الله جريجًا من هذه التهمة التي أرادوا إلصاقها به، وأظهر هذه الآية كرامة له، وهي أن ينطق الصبي ببراءته، وذلك أنه اتخذ مكان يخلو فيه للعبادة، فأتته أمه يومًا وهو يصلي، فقالت: يا جريج، فقال: يا رَبِّ أُمِّي وصلاتي. تردد هل يقطع الصلاة ليجيب أمه أم يكمل صلاته، فأقبل على صلاته فذهبت أمه. فلمَّا كان من الغدِ أَتَتْهُ وهو يصلي، فتكرر ما حصل بالأمس، فلمَّا كان من

اجمالی معنی:

مؤلف رحمہ اللہ نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول نبی ﷺ کا فرمان ذکر کیا کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ گود میں صرف تین بچوں نے کلام کیا۔ اول: عیسیٰ بن مریم علیہ السلام جو اللہ کی نشانیوں میں سے ایک نشانی تھے حالانکہ ابھی وہ گود ہی میں تھے۔ دوم: جریج والا بچہ۔ جریج ایک عبادت گزار شخص تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اسے اس تہمت سے بری کیا جسے انہوں نے اس پر لگانے کا ارادہ کیا تھا اور اس نشانی کو اس کے لیے کرامت بنا دیا یعنی ایک بچے کا اس کی صفائی میں بول پڑنا۔ سوم: وہ تیسرا بچہ جس نے گود میں کلام کیا وہ وہ بچہ تھا جو اپنی ماں کی گود میں دودھ پی رہا تھا۔ ایسے میں ایک بہت اچھی سواری پر ایک بہت ہی خوش وضع و خوش پوشاک شخص کا گزر ہوا۔ نبی ﷺ نے اس بچے کے اپنے ماں کی چھاتی سے دودھ پینے کی حالت کو بیان کرنے کے لیے اپنی شہادت کی انگلی اپنے منہ میں ڈالی یہ بیان کرنے کے لیے کہ فی الواقع ایسے ہوا۔ اس بچے نے کہا: اے اللہ! مجھے اس جیسا نہ بنانا۔ پھر لوگ ایک باندی کو لے کر آئے۔ وہ اسے مار رہے تھے اور اس سے کہہ رہے تھے کہ تو نے زنا

الغَدِ أَتَتْهُ وهو يصلي، فتكرر منه ذلك فقالت أمه: اللَّهُمَّ لاَ تُمِتْهُ حتى يَنظر إلى وجوه المُومِسَاتِ أي الزانيات. فتذاكر بَنُو إسرائيل جُريجا وعبادته، وكانت امرأة زانية يُتَمَثَّلُ بحُسنها، فقالت: إن شِئتم لأغرينه حتى يدع صلاته ويقع في الزنى، فتَعرَّضت له، فلم يَلتَفت إليها، فأتت راعِيًا فَأَمْكَنَتْه من نَفسِها فزنى بها، فحملت، فلمَّا ولدت، قالت: هو من جُريج، فَأَتَوْهُ وأنزلوه وهدَمُوا صَومَعتَه، وجَعَلوا يَضربونه، فقال: ما شَأنُكم؟ قالوا: زَنَيْتَ بهذه البَغِيِّ فولَدَت منك. قال: أين الصَّبي؟ فجاؤوا به فقال: دَعوني حتى أُصلِّي، فصلَّى فلمَّا انْصرف أتى الصَّبي فَطَعن بأصبعه في بَطنه، وقال: يا غُلام مَنْ أبوك؟ قال: فلانٌ الراعي، فأقبلوا على جُريج يقبلونه ويَتمسَّحون به، وقالوا: نَبْنِي لك صَوْمَعَتَكَ من ذهب. قال: لا، أعِيدُوها من طين كما كانت، ففعلوا. ثالثًا: هذا الصبي الذي كان مع أمه يرضع، فمر رجل على فرس نفيسة وهيئته حسنة، وحكى النبي -صلى الله عليه وسلم- ارتضاع هذا الطفل من ثدي أمه بأن وضع إصبعه السبابة في فمه يمص، تحقيقا للأمر، فقالت: اللّٰهُمَّ اجعل ابني مثله. فقال الطفل: اللّٰهُمَّ لا تجعلني مثله. ثم أقبلوا بجارية؛ امرأة مملوكة يضربونها ويقولون لها: زنيت، سرقت. وهي تقول: حسبنا الله ونعم الوكيل. فقالت المرأة أم الصبي وهي ترضعه: اللّٰهُمَّ لا تجعل ابني مثلها. فأطلق الثدي، ونظر إليها، وقال: اللّٰهُمَّ اجعلني مثلها. فتراجع الحديث مع أمه؛ طفل يتكلم معها، قالت: إني مررت أو مر بي هذا الرجل ذو الهيئة الحسنة فقلت: اللّٰهُمَّ اجعل ابني مثله، فقلت أنت: اللّٰهُمَّ لا تجعلني مثله، فقال: نعم؛ هذا رجل كان جبارا عنيدا فسألت الله ألا يجعلني مثله. أما المرأة فإنهم يقولون: زنيت وسرقت، وهي تقول: حسبي الله ونعم الوكيل، فقلت: اللّٰهُمَّ اجعلني مثلها. أي اجعلني طاهرا من الزنى والسرقة مفوضا أمري إلى الله، في قولها: حسبي الله ونعم الوكيل.

کیا ہے، تونے چوری کی ہے۔ اور وہ کہہ رہی تھی کہ میرے لیے اللہ ہی کافی ہے اور وہ بہت اچھا کارساز ہے۔ اس عورت نے جو بچے کی ماں تھی اسے دودھ پلاتے ہوئے کہا کہ اے اللہ! میرے بچے کو اس جیسا نہ بنانا۔ اس بچے نے پستان کو چھوڑ کر اسے دیکھا اور کہا اے اللہ! مجھے اِسی جیسا بنانا۔ پھر اس نے اپنی ماں کے ساتھ بات چیت کی۔ بچہ اس عورت کے ساتھ بولنے لگا۔ اس عورت نے کہا کہ میرا اس آدمی پر گزر ہوا یا اس نے کہا کہ یہ خوش حال آدمی میرے پاس سے گزرا تو میں نے کہا ''اے اللہ! میرے بیٹے کو بھی اُسی جیسا بنا دے۔ اس پر تم نے کہا اے اللہ! مجھے اس جیسا نہ بنا۔ بچے نے کہا: ہاں، کیوں کہ وہ شخص ظالم اور سرکش تھا۔ میں نے اللہ تعالی سے دعا کی وہ مجھے اس جیسا نہ بنائے۔ جب کہ عورت کے بارے میں لوگ کہہ رہے تھے کہ تم نے زنا کیا اور چوری کی ہے۔ اور وہ کہہ رہی تھی کہ میرے لیے اللہ کافی ہے اور وہ بہت اچھا کارساز ہے۔ اس پر میں نے کہا کہ اے اللہ! مجھے اُسی جیسا بنا۔ یعنی مجھے زنا سے اور چوری سے پاک رکھ اس حال میں کہ میرا سب کچھ اللہ کے حوالے ہے۔ باندی کے اس قول میں یہی بات تھی کہ میرے لیے اللہ کافی ہے اور وہ بہت اچھا کارساز ہے۔

راوي الحديث: متفق عليه.

التخريج: أبو هريرة ـرضي الله عنه-
مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.
معاني المفردات:

- الصَوْمَعَة : بيت العِبادة عند النصارى ومتَعَبَّد الناسك.
- المُومِسَاتِ : الزَّواني.
- بَغِيٌّ : المرأة الفاجرة.
- طَعَنَ في بَطْنِه : وخَزَه برأس أُصْبُعه في بطنه.
- اسْتَنْزَلُوهُ : أنْزَلُوه.
- حَسْبِيَ الله : كافِيني الله.
- دَابة فَارِهة : حَاذِقة نَفِيسَة.
- الشَّارَةُ : الجَمَال الظاهر في الهيئة والمَلبس.
- فيه : فَمِه.
- تَرَاجَعَا الحديث : حَدَّثت الصَّبي وحَدَّثها.
- الأَمَة : المرأة المملوكة، خلاف الحُرَّة.
- المهد : السرير يهيأ للصبي ويوطأ لينام فيه، والمراد في الأيام الأولى من الطفولة.
- لأفتننه : الفتنة: الاختبار والابتلاء والإعجاب بالشيء.

فوائد الحديث:

١. إيثار إجابة الأم على صلاة التطوع؛ لأن الاستمرار فيها نافلة وإجابه الأم وبرها واجب.
٢. عظم برِّ الوالدين وإجابة دعائهما ولو كان الولد معذورا؛ لكن يختلف الحال في ذلك بحسب المقاصد.
٣. مَكْرُ أهل الباطل بالصالحين قديم؛ فبنوا إسرائيل تآمروا على جريج وحرضوا البغي عليه، فلما ظنوا أنهم أصابوا منه مقتلاً زعموا أنهم يأدبونه للإصلاح، ولو كانوا مصلحين لأقاموا الحد على هذه المرأة البغي.
٤. فيه دليل على صبر جريج، حيث إنه لم ينتقم لنفسه، ولم يكلفهم شططا فيبنون له صومعته من ذهب، وإنما رضي بما كان رضي به أولا من القناعة وأن تبنى من الطين.
٥. أن الوضوء كان معروفا في شرع من قبلنا، فقد ثبت في هذا الحديث في صحيح البخاري: (فتوضأ وصلى).
٦. الالتجاء إلى الله بالصلاة عند الكرْب، وفي الحديث الآخر: (كان إذا حزبه أمر بادر إلى الصلاة).
٧. صاحب الصِّدق مع الله لا تَضُرُّه الفِتن.
٨. قوة يَقِين جُريج وصحة رجائه، لأنه استنطق المولود مع كون العادة أنه لا ينطق؛ ولولا صحة رجائه بنطقه ما استنْطَقه.
٩. ثبوت الكرامة للصالحين من الرجال والنساء، وثبوت المعجزة للأنبياء.
١٠. يجعل الله -تعالى- لأوليائه مخارجًا عند ابتلائهم بالشدائد غالبًا، قال الله -تعالى-: (ومن يتق الله يجعل له مخرجًا) وإنما يتأخر ذلك عن بعضهم في بعض الأوقات تهذيبًا وزيادةً لهم في الثواب.

المصادر والمراجع:

كنوز رياض الصالحين، تأليف: حمد بن ناصر بن العمار ، الناشر: دار كنوز أشبيليا، الطبعة الأولى: ١٤٣٠ هـ بهجة الناظرين، تأليف: سليم بن عيد الهلالي، الناشر: دار ابن الجوزي ، سنة النشر: ١٤١٨ هـ- ١٩٩٧م نزهة المتقين، تأليف: جمعٌ من المشايخ، الناشر: مؤسسة الرسالة، الطبعة الأولى: ١٣٩٧ هـ، الطبعة الرابعة عشر ١٤٠٧ هـ شرح رياض الصالحين، تأليف: محمد بن صالح العثيمين، الناشر: دار الوطن للنشر، الطبعة: ١٤٢٦ هـ رياض الصالحين، تأليف : محيي الدين يحيى بن شرف النووي ، تحقيق: د. ماهر بن ياسين الفحل ، الطبعة: الأولى، ١٤٢٨ هـ دليل الفالحين، تأليف: محمد بن علان، الناشر: دار الكتاب العربي، نسخة الإلكترونية ، لا يوجد بها بيانات نشر . صحيح البخاري، تأليف: محمد بن إسماعيل البخاري، تحقيق: محمد زهير الناصر، الناشر: دار طوق النجاة الطبعة: الأولى، ١٤٢٢هـ صحيح مسلم، تأليف: مسلم بن الحجاج النيسابوري، تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي الناشر: دار إحياء التراث العربي – بيروت. دروس وعبر من صحيح القصص النبوي، تأليف: شحاتة محمد صقر، الناشر: مكتبة دار العلوم، البحيرة (مصر).

الرقم الموحد: (7041)

لم يكن النبي صلى الله عليه وسلم يصوم من شهر أكثر من شعبان

١٧٣١. الحديث:

عن عائشة -رضي الله عنها- قالت: لم يكن النبي -صلى الله عليه وسلم- يصوم مِنْ شهر أكثر من شعبان، فإنّه كان يصوم شعبان كله. وفي رواية: كان يصوم شعبان إلا قليلا.

درجة الحديث: صحيح

المعنى الإجمالي:

عن عائشة -رضي الله عنها- قالت: لم يكن النبي -صلى الله عليه وسلم- يصوم من شهر أكثر من شعبان، فإنه كان يصوم شعبان كله. وفي رواية: كان يصوم شعبان إلا قليلاً. الثاني تفسير للأول وبيان أن قولها: كله، أي: غالبه، وقيل: كان يصومه كله في وقت، ويصوم بعضه في سنة أخرى، وقيل: كان يصوم تارة من أوله، وتارة من آخره، وتارة بينهما، وما يخلي منه شيئاً بلا صيام لكن في سنين، فلهذا ينبغي للإنسان أن يكثر من الصيام في شهر شعبان أكثر من غيره؛ لأن النبي -صلى الله عليه وسلم- كان يصومه، والحكمة من ذلك أنه يكون بين يدي رمضان كالرواتب بين يدي الفريضة، وقيل: في تخصيص شعبان بكثرة الصوم لكونه ترفع فيه أعمال العباد، كما دلت عليه السنة.

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم شعبان سے زیادہ اور کسی مہینے میں روزے نہیں رکھتے تھے۔

١٧٣١. حدیث:

ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شعبان سے زیادہ اور کسی مہینے میں روزے نہیں رکھتے تھے۔ شعبان کے پورے دنوں میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم روزہ سے رہتے۔ ایک اور روایت میں ہے: نبی صلی اللہ علیہ وسلم اس کے صرف چند دن کو چھوڑ کر تقریبا پورا مہینہ ہی روزہ رکھتے تھے۔

حدیث کا درجہ: صحیح

اجمالی معنی:

ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی ﷺ ماہ شعبان سے زیادہ کسی اور مہینے مین روزے سے نہیں رہتے۔ یقینا آپ ﷺ شعبان کا پورا مہینہ روزہ سے رہتے۔ ایک اور روایت میں ہے: چند دنوں کو چھوڑ کر آپ پورا شعبان ہی روزے رکھتے۔ یہ دوسری روایت، پہلی روایت کی تفسیر اور عائشہ رضی اللہ عنہا کے پہلے قول "سارا مہینہ" کی وضاحت ہے کہ سارا مہینہ سے مراد مہینے کا بیش تر حصہ ہے۔ ایک قول یہ ہے کہ کسی سال آپ ﷺ سارا مہینہ روزہ رکھتے اور کسی سال اس ماہ میں کچھ روزے رکھتے۔ ایک قول یہ ہے کہ کسی سال اس ماہ کی ابتدا میں، کبھی اس کے آخر میں اور کبھی اس ماہ کے درمیانی دنوں میں روزے سے رہتے اور عموما اس ماہ کو بلا روزہ نہ چھوڑتے۔ البتہ کبھی کبھی کچھ دن چھوڑ بھی دیتے۔ لہٰذا مناسب یہی ہے کہ انسان دیگر مہینوں کی بہ نسبت ماہ شعبان میں بکثرت روزوں کا اہتمام کرے؛کیوں کہ نبی ﷺ اس ماہ میں روزوں کا بہت اہتمام فرمایا کرتے تھے۔ اس کی حکمت یہ ہے کہ رمضان المبارک کا یہ پیش رو مہینہ ہوتا ہے؛ویسے ہی، جیسے جس طرح فرض کا پیش رو سنن رواتب ہوتے ہیں۔ ایک قول یہ ہے کہ شعبان میں بکثرت روزے رکھنے کو اس لیے خصوصیت دی گئی ہے کہ اس ماہ میں بندوں کے اعمال آسمان دنیا پر چڑھائے جاتے ہیں، جیساکہ سنت سے اس کی دلیل ملتی ہے۔

راوي الحديث: متفق عليه

التخريج: عائشة -رضي الله عنها-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين

فوائد الحديث:

١. فضل صيام شعبان.

٢. الحكمة في تفضيله أنه بمثابة الاستعداد لرمضان، وهو شهر ترفع فيه الأعمال إلى الله -تعالى-.

٣. أنه لا يشرع صومه كله، وإنما الثابت عنه -عليه الصلاة والسلام- صوم أكثره كما هو مقتضى الروايات، وبه تفتي اللجنة الدائمة.

المصادر والمراجع:

/ 1 تطريز رياض الصالحين؛ تأليف فيصل آل مبارك، تحقيق د. عبدالعزيز آل حمد، دار العاصمة-الرياض، الطبعة الأولى، ١٤٢٣هـ ٢/رياض الصالحين من كلام سيد المرسلين؛ للإمام أبي زكريا النووي، تحقيق د. ماهر الفحل، دار ابن كثير-دمشق، الطبعة الأولى، ١٤٢٨هـ ٣/سنن النسائي؛ للإمام أحمد بن شعيب النسائي، حققه مكتب تحقيق التراث الإسلامي، دار المعرفة-بيروت. ٤/شرح رياض الصالحين؛ للشيخ محمد بن صالح العثيمين، مدار الوطن، الرياض، ١٤٢٦هـ ٥/شرح صحيح مسلم؛ للإمام محي الدين النووي، دار الريان للتراث-القاهرة، الطبعة الأولى، ١٤٠٧هـ ٦/صحيح البخاري ،عناية محمد زهير الناصر، دار طوق النجاة، الطبعة الأولى، ١٤٢٢هـ ٧/صحيح الترغيب والترهيب؛ تأليف محمد ناصر الدين الألباني، مكتبة المعارف-الرياض، الطبعة الخامسة. ٨/صحيح مسلم؛ حققه ورقمه محمد فؤاد عبدالباقي، دار عالم الكتب-الرياض، الطبعة الأولى، ١٤١٧هـ - نزهة المتقين شرح رياض الصالحين؛ تأليف د. مصطفى الخِن وغيره، مؤسسة الرسالة-بيروت، الطبعة الرابعة عشر، ١٤٠٧هـ فتاوى اللجنة الدائمة - المجموعة الأولى- : اللجنة الدائمة للبحوث العلمية والإفتاء- جمع وترتيب: أحمد بن عبد الرزاق الدويش

الرقم الموحد: (6213)

لما جاء أهل اليمن قَالَ رسولُ الله -صلى الله عليه وسلم-: قَدْ جَاءكُمْ أَهْلُ اليَمَنِ

جب یمن والے آئے تو اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: ''تمہارے پاس اہلِ یمن آئے ہیں''

١٧٣٢. الحديث:

عن أنس -رضي الله عنه- قَالَ: لَمَّا جَاءَ أَهْلُ اليَمَنِ، قَالَ رسولُ الله -صلى الله عليه وسلم-: "قَدْ جَاءكُمْ أَهْلُ اليَمَنِ" وَهُمْ أَوَّلُ مَنْ جَاءَ بِالمُصَافَحَةِ.

١٧٣٢. حدیث:

انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب یمن والے آئے تو اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: ''تمہارے پاس اہلِ یمن آئے ہیں''، اور یہی وہ لوگ ہیں جو پہلے پہل مصافحہ کرنے کا طریقہ لائے۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

قوله: "قد جاءكم أهل اليمن"، تنويه بشأنهم، وإظهار لفضلهم، ومنهم الأشعريون قوم أبي موسى الأشعري -رضي الله عنهم-، ويدل عليه ما أخرجه أحمد في مسنده (١٥٥/٣)، عن أنس بن مالك قال: قال رسول الله -صلى الله عليه وسلم-: "يقدم عليكم غداً أقوام هم أرق قلوباً للإسلام منكم"، قال: فقدم الأشعريون فيهم أبو موسى الأشعري، فلما دنوا من المدينة جعلوا يرتجزون يقولون: غداً نلقى الأحبه محمداً وحزبه فلما أن قدموا تصافحوا فكانوا هم أول من أحدث المصافحة.

اجمالی معنیٰ:

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان: "قد جاءکم أہل الیمن" (تمہارے پاس اہلِ یمن آئے ہیں) یہ اہلِ یمن کی شان کو بلند کرنا اور ان کی فضیلت کو ظاہر کرنا ہے۔ انہی میں سے اشعری لوگ بھی ہیں جو کہ ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کے قبیلے کے لوگ ہیں۔ اس فضیلت کی دلیل وہ حدیث بھی ہے جسے امام احمد نے اپنی مسند (۱۵۵/۳) میں انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''کل تمہارے پاس ایسے لوگ آئیں گے جن کے دل اسلام کے لیے تم سے زیادہ نرم ہوں گے۔'' انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: چنانچہ اشعری لوگ آئے، ان میں ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ بھی تھے۔ جب وہ لوگ مدینہ طیبہ کے قریب پہنچے تو یہ رجزیہ شعر پڑھنے لگے: غداً نلقی الأحبه محمداً وحزبه یعنی کل ہم اپنے دوستوں یعنی محمد ﷺ اور ان کے ساتھیوں سے ملاقات کریں گے۔ جب یہ لوگ آئے تو انہوں نے مصافحہ کیا۔ چنانچہ یہی وہ پہلے لوگ تھے جنھوں نے مصافحہ کا رواج ڈالا۔

راوي الحديث: رواه أبو داود وأحمد

التخريج: أنس بن مالك -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين

فوائد الحديث:

١. مشروعية المصافحة بتقرير النبي -صلى الله عليه وسلم-.
٢. استحباب ذكر المسلم ما فيه من خصال الخير ليتأسى به.
٣. ينبغي على المسلم أن ينسب الفضل لأهله.
٤. أول من أظهر المصافحة في الناس أهل اليمن.

المصادر والمراجع:

بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين؛ تأليف سليم الهلالي، دار ابن الجوزي. دليل الفالحين لطرق رياض الصالحين؛ لمحمد بن علان الشافعي، دار الكتاب العربي-بيروت. رياض الصالحين من كلام سيد المرسلين؛ للإمام أبي زكريا النووي، تحقيق د. ماهر الفحل، دار ابن كثير-دمشق، الطبعة الأولى، ١٤٢٨هـ. سلسلة الأحاديث الصحيحة؛ للشيخ محمد ناصر الدين الألباني، مكتبة المعارف-الرياض، ١٤١٥هـ. سنن أبي داود؛ للإمام أبي داود سليمان بن الأشعث السجستاني، تعليق عزت الدعاس وغيره، دار ابن حزم-بيروت، الطبعة الأولى، ١٤١٨هـ. المسند؛ للإمام أحمد بن حنبل، نشر

المكتب الإسلامي-بيروت، مصور عن الطبعة الميمنية. نزهة المتقين شرح رياض الصالحين؛ تأليف د. مصطفى الخِن وغيره، مؤسسة الرسالة-بيروت، الطبعة الرابعة عشر، ١٤٠٧هـ.

الرقم الموحد: (6214)

لن يَلِجَ النارَ أحدٌ صَلَّى قبلَ طلوعِ الشمسِ وقبلَ غروبها

جو شخص سورج نکلنے سے پہلے اور سورج ڈوبنے سے پہلے نماز پڑھے گا، وہ ہر گز جہنم کی آگ میں داخل نہ ہوگا۔

١٧٣٣. الحديث:

عن أبي زهير عمارة بن رؤيبة -رضي الله عنه- عن النبي -صلى الله عليه وسلم-: «لن يَلِجَ النار أحد صلى قبل طلوع الشمس وقبل غروبها». عن جرير بن عبد الله البجلي -رضي الله عنه- قال: كنا عند النبي -صلى الله عليه وسلم- فنظر إلى القمر ليلة البدر، فقال: «إنكم سترون ربكم كما تَرَوْنَ هذا القمر، لا تُضَامُونَ في رؤيته، فإن استطعتُمْ أنْ لا تُغْلَبُوا على صلاة قبل طلوع الشمس وقبل غروبها، فافْعَلُوا». وفي رواية: «فنظر إلى القمر ليلة أربع عشرة».

١٧٣٣. حدیث:

ابوزھیر عمارہ بن رؤیبہ ثقفی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جو شخص سورج نکلنے سے پہلے اور سورج ڈوبنے سے پہلے نماز پڑھے گا، وہ ہر گز جہنم کی آگ میں داخل نہ ہوگا۔" یعنی فجر اور عصر کی نمازیں۔ جریر بن عبداللہ البجلی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں کہ ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے چاند کی طرف نظر اٹھائی جو بدر کامل تھا۔ پھر فرمایا کہ تم لوگ اپنے رب کو اسی طرح دیکھوگے، جیسے اس چاند کو دیکھ رہے ہو اور تمھیں اس کے دیدار میں مطلق تکلیف نہ ہوگی۔ لہٰذا اگر ہو سکے، تو سورج کے طلوع اور غروب سے پہلے (فجر اور عصر) کی نمازوں کے پڑھنے میں کوتاہی نہ کرو۔ ایک اور روایت میں یہ الفاظ ہیں: "پس آپ ﷺ نے چاند کی طرف نظر اٹھائی، جو چودھویں رات کا تھا۔"

درجة الحديث: صحيح بروايتيه

حدیث کا درجہ: یہ حدیث اپنی دونوں روایات کے اعتبار سے صحیح ہے۔

المعنى الإجمالي:

معنى حديث عمارة -رضي الله عنه- أنه لن يدخل النار أحد -أصلاً للتعذيب أو على وجه التأبيد- صلى قبل طلوع الشمس، وقبل غروبها، يعني: الفجر والعصر، أي: داوم على أدائهما؛ لأن وقت الصبح يكون عند النوم ولذته، ووقت العصر يكون عند الاشتغال بأعمال النهار وتجارته وتهيئة العشاء، ففيه دليل على خلوص النفس من الكسل ومحبتها للعبادة، ويلزم من ذلك إتيانها ببقية الصلوات الخمس، وأنها إذا حافظت عليهما كانت أشد محافظة على غيرهما، ومن هو كذلك حريّ أن لا يرتكب كبيرة ولا صغيرة وإن فعل تاب، أو أن صغائره المتعلقة بالله -تعالى- تقع مكفرة؛ ثوابًا له على مواظبته، فحينئذ هو لا يلج النار أبداً، والله أعلم. وعن جرير بن عبد الله البجلي -رضي الله عنه- أنهم كانوا مع النبي -صلى الله عليه وسلم- فنظر إلى القمر ليلة البدر -ليلة الرابع عشر-، فقال -صلى الله عليه وسلم-: "إنكم سترون ربكم كما ترون هذا القمر"، -يعني: يوم

اجمالی معنی:

"لن یلج" کے معنی "لن یدخل" ہیں، یعنی ہر گز داخل نہ ہوگا۔ "النار احد" یعنی اس کو کبھی عذاب نہیں دیا جائے گا یا یہ کہ وہ ہمیشہ ہمیشہ کے لیے جہنم میں نہیں رہے گا، "جو آفتاب کے طلوع اور غروب سے قبل نماز ادا کرے" یعنی فجر اور عصر کی نمازوں کی ادائیگی پر ہمیشگی و مستقل مزاجی اختیار کرے؛ کیوں کہ صبح کے وقت انسان میٹھی نیند میں ہوتا ہے اور عصر کے وقت دن بھر کے کاموں، اپنی تجارتی مصروفیات اور شام کے کھانے کی تیاری میں مشغول ہوتا ہے۔ اس عمل کی پابندی سے اس بات کا پتہ چلتا ہے کہ بندۂ مومن کا نفس سستی و کاہلی سے پاک اور عبادت کی محبت سے سرشار ہے۔ اس عبادت کی بجا آوری کا لازمہ یہ ہے کہ وہ دیگر پانچوں نمازوں کو ادا کرتا ہی ہوگا، جب وہ ان دونوں نمازوں کی حفاظت کرلیتا ہے، تو بدرجۂ اولی دیگر نمازوں پر استقامت اختیار کرنے والا ہوگا۔ اور جس کا معاملہ یوں ہوگا، اس سے اسی بات کی توقع کی جاتی ہے کہ اس کی ذات سے کسی چھوٹے بڑے گناہ کا صدور نہ ہوگا، اگر کسی گناہ کا ارتکاب کر بھی بیٹھا، تو توبہ و استغفار کو اپناتا ہوگا۔ اس طرح یہ نمازیں اور توبہ و استغفار، اللہ تعالیٰ کے حقوق سے متعلق تمام چھوٹے گناہوں کا کفارہ ہوجائیں گے۔ لہٰذا وہ کبھی جہنم میں داخل نہ ہوگا۔ واللہ اعلم دوسری روایت میں جریر بن عبداللہ البجلی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ صحابۂ کرام رضی اللہ عنھم، نبی ﷺ کے

القيامة يراه المؤمنون في الجنة كما يرون القمر ليلة البدر، ليس المعنى أن الله مثل القمر؛ لأن الله ليس كمثله شيء، بل هو أعظم وأجل -عز وجل-، لكن المراد من المعنى تشبيه الرؤية بالرؤية، فكما أننا نرى القمر ليلة البدر رؤية حقيقية ليس فيها اشتباه، فإننا سنرى ربنا -عز وجل- كما نرى هذا القمر رؤية حقيقية بالعين دون اشتباه، واعلم أن ألذ نعيم وأطيب نعيم عند أهل الجنة هو النظر إلى وجه الله فلا شيء يعدله، فيقول رسول الله -صلى الله عليه وسلم- لما ذكر أننا نرى ربنا كما نرى القمر ليلة البدر: "فإن استطعتم ألا تغلبوا على صلاة قبل طلوع الشمس وصلاة قبل غروبها، فافعلوا"، والمراد من قوله: "استطعتم ألا تغلبوا على صلاة"، أي: على أن تأتوا بهما كاملتين، ومنها: أن تصلي في جماعة إن استطعتم ألا تغلبوا على هذا، "فافعلوا"، وفي هذا دليل على أن المحافظة على صلاة الفجر وصلاة العصر من أسباب النظر إلى وجه الله -عز وجل-.

ہم راہ تھے کہ آپ ﷺ نے چودھویں رات کے کامل چاند کی طرف دیکھا اور فرمایا: "تم عن قریب اپنے پروردگار کا دیدار اسی طرح کرو گے، جس طرح اس چاند کا مشاہدہ کر رہے ہو"۔ یعنی قیامت کے روز مؤمنین، جنت میں اپنے پروردگار کو اسی طرح دیکھیں گے، جس طرح دنیا میں چودھویں رات کے چاند کو دیکھتے ہیں۔ اس کے یہ معنی نہیں کہ اللہ تعالیٰ کی ذات، چاند کی طرح ہے؛ کیوں کہ اللہ تعالیٰ جیسی کوئی چیز نہیں، بلکہ وہ سب سے زیادہ عظیم اور صاحب جلال ہے۔ یہاں ایک رؤیت کی دوسری رؤیت سے تشبیہ مقصود ہے کہ جس طرح ہم چودھویں رات کے چاند کا اپنی حقیقی آنکھوں سے اس طرح مشاہدہ کرتے ہیں کہ ہمیں اپنی رؤیت میں کسی قسم کا شک وشبہ نہیں ہوتا، اسی طرح ہم اپنے پروردگار عز وجل کا دیدار بغیر کسی شک وشبہ کے اس چاند کو اپنی حقیقی آنکھوں سے دیکھنے کی طرح کریں گے۔ ذہن نشیں رہے کہ اہل جنت کے نزدیک سب سے زیادہ لذیذ اور عمدہ ترین نعمت، اللہ تعالیٰ کا دیدار ہی ہوگا۔ کوئی دوسری شے اس کا متبادل ومساوی نہیں ہوسکتی۔ رسول اللہ ﷺ نے اس عظیم نعمت "جس طرح ہم اس چودھویں رات کے چاند کا نظارہ کر رہے ہیں، اسی طرح اپنے پروردگار کا دیدار کریں گے" کا ذکر کرنے کے بعد فرمایا: "لہٰذا اگر تم سے سورج کے طلوع اور غروب سے پہلے (فجر اور عصر) کی نمازوں کے پڑھنے میں کوتاہی نہ ہوسکے، تو ایسا ضرور کرو" اس سے مراد یہ ہے کہ ان دونوں نمازوں کو کامل طریقے سے ادا کرو اور انھیں کامل طریقے سے ادا کرنے کی صورتوں میں سے ایک یہ ہے کہ انھیں باجماعت ادا کیا جائے اور ہوسکے تو اس معاملے میں سستی و کوتاہی کو غالب آنے نہ دیا جائے۔ اس حدیث میں اس بات کی دلیل ہے کہ نماز فجر اور نماز عصر کی محافظت اور ان کی ادائیگی میں استقامت کے سبب، اللہ عز وجل کا دیدار نصیب ہوگا۔

راوي الحديث: حديث عمارة بن رؤيبة رواه مسلم. حديث جرير بن عبدالله متفق عليه.

التخريج: أبو زهير عمارة بن رؤيبة -رضي الله عنه- جرير بن عبدالله البجلي -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين

معاني المفردات:

- يلج : يدخل.
- لا تضامون : لا يصيبكم ضيم، أي: تعب ومشقة.
- قبل طلوع الشمس وقبل غروبها : الفجر والعصر.

فوائد الحديث:

١. فضل صلاتي الصبح والعصر، فينبغي المحافظة عليهما.
٢. أن من كان محافظاً على هاتين الصلاتين، يكون أشد محافظة على غيرهما من الصلوات.
٣. إثبات البشرى لأهل الإيمان أنهم سيرون الله -تعالى- يوم القيامة، بلا تأويل ولا تعطيل، بل رؤيا حقيقية كرؤية البدر في الوضوح.
٤. من أدى هذه الصلوات يكون غالباً خالي النفس من الكسل والرياء محباً للعبادة.

المصادر والمراجع:

/ 1 بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين؛ تأليف سليم الهلالي، دار ابن الجوزي. ٢/تذكرة المؤتسي شرح عقيدة الحافظ عبدالغني المقدسي؛ تأليف عبدالرزاق بن عبدالمحسن البدر، غراس-الكويت، الطبعة الأولى، ١٤٢٤هـ. ٣/دليل الفالحين لطرق رياض الصالحين؛ لمحمد بن علان الشافعي، دار الكتاب العربي-بيروت. ٤/رياض الصالحين من كلام سيد المرسلين؛ للإمام أبي زكريا النووي، تحقيق د. ماهر الفحل، دار ابن كثير-دمشق، الطبعة الأولى، ١٤٢٨هـ. ٥/شرح رياض الصالحين؛ للشيخ محمد بن صالح العثيمين، مدار الوطن، الرياض، ١٤٢٦هـ. ٦/صحيح البخاري، عناية محمد زهير الناصر، دار طوق النجاة، الطبعة الأولى، ١٤٢٢هـ. ٧/صحيح مسلم؛ حققه ورقمه محمد فؤاد عبدالباقي، دار عالم الكتب-الرياض، الطبعة الأولى، ١٤١٧هـ. ٨/مرقاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح؛ تأليف ملا علي القاري، تحقيق صدقي العطار، دار الفكر-بيروت، الطبعة الأولى، ١٤١٢هـ. ٩/نزهة المتقين شرح رياض الصالحين؛ تأليف د. مصطفى الخِن وغيره، مؤسسة الرسالة-بيروت، الطبعة الرابعة عشر، ١٤٠٧هـ.

الرقم الموحد: (6215)

لو تعلمون ما لكم عند الله تعالى، لأحببتم أن تزدادوا فاقة وحاجة

اگر تم جانتے ہوتے کہ تمھارے لیے اللہ کے ہاں کیا کچھ ہے، تو تم چاہتے کہ تمھارا فاقہ اور ضرورت مندی اور بڑھ جائے۔

١٧٣٤. الحديث:

عن فضالة بن عبيد -رضي الله عنه-: أن رسول الله صلى الله عليه وسلم كان إذا صلى بالناس يَخِرُّ رجال من قامتهم في الصلاة من الخَصَاصَة - وهم أصحاب الصُّفة - حتى يقول الأعراب: هؤلاء مجانين. فإذا صلى رسول الله صلى الله عليه وسلم انصرف إليهم، فقال: «لو تعلمون ما لكم عند الله تعالى، لأحببتم أن تزدادوا فاقة وحاجة»

١٧٣٤. حدیث:

فضالہ بن عبید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب لوگوں کو نماز پڑھاتے، تو کچھ لوگ بھوک کی وجہ سے گر جاتے تھے۔ یہ لوگ اصحاب صفہ تھے۔ یہاں تک کہ (ان کی حالت دیکھ کر) اعرابی لوگ کہتے: یہ لوگ پاگل ہیں۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھا چکتے، تو ان کی طرف مڑ کر فرماتے: "اگر تم جانتے ہوتے کہ تمھارے لیے اللہ کے ہاں کیا کچھ (ثواب) ہے، تو تم چاہتے کہ تمھارا فاقہ اور ضرورت مندی اور بڑھ جائے۔"

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

في الحديث أنه كان رجال يسقطون من قيامهم في الصلاة من الجوع والضعف - وهم من أهل الصُفَّة - زهاد من الصحابة فقراء وغرباء وكانوا سبعين ويقلون حيناً ويكثرون حيناً يسكنون صفة المسجد لا مسكن لهم ولا مال ولا ولد — حتى يظن ناس من البادية أنهم مجانين فقال النبي صلى الله عليه وسلم لهم: لو تعلمون مالكم عند الله من الخير لأحببتم أن تزداد فاقتكم وحاجتكم.

اجمالی معنیٰ:

حدیث میں اس بات کا بیان ہے کہ بھوک اور کمزوری کی وجہ سے کچھ لوگ نماز میں حالت قیام میں گر جاتے۔ یہ زاہد صحابہ، یعنی اہل صفہ تھے جو فقیر اور غریب تھے۔ یہ کل ستر لوگ تھے۔ کبھی کچھ کم ہوجاتے اور کبھی زیادہ۔ یہ مسجد کے چبوترے پر رہا کرتے تھے۔ ان کا کوئی گھر بار نہیں تھا اور نہ ہی ان کے پاس مال یا اولاد تھی۔ یہاں تک کہ بعض دیہاتی انہیں پاگل سمجھتے۔ اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا: اگر تمھیں علم ہوتا کہ اللہ کے ہاں تمہارے لئے کیا خیر محفوظ ہے، تو تمھیں یہ پسند ہوتا کہ تمھارا فاقہ اور حاجت مندی اور بڑھے۔

راوي الحديث: رواه الترمذي

التخريج: فضالة بن عبيد رضي الله عنه.

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين

معاني المفردات:

- يَخِرُّ رجال : يسقط
- من قامتهم : من قيامهم
- الخَصَاصَة : الفاقة والجوع الشديد
- الصُّفة : مكان في مؤخر مسجد النبي صلى الله عليه وسلم ينزلها من لا مأوى له
- الأعراب : سكان البادية

فوائد الحديث:

١. ينبغي على المرء عند الفقر النظر إلى ما ادخر له من الأجر دون التلهف على ما فاته.
٢. بيان لمعيشة أصحاب النبي صلى الله عليه وسلم وما كانوا عليه من الزهد وخشونة العيش مع الصبر وعدم الشكوى
٣. حرص رسول الله صلى الله عليه وسلم على تطييب قلوب أصحابه وأتباعه لما يسمعونه من الكلام الذي يسيء إليهم

المصادر والمراجع:

الجامع الكبير (سنن الترمذي), تأليف: محمد بن عيسى الترمذي, ، تحقيق وتعليق:أحمد محمد شاكر ومحمد فؤاد عبد الباقي وإبراهيم عطوة عوض - شركة مكتبة ومطبعة مصطفى البابي الحلبي - مصر الطبعة: الثانية، ١٣٩٥ هـ - ١٩٧٥ م السلسلة الصحيحة وشيء من فقهها وفوائدها, تأليف: أبو عبدالرحمن محمد ناصر الدين الألباني, الناشر: مكتبة المعارف, ط١ عام ١٤١٥ه. رياض الصالحين, تأليف: أبي زكريا يحيى بن شرف النووي الدمشقي, تحقيق: عصام موسى هادي, الناشر: وزارة الأوقاف والشؤون الإسلامية بقطر, ط٤ ١٤٢٨ه. بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين, تأليف: سليم بن عيد الهلالي, دار ابن الجوزي. فتح الباري شرح صحيح البخاري, تأليف: زين الدين عبدالرحمن بن أحمد بن رجب البغدادي الحنبلي, تحقيق: مجموعة من الباحثين, الناشر: مكتبة الغرباء الأثرية, ط١ عام ١٤١٧ه. التيسير بشرح الجامع الصغير, تأليف: زين الدين محمد بن تاج العارفين بن علي المناوي, الناشر: مكتبة الإمام الشافعي, ط٣ عام ١٤٠٨ه.

الرقم الموحد: (5825)

لو دعيت إلى كراع أو ذراع لأجبت

١٧٣٥. الحديث:

عن أبي هريرة -رضي الله عنه- مرفوعاً: «لو دُعِيتُ إلى كُرَاعٍ أو ذِرَاعٍ لأَجَبتُ، ولو أُهدِيَ إليّ ذِرَاعٌ أو كُرَاعٌ لقَبِلتُ».

درجة الحديث: صحيح

المعنى الإجمالي:

في هذا الحديث دليل على حسن خلقه -صلى الله عليه وسلم- وتواضعه وجبره لقلوب الناس، وعلى قبول الهدية وإن كانت قليلة، وإجابة من يدعو الرجل إلى منزله ولو علم أن الذي يدعوه إليه قليل؛ لأن القصد من قبول الهدية وإجابة الدعوى تأليف الداعي وإحكام التحابب، وبالرد وعدم الموافقة يحدث النفور والعداوة ولا أحتقر قلته. وخص الذراع والكراع بالذكر ليجمع بين الحقير والخطير؛ لأن الذراع كانت أحب إليه –صلى الله عليه وسلم- من غيرها، والكراع لا قيمة له.

اگر مجھے پائے یا دست کی دعوت دی جائے تو میں یقیناً قبول کروں گا

١٧٣٥. حدیث:

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اگر مجھے پائے یا دست (کے گوشت کھانے کی) کی دعوت دی جائے تو میں یقیناً قبول کروں گا اور اگر مجھے دست یا پایا بطورِ تحفہ بھیجا جائے تو میں اسے ضرور قبول کروں گا۔"

حدیث کا درجہ: صحیح

اجمالی معنیٰ:

اس حدیث میں نبی ﷺ کے حسن خلق، آپ کی تواضع و خاکساری اور اس بات کی دلیل ہے کہ آپ ﷺ لوگوں کی دل جوئی کرتے تھے، اور یہ کہ معمولی تحفہ بھی قبول کرنا چاہیے، نیز جو کسی آدمی کو اپنے گھر دعوت دے اسے قبول کرنا چاہیے اگرچہ یہ معلوم ہو کہ وہ معمولی چیز کے لیے دعوت دے رہا ہے۔ کیونکہ ہدیہ اور دعوت قبول کرنے کا مقصد دعوت دینے والے کی دل جوئی کرنا اور باہمی محبت کو مضبوط کرنا ہے، جبکہ دعوت رد کردینے اور اسے قبول نہ کرنے سے نفرت و عداوت جنم لیتی۔ آپ ﷺ (دعوت یا ہدیہ) کی قلت کو حقیر و کمتر نہیں سمجھتے تھے۔ آپ ﷺ نے خاص طور پر دست اور پائے کا اس لیے ذکر کیا ہے تاکہ معمولی اور اہم دونوں چیزیں یکجا کردیں؛ کیونکہ دست کا گوشت آپ ﷺ کو زیادہ پسند تھا، جبکہ پائے کی کوئی قیمت نہیں ہے۔

راوي الحديث: رواه البخاري

التخريج: أبو هريرة -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين

معاني المفردات:

- كُرَاع : قوائم الدابة، أو ما دون الركبة إلى الكعب.
- ذراع : لحم الذراع، وهو فوق الكراع في الدواب

فوائد الحديث:

١. إجابة الدعوة ولو إلى شيء يسير من الطعام.
٢. شدة تواضعه –صلى الله عليه وسلم- وجبره لقلوب الناس.
٣. قبول الهدية مهما قلت، لما في ذلك من تألف القلوب والمحبة بين المسلمين.
٤. الحث على تعاطي ما يبعث التآلف، ويغرس الوداد.

المصادر والمراجع:

بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين؛ تأليف سليم الهلالي، دار ابن الجوزي. تطريز رياض الصالحين؛ تأليف فيصل آل مبارك، تحقيق د. عبدالعزيز آل حمد، دار العاصمة-الرياض، الطبعة الأولى، ١٤٢٣هـ. رياض الصالحين من كلام سيد المرسلين؛ للإمام أبي زكريا النووي، تحقيق د. ماهر الفحل، دار ابن كثير-دمشق، الطبعة الأولى، ١٤٢٨هـ. صحيح البخاري –الجامع الصحيح-؛ للإمام أبي عبدالله محمد بن إسماعيل البخاري، عناية محمد زهير الناصر، دار طوق النجاة، الطبعة الأولى، ١٤٢٢هـ. عمدة القاري شرح صحيح البخاري؛ تأليف بدر الدين العيني، تحقيق عبدالله محمود، دار الكتب العلمية-بيروت، الطبعة الأولى، ١٤٢١هـ. فتح الباري بشرح صحيح البخاري؛ للحافظ أحمد بن علي بن حجر العسقلاني، دار المعرفة-بيروت. فيض

القدير شرح الجامع الصغير؛ تأليف عبدالرؤوف المناوي، دار الحديث-القاهرة. كنوز رياض الصالحين؛ فريق علمي برئاسة أ.د. حمد العمار، دار كنوز إشبيليا-الرياض، الطبعة الأولى، ١٤٣٠هـ. نزهة المتقين شرح رياض الصالحين؛ تأليف د. مصطفى الخِن وغيره، مؤسسة الرسالة-بيروت، الطبعة الرابعة عشر، ١٤٠٧هـ.

الرقم الموحد: (6216)

لئن بقيت إلى قابل لأصومن التاسع	اگر میں اگلے سال زندہ رہا، تو (محرم کی) نویں تاریخ کو بھی روزہ رکھوں گا۔
١٧٣٦. الحديث: عن عبدالله بن عباس -رضي الله عنهما- عن النبي -صلى الله عليه وسلم- قال: «لَئِن بَقِيتُ إلى قابلٍ لأصومنّ التاسِع».	**١٧٣٦. حدیث:** عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اگر میں اگلے سال زندہ رہا، تو (محرم کی) نویں تاریخ کو بھی روزہ رکھوں گا"۔
درجة الحديث: صحيح	**حدیث کا درجہ:** صحیح
المعنى الإجمالي: لئن بقيت"، أي: لئن عشت، "إلى قابل"، أي عشت إلى المحرم الآتي، "لأصومن"، اليوم "التاسع" مع عاشوراء؛ مخالفة لليهود، فلم يأت المحرم القابل حتى مات، فيسن صومه وإن لم يصمه عليه الصلاة والسلام؛ لأن ما عزم عليه فهو سنة، والسبب في صوم التاسع مع العاشر أن لا يتشبه باليهود في إفراد العاشر، وقيل: للاحتياط في تحصيل عاشوراء، والأول أولى فقد جاء النص في ذلك، والله أعلم.	**اجمالی معنی:** "لئن بقيت" کے معنی ہیں اگر میں زندہ رہا۔ "الی قابل" یعنی آئندہ محرم تک زندہ رہا۔ "لاصومن" تو یہود کی مخالفت کرتے ہوئے عاشورا کے ساتھ نویں دن کا بھی روزہ رکھوں گا۔ تاہم آئندہ سال کی آمد سے قبل ہی نبی ﷺ اس دارفانی سے وفات فرما گئے۔ لہٰذا نویں دن کا روزہ رکھنا بھی مسنون ہے، گرچہ آپ علیہ الصلاۃ والسلام کو وہ دن میسر نہ آیا۔ اس لیے کہ آپ ﷺ کی جانب سے روزہ رکھنے کا پختہ عزم ہی اس کے سنت ہونے کی دلیل ہے اور دسویں دن کے ساتھ نویں دن کا روزہ رکھنے کا سبب بھی موجود ہے کہ محض دسویں کا روزہ رکھنے کی صورت میں یہود کے ساتھ مشابہت لازم آتی ہے۔ ایک قول یہ ہے کہ عاشورا کا روزہ پانے میں احتیاط کا تقاضا یہی ہے۔ تاہم پہلا قول ہی راجح ہے؛ کیوں کہ اس سلسلے میں نص شرعی وارد ہے۔ واللہ اعلم

راوي الحديث: رواه مسلم.

التخريج: عبدالله بن عباس –رضي الله عنهما-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- قابل : العام المقبل.

فوائد الحديث:

١. ندب صيام يوم التاسع والعاشر من شهر المحرم.
٢. يشرع مخالفة أهل الكتاب من اليهود والنصارى.

المصادر والمراجع:

/ 1 رياض الصالحين من كلام سيد المرسلين؛ للإمام أبي زكريا النووي، تحقيق د. ماهر الفحل، دار ابن كثير-دمشق، الطبعة الأولى، ١٤٢٨هـ ٢/شرح صحيح مسلم؛ للإمام محي الدين النووي، دار الريان للتراث-القاهرة، الطبعة الأولى، ١٤٠٧هـ ٣/صحيح مسلم؛ حققه ورقمه محمد فؤاد عبدالباقي، دار عالم الكتب-الرياض، الطبعة الأولى، ١٤١٧هـ ٤/فيض القدير شرح الجامع الصغير؛ تأليف عبدالرؤوف المناوي، دار الحديث-القاهرة. ٥/كنوز رياض الصالحين؛ فريق علمي برئاسة أ.د. حمد العمار، دار كنوز إشبيليا-الرياض، الطبعة الأولى، ١٤٣٠هـ ٦/نزهة المتقين شرح رياض الصالحين؛ تأليف د. مصطفى الخِن وغيره، مؤسسة الرسالة-بيروت، الطبعة الرابعة عشر، ١٤٠٧هـ - بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين؛ تأليف سليم الهلالي، دار ابن الجوزي- الطبعة الأولى١٤١٨ه

الرقم الموحد: (6217)

مَا عَمِلَ ابْنُ آدَمَ عَمَلًا أَنْجَى لَهُ مِنْ عَذَابِ اللَّهِ مِنْ ذِكْرِ اللَّهِ

ابن آدم کا کوئی ایسا عمل نہیں جو اسے اللہ کے ذکر سے زیادہ اللہ کے عذاب سے نجات دینے والا ہو۔

١٧٣٧. الحديث:

عن معاذ بن جبل -رضي الله عنه- قال: قال رسول الله -صلى الله عليه وسلم-: «مَا عَمِلَ ابْنُ آدَمَ عَمَلًا أَنْجَى لَهُ مِنْ عَذَابِ اللَّهِ مِنْ ذِكْرِ اللَّهِ».

١٧٣٧. حدیث:

معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ابن آدم کا کوئی عمل ایسا نہیں جو اسے اللہ کے ذکر سے زیادہ اللہ کے عذاب سے نجات دینے والا ہو۔

درجة الحديث: صحيح لغيره

حدیث کا درجہ: صحیح لغیرہ

المعنى الإجمالي:

قد هيأ الله تعالى لعباده المؤمنين الأسباب التي تنال بها الجنة ويتوقى بها من النار، ومن هذه الأسباب ذكره سبحانه وتعالى. فالحديث دَلَّ على فضل الذكر، وأنه من أعظم أسباب النجاة من مخاوف الدنيا والآخرة، فهو سبب من أسباب النجاة من النار، وهذه الفضيلة تعتبر من أعظم فضائل الذكر.

اجمالی معنیٰ:

اللہ تعالی نے اپنے مومن بندوں کے لیے ایسے اسباب پیدا کیے ہیں جن کے ذریعے جنت حاصل کی جاتی ہے اور جہنم سے بچا جاتا ہے۔ انہی اسباب میں سے ایک سبب اللہ سبحانہ و تعالی کا ذکر ہے۔ یہ حدیث ذکر کی فضیلت پر دلالت کرتی ہے اور اس بات کی نشاندہی کرتی ہے کہ یہ دنیا و آخرت کی خوفناکیوں سے نجات دینے کے بڑے اسباب میں سے ہے۔ یہ جہنم سے نجات کا ایک ذریعہ ہے اور یہ ایک ایسی فضیلت ہے جو ذکر کے فضائل میں سے سب بڑی فضیلت سمجھی جاتی ہے۔

راوي الحديث: أحمد وابن أبي شيبة والطبراني ومالك.

التخريج: معاذ بن جبل -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: بلوغ المرام

فوائد الحديث:

١. فضل الذكر عموماً.

٢. أن من الأسباب التي تنجي من النار، ذكر الله عز وجل.

٣. أن الإنسان لكي ينجو من عذاب الله بالذكر لابد من أن يكثر منه ويلهج به لسانه.

المصادر والمراجع:

مسند الإمام أحمد بن حنبل، لأبي عبد الله أحمد بن محمد بن حنبل بن هلال بن أسد الشيباني، تحقق: شعيب الأرنؤوط - عادل مرشد، وآخرون، إشراف: د عبد الله بن عبد المحسن التركي، ط مؤسسة الرسالة. الكتاب المصنف في الأحاديث والآثار،لأبي بكر بن أبي شيبة، عبد الله بن محمد بن إبراهيم بن عثمان بن خواستي العبسي، تحقق: كمال يوسف الحوت، ط مكتبة الرشد – الرياض. المعجم الكبير، لسليمان بن أحمد بن أيوب بن مطير اللخمي الشامي، أبو القاسم الطبراني، تحقق: حمدي بن عبد المجيد السلفي، ط مكتبة ابن تيمية – القاهرة. صحيح الترغيب والترهيب، لمحمد ناصر الدين الألباني، ط مكتبة المعارف – الرياض. توضيح الأحكام من بلوغ المرام، الشيخ عبد الله بن عبد الرحمن البسام، ط مكتبة الأسد الإسلامية، الطبعة الخامسة. منحة العلام في شرح بلوغ المرام، الشيخ عبد الله بن صالح الفوزان، ط دار ابن الجوزي، الطبعة الأولى. تسهيل الإلمام بفقه الأحاديث من بلوغ المرام، الشيخ صالح الفوزان بن عبد الله الفوزان، طبعة الرسالة. فتح ذي الجلال والإكرام، الشيخ محمد بن صالح العثيمين، ط المكتبة الإسلامية، الطبعة الأولى. سبل السلام بشرح بلوغ المرام، للإمام محمد بن إسماعيل الصنعاني، ط دار الحديث.

الرقم الموحد: (5510)

مَا قَعَدَ قَوْمٌ مَقْعَدًا لَمْ يَذْكُرُوا اللَّهَ فِيهِ وَلَمْ يُصَلُّوا عَلَى النَّبِيِّ -صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ- إِلَّا كَانَ عَلَيْهِمْ حَسْرَةً يَوْمَ الْقِيَامَةِ

جس محفل میں لوگ نہ اللہ کا ذکر کریں اور نہ نبی ﷺ پر درود بھیجیں، وہ مجلس قیامت کے دن اِن لوگوں کے لیے باعث حسرت ہوگی۔

١٧٣٨. الحديث:

عن أبي هريرة -رضي الله عنه- قال: قال رسول الله -صلى الله عليه وسلم-: «ما قعد قوم مقعدا لم يذكروا الله، ولم يصلوا على النبي -صلى الله عليه وسلم- إلا كان عليهم حسرة يوم القيامة».

١٧٣٨. حدیث:

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جس محفل میں لوگ نہ اللہ کا ذکر کریں اور نہ نبی ﷺ پر درود بھیجیں، وہ مجلس قیامت کے دن اِن لوگوں کے لیے باعثِ حسرت ہوگی"۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

هذا الحديث يدل على ندامة وخسارة القوم الذين يقعدون مقعداً ثم يقومون منه، ولم يجرِ على قلوبهم ولا على ألسنتهم ذكر الله تعالى ولا ذكر رسوله ولا الصلاة عليه -صلى الله عليه وسلم-، فهذه المجالس ستكون حسرة عليهم يوم القامة؛ لأنهم لم يستفيدوا منها. وهذا إذا كانت هذه المجالس مباحة فما بالك بالمجالس المحرمة التي فيها الغيبة وغيرها. فينبغي أن تعمر المجالس بذكر الله تعالى والصلاة على رسوله -صلى الله عليه وسلم-.

اجمالی معنی:

یہ حدیث ان لوگوں کی ندامت اور خسارے پر دلالت کرتی ہے، جو کسی مجلس میں بیٹھتے ہیں اور وہاں سے اس طرح اٹھ جاتے ہیں کہ ان کے دلوں اور زبانوں پر نہ تو اللہ کا ذکر آیا ہوتا ہے، نہ اس کے رسول کا اور نہ انھوں نے رسول اللہ ﷺ پر درود ہی بھیجا ہوتا ہے۔ اس قسم کی مجلسیں قیامت کے دن اہل مجلس کے لیے حسرت کا باعث ہوں گی؛ کیوں کہ انھوں نے ان سے کوئی فائدہ نہ اٹھایا۔ یہ اس وقت ہے، جب یہ مجلسیں بذات خود جائز ہوں۔ اگر مجلسیں ہوں ہی سرے سے حرام، بایں طور کہ ان میں غیبت وغیرہ ہورہی ہو، توان کے بارے میں آپ کا کیا خیال ہے؟ چنانچہ مناسب یہ ہے کہ مجلسوں کو اللہ تعالی کے ذکر سے اوراس کے رسول ﷺ پر درود بھیج کر آباد رکھا جائے۔

راوي الحديث: رواه الترمذي

التخريج: أبو هريرة -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: بلوغ المرام

معاني المفردات:

- حسرة: الحسرة هي شدة التلهف، والتأسف، والحزن على ما فرط فيه.

فوائد الحديث:

١. الحث على الذكر وفضله.
٢. فضل المجالس التي فيها ذكر الله تعالى، وذكر رسوله -صلى الله عليه وسلم.-
٣. أن المجلس الذي ليس فيه ذكر هو مجلس شؤم على أهله يوم القيامة.
٤. أن المجالس ينبغي أن تعمر بذكر الله عزوجل والصلاة على النبي -صلى الله عليه وسلم-، لا القيل والقال.

المصادر والمراجع:

سنن الترمذي، لمحمد بن عيسى بن سَوْرة بن موسى بن الضحاك، الترمذي، أبو عيسى، تحقيق وتعليق: أحمد محمد شاكر (جـ١، ٢)، ومحمد فؤاد عبد الباقي (جـ٣)، وإبراهيم عطوة عوض (جـ٤، ٥)، ط شركة مكتبة ومطبعة مصطفى البابي الحلبي – مصر. صحيح الجامع الصغير وزيادته، لأبي عبد الرحمن محمد ناصر الدين، بن الحاج نوح بن نجاتي بن آدم، الألباني، ط المكتب الإسلامي. توضيح الأحكام من بلوغ المرام، الشيخ عبد الله بن عبد

الرحمن البسام، ط مكتبة الأسد الإسلامية، الطبعة الخامسة. منحة العلام في شرح بلوغ المرام، الشيخ عبد الله بن صالح الفوزان، ط دار ابن الجوزي، الطبعة الأولى. تسهيل الإلمام بفقه الأحاديث من بلوغ المرام، الشيخ صالح الفوزان بن عبد الله الفوزان، طبعة الرسالة. فتح ذي الجلال والإكرام، الشيخ محمد بن صالح العثيمين، ط المكتبة الإسلامية، الطبعة الأولى. سبل السلام بشرح بلوغ المرام، للإمام محمد بن إسماعيل الصنعاني، ط دار الحديث.

الرقم الموحد: (5511)

مَا نَقَصَتْ صَدَقَةٌ مِنْ مَالٍ، وَمَا زَادَ اللَّهُ عَبْدًا بِعَفْوٍ إِلَّا عِزًّا، وَمَا تَوَاضَعَ أَحَدٌ لِلَّهِ إِلَّا رَفَعَهُ اللَّهُ تَعَالَى

صدقہ مال میں کمی نہیں کرتا اور بندے کے معاف کر دینے سے اللہ تعالیٰ اس کی عزت مزید بڑھا دیتا ہے اور جو آدمی اللہ کے لیے عاجزی اختیار کرتا ہے تو اللہ تعالی اسے بلندیوں سے نوازتا ہے۔

١٧٣٩. الحديث:

عن أبي هريرة -رضي الله عنه- أن رسول الله -صلى الله عليه وسلم- قال: «ما نقصت صدقة من مال، وما زاد الله عبدا بعفو إلا عزا، وما تواضع أحد لله إلا رفعه الله -عز وجل-»

١٧٣٩. حدیث:

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ”صدقہ مال میں کمی نہیں کرتا اور بندے کے معاف کر دینے سے اللہ تعالیٰ اس کی عزت مزید بڑھا دیتا ہے اور جو آدمی اللہ کے لیے عاجزی اختیار کرتا ہے تو اللہ تعالی اسے بلندیوں سے نوازتا ہے“۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

(ما نقصت صدقة من مال) المعنى أن الصدقة إذا أخرجت فإنها لا تنقص المال بل تزيده، وتبارك فيه، وتدفع عنه الآفات، الزيادة للمال إما كمية: بأن يفتح الله للعبد أبواباً من الرزق، أو كيفية: بأن ينزل الله تعالى البركة التي تزيد على مقدار ما أخرجه من الصدقة. وما زاد الله عبداً بعفو إلا عزاً، أي أن من عرف بالعفو وترك المؤاخذة والمعاتبة، فإنه يسود ويعظم في القلوب، ويزداد عزة وكرامة، ورفعة في الدنيا والآخرة. وما تواضع أحد لله إلا رفعه الله، المعنى أن من تذلل لله، وانكسر بين يديه سبحانه وتعالى، وكان لين الجانب للخلق، وأظهر الخمول للمسلمين، فإن هذه الصفات لا تزيد المتحلي بها إلا رفعة في الدنيا ومحبة في القلوب، ومنزلة علية في الجنة.

اجمالی معنی:

”ما نقصت صدقة من مال“ اس کا مطلب یہ ہے کہ جب صدقہ نکالا جائے تو اس سے مال گھٹتا نہیں بلکہ بڑھتا ہے، اس میں برکت ہوتی ہے، مصیبتیں دور ہوتی ہیں۔ مال کی زیادتی یا تو عدد کے لحاظ سے ہوگی، بایں طور کہ اللہ تعالیٰ بندے کے لیے رزق کے دروازے کھولے گا یا کیفیت کے اعتبار سے زیادتی ہوگی، بایں طور کہ اللہ تعالیٰ اس میں برکت ڈال دے گا اور وہ برکت صدقہ کیے گیے مال سے زیادہ ہوگی۔ ”وما زاد الله عبداً بعفو إلا عزاً“ کا مطلب یہ ہے کہ جو شخص معاف کرنے اور انتقام نہ لینے میں مشہور ہو، لوگوں کے دلوں میں اس کی بڑائی بیٹھے گی اور دنیا و آخرت میں اس کی عزت، احترام اور ترقی میں اضافہ ہوگا۔ ”وما تواضع أحد لله إلا رفعه الله“ اس کا مطلب ہے کہ جو شخص اللہ تعالی کے روبرو فروتنی اور عاجزی اختیار کرے اور لوگوں کے حق میں نرم پہلو اختیار کرے اور مسلمانوں کے لیے نرمی کا اظہار کرے، تو بے شک ان صفات کے حامل شخص کو دنیا میں سربلندی، لوگوں کے دلوں میں محبت اور جنت میں بلند درجات حاصل ہوتے ہیں۔

راوي الحديث: رواه مسلم.

التخريج: أبو هريرة -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- الصَّدَقَةُ : ما يخرج من المال تقرباً إلى الله تعالى.

فوائد الحديث:

١. الحث على الصدقة.
٢. أن الصدقة سبب لحماية المال وزيادته وبركته.

٣. الزيادة في المال قد تكون معنوية كأن يفتح الله له أبواباً من الرزق، وقد تكون حسية بأن ينزل الله البركة على المال فيزيد على المقدار الذي أخرجه للصدقة.

٤. الحث على العفو عن المسيء.

٥. الحث على التواضع.

٦. أن التواضع ليس ذلًا كما يتصوره بعض الناس، بل هو عز كما أخبر به النبي -صلى الله عليه وسلم.-

٧. هذا الفضل في التواضع لمن تواضع مخلصاً لله ليس رياءً (من تواضع لله).

٨. أن العزة والرفعة بيد الله سبحانه وتعالى يعطيها من يشاء ممن حصل أسبابها.

المصادر والمراجع:

صحيح مسلم، تحقيق محمد فؤاد عبد الباقي، ط دار إحياء التراث العربي، بيروت. توضيح الأحكام من بلوغ المرام، الشيخ عبد الله بن عبد الرحمن البسام، ط مكتبة الأسد الإسلامية، الطبعة الخامسة. منحة العلام في شرح بلوغ المرام، الشيخ عبد الله بن صالح الفوزان، ط دار ابن الجوزي، الطبعة الأولى. تسهيل الإلمام بفقه الأحاديث من بلوغ المرام، الشيخ صالح بن عبد الله الفوزان، طبعة الرسالة. فتح ذي الجلال والإكرام، الشيخ محمد بن صالح العثيمين، ط المكتبة الإسلامية، الطبعة الأولى. سبل السلام بشرح بلوغ المرام، للإمام محمد بن إسماعيل الصنعاني، ط دار الحديث.

الرقم الموحد: (5512)

مَنْ تَعَاظَمَ في نَفْسِهِ, واخْتَال في مِشْيَتِهِ, لَقِيَ اللهَ وهُوَ عليهِ غَضْبَانُ	جس نے اپنے دل میں خود کو بڑا جانا اور اترا اِترا کر چلا وہ اللہ سے اس حال میں ملے گا کہ وہ اس پر بہت غضبناک ہوگا۔
١٧٤٠. الحديث: عن عبد الله بن عمر -رضي الله عنهما- قال: قال رسول الله -صلى الله عليه وسلم-: «مَنْ تَعَاظَمَ في نَفْسِهِ, واخْتَال في مِشْيَتِهِ, لَقِيَ اللهَ وهُوَ عليهِ غَضْبَانُ».	**١٧٤٠. حدیث:** عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ”جس نے اپنے دل میں خود کو بڑا جانا اور اترا اِترا کر چلا وہ اللہ سے اس حال میں ملے گا کہ وہ اس پر بہت غضبناک ہوگا“۔
درجة الحديث: صحيح	**حدیث کا درجہ:** صحیح
المعنى الإجمالي: الحديث يدل على ذم الكبر والتعاظم، ويَظهرُ هذا التكبر وهذا التعاظم في مشيته فيختال فيها، وفي لباسه، وفي كلامه، وفي كل أموره، ومن كانت هذه حاله من الكِبْر اعتقد في نفسه أنه عظيم يستحق التعظيم فوق ما يستحق غيره فإنه يلقى الله يوم القيامة وهو عليه وغضبان.	**اجمالی معنیٰ:** یہ حدیث تکبر اور بڑائی کی مذمت پر دلالت کرتی ہے۔ یہ تکبر و بڑائی انسان کی چال میں ظاہر ہوتی ہے چنانچہ وہ اتراہٹ کے ساتھ چلتا ہے۔ اسی طرح اس کا اظہار اس کے لباس، گفتگو اور تمام امور میں ہوتا ہے۔ جس شخص کے تکبر کی یہ حالت ہو وہ سمجھتا ہے کہ وہ ایک بڑا آدمی ہے جو دوسروں سے زیادہ تعظیم کا مستحق ہے۔ ایسا شخص روزِقیامت اس حال میں اللہ سے ملے گا کہ وہ اس پر سخت غضبناک ہوگا۔

راوي الحديث: رواه أحمد والحاكم.

التخريج: عبد الله بن عمر -رضي الله عنهما-

مصدر متن الحديث: بلوغ المرام.

معاني المفردات:

- تَعَاظَم : تَصَنَّعَ العَظَمة و تَكَبَر.
- اخْتَال : الاختيال: هو التبختر، أي أظهر التكبّر.

فوائد الحديث:

١. أن الكبر والتعاظم من كبائر الذنوب.

٢. أن الكبر قسمان باطن يكون في القلب والنفس (تعاظم في نفسه)، وظاهر يكون في الجوارح (اختال في مشيته).

٣. أن الإنسان إذا مشى عليه أن يمشي بتواضع.

٤. في الحديث إثبات صفة الغضب لله عز وجل.

٥. في الحديث إثبات لقاء الله تعالى.

المصادر والمراجع:

مسند الإمام أحمد بن حنبل، لأبي عبد الله أحمد بن محمد بن حنبل بن هلال بن أسد الشيباني، تحقق: شعيب الأرنؤوط - عادل مرشد، وآخرون، إشراف: د عبد الله بن عبد المحسن التركي، ط مؤسسة الرسالة. المستدرك على الصحيحين، لأبي عبد الله الحاكم محمد بن عبد الله بن محمد بن حمدويه النيسابوري المعروف بابن البيع، تحقيق: مصطفى عبد القادر عطا، ط دار الكتب العلمية – بيروت. سلسلة الأحاديث الصحيحة وشيء من فقهها وفوائدها، لأبي عبد الرحمن محمد ناصر الدين، بن الحاج نوح بن نجاتي بن آدم الألباني، ط مكتبة المعارف للنشر والتوزيع، الرياض. توضيح الأحكام من بلوغ المرام، الشيخ عبد الله بن عبد الرحمن البسام، ط مكتبة الأسد الإسلامية، الطبعة الخامسة. منحة العلام في شرح بلوغ المرام، الشيخ عبد الله بن صالح الفوزان، ط دار ابن الجوزي، الطبعة الأولى. تسهيل الإلمام بفقه الأحاديث من بلوغ المرام، الشيخ صالح الفوزان بن عبد

الله الفوزان، طبعة الرسالة. فتح ذي الجلال والإكرام، الشيخ محمد بن صالح العثيمين، ط المكتبة الإسلامية، الطبعة الأولى. سبل السلام بشرح بلوغ المرام، للإمام محمد بن إسماعيل الصنعاني، ط دار الحديث.

الرقم الموحد: (5513)

مَنْ كَانَتْ عِندَهُ مَظْلَمَةٌ لِأَخِيهِ، مِنْ عِرْضِهِ أو مِنْ شَيْءٍ، فَلْيَتَحَلَّلْهُ مِنْهُ اليومَ قَبْلَ أَن لا يَكُونَ دِينَارٌ ولا دِرْهَمٌ

جس نے اپنے بھائی کی عزت یا کسی اور شے میں حق تلفی کی ہو اسے چاہیے کہ وہ آج ہی اس سے بری الذمہ ہو جائے، اس سے پہلے کہ (وہ دن آئے) جب نہ دینار ہوں گے اور نہ درہم۔

١٧٤١. الحديث:

عن أبي هريرة-رضي الله عنه- مرفوعاً: «مَنْ كَانَتْ عِندَهُ مَظْلَمَةٌ لِأَخِيهِ، مِنْ عِرْضِهِ أو مِنْ شَيْءٍ، فَلْيَتَحَلَّلْهُ مِنْهُ اليومَ قَبْلَ أَن لا يَكُونَ دِينَارٌ ولا دِرْهَمٌ؛ إنْ كَانَ له عَمَلٌ صَالِحٌ أُخِذَ مِنْهُ بِقَدْرِ مَظْلَمَتِهِ، وَإِن لَمْ يَكُنْ لَهُ حَسَنَاتٌ أُخَذَ مِنْ سَيِّئَاتِ صَاحِبِهِ فَحُمِلَ عَلَيْهِ».

١٧٤١. حدیث:

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا : "جس نے اپنے بھائی کی عزت یا کسی اور شے میں حق تلفی کر رکھی ہو, تو اسے چاہیے کہ وہ آج ہی اس سے بری الذمہ ہو جائے، اس سے پہلے کہ (وہ دن آئے) جب نہ دینار ہوں اور نہ درہم۔ اگر اس کی کچھ نیکیاں ہوں گی تو جتنی اس نے حق تلفی کی ہوگی، اس قدر اس کی نیکیاں لے لی جائیں گی اور اگر اس کی نیکیاں نہیں ہوں گی، تو اس کے بھائی کی برائیوں کو لے کر اس کے کھاتے میں ڈال دیا جائے گا"۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ : صحیح

المعنى الإجمالي:

هذا الحديث يصوِّر مظهرا من مظاهر العدالة الاجتماعية التي يحرص الإسلام على بثِّها بين صفوف أبنائه، فقد أخبر أبو هريرة رضي الله عنه أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: (من كانت له مظلمة) أي: ما أخذه الظالم أو تعرض له. قوله: (لأخيه) أي: في الدين. وهذه الجناية شاملة لأمور متعددة من: (عِرضه) : بيان للمظلمة وهو جانبه الذي يصونه من نفسه ونسبه وحسبه ويرفض أن ينتقص. أو(شيء) أي: أمر آخر كأخذ ماله أو المنع من الانتفاع به، أو هو تعميم بعد تخصيص. فما عليه إلا أن (يتحلله) أي: فليطب الظالم حل ما ذكر (منه) أي: من المظلوم ومما يؤكد التعجيل قوله: (اليوم) أي: في أيام الدنيا لمقابلته بقوله: (قبل أن لا يكون) أي: لا يوجد (دينار ولا درهم) : وهو تعبير عن يوم القيامة وفي التعبير به تنبيه على أنه يجب عليه أن يتحلل منه، ولو بذل الدينار والدرهم في بذل مظلمته، لأن أخذ الدينار والدرهم اليوم على التحلل أهون من أخذ الحسنات أو وضع السيئات على تقدير عدم التحلل كما أشار إليه بقوله: (إن كان له عمل صالح) أي: بأن يكون مؤمنا ظالما غير معفو من مظلومه،

اجمالی معنی :

یہ حدیث عدل اجتماعی کے ان مظاہر میں سے ایک مظہر کی تصویر کشی کرتی ہے، جنھیں اسلام اپنے ماننے والوں کے مابین عام کرنا چاہتا ہے۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا : "مَن كَانَتْ عِندَهُ مَظْلَمَةٌ" : یعنی وہ شے جسے ظالم نے (ناحق) چھین لیا ہو یا پھر وہ اس کے درپے ہو۔ آپ ﷺ کا فرمان : "اپنے بھائی کی"۔ یعنی اپنے دینی بھائی کی۔ اس جرم میں متعدد امور شامل ہیں : "اس کی عزت"۔ یہ حق تلفی کی وضاحت ہے۔ اس سے مراد انسانی شخصیت کے وہ پہلو ہیں، جن کی حفاظت وہ کرتا ہے اور ان کی ہتک کو برداشت نہیں کرتا، جیسے اس کی جان اور حسب و نسب۔ "یا کوئی اور شے"۔ یعنی کوئی اور چیز ہو، جیسے اس کا مال چھیننا یا پھر اسے اس سے نفع اٹھانے سے روکنا یا پھر یہ تخصیص کے بعد تعمیم ہے۔ (یعنی پہلے خاص عزت کا ذکر کیا اور پھر 'یا کسی اور شے میں حق تلفی' کہہ کر اس کے متعلق ہر شے کو شمار کر دیا)۔ تو اس کے لیے ضروری ہے کہ "وہ اس سے بری الذمہ ہو جائے" یعنی ظالم مظلوم سے درخواست کرے کہ وہ اسے بری الذمہ کر دے۔ "منہ" یعنی مظلوم سے۔ "آج ہی" کے الفاظ میں جلدی کرنے کی تاکید ہے۔ اس سے مراد دنیوی زندگی کے ایام ہیں؛ کیونکہ اس کے مقابلے میں فرمایا : "اس سے پہلے کہ وہ دن آئے" جس میں "نہ دینار ہوں گے اور نہ درہم"۔ اس سے مراد قیامت کا دن ہے اور اس پیرائے میں تنبیہ ہے کہ اس شخص پر اس سے بری الذمہ ہونا واجب ہے، اگرچہ اس حق تلفی کو زائل کرنے میں اسے درہم و دینار ہی خرچ کرنے پڑیں؛ کیوں کہ بری الذمہ ہونے کے کے لیے اگر آج (دنیا میں) درہم و دینار

فالنتيجة: (أُخِذ): أي: عمله الصالح (منه) أي: من صاحبه الظالم على غيره، ويحصل هذا الأخذ والاقتصاص: (بقدر مظلمته) : ومعرفة مقدار الطاعة والمعصية كمية وكيفية مفوض علمها إلى الله سبحانه، هذا ، وأما إن كان الجاني من المفلسين يوم الحساب، فقد قال فيه عليه الصلاة والسلام: (وإن لم تكن) أي: لم توجد (له حسنات) أي: باقية أو مطلقا، فإنه سيحاسب حسابا يثقل كاهله ويزيد في عذابه: (أخذ من سيئات صاحبه) أي: المظلوم (فحُمِل عليه) : أي: فوضع على الظالم.

کا لیا جانا اس سے آسان ہے کہ بری الذمہ نہ ہونے کی صورت میں نیکیاں لے لی جائیں یا پھر برائیاں (اس پر) ڈال دی جائیں، جیسا کہ آپ ﷺ نے یہ فرما کر اشارہ کیا کہ : "اگر اس کی کچھ نیکیاں ہوں گی"۔ بایں طور کہ وہ ایسا ظالم مومن ہو، جسے مظلوم کی طرف سے معاف نہ کیا گیا ہو، تو اس کے نتیجے میں اس کے نیک اعمال لے لیے جائیں گے۔ "اس سے"۔ یعنی اس شخص کی نیکیاں جس نے دوسرے پر ظلم کیا (لے کر مظلوم کو دے دی جائیں گی) اور اس طرح سے انھیں لے کر بدلہ چکایا دیا جائے گا۔ "اس کی حق تلفی کے بقدر"۔ طاعت و معصیت کی مقدار اور کیفیت کو کیسے جانا جائے گا؟، اس کا علم اللہ سبحانہ و تعالی کے پاس ہے۔ اگر زیادتی کا مرتکب ہونے والا شخص قیامت کے دن نیکیوں سے تہی دامن ہوا، تو اس کے بارے میں آپ ﷺ نے فرمایا : "اگر اس کی نیکیاں نہ ہوئیں"۔ یعنی اس کی نیکیاں باقی نہ بچیں یا پھر کوئی نیکی ہوئی ہی نہ، تو اللہ اسے ایسے طریقے سے عذاب دے گا جس سے اس کے بوجھ میں مزید اضافہ ہو جائے گا اور اس کا عذاب بڑھ جائے گا۔ مظلوم سے اس کی برائیاں لے کر ظالم کے کھاتے میں ڈال دی جائیں گی۔

راوي الحديث: رواه البخاري
التخريج: أبو هريرة-رضي الله عنه-
مصدر متن الحديث: رياض الصالحين

معاني المفردات:

- مظلمة : حق ظلمه فيه ماديا كان أو معنويا.
- عرضه : العِرض: موضع المدح والذم من الإنسان.
- فليتحلله : أي: يطلب براءة ذمته منه إما بأدائه وإما بعفوه.

فوائد الحديث:

١. الحرص على البعد عن الظلم والاعتداء.
٢. الحث على المبادرة لاستبراء الذمة مما علق بها من حقوق.
٣. الأعمال الصالحة يفسدها ويذهب ثمرتها ظلم الناس وإيذاؤهم
٤. حقوق العباد لا يغفرها الله إلا بإرجاعها إلى أهلها.
٥. الدينار والدرهم هما وسيلة لجلب المنافع في الدنيا، أما في يوم القيامة؛ فالحسنات والسيئات.
٦. الحسنات والسيئات تُوزن يوم القيامة بقدر المظالم.

المصادر والمراجع:

نزهة المتقين شرح رياض الصالحين، نشر: مؤسسة الرسالة، الطبعة: الرابعة عشر، ١٤٠٧ه ١٩٨٧م. شرح رياض الصالحين، لابن عثيمين، نشر: دار الوطن للنشر، الرياض، الطبعة: ١٤٢٦ه. بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين، للهلالي، نشر: دار ابن الجوزي, الدمام(١٤١٥ه) صحيح البخاري، نشر: دار طوق النجاة (مصورة عن السلطانية بإضافة ترقيم ترقيم محمد فؤاد عبد الباقي)، الطبعة: الأولى، ١٤٢٢ه. [مرقاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح للقاري، ط١، دار الفكر، بيروت، (١٤٢٢هـ) : (ج٨/ ٣٢١٠)]

الرقم الموحد: (5438)

مَنْ مَاتَ وَلَمْ يَغْزِ وَلَمْ يُحَدِّث نَفْسَهُ بِالْغَزْوِ مَاتَ عَلَى شُعْبَةٍ مِنْ نِفَاق

جو شخص مرگیا اور اس نے نہ جہاد کیا اور نہ ہی کبھی اس کی نیت کی تو وہ نفاق کی قسموں میں سے ایک قسم پر مرا۔

١٧٤٢. الحديث:

عن أبي هريرة -رضي الله عنه- مرفوعاً: «من مات ولم يَغْزُ، ولم يُحدث نفسه بالغزو، مات على شُعْبَةٍ من نِفَاقٍ»

١٧٤٢. حدیث:

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ''جو شخص مر گیا اور اس نے نہ جہاد کیا اور نہ ہی کبھی اس کی نیت کی تو وہ نفاق کی قسموں میں سے ایک قسم پر مرا''۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

كل رجل قادر على الغزو يبلغه الأجل ولم يغز ولم يحدث نفسه بذلك أي لم يكلم بالغزو نفسه، والمعنى لم يعزم على الجهاد ففيه شيء من النفاق، ومن علاماته في الظاهر إعداد آلة الغزو، قال تعالى: {ولو أرادوا الخروج لأعدوا له عدة} [التوبة: ٤٦] وقوله: (مات على شعبة من نفاق) : أي: نوع من أنواع النفاق ; أي: من مات على هذا فقد أشبه المنافقين والمتخلفين عن الجهاد، ومن تشبه بقوم فهو منهم، فيجب على كل مؤمن أن ينوي الجهاد. وكونه يغزو أي بشروط الغزو الجهاد، فإذا توفرت عُمل به وإلا بقيت النية موجودة إلى حين توفر دواعي الجهاد.

اجمالی معنی:

ہر وہ شخص جو جہاد کرنے کی قدرت رکھتا ہو اور اس کی اس حال میں موت آ جائے کہ اس نے کبھی جہاد نہ کیا ہو اور نہ اس کا خیال ہی اس کے دل میں گزرا ہو یعنی کبھی اس نے جہاد کا ارادہ نہ کیا ہو تو جان لینا چاہیے کہ اس میں نفاق کے کچھ اثرات ہیں۔ ظاہری طور پر جہاد کے ارادے کی علامت یہ ہے کہ جنگ کے آلات کو تیار کیا جائے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: {ولو أرادوا الخروج لأعدوا له عدة} [التوبة: ٤٦] ترجمہ: ''اور اگر وہ نکلنے کا ارادہ رکھتے تو اس کے لیے سامان تیار کرتے''۔ آپ ﷺ نے فرمایا: (مات على شعبة من نفاق) یعنی نفاق کی ایک نوع پر مرا۔ یعنی جو اس حال میں مرا، (اس کا مطلب یہ ہے کہ) یہ منافقین اور جہاد سے پیچھے رہ جانے والوں سے مشابہت رکھتا ہے اور جو کسی قوم سے مشابہت رکھتا ہے وہ انہی میں سے ہوتا ہے۔ چنانچہ ہر مومن پر واجب ہے کہ وہ جہاد کی نیت کرے۔

راوي الحديث: رواه مسلم

التخريج: أبو هريرة - رضي الله عنه -

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين

معاني المفردات:

- مَنْ لَمْ يَغْزُ : أي لم يباشر القتال في سبيل الله
- لم يُحَدِّث نَفْسَهُ بِالْغَزْوِ : لم ينو الغزو
- شعبة : خصلة

فوائد الحديث:

١. أن من لم يغز ولم يحدث نفسه به فقد أشبه المنافقين في تخلفهم عن الجهاد.
٢. تحديث النفس بالغزو بصدق يرفع العبد إلى مقام أهل الايمان.
٣. حث الإمام رعيته على الاستعداد للجهاد، وعدم تعوّد الجبن والخوف من لقاء العدو.
٤. أقل الجهاد إشغال الفكر والنفس فيه

المصادر والمراجع:

صحيح مسلم؛ للإمام مسلم بن الحجاج، حققه ورقمه محمد فؤاد عبد الباقي، دار عالم الكتب-الرياض، الطبعة الأولى، ١٤١٧هـ. نزهة المتقين شرح رياض الصالحين لمجموعة من الباحثين, مؤسسة الرسالة, الطبعة الرابعة عشر, ١٤٠٧هـ . بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين، لسليم الهلالي, دار ابن

الجوزي. شرح رياض الصالحين لابن عثيمين , دار مدار الوطن للنشر، الرياض, الطبعة : ١٤٢٦ هـ رياض الصالحين، للنووي. المحقق : د. ماهر ياسين الفحل.دمشق، الطبعة الأولى، ١٤٢٨ه . - مرقاة المفاتيح :علي بن سلطان محمد، أبو الحسن نور الدين الملا الهروي القاري (المتوفى: ١٠١٤هـ) دار الفكر، بيروت – لبنان الطبعة: الأولى، ١٤٢٢هـ - ٢٠٠٢م

الرقم الموحد: (6404)

ما أذن الله لشيء ما أذن لنبي حسن الصوت

١٧٤٣. الحديث:

عن أبي هريرة -رضي الله عنه- عن النبي -صلى الله عليه وسلم- قال: «ما أذنَ الله لشيء ما أَذِنَ لنبي حسن الصوت يَتَغَنَّى بالقرآن يجهر به».

درجة الحديث: صحيح

المعنى الإجمالي:

في هذا الحديث الحث على تحسين الصوت عند قراءة القرآن في الصلاة وغيرها، بحيث أنه يحسّن به صوته جاهرًا به، مترنمًا على طريق التحزن، مستغنيًا به عن غيره من الأخبار، طالبًا به غنى النفس، راجيًا به غنى اليد، والمقصود بالتغني في الحديث هو التحسين وليس جعله مثل إيقاعات الأغاني الموسيقية.

اللہ تعالیٰ کسی چیز کو اتنی پسندیدگی سے نہیں سنتا، جتنی خوش الحان نبی کی زبان سے قرآن سنتا ہے۔

١٧٤٣. حدیث:

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا: "اللہ تعالیٰ کسی چیز کو اتنی پسندیدگی سے نہیں سنتا، جتنی خوش الحان نبی کی زبان سے قرآن سنتا ہے، جو اسے خوش الحانی کے ساتھ بلند آواز سے پڑھتا ہو"۔

حدیث کا درجہ: صحیح

اجمالی معنیٰ:

اس حدیث میں نماز وغیرہ میں قرآن مجید کی تلاوت کے موقع پر اچھی آواز سے تلاوت کرنے کی ترغیب دی گئی ہے؛ اس طور پر کہ قرآن مجید کو بلند آواز سے، خوب دل نشین انداز میں، ترنم کے ساتھ، رقت آمیز انداز میں، دیگر ماضی کے واقعات سے بے نیازی اختیار کرتے ہوئے، اسی کے ذریعے نفس کی بے نیازی طلب کرتے ہوئے اور دنیاداروں کی مال داری سے بے نیازی کا امیدوار ہوکر اسے پڑھے۔ حدیث میں مذکور تغنی (سر آمیزی) سے مقصود دل کش و دل نشین انداز میں پڑھنا ہے، موسیقانہ نغموں کے آہنگوں کے مطابق پڑھنا نہیں۔

راوي الحديث: متفق عليه.

التخريج: أبو هريرة -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- يتغنى بالقرآن : يحسن صوته بالقرآن.
- أَذِن : اسْتَمَعَ، وَهُوَ يدل كذلك على الرِّضَا والقَبول.

فوائد الحديث:

١. استحباب تحسين الصوت بالقراءة القرآن وترتيلها، وهو متفق عليه.
٢. يعطي الله سبحانه الأجر العظيم على حسن الصوت في تلاوة القرآن.

المصادر والمراجع:

/ 1 رياض الصالحين من كلام سيد المرسلين؛ للإمام أبي زكريا النووي، تحقيق د. ماهر الفحل، دار ابن كثير-دمشق، الطبعة الأولى، ١٤٢٨هـ ٢/شرح رياض الصالحين؛ للشيخ محمد بن صالح العثيمين، مدار الوطن، الرياض، ١٤٢٦هـ ٣/شرح كتاب التوحيد من صحيح البخاري؛ للشيخ عبدالله الغنيمان، مكتبة لينة-دمنهور، الطبعة الأولى، ١٤٠٩هـ ٤/شرح صحيح مسلم؛ للإمام محي الدين النووي، دار الريان للتراث-القاهرة، الطبعة الأولى، ١٤٠٧هـ ٥/صحيح البخاري - عناية محمد زهير الناصر، دار طوق النجاة، الطبعة الأولى، ١٤٢٢هـ ٦/صحيح مسلم، حققه ورقمه محمد فؤاد عبدالباقي، دار عالم الكتب-الرياض، الطبعة الأولى، ١٤١٧هـ ٧/فتح الباري بشرح صحيح البخاري؛ للحافظ أحمد بن علي بن حجر العسقلاني، دار المعرفة-بيروت. ٨/كنوز رياض الصالحين؛ فريق علمي برئاسة أ.د. حمد العمار، دار كنوز إشبيليا-الرياض، الطبعة الأولى، ١٤٣٠هـ ٩/نزهة المتقين شرح رياض الصالحين؛ تأليف د. مصطفى الخِن وغيره، مؤسسة الرسالة-بيروت، الطبعة الرابعة عشر، ١٤٠٧هـ.

الرقم الموحد: (6218)

ما بعث الله نبيًّا إلا رعى الغنم

اللہ تعالیٰ نے کوئی ایسا نبی نہیں بھیجا جس نے بکریاں نہ چرائی ہوں۔

١٧٤٤. الحديث:

عن أبي هريرة -رضي الله عنه- عن النبيِّ -صلى الله عليه وسلم- قال: "ما بَعَثَ اللهُ نبياً إلا رَعَى الغَنَمَ"، فقالَ أصحابُهُ: وأنتَ؟، قال: "نعم، كُنتُ أرعَاها على قَرَارِيطَ لأهلِ مكةَ".

١٧٤٤. حدیث:

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے کوئی ایسا نبی نہیں بھیجا جس نے بکریاں نہ چرائی ہوں۔اس پر آپ ﷺ کے صحابہ رضوان اللہ علیہم نے پوچھا کیا آپ نے بھی بکریاں چرائی ہیں؟ فرمایا کہ ہاں! کبھی میں بھی مکہ والوں کی بکریاں چند قیراط کے عوض چرایا کرتا تھا۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

كل الأنبياء رعوا الغنم في حياتهم، وظاهر الحديث أن ذلك قبل النبوة، لذلك قال العلماء: الحكمة من ذلك أن يتمرن الإنسان على رعاية الخلق وتوجيههم إلى ما فيه الصلاح؛ لأن الراعي للغنم تارة يوجهها للمرعى وتارة يبقيها واقفة وتارة يردها إلى المراح، فالنبي عليه الصلاة والسلام سيرعى الأمة ويوجهها إلى الخير عن علم وهدى وبصيرة كالراعي الذي عنده علم بالمراعي الحسنة، وعنده نصح وتوجيه للغنم إلى ما فيه خيرها، وما فيه غذاؤها وسقاؤها. واختيرت الغنم لأن صاحب الغنم متصف بالسكينة والهدوء والاطمئنان بخلاف الإبل، فإن أصحابها في الغالب عندهم شدة وغلظة، لأن الإبل كذلك فيها الشدة والغلظة، فلهذا اختار الله سبحانه وتعالى لرسله أن يرعوا الغنم حتى يتعودوا ويتمرنوا على رعاية الخلق.

اجمالی معنی:

تمام انبیاء نے اپنی زندگی میں بکریاں چرائی ہیں۔ ظاہرِ حدیث سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ انہوں نے نبوت سے پہلے بکریاں چرائی ہیں۔ اس کی حکمت کے بارے میں علماء نے فرماتے ہیں کہ ایسا اس لیے ہے تاکہ اُن نبیوں کو لوگوں کی نگرانی کرنے اور ان کو نیکی کی طرف متوجہ کرنے کی مشق ہو۔ کیونکہ بکریوں کا چرواہا کبھی ان کو چراگاہ کی طرف لے جاتا ہے اور کبھی ایسے ہی چھوڑ دیتا ہے اور کبھی گھاٹ میں پانی پلانے لے جاتا ہے۔ نبی بھی اپنی امت کی رہنمائی کرتا ہے اور انہیں علم، ہدایت اور بصیرت سے عبارت خیر کی طرف متوجہ کرتا ہے اس چرواہے کی طرح جسے اچھی چراگاہ کے بارے میں علم ہوتا ہے اور اسے اس چیز کا بھی علم ہوتا ہے جس میں بکریوں کے لیے بہتری اور ان کے کھانے پینے کا سامان ہوتا ہے۔ اس کام کے لیے بکریوں کو اس لیے چُنا گیا کہ بکری والے سکون، ٹھہراؤ اور اطمینان کے ساتھ متصف ہوتے ہیں برخلاف اونٹوں کے، اس لیے کہ اونٹوں والوں میں اکثر سختی اور شدت پائی جاتی ہے۔ اس لیے کہ بذاتِ خود اونٹوں میں بھی سختی پائی جاتی ہے۔ اسی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے اپنے رسولوں کو بکریاں چرانے کے لیے چُنا تاکہ ان میں ان کی عادت آجائے اور لوگوں کی رہنمائی کرنے کی مشق ہو۔

راوي الحديث: رواه البخاري.

التخريج: أبو هريرة -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- قراريط : جمع قيراط، وهو جزء من الدينار أو الدرهم.

فوائد الحديث:

١. تواضع الأنبياء -عليهم الصلاة والسلام- باشتغالهم بأبسط الحِرَف.

٢. يستحب للعبد أن يتكسب ويطلب الرزق وإن قل، ففيه البركة لمن قنع، ويجب أن يتحرى في ذلك أن يكون حلالًا.

٣. الحكمة من رعي الأنبياء الغنم؛ ليتمرنوا بذلك على سياسة الأمم.

المصادر والمراجع:
بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين؛ تأليف سليم الهلالي، دار ابن الجوزي. تطريز رياض الصالحين؛ تأليف فيصل آل مبارك، تحقيق د. عبدالعزيز آل حمد، دار العاصمة-الرياض، الطبعة الأولى، ١٤٢٣هـ. رياض الصالحين من كلام سيد المرسلين؛ للإمام أبي زكريا النووي، تحقيق د. ماهر الفحل، دار ابن كثير-دمشق، الطبعة الأولى، ١٤٢٨هـ. شرح رياض الصالحين؛ للشيخ محمد بن صالح العثيمين، مدار الوطن-الرياض، ١٤٢٦هـ. صحيح البخاري – الجامع الصحيح-؛ للإمام أبي عبدالله محمد بن إسماعيل البخاري، عناية محمد زهير الناصر، دار طوق النجاة، الطبعة الأولى، ١٤٢٢هـ. فتح الباري بشرح صحيح البخاري؛ للحافظ أحمد بن علي بن حجر العسقلاني، دار المعرفة-بيروت. كنوز رياض الصالحين؛ فريق علمي برئاسة أ.د. حمد العمار، دار كنوز إشبيليا-الرياض، الطبعة الأولى، ١٤٣٠هـ. نزهة المتقين شرح رياض الصالحين؛ تأليف د. مصطفى الخِن وغيره، مؤسسة الرسالة-بيروت، الطبعة الرابعة عشر، ١٤٠٧هـ.

الرقم الموحد: (6219)

ما بقي منها؟-أي الشاة- قالت: ما بقي منها إلا كتفها. قال: بقي كلها غير كتفها.	اس میں سے یعنی بکری سے کیا باقی بچا ہے؟ (عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا) نے عرض کیا کہ بجز شانہ کے اور کچھ باقی نہیں رہا۔ (یعنی باقی سب گوشت تقسیم کردیا گیا ہے) آپ ﷺ نے فرمایا: بجز شانہ کے اور سب باقی ہے۔
١٧٤٥. الحديث: عن عائشة رضي الله عنها: أنهم ذبحوا شاة فقال النبي صلى الله عليه وسلم: «ما بقي منها؟» قالت: ما بقي منها إلا كتفها. قال: «بقي كلها غير كتفها».	**١٧٤٥. حدیث:** اُم المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک دفعہ صحابہ نے بکری ذبح کی۔ آپ ﷺ نے پوچھا کہ اس میں سے یعنی بکری سے کیا باقی بچا ہے؟ (عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا) نے عرض کیا کہ بجز شانہ کے اور کچھ باقی نہیں رہا۔ (یعنی باقی سب گوشت تقسیم کردیا گیا ہے) آپ ﷺ نے فرمایا: بجز شانہ کے اور سب باقی ہے۔
درجة الحديث: صحيح	**حدیث کا درجہ:** صحیح
المعنى الإجمالي: ذبح النبي -صلى الله عليه وسلم- شاة ثم تصدقوا بها إلا كتفها, فقال لها النبي صلى الله عليه وسلم: بقيت الشاة عند الله تعالى ثوابا وأجرا نجده في الآخرة؛ لأنه تصدق بها، أما ما لم يتصدق به فليس باقيا على الحقيقة.	**اجمالی معنی:** نبی ﷺ نے بکری ذبح کی پھر انہوں نے اس کو صدقہ میں دے دیا سوائے اس کے شانے کے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ بکری کا ثواب اور اجر اللہ کے پاس ہے جسے ہم آخرت میں پائیں گے کیونکہ آپ ﷺ نے اسے صدقہ کر دیا تھا اور بکری کا وہ حصہ جسے صدقہ میں نہیں دیا گیا وہ درحقیقت باقی ہی نہیں بچا۔

راوي الحديث: رواه الترمذي
التخريج: عائشة رضي الله عنها.
مصدر متن الحديث: رياض الصالحين
معاني المفردات:

- بقي كلها غير كتفها : بقيت الشاة عند الله تعالى ثوابا وأجرا يجده في الآخرة؛ لأنه تصدق بها، أما ما لم يتصدق به فليس باقيا على الحقيقة.

فوائد الحديث:

١. استحباب الصدقة والاهتمام بها وأن لا يستكثر الإنسان ما أنفقه فيها
٢. بيان كرم رسول الله صلى الله عليه وسلم وأهل بيته
٣. مال العبد الحقيقي ما يقدمه ويدخر ثوابه عند الله
٤. لا يضيع الله أجر من أحسن عملاً بل يحفظه ويوفيه إياه يوم القيامة

المصادر والمراجع:

سنن الترمذي -المؤلف: محمد بن عيسى بن سَوْرة بن موسى بن الضحاك، الترمذي، أبو عيسى (المتوفى: ٢٧٩هـ) تحقيق وتعليق:أحمد محمد شاكر (جـ١، ٢) ومحمد فؤاد عبد الباقي (جـ٣) وإبراهيم عطوة عوض المدرس في الأزهر الشريف (جـ٤، ٥) الناشر: شركة مكتبة ومطبعة مصطفى البابي الحلبي - مصر السلسلة الصحيحة وشيء من فقهها وفوائدها, تأليف: أبو عبدالرحمن محمد ناصر الدين الألباني, الناشر: مكتبة المعارف, ط١ عام ١٤١٥. رياض الصالحين- المؤلف: أبو زكريا محيي الدين يحي بن شرف النووي -تعليق وتحقيق: الدكتور ماهر ياسين الفحل رئيس -الناشر: دار ابن كثير للطباعة والنشر والتوزيع، دمشق - بيروت -الطبعة: الأولى، ١٤٢٨ هـ - ٢٠٠٧ م بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين, تأليف: سليم بن عيد الهلالي, دار ابن الجوزي.

الرقم الموحد: (5810)

ما تركت بعدي فتنة هي أضر على الرجال من النساء	میں نے اپنے بعد کوئی ایسا فتنہ نہیں چھوڑا، جو مردوں کے حق میں عورتوں سے زیادہ ضرر رساں ہو۔
١٧٤٦. الحديث: عن أسامة بن زيد -رضي الله عنهما- مرفوعاً: «ما تركت بعدي فتنة هي أضر على الرجال من النساء».	**١٧٤٦. حدیث:** اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "میں نے اپنے بعد کوئی ایسا فتنہ نہیں چھوڑا، جو مردوں کے حق میں عورتوں سے زیادہ ضرر رساں ہو۔"
درجة الحديث: صحيح	**حدیث کا درجہ:** صحیح
المعنى الإجمالي: أخبر النبي صلى الله عليه وسلم أن النساء سبب عظيم للفتنة وذلك بإغرائهن وإمالتهن عن الحق إذا خرجن واختلطن بالرجال, وإذا حصلت خلوة بهن، والضرر هنا يكون في الدين والدنيا.	**اجمالی معنیٰ:** نبی ﷺ نے خبر دی کہ عورتیں فتنے کا ایک بہت بڑا سبب ہیں؛ کیونکہ جب وہ باہر نکل کر مردوں کے ساتھ ملتی جلتی ہیں اور ان کے ساتھ تنہائی میں رہتی ہیں، تو (انھیں) فریفتہ کر لیتی ہیں اور حق سے دور ہٹا دیتی ہیں؛ یوں ان سے دین و دنیا دونوں کا نقصان ہوتا ہے۔

راوي الحديث: متفق عليه

التخريج: أسامة بن زيد رضي الله عنهما.

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين

معاني المفردات:

- فتنة : ابتلاء واختبار.

فوائد الحديث:

١. فتنة النساء أخطر من غيرها على الرجال.

المصادر والمراجع:

الجامع المسند الصحيح (صحيح البخاري), تأليف: محمد بن إسماعيل البخاري, تحقيق: محمد زهير بن ناصر الناصر, دار طوق النجاة ترقيم محمد فؤاد عبدالباقي, ط ١٤٢٢ المسند الصحيح (صحيح مسلم), تأليف: مسلم بن حجاج النيسابوري, تحقيق: محمد فؤاد عبدالباقي, دار إحياء التراث العربي. بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين, تأليف: سليم بن عيد الهلالي, دار ابن الجوزي.. تعليق البغا على صحيح البخاري، دار ابن كثير ، اليمامة – بيروت، تحقيق : د. مصطفى ديب البغا، الطبعة الثالثة ، ١٤٠٧ – ١٩٨٧.

الرقم الموحد: (5830)

ما ضرب رسول الله -صلى الله عليه وسلم- شيئا قط بيده، ولا امرأة ولا خادما، إلا أن يجاهد في سبيل

١٧٤٧. الحديث:

عن عائشة -رضي الله عنها- مرفوعاً: «ما ضرب رسول الله -صلى الله عليه وسلم- شيئا قَطُّ بيده، ولا امرأة ولا خادما، إلا أن يجاهد في سبيل الله، وما نِيل منه شيء قَطُّ فينتقم من صاحبه، إلا أن ينتهك شيء من محارم الله تعالى، فينتقم لله تعالى».

درجة الحديث: صحيح

المعنى الإجمالي:

من أخلاق النبي -عليه الصلاة والسلام- أنه ما ضرب شيئاً من الحيوانات ولا من غيرها في أي زمن من الأزمنة، لا امرأة ولا خادماً؛ لأن عادة أغلب الناس ضربهما، وإذا لم يضربهما النبي -صلى الله عليه وسلم- مع جريان العادة بذلك فغيرهما ممن لم يعتد ضربه أولى، إلا أن يجاهد في سبيل الله لإعلاء كلمة الله تعالى، وما نال أحد منه شيئاً فانتقم منه، كما وقع من شج الكفار لرأسه في أحد وكسر رباعيته وغير ذلك مما وقع من إساءتهم، ومع ذلك يعفو ويصفح ويحلم، ولا ينتقم، إلا إذا انتهكت محارم الله فإنه لا يقر أحدا على ذلك .

رسول اللہ ﷺ نے کبھی کسی کو اپنے ہاتھ سے نہیں مارا۔ نہ ہی کسی عورت کو، نہ ہی کسی خادم کو، اِلّا یہ کہ آپ جہاد فی سبیل اللہ کر رہے ہوں۔

١٧٤٧. حدیث :

عائشہ رضی اللہ عنہا سے مرفوعاً روایت ہے کہ رسول کریم ﷺ نے کبھی کسی کو اپنے ہاتھ سے نہیں مارا۔ نہ ہی کسی عورت کو، نہ ہی کسی خادم کو۔ اِلّا یہ کہ آپ جہاد فی سبیل اللہ کر رہے ہوں۔ کبھی ایسے نہیں ہوا کہ آپ ﷺ کو کوئی نقصان پہنچایا گیا ہو اور آپ ﷺ نے اس پر انتقام لیا ہو مگر یہ کہ اللہ تعالیٰ کی حدود کی خلاف ورزی پر آپ ﷺ اللہ کے لیے انتقام لیا کرتے تھے۔

حدیث کا درجہ : صحیح

اجمالی معنیٰ :

نبی ﷺ کی اخلاقی صفات میں سے ایک یہ بھی تھی کہ آپ ﷺ نے کبھی نہ تو جانوروں کو ہاتھ سے مارا تھا اور نہ ہی کسی عورت یا نوکر کو۔ اکثر لوگوں کی عادت ہوتی ہے کہ وہ عورت یا نوکر کو مارتے ہیں۔ باوجود عمومی عادت کے جب آپ ﷺ نے ان دونوں کو نہیں مارا تو معلوم ہوا کہ ان کے علاوہ دوسری اشیاء کو تو بدرجہ اولی نہیں مارنا چاہیے جنھیں عام طور پر نہیں مارا جاتا۔ تاہم آپ ﷺ اللہ کے دین کی سربلندی کے لیے جہاد فی سبیل اللہ کیا کرتے تھے۔ کبھی ایسا نہیں ہوا کہ کسی نے آپ ﷺ کو نقصان پہنچایا ہو اور آپ ﷺ نے اس سے انتقام لیا ہو۔ جیسے جنگ احد میں کفار نے آپ ﷺ کے سر مبارک کو زخمی کیا اور آپ کے سامنے کے دندان مبارک شہید کردیے لیکن آپ ﷺ پھر بھی ان کے ساتھ معافی و درگزر اور بردباری ہی کا معاملہ کرتے رہے۔ لیکن جب اللہ کی حدود کی خلاف ورزی ہوتی تھی تو یوں نہیں ہوتا تھا کہ کسی کو آپ ﷺ ایسا کرتے رہنے دیں۔ (بلکہ آپ ﷺ بزور اسے روکتے تھے۔)

راوي الحديث: رواه مسلم
التخريج: عائشة -رضي الله عنها-
مصدر متن الحديث: رياض الصالحين

معاني المفردات:

- نيل منه : ناله الكفار بأذى كشج رأسه.
- ينتهك : تخرق وتؤتى
- فينتقم : فيعاقب

فوائد الحديث:

١. حسن خلقه صلى الله عليه وسلم وحلمه، وصبره، وعفوه.

٢. الغضب لله لا ينافي الحلم والأناة والرفق والعفو.

٣. إقامته صلى الله عليه وسلم حدود الله على من يستحقها ولا يمنعه من ذلك رفقه ورحمته؛ لأن ذلك من رحمة المحدود.

٤. الدلالة على أهمية الجهاد في سبيل الله وأنه من صفات المرسلين.

المصادر والمراجع:

صحيح مسلم, ترقيم محمد فؤاد عبد الباقي, دار إحياء التراث العربي, بيروت. نزهة المتقين شرح رياض الصالحين لمجموعة من الباحثين, مؤسسة الرسالة, الطبعة الرابعة عشر, ١٤٠٧ه . كنوز رياض الصالحين بإشراف حمد العمار, دار كنوز إشبيليا, الطبعة الأولى, ١٤٣٠ه . تطريز رياض الصالحين لفيصل بن عبد العزيز المبارك النجدي, تحقيق: عبد العزيز آل حمد, دار العاصمة , الطبعة: الأولى، ١٤٢٣ هـ بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين، لسليم الهلالي, دار ابن الجوزي. دليل الفالحين لطرق رياض الصالحين لمحمد بن علان الصديقي, دار الكتاب العربي. شرح رياض الصالحين لابن عثيمين , دار مدار الوطن للنشر، الرياض, الطبعة : ١٤٢٦ هـ.

الرقم الموحد: (6391)

ما كان النبي -صلى الله عليه وسلم- يصنع في بيته؟ قالَتْ: كانَ يَكونُ في مِهنَةِ أهلِهِ -يَعني: خِدمَةَ أهلِهِ- فإذا حَضَرَتِ الصلاةُ، خَرَجَ إلى الصلاةِ

١٧٤٨. الحديث:

عن الأسود بن يزيد، قال: سُئِلَتْ عائشةُ -رضي الله عنها- ما كانَ النبيُّ -صلى الله عليه وسلم- يَصْنَعُ في بَيتِهِ؟، قالَتْ: كانَ يَكونُ في مِهنَةِ أهلِهِ -يَعني: خِدمَةَ أهلِهِ- فإذا حَضَرَتِ الصلاةُ، خَرَجَ إلى الصلاةِ.

درجة الحديث: صحيح

المعنى الإجمالي:

من تواضع النبي -عليه الصلاة والسلام- أنه كان في بيته في خدمة أهله، يحلب الشاة يصلح النعل، يخدمهم في بيتهم، لأن عائشة سئلت ماذا كان النبي -صلى الله عليه وسلم- يصنع في بيته؟، قالت: كان في مهنة أهله يعني في خدمتهم -عليه الصلاة والسلام-، وهذا من أخلاق النبيين والمرسلين عليهم السلام التواضع والتذلل في أفعالهم، والبعد عن الترفه والتنعم.

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے گھر میں کیا کام کرتے تھے؟ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: آپ ﷺ اپنے گھر والوں کی خدمت میں لگے رہتے تھے، اور جب نماز کا وقت ہوتا تو نماز کے لیے تشریف لے جاتے۔

١٧٤٨. حدیث:

اسود بن یزید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا گیا: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے گھر میں کیا کام کرتے تھے؟ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: آپ ﷺ اپنے گھر والوں کی خدمت میں لگے رہتے تھے، اور جب نماز کا وقت ہوتا تو نماز کے لیے تشریف لے جاتے۔

حدیث کا درجہ: صحیح

اجمالی معنی:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے تواضع و خاکساری کی ایک جھلک یہ بھی ہے کہ آپ ﷺ اپنے گھر میں اہلِ خانہ کی خدمت کرتے تھے، بکری کا دودھ نکالتے، جوتی ٹھیک کرتے، گھر میں گھر والوں کی خدمت کرتے۔ کیوں کہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا گیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے گھر میں کیا کام کرتے تھے؟ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے گھر والوں کی خدمت میں لگے رہتے تھے۔ یہ انبیاء اور مرسلین کے اخلاق میں سے ہے کہ وہ اپنے اعمال میں تواضع و خاکساری اختیار کرتے تھے، آسائش پسندی اور ناز و نعمت کی زندگی گزارنے سے دور رہتے تھے۔

راوي الحديث: رواه البخاري.

التخريج: عائشة بنت أبي بكر -رضي الله عنها-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

فوائد الحديث:

١. كمال تواضعه -صلى الله عليه وسلم- وبره بأهله.

٢. الأعمال الدنيوية ينبغي أن لا تلهي العبد عن الصلاة.

٣. محافظة النبي -صلى الله عليه وسلم- على الصلاة في أول أوقاتها.

المصادر والمراجع:

بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين؛ تأليف سليم الهلالي، دار ابن الجوزي. رياض الصالحين من كلام سيد المرسلين؛ للإمام أبي زكريا النووي، تحقيق د. ماهر الفحل، دار ابن كثير-دمشق، الطبعة الأولى، ١٤٢٨هـ. شرح رياض الصالحين؛ للشيخ محمد بن صالح العثيمين، مدار الوطن-الرياض، ١٤٢٦هـ. شرح صحيح البخاري؛ لأبي الحسن علي بن خلف بن بطال، ضبط أبي تميم ياسر بن إبراهيم، مكتبة الرشد-الرياض. صحيح البخاري – الجامع الصحيح-؛ للإمام أبي عبدالله محمد بن إسماعيل البخاري، عناية محمد زهير الناصر، دار طوق النجاة، الطبعة الأولى، ١٤٢٢هـ. نزهة المتقين شرح رياض الصالحين؛ تأليف د. مصطفى الخِن وغيره، مؤسسة الرسالة-بيروت، الطبعة الرابعة عشر، ١٤٠٧هـ.

الرقم الموحد: (6220)

ما مِنْ مُسْلِمٍ يموت له ثلاثة لم يَبْلُغوا الحِنْثَ إلا أدْخَلَه الله الجَنَّة بِفَضْل رَحْمَتِهِ إيَّاهُمْ

"جس مسلمان کے تین نابالغ بچے وفات پا جائیں اسے اللہ تعالی ان پر اپنی رحمت کے فضل سے جنت میں داخل کردے گا۔"

١٧٤٩. الحديث:

عن أنس -رضي الله عنه- قال: قال رسول الله -صلى الله عليه وسلم-: «ما مِنْ مُسْلِمٍ يموت له ثلاثة لم يَبْلُغوا الحِنْثَ إلا أدْخَلَه الله الجَنَّة بِفَضْل رَحْمَتِهِ إيَّاهُمْ».

١٧٤٩. حديث:

انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جس مسلمان کے تین نابالغ بچے وفات پا جائیں، اسے اللہ تعالی ان پر اپنی رحمت کے فضل سے جنت میں داخل کردے گا۔"

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

لا يموت لأحد من المسلمين ثلاثة أولاد صغار ذكورا أو إناثا لم يتجاوزوا سِن البلوغ؛ إلا كان ذلك سببًا في دخوله الجنَّة.

اجمالی معنی:

کسی مسلمان کے تین چھوٹے بچوں کا سن بلوغ کو پہنچنے سے پہلے وفات پا جانا، چاہے وہ بیٹے ہوں یا بیٹیاں، اس کے لئے دخول جنت کا سبب ہوتا ہے۔

راوي الحديث: رواه البخاري. ملحوظة: في رياض الصالحين أنه متفق عليه لكنه مما انفرد به البخاري.

التخريج: أنس -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين

معاني المفردات:

- الحِنْثَ : الإثم، أي: لم يبلغوا مَبْلَغ الرجال ويجري عليهم القلم، فيكتب عليهم ما وقعوا فيه من الإثم.

فوائد الحديث:

١. فضل من مات له أولاد صغار فصبر واحتسب، فإنه لعظم شفقته عليهم، ورحمته بهم، فإن الله -تعالى- يرحمه ويدخله الجنة.

٢. رحمة الله -تعالى- بعباده، حيث أعطاهم أفضل مما أخذ منهم.

المصادر والمراجع:

نزهة المتقين، تأليف: جمعٌ من المشايخ، الناشر: مؤسسة الرسالة، الطبعة الأولى: ١٣٩٧ هـالطبعة الرابعة عشر ١٤٠٧ هـ. كنوز رياض الصالحين، تأليف: حمد بن ناصر العمار ، الناشر: دار كنوز أشبيليا، الطبعة الأولى: ١٤٣٠هـ. بهجة الناظرين، تأليف: سليم بن عيد الهلالي، الناشر: دار ابن الجوزي ، سنة النشر: ١٤١٨ هـ- ١٩٩٧م. رياض الصالحين، تأليف : محيي الدين يحيى بن شرف النووي ، تحقيق: د. ماهر بن ياسين الفحل ، الطبعة: الأولى، ١٤٢٨هـ. صحيح البخاري، تأليف: محمد بن إسماعيل البخاري، تحقيق: محمد زهير الناصر، الناشر: دار طوق النجاة الطبعة: الأولى، ١٤٢٢هـ. دليل الفالحين، تأليف: محمد بن علان، الناشر: دار الكتاب العربي، نسخة الكترونية ، لا يوجد بها بيانات نشر. شرح رياض الصالحين، تأليف: محمد بن صالح العثيمين، الناشر: دار الوطن للنشر، الطبعة: ١٤٢٦هـ. منار القاري، تأليف: حمزة محمد قاسم ، الناشر: مكتبة دار البيان ، عام النشر: ١٤١٠هـ.

الرقم الموحد: (8875)

ما مسست ديباجًا ولا حريرًا ألين من كف رسول الله -صلى الله عليه وسلم-

میں نے نہ تو کبھی رسول اللہ ﷺ کی ہتھیلی سے زیادہ نرم کوئی دیباج چھوا اور نہ ریشم۔

١٧٥٠. الحديث:

عن أنس -رضي الله عنه-، قَالَ: مَا مَسِسْتُ دِيبَاجاً وَلاَ حَرِيراً أَلْيَنَ مِنْ كَفِّ رسولِ اللهِ -صلى الله عليه وسلم-، وَلاَ شَمَمْتُ رَائِحَةً قَطُّ أَطْيَبَ مِنْ رَائِحَةِ رسولِ اللهِ -صلى الله عليه وسلم-، وَلَقَدْ خدمتُ رسول اللهِ -صلى الله عليه وسلم- عَشْرَ سنين، فما قَالَ لي قَطُّ: أُفٍّ، وَلاَ قَالَ لِشَيءٍ فَعَلْتُهُ: لِمَ فَعَلْتَه؟، وَلاَ لشَيءٍ لَمْ أفعله: أَلاَ فَعَلْتَ كَذا؟.

١٧٥٠. حدیث:

انس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ میں نے نہ تو کبھی رسول اللہ ﷺ کی ہتھیلی سے زیادہ نرم کوئی ریشم چھوا اور نہ دیباج اور نہ ہی رسول اللہ ﷺ کی خوشبو سے زیادہ عمدہ کوئی خوشبو سونگھی۔ میں نے رسول اللہ ﷺ کی دس سال خدمت کی۔ آپ ﷺ نے کبھی مجھے اُف تک نہ کہا اور نہ ہی میرے کسی کیے گئے کام کے بارے میں مجھ سے یہ پوچھا کہ یہ تم نے کیوں کیا ہے؟ اور نہ ہی جس کام کو میں نے نہیں کیا اس پر آپ ﷺ نے یہ کہا کہ تم نے یہ کیوں نہیں کیا؟

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

عن أنس بن مالك -رضي الله عنه- قال: ما مسست حريراً ولا ديباجاً ألين من يدي رسول الله -صلى الله عليه وسلم-، وكان أنس بن مالك قد خدم النبي صلى الله عليه وسلم عشر سنين، فكانت يده -صلى الله عليه وسلم- لينة، وكذلك أيضاً رائحته -صلى الله عليه وسلم- ما شم طيباً قط أحسن من رائحة النبي -صلى الله عليه وسلم-. ويقول: ولقد خدمت النبي -صلى الله عليه وسلم- عشر سنين، فما قال لي: أف قط، يعني: ما تضجر منه أبداً عشر سنوات يخدمه ما تضجر منه، والواحد منا إذا خدمه أحد، أو صاحبه أحد لمدة أسبوع أو نحوه لابد أن يجد منه تضجراً، لكن الرسول -صلى الله عليه وسلم- عشر سنوات، وهذا الرجل يخدمه ومع ذلك ما قال له أف قط، ولا قال لشيء فعلته: لم فعلت كذا؟، حتى الأشياء التي يفعلها أنس اجتهاداً منه ما كان الرسول -صلى الله عليه وسلم- يؤنبه أو يوبخه أو يقول لم فعلت كذا؟ مع أنه خادم، وكذلك ما قال لشيء لم أفعله: لِمَ لَم تفعل كذا وكذا؟، وهذا من حسن خلقه -عليه الصلاة والسلام-.

اجمالی معنی:

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کی ہتھیلی سے زیادہ نرم نہ توکسی ریشم کو چھوا اور نہ دیباج کو۔ انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ کی دس سال خدمت کی۔ آپ ﷺ کے ہاتھ مبارک گداز تھے۔ اسی طرح آپ ﷺ کی خوشبو بھی خوشگوار ہوتی تھی۔ انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ کی خوشبو سے عمدہ کوئی خوشبو کبھی نہیں سونگھی۔ انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے نبی ﷺ کی دس سال تک خدمت کی۔ آپ ﷺ نے کبھی مجھے اف تک نہیں کہا۔ یعنی خدمت کے دس سال کے دوران آپ ﷺ کبھی بھی ان سے تنگ نہ آئے۔ جب کہ ہماری صورت حال یہ ہے ہم میں سے کسی کی کوئی ہفتے بھر کے لیے خدمت کر لے یا اس کے ساتھ رہ لے تو وہ ضرور اس سے تنگ آ جاتا ہے۔ لیکن رسول اللہ ﷺ نے دس سال کے دوران جس میں انس بن مالک آپ ﷺ کی خدمت کرتے رہے کبھی انہیں اُف تک نہ کہا اور نہ ہی کسی کیے جانے والے کام کے بارے میں یہ پوچھا کہ یہ تم نے کیوں کیا ہے۔؟ حتیٰ کہ وہ اشیاء جو انس بن مالک خود کرتے تھے اس پر بھی آپ ﷺ نہ تو ان کو ڈانٹ ڈپٹ کرتے اور نہ یہ کہتے کہ تم نے ایسا کیوں کیا ہے؟ حالانکہ وہ ایک خادم تھے۔ اسی طرح آپ ﷺ نے انہیں کسی نہ کیے جانے والے کام پر یہ بھی نہ کہا کہ تم نے یہ اور یہ کیوں نہیں کیا؟۔ یہ آپ ﷺ کے حسنِ اخلاق کا ایک مظہر ہے۔

راوي الحديث: متفق عليه تنبيه: لم أجده بهذا اللفظ في الصحيحين، وهو مركب من حديثين، انظر: كنوز رياض الصالحين (٦٥/٩)، فقد نبهوا على ذلك.

التخريج: أنس بن مالك –رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- ديباجاً : ثوباً متخذاً من الحرير.
- أفٍّ : كلمة تضجُّر وتكرُّه.

فوائد الحديث:

١. كمال أخلاق الرسول –صلى الله عليه وسلم- وحسن معاملته لخادمه وأصحابه.

٢. الحث على الرفق بالخادم، وعدم التضجر من فعله.

٣. الحث على التنظيف والتطيب، وهكذا كان فعله -صلى الله عليه وسلم.-

المصادر والمراجع:

بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين؛ تأليف سليم الهلالي، دار ابن الجوزي. رياض الصالحين من كلام سيد المرسلين؛ للإمام أبي زكريا النووي، تحقيق د. ماهر الفحل، دار ابن كثير-دمشق، الطبعة الأولى، ١٤٢٨هـ. شرح رياض الصالحين؛ للشيخ محمد بن صالح العثيمين، مدار الوطن-الرياض، ١٤٢٦هـ. صحيح البخاري –الجامع الصحيح-؛ للإمام أبي عبدالله محمد بن إسماعيل البخاري، عناية محمد زهير الناصر، دار طوق النجاة، الطبعة الأولى، ١٤٢٢هـ. صحيح مسلم؛ للإمام مسلم بن الحجاج، حققه ورقمه محمد فؤاد عبدالباقي، دار عالم الكتب-الرياض، الطبعة الأولى، ١٤١٧هـ. كنوز رياض الصالحين؛ فريق علمي برئاسة أ.د. حمد العمار، دار كنوز إشبيليا-الرياض، الطبعة الأولى، ١٤٣٠هـ. نزهة المتقين شرح رياض الصالحين؛ تأليف د. مصطفى الخِن وغيره، مؤسسة الرسالة-بيروت، الطبعة الرابعة عشر، ١٤٠٧هـ.

الرقم الموحد: (6221)

ما من امرئ مسلم تحضره صلاة مكتوبة فيحسن وضوءها

جس مسلمان کی فرض نماز کا وقت ہوجائے، پھر وہ اس کے لیے اچھی طرح وضو کرے۔

١٧٥١. الحديث:

عن عثمان بن عفان -رضي الله عنه- عن النبي -صلى الله عليه وسلم- قال: "ما منْ امْرِئٍ مسلم تَحْضُرُهُ صلاة مكتوبة فَيُحْسِنُ وضوءها؛ وخشوعها، وركوعها، إلا كانت كفَّارة لما قبلها من الذنوب ما لم تُؤتَ كبيرة، وذلك الدهر كلَّه".

١٧٥١. حدیث:

عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جس مسلمان کی فرض نماز کا وقت ہوجائے، پھر وہ اس کے لیے اچھی طرح وضو کرے، اچھی طرح خشوع سے اسے ادا کرے اور احسن انداز سے رکوع کرے، تو یہ نماز اس کے پچھلے گناہوں کا کفارہ ہوجائے گی، تاوقتیکہ وہ کسی کبیرہ گناہ کا ارتکاب نہ کرے۔ اور یہ (فضیلت) ہمیشہ کے لیے رہتی ہے"۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

"ما من امرئ مسلم"، ومثله المرأة المسلمة، "تحضره صلاة مكتوبة"، أي: يدخل وقتها وهو مخاطب بأدائها "فيحسن وضوءها"، فيؤديه على الوجه المشروع "وخشوعها وركوعها "، أي: وسائر أركانها بأن أتى بكل من ذلك على أكمل هيئاته من فرض وسنة، فإحسان الوضوء: الإتيان به جامع الفرائض والسنن والآداب، وإحسان الخشوع: كمال الإقبال والتوجه، "إلا كانت"، هذه الصلاة، "كفارة"، أي: مكفرة، "لما قبلها من الذنوب"، أي: المعاصي الصغائر، "ما لم تُؤتَ كبيرةٌ"، أي: لم يعمل كبيرة من كبائر الذنوب، "وذلك"، أي: تكفير ما ذكر من الذنوب بحسن الوضوء والخشوع "الدهر كله"، تنبيهاً على تعميم تكفير الطاعات للصغائر كل زمن، وأن ذلك غير مقصور على أشرف الأزمنة من عصره -صلى الله عليه وسلم- وعصر الصحابة -رضي الله عنهم-؛ بل عام لسائر الأعصار.

اجمالی معنی:

"جس مسلمان مرد" اس حکم میں مسلمان خاتون بھی برابر کی شریک ہے۔ "فرض نماز کا وقت ہوجائے" یعنی نماز کا وقت شروع ہو جائے اور وہ اس کی ادائیگی کا مکلف ہو۔ "پھر وہ اس کے لیے اچھی طرح وضو کرے" یعنی مکمل شرعی آداب کا لحاظ کرتے ہوئے وضو کرے۔ "وخشوعہا ورکوعہا" یعنی نماز کے تمام ارکان کو اس طور پر ادا کرے کہ اس کے تمام فرائض اور سنتوں کو ان کی کامل ہیئتوں کے ساتھ ملحوظ خاطر رکھے۔ اچھی طرح سے وضو کرنا یہ ہے کہ اس کو اس کے تمام فرائض، سنن اور آداب کی رعایت کرتے ہوئے انجام دیا جائے۔ اچھی طرح خشوع سے نماز ادا کرنا یہ ہے کہ مکمل حضور قلبی اور یکسوئی اختیار کرتے ساتھ نماز ادا کی جائے۔ "الا کانت" یعنی یہ نماز۔ "کفارۃ" یعنی گناہوں کو مٹانے والی۔ "لما قبلہا من الذنوب" یعنی صغیرہ گناہوں کو۔ "مالم تُؤتَ کبیرۃٌ" یعنی کسی کبیرہ گناہ کا ارتکاب نہ کیا جائے۔ "وذلک" یعنی عمدہ طریقہ سے وضو کرنے اور خشوع کے ساتھ نماز پڑھنے کی بنا پر گناہوں کے مٹائے جانے کا عمل۔ "الدہر کلہ" اس میں یہ نشان دہی ہے کہ نیکیوں کے ذریعے صغیرہ گناہوں کے مٹائے جانے کا معاملہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابۂ کرام کے اشرف ترین زمانوں کے ساتھ خاص نہیں ہے، بلکہ سارے زمانوں کے لیے عام ہے۔

راوي الحديث: رواه مسلم.

التخريج: عثمان بن عفان -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- مكتوبة : مفروضة.
- كفارة : ساترة وماحية.

- خشوعها : إقباله على الله تعالى بقلبه فيها.
- الوضوء : استعمال ماء طهور في الأعضاء الأربعة (وهي الوجه واليدان، والرأس، والرجلان) على صفة مخصوصة في الشرع.

فوائد الحديث:

١. ينبغي على المسلم أن يحسن وضوء الصلاة بإكمال سننها.
٢. الخشوع روح الصلاة.
٣. الصلاة المكفرة للذنوب هي التي يؤديها العبد وهو حاضر القلب، خاشع يبتغي بها وجه الله.
٤. تنبيه على تعميم تكفير الطاعات للصغائر كل زمن.

المصادر والمراجع:

/ 1 بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين؛ تأليف سليم الهلالي، دار ابن الجوزي. ٢/تطريز رياض الصالحين؛ تأليف فيصل آل مبارك، تحقيق د. عبدالعزيز آل حمد، دار العاصمة-الرياض، الطبعة الأولى، ١٤٢٣هـ. ٣/دليل الفالحين لطرق رياض الصالحين؛ لمحمد بن علان الشافعي، دار الكتاب العربي-بيروت. ٤/رياض الصالحين من كلام سيد المرسلين؛ للإمام أبي زكريا النووي، تحقيق د. ماهر الفحل، دار ابن كثير-دمشق، الطبعة الأولى، ١٤٢٨هـ. ٥/صحيح مسلم؛ حققه ورقمه محمد فؤاد عبدالباقي، دار عالم الكتب-الرياض، الطبعة الأولى، ١٤١٧هـ. ٦/فيض القدير شرح الجامع الصغير؛ تأليف عبدالرؤوف المناوي، دار الحديث-القاهرة. ٧/كنوز رياض الصالحين؛ فريق علمي برئاسة أ.د. حمد العمار، دار كنوز إشبيليا-الرياض، الطبعة الأولى، ١٤٣٠هـ. ٨/نزهة المتقين شرح رياض الصالحين؛ تأليف د. مصطفى الخِن وغيره، مؤسسة الرسالة-بيروت، الطبعة الرابعة عشر، ١٤٠٧هـ.

الرقم الموحد: (6254)

ما من أحد يسلم علي إلا رد الله علي روحي حتى أرد عليه السلام

مجھ پر جب بھی کوئی سلام بھیجتا ہے، تواللہ تعالیٰ میری روح مجھے لوٹا دیتا ہے، یہاں تک کہ میں اس کے سلام کا جواب دیتا ہوں۔

١٧٥٢. الحديث:

عن أبي هريرة -رضي الله عنه- عن النبي -صلى الله عليه وسلم- قال: «ما من أحد يُسَلِّمُ عليَّ إلا ردَّ الله عليَّ روحي حتى أرُدَّ عليه السلام».

١٧٥٢. حدیث:

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”مجھ پر جب بھی کوئی سلام بھیجتا ہے، تواللہ تعالیٰ میری روح مجھے لوٹا دیتا ہے، یہاں تک کہ میں اس کے سلام کا جواب دیتا ہوں“۔

درجة الحديث: إسناده حسن

حدیث کا درجہ: اس حدیث کی سند حَسَن ہے۔

المعنى الإجمالي:

ما من أحد يُسلم على النبي إلا رَدَّ اللهُ عليه روحه حتى يرد السلام، فإذا سلمت على النبي -صلى الله عليه وسلم- رَدَّ الله عليه روحه فرد عليك السلام، والظاهر أن هذا فيمن كان قريباً منه؛ كأن يقف على قبره، ويقول: السلام عليك أيها النبي ورحمة الله وبركاته، ويحتمل أن يكون عاماً، والله على كل شيء قدير.

اجمالی معنیٰ:

”مجھ پر جب بھی کوئی سلام بھیجتا ہے، تواللہ تعالیٰ میری روح مجھے لوٹا دیتا ہے، یہاں تک کہ میں اس کے سلام کا جواب دیتا ہوں۔“ چنانچہ آپ جب بھی نبی ﷺ پر سلام بھیجیں گے، اللہ تعالیٰ آپ ﷺ کی روح کو واپس لوٹا دے گا؛ تاکہ آپ ﷺ سلام کا جواب دے سکیں۔ اس کے ظاہری معنی یہ ہیں کہ یہ ان افراد کے حق میں ہے، جو آپ ﷺ سے نزدیک ہوں۔ مثلا کوئی آپ کی قبر کے پاس کھڑے ہوکر یوں کہے: السلام علیک أیہا النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ (اے نبی ﷺ آپ پر سلامتی اور اللہ تعالیٰ کی رحمتیں اور برکتیں نازل ہوں)۔ نیز اس میں عمومی معنیٰ کا بھی احتمال ہے؛ کیوں کہ یقیناً اللہ تعالیٰ ہر چیز پر کامل قدرت رکھتا ہے۔

راوي الحديث: رواه أبو داود وأحمد.

التخريج: أبو هريرة -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- يسلم : أي: قال السلام عليك أو صلى الله عليه وسلم، ونحو ذلك، و قول الإنسان السلام عليكم خبر بمعنى الدعاء، وله معنيان: ١. اسم السلام عليك؛ أي: عليك بركاته باسمه. ٢. السلامة من الله عليك.

فوائد الحديث:

١. الحث على الإكثار من الصلاة والسلام على النبي -صلى الله عليه وسلم-، ليحظى المسلم برد السلام منه -صلى الله عليه وسلم.-

٢. حياة النبي -صلى الله عليه وسلم- في قبره هي أكمل حياة يحياها إنسان في برزخه، فلا يعلم حقيقتها إلا الله -تعالى-، والحديث ليس فيه حجة لمن يقول بحياة رسول الله صلى الله عليه وسلم حياة ما نعيشها نحن، حتى لا يستدل به أهل الشرك على الاستغاثة به عليه الصلاة والسلام، وإنما هي حياة برزخيه.

المصادر والمراجع:

/ 1 بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين؛ تأليف سليم الهلالي، دار ابن الجوزي. ٢/رياض الصالحين من كلام سيد المرسلين؛ للإمام أبي زكريا النووي، تحقيق د. ماهر الفحل، دار ابن كثير-دمشق، الطبعة الأولى، ١٤٢٨هـ ٣/ سنن أبي داود- محمد محيي الدين عبد الحميد-الناشر: المكتبة العصرية، صيدا - بيروت ٤/شرح رياض الصالحين؛ للشيخ محمد بن صالح العثيمين، مدار الوطن، الرياض، ١٤٢٦هـ ٥/صحيح سنن أبي داود؛ تأليف الشيخ محمد ناصر الدين الألباني، غراس-الكويت، الطبعة الأولى، ١٤٢٣هـ المسند؛ للإمام أحمد بن حنبل، نشر المكتب الإسلامي-بيروت، مصور عن الطبعة الميمنية.
٦/نزهة المتقين شرح رياض الصالحين؛ تأليف د. مصطفى الخِن وغيره، مؤسسة الرسالة-بيروت، الطبعة الرابعة عشرة، ١٤٠٧هـ.

الرقم الموحد: (6222)

ما من أيام العمل الصالح فيها أحب إلى الله من هذه الأيام

١٧٥٣. الحديث:

عن عبدالله بن عباس -رضي الله عنهما- أن النبي -صلى الله عليه وسلم- قال: «ما من أيام العمل الصالح فيها أحب إلى الله من هذه الأيام» يعني أيام العشر. قالوا: يا رسول الله، ولا الجهاد في سبيل الله؟ قال: «ولا الجهاد في سبيل الله، إلا رجل خرج بنفسه وماله، فلم يَرْجِعْ من ذلك بشيء»

درجة الحديث: صحيح

المعنى الإجمالي:

"ما من أيام العمل الصالح فيها أحب إلى الله من هذه الأيام" يعني: أيام عشر ذي الحجة، قالوا: يا رسول الله ولا الجهاد في سبيل الله ؟ قال: "ولا الجهاد في سبيل الله إلا رجل خرج بنفسه وماله فلم يرجع من ذلك بشيء"، فقوله: "العمل الصالح"، يشمل الصلاة والصدقة والصيام والذكر والتكبير وقراءة القرآن وبر الوالدين وصلة الأرحام والإحسان إلى الخلق وحسن الجوار وغير ذلك من الأعمال الصالحة، فيُسن صيام أيام العشر عشر ذي الحجة الأول لدخولها في عموم العمل الصالح، والمراد ما عدا يوم العاشر؛ للنهي عن صيام العيد. وفي هذا دليل على فضيلة العمل الصالح في أيام العشر الأولى من شهر ذي الحجة، وفيه دليل أيضاً على أن الجهاد من أفضل الأعمال، ولهذا قال الصحابة: "ولا الجهاد في سبيل الله"، وفيه دليل على فضيلة هذه الحال النادرة أن يخرج الإنسان مجاهداً في سبيل الله بنفسه وماله -وماله يعني: سلاحه ومركوبه- ثم يقتل ويؤخذ سلاحه ومركوبه يأخذه العدو، فهذا فقد نفسه وماله في سبيل الله فهو من أفضل المجاهدين، فهذا أفضل من العمل الصالح في أيام العشر، وإذا وقع هذا العمل في أيام العشر تضاعف فضله.

ان دنوں میں کیے جانے والے اعمال سے زیادہ اللہ تعالیٰ کو کسی اور دن کا عمل صالح محبوب نہیں۔

١٧٥٣. حدیث:

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "ان دنوں میں کیے جانے والے اعمال سے زیادہ اللہ تعالیٰ کو کسی اور دن کا عمل صالح محبوب نہیں"۔ یعنی ذی الحجہ کے دس دن۔ لوگوں نے پوچھا: اے اللہ کے رسول! اللہ کی راہ میں جہاد کرنا بھی نہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اللہ کی راہ میں جہاد کرنا بھی نہیں، سوائے اس مجاہد کے جو اپنی جان اور مال دونوں لے کر اللہ کی راہ میں نکلا، پھر کسی چیز کے ساتھ واپس نہیں آیا"۔

حدیث کا درجہ: صحیح

اجمالی معنی:

"ان دنوں میں کئے جانے والے اعمال سے زیادہ، اللہ تعالیٰ کو، کسی اور دن کا عمل صالح محبوب نہیں" یعنی ذی الحجہ کے دس دن۔ لوگوں نے پوچھا: اے اللہ کے رسول! اللہ کی راہ میں جہاد کرنا بھی نہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اللہ کی راہ میں جہاد کرنا بھی نہیں، سوائے اس مجاہد کے جو اپنی جان اور مال، دونوں لے کر اللہ کی راہ میں نکلا، پھر کسی چیز کے ساتھ واپس نہیں آیا"۔ آپ ﷺ کے قول "عمل صالح" میں نماز، صدقہ، روزہ، ذکر و اذکار، تکبیر، قرآن مجید کی تلاوت، والدین کے ساتھ حسن سلوک، صلہ رحمی، مخلوق کے ساتھ اچھا سلوک اور پڑوسیوں کے ساتھ خوش اخلاقی جیسے تمام اعمال صالحہ شامل ہیں۔ اسی بنا پر ماہ ذی الحجہ کے ابتدائی دس دنوں کا روزہ رکھنا مسنون ہے؛ کیوں کہ یہ عمل صالح کے عموم میں شامل ہے۔ البتہ یہاں دسویں دن کا روزہ چھوڑ کر مراد ہے؛ کیوں کہ عید کے دن روزہ رکھنے کی ممانعت ہے۔ اس حدیث سے ماہ ذی الحجہ کے پہلے دس دنوں میں عمل صالح کرنے کی فضیلت کی دلیل ملتی ہے۔ نیز اس بات کی دلیل ملتی ہے کہ جہاد افضل ترین اعمال میں سے ہے۔ یہی وجہ ہے کہ صحابہ رضی اللہ عنھم نے دریافت کیا کہ "اللہ کی راہ میں جہاد کرنا بھی نہیں؟" اور اس میں اس کم یاب حالت کی فضیلت کی بھی دلیل ہے کہ جس میں ایک شخص اپنی جان اور مال (اپنے ہتھیار اور سواری) کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کے لیے نکل پڑتا ہے، پھر شہادت کے مرتبے کو پالیتا ہے اور دشمن اس کے اسلحے اور سواری پر قابض ہوجاتا ہے۔ اپنی جان اور مال کو اللہ عز وجل کی راہ میں نچھاور کرنے والا یہ شخص افضل ترین مجاہدین میں شمار ہوگا اور یہ جہاد،

ذی الحجہ کے دس دنوں میں کیے جانے والے اعمال سے افضل ہوگا، اور جب یہ جہاد، ان دس دنوں میں وقوع پذیر ہوجائے تو اس کی دوچند فضیلت کے کیا کہنے!۔

راوي الحديث: رواه البخاري وهذا لفظ أبي داود وغيره.

التخريج: عبدالله بن عباس -رضي الله عنهما-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- أيام العشر : العشر الأول من شهر ذي الحجة.
- الجهاد : هو مقاتلة الكفرة لإعزاز دين الله تعالى.

فوائد الحديث:

١. فضل أيام عشر ذي الحجة على غيرها من أيام السنة.
٢. استحباب صيام العشر الأول من ذي الحجة.
٣. فضيلة الجهاد عظيمة في الإسلام.
٤. تفضيل بعض الأزمنة على بعض.
٥. من آداب المدعو السؤال عما أشكل.

المصادر والمراجع:

-بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين؛ تأليف سليم الهلالي، دار ابن الجوزي. ١٤١٨ - رياض الصالحين من كلام سيد المرسلين؛ للإمام أبي زكريا النووي، تحقيق د. ماهر الفحل، دار ابن كثير-دمشق، الطبعة الأولى، ١٤٢٨هـ - سنن أبي داودالمحقق: محمد محيي الدين عبد الحميد-الناشر: المكتبة العصرية، صيدا - بيروت - تطريز رياض الصالحين- فيصل بن عبد العزيز بن فيصل ابن حمد المبارك الحريملي النجدي-المحقق: د. عبد العزيز بن عبد الله بن إبراهيم الزير آل حمد-الناشر: دار العاصمة للنشر والتوزيع، الرياض الطبعة: الأولى، ١٤٢٣ هـ - ٢٠٠٢ م - شرح رياض الصالحين؛ للشيخ محمد بن صالح العثيمين، مدار الوطن، الرياض، ١٤٢٦هـ - صحيح البخاري ، عناية محمد زهير الناصر، دار طوق النجاة، الطبعة الأولى، ١٤٢٢هـ - صحيح مسلم، حققه ورقمه محمد فؤاد عبدالباقي، دار عالم الكتب-الرياض، الطبعة الأولى، ١٤١٧هـ - فتح الباري بشرح صحيح البخاري؛ للحافظ أحمد بن علي بن حجر العسقلاني، دار المعرفة-بيروت. - نزهة المتقين شرح رياض الصالحين؛ تأليف د. مصطفى الخِن وغيره، مؤسسة الرسالة-بيروت، الطبعة الرابعة عشر، ١٤٠٧هـ - كنوز رياض الصالحين»، لحمد بن ناصر العمار، دار كنوز إشبيليا- الطبعة الأولى١٤٣٠ه.

الرقم الموحد: (6255)

ما من عبد يقول في صباح كل يوم ومساء كل ليلة: بسم الله الذي لا يضر مع اسمه شيء في الأرض ولا في السماء وهو السميع العليم، ثلاث مرات، إلا لم يضره شيء

جو بندہ ہر دن صبح اور شام تین بار یہ پڑھ لے اسے کوئی شے نقصان نہیں پہنچا سکتی: "بِسْمِ اللَّهِ الَّذِي لَا يَضُرُّ مَعَ اسْمِهِ شَيْءٌ فِي الْأَرْضِ وَلَا فِي السَّمَاءِ وَهُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ" ترجمہ: "میں اس اللہ کے نام کے ذریعہ سے پناہ مانگتا ہوں جس کے نام کی برکت سے زمین وآسمان کی کوئی چیز نقصان نہیں پہنچا سکتی اور وہ سننے والا جاننے والا ہے"۔

١٧٥٤. الحديث:

عن عثمان بن عفان -رضي الله عنه- مرفوعاً: «ما من عبد يقول في صباح كل يوم ومساء كل ليلة: بسم الله الذي لا يضر مع اسمه شيء في الأرض ولا في السماء وهو السميع العليم، ثلاث مرات، إلا لم يَضُرَّهُ شيء».

١٧٥٤. حدیث:

عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو بندہ ہر دن صبح اور شام تین بار یہ پڑھ لے اسے کوئی شے نقصان نہیں پہنچا سکتی: "بِسْمِ اللَّهِ الَّذِي لَا يَضُرُّ مَعَ اسْمِهِ شَيْءٌ فِي الْأَرْضِ وَلَا فِي السَّمَاءِ وَهُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ" ترجمہ: "میں اس اللہ کے نام کے ذریعہ سے پناہ مانگتا ہوں جس کے نام کی برکت سے زمین و آسمان کی کوئی چیز نقصان نہیں پہنچا سکتی اور وہ سننے والا جاننے والا ہے"۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

ما من عبد يقول في صباح كل يوم ومساء كل ليلة أي بعد طلوع الفجر وبعد غروب الشمس، وفي رواية أحمد: "قال في أول يومه أو في أول ليلته": (بسم الله) أي: أذكر اسمه على وجه التعظيم والتبرك. (الذي لا يضر مع اسمه) أي: مع ذكره باعتقاد حسن ونية خالصة . (لم يضره شيء) كائن (في الأرض ولا في السماء) أي: من البلاء النازل منها (وهو السميع) أي: بأقوالنا (العليم) أي: بأحوالنا وفي الحديث دليل على أن هذه الكلمات تدفع عن قائلها كل ضر كائنًا ما كان .

اجمالی معنی:

جو بندہ ہر دن صبح اور شام یعنی طلوعِ فجر اور غروبِ آفتاب کے بعد یہ کہتا ہے۔ مسند احمد کی روایت میں ہے کہ جس نے دن کے آغاز اور رات کی ابتداء میں یہ کہا: (بسم اللہ): یعنی بیانِ عظمت اور حصولِ برکت کے لیے اس کا نام لیتا ہوں۔ (الذي لا یضر مع اسمہ) یعنی یقینِ کامل اور خالص نیت کے ساتھ اس کا نام لینے سے۔ (لم یضرہ شيء) چاہے وہ کوئی بھی چیز ہو (فی الأرض ولا فی السماء) یعنی آسمان سے نازل ہونے والی مصیبت۔ (وہو السمیع) یعنی ہمارے اقوال کو سننے والا ہے۔ (العلیم) یعنی ہمارے احوال کو جاننے والا ہے۔ حدیث میں اس بات کی دلیل ہے کہ یہ کلمات اپنے قائل (کہنے والے) سے ہر قسم کے نقصان کا دفاع کرتے ہیں چاہے وہ کچھ بھی ہو۔

راوي الحديث: رواه أبو داود والترمذي وابن ماجه والنسائي في الكبرى وأحمد

التخريج: عثمان بن عفان-رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين

معاني المفردات:

- صباح : أي: بعد طلوع الفجر
- مساء : أي: بعد غروب الشمس
- باسم الله : أحتمي بكل اسم هو لله تعالى من كل سوء من جماد أو دابة أو جن أو شيطان أو حيوان عاقل أو غير عاقل، فهو العليم بأحوال الكائنات، القدير على تصريفها حيث يشاء.
- الذي لا يضر مع اسمه : أي: مع ذكر اسمه باعتقاد حسن ونية صالحة
- ولا في السماء : أي: من البلاء النازل منها.

- وهو السميع : بأقوالنا
- العليم : أي: عليم بأحوالنا

فوائد الحديث:

١. تأكيد الإتيان بهذا الذكر ليتقي الإنسان بقدرة الله تعالى من جميع البأس والضرر

٢. الاعتماد على الله تعالى وحده في طلب النجاة والسلامة والعافية من جميع النوائب والمصائب والنوازل ، فإنه سبحانه وتعالى هو الواقي والحافظ للإنسان ، وبقدرته تعالى يصرف كل أذى وبلاء

٣. روى هذا الحديث عن عثمان بن عفان –رضي الله عنه-ابنه أبان وهو من ثقات التابعين ، وكان أبان قد أصابه الفالج (شلل) فجعل الرجل الذي سمع منه الحديث ينظر إليه ، فقال له أبان: مالك تنظر إلي فوالله ما كذبت على عثمان ولا كذب عثمان على النبي صلى الله عليه وسلم ، ولكن اليوم الذي أصابني غضبت فنسيت أن أقولها" ، ويستفاد من ذلك ما يلي: أ- الغضب آفة تحول بين المرء وعقله . ب- إذا أراد الله إنفاذ قدره صرف العبد عما يحول بينه وبين ذلك . ت- الدعاء يرد القضاء. ث- قوة يقين السلف الأول بالله وتصديقهم بما أخبر به رسول الله صلى الله عليه وسلم.

٤. قوله صلى الله عليه وسلم :" يقول في صباح كل يوم ومساء كل ليلة" دليل على عدم انقطاع سبب الحماية الربانية للعبد إذا قال هذا الذكر كما ورد في الحديث ، لأن اتصال الصباح باليوم ، والمساء بالليلة يدل على ما تقدم.

٥. من فوائد تقييد الذكر بالصباح والمساء قطع الغفلة عن المسلم واستحضاره الدائم بأنه عبد لله تعالى حتى لا يخرج عن وظيفته الأصلية وأيضا ليستحضر المسلم أهمية الوقت والزمان ،

٦. يبرز الحديث قيمة الثواب وما جبلت عليه النفس البشرية من طلبها للثواب والعوض عما تقوم به ، ولذا علق النبي صلى الله عليه وسلم الأجر العظيم من الحماية ودفع الشرور بمجرد كلمات يسيره يقولها المسلم في صباحه ومسائه.

٧. أن جزاء هذا الذكر إنما يكون لمن أتى به في أول الليل والنهار.

المصادر والمراجع:

-رياض الصالحين من كلام سيد المرسلين؛ للإمام أبي زكريا النووي، تحقيق د. ماهر الفحل، دار ابن كثير-دمشق، الطبعة الأولى، ١٤٢٨ه . - دليل الفالحين لطرق رياض الصالحين؛ لمحمد بن علان الشافعي، دار الكتاب العربي-بيروت - بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين؛ تأليف سليم الهلالي، دار ابن الجوزي- الطبعة الأولى١٤١٨ه - نزهة المتقين شرح رياض الصالحين؛ تأليف د. مصطفى الخِن وغيره، مؤسسة الرسالة-بيروت، الطبعة الرابعة عشر، ١٤٠٧ه - كنوز رياض الصالحين»، لحمد بن ناصر العمار، دار كنوز إشبيليا- الطبعة الأولى١٤٣٠ه سنن أبي داود - سليمان بن الأشعث السِّجِسْتاني تحقيق: محمد محيي الدين عبد الحميد: المكتبة العصرية، صيدا - بيروت - سنن الترمذي - محمد بن عيسى ، الترمذي، تحقيق وتعليق:أحمد محمد شاكر ومحمد فؤاد عبد الباقي وإبراهيم عطوة عوض -شركة مكتبة ومطبعة مصطفى البابي الحلبي - مصر الطبعة: الثانية، ١٣٩٥ هـ - ١٩٧٥ م - مسند الإمام أحمد بن حنبل المحقق: شعيب الأرنؤوط - عادل مرشد، وآخرون إشراف: د عبد الله بن عبد المحسن التركي مؤسسة الرسالة الطبعة: الأولى، ١٤٢١ هـ- ٢٠٠١ م السنن الكبرى للنسائي (المتوفى: ٣٠٣هـ) حققه وخرج أحاديثه: حسن عبد المنعم شلبي أشرف عليه: شعيب الأرناءوط مؤسسة الرسالة – بيروت الطبعة: الأولى، ١٤٢١ هـ- ٢٠٠١ م - صحيح الترغيب والترهيب للألباني، (ط٥)،مكتبة المعارف – الرياض. - صحيح الجامع الصغير وزيادته للألباني، ط٣، المكتب الإسلامي، بيروت، (١٤٠٨ه). - مرعاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح للمباركفوري ، الطبعة: الثالثة ،إدارة البحوث العلمية والدعوة والإفتاء - الجامعة السلفية - بنارس الهند، (١٤٠٤ هـ) - مرقاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح للقاري، ط١، دار الفكر، بيروت، (١٤٢٢هـ)

الرقم الموحد: (6093)

ما من غازِيَةٍ أو سَرِيَّةٍ تغزو فَتَغْنَم وَتَسْلَمُ إلا كانوا قد تَعَجَّلُوا ثُلُثَي أُجُورِهِمْ، ومَا من غَازِيَةٍ أَوْ سَرِيَّةٍ تُخْفِقُ وَتُصَابُ إلاَّ تم أُجُورُهُمْ

جہاد کرنے والی جس جماعت یا جہاد کرنے والے جس لشکر نے جہاد کیا اور مالِ غنیمت لے کر صحیح وسالم واپس آگیا اس کو اس کا دو تہائی اجر جلدی (یعنی اسی دنیا میں) مل گیا اور جہاد کرنے والی جس جماعت یا جہاد کرنے والے جس لشکر نے جہاد کیا اور نہ صرف یہ کہ اس کو مال غنیمت نہیں ملا بلکہ اس جماعت و لشکر کے لوگ زخمی ہوئے یا شہید کردیے گیے تو ان کا اجر پورا باقی رہا۔

١٧٥٥. الحديث:

عن عبد الله بن عمرو بن العاص -رضي الله عنهما- مرفوعاً: «ما من غازِيَةٍ أو سَرِيَّةٍ تغزو فَتَغْنَم وَتَسْلَمُ إلا كانوا قد تَعَجَّلُوا ثُلُثَي أُجُورِهِمْ، ومَا من غَازِيَةٍ أَوْ سَرِيَّةٍ تُخْفِقُ وَتُصَابُ إلاَّ تم أُجُورُهُمْ».

١٧٥٥. حديث :

عبداللہ بن عمرو بن العاص - رضی اللہ عنہما - سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا : "جہاد کرنے والی جس جماعت یا جہاد کرنے والے جس لشکر نے جہاد کیا اور مال غنیمت لے کر صحیح وسالم واپس آگیا اس کو اس کا دو تہائی اجر جلدی (یعنی اسی دنیا میں) مل گیا اور جہاد کرنے والی جس جماعت یا لشکر نے جہاد کیا اور نہ صرف یہ کہ اس کو مال غنیمت نہیں ملا بلکہ اس جماعت و لشکر کے لوگ زخمی ہوئے یا شہید کردیے گیے تو ان کا پورا اجر باقی رہا۔"

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ : صحیح

المعنى الإجمالي:

للحديث احتمالان: الأول: أن كل سَرِيَّة قاتلت الأعداء ثم سلمت منهم وغنمت فإن أجرها أقلّ من سرية أخرى لم تَسلم، أو سلمت ولم تَغْنم، كما رجحه النووي رحمه الله. الثاني: الحديث دليل على حل الغنيمة وليست منقصة للأجر، إنما فيه تعجيل بعض الأجر مع التسوية فيه للغانم وغير الغانم إلا أن الغانم عجل له ثلثا أجره وهما مستويان في جملته وقد عوض الله من لم يغنم في الآخرة بمقدار ما فاته من الغنيمة والله يضاعف لمن يشاء، كما قال ابن عبد البر رحمه الله

اجمالی معنی :

حدیث میں دو احتمال ہیں : پہلا احتمال : ہر وہ لشکر جس کی دشمنوں سے جنگ ہوئی اور وہ اس میں بچا رہا اور مال غنیمت بھی حاصل کیا تو اس کا اجر اس لشکر سے کم ہوگا جو صحیح سالم نہیں رہا یا اگر صحیح سالم رہا بھی تو اسے مال غنیمت حاصل نہ ہوا۔ امام نووی نے اسی احتمال کو ترجیح دی ہے۔ دوسرا احتمال : یہ حدیث غنیمت کے حلال ہونے اور اس بات کی دلیل ہے تاہم اس سے اجر میں کمی واقع نہیں ہوتی۔ بس اس میں ہوتا یہ ہے کہ اجر کا کچھ حصہ جلدی مل جاتا ہے۔ باقی مال غنیمت حاصل کرنے والے یا حاصل نہ کرنے والے دونوں برابر ہیں تاہم مال غنیمت پانے والے کو اس کا دو تہائی اجر جلدی مل جاتا ہے جب کہ کل کے اعتبار سے وہ دونوں برابر ہیں۔ اللہ تعالی اس شخص کو جسے مال غنیمت نہیں ملتا اسے اتنا اجر بطور عوض عطا فرمائے گا جتنی مقدار میں وہ غنیمت سے محروم رہا ہوگا اور اللہ جسے چاہتا ہے بڑھا چڑھا کر دیتا ہے۔ ابن عبدالبر رحمہ اللہ کی یہی رائے ہے۔

راوي الحديث: رواه مسلم

التخريج: عبد الله بن عمرو بن العاص -رضي الله عنهما-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين

معاني المفردات:

- غَازِيَة : صفةٌ لجماعةٍ غازية.
- سَرِيَّة : قطعة من الجيش يبلغ أقصاها أربعمائة.

- تَغْزُو : تجاهد في سبيل الله.
- فَتَغْنَمُ : فتصيب غنيمة وهي ما أُخذ من أموال الحرب.
- وَتَسْلَمُ : أي : من الموت.
- ثُلُثَيْ أُجُورِهِمْ : وهما السلامة والغنيمة، ويبقى لهم الثلث ينالونه في الآخرة.
- تُخْفِقُ من الإخفاق : أن يغزوا فلا يغنموا شيئاً.

فوائد الحديث:

١. فضل المشاركة والخروج للغزو في سبيل الله.

٢. الحث على بذل الجهد والحرص على الشهادة أو النصر.

المصادر والمراجع:

صحيح مسلم, ترقيم محمد فؤاد عبد الباقي, دار إحياء التراث العربي, بيروت. كنوز رياض الصالحين، التحقيق برئاسة حمد العمار, دار كنوز إشبيليا, الطبعة الأولى, ١٤٣٠ه . بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين، لسليم الهلالي, دار ابن الجوزي. دليل الفالحين لطرق رياض الصالحين لمحمد بن علان الصديقي, دار الكتاب العربي. فيض القدير شرح الجامع الصغير، للمناوي : دار الكتب العلمية بيروت - لبنان الطبعة الاولى ١٤١٥ ه - ١٩٩٤ م نزهة المتقين شرح رياض الصالحين لمجموعة من الباحثين, مؤسسة الرسالة, الطبعة الرابعة عشر, ١٤٠٧ه . تطريز رياض الصالحين لفيصل بن عبد العزيز المبارك النجدي, تحقيق: عبد العزيز آل حمد, دار العاصمة , الطبعة: الأولى، ١٤٢٣ ه

الرقم الموحد: (6392)

ما من مسلم يعود مسلما غدوة إلا صلى عليه سبعون ألف ملك

جب کوئی مسلمان صبح کے وقت اپنے کسی مسلمان بھائی کی عیادت کرے، تو ستر ہزار فرشتے اس کے لیے مغفرت کی دعا کرتے ہیں۔

١٧٥٦. الحديث:

عن علي -رضي الله عنه- قال: سمعتُ رسولَ اللهِ -صلى الله عليه وسلم- يقول: « مَا مِنْ مُسْلِمٍ يَعُودُ مُسْلِماً غُدْوَةً إلاَّ صَلَّى عَلَيْهِ سَبْعُونَ ألْفَ مَلَكٍ حَتَّى يُمْسِي، وَإنْ عَادَهُ عَشِيَّةً إلاَّ صَلَّى عَلَيْهِ سَبْعُونَ ألْفَ مَلَكٍ حَتَّى يُصْبحَ، وَكَانَ لَهُ خَرِيفٌ في الْجَنَّةِ».

١٧٥٦. حدیث:

علی رضی اللہ عنہ۔ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے اللہ کے رسول ﷺ کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ جب کوئی مسلمان صبح کے وقت اپنے کسی مسلمان بھائی کی عیادت کرے، تو ستر ہزار فرشتے شام تک اس کے لیے مغفرت کی دعا کرتے ہیں۔ اور اگر کوئی شام کے وقت کسی مسلمان کی عیادت کرے تو صبح تک ستر ہزار فرشتے اس کے لیے مغفرت کی دعا کرتے ہیں، اور اس کے لیے جنت میں ایک باغ ہوگا۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

معنى هذا الحديث أن الإنسان إذا عاد أخاه المريض فهو في خرفة الجنة -أي: في جناها- وفضل الله واسع، فهو يدل على فضيلة عيادة المريض، وأنه إذا كان في الصباح فله هذا الأجر، وإذا كان في المساء فله هذا الأجر.

اجمالی معنی:

حدیث کا مفہوم یہ ہے کہ انسان جب اپنے مریض مسلمان بھائی کی عیادت کرتا ہے تو وہ جنت کی کیاری یعنی جنت کے باغ میں ہوگا۔ اللہ کا فضل وسیع ہے۔ یہ حدیث مریض کی عیادت کی فضیلت پر دلالت کرتی ہے۔ اگر وہ صبح عیادت کرے تو اس کے لیے یہ اجر ہے اور شام کو عیادت کرے تو بھی اس کے لیے یہ اجر ہے۔

راوي الحديث: رواه أبو داود والترمذي وابن ماجه وأحمد.

التخريج: علي بن أبي طالب –رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- غدوة : ما بين الفجر وطلوع الشمس، والظاهر أن المراد به هنا أول النهار وما قبل الزوال.
- صلى عليه : استغفر ودعا له.
- عشية : آخر النهار.
- خريف : الثمر المخروف، أي: المَجْنِيّ الذي قد التُقط.

فوائد الحديث:

١. فضل عيادة المريض، والحث عليها تحصيلاً لمزيد ثوابها.
٢. للملائكة أعمال موكلون بها، فمنهم من اختص بالدعاء لمن عاد مريضاً.
٣. عيادة المريض ليست مخصوصة بوقت معين، وإنما يراعى فيها حال المريض، وظروف أهل بيته.

المصادر والمراجع:

بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين؛ تأليف سليم الهلالي، دار ابن الجوزي. الجامع الصحيح –وهو سنن الترمذي-؛ للإمام محمد بن عيسى الترمذي، تحقيق محمد فؤاد عبدالباقي، مكتبة الحلبي-مصر، الطبعة الثانية، ١٣٨٨هـ. رياض الصالحين من كلام سيد المرسلين؛ للإمام أبي زكريا النووي، تحقيق د. ماهر الفحل، دار ابن كثير-دمشق، الطبعة الأولى، ١٤٢٨هـ. سنن أبي داود؛ للإمام أبي داود سليمان بن الأشعث السجستاني، تعليق عزت الدعاس وغيره، دار ابن حزم-بيروت، الطبعة الأولى، ١٤١٨هـ. سنن ابن ماجه؛ للحافظ محمد بن يزيد القزويني، حققه محمد فؤاد عبدالباقي، دار إحياء الكتب العربية. شرح رياض الصالحين؛ للشيخ محمد بن صالح العثيمين، مدار الوطن-الرياض، ١٤٢٦هـ. صحيح الترغيب والترهيب؛ تأليف محمد ناصر الدين الألباني، مكتبة المعارف-الرياض، الطبعة الخامسة. كنوز رياض الصالحين؛ فريق علمي برئاسة أ.د. حمد العمار، دار كنوز إشبيليا-

الرياض، الطبعة الأولى، ١٤٣٠هـ. المسند؛ للإمام أحمد بن حنبل، نشر المكتب الإسلامي-بيروت، مصور عن الطبعة الميمنية. نزهة المتقين شرح رياض الصالحين؛ تأليف د. مصطفى الخِن وغيره، مؤسسة الرسالة-بيروت، الطبعة الرابعة عشر، ١٤٠٧هـ.

الرقم الموحد: (6256)

ما من مسلمين يلتقيان فيتصافحان إِلاَّ غُفِرَ لَهُمَا قَبلَ أنْ يَفْتَرِقَا

جو دو مسلمان بھی آپس میں ملاقات کریں اور مصافحہ کریں، تو ان کے جدا ہونے سے پہلے ہی انھیں بخش دیا جاتا ہے۔

١٧٥٧. الحديث:

عن البراء -رضي الله عنه- قَالَ: قَالَ رسولُ الله -صلى الله عليه وسلم-: "مَا مِنْ مُسْلِمَين يَلْتَقِيَانِ فَيَتَصَافَحَانِ إِلاَّ غُفِرَ لَهُمَا قَبْلَ أنْ يَفْتَرِقَا".

١٧٥٧. حدیث:

براء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو دو مسلمان بھی آپس میں ملاقات کریں اور مصافحہ کریں، تو ان کے جدا ہونے سے پہلے ہی انھیں بخش دیا جاتا ہے۔“

درجة الحديث: الحديث بمجموع طرقه وشاهده صحيح أو على الأقل حسن

حدیث کا درجہ: یہ حدیث اپنے تمام طُرق اور شواہد کی بنا پر صحیح یا کم از کم حَسَن درجہ کی ہے۔

المعنى الإجمالي:

قوله: "ما من مسلمين يلتقيان فيتصافحان"، أي: عقب الملاقاة مباشرة "إلا غفر لهما"، والذي يكفر بالأعمال الصالحة صغائر الذنوب المتعلقة بحق الله سبحانه، وقوله: "قبل أن يتفرقا"، ففيه تأكيد أمر المصافحة والحث عليها، نعم يستثنى من الحديث المصافحة المحرمة كمصافحة المرأة الأجنبية.

اجمالی معنی:

آپ ﷺ کا فرمان: "ما من مسلمین یلتقیان فیتصافحان" (جو دو مسلمان بھی آپس میں ملاقات کریں اور مصافحہ کریں) یعنی ملاقات کے فوراً بعد مصافحہ کریں۔ "اِلا غفر لہما" (انھیں بخش دیا جاتا ہے۔) نیک اعمال کے ذریعے صرف وہ صغیرہ گناہ معاف ہوتے ہیں جو اللہ سبحانہ کے حق سے متعلق ہوتے ہیں۔ "قبل اَن یتفرقا" (ان کے جدا ہونے سے پہلے) اس میں مصافحہ کرنے کی تاکید ہے اور اس پر زور دیا گیا ہے۔ لیکن اس حدیث سے حرام مصافحہ مستثنیٰ ہے جیسے کہ اجنبی عورت سے مصافحہ کرنا۔

راوي الحديث: رواه أبو داود والترمذي وابن ماجه وأحمد.

التخريج: البراء بن عازب –رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين

فوائد الحديث:

١. استحباب المصافحة عند اللقاء، والحث عليها.

٢. تفضيل هذه الأمة على غيرها، بأن جعل من كفارات الذنوب المصافحة.

المصادر والمراجع:

بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين؛ تأليف سليم الهلالي، دار ابن الجوزي. الجامع الصحيح –وهو سنن الترمذي-؛ للإمام محمد بن عيسى الترمذي، تحقيق محمد فؤاد عبدالباقي، مكتبة الحلبي-مصر، الطبعة الثانية، ١٣٨٨هـ دليل الفالحين لطرق رياض الصالحين؛ لمحمد بن علان الشافعي، دار الكتاب العربي-بيروت. رياض الصالحين من كلام سيد المرسلين؛ للإمام أبي زكريا النووي، تحقيق د. ماهر الفحل، دار ابن كثير-دمشق، الطبعة الأولى، ١٤٢٨هـ سلسلة الأحاديث الصحيحة؛ للشيخ محمد ناصر الدين الألباني، مكتبة المعارف-الرياض، ١٤١٥هـ سنن أبي داود؛ للإمام أبي داود سليمان بن الأشعث السجستاني، تعليق عزت الدعاس وغيره، دار ابن حزم-بيروت، الطبعة الأولى، ١٤١٨هـ سنن ابن ماجه؛ للحافظ محمد بن يزيد القزويني، حققه محمد فؤاد عبدالباقي، دار إحياء الكتب العربية. المسند؛ للإمام أحمد بن حنبل، نشر المكتب الإسلامي-بيروت، مصور عن الطبعة الميمنية. نزهة المتقين شرح رياض الصالحين؛ تأليف د. مصطفى الخِن وغيره، مؤسسة الرسالة-بيروت، الطبعة الرابعة عشر، ١٤٠٧هـ.

الرقم الموحد: (6257)

ما من نبي إلا وقد أنذر أمته الأعور الكذاب

جو بھی نبی آیا، اس نے اپنی امت کو کانے جھوٹے (دجال) سے ضرور ڈرایا

١٧٥٨. الحديث:

عن أنس بن مالك -رضي الله عنه- مرفوعاً: «ما من نبي إلا وقد أنذر أمته الأعور الكذاب، ألا إنه أعور، وإن ربكم - عز وجل - ليس بأعور، مكتوب بين عينيه ك ف ر»

١٧٥٨. حدیث :

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا : "جو بھی نبی آیا، اس نے اپنی امت کو کانے جھوٹے (دجال) سے ضرور ڈرایا۔ آگاہ رہو! وہ دجال کانا ہے اور تمہارا رب کانا نہیں ہے۔ اس دجال کی دونوں آنکھوں کے درمیان "ک ف ر" لکھا ہوا ہوگا۔"

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ : صحیح

المعنى الإجمالي:

كل نبي أرسله الله أنذر أمته وحذرها من المسيح الدجال؛ لأنهم علموا بخروجه وشدة فتنته, وبينوا لهم شيئاً من صفاته, وذكر في هذا الحديث أنه أعور والله سبحانه منزه عن هذا, ومن صفاته كذلك أنه مكتوب بين عينيه ك ف ر.

اجمالی معنی :

اللہ کے فرستادہ ہر نبی نے اپنی امت کو مسیح دجال سے ڈرایا اور متنبہ کیا ہے۔ کیونکہ انہیں اس کے نکلنے اور اس کی سخت فتنہ پردازی کا علم تھا۔ نیز انہوں نے اپنی امتوں کے لیے اس کی کچھ صفات بھی بیان کی ہیں۔ اس حدیث میں یہ ذکر کیا گیا ہے کہ وہ کانا ہوگا، جب کہ اللہ تعالیٰ اس عیب سے پاک ہے۔ اسی طرح اس کی ایک نشانی یہ بھی ہے کہ اس کی دونوں آنکھوں کے مابین "ک ف ر" (کفر) لکھا ہوگا۔

راوي الحديث: متفق عليه

التخريج: أنس بن مالك رضي الله عنه.

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين

معاني المفردات:

- نبي : هو الذي أنبأ عن الله أي: يخبر عن الله.
- أنذر : أي: خوفه وحذره.
- الأعور : ذهاب بصر إحدى العينين
- كَ فَ رَ : أي المسيح الدجال كفر بالله وجحد عبادة الله

فوائد الحديث:

١. حرص الأنبياء على أممهم.
٢. خطر فتنة الدجال.
٣. المسيح الدجال كافر.
٤. بيان أن الدجال أعور والله سبحانه ليس كذلك.
٥. إثبات صفة العين لله وأن الله له عينان إذ العور يكون لمن له عينان.

المصادر والمراجع:

الجامع المسند الصحيح (صحيح البخاري), تأليف: محمد بن إسماعيل البخاري, تحقيق: محمد زهير بن ناصر الناصر, دار طوق النجاة ترقيم محمد فؤاد عبدالباقي, ط ١٤٢٢ المسند الصحيح (صحيح مسلم), تأليف: مسلم بن حجاج النيسابوري, تحقيق: محمد فؤاد عبدالباقي, دار إحياء التراث العربي. لسان العرب, أبو الفضل جمال الدين بن منظور الرويفعي, الناشر: دار صادر, ط٣ عام ١٤١٤ الإفصاح عن معاني الإفصاح, تأليف: يحيى بن هبيرة الشيباني, تحقيق: فؤاد عبدالمنعم, الناشر: دار الوطن, عام ١٤١٧ - بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين؛ تأليف سليم الهلالي، دار ابن الجوزي- الطبعة الأولى١٤١٨ه - نزهة المتقين شرح رياض الصالحين؛ تأليف د. مصطفى الخِن وغيره، مؤسسة الرسالة-بيروت، الطبعة الرابعة عشر، ١٤٠٧هـ - تطريز رياض الصالحين؛ تأليف فيصل آل مبارك، تحقيق د. عبد العزيز آل حمد، دار العاصمة-الرياض، الطبعة الأولى، ١٤٢٣هـ.

الرقم الموحد: (5832)

ما يجد الشهيد من مس القتل إلا كما يجد أحدكم من مس القَرْصَة

شہید کو قتل سے اتنی ہی تکلیف ہوتی ہے جتنی کہ تم میں سے کسی کو چیونٹی کے کاٹنے سے ہوتی ہے۔

١٧٥٩. الحديث:

عن أبي هريرة -رضي الله عنه- مرفوعاً: «ما يجد الشهيد من مَسِّ القتل إلا كما يجد أحدكم من مَسِّ القَرْصَة».

١٧٥٩. حدیث:

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”شہید کو اپنے قتل سے صرف اتنی ہی تکلیف محسوس کرتا ہے جتنی تکلیف تم میں سے کوئی چیونٹی کے کاٹنے سے محسوس کرتا ہے“۔

درجة الحديث: حسن

حدیث کا درجہ: حَسَن

المعنى الإجمالي:

في هذا الحديث بشارة النبي صلى الله عليه وسلم للشهيد حينما يصاب في المعركة، فإنه لا يشعر بألم إصابته إلا كما يشعر أحدنا بألم قرصة النملة.

اجمالی معنی:

اس حدیث میں آپ ﷺ شہید کو دورانِ جنگ پہنچنے والی تکلیف کے بارے میں خوشخبری دے رہے ہیں کہ اسے صرف اتنی تکلیف محسوس ہوتی ہے جتنی تکلیف کوئی شخص چیونٹی کے کاٹنے سے محسوس کرتا ہے۔

راوي الحديث: رواه الترمذي

التخريج: أبو هريرة - رضي الله عنه -

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين

معاني المفردات:

- الشهيد : هو المقتول في سبيل الله، الذي يُقَدِّم روحه وحياته فداءً لدين الله
- مس القتل : أي : ألمه
- القَرْص : الأخذ بأطراف الأصابع، نحو قرصة النملة

فوائد الحديث:

١. عناية الله تعالى بالشهيد حيث يخفف عنه آلامه فتزول سريعاً، ولا يعقبها علة ولا سقم.
٢. الترغيب في الجهاد في سبيل الله.
٣. فضل الشهادة، ونعم الله تعالى على الشهيد لا تعد ولا تحصى.

المصادر والمراجع:

سنن الترمذي، تحقيق وتعليق:أحمد محمد شاكر ومحمد فؤاد عبد الباقي وإبراهيم عطوة عوض -شركة مكتبة ومطبعة مصطفى البابي الحلبي - مصر الطبعة: الثانية، ١٣٩٥ هـ - ١٩٧٥ م نزهة المتقين شرح رياض الصالحين لمجموعة من الباحثين, مؤسسة الرسالة, الطبعة الرابعة عشر, ١٤٠٧هـ . دليل الفالحين لطرق رياض الصالحين لمحمد بن علان الصديقي, كنوز رياض الصالحين بإشراف حمد العمار, دار كنوز إشبيليا, الطبعة الأولى, ١٤٣٠هـ . سلسلة الأحاديث الصحيحة، محمد ناصر الدين الألباني، دار المعارف، ١٤١٥هـ. شرح رياض الصالحين لابن عثيمين , دار مدار الوطن للنشر، الرياض, الطبعة : ١٤٢٦ هـ.

الرقم الموحد: (6394)

مثل المؤمن الذي يقرأ القرآن مثل الأترجة ريحها طيب وطعمها طيب

اس مؤمن کی مثال جو قرآن پڑھتا ہو، چکوترے جیسی ہے، جس کی خوش بو بھی پاکیزہ ہے اور مزہ بھی پاکیزہ ہے۔

١٧٦٠. الحديث:

عن أبي موسى الأشعري -رضي الله عنه- عن النبي -صلى الله عليه وسلم- قال: «مَثَلُ المؤمن الذي يقرأ القرآن مَثَلُ الأُتْرُجَّةِ: ريحها طيب وطعمها طيب، ومَثَل المؤمن الذي لا يقرأ القرآن كَمَثَلِ التمرة: لا ريح لها وطعمها حُلْوٌ، وَمَثَل المنافق الذي يقرأ القرآن كمثل الريحانَة: ريحها طيب وطعمها مُرٌّ، وَمَثَلُ المنافق الذي لا يقرأ القرآن كمثل الحَنْظَلَةِ: ليس لها ريح وطعمها مُرٌّ».

١٧٦٠. حدیث:

ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اس مؤمن کی مثال جو قرآن پڑھتا ہو، چکوترے جیسی ہے، جس کی خوش بو بھی پاکیزہ ہے اور مزہ بھی پاکیزہ ہے اور اس مؤمن کی مثال جو قرآن نہ پڑھتا ہو، کھجور جیسی ہے، جس میں کوئی خوش بو نہیں ہوتی، لیکن مٹھاس ہوتی ہے اور منافق کی مثال جو قرآن پڑھتا ہو، ریحانہ (پھول) جیسی ہے، جس کی خوش بو تو اچھی ہوتی ہے، لیکن مزہ کڑوا ہوتا ہے اور جو منافق قرآن بھی نہیں پڑھتا، اس کی مثال اندرائن جیسی ہے، جس میں کوئی خوش بو نہیں ہوتی اور جس کا مزہ بھی کڑوا ہوتا ہے۔"

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

"مثل المؤمن الذي يقرأ القرآن"، أي: صفته العجيبة ذات الشأن من حيث طيب قلبه لثبات الإيمان، واستراحته بقراءة القرآن، واستراحة الناس بصوته وثوابهم بالاستماع إليه والتعلم منه، فالمؤمن الذي يقرأ القرآن كله خير في ذاته وفي غيره، وعبر بقوله: "يقرأ" لإفادة تكريره ومداومته عليها حتى صارت دأبه وعادته، وقوله: "مثل الأترجة ريحها طيب وطعمها طيب"، فيستلذ الناس بطعمها ويستريحون بريحها، وخصت لأنها من أفضل ما يوجد من الثمار في سائر البلدان، مع ما اشتملت عليه من الخواص الموجودة فيها مع حسن المنظر وطيب الطعام ولين الملمس، و"مثل المؤمن الذي لا يقرأ القرآن كمثل التمرة لا ريح لها وطعمها حلو"، فاشتماله على الإيمان كاشتمال التمرة على الحلاوة، بجامع أن كلاّ منهما أمر باطني، وعدم ظهور ريح لها يستريح الناس لشمه لعدم ظهور قراءة منه يستريح الناس بسماعها، فالمؤمن القارئ للقرآن أفضل بكثير من الذي لا يقرأ القرآن، ومعنى لا يقرؤه يعني: لم يتعلمه. "ومثل المنافق الذي يقرأ القرآن" من حيث تعطل باطنه عن الإيمان مع استراحة الناس بقراءته؛ لأن المنافق في

اجمالی معنی:

"قرآن پڑھنے والے مؤمن کی مثال" یعنی اس کی شخصیت غیر معمولی اوصاف کی حامل ہوتی ہے؛ دل کی پاکیزگی، ایمانی پختگی، قرآن مجید کی تلاوت سے سکون وراحت کا احساس، نیز لوگوں کا اس کی آواز سے راحت کا احساس، اس کی سماعت سے ثواب حصول اور اس سے فیض یابی (یہ سب اس کی شخصیت کے شان دار پہلو ہیں)۔ اس لیے قرآن پڑھنے والا مؤمن سراپا خیر ہے؛ اپنے لیے بھی اور دوسروں کے لیے بھی۔ آپ ﷺ نے اپنے قول: "یقرأ" یعنی پڑھتا ہے کے لفظ کا انتخاب یہ بتانے کے لیے کیا کہ وہ قرآن اس طرح بار بار اور لگاتار پڑھتا ہے کہ یہ اس کی اس کی عادت و فطرت ثانیہ بن چکی ہے۔ اور آپ ﷺ نے فرمایا: "چکوترے جیسی ہے، جس کی خوش بو بھی پاکیزہ ہے اور مزہ بھی پاکیزہ ہے" چنانچہ لوگ اس کی مٹھاس و شیرینی سے لطف اندوز ہوتے ہیں اور اس کی خوش بو سے سکون و راحت محسوس کرتے ہیں۔ یہاں بطور خاص 'چکوترے' کا ذکر اس لیے کیا گیا کہ یہ تمام ممالک میں پائے جانے والے بہترین پھلوں میں سے ایک ہے؛ یعنی ایسے میوہ جات میں، جن سے مقصود ان کی خوش بو ہوتی ہے۔ مطلق میوہ جات میں نہیں۔ یہ اور بات ہے کہ یہ دل کشی، عمدہ و پاکیزہ غذائیت، چھونے میں گداز پن اور نگاہوں کو بھانے والی رنگت جیسی گوناگوں خوبیوں و خاصیتوں کا حامل ہے۔ اور "اس مؤمن کی مثال جو قرآن نہیں پڑھتا، کھجور جیسی ہے، جس میں خوش بو تو نہیں ہوتی، لیکن ذائقہ میٹھا ہوتا ہے" چنانچہ اس مؤمن کا ایمان کے وصف سے متصف ہونا ایسے ہے، جیسے کھجور کا مٹھاس سے۔ دونوں کا وصف جامع باطنی چیز ہے کہ کھجور میں خوش بو نہیں ہوتی جسے

ذاته خبيث لا خير فيه، -والمنافق هو الذي يظهر أنه مسلم ولكن قلبه كافر-، والعياذ بالله، ويوجد منافقون يقرؤون القرآن قراءة طيبة مرتلة مجودة، لكنهم منافقون والعياذ بالله، وقوله: "مثل الريحانة ريحها طيب وطعمها مرّ"، فريحها الطيب أشبه قراءته، وطعمها المرّ أشبه كفره، وذلك لخبث طويتهم وفساد نيتهم، وقوله: "ومثل المنافق لا يقرأ القرآن"، من حيث تعطل باطنه عن الإيمان، وظاهره عن سائر المنافع مع تلبسه بالمضار، وقوله: "كمثل الحنظلة ليس لها ريح وطعمها مرّ"، فسلب ريحها أشبه سلب ريحه لعدم قراءته، فليس معه قرآن ينتفع الناس به، وسلب طعمها الحلو أشبه سلب إيمانه. ضرب النبي -صلى الله عليه وسلم- أمثلة للمؤمن والمنافق، وبيّن أقسام الناس بالنسبة لكتاب الله -عز وجل-، فاحرص أخي المسلم على أن تكون من المؤمنين الذين يقرءون القرآن، ويتلونه حق تلاوته حتى تكون كمثل الأترجة ريحها طيب وطعمها حلو، والله الموفق.

سونگھ کر لوگ لطف اندوز ہوں اور یہ مؤمن بھی قراءت قرآن مجید کا اہتمام نہیں کرتا، جس کی سماعت سے لوگ لذت و سرور محسوس کریں۔ لہٰذا قرآن مجید کی قراءت کرنے والا مؤمن اس سے بدرجہا بہتر ہے، جو قرآن نہیں پڑھتا۔ اور "نہیں پڑھتا" کے معنی ہیں، اسے سیکھتا نہیں ہے۔ "اور اس منافق کی مثال جو قرآن مجید کی قراءت کرتا ہے" جب کہ اس کا باطن، ایمان کی دولت سے خالی و بے بہرہ ہوتا ہے، تاہم لوگ، اس کی قراءت سے محظوظ ہوتے ہیں؛ کیوں کہ منافق کی شخصیت ہی سراپا گندگی ہوتی ہے، اس میں کوئی خیر نہیں ہوتی۔ -منافق اس شخص کو کہتے ہیں جو خود کو مسلمان ظاہر کرے، لیکن اپنے دل میں کفر کی تاریکیاں چھپائے پھرے- والعیاذ باللہ! کچھ منافق ایسے ہوتے ہیں، جو قرآن مجید کی ترتیل و تجوید کے ساتھ بہترین تلاوت کرتے ہیں، لیکن ان کے دلوں میں نفاق بھرا رہتا ہے۔ العیاذ باللہ۔ اور آپ ﷺ کے قول " اور منافق کی مثال جو قرآن پڑھتا ہو، ریحانہ (پھول) جیسی ہے، جس کی خوش بو تو اچھی ہوتی ہے، لیکن ذائقہ کڑوا ہوتا ہے" کے معنی یہ ہیں کہ اس پھول کی عمدہ خوش بو، اس کی قراءت کے مشابہ ہے اور اس کے کڑواہٹ، اس کے کفر کے مشابہ۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ باطن کی خباثتوں اور فاسد نیتوں کے حامل ہوتے ہیں۔ اور آپ ﷺ کے قول "اور جو منافق قرآن بھی نہیں پڑھتا" کے معنی یہ ہے کہ اس کا باطن، ایمان کی دولت سے خالی، اس کا ظاہر ہر قسم کے منافع سے بے بہرہ اور اس میں ہر قسم کا شر و ضرر موجود ہوتا ہے۔ اور آپ ﷺ کے قول "اس کی مثال اندرائن جیسی ہے، جس میں کوئی خوش بو نہیں ہوتی اور جس کا مزہ بھی کڑوا ہوتا ہے" میں اندرائن کی خوش بو کی نفی کو منافق میں خوش بو کی نفی سے مشابہت دی گئی ہے؛ کیوں کہ اسے قرآن مجید کی تلاوت بھی نصیب نہیں کہ جس سے (کم از کم) دیگر لوگ لطف اندوز ہوں۔ اس کے شیرین ذائقے کی نفی کو اس کے ایمان کی نفی سے تشبیہ دی گئی ہے۔ الغرض اس حدیث میں نبی ﷺ نے مؤمن اور منافق کے لیے مثالیں بیان فرمائیں اور اللہ عز وجل کی کتاب کی نسبت پائے جانے والے لوگوں کی مختلف اقسام واضح فرمائیں۔ اس لیے اے میرے مسلم بھائی! اس بات کی خوب حرص و طمع رکھو کہ تمھارا ان مؤمنین میں شمار ہو جائے، جو قرآن مجید کی قرات میں مشغول رہتے ہیں اور اور اس کا بھرپور حق ادا کرتے ہوئے، اس کی تلاوت کرتے ہیں؛ تاکہ آپ بھی اس چکوترے کی مثال کے حق دار ہو جائیں، جس کی خوش بو عمدہ ہوتی ہے اور اس کا ذائقہ بھی شیریں ہوتا ہے۔ واللہ الموفق۔

راوي الحديث: متفق عليه.

التخريج: أبو موسى الأشعري -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- الأترجة : من أحلى ثمار العرب.
- الريحانة : نوع من النبات طيب الرائحة مر الطعم.
- الحنظلة : نبت ثمرته في حجم البرتقالة ولونها، فيها لب شديد المرارة.

فوائد الحديث:

١. بيان فضيلة حامل القرآن والعامل به.

٢. خص صفة الإيمان بالطعم، وصفة التلاوة بالرائحة؛ لأن الإيمان أمر باطن وقراءة القرآن ظاهر يسمعه الناس إذا قرأ في مكان يمكن سماعه فيه.

٣. جواز ضرب المثل لتقريب الفهم.

٤. المنافق الذي يقرأ القرآن حسن الظاهر خبيث الباطن، والذي لا يقرأ خبيث الظاهر والباطن.

المصادر والمراجع:

بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين؛ تأليف سليم الهلالي، دار ابن الجوزي. دليل الفالحين لطرق رياض الصالحين؛ لمحمد بن علان الشافعي، دار الكتاب العربي-بيروت. رياض الصالحين من كلام سيد المرسلين؛ للإمام أبي زكريا النووي، تحقيق د. ماهر الفحل، دار ابن كثير-دمشق، الطبعة الأولى، ١٤٢٨هـ. صحيح البخاري، تحقيق: محمد زهير بن ناصر الناصر، الطبعة الأولى، دار طوق النجاة ترقيم: محمد فؤاد عبد الباقي، ١٤٢٢ه. صحيح مسلم، تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي، دار إحياء التراث العربي، بيروت، ١٤٢٣ هـ نزهة المتقين، تأليف: جمعٌ من المشايخ، الناشر: مؤسسة الرسالة، الطبعة الأولى: ١٣٩٧ هـ الطبعة الرابعة عشرة ١٤٠٧ هـ كنوز رياض الصالحين، تأليف: بإشراف حمد بن ناصر بن العمار ، الناشر: دار كنوز أشبيليا، الطبعة الأولى: ١٤٣٠ هـ شرح رياض الصالحين- العثيمين - دار الوطن للنشر، الرياض-الطبعة: ١٤٢٦ هـ.

الرقم الموحد: (6258)

معقبات لا يخيب قائلهن أو فاعلهن دبر كل صلاة مكتوبة

نمازوں کے بعد کہے جانے والے کچھ کلمات ہیں، جنھیں ہر فرض نماز کے بعد کہنے والا یا ان پر عمل کرنے والا کبھی ناکام و نامراد نہیں ہو سکتا۔

١٧٦١. الحديث:

عن كعب بن عجرة -رضي الله عنه- عن النبي -صلى الله عليه وسلم- قال: «مُعَقِّباتٌ لا يخيب قائلهنَّ -أو فاعلهنَّ- دُبُرَ كل صلاة مكتوبة: ثلاث وثلاثون تسبيحة، وثلاث وثلاثون تحميدة، وأربع وثلاثون تكبيرة».

١٧٦١. حدیث:

کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”نمازوں کے بعد کہے جانے والے کچھ کلمات ہیں، جنھیں ہر فرض نماز کے بعد کہنے والا یا ان پر عمل کرنے والا کبھی ناکام و نامراد نہیں ہو سکتا؛ ٣٣ مرتبہ 'سبحان اللہ'، ٣٣ مرتبہ 'الحمد للہ'، اور ٣٤ مرتبہ 'اللہ اکبر'“۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

في هذا الحديث مشروعية قول هذه الأذكار عقب الصلوات الخمسة، وحكمته أن وقت الفرائض تفتح فيه الأبواب وترفع فيه الأعمال فالذكر حينئذ أرجى ثواباً وأعظم أجراً.

اجمالی معنی:

اس حدیث سے پانچوں نمازوں کے بعد ان اذکار کے پڑھنے کی مشروعیت ثابت ہوتی ہے اور اس کی حکمت یہ ہے کہ فرائض کے اوقات میں (خیر و بھلائی کے) دروازے کھول دیے جاتے ہیں اور اعمال آسمانوں پر اٹھائے جاتے ہیں؛ لہٰذا ان اوقات میں ذکر زیادہ اجر و ثواب کا حامل ہوتا ہے۔

راوي الحديث: رواه مسلم.

التخريج: كعب بن عجرة -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- معقبات : تسبيحات تقال أعقاب الصلاة، أي بعدها.
- لا يخيب : من الخيبة، وهي الحرمان والخسران.
- دبر كل صلاة : أي آخرها، والمراد بعد السلام.
- مكتوبة : أي مفروضة، والمراد الصلوات الخمس.

فوائد الحديث:

١. التسبيح والتحميد والتكبير هن الباقيات الصالحات.
٢. فاعل الخير وقائل الكلم الطيب لا يخيب سعيه، ولا يضيع عمله.
٣. الذكر بعد الصلوات المفروضة فيه صيغ كثيرة، وهو من باب اختلاف التنوع، هذا يدل على سعة رحمة الله بعباده.

المصادر والمراجع:

-1 بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين؛ تأليف سليم الهلالي، دار ابن الجوزي. ٢-رياض الصالحين من كلام سيد المرسلين؛ للإمام أبي زكريا النووي، تحقيق د. ماهر الفحل، دار ابن كثير-دمشق، الطبعة الأولى، ١٤٢٨هـ. ٣-صحيح مسلم؛ للإمام مسلم بن الحجاج، حققه ورقمه محمد فؤاد عبدالباقي، دار عالم الكتب-الرياض، الطبعة الأولى نزهة المتقين شرح رياض الصالحين، مصطفى الخن والبغا ومستو والشربجي ومحمد أمين ،نشر: مؤسسة الرسالة، الطبعة: الرابعة عشر، ١٤٠٧هـ ١٩٨٧م. مرقاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح-علي القاري - دار الفكر، بيروت - لبنان-الطبعة: الأولى، ١٤٢٢هـ-٢٠٠٢م تيسير العلام للبسام الناشر: مكتبة الصحابة، الأمارات - مكتبة التابعين، القاهرة الطبعة- العاشرة، ١٤٢٦ هـ - ٢٠٠٦ م . فيض القدير شرح الجامع الصغير- زين الدين محمد المناوي القاهري -المكتبة التجارية الكبرى - مصر الطبعة: الأولى، ١٣٥٦

الرقم الموحد: (6259)

من ادعى إلى غير أبيه -وهو يعلم أنه غير أبيه-، فالجنة عليه حرام	جو شخص اپنے آپ کو اپنے باپ کی بجائے کسی دوسرے شخص کی طرف منسوب کرے اور وہ یہ جانتا بھی ہو کہ یہ میرا باپ نہیں ہے تو اس پر جنت حرام ہے۔
١٧٦٢. الحديث: عن سعد بن أبي وقاص -رضي الله عنه- مرفوعاً: «من ادعى إلى غير أبيه -وهو يعلم أنه غير أبيه-، فالجنة عليه حرام».	**١٧٦٢. حدیث:** سعد ابن وقاص - رضی اللہ عنہ - سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شخص اپنے آپ کو اپنے باپ کے بجائے کسی دوسرے شخص کی طرف منسوب کرے اور وہ یہ جانتا بھی ہو کہ یہ میرا باپ نہیں ہے تو اس پر جنت حرام ہے۔
درجة الحديث: صحيح	**حدیث کا درجہ:** صحیح
المعنى الإجمالي: ورد الحديث لبيان التحذير من أمر كان يفعله أهل الجاهلية وهو الانتساب إلى غير الوالد، فالإنسان يجب عليه أن ينتسب إلى أهله أبيه جده و جد أبيه، وما أشبه ذلك ولا يحل له أن ينتسب إلى غير أبيه وهو يعلم أنه ليس بأبيه، فمثلا إذا كان أبوه من القبيلة الفلانية ورأى أن هذه القبيلة فيها نقص عن القبيلة الأخرى فانتمى إلى قبيلة ثانية أعلى حسبا لأجل أن يزيل عن نفسه عيب قبيلته فإن هذا متوعد بالحرمان من الجنة.	**اجمالی معنیٰ:** حدیث میں اس کام کی ممانعت کا بیان ہے جسے زمانہ جاہلیت میں لوگ کیا کرتے تھے یعنی اپنے حقیقی باپ کے بجائے کسی اور کے ساتھ اپنا نسب جوڑ دینا۔ انسان پر واجب ہے کہ وہ اپنے اہلِ خاندان یعنی اپنے باپ، داد اور پردادا وغیرہ کی طرف نسبت کرے اور اس کے لیے یہ جائز نہیں کہ وہ اپنے حقیقی باپ کے بجائے کسی اور کی طرف اپنی نسبت کرے حالاں کہ اسے یہ بخوبی علم ہو کہ وہ اس کا باپ نہیں ہے۔ مثلاً اس کا باپ فلاں قبیلہ سے تعلق رکھتا ہو اور وہ دیکھے کہ اس قبیلے میں دوسرے قبیلے کے مقابلے میں یہ نقص پایا جاتا ہے چنانچہ اس کی وجہ سے وہ دوسرے قبیلے کی طرف اپنی نسبت کر لے جو حسب کے اعتبار سے اعلی ہے تاکہ اپنے آپ سے اپنے قبیلے کے عیب کو دور کر سکے۔ ایسا کرنے والے شخص کے متعلق وعید ہے کہ وہ جنت سے محروم رہے گا۔

راوي الحديث: متفق عليه.

التخريج: سعد بن أبي وقاص -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- ادعى: انتسب كاذباً.
- مواليه: معتقيه.

فوائد الحديث:

١. تحريم الانتساب إلى غير الآباء مع العلم بهم.
٢. حرص الإسلام على المحافظة على الأنساب.
٣. وجوب بر الوالدين.

المصادر والمراجع:

صحيح البخاري -أبو عبد الله محمد بن إسماعيل بن إبراهيم بن المغيرة الجعفي البخاري تحقيق محمد زهير بن ناصر الناصر -الناشر: دار طوق النجاة -الطبعة: الأولى ١٤٢٢هـ صحيح مسلم المحقق: محمد فؤاد عبد الباقي - الناشر: دار إحياء التراث العربي – بيروت. نزهة المتقين شرح رياض الصالحين، تأليف د/ مصطفى الخن، د/ مصطفى البغا، محيي الدين مستو، علي الشربجي، محمد أمين لطفي، مؤسسة الرسالة، ط:الرابعة عشر١٤٠٧ دليل الفالحين لطرق رياض الصالحين، تأليف محمد علي بن محمد علان. كنوز رياض الصالحين، تأليف حمد بن ناصر العمار، دار كنوز إشبيليا، ط١-١٤٣٠هـ.

بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين، تأليف سليم بن عيد الهلالي، دار ابن الجوزي. رياض الصالحين، تأليف محيي الدين النووي، تحقيق عصام موسى هادي، ط: وزارة الأوقاف والشؤون الإسلامية بدولة قطر.

الرقم الموحد: (6376)

من القرآن سورة ثلاثون آية شفعت لرجل حتى غفر له

قرآن کریم کی تیس آیتوں پر مشتمل ایک سورت نے ایک شخص کی شفاعت (سفارش) کی، تو اسے بخش دیا گیا۔

١٧٦٣. الحديث:

عن أبي هريرة -رضي الله عنه- عن النبي -صلى الله عليه وسلم- قال: «مِنَ القُرْآنِ سُورَةٌ ثَلاثُونَ آيَةً شَفَعَتْ لِرَجُلٍ حَتَّى غُفِرَ لَهُ، وَهِي: تبارك الذي بيده الملك». وفي رواية أبي داود: «تشفع».

١٧٦٣. حدیث:

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا : "قرآن مجید کی تیس آیتوں پر مشتمل ایک سورت نے ایک شخص کی شفاعت (سفارش) کی، تو اسے بخش دیا گیا۔ یہ سورة "تبارک الذي بیدہ الملک" ہے۔ ابوداؤد کی ایک روایت میں "تشفع" (پڑھنے والے کے حق میں سفارش کرے گی) کا لفظ وارد ہے۔

درجة الحديث: حسن

حدیث کا درجہ: حَسَن

المعنى الإجمالي:

يبين رسول الله –صلى الله عليه وسلم- أن هناك سورة من القرآن تتكون من ثلاثين آية شفعت لرجل حتى غفر الله له، حيث كان يقرؤها ويعتني بها, فلما مات شفعت له حتى دفع عنه عذابه، وأبهم ذكرها في بداية الحديث, ثم بينها في آخره؛ ليكون أوقع في شرفها وفخامتها، وأبلغ في المواظبة على قراءتها.

اجمالی معنی:

رسول اللہ ﷺ اس حدیث میں یہ وضاحت فرما رہے ہیں کہ قرآن مجید میں تیس آیات پر مشتمل ایک ایسی سورت ہے، جو اپنے قاری کی اس وقت تک سفارش کرتی رہی، جب تک اللہ تعالیٰ اس کی مغفرت نہ فرمادی۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ دنیا میں اس کی تلاوت کرتا تھا اور اس کا خاص اہتمام کیا کرتا تھا۔ اس لیے جب اس کی وفات ہوگئی، تو اس سورت نے اس کی سفارش کی۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے اس سے عذاب دور کردیا۔ نبی ﷺ نے آغاز حدیث میں اس سورت کا ذکر غیر واضح اسلوب میں فرمایا اور پھر آخر حدیث میں اس کی وضاحت فرمائی؛ تاکہ یہ اسلوب، اس سورت کے شرف و عظمت اور اس کی بڑائی و شوکت کے بیان میں زیادہ موثر و کارگر ثابت ہو اور اس کی تلاوت میں پائیداری و ثبات قدمی اختیار کرنے کی راہ میں بھرپور ترغیب کا ذریعہ بن جائے۔

راوي الحديث: رواه أبو داود والترمذي وابن ماجه وأحمد.
التخريج: أبو هريرة -رضي الله عنه-
مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- شفعت : من الشفاعة، وهي السؤال في التجاوز عن الذنوب والجرائم، وتكون فيما يتعلق بأمور الدنيا والآخرة.

فوائد الحديث:

١. بيان فضل سورة الملك، والحض على حفظها وتلاوتها.
٢. كتاب الله يشفع لمن يقرأه، ويعمل به.
٣. إثبات عذاب القبر.

المصادر والمراجع:

/ 1 بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين؛ تأليف سليم الهلالي، دار ابن الجوزي. ٢/تحفة الأحوذي بشرح جامع الترمذي؛ للإمام محمد عبدالرحمن المباركفوري، أشرف عليه عبدالوهاب عبداللطيف، دار الفكر. ٣/جامع الأصول في أحاديث الرسول؛ للإمام مجد الدين ابن الأثير الجزري، حققه عبدالقادر الأرناؤوط، نشر مكتبة الحلواني وغيرها، ١٣٩٢هـ ٤/سنن أبي داود, أبو داود سليمان بن الأشعث بن إسحاق بن بشير بن شداد بن عمرو الأزدي السِّجِسْتاني, المحقق: محمد محيي الدين عبد الحميد, المكتبة العصرية، صيدا – بيروت. ٥/سنن الترمذي، تأليف: محمد بن عيسى الترمذي،

تحقيق أحمد شاكر وغيره ، الناشر: شركة مكتبة ومطبعة مصطفى البابي الحلبي، الطبعة: الثانية، ١٣٩٥ ه‍ ٦/مسند الإمام أحمد بن حنبل، تحقيق: شعيب الأرنؤوط - عادل مرشد، وآخرون، نشر: مؤسسة الرسالة، الطبعة: الأولى، ١٤٢١هـ- ٢٠٠١م. ٧/دليل الفالحين لطرق رياض الصالحين؛ لمحمد بن علان الشافعي، دار الكتاب العربي-بيروت. ٨/رياض الصالحين من كلام سيد المرسلين؛ للإمام أبي زكريا النووي، تحقيق د. ماهر الفحل، دار ابن كثير-دمشق، الطبعة الأولى، ١٤٢٨ه‍. ٩/سنن ابن ماجه؛ للحافظ محمد بن يزيد القزويني، حققه محمد فؤاد عبدالباقي، دار إحياء الكتب العربية.
١٠/صحيح سنن أبي داود؛ تأليف الشيخ محمد ناصر الدين الألباني، غراس-الكويت، الطبعة الأولى، ١٤٢٣ه‍. ١١/كنوز رياض الصالحين؛ فريق علمي برئاسة أ.د. حمد العمار، دار كنوز إشبيليا-الرياض، الطبعة الأولى، ١٤٣٠ه‍. ١٢/نزهة المتقين شرح رياض الصالحين؛ تأليف د. مصطفى الخِن وغيره، مؤسسة الرسالة-بيروت، الطبعة الرابعة عشر، ١٤٠٧ه‍.

الرقم الموحد: (6260)

من أحب لقاء الله أحب الله لقاءه، ومن كره لقاء الله كره الله لقاءه

١٧٦٤. الحديث:

عن عائشة -رضي الله عنها- قالت: قال رسول الله -صلى الله عليه وسلم-: «مَنْ أَحَبَّ لِقَاءَ اللهِ أَحَبَّ اللهُ لِقَاءهُ، وَمَنْ كَرِهَ لِقَاءَ اللهِ كَرِهَ اللهُ لِقَاءهُ» فقلتُ: يا رسولَ اللهِ، أكراهِيَةُ المَوتِ، فَكُلُّنَا نَكْرَهُ المَوتَ؟ قال: «لَيْسَ كَذَلِكَ، ولكِنَّ المُؤْمِنَ إِذَا بُشِّرَ بِرَحْمَةِ اللهِ وَرِضْوَانِهِ وَجَنَّتِهِ أَحَبَّ لِقَاءَ اللهِ فَأَحَبَّ اللهُ لِقَاءهُ، وإنَّ الكَافِرَ إِذَا بُشِّرَ بِعَذَابِ اللهِ وَسَخَطِهِ كَرِهَ لِقَاءَ اللهِ وكَرِهَ اللهُ لِقَاءهُ».

درجة الحديث: صحيح

المعنى الإجمالي:

أن النبي -صلى الله عليه وسلم- قال: (من أحب لقاء الله أحب الله لقاءه ومن كره لقاء الله كره الله لقاءه) فسألت عائشة -رضي الله عنها-: هل تعني بذلك كراهية الموت يا رسول الله، فكلنا يكره الموت؟ قال: (ليس كذلك) فأخبر النبي -صلى الله عليه وسلم- أن الإنسان إذا أحب لقاء الله أحب الله لقاءه، وذلك أن المؤمن يؤمن بما أعد الله للمؤمنين في الجنة من الثواب الجزيل والعطاء العميم الواسع فيحب ذلك وترخص عليه الدنيا ولا يهتم بها؛ لأنه سوف ينتقل إلى خير منها، فحينئذ يحب لقاء الله، ولاسيما عند الموت إذا بُشِّر بالرضوان والرحمة فإنه يحب لقاء الله -عز وجل-، ويشتاق إليه، فيحب الله لقاءه، أما الكافر والعياذ بالله فإنه إذا بشر بعذاب الله وسخطه كره لقاء الله فكره الله لقاءه، ولهذا جاء في حديث المحتضر أن نفس الكافر إذا بشرت بالغضب والسخط تفرقت في جسده وأبت أن تخرج، ولهذا تنزع روح الكافر من جسده نزعًا؛ ويُكرَه على أن

جو شخص اللہ سے ملاقات کو پسند کرتا ہے، اللہ بھی اس سے ملاقات کو پسند کرتا ہے۔ اور جو اللہ سے ملنا ناپسند کرتا ہے تو اللہ بھی اس سے ملنا ناپسند کرتا ہے

١٧٦٤. حدیث:

عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جو شخص اللہ سے ملاقات کو پسند کرتا ہے، اللہ بھی اس سے ملاقات کو پسند کرتا ہے۔ اور جو اللہ سے ملنا ناپسند کرتا ہے تو اللہ بھی اس سے ملنا ناپسند کرتا ہے۔" میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! کیا اس سے مراد موت کو ناپسند کرنا ہے؟ پھر تو ہم سب ہی موت کو ناپسند کرتے ہیں! آپ ﷺ نے فرمایا: "یہ مطلب نہیں بلکہ (وقتِ نزع) مومن کو جب اللہ کی رحمت، اس کی رضامندی اور اس کی جنت کی خوش خبری دی جاتی ہے تو وہ اللہ کی ملاقات کو پسند کرنے لگتا ہے، تو اللہ بھی اس سے ملنا پسند کرتا ہے۔ اور جب کافر کو (نزع کے وقت) اللہ کے عذاب اور اس کی ناراضی کی خوش خبری دی جاتی ہے تو وہ اللہ سے ملاقات کو ناپسند کرنے لگتا ہے اور اللہ بھی اس سے ملنے کو پسند نہیں کرتا۔"

حدیث کا درجہ: صحیح

اجمالی معنی:

نبی ﷺ نے فرمایا: "جو شخص اللہ سے ملاقات کو پسند کرتا ہے، اللہ بھی اس سے ملاقات کو پسند کرتا ہے۔ اور جو اللہ سے ملنا ناپسند کرتا ہے تو اللہ بھی اس سے ملنا ناپسند کرتا ہے۔" عائشہ رضی اللہ عنہا نے پوچھا: "اے اللہ کے رسول! کیا اس سے مراد موت کو ناپسند کرنا ہے؟ پھر تو ہم سب ہی موت کو ناپسند کرتے ہیں! آپ ﷺ نے فرمایا: "یہ مراد نہیں۔" پھر نبی ﷺ نے بتایا کہ جب انسان اللہ تعالیٰ سے ملاقات کو پسند کرتا ہے تو اللہ بھی اس سے ملاقات کو پسند کرتا ہے، اس کا مطلب یہ ہےکہ اللہ تعالی نے مومنوں کے لئے جنت میں جو عظیم اجر اور بے شمار انعامات تیار کر رکھے ہیں ان پر ایک مومن شخص کا ایمان ہوتا ہے۔ لہٰذا وہ اس کو پسند کرتا ہے اور دنیا اس کی نگاہوں میں ہیچ ہو جاتی ہے، وہ اس کی پروا نہیں کرتا; کیونکہ عنقریب وہ اس سے بہتر جہان کی طرف منتقل ہوجائے گا۔ چنانچہ وہ اللہ سے ملاقات کو پسند کرنے لگتا ہے، بالخصوص موت کے وقت جب اسے اللہ کی رضامندی اور رحمت کی خوش خبری سنائی جاتی ہے تو وہ اللہ تعالی سے ملنے کو پسند کرتا ہے اور اس سے ملاقات کا مشتاق ہوجاتا ہے، لہٰذا اللہ تعالیٰ بھی اس سے ملنے کو پسند کرتا ہے۔ جب کہ اس کے برعکس کافر شخص، العیاذ باللہ، اسے جب اللہ کے عذاب اور اس کی ناراضی کا مژدہ سنایا جاتا ہے تو وہ اللہ سے ملاقات کو ناپسند کرتا ہے. چنانچہ اللہ تعالی بھی اس کی

تخرج روحه؛ وذلك لأنه يبشر والعياذ بالله بالشر، ولهذا قال الله -تعالى-: {ولو ترى إذ الظالمون في غمرات الموت والملائكة باسطو أيديهم أخرجوا أنفسكم}.

ملاقات کو ناپسند کرتا ہے۔ اسی لیے جاں کنی کے بیان والی حدیث میں آیا ہے کہ کافر کی روح کو جب اللہ کے غضب اور ناراضی کی بشارت دی جاتی ہے تو وہ اس کے جسم میں دوڑنے اور بھاگنے لگتی ہے۔ اسی وجہ سے کافر کی روح اس کے جسم سے ایسے کھینچ کر نکالی جاتی ہے جیسے لوہے کی کانٹے دار سیخ کو بھیگے ہوئے اون سے نکالا جاتا ہے۔ یعنی وہ یہ ناپسند کرتا ہے کہ اس کی روح نکلے کیونکہ اسے برے انجام کی خبر دی جاتی ہے۔ العیاذ باللہ۔ اسی لئے اللہ تعالی نے فرمایا: ”وَلَوْ تَرَىٰ إِذِ الظَّالِمُونَ فِي غَمَرَاتِ الْمَوْتِ وَالْمَلَائِكَةُ بَاسِطُو أَيْدِيهِمْ أَخْرِجُوا أَنفُسَكُمُ“ ترجمہ: اور اگر آپ اس وقت دیکھیں جب کہ یہ ظالم لوگ موت کی سختیوں میں ہوں گے اور فرشتے اپنے ہاتھ بڑھا رہے ہوں گے کہ ہاں اپنی جانیں نکالو۔ وہ اپنی جانوں کے تئیں کنجوسی کرتے ہیں العیاذ باللہ۔ وہ نہیں چاہتے کہ ان کی جان نکلے لیکن فرشتے کہتے ہیں کہ اپنی جانیں نکالو۔ جب انہیں برے انجام کی خبر دی جاتی ہے تو ان کی روحیں جسم میں دوڑنے اور بھاگنے لگتی ہیں۔ اس پر فرشتے انہیں ایسے کھینچ کر نکالتے ہیں جیسے گیلے اون سے سیخ کو کھینچ کر نکالا جاتا ہے۔ العیاذ باللہ۔ یہاں تک کہ وہ باہر نکل آتی ہے۔

راوي الحديث: رواه مسلم.
التخريج: عائشة -رضي الله عنها-.
مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.
فوائد الحديث:

١. حب لقاء الله أو كراهية لقائه هي التي تكون عند النزع وخروج الروح في حالة لا تقبل التوبة حيث يبشر كل إنسان بما هو صائر إليه.
٢. كل إنسان يرى مقامه في حالة الاحتضار والنزع.
٣. حب لقاء الله أو كراهية لقائه لا تعني تمني الموت أو كراهيته.
٤. الحث على القيام بالطاعات والدأب عليها والإخلاص فيها، استعدادًا للقاء الله -تعالى-.

المصادر والمراجع:

صحيح مسلم المحقق: محمد فؤاد عبد الباقي - الناشر: دار إحياء التراث العربي – بيروت. بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين، تأليف سليم بن عيد الهلالي، دار ابن الجوزي. رياض الصالحين، تأليف محيي الدين النووي، تحقيق عصام موسى هادي، ط: وزارة الأوقاف والشؤون الإسلامية بدولة قطر. شرح رياض الصالحين، المؤلف : محمد بن صالح بن محمد العثيمين. نزهة المتقين شرح رياض الصالحين، تأليف د/ مصطفى الخن، د/ مصطفى البغا، محيي الدين مستو، علي الشربجي، محمد أمين لطفي، مؤسسة الرسالة، ط:الرابعة عشر١٤٠٧. دليل الفالحين لطرق رياض الصالحين، تأليف محمد علي بن محمد علان، دار المعرفة للطباعة والنشر والتوزيع، بيروت - لبنان، الطبعة: الرابعة، ١٤٢٥ هـ - ٢٠٠٤ م.

الرقم الموحد: (8266)

من أصبح منكم آمنا في سربه، معافى في جسده، عنده قوت يومه، فكأنما حيزت له الدنيا بحذافيرها	تم میں سے جو شخص اس حال میں صبح کرے کہ وہ اپنی جان کی طرف سے بے خوف ہو، جسمانی اعتبار سے صحت مند ہو، ایک دن کی خوراک کا سامان اس کے پاس ہو، تو گویا اس کے لیے ساری دنیا جمع کردی گئی۔
١٧٦٥. الحديث: عن عبيد الله بن محصن الأنصاري الخطمي -رضي الله عنه- مرفوعاً: «مَنْ أَصْبَحَ مِنْكُمْ آمِنًا فِي سِربِهِ، مُعَافًى فِي جَسَدِهِ، عِنْدَهُ قُوتُ يَوْمِهِ، فَكَأَنَّمَا حِيزَتْ لَهُ الدُّنْيَا بِحَذَافِيرِهَا».	**١٧٦٥. حدیث:** عبیداللہ بن محصن انصاری خطمی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "تم میں سے جو شخص اس حال میں صبح کرے کہ وہ اپنی جان کی طرف سے بے خوف ہو، جسمانی اعتبار سے صحت مند ہو، ایک دن کی خوراک کا سامان اس کے پاس ہو، تو گویا اس کے لیے ساری دنیا جمع کردی گئی۔"
درجة الحديث: حسن	**حدیث کا درجہ:** حَسَن
المعنى الإجمالي: من أصبح آمناً في نفسه، وقيل بيته وقومه، صحيحاً في بدنه عنده غداؤه وعشاؤه فكأنما حصل على كل الدنيا بأن ضُمت وجُمعت له الدنيا بجميع جوانبها.	**اجمالی معنی:** جس نے اس حال میں صبح کی کہ وہ اپنی ذات کے اعتبار سے بے خوف ہو، ایک قول کی رو سے اپنے گھر اور قوم سے متعلق اسے کوئی خوف لاحق نہ ہو، جسمانی لحاظ سے صحت مند ہو اور اس کے پاس صبح شام کا کھانا ہو، تو اس نے گویا ساری دنیا پالی؛ بایں طور کہ گویا دنیا تمام اطراف سے اکٹھی اور جمع کر کے اس کے سامنے ڈال دی گئی۔

راوي الحديث: رواه الترمذي وابن ماجه

التخريج: عبيد الله بن محصن الأنصاري الخطمي رضي الله عنه.

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين

معاني المفردات:

- سربه : أي: نفسه، وقيل: قومه.
- قوت يومه : ما يحتاج إليه من طعام وشراب وغيرهما
- حيزت : جمعت
- بحذافيرها : بجميع جوانبها

فوائد الحديث:

١. طلب الرزق لا يكون بالقوة وإنما بالسعي والتوكل على الله -تعالى.-

٢. حاجة العبد في الدنيا تتلخص في الأمن والكفاية، فمن ملكهما فقد ملك الدنيا بأسرها.

المصادر والمراجع:

الجامع الكبير (سنن الترمذي), تأليف: محمد بن عيسى الترمذي, المحقق: بشار عواد معروف, الناشر: دار الغرب الإسلامي, عام ١٩٩٨م. سنن ابن ماجه, تأليف: أبو عبدالله محمد القزويني, تحقيق: محمد فؤاد عبدالباقي, الناشر: دار إحياء الكتب العربية. السلسلة الصحيحة وشيء من فقهها وفوائدها, تأليف: أبو عبدالرحمن محمد ناصر الدين الألباني, الناشر: مكتبة المعارف, ط١ عام ١٤١٥هـ. رياض الصالحين, تأليف: أبي زكريا يحي بن شرف النووي الدمشقي, تحقيق: عصام موسى هادي, الناشر: وزارة الأوقاف والشؤون الإسلامية بقطر, ط٤ ١٤٢٨هـ. بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين, تأليف: سليم بن عيد الهلالي, دار ابن الجوزي. التنوير شرح الجامع الصغير, تأليف: محمد بن إسماعيل الصنعاني, المحقق: د. محمد إسحاق محمد إبراهيم, الناشر: مكتبة دار السلام, ط١ عام ١٤٣٢هـ.

الرقم الموحد: (5840)

من أطاعني فقد أطاع الله، ومن عصاني فقد عصى الله، ومن يطع الأمير فقد أطاعني، ومن يعص الأمير فقد عصاني

جس نے میری اطاعت کی، اس نے اللہ تعالی کی اطاعت کی اور جس نے میری نافرمانی کی، اس نے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی اور جس نے امیر کی اطاعت کی، اس نے میری اطاعت کی اور جس نے امیر کی نافرمانی کی، اس نے میری نافرمانی کی۔

١٧٦٦. الحديث:

عن أبي هريرة -رضي الله عنه- مرفوعاً: «من أطاعني فقد أطاع الله، ومن عصاني فقد عصى الله، ومن يطع الأمير فقد أطاعني، ومن يعص الأمير فقد عصاني».

١٧٦٦. حدیث:

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جس نے میری اطاعت کی، اس نے اللہ تعالی کی اطاعت کی اور جس نے میری نافرمانی کی، اس نے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی اور جس نے امیر کی اطاعت کی، اس نے میری اطاعت کی اور جس نے امیر کی نافرمانی کی، اس نے میری نافرمانی کی"۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

بين النبي -صلى الله عليه وسلم- أن طاعته من طاعة الله، والنبي -عليه الصلاة والسلام- لا يأمر إلا بالشرع الذي شرعه الله -تعالى- له ولأمته، فإذا أمر بشيء؛ فهو شرع الله -سبحانه وتعالى-، فمن أطاعه فقد أطاع الله، ومن عصاه فقد عصى الله. والأمير إذا أطاعه الإنسان فقد أطاع الرسول -صلى الله عليه وسلم-، وإذا عصاه فقد عصى الرسول -صلى الله عليه وسلم-؛ لأن النبي -صلى الله عليه وسلم- هو الذي أمر بذلك في أكثر من حديث؛ إلا أن يأمر بمعصية.

اجمالی معنی:

اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کرنا ایسا ہے، جیسے اللہ کی اطاعت کرنا۔ اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم اسی کام کا حکم دیتے ہیں، جو اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کے لیے مشروع فرمایا۔ لہٰذا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کسی چیز کا حکم دیں، تو وہ اللہ کی طرف سے مشروع ہوتا ہے۔ چنانچہ جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کرے گا، وہ اللہ کی اطاعت کرے گا اور جو آپ کی نافرمانی کرے گا، وہ اللہ کی نافرمانی کرنے والا ہوگا۔ اور جب انسان امیر کی اطاعت کرتا ہے، تو گویا اس نے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کی اور جب وہ امیر کی نافرمانی کرتا ہے، تو گویا اس نے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی کی۔ کیونکہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے کئی ساری احادیث میں امیر کی اطاعت کرنے کا حکم فرمایا ہے۔ الا یہ کہ امیر نافرمانی کا حکم دے۔ (تو اس معصیت میں امیر کی اطاعت جائز نہیں)۔

راوي الحديث: متفق عليه.

التخريج: أبو هريرة -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- من أطاعني : أي : عَمِل بما أَمرته به وترك ما نهيته عنه.
- ومن عصاني : أي : خالف بفعل ما نهيت عنه أو ترك ما أمرت به.
- الأمير : كُلُّ من له ولاية سواء الخليفة أو غيره.

فوائد الحديث:

١. التأكيد على طاعة الأمراء في غير معصية؛ لأنها من طاعة الله ورسوله.
٢. السمع والطاعة تجب للإمام الأعظم، ومن قام الإمام بتوليته ولاية خاصة.

٣. طاعة أولي الأمر في المعروف قربة إلى الله يثاب عليها المرء.

٤. أنَّ طاعة الأمراء تجلب الخير والأمن والاستقرار وعدم الفوضى وعدم اتباع الهوى.

٥. أنَّ معصية الأمراء تجلب الفوضى ويحصل إعجاب كل ذي رأي برأيه، ويزول الأمن وتفسد الأمور وتكثر الفتن.

٦. من يطع الرسول فقد أطاع الله؛ لأن الرسول -صلى الله عليه وسلم- يأمر بطاعة الله سبحانه؛ وإن الله أمر بطاعة الرسول -صلى الله عليه وسلم.-

المصادر والمراجع:

صحيح البخاري، نشر: دار طوق النجاة (مصورة عن السلطانية بإضافة ترقيم ترقيم محمد فؤاد عبد الباقي)، الطبعة: الأولى، ١٤٢٢ه. صحيح مسلم, ترقيم محمد فؤاد عبد الباقي, دار إحياء التراث العربي, بيروت. نزهة المتقين شرح رياض الصالحين لمجموعة من الباحثين, مؤسسة الرسالة, الطبعة الرابعة عشر, ١٤٠٧ه . تطريز رياض الصالحين لفيصل بن عبد العزيز المبارك النجدي, تحقيق: عبد العزيز آل حمد, دار العاصمة , الطبعة: الأولى، ١٤٢٣ هـ بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين، لسليم الهلالي, دار ابن الجوزي. شرح رياض الصالحين لابن عثيمين , دار مدار الوطن للنشر، الرياض, الطبعة : ١٤٢٦ هـ. دليل الفالحين لطرق رياض الصالحين لمحمد بن علان الصديقي, دار الكتاب العربي.

الرقم الموحد: (6383)

من أعتق رقبة مسلمة أعتق الله بكل عضو منه، عضوا منه في النار، حتى فرجه بفرجه	"جو شخص کسی مسلمان بردہ (غلام یا لونڈی) کو غلامی سے نجات دے گا، اللہ تعالیٰ اس کے ہر عضو کو اس بردہ کے ہر عضو کے بدلے دوزخ کی آگ سے نجات دے گا۔ یہاں تک کہ اس کی شرم گاہ کو اس بردہ کی شرم گاہ کے بدلے (نجات دے گا)۔"
١٧٦٧. الحديث: عن أبي هريرة -رضي الله عنه- مرفوعاً: « من أعتق رقبة مسلمة أعتق الله بكل عضو منه، عضوا منه في النار، حتى فرجه بفرجه ».	**١٧٦٧. حدیث:** ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم نے فرمایا: "جو شخص کسی مسلمان بردہ (غلام یا لونڈی) کو غلامی سے نجات دے گا، اللہ تعالی اس کے ہر عضو کو اس بردہ کے ہر عضو کے بدلے، دوزخ کی آگ سے نجات دے گا۔ یہاں تک کہ اس کی شرم گاہ کو اس بردہ کی شرم گاہ کے بدلے (نجات دے گا)۔"
درجة الحديث: صحيح	**حدیث کا درجہ:** صحیح
المعنى الإجمالي: في هذا الحديث بيان فضل تحرير الرقاب المسلمة، وأنَّ من أعتق رقبة فكأنما أعتق كل بدنه من النار، وأنَّ في تحرير الرقاب تحقيقُ العزة للمسلمين بإزالة ذلّ العبودية عنهم.	**اجمالی معنی:** اس حدیث میں مسلمان غلاموں اور لونڈیوں کو آزاد کرنے کی فضیلت بیان کی گئی ہے کہ جو شخص کسی مسلمان غلام یا لونڈی کو آزاد کرے گا، وہ اپنا پورا بدن جہنم کی آگ سے آزاد کرا لے گا۔ نیز واضح ہو کہ مسلمان غلاموں اور لونڈیوں کو آزاد کرنے میں مسلمانوں کی عزت ہے، بایں طور کہ ان سے غلامی کی ذلت دور ہو جاتی ہے۔

راوي الحديث: متفق عليه

التخريج: أبو هريرة - رضي الله عنه -

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين

معاني المفردات:

- أعتق : حرَّر نفساً من الرق.
- رقبة : النفس المملوكة
- بكل عضو منه : بدل كل عضو من المعتَق
- عضوا منه : جزءاً من بدن المعتِق.
- حتى فرجه بفرجه : حتى يكون خَلاص فرجه من النار بدل فرج المعتَق.
- النارُ : هي دار العذاب والنكال أعدها الله لمن عصاه.

فوائد الحديث:

١. الحث على عتق الرقاب المسلمة.
٢. ينبغي أن يكون العتيق كاملاً ليحصل الاستيعاب.
٣. أنَّ عتق الذَّكر أفضل من الأنثى؛ لأن في عتق الذكر من المعاني العامة ما ليس في الأنثى كصلاحيته للقضاء والجهاد وغير ذلك.

المصادر والمراجع:

صحيح البخاري تحقيق محمد الناصر دار طوق النجاة المصورة عن السلطانية الطبعة الأولى١٤٢٢ صحيح مسلم, ترقيم محمد فؤاد عبد الباقي, دار إحياء التراث العربي, بيروت. نزهة المتقين شرح رياض الصالحين لمجموعة من الباحثين, مؤسسة الرسالة, الطبعة الرابعة عشر, ١٤٠٧هـ. دليل الفالحين لطرق رياض الصالحين لمحمد بن علان الصديقي, دار الكتاب العربي. كنوز رياض الصالحين بإشراف حمد العمار, دار كنوز إشبيليا, الطبعة الأولى,

١٤٣٠ه . بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين، لسليم الهلالي, دار ابن الجوزي. شرح رياض الصالحين لابن عثيمين , دار مدار الوطن للنشر، الرياض,
الطبعة : ١٤٢٦ هـ تطريز رياض الصالحين لفيصل بن عبد العزيز المبارك النجدي, تحقيق: عبد العزيز آل حمد, دار العاصمة , الطبعة: الأولى، ١٤٢٣ ه
الرقم الموحد: (6396)

من أهان السلطان أهانه الله

جس نے بادشاہ کی بے توقیری کی، اللہ اسے ذلیل کرے گا۔

١٧٦٨. الحديث:

عن أبي بكرة -رضي الله عنه- قال: سمعت رسول الله -صلى الله عليه وسلم- يقول: «من أهان السلطان أهانه الله».

١٧٦٨. حدیث :

ابو بکرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا : "جس نے بادشاہ کی بے توقیری کی، اللہ اسے ذلیل کرے گا۔"

درجة الحديث: حسن

حدیث کا درجہ : حَسَن

المعنى الإجمالي:

في هذ الحديث تحريم الاستخفاف بأوامر السلطان؛ لما يترتب عليه من الوعيد الشديد من إذلال الله له في الدنيا والآخرة، والجزاء من جنس العمل.

اجمالی معنی :

اس حدیث میں بادشاہ کے احکامات کی تحقیر و توہین کرنے کی حرمت آئی ہے، کیونکہ اس پر سخت وعید مترتب ہوتی ہے کہ اللہ تعالی ایسا کرنے والے کو دنیا و آخرت میں ذلت و رسوائی سے دوچار کرے گا، اور بدلہ عمل ہی کے جنس سے ملتا ہے۔

راوي الحديث: رواه الترمذي.

التخريج: أبو بكرة - رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- أهان : أي: استخفَّ.
- السلطان : أي: كلِّ ذي سلطة وولاية لشيء من أمور المسلمين.
- أهانه الله : أي: أذلَّه الله في الدنيا، وعذبه في الآخرة.

فوائد الحديث:

١. الحث على توقير واحترام ذوي الهيئات من الحكام والعلماء؛ لتصبح لهم هيبة في النفوس، فيُسمع قولهم ويطاع أمرهم.
٢. التنفير من احتقارهم، والهزء بهم، وعدم طاعتهم.
٣. من أهداف الدعوة حفظ الأمن والاستقرار في المجتمع المسلم.

المصادر والمراجع:

سنن الترمذي، محمد بن عيسى الترمذي، تحقيق: أحمد محمد شاكر وآخرين، دار إحياء التراث العربي، بيروت. سلسلة الأحاديث الصحيحة وشيء من فقهها وفوائدها، محمد ناصر الدين الألباني، مكتبة المعارف للنشر والتوزيع، الرياض، ١٤١٥هـ. نزهة المتقين شرح رياض الصالحين، مجموعة من الباحثين، مؤسسة الرسالة، بيروت، الطبعة: الرابعة عشرة- ١٤٠٧هـ، ١٩٨٧م. تطريز رياض الصالحين، فيصل بن عبد العزيز المبارك، تحقيق: عبد العزيز بن عبد الله آل حمد، دار العاصمة للنشر والتوزيع، الرياض، الطبعة: الأولى ١٤٢٣هـ ٢٠٠٢م. شرح رياض الصالحين، محمد بن صالح العثيمين، مدار الوطن، الرياض، ١٤٢٦هـ. دليل الفالحين لطرق رياض الصالحين، محمد علي بن البكري بن علان، تحقيق خليل مأمون شيحا- دار المعرفة -بيروت- الطبعة الرابعة ١٤٢٥هـ. كنوز رياض الصالحين، مجموعة من الباحثين برئاسة حمد بن ناصر العمار، كنوز إشبيليا، الرياض، الطبعة: الأولى ١٤٣٠هـ، ٢٠٠٩م.

الرقم الموحد: (6371)

من ترك صلاة العصر فقد حبط عمله

١٧٦٩. الحديث:

عن بريدة بن الحصيب -رضي الله عنه- قال: قال رسول الله -صلى الله عليه وسلم-: «من تَرَكَ صلاةَ العصرِ فقد حَبِطَ عَمَلُهُ».

درجة الحديث: صحيح

المعنى الإجمالي:

أفاد الحديث عقوبة من ترك صلاة العصر متعمداً، وخص العصر لأنها مظنة التأخير بالتعب من شغل النهار؛ ولأن فوتها أقبح من فوت غيرها؛ لكونها الصلاة الوسطى المخصوصة بالأمر بالمحافظة عليها في قوله -تعالى-: (حافظوا على الصلوات والصلاة الوسطى) [البقرة: ٢٣٨]، والعقوبة المترتبة على ذلك حبوط عمل من تركها, ببطلان ثوابه، وقيل: المراد مَنْ تركها مستحلاً لذلك، أو جاحداً لوجوبها، فيكون المراد بحبوط العمل الكفر، واستدل بهذا بعض العلماء على أن من ترك صلاة العصر كفر؛ لأنه لا يحبط الأعمال إلا الردة، وقيل: هو وارد على سبيل التغليظ؛ أي: من تركها فكأنما حبط عمله، وهذا من فضائل صلاة العصر خاصة أن من تركها فقد حبط عمله؛ لأنها عظيمة.

جس نے عصر کی نماز چھوڑدی، اس کا عمل ضائع ورائیگاں ہوگیا۔

١٧٦٩. حدیث :

بریدہ بن حصیب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا :"جس نے عصر کی نماز چھوڑدی، اس کا عمل ضائع ورائیگاں ہوگیا۔ "

حدیث کادرجہ : صحیح

اجمالی معنی :

اس حدیث میں نماز عصر کو جان بوجھ کر چھوڑنے والے کی سزاء کا بیان مستفاد ہوتا ہے۔ آپ ﷺ نے نماز عصر کا خاص طور پر اس لئے ذکر فرمایا کہ دن بھر کے مشاغل کی بناء پر ہونے والی تھکان سے اس نماز میں ٹال مٹول وتاخیر کا زیادہ امکان پایا جاتا ہے؛ نیز دیگر دوسری نمازوں کے فوت وضائع ہونے کی بنسبت اس نماز کا فوت ہونا زیادہ قبیح و بدتر ہے کیونکہ یہ دن کی وہ درمیانی نماز ہے جس کی محافظت کا خاص طور پر اللہ تعالیٰ نے اپنے اس فرمان میں حکم فرمایا ہے :" حَافِظُوا عَلَى الصَّلَوَاتِ وَالصَّلَاةِ الْوُسْطَىٰ"(سورۃ البقرۃ :٢٣٨)"(ترجمہ : نمازوں کی حفاظت کرو، بالخصوص درمیان والی نماز کی)اس ضیاع نماز کے نتیجہ میں مرتب ہونے والی سزاء یہ ہے کہ اس نماز کے چھوڑنے والے کے اعمال، اس کے (عظیم) ثواب سے محرومی کی بناء پر ضائع ورائیگاں ہوجاتے ہیں، نیز ایک قول یہ بھی ہے کہ جس نے اس نماز کے چھوڑنے کو حلال وجائز سمجھا یا اس کے وجوب کا انکار کیا تو ایسی صورت میں ضیاع عمل سے مراد کفر کا ارتکاب ہوگا اور بعض علماء نے اس دلیل کی روشنی میں یہ فتویٰ دیا کہ نماز عصر کا چھوڑنے والا کفر کا مرتکب ہوگا کیونکہ اعمال کا ضیاع، ارتداد ہی کی صورت میں ہوتا ہے۔ ایک قول یہ ہے کہ یہاں تغلیظ (اس عمل کی قباحت وبرائی بیان کرنا) کے طور پر ضیاع عمل کے الفاظ وارد ہوئے ہیں؛ یعنی جس نے یہ نماز چھوڑدی تو گویا اس کے عمل ضائع ہوگئے۔ نماز عصر کے خصوصی فضائل میں سے یہ ہے کہ جس نے اس کو چھوڑدیا تو اس کے عمل ضائع وبرباد ہوگئے کیونکہ یہ نماز بہت ہی اہمیت کی حامل ہے۔

راوي الحديث: رواه البخاري.

التخريج: بريدة بن الحصيب -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- حبط عمله : بطل ثوابه.

فوائد الحديث:

١. الحث على المحافظة على صلاة العصر في وقتها.

٢. حرمة ترك الصلاة، وخاصة صلاة العصر.

٣. من ترك صلاة العصر متعمدًا فقد بطل أجره وقيد التعمد قد ورد في رواية صحيحة: (متعمدًا).

المصادر والمراجع:

رياض الصالحين من كلام سيد المرسلين؛ للإمام أبي زكريا النووي، تحقيق د. ماهر الفحل، دار ابن كثير-دمشق، الطبعة الأولى، ١٤٢٨هـ. شرح رياض الصالحين؛ للشيخ محمد بن صالح العثيمين، مدار الوطن، الرياض، ١٤٢٦هـ. صحيح البخاري -الجامع الصحيح-؛ للإمام أبي عبدالله محمد بن إسماعيل البخاري، عناية محمد زهير الناصر، دار طوق النجاة، الطبعة الأولى، ١٤٢٢هـ. نزهة المتقين شرح رياض الصالحين؛ تأليف د. مصطفى الخِن وغيره، مؤسسة الرسالة-بيروت، الطبعة الرابعة عشر، ١٤٠٧هـ. دليل الفالحين لطرق رياض الصالحين, محمد علي بن محمد البكري الصديقي الشافعي, اعتنى بها: خليل مأمون شيحا, الناشر: دار المعرفة للطباعة والنشر والتوزيع، بيروت – لبنان, الطبعة: الرابعة، ١٤٢٥ هـ - ٢٠٠٤ م. فيض القدير شرح الجامع الصغير, زين الدين محمد المدعو بعبد الرؤوف بن تاج العارفين بن علي بن زين العابدين الحدادي ثم المناوي القاهري , الناشر: المكتبة التجارية الكبرى - مصر, الطبعة: الأولى، ١٣٥٦ بهجة الناظرين, سليم بن عيد الهلالي، الناشر: دار ابن الجوزي ، سنة النشر: ١٤١٨ هـ- ١٩٩٧م تطريز رياض الصالحين؛ تأليف فيصل آل مبارك، تحقيق د. عبد العزيز آل حمد، دار العاصمة-الرياض، الطبعة الأولى، ١٤٢٣هـ.

الرقم الموحد: (6261)

من تعلم علما مما يبتغى به وجه الله

جس نے ایسا علم صرف دنیاوی مقصد کے لیے سیکھا، جس سے اللہ تعالیٰ کی خوش نودی حاصل کی جاتی ہے

١٧٧٠. الحديث:

عن أبي هريرة -رضي الله عنه- أن النبي -صلى الله عليه وسلم- قال: «مَنْ تعلَّم علْمًا ممَّا يُبْتَغَى به وَجْهُ الله -عز وجل- لا يَتَعلَّمُه إلا لِيُصِيبَ به عَرَضًا من الدنيا، لمْ يَجِدْ عَرْفَ الجنة يومَ القيامة».

١٧٧٠. حدیث:

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جس نے ایسا علم صرف دنیاوی مقصد کے لیے سیکھا، جس سے اللہ تعالیٰ کی خوش نودی حاصل کی جاتی ہے، تو وہ قیامت کے دن جنت کی خوش بو تک نہیں پائے گا“۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

يدل هذا الحديث على أن من تعلم علمًا من العلوم التي يراد بها وجه الله -وهي العلوم الشرعية وما يساندها من علوم عربية ونحوها-، وما أراد من ذلك إلا الحصول على متاع دنيوي، كالمال أو الجاه دون أن يكون قصده وجه الله والدار الآخرة, فإن الله -تعالى- يعاقبه يوم القيامة بأن لا يجد ريح الجنة؛ وذلك لأنه طلب الدنيا بعمل الآخرة؛ وحرمانه من رائحة الجنة مبالغة في تحريم الجنة؛ لأن من لا يجد ريح الشيء لا يتناوله قطعًا, وهذا محمول على أنه يستحق ألا يدخل الجنة, والآثم أمره إلى الله -تعالى- , كأمر صاحب الذنوب إذا مات على الإيمان.

اجمالی معنیٰ:

یہ حدیث اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ جو شخص شرعی علوم اوران کے فہم و تفہیم میں معاون علوم، جیسے علوم عربیہ وغیرہ حاصل کرے، جن سے اللہ تعالیٰ کی خوش نودی طلب کی جاتی ہے، لیکن اس کا مقصد اللہ کی خوش نودی اور آخرت کی بجائے، محض دنیوی مال و متاع، جیسے دولت یا جاہ و منصب ہو، تو اللہ تعالیٰ ایسے شخص کو قیامت کے دن ایسی سخت سزا دے گا کہ اس کو جنت کی خوش بو بھی نصیب نہ ہوگی؛ اس کی وجہ یہ ہے اس نے آخرت کے لیے کیا جانے والا عمل دنیا طلبی کے لیے انجام دیا۔ جنت کی خوش بو سے محرومی کی تعبیر، جنت سے محرومی کے معنی میں مبالغہ وشدت پیدا کرتی ہے؛ کیونکہ جس کو کسی چیز کی خوش بو بھی میسر نہ آئے، تو قطعی طور پر اسے وہ چیز حاصل نہیں ہو سکتی۔ اس وعید کو اس مفہوم میں لیا جائے گا کہ ایسا شخص ایسی سزا کا مستحق ہے کہ اس کو جنت میں داخل نہ کیا جائے، تاہم اللہ تعالیٰ کے نزدیک ایسے گناہ گار کا معاملہ عام گناہ گار جیسا ہی ہوگا، شرط یہ کہ وہ ایمان کی حالت میں مرے۔

راوي الحديث: رواه أبو داود وابن ماجه وأحمد.

التخريج: أبو هريرة -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- يبتغي : يطلب.
- عرضاً : العرض متاع الدنيا، وحطامها.
- لم يجد عرف الجنة : لم يشم ريحها.
- علمًا : يراد به العلوم الشرعية, وعلوم الوسائل المساعدة على فهمها.
- مما يبتغى به وجه الله : مما يطلب به رضاه.

فوائد الحديث:

١. وجوب الإخلاص في طلب العلم، ويكون القصد منه إرضاء الله -تعالى.-

٢. من اتخذ العلم مطية لشهوات الدنيا عذبه الله يوم القيامة.
٣. الوعيد الشديد في الحديث يدل على حرمة هذا العمل، وأنه كبيرة من كبائر الذنوب.
٤. أن من طلب العلم لله -تعالى- وجاءته الدنيا تبعا جاز له أخذها, ولم يضره ذلك.
٥. التحذير من الرياء.
٦. من أساليب الدعوة إلى الله الترهيب والتخويف.

المصادر والمراجع:

-رياض الصالحين من كلام سيد المرسلين؛ للإمام أبي زكريا النووي، تحقيق د. ماهر الفحل، دار ابن كثير-دمشق، الطبعة الأولى، ١٤٢٨هـ - سنن ابن ماجه؛ للحافظ محمد بن يزيد القزويني، حققه محمد فؤاد عبدالباقي، دار إحياء الكتب العربية. - شرح رياض الصالحين؛ للشيخ محمد بن صالح العثيمين، مدار الوطن، الرياض، ١٤٢٦هـ - كنوز رياض الصالحين؛ فريق علمي برئاسة أ.د. حمد العمار، دار كنوز إشبيليا-الرياض، الطبعة الأولى، ١٤٣٠هـ - مشكاة المصابيح؛ تأليف محمد بن عبدالله التبريزي، تحقيق محمد ناصر الدين الألباني، المكتب الإسلامي-بيروت، الطبعة الثانية، ١٣٩٩هـ - نزهة المتقين شرح رياض الصالحين؛ تأليف د. مصطفى الخِن وغيره، مؤسسة الرسالة-بيروت، الطبعة الرابعة عشر، ١٤٠٧هـ -سنن أبي داود, أبو داود سليمان بن الأشعث بن إسحاق بن بشير بن شداد بن عمرو الأزدي السِّجِسْتاني, المحقق: محمد محيي الدين عبد الحميد, المكتبة العصرية، صيدا – بيروت. -مسند الإمام أحمد بن حنبل، تحقيق: شعيب الأرنؤوط - عادل مرشد، وآخرون، نشر: مؤسسة الرسالة، الطبعة: الأولى، ١٤٢١هـ- ٢٠٠١م.
بهجة الناظرين, سليم بن عيد الهلالي، الناشر: دار ابن الجوزي ، سنة النشر: ١٤١٨ هـ- ١٩٩٧م -عون المعبود شرح سنن أبي داود، ومعه حاشية ابن القيم: تهذيب سنن أبي داود وإيضاح علله ومشكلاته, محمد أشرف بن أمير بن علي بن حيدر، أبو عبد الرحمن، شرف الحق، الصديقي، العظيم آبادي, دار الكتب العلمية – بيروت, الطبعة: الثانية، ١٤١٥ هـ-حاشية السندي على سنن ابن ماجه = كفاية الحاجة في شرح سنن ابن ماجه, محمد بن عبد الهادي التتوي، أبو الحسن، نور الدين السندي, دار الجيل - بيروت، بدون طبعة.

الرقم الموحد: (6262)

من توضأ فأحسن الوضوء، خرجت خطاياه من جسده

جو شخص اچھی طرح سے وضو کرے، اس کے جسم سے گناہ نکل جاتے ہیں۔

١٧٧١. الحديث:

عن عثمان بن عفان -رضي الله عنه- عن النبي -صلى الله عليه وسلم- قال: «من توضَّأ فَأَحْسَن الوُضُوءَ، خَرَجَتْ خَطَايَاهُ مِنْ جَسَدِهِ حَتَّى تَخْرُجَ مِنْ تَحْتِ أَظْفَارِهِ».

١٧٧١. حديث :

عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا : "جو شخص اچھی طرح سے وضو کرے، اس کے جسم سے گناہ نکل جاتے ہیں۔ یہاں تک کہ اس کے دونوں ہاتھ کے ناخنوں کے نیچے سے بھی نکلتے ہیں"۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ : صحیح

المعنى الإجمالي:

يدل الحديث على أن الوضوء من أفضل العبادات، ومن فضائله التي جاءت في هذا الحديث أن من توضأ فأحسن الوضوء, بحيث حافظ على سننه وآدابه، كان وضوؤه هذا سببًا لخروج ما اقترفه من صغائر الذنوب المتعلقة بحق الله -تعالى-, حتى تخرج هذه الذنوب والخطايا من أدق مكان وهو ما تحت الأظفار، وعلى هذا ينبغي للإنسان أن ينوي بوضوئه التقرب إلى الله -عز وجل-، ويستشعر بأنه يمتثل أمر الله في قوله: "إذا قمتم إلى الصلاة، فاغسلوا وجوهكم" المائدة: ٦، ويستشعر أيضاً أنه متبع لرسول الله -صلى الله عليه وسلم- في وضوئه، ويستحضر أيضاً أنه يريد الثواب، وأنه يثاب على هذا العمل حتى يتقنه ويحسنه.

اجمالی معنی :

یہ حدیث اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ وضو افضل ترین عبادتوں میں سے ہے۔ اس حدیث میں وارد وضو کے فضائل میں سے ایک یہ ہے کہ جس نے وضو کی سنتوں اوراس کے آداب کا لحاظ رکھتے ہوئے خوب اچھی طرح وضو کیا، اس کے حقوق اللہ سے متعلق تمام چھوٹے گناہ نکل جاتے ہیں، یہاں تک کہ یہ گناہ ناخنوں کے نیچے موجود جسم کے باریک ترین حصوں سے بھی نکل جاتے ہیں۔ اسی لیے بندۂ مومن کو چاہیے کہ وہ اپنے وضو کے ذریعہ اللہ عز وجل کا تقرب حاصل کرنے کی نیت کرے اور ذہن میں یہ بات رکھے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے فرمان : "يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا قُمْتُمْ إِلَى الصَّلَاةِ فَاغْسِلُوا وُجُوهَكُمْ وَأَيْدِيَكُمْ إِلَى الْمَرَافِقِ" (سورۃ المائدہ : ٦)" (ترجمہ : اے ایمان والو! جب تم نماز کے لیے اٹھو، تو اپنے منہ کو، اور اپنے ہاتھوں کو کہنیوں سمیت دھولو") کی تعمیل میں ہے۔ یہ احساس بھی ہونا چاہیے کہ وہ اپنے وضو کے ذریعے رسول اللہ ﷺ کی اتباع و پیروی کررہا ہے اوراسے اس عمل کا ثواب عطا کیا جائے گا؛ تاکہ وہ اسے بہتر طور پرانجام دے سکے۔

راوي الحديث: رواه مسلم.

التخريج: عثمان بن عفان -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- أحسن الوضوء : المقصود الوضوء المشتمل على سننه وآدابه.
- خرجت : ذهبت ذنوبه وغُفرت.
- خطاياه : المراد بها الصغائر المتعلقة بحق الله -تعالى-.

فوائد الحديث:

١. الحث على الاعتناء بتعلم آداب الوضوء وشروطه، والعمل بذلك.
٢. بيان فضل الوضوء، وأنه كفارة للذنوب.
٣. شرط خروج الخطايا هو تحسين الوضوء والإتيان به كما بينه النبي -صلى الله عليه وسلم- لأمته.
٤. الحث على الاعتناء بتعلم شروط الوضوء وسننه وآدابه والعمل بذلك.

المصادر والمراجع:

رياض الصالحين من كلام سيد المرسلين؛ للإمام أبي زكريا النووي، تحقيق د. ماهر الفحل، دار ابن كثير-دمشق، الطبعة الأولى، ١٤٢٨هـ. شرح رياض الصالحين؛ للشيخ محمد بن صالح العثيمين، مدار الوطن، الرياض، ١٤٢٦هـ. نزهة المتقين شرح رياض الصالحين؛ تأليف د. مصطفى الخِن وغيره، مؤسسة الرسالة-بيروت، الطبعة الرابعة عشر، ١٤٠٧هـ. صحيح مسلم المحقق: محمد فؤاد عبد الباقي - الناشر: دار إحياء التراث العربي – بيروت. دليل الفالحين لطرق رياض الصالحين, محمد علي بن محمد البكري الصديقي الشافعي, اعتنى بها: خليل مأمون شيحا, الناشر: دار المعرفة للطباعة والنشر والتوزيع، بيروت – لبنان, الطبعة: الرابعة، ١٤٢٥ هـ- ٢٠٠٤ م. بهجة الناظرين, وهي كالتالي: بهجة الناظرين, سليم بن عيد الهلالي، الناشر: دار ابن الجوزي ، سنة النشر: ١٤١٨ هـ- ١٩٩٧م.

الرقم الموحد: (6263)

من توضأ هكذا غفر له ما تقدم من ذنبه

جو کوئی اس طرح وضو کرے، اس کے گزشتہ گناہ بخش دیے جائیں گے۔

١٧٧٢. الحديث:

عن عثمان بن عفان -رضي الله عنه- قال: رأيت رسول الله -صلى الله عليه وسلم- توضأ مِثل وُضوئي هذا، ثم قال: «مَنْ تَوَضَّأ هكَذَا، غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ، وَكَانَتْ صَلاَتُهُ وَمَشْيُهُ إِلَى المَسْجِدِ نَافِلَةً».

١٧٧٢. حدیث:

عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو میرے اس وضو کی طرح وضو کرتے ہوئے دیکھا۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا: "جو کوئی اس طرح وضو کرے، اس کے گزشتہ گناہ بخش دیے جائیں گے اور اس کی نماز اور مسجد کی جانب اس کا جانا مزید ثواب کا باعث ہوگا۔"

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

يبين هذا الحديث أن عثمان بن عفان -رضي الله عنه- بعد أن أتى بالوضوء على كماله المشروع، ذكر أنه رأى رسول الله -صلى الله عليه وسلم- توضأ مثل وضوئه، ثم أخبر -أي النبي صلى الله عليه وسلم- أن من توضأ مثل هذا الوضوء، تفضَّل الله -تعالى- عليه وغفر له الذي تقدم من ذنوبه الصغائر المتعلقة بحق الله -تعالى-، وكانت صلاته ومشيه إلى المسجد أجرًا زائدًا على مغفرة الذنوب. وصفة الوضوء المشار إليه جاء عن حمران، مولى عثمان أنه رأى عثمان دعا بإناء فأفرغ على كفيه ثلاث مرار فغسلهما، ثم أدخل يمينه في الإناء فمضمض واستنثر، ثم غسل وجهه ثلاث مرات ويديه إلى المرفقين ثلاث مرات، ثم مسح برأسه، ثم غسل رجليه ثلاث مرات.

اجمالی معنی:

اس حدیث میں بیان کیا گیا ہے کہ عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے کامل مشروع طریقے سے وضو کرنے کے بعد فرمایا کہ انھوں نے رسول اللہ ﷺ کو ان کے وضو کرنے کی طرح وضو کرتے ہوئے دیکھا، پھر نبی کریم ﷺ نے یہ خوش خبری سنائی کہ جو شخص اس طرح وضو کرے، اللہ تعالیٰ اس پر اپنا فضل و کرم نازل فرماتا ہے اور حقوق اللہ سے تعلق رکھنے والے اس کے گذشتہ معمولی نوعیت کے گناہوں کو بخش دیتا ہے۔ اس کا نماز پڑھنا اور مسجد کی جانب چل کر جانا، گناہوں کی بخشش کے علاوہ زائد اجر و ثواب کا باعث ہوتا ہے۔ مذکورہ وضو کی صفت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے حمران نامی غلام سے مروی حدیث میں مذکور ہے کہ انھوں نے دیکھا کہ عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے پانی کا برتن منگوایا اور اپنی دونوں ہتھیلیوں پر تین مرتبہ پانی ڈال کر انھیں دھویا، پھر اپنا دایاں ہاتھ برتن میں ڈالا۔ کلی کی۔ ناک جھاڑی۔ پھر اپنا چہرہ اور کہنیوں تک اپنے دونوں ہاتھ تین مرتبہ دھوئے۔ پھر اپنے سر کا مسح کیا، پھر تین مرتبہ اپنے پاؤں دھوئے۔

راوي الحديث: رواه مسلم.

التخريج: عثمان بن عفان -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- نافلة : زيادة.
- مثل وضوئي : الوضوء الكامل الوارد في السنة.
- ما تقدم من ذنبه : المتقدم منها، والمراد الصغائر المتعلقة بحق الله -تعالى.-

فوائد الحديث:

١. أن الوضوء من مكفرات الذنوب.
٢. الوضوء لا يكفر الذنوب إلا أن كان موافقًا لصفة وضوء النبي -صلى الله عليه وسلم.-
٣. تحصيل الحسنات الكثيرة بالمشي إلى المسجد، والصلاة فيه.
٤. كرم الله -تعالى- وسعة رحمته بأن يزيد المسلم من فضله فتكون صلاته وخروجه إلى المسجد نافلة في الأجر وزيادة.

٥. الذنوب التي يكفرها الوضوء الصغائر المتعلقة بحق الله -تعالى.-

المصادر والمراجع:

رياض الصالحين من كلام سيد المرسلين؛ للإمام أبي زكريا النووي، تحقيق د. ماهر الفحل، دار ابن كثير-دمشق، الطبعة الأولى، ١٤٢٨هـ. شرح رياض الصالحين؛ للشيخ محمد بن صالح العثيمين، مدار الوطن، الرياض، ١٤٢٦هـ. نزهة المتقين شرح رياض الصالحين؛ تأليف د. مصطفى الخِن وغيره، مؤسسة الرسالة-بيروت، الطبعة الرابعة عشر، ١٤٠٧هـ. صحيح مسلم المحقق: محمد فؤاد عبد الباقي - الناشر: دار إحياء التراث العربي – بيروت. دليل الفالحين لطرق رياض الصالحين, محمد علي بن محمد البكري الصديقي الشافعي, اعتنى بها: خليل مأمون شيحا, الناشر: دار المعرفة للطباعة والنشر والتوزيع، بيروت – لبنان, الطبعة: الرابعة، ١٤٢٥ هـ - ٢٠٠٤ م. بهجة الناظرين, سليم بن عيد الهلالي، الناشر: دار ابن الجوزي ، سنة النشر: ١٤١٨ هـ- ١٩٩٧.

الرقم الموحد: (6264)

من حَلَفَ بالأمَانة فليس مِنَّا

١٧٧٣. الحديث:

عن بريدة -رضي الله عنه-: أن رسول الله -صلى الله عليه وسلم- قال: «من حَلَفَ بالأمَانة فليس مِنَّا».

درجة الحديث: صحيح

المعنى الإجمالي:

معنى الحديث التحذير من الحلف بالأمانة؛ لأن الحلف بالأمانة حَلِف بغير الله والحلف بغير الله شرك، كما في الحديث: (من حلف بغير الله فقد كَفَر أو أشرك) والمراد بالشرك هنا: الشرك الأصغر؛ والحلف بغير الله لا يخرج من الملة إلا أن يعتقد الحالف أن المحلوف به بمنزلة الله -تبارك وتعالى- في التعظيم والعبادة وما أشبه هذا فيكون شركًا أكبر. والمراد بالأمانة هنا: فرائض الله -تعالى- من الصلاة والصوم والحج وغير ذلك مما افترضه الله على عباده. فلو قال: بِحق صلاتي أو بِحق صيامي أو حجِّي. أو أجْمَل بأن قال: وأمانة الله. فكل ذلك منهي عنه؛ لأن المسلم لا يحلف إلا بالله -تعالى- أو بصفة من صفاته، وليست الأمانة من صفاته، وإنما هي أَمْرٌ من أمْرِه، وفَرْض من فروضه.

جس نے امانت کی قسم کھائی، وہ ہم میں سے نہیں۔

١٧٧٣. حدیث :

ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : " جس نے امانت کی قسم کھائی، وہ ہم میں سے نہیں ۔ "

حدیث کا درجہ : صحیح

اجمالی معنی :

مفہوم حدیث :اس حدیث میں امانت کی قسم کھانے سے منع کیا گیا ہے؛ کیونکہ امانت کی قسم اٹھانا غیر اللہ کی قسم اٹھانا ہے اور غیر اللہ کی قسم اٹھانا شرک ہے، جیسا کہ حدیث میں ہے کہ : "جس نے غیر اللہ کی قسم اٹھائی، اس نے کفر کیا" یا آپ ﷺ نے فرمایا کہ : "اس نے شرک کیا"۔ یہاں شرک سے مراد شرک اصغر ہے؛ کیونکہ نصوص اس بات پر دلالت کرتے ہیں کہ غیر اللہ کی قسم اٹھانا دین اسلام سے خارج نہیں کرتا، ماسوا اس کے کہ قسم اٹھانے والا یہ اعتقاد رکھے کہ جس شے کی قسم اٹھائی جا رہی ہے، وہ تعظیم و عبادت میں اللہ کے ہم مرتبہ ہے۔ اس صورت میں یہ شرک اکبر ہوگا۔ یہاں امانت سے مراد اللہ تعالی کی فرض کردہ عبادات جیسے نماز، روزہ اور حج وغیرہ ہیں، جنھیں اللہ نے اپنے بندوں پر فرض کیا ہے۔ اگر کسی شخص نے کہا : "بحق صلاتی" (میری نماز کی قسم)، "بحق صیامی" (میرے روزے کی قسم)، "بحق حجی" (میرے حج کی قسم) یا پھر مختصراً اس نے کہہ دیا : "وأمانۃ اللہ" (اللہ کی امانت کی قسم)، تو یہ ساری صورتیں ممنوع ہیں؛ کیونکہ مسلمان کو حکم ہے کہ وہ اللہ کی ذات اور اس کی صفات میں سے کسی صفت کی قسم اٹھائے اور یہ معلوم ہے کہ امانت اللہ کی صفت نہیں ہے، بلکہ یہ اللہ کے احکام میں سے ایک حکم اور اس کے فرائض میں سے ایک فریضہ ہے۔ چنانچہ مسلمانوں کو اس کی قسم اٹھانے سے منع کیا گیا ہے؛ کیونکہ اس سے اس کے اور اللہ عزوجل کے اسما و صفات میں برابری لازم آتی ہے۔ معالم السنن (٤٦/٤) سبل السلام (٥٥٠/٢) القول المفید شرح کتاب التوحید (٢٠٦/١)، (٢١٤/٢)

راوي الحديث: رواه أبو داود وأحمد.

التخريج: بُريدة -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- الأمَانة : المراد بها: الفرائض، أي: لا تحْلِفُوا بالصلاة والحج والصوم، ونحوها.
- ليس مِنَّا : أي: من أهل طريقتنا وأتباع سُنَّتنا.

فوائد الحديث:

١. تحريم الحلف بغير الله تعالى، ومنه: الأمانة.

٢. اليمين لا تنعقد إلا بالله تعالى أو بصفة من صفاته، وليست منها الأمانة، وإنما هي من أمره؛ فالحلف بها يوهم مساواتها لأسماء الله تعالى وصفاته.

المصادر والمراجع:

نزهة المتقين، تأليف: جمعٌ من المشايخ، الناشر: مؤسسة الرسالة، الطبعة الأولى: ١٣٩٧ هـ الطبعة الرابعة عشر ١٤٠٧ هـ بهجة الناظرين، تأليف: سليم بن عيد الهلالي، الناشر: دار ابن الجوزي، سنة النشر: ١٤١٨ هـ- ١٩٩٧م رياض الصالحين، تأليف : محيي الدين يحيى بن شرف النووي، تحقيق: د. ماهر بن ياسين الفحل، الطبعة: الأولى، ١٤٢٨ هـ مشكاة المصابيح، تأليف: محمد بن عبد الله، التبريزي، تحقيق: محمد ناصر الدين الألباني، الناشر: المكتب الإسلامي، الطبعة: الثالثة، ١٩٨٥م شرح رياض الصالحين، تأليف: محمد بن صالح العثيمين، الناشر: دار الوطن للنشر، الطبعة: ١٤٢٦ هـ سنن أبي داود، تأليف: سليمان بن الأشعث السِّجِسْتاني، تحقيق: محمد محيي الدين عبد الحميد، الناشر: المكتبة العصرية، صيدا. مسند الإمام أحمد، تأليف: أحمد بن محمد بن حنبل، تحقيق: أحمد محمد شاكر الناشر: دار الحديث – القاهرة، الطبعة: الأولى، ١٤٢١ هـ معالم السنن، تأليف: حمد بن محمد بن إبراهيم الخطابي، الناشر: المطبعة العلمية، الطبعة: الأولى ١٣٥١ هـ سبل السلام، تأليف: محمد بن إسماعيل الصنعاني، الناشر: دار الحديث. القول المفيد على كتاب التوحيد، تأليف: محمد بن صالح العثيمين، الناشر: دار ابن الجوزي، المملكة العربية السعودية، الطبعة: الثانية, محرم ١٤٢٤هـ.

الرقم الموحد: (8964)

من حَلف فقال: إنِّي بَرِيءٌ من الإسلام، فإن كان كاذبا، فهو كما قال، وإن كان صَادقا، فَلَنْ يَرْجِعَ إلى الإسلام سَالِمًا

جس نے قسم اٹھائی اورکہاکہ میں اسلام سے بری ہوں اگر وہ جھوٹا ہو تو وہ ایسا ہی ہوجائے گا جیسا اس نے کہا اور اگر سچا ہوا تو پھر بھی سلامتی کے ساتھ اسلام کی طرف نہ لوٹے گا۔

١٧٧٤. الحديث:

عن بريدة -رضي الله عنه- قال: قال رسول الله -صلى الله عليه وسلم-: «من حَلف فقال: إنِّي بَرِيءٌ من الإسلام، فإن كان كاذبا، فهو كما قال، وإن كان صَادقا، فَلَنْ يَرْجِعَ إلى الإسلام سَالِمًا».

١٧٧٤. حدیث:

بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے قسم اٹھائی اورکہاکہ میں اسلام سے بری ہوں اگر وہ جھوٹا نکلا تو بھی وہ ایسا ہی ہوجائے گا جیسا اس نے کہا اور اگر سچا ہوا تو پھر سلامتی کے ساتھ اسلام کی طرف نہ لوٹ سکے گا۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

من حلف فقال: هو بَرِيءٌ من الإسلام. أو قال: هو يهودي أو نصراني أو كافر أو ملحد. فأمره لا يخلو من حالين: الحال الأولى: أن يكون كاذبًا فيما حلف عليه، كأن يحلف مثلا: هو بريء من الإسلام إن كان الأمر كذا وكذا. وهو كاذب فيما يخبر به، كما لو أخبر بأن زيدا قدم اليوم من السَّفر وحلف على البراء من الإسلام أو هو يهودي أو نصراني أو مشرك، وهو يعلم كَذب نفسه، فهو كما قال أي من البراءة من الإسلام أو يهودي أو نصراني. الحال الثانية: أن يكون صادقا فيما قال، كما لو حلف على البراءة من الإسلام أو هو يهودي أو نصراني أن زيدًا قَدِمَ اليوم من سفره أو أنه لم يفعل هذا الشيء، وهو صادق فيما حلف عليه، فإنه في هذه الحال لَنْ يَرْجِعَ إلى الإسلام سَالِمًا، كما قال رسول الله -صلى الله عليه وسلم-، بل ينقص كمال إسلامه بما صَدَر منه من هذا اللفظ لشناعته وقبحه.

اجمالی معنی:

حدیث کا مفہوم: جس نے قسم اٹھائی اورکہاکہ "وہ اسلام سے بری ہے" یا پھر اس نے کہا کہ ''وہ یہودی، عیسائی، کافر اور ملحد ہے'' تو اس کا معاملہ دو صورتوں سے خالی نہ ہوگا: پہلی صورت: اس نے جو قسم اٹھائی اس میں وہ جھوٹا ہو۔ مثلاً وہ قسم اٹھائے کہ اگر ایسا اور ایسا ہے تو میں اسلام سے بری ہوں حالانکہ وہ جو بات بتا رہا ہے اس میں جھوٹا ہو مثلاً اگر اس نے یہ خبر دی کہ زید آج سفر سے واپس آگیا ہے اور قسم اٹھائی کہ وہ اگر جھوٹا ہو تو وہ اسلام سے بری ہوجائے یا یہودی، عیسائی یا مشرک ہو جائے حالانکہ اسے بخوبی علم ہو کہ وہ جھوٹا ہے تو وہ ویسا ہی ہوجائے گا جیسا اس نے کہا یعنی اسلام سے بری ہوجائے یا پھر یہودی اور عیسائی ہوجائے گا۔ دوسری صورت: اس نے جو بات کہی وہ اس میں سچا ہو۔ مثلاً اس نے کہا کہ زید آج سفر سے واپس آگیا ہے یا یہ کہ اس نے یہ چیز نہیں کی اور اس پر وہ قسم اٹھائے کہ (اگر ایسا نہ ہو تو) وہ اسلام سے بری ہو جائے یا یہودی یا عیسائی ہو جائے اور وہ جس بات پر قسم اٹھا رہا ہے اس میں وہ سچا بھی ہو تو اس صورت میں بھی وہ اسلام کی طرف صحیح سالم نہیں لوٹے گا جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بلکہ ان الفاظ کی وجہ سے اس کے اسلام میں کمی واقع ہو جائے گی کیونکہ یہ بہت برے اور قبیح الفاظ ہیں۔ طرح التثریب(١٦٧/٧) شرح ریاض الصالحین لابن عثیمین(٤٥٣/٦)

راوي الحديث: رواه أبو داود أحمد النسائي في الكبرى.

التخريج: بريدة -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

فوائد الحديث:

١. النهي عن الحلف بهذه الصيغة وأشباهها، كأن يقول: هو كافر إن فعل كذا، وهو على دِين كذا إن كان كذا.

المصادر والمراجع:

نزهة المتقين، تأليف: جمعٌ من المشايخ، الناشر: مؤسسة الرسالة، الطبعة الأولى: ١٣٩٧ هـالطبعة الرابعة عشر ١٤٠٧ هـ طرح التثريب في شرح التقريب، تأليف: زين الدين عبد الرحيم بن الحسين العراقي. ولم يكمله، وأكمله ابنه، الناشر: دار إحياء التراث العربي، ومؤسسة التاريخ العربي، ودار الفكر العربي. شرح رياض الصالحين، تأليف: محمد بن صالح العثيمين، الناشر: دار الوطن للنشر، الطبعة: ١٤٢٦هـ سنن أبي داود، تأليف: سليمان بن الأشعث السِّجِسْتاني، تحقيق: محمد محيي الدين عبد الحميد، الناشر: المكتبة العصرية، صيدا. رياض الصالحين، تأليف : محيي الدين يحيى بن شرف النووي ، تحقيق: د. ماهر بن ياسين الفحل ، الطبعة: الأولى، ١٤٢٨ هـ مسند الإمام أحمد، تأليف: أحمد بن محمد بن حنبل، تحقيق: شعيب الأرناؤوط وغيره، الناشر: الناشر: مؤسسة الرسالة ، الطبعة: الأولى، ١٤٢١ هـ السنن الكبرى، تأليف: أحمد بن شعيب النسائي، تحقيق: حسن عبد المنعم شلبي، الناشر: مؤسسة الرسالة، الطبعة: الأولى، ١٤٢١ هـ صحيح الترغيب والترهيب، تأليف: محمد ناصر الدين الألباني، الناشر: مكتبة المعارف، الطبعة: الخامسة.

الرقم الموحد: (8965)

من حفظ عشر آيات من أول سورة الكهف، عصم من الدجال

جس نے سورۃ الکہف کی ابتدائی دس آیتیں یاد کر لیں وہ دجال کے فتنہ سے محفوظ رہے گا۔

١٧٧٥. الحديث:

عن أبي الدرداء -رضي الله عنه- عن النبي -صلى الله عليه وسلم-: «مَنْ حَفِظَ عَشْرَ آيَاتٍ مِنْ أَوَّلِ سُورَةِ الكَهْفِ، عُصِمَ مِنَ الدَّجَّالِ». وفي رواية: «مِنْ آخِرِ سُورَةِ الكَهْفِ».

١٧٧٥. حدیث:

ابو الدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا : "جس نے سورۃ الکہف کی ابتدائی دس آیتیں یاد کر لیں، وہ دجال کے فتنے سے محفوظ رہے گا" ایک اور روایت میں یہ الفاظ ہیں : "جس نے سورۃ الکہف کی آخری آیتیں یاد کیں۔"

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

من حفظ عن ظهر قلب عشر آيات من أول سورة الكهف, أو من آخرها, على روايتين، حفظه الله -تعالى- من شر الدجال، وفتنته، فلا يتسلط عليه ولا يضره بإذن الله -تعالى-.

اجمالی معنی:

جس نے اپنے دل و دماغ میں سورۃ الکھف کی ابتدائی یا اس کی آخری دس آیات - دونوں روایات کے مطابق- کو ازبر کر لیا تو اللہ تعالیٰ اس کو دجال کے شر اور اس کے فتنے و آزمائش سے محفوظ کر دے گا اور وہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے نہ اس پر مسلط و حاوی ہو پائے گا اور نہ اس کو کسی قسم کا نقصان و ضرر پہنچا سکے گا۔

راوي الحديث: رواه مسلم.

التخريج: أبو الدرداء -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- عصم : مُنِع وحُمِي وحُفظ.
- الدجال : هو المسيح الدجال الكذاب، الذي يخرج في آخر الزمان، ويكون ظهوره فتنة عظيمة للناس، ويدعي الألوهية، وتظهر على يديه بعض الخوارق.

فوائد الحديث:

١. بيان فضل سورة الكهف، وأن فواتحها تعصم من فتنة الدجال.
٢. الإخبار عن أمر الدجال، وبيان ما يعصم منه.

المصادر والمراجع:

-1 بهجة الناظرين, سليم بن عيد الهلالي، الناشر: دار ابن الجوزي ، سنة النشر: ١٤١٨ هـ - ١٩٩٧م ٢-دليل الفالحين لطرق رياض الصالحين؛ لمحمد بن علان الشافعي، دار الكتاب العربي-بيروت. ٣-رياض الصالحين من كلام سيد المرسلين؛ للإمام أبي زكريا النووي، تحقيق د. ماهر الفحل، دار ابن كثير-دمشق، الطبعة الأولى، ١٤٢٨هـ. ٤-سلسلة الأحاديث الصحيحة؛ للشيخ محمد ناصر الدين الألباني، مكتبة المعارف-الرياض، ١٤١٥هـ. ٥-شرح صحيح مسلم؛ للإمام محي الدين النووي، دار الريان للتراث-القاهرة، الطبعة الأولى، ١٤٠٧هـ. ٦-صحيح مسلم، تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي، نشر: دار إحياء التراث العربي – بيروت. ٧-فيض القدير شرح الجامع الصغير؛ تأليف عبدالرؤوف المناوي، دار الحديث-القاهرة. ٨-كنوز رياض الصالحين؛ فريق علمي برئاسة أ.د. حمد العمار، دار كنوز إشبيليا-الرياض، الطبعة الأولى، ١٤٣٠هـ. ٩-مرقاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح؛ تأليف ملا علي القاري، تحقيق صدقي العطار، دار الفكر-بيروت، الطبعة الأولى، ١٤١٢هـ. ١٠-نزهة المتقين شرح رياض الصالحين؛ تأليف د. مصطفى الخِن وغيره، مؤسسة الرسالة-بيروت، الطبعة الرابعة عشر، ١٤٠٧هـ.

الرقم الموحد: (6265)

من حلف فقال في حلفه: باللات والعزى، فليقل: لا إله إلا الله، ومن قال لصاحبه: تعال أقامرك فليتصدق	جس نے قسم کھائی اور کہا کہ "لات وعزیٰ کی قسم" تو اسے پھر کلمہ لاالہ الااللہ کہہ لینا چاہیے اور جو شخص اپنے ساتھی سے کہے کہ آؤ جوا کھیلیں تو اسے چاہیے کہ (بطور کفارہ) صدقہ کرے۔
١٧٧٦. الحديث: عن أبي هريرة -رضي الله عنه- مرفوعاً: «من حَلَفَ فقال في حَلِفِهِ: بِاللاَّتِ وَالْعُزَّى، فليقل: لا إله إلا الله، ومن قال لصاحبه: تعال أُقَامِرْكَ فَلْيَتَصَدَّقْ ».	**١٧٧٦. حدیث:** ابوہریرہ - رضی اللہ عنہ - سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے قسم کھائی اور کہا کہ "لات وعزیٰ کی قسم" تو اسے پھر کلمہ "لاالہ الااللہ" کہہ لینا چاہیے اور جو شخص اپنے ساتھی سے کہے کہ آؤ جوا کھیلیں تو اسے چاہیے کہ (بطور کفارہ) صدقہ کرے۔
درجة الحديث: صحيح	**حدیث کا درجہ:** صحیح
المعنى الإجمالي: أمر النبي صلى الله عليه وسلم من حلف بغير الله تعالى كاللات والعزى أو غيرها أن يقول: لا إله إلا الله، ومن قال لصاحبه: أراهنك أن هذا كذا وكذا؛ أن يتصدق.	**اجمالی معنی:** نبی ﷺ نے حکم دیا کہ جس نے غیر اللہ جیسے لات و عزی یا کسی اور کی قسم کھائی اسے چاہیے کہ وہ "لاإلہ إلااللہ" کہے اور جس نے اپنے ساتھی کو کہا کہ میں تم سے اس اس بات پر شرط لگاتا ہوں تو اسے چاہیے کہ وہ صدقہ کرے۔

راوي الحديث: متفق عليه.

التخريج: أبو هريرة -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- أُقَامِرْكَ : أراهنك.
- اللات : صنم كان بالطائف لثقيف.
- العزى : صنم كان بوادي نخلة لقريش وبني كنانة.

فوائد الحديث:

١. وجوب الرجوع عن المعصية في حال اقترافها بغير علم أو سبق لسان.
٢. حرمة الحلف بالأصنام وأنه مما يخرج العبد من الملة.
٣. تحريم القمار بكل صوره وأشكاله.
٤. الدعوة إلى المعاصي معصية أخرى.
٥. من وقع في سيئة عليه أن يتبعها حسنة؛ لأن الحسنات يذهبن السيئات.
٦. كفارة الحلف بالأصنام قول : لا إله إلا الله.
٧. كفارة الدعوة إلى المراهنة الصدقة.

المصادر والمراجع:

الرقم الموحد: (6379)

من خير معاش الناس لهم رجل ممسك عنان فرسه في سبيل الله

"لوگوں کے لیے زندگی کے بہترین طریقوں میں سے یہ ہے کہ آدمی اللہ کے راستے میں جہاد کے لیے گھوڑے کی لگام پکڑ رکھی ہو۔"

١٧٧٧. الحديث:

عن أبي هريرة -رضي الله عنه- عن رسولِ اللهِ -صلى الله عليه وسلم- أنه قالَ: "مِن خَيرِ مَعَاشِ النّاسِ لهم رَجُلٌ مُمْسِكٌ عِنَانَ فَرسِهِ في سبيلِ اللهِ، يَطيرُ على مَتنِهِ كُلَّما سَمِعَ هَيْعَةً أو فزعَةً، طَارَ عَليه يَبْتَغِي القَتْلَ، أو المَوتَ مَظانَّه، أو رَجلٌ في غُنَيمَةٍ في رأسِ شَعفَةٍ من هذه الشَّعَفِ، أو بطنِ وادٍ من هذه الأودية، يُقيمُ الصلاةَ، ويُؤتِي الزكاةَ، ويَعبدُ ربَّهُ حتى يَأتِيَه اليقينُ، ليسَ من النَّاسِ إلا في خيرٍ".

١٧٧٧. حدیث:

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "لوگوں کے لیے زندگی کے بہترین طریقوں میں سے یہ ہے کہ آدمی اللہ کے راستے میں جہاد کے لیے گھوڑے کی لگام تھامے رکھے، اس کی پیٹھ پر (بیٹھ کر) اللہ کی راہ میں اڑتا (تیزی سے حرکت کرتا) پھرے، جب بھی (دشمن کی) آہٹ یا (کسی کے) ڈرنے کی آواز سنے، اڑ کر وہاں پہنچ جائے، ہر اس جگہ قتل اور موت کو تلاش کرتا ہو، جہاں اس کے ہونے کا گمان ہو۔ یا پھر وہ آدمی جو بکریوں کے چھوٹے سے ریوڑ کے ساتھ ان چوٹیوں میں سے کسی ایک چوٹی پر یا ان وادیوں میں سے کسی وادی میں ہو، نماز قائم کرتا ہو، زکاۃ دیتا ہو اور اپنے رب کی عبادت میں لگا ہوا ہو، یہاں تک کہ موت آ جائے۔ وہ اچھائی کے معاملات کے سوا لوگوں سے کوئی تعلق نہ رکھتا ہو۔"

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

في الحديث بيان أن من خير أحوال عيش الناس رجل ممسك عنان فرسه، وقوله -صلى الله عليه و سلم-: "يطير على متنه كلما سمع هيعة أو فزعة طار على متنه يبتغي القتل والموت مظانه"، معناه يسارع على ظهره وهو متنه، كلما سمع هيعة وهي الصوت عند حضور العدو، والفزعة وهي النهوض إلى العدو، يبتغي القتل مظانه يطلبه في مواطنه التي يرجى فيها؛ لشدة رغبته في الشهادة. وفيه أيضاً دليل على أن العزلة خير ومن كان في مكان من الأودية والشعاب منعزلاً عن الناس، يعبد الله عز وجل ليس من الناس إلا في خير فهذا فيه خير.

اجمالی معنیٰ:

حدیث میں اس بات کی وضاحت ہے کہ زندگی گزارنے کی سب سے بہتر صورت یہ ہے کہ بندے نے گھوڑے کی لگام تھام رکھی ہو۔ (یعنی ہر وقت راہ جہاد میں نکلنے کے لیے تیار رہتا ہو۔) آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان: "يطير على متنه كلما سمع هيعة أو فزعة طار على متنه يبتغي القتل والموت مظانه" یعنی جب بھی اسے (دشمن کی) کوئی آہٹ سنائی دے یا دشمن کی طرف بڑھنے کی آواز سنائی دے تو وہ شوق شہادت میں جلدی سے گھوڑے کی پیٹھ پر سوار ہو کر ان جگہوں اور مقامات پر قتل ہونے کی تمنا لئے ہوئے چل دے، جہاں پر قتل ہونے کا گمان ہو۔ اس حدیث میں اس بات کی بھی دلیل ہے کہ گوشہ نشینی بہت اچھی بات ہے اور جو شخص لوگوں سے الگ تھلگ کسی وادی یا گھاٹی میں اللہ کی عبادت کر رہا ہو اور وہ لوگوں سے صرف اچھائی ہی کا تعلق رکھتا اس شخص میں خیر ہی خیر ہے۔

راوي الحديث: رواه مسلم.

التخريج: أبو هريرة -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- العنان : سير اللجام الذي تمسك به الدابة.
- يبتغي القتل : يطلبه من الكفار في الجهاد.
- اليقين : الموت.

- ليس من الناس إلا في خير : لا يخالط الناس إلا في خير.
- يطير : يسرع.
- متنه : ظهره.
- هيعة أو فزعة : الهيعة الصوت للحرب، والفزعة نحوه
- مظانه : المواضع التي يظن وجوده فيها.
- غُنَيمة : تصغير الغنم، الشاة والماعز.
- الشَّعف : بفتح الشين والعين: أعلى الجبل.

فوائد الحديث:

١. فضل الجهاد والاستعداد له وترقبه، وتحديث النفس به طلباً للشهادة في سبيل الله.
٢. فضيلة اعتزال الناس عند وقوع الفتنة.
٣. من خالط الناس ينبغي أن يسلم المسلمون من لسانه ويده.
٤. جواز التكسب الحلال برعي الأغنام بعيداً عن الناس.
٥. العزلة بسبب الفتن، ينبغي أن لا تحول بين العبد والقيام بالأحكام الشرعية على وجهها.

المصادر والمراجع:

-1 بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين؛ تأليف سليم الهلالي، دار ابن الجوزي. ٢-تطريز رياض الصالحين؛ تأليف فيصل آل مبارك، تحقيق د. عبدالعزيز آل حمد، دار العاصمة-الرياض، الطبعة الأولى، ١٤٢٣هـ. ٣-رياض الصالحين من كلام سيد المرسلين؛ للإمام أبي زكريا النووي، تحقيق د. ماهر الفحل، دار ابن كثير-دمشق، الطبعة الأولى، ١٤٢٨هـ. ٤-شرح رياض الصالحين؛ للشيخ محمد بن صالح العثيمين، مدار الوطن-الرياض، ١٤٢٦هـ. ٥-شرح صحيح مسلم؛ للإمام محي الدين النووي، دار الريان للتراث-القاهرة، الطبعة الأولى، ١٤٠٧هـ. ٦-صحيح مسلم؛ للإمام مسلم بن الحجاج، حققه ورقمه محمد فؤاد عبدالباقي، دار عالم الكتب-الرياض، الطبعة الأولى، ١٤١٧هـ. ٧-كنوز رياض الصالحين؛ فريق علمي برئاسة أ.د. حمد العمار، دار كنوز إشبيليا-الرياض، الطبعة الأولى، ١٤٣٠هـ. ٨-نزهة المتقين شرح رياض الصالحين؛ تأليف د. مصطفى الخِن وغيره، مؤسسة الرسالة-بيروت، الطبعة الرابعة عشر، ١٤٠٧هـ.

الرقم الموحد: (6266)

من سلك طريقًا يبتغي فيه علمًا سهل الله له طريقًا إلى الجنة

١٧٧٨. الحديث:

عن أبي الدرداء -رضي الله عنه- عن النبي -صلى الله عليه وسلم- قال: «مَنْ سَلَكَ طَرِيقا يَبْتَغِي فيه عِلْما سَهَّل الله له طريقا إلى الجنة، وإنَّ الملائكة لَتَضَعُ أجْنِحَتها لطالب العلم رضًا بما يَصنَع، وإنَ العالم لَيَسْتَغْفِرُ له مَنْ في السماوات ومَنْ في الأرض حتى الحيتَانُ في الماء، وفضْلُ العالم على العَابِدِ كَفَضْلِ القمر على سائِرِ الكواكب، وإنَّ العلماء وَرَثَة الأنبياء، وإنَّ الأنبياء لم يَوَرِّثُوا دينارا ولا دِرْهَماً وإنما وَرَّثُوا العلم، فَمَنْ أَخَذَهُ أَخَذَ بحَظٍّ وَافِرٍ».

درجة الحديث: حسن

المعنى الإجمالي:

جاء هذا الحديث ليوضح بعض فضائل طلب العلم : فمنها أن من مشى في طريق يريد بسيره فيه الذهاب لطلب العلم أو بحث عن العلم ولو في بيته جازاه الله -سبحانه- بأن يسهل له طريقاً إلى الجنة، وسلوكُ طريق العلم يشمل الطريق الحسي الذي يمشي فيه الإنسان برجله، كما يشمل الطريق المعنوي، بأن يلتمس العلم من مجالسة العلماء، ومن بطون الكتب، وذلك أن الذي يراجع الكتب للعثور على حكم مسألة شرعية، أو يجلس إلى شيخ يتعلم منه، فإنه قد سلك طريقًا يلتمس فيه علمًا ولو كان جالسًا. ومن الفضائل المذكورة في هذا الحديث أن العلماء يستغفر لهم أهل السماء والأرض، حتى الحيتان في البحر، وحتى الدواب في البر. ومن فضائله أن الملائكة الذين كرمهم الله -عز وجل- تضع أجنحتها لطالب العلم رضا بما يصنع, تواضعًا وتعظيمًا للعلم وأهله. ومن الفضائل التي ذكرها النبي -صلى الله عليه وسلم- في هذا الحديث أن العلماء ورثة الأنبياء، حيث ورثوا منهم العلم والعمل،

جو شخص علم کی تلاش میں کسی راہ پر چل پڑے، اللہ تعالیٰ اس کے لیے جنت کی راہ آسان فرما دیتا ہے

١٧٧٨. حدیث:

ابوالدرداء رضی اللہ عنہ، نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: "جو شخص علم کی تلاش میں کسی راہ پر چل پڑے، اللہ تعالیٰ اس کے لیے جنت کی راہ آسان فرما دیتا ہے۔ بے شک فرشتے طالب علم کے عمل سے خوش ہو کر اس کے لیے اپنے پر بچھا دیتے ہیں۔ اور یقینا عالم کے لیے آسمانوں و زمین کی ساری مخلوقات مغفرت طلب کرتی ہیں، یہاں تک کہ پانی کے اندر کی مچھلیاں بھی۔ اور عالم کی فضیلت عابد پر ایسی ہی ہے، جیسے چاند کی فضیلت سارے ستاروں پر۔ بے شک علما، انبیا کے وارث ہیں اور انبیا نے کسی کو دینار اور درہم کا وارث نہیں بنایا، بلکہ انھوں نے علم کا وارث بنایا ہے۔ اس لیے جس نے یہ علم حاصل کر لیا، اس نے (علم نبوی اور وراثت نبوی سے) پورا پورا حصہ لیا۔"

حدیث کا درجہ: حَسَن

اجمالی معنی:

طلب علم کے بعض فضائل کی توضیح و تشریح کے ضمن میں یہ حدیث وارد ہوئی ہے: ان فضائل میں سب سے پہلی فضیلت یہ ہے کہ جو شخص کسی راہ پر نکل پڑے اور اس راہ پر نکلنے کا مقصد محض طلب علم یا علم کی تحقیق ہو؛ چاہے وہ طالب علم گھر ہی میں کیوں نہ ہو، اللہ سبحانہ و تعالیٰ اسے طلب علم کا بدلہ عنایت فرمائے گا۔ یعنی اس کے لیے جنت کی راہ آسان کر دے گا۔ علمی راہ اپنانے میں جس طرح حسی راستہ شامل ہے، جس میں انسان اپنے قدموں کے ذریعے چل کر جاتا ہے، اسی طرح اس میں معنوی راستہ بھی شامل ہے۔ مثلا انسان علما کی مجالس اور کتابی ذخیروں سے علم حاصل کرے۔ کیوں کہ جو شخص کسی شرعی مسئلے کا حکم جاننے کی غرض سے کتابوں کی تحقیق و مراجعہ کرتا ہے یا کسی شیخ کی مجلس میں بیٹھ کر اس سے استفادہ کرتا ہے، وہ بھی طلب علم کی راہ طے کر رہا ہوتا ہے، گرچہ وہ بیٹھا ہوا ہی کیوں نہ ہو۔ اس حدیث میں مذکور فضائل میں سے یہ بھی ہے کہ آسمان و زمین کی ساری مخلوقات یہاں تک کہ سمندر میں موجود مچھلیاں اور خشکی میں پائے جانے والے چوپائے بھی ان علما کے حق میں مغفرت طلب کرتے رہتے ہیں۔ طلب علم کے فضائل میں یہ بھی ہے کہ اللہ عز وجل کی مکرم و معزز مخلوق فرشتے بھی طالب علم کو علمی مشاغل میں مصروف دیکھتے ہوئے خوشی سے علم اور اہل علم کے روبرو اپنی فروتنی اور ان کی عظمت کے اعتراف میں اپنے پنکھ بچھا دیتے ہیں۔ اس حدیث میں نبی ﷺ کے ذکر کردہ

وورثوا الدعوة إلى الله -عز وجل- وهداية الخلق ودلالتهم على الله -تعالى- وعلى دينه. ومن فضائله أن مزية العالم على العابد كمزية القمر ليلة البدر على بقية الكواكب؛ لأن نور العبادة وكمالها ملازم للعابد لا يتخطاه، فهو كنور الكواكب, أما نور العلم وكماله فهو يتعدى إلى الغير فيستضيء به غير العالم. وذكر -عليه الصلاة والسلام- أن الأنبياء لم يورثوا لمن بعدهم الدنيا، فلم يورثوا درهمًا ولا دينارًا، وأن أعظم ميراث تركوه هو العلم، فمن أخذه أخذ بنصيب وافر كثير، وهو الإرث الحقيقي النافع. ولا يظن المسلم أنَّ العالم المفضَّل عارٍ عن العمل، ولا العابد عن العِلم، بل إن علم ذاك غالب على عمله، وعمل هذا غالب على علمه، ولذلك جعل العلماء ورثة الأنبياء الذين فازوا بالحسنيين، العلم والعَمل وحازوا الفضيلتين، الكمال، والتكميل، وهذه طريقة العارفين بالله وسبيل السائرين إلى الله -تعالى-.

فضائل میں سے یہ بھی ہے کہ علما، انبیا کے وارث و جانشین ہوتے ہیں۔ یہ اس طرح سے کہ انھیں انبیا سے علم اور عمل کی دولت وراثت میں حاصل ہوئی۔ نیز دعوت الی اللہ اور انسانوں کی اللہ اور اس کے دین کی طرف رہ نمائی کا فریضہ بھی انھیں وراثت میں ملا ہے۔ اس میں یہ فضیلت بھی بیان کی گئی ہے کہ عابد پر عالم دین کو ایسے ہی امتیاز و برتری حاصل ہے، جیسے رات کے وقت کامل چاند کو دیگر سارے ستاروں پر حاصل ہوتی ہے؛ کیوں کہ عبادت کا نور اور اس کا کمال محض عابد تک محدود رہتا ہے، جس میں عابد کے علاوہ کوئی دوسرا شریک نہیں ہوسکتا اور اس نور کی حیثیت محض کسی ستارے جیسی ہے۔ جب کہ علم کا نور اور اس کا کمال یہ ہے کہ وہ عالم کے علاوہ دیگر انسانوں کو بھی مستفید ہونے کا موقع فراہم کرتا ہے۔ آپ علیہ الصلاۃ والسلام نے اس بات کا بھی ذکر فرمایا کہ انبیا نے اپنے جانشینوں کے لیے دنیا کی کوئی بھی چیز وراثت میں نہ رکھی۔ یہی وجہ ہے کہ انھوں نے دنیا میں درہم و دینار کی بجائے علم جیسی انتہائی عظیم میراث باقی رکھی۔ لہٰذا جس شخص نے اس علمی ورثے کو لے لیا، تو حقیقتاً اس نے بھرپور انداز میں انبیا کی میراث پائی اور یہی حقیقی اور نفع بخش میراث ہے۔ یہاں مسلمان کو اس غلط فہمی میں نہ رہنا چاہیے کہ فضیلت یافتہ عالم کی زندگی عمل سے اور عابد کی زندگی علم سے خالی ہو سکتی ہے؛ بلکہ اگر عابد کا دامن علم سے بھر جائے، تو وہ اپنے عمل میں قوی ہوجائے گا اور اگر عالم اپنے علم پر عمل پیرا ہوجائے، تو وہ اپنے علم میں قوی ہوگا۔ اسی بنا پر انہی علما کو انبیا کا وارث قرار دیا گیا، جو علم اور عمل کی اعلی خوبیوں کے حامل ہوں گے اور کمال (علم) اور تکمیل (اس کے مطابق عمل) کی فضیلتوں کو حرز جاں بنائے ہوئے ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ کی معرفت رکھنے والوں اور اس کی راہ کے راہ گیروں کا یہی طریقہ و منہج رہا ہے۔

راوي الحديث: رواه أبو داود والترمذي وابن ماجه والدارمي وأحمد.

التخريج: أبو الدرداء -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- يبتغي : يطلب.
- الكواكب : جمع كوكب، وهي الأجرام والنجوم التي تدور في السماء.
- بحظ : بنصيب.
- وافر : كثير.
- علمًا : علمًا شرعيًا أو وسيلةً إليه.
- لتضع أجْنِحَتَهَا : أن الملائكة تفرش وتبسط أجنحتها تحت قدمي طالب العلم تواضعًا له, أو تكفُّ أجنحتها عن الطيران وتنزل لسماع العِلم, وذكر الشراح غير هذا من المعاني المجازية, والأصل الحمل على الحقيقة.
- فضل : مزية, وما يزيد به العالم على العابد.
- دينارًا ولا درهمًا : مالاً وخص الدينار والدرهم بالذكر؛ لأنهما أغلب أنواعه.

فوائد الحديث:

١. فضل العلم، وأنه نور يضيء للناس طريق الخير والحق.

٢. الحث على توقير طلاب العلم، والتواضع والدعاء والاستغفار لهم.

٣. العلم أعظم ثروة وأشرفها، ينبغي لمن حازها أن يحترمها ويكرمها.

٤. إهانة العلماء وإيذاؤهم فسق وضلال؛ لأنهم حملة ميراث النبوة.

٥. من فضائل العلم أن العلماء يستغفر لهم أهل السماء والأرض, حتى الحيتان في البحر, وحتى الدواب في البر.

٦. أن العلماء هم ورثة الأنبياء في العلم والعمل والدعوة وهداية الخلق.

٧. من فضائل العلم وأهله أن الملائكة الكرام تضع أجنحتها لطالب العلم, ووضع الملائكة أجنحتها له تواضعًا له وتوقيرًا وإكرامًا لما يحمله من ميراث النبوة ويطلبه.

٨. أن الأنبياء لا يُورَثون؛ لأنهم لم يورثوا درهمًا ولا دينارًا, وهذا من حكمة الله -عز وجل- لئلا يقول قائل إن النبي إنما ادعى النبوة لأجل الدنيا.

٩. أن فضل العالم على العابد كفضل القمر على سائر الكواكب؛ لأن القمر يضيء الآفاق ويمتد نوره في أقطار العالم وهذه حال العالم, وأما الكوكب فنوره لا يجاوز نفسه أو ما قرب منه وهذه حال العابد الذي يضيء نور عبادته عليه دون غيره، وإن جاوز نور عبادته غيره فإنما يجاوزه غير بعيد.

المصادر والمراجع:

-الجامع الصحيح -وهو سنن الترمذي-؛ للإمام محمد بن عيسى الترمذي، تحقيق أحمد شاكر وآخرين، مكتبة الحلبي-مصر، الطبعة الثانية، ١٣٨٨هـ -رياض الصالحين من كلام سيد المرسلين؛ للإمام أبي زكريا النووي، تحقيق د. ماهر الفحل، دار ابن كثير-دمشق، الطبعة الأولى، ١٤٢٨هـ. -سنن أبي داود؛ للإمام أبي داود سليمان بن الأشعث السجستاني، تعليق عزت الدعاس وغيره، دار ابن حزم-بيروت، الطبعة الأولى، ١٤١٨هـ. -سنن ابن ماجه؛ للحافظ محمد بن يزيد القزويني، حققه محمد فؤاد عبدالباقي، دار إحياء الكتب العربية. -شرح رياض الصالحين؛ للشيخ محمد بن صالح العثيمين، مدار الوطن، الرياض، ١٤٢٦هـ. -صحيح الترغيب والترهيب؛ تأليف محمد ناصر الدين الألباني، مكتبة المعارف-الرياض، الطبعة الخامسة. -كنوز رياض الصالحين؛ فريق علمي برئاسة أ.د. حمد العمار، دار كنوز إشبيليا-الرياض، الطبعة الأولى، ١٤٣٠هـ. -نزهة المتقين شرح رياض الصالحين؛ تأليف د. مصطفى الخِن وغيره، مؤسسة الرسالة-بيروت، الطبعة الرابعة عشر، ١٤٠٧هـ. -سنن أبي داود, أبو داود سليمان بن الأشعث بن إسحاق بن بشير بن شداد بن عمرو الأزدي السِّجِسْتاني, المحقق: محمد محيي الدين عبد الحميد, المكتبة العصرية، صيدا – بيروت. -سنن الترمذي، تأليف: محمد بن عيسى الترمذي، تحقيق أحمد شاكر وغيره ، الناشر: شركة مكتبة ومطبعة مصطفى البابي الحلبي، الطبعة: الثانية، ١٣٩٥ هـ -مسند الإمام أحمد بن حنبل، تحقيق: شعيب الأرنؤوط - عادل مرشد، وآخرون، نشر: مؤسسة الرسالة، الطبعة: الأولى، ١٤٢١هـ- ٢٠٠١م. -صَحِيحُ التَّرْغِيب وَالتَّرْهِيب, محمد ناصر الدين الألباني, مكتَبة المَعارف لِلنَشْرِ والتوزيْع، الرياض - المملكة العربية السعودية, الطبعة: الأولى، ١٤٢١ هـ- ٢٠٠٠ م بهجة الناظرين, سليم بن عيد الهلالي، الناشر: دار ابن الجوزي ، سنة النشر: ١٤١٨ هـ- ١٩٩٧م -مفتاح دار السعادة ومنشور ولاية العلم والإرادة, محمد بن أبي بكر بن أيوب بن سعد شمس الدين ابن قيم الجوزية, دار الكتب العلمية – بيروت. -دليل الفالحين لطرق رياض الصالحين, محمد علي بن محمد البكري الصديقي الشافعي, اعتنى بها: خليل مأمون شيحا, الناشر: دار المعرفة للطباعة والنشر والتوزيع، بيروت – لبنان, الطبعة: الرابعة، ١٤٢٥ هـ- ٢٠٠٤ م. تطريز رياض الصالحين, فيصل بن عبد العزيز بن فيصل ابن حمد المبارك الحريملي النجدي, المحقق: د. عبد العزيز بن عبد الله آل حمد, دار العاصمة للنشر والتوزيع، الرياض, الطبعة: الأولى، ١٤٢٣ هـ- ٢٠٠٢ م -مرقاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح، لعلي بن سلطان الملا الهروي القاري، الناشر: دار الفكر، بيروت – لبنان، الطبعة: الأولى، ١٤٢٢هـ- ٢٠٠٢م. -حاشية السندي على سنن ابن ماجه = كفاية الحاجة في شرح سنن ابن ماجه, محمد بن عبد الهادي التتوي، أبو الحسن، نور الدين السندي, دار الجيل - بيروت، بدون طبعة. -تاج العروس من جواهر القاموس, محمّد بن محمّد بن عبد الرزّاق الحسيني، الملقّب بمرتضى، الزَّبيدي, مجموعة من المحققين, الناشر: دار الهداية.

الرقم الموحد: (6267)

من سئل عن علم فكتمه ألجم يوم القيامة بلجام من نار

جس شخص سے علم کی بات پوچھی گئی اور اس نے اسے چھپایا، تو قیامت کے دن اسے آگ کی لگام پہنائی جائے گی۔

١٧٧٩. الحديث:

عن أبي هريرة -رضي الله عنه- أن النبي -صلى الله عليه وسلم- قال: «مَنْ سُئِلَ عن عِلْمٍ فَكَتَمَهُ، أُلْجِمَ يوم القيامةِ بِلِجَامٍ مِنْ نارٍ».

١٧٧٩. حدیث :

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : ”جس شخص سے علم کی بات پوچھی گئی اور اس نے اسے چھپایا، تو قیامت کے دن اسے آگ کی لگام پہنائی جائے گی“۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ : صحیح

المعنى الإجمالي:

هذا الحديث فيه التحذير الشديد من كتمان العلم، وأن من سُئل عن علم يحتاج إليه السائل في أمر دينه، ويلزم المسؤول عنه بيانه، فلم يبيِّن ذلك العلم بعدم الجواب، أو بمنع الكتاب، عاقبه الله تعالى يوم القيامة بأن يدخل في فمه لجاما من نار؛ مكافأة له حيث ألجم نفسه بالسكوت، والجزاء من جنس العمل، والوعيد في هذا الحديث يلحق من عَلم أن السائل يسأل للاسترشاد، أما إذا علم من السائل أنه يسأل امتحاناً وليس بقصد أن يسترشد فيعلم ويعمل، فالمسؤول بالخيار بين الإجابة وعدمها، ولا يلحقه الوعيد الوارد في الحديث.

اجمالی معنیٰ :

اس حدیث میں علم کو چھپانے پر سخت ترین تنبیہ وارد ہوئی ہے۔ جس شخص سے کوئی علمی مسئلہ دریافت کیا گیا اور دریافت کنندہ کو اس علمی مسئلہ سے واقفیت حاصل کرنے کی دینی ضرورت ہو، تو مسئول پر لازم ہے کہ وہ اس مسئلے کی وضاحت کرے، لیکن اگر اس نے جواب نہ کر یا نہ لکھ کر اس مسئلے کی وضاحت نہیں کی، تو جیسے کو تیسا کے مطابق، اللہ تعالی قیامت کے دن اس کے منہ میں آگ کی لگام ڈال دے گا۔ جس طرح اس نے جواب نہ دیتے ہوئے اپنے منہ پر لگام لگا رکھی تھی۔ یقینا بدلہ عمل کی جنس سے ہی ملے گا۔ اس حدیث میں وارد وعید کے مستحق وہ لوگ ہوں گے، جو اس بات سے واقف ہوں کہ سائل اپنے سوال سے رشد و ہدایت کا طلب گار ہے، لیکن جب مسئول کو پتہ چل جائے کہ سائل کا مقصد اس کا امتحان ہے، اس کا مقصد علم حاصل کرکے اس پر عمل کرنا نہیں ہے، تو مسئول کو اختیار ہے کہ چاہے تو اس کے سوال کا جواب دے یا نہ دے۔ ایسا شخص اس حدیث میں وارد وعید کا سزاوار نہ ہوگا۔

راوي الحديث: رواه أبو داود والترمذي وابن ماجه وأحمد.

التخريج: أبو هريرة -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- ألجم : من اللجام، وهو ما يوضع في فم الفرس.
- علم : يحتاجه الناس ويلزمه تعليمه.
- كتمه : لم يبينه.

فوائد الحديث:

١. كتمان العلم من الكبائر التي يستحق عليها الوعيد الشديد.

٢. وجوب تبليغ العلم إذا كان متعينًا، وخاصة في أمور الدين.

٣. أن الجزاء من جنس العمل حيث عوقب من وجب عليه تبليغ العلم، فأمسك فمه عن بيان الحق في الدنيا، بأن يُدخل في فمه لجام من نار يوم القيامة.

المصادر والمراجع:

-الجامع الصحيح –وهو سنن الترمذي-؛ للإمام محمد بن عيسى الترمذي، تحقيق أحمد شاكر وآخرين، مكتبة الحلبي-مصر، الطبعة الثانية، ١٣٨٨هـ -رياض الصالحين من كلام سيد المرسلين؛ للإمام أبي زكريا النووي، تحقيق د. ماهر الفحل، دار ابن كثير-دمشق، الطبعة الأولى، ١٤٢٨هـ -شرح رياض الصالحين؛ للشيخ محمد بن صالح العثيمين، مدار الوطن، الرياض، ١٤٢٦هـ -مرقاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح؛ تأليف ملا علي القاري، تحقيق صدقي العطار، دار الفكر-بيروت، الطبعة الأولى، ١٤١٢هـ -مشكاة المصابيح؛ تأليف محمد بن عبدالله التبريزي، تحقيق محمد ناصر الدين الألباني، المكتب الإسلامي-بيروت، الطبعة الثانية، ١٣٩٩هـ -نزهة المتقين شرح رياض الصالحين؛ تأليف د. مصطفى الخِن وغيره، مؤسسة الرسالة-بيروت، الطبعة الرابعة عشر، ١٤٠٧هـ -سنن أبي داود, أبو داود سليمان بن الأشعث بن إسحاق بن بشير بن شداد بن عمرو الأزدي السِّجِسْتاني, المحقق: محمد محيي الدين عبد الحميد, المكتبة العصرية، صيدا – بيروت. -مسند الإمام أحمد بن حنبل، تحقيق: شعيب الأرنؤوط - عادل مرشد، وآخرون، نشر: مؤسسة الرسالة، الطبعة: الأولى، ١٤٢١هـ- ٢٠٠١م. مرقاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح، لعلي بن سلطان الملا الهروي القاري، الناشر: دار الفكر، بيروت – لبنان، الطبعة: الأولى، ١٤٢٢هـ- ٢٠٠٢م. بهجة الناظرين, سليم بن عيد الهلالي، الناشر: دار ابن الجوزي ، سنة النشر: ١٤١٨ هـ- ١٩٩٧م -سنن ابن ماجه, ابن ماجة أبو عبد الله محمد بن يزيد القزويني، تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي, الناشر: دار إحياء الكتب العربية - فيصل عيسى البابي الحلبي.
-مرعاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح, أبو الحسن عبيد الله بن محمد الرحماني المباركفوري, الناشر: إدارة البحوث العلمية والدعوة والإفتاء - الجامعة السلفية - بنارس الهند, الطبعة: الثالثة - ١٤٠٤ هـ، ١٩٨٤ م.

الرقم الموحد: (6268)

من صام يوماً في سبيل الله جعل الله بينه وبين النار خندقا كما بين السماء والأرض	جو شخص اللہ کے راستے میں ایک دن کا روزہ رکھتا ہے، اللہ تعالی اس کے اور جہنم کی آگ کے درمیان آسمان اورزمین کے درمیانی فاصلے کے بقدر خندق ڈال دیتا ہے
١٧٨٠. الحديث: عن أبي أمامة -رضي الله عنه- مرفوعاً: «من صام يوماً في سبيل الله جعل الله بينه وبين النار خَنْدَقا كما بين السماء والأرض».	**١٧٨٠. حدیث :** ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا :"جو شخص اللہ کے راستے میں ایک دن کا روزہ رکھتا ہے، اللہ تعالی اس کے اور جہنم کی آگ کے درمیان آسمان اورزمین کے درمیانی فاصلے کے بقدرخندق ڈال دیتا ہے۔"
درجة الحديث: حسن	**حدیث کا درجہ :** حَسَن
المعنى الإجمالي: في هذا الحديث بيان فضل من صام يوماءِخالصاً لوجه الله، حيث ينجيه الله من النار ويبعده عنها كبعد السماء عن الأرض.	**اجمالی معنی :** اس حدیث میں اس شخص کی فضیلت کا بیان ہے جو محض اللہ کی رضا کے لیے روزہ رکھتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اسے جہنم سے نجات دیتے ہوئے اسے جہنم سے اتنا دور کردے گا جتنا کہ آسمان, زمین سے دور ہے۔

راوي الحديث: رواه الترمذي
التخريج: أبو أمامة - رضي الله عنه -
مصدر متن الحديث: رياض الصالحين

معاني المفردات:
- صام : من الصيام : وهو الإمساك عن المفطرات من الفجر إلى غروب الشمس بنية مخصوصة.
- في سبيل الله : أي : لله ولوجهه
- خندقاً : حفرة حول المكان، وأخدود عميق مستطيل يحفر في ميدان القتال ليتقي به الجنود

فوائد الحديث:
١. فضل الصوم ولو كان يوماً واحداً، وأنه يكون وقاية لصاحبه من النار.
٢. فضل الصوم في وقت الجهاد إلا إذا كان يُؤثر على قوة الجنود ونشاطهم؛ فهو غير مستحب.
٣. يؤخذ منه أن العمل الذي يراد به وجه الله يكون له فضل عظيم وتأثير كبير.

المصادر والمراجع:
سنن الترمذي، تحقيق بشار عواد، دار الغرب الإسلامي – بيروت، ١٩٩٨ م نزهة المتقين شرح رياض الصالحين لمجموعة من الباحثين, مؤسسة الرسالة, الطبعة الرابعة عشر, ١٤٠٧هـ . بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين، لسليم الهلالي, دار ابن الجوزي. دليل الفالحين لطرق رياض الصالحين لمحمد بن علان الصديقي, دار الكتاب العربي. كنوز رياض الصالحين بإشراف حمد العمار, دار كنوز إشبيليا, الطبعة الأولى, ١٤٣٠هـ . سلسلة الأحاديث الصحيحة، محمد ناصر الدين الألباني، دار المعارف، ١٤١٥هـ. شرح الأربعين النووية، لعطية بن محمد سالم (المتوفى : ١٤٢٠هـ) مصابيح التنوير على صحيح الجامع الصغير، تأليف الألباني، إعداد معتز أحمد. تأسيس الأحكام بشرح عمدة الأحكام، أحمد النجمي، دار علماء السلف. . .

الرقم الموحد: (6399)

من صلى الصبح فهو في ذمة الله

جس نے فجر پڑھ لی وہ اللہ کی پناہ میں ہے۔ اس لیے اے آدم کے بیٹے! اس بات کو دھیان میں رکھ۔

١٧٨١. الحديث:

عن جندب بن سفيان البجلي -رضي الله عنه- عن النبي -صلى الله عليه وسلم- أنه قال: «مَنْ صلَّى الصبحَ فهو في ذِمَّةِ اللهِ، فانظُرْ يا ابنَ آدمَ، لا يَطْلُبَنَّكَ اللهُ مِنْ ذِمَّتِهِ بِشَيءٍ».

١٧٨١. حدیث:

جندب بن سفیان البجلی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "جس نے فجر پڑھ لی وہ اللہ کی پناہ میں ہوتا ہے۔ اس لیے اے آدم کے بیٹے! اس بات کو دھیان میں رکھ کہ کہیں اللہ تعالی تجھ سے اپنی امان کی بابت کسی قسم کی بازپرس نہ کرے۔"

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

يبين هذا الحديث فضل صلاة الصبح وأن مصليها في ذمة الله، أي: في كلاءته وحفظه، وفي عهده وأمانته، وفي رواية لأبي نعيم في مستخرجه (٢/ ٢٥٢) ح١٤٦٧: (في جماعة)، ثم حذَّر الإنسان من التعرض لمن هو كذلك، فخاطبه منبِّها محذرا: فلا يحاسبنك الله بسبب تعرضك بأذى لمن هو في ذمة الله, فإن ذلك سبب لعقوبة الله تعالى, ودخول النار والعياذ بالله. أو أن معنى قوله: "لا يطلبنك الله من ذمته بشيء"، يعني: لا تفرطوا في صلاة الفجر، أولا تعملوا عملاً سيئاً، فيطالبكم الله تعالى بما عهد به إليكم، وهذا دليل على أن صلاة الفجر كالمفتاح لصلاة النهار، بل لعمل النهار كله، وأنها كالمعاهدة مع الله بأن يقوم العبد بطاعة ربه -عز وجل- ممتثلاً لأمره مجتنبا لنهيه.

اجمالی معنیٰ:

اس حدیث میں نماز فجر کی فضیلت کا بیان ہے اور یہ کہ اس نماز کا ادا کرنے والا اللہ تعالیٰ کے حفظ و امان میں ہو جاتا ہے یعنی اس کی حفاظت و نگہبانی اور اس کی ضمانت میں آ جاتا ہے اور اس کو وہ اپنے امان میں داخل فرما لیتا ہے۔ ابی نعیم کی مستخرج (٢/٢٥٢) (حدیث نمبر: ١٤٦٧) میں موجود ایک روایت میں "جماعت کے ساتھ" کے الفاظ مذکور ہیں۔ نیز نبی کریم ﷺ نے ان لوگوں کو خبردار کر دیا، جو اللہ تعالیٰ کے حفظ و امان میں رہنے والے ان نمازیوں کے ساتھ چھیڑ چھاڑ کرنے کی جرات کرتے ہیں اور سخت تنبیہ و دھمکی کے اسلوب میں ان سے خطاب فرمایا کہ: اللہ تعالیٰ کے حفظ و امان میں رہنے والوں کو تکلیف پہنچاتے ہوئے اللہ تعالیٰ کے بارے میں غلط گمان و خیال میں نہ رہنا (کہ وہ تمھیں چھوڑ دے گا) بلکہ یہ چیز اللہ تعالیٰ کی سخت سزا اور جہنم میں داخلے -والعیاذ باللہ- کا سبب ہوگی۔ آپ کے قول: "کہیں، اللہ تعالیٰ تجھ سے اپنے امان کی بابت کسی قسم کی بازپرس نہ کرے" کے معنی یہ بھی ہو سکتے ہیں کہ نماز فجر میں کوتاہی نہ کرو یا کوئی برا عمل نہ کرو کہ اللہ تعالیٰ تمھاری حفاظت کا وعدہ واپس لے لے۔!! یہ اس بات کی دلیل ہے کہ نماز فجر، دن کی نماز کی کنجی و کلید ہے، بلکہ دن بھر کے عمل کی کلید ہے اور یہ گویا اللہ تعالیٰ کے ساتھ اس بات کا عہد و پیمان ہے کہ بندۂ مومن اپنے رب عز و جل کی اطاعت و فرماں برداری، اس کے اوامر کی پیروی اور اس کی منع کردہ باتوں سے اجتناب کرتے ہوئے انجام دے گا۔

راوي الحديث: رواه مسلم بلفظ: «من صلى الصبح فهو في ذمة الله، فلا يطلبنكم الله من ذمته بشيء فيدركه فيكبه في نار جهنم»، وهذا لفظ أحمد.

التخريج: جندب بن سفيان البجلي -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- ذمة الله : أي: في حفظه وأمانه.

• لا يطلبنك : لا يؤاخذنك الله بسبب غفلتك عن صلاة الصبح، أو لا يحاسبنك الله بسبب تعرضك بأذى لمن هو في ذمة الله.

فوائد الحديث:

١. أهمية صلاة الصبح وفضيلتها.

٢. فضل من داوم على صلاة الصبح في الجماعة.

٣. التحذير الشديد من التعرض بسوء لمن صلى الصبح المستلزمة لصلاة بقية الفرائض الخمس.

٤. أن صلاة الفجر كالمفتاح لصلاة النهار، بل لعمل النهار كله وأنها كالمعاهدة مع الله بأن يقوم العبد بطاعة ربه -عز وجل- ممتثلا لأمره مجتنبا لنهيه.

٥. الحفاظ على حدود الله -تعالى- وحرماته سبب في حفظ الله للعبد.

٦. من أساليب الدعوة إلى الله -تعالى- الترغيب والترهيب والنهي المؤكد بالتعليل.

المصادر والمراجع:

-دليل الفالحين لطرق رياض الصالحين؛ لمحمد بن علان الشافعي، دار الكتاب العربي-بيروت. -رياض الصالحين من كلام سيد المرسلين؛ للإمام أبي زكريا النووي، تحقيق د. ماهر الفحل، دار ابن كثير-دمشق، الطبعة الأولى، ١٤٢٨هـ. -شرح رياض الصالحين؛ للشيخ محمد بن صالح العثيمين، مدار الوطن، الرياض، ١٤٢٦هـ. -نزهة المتقين شرح رياض الصالحين؛ تأليف د. مصطفى الخِن وغيره، مؤسسة الرسالة-بيروت، الطبعة الرابعة عشر، ١٤٠٧هـ. - صحيح مسلم المحقق: محمد فؤاد عبد الباقي - الناشر: دار إحياء التراث العربي – بيروت. -دليل الفالحين لطرق رياض الصالحين, محمد علي بن محمد البكري الصديقي الشافعي, اعتنى بها: خليل مأمون شيحا, الناشر: دار المعرفة للطباعة والنشر والتوزيع، بيروت – لبنان, الطبعة: الرابعة، ١٤٢٥ هـ- ٢٠٠٤ م. بهجة الناظرين, وهي كالتالي: بهجة الناظرين, سليم بن عيد الهلالي، الناشر: دار ابن الجوزي ، سنة النشر: ١٤١٨ هـ- ١٩٩٧م كنوز رياض الصالحين, مجموعة من الباحثين، بإشراف حمد بن ناصر العمار، دار كنوز إشبيليا, السعودية, الطبعة الأولى, ١٤٣٠ هـ.

الرقم الموحد: (6269)

من ظلم قيد شبر من الأرض؛ طوقه من سبع أرضين

اگر کسی شخص نے ایک بالشت بھر زمین بھی ظلم سے لے لی، تو سات زمینوں کا طوق اس کی گردن میں ڈالا جائے گا۔

١٧٨٢. الحديث:

عن عائشة -رضي الله عنها- عن النبي -صلى الله عليه وسلم- قال: «مَنْ ظَلَمَ قِيدَ شِبْرٍ مِن الأرْضِ؛ طُوِّقَهُ مِن سَبْعِ أَرَضِين».

١٧٨٢. حدیث:

ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اگر کسی نے ایک بالشت بھر زمین بھی ظلم سے لے لی، تو سات زمینوں کا طوق اس کی گردن میں ڈالا جائے گا۔"

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

مال الإنسان على الإنسان حرام، فلا يحل لأحد أخذ شيء من حق أحد، إلا بطيبة نفسه، وأشد ما يكون ذلك ظلم الأرض، لطول مدة استمرار الاستيلاء عليها ظلماً. ولذا فإن النبي صلى الله عليه وسلم أخبر أن من ظلم قليلا أو كثيراً من الأرض جاء يوم القيامة بعذاب شديد، بحيث تغلظ رقبته، وتطول، ثم يطوق الأرض التي غصبها وما تحتها، إلى سبع أرضين، جزاء له على ظلمه صاحب الأرض بالاستيلاء عليها. ولا يدخل في الوعيد استعمال الأراضي العامة دون تملك واستيلاء، قال في"المغني": وما كان في الشوارع والطرقات والرحبات بين العمران فليس لأحد إحياؤه، سواء كان واسعا أو ضيقا، وسواء ضيق على الناس بذلك أو لم يضيق، لأن ذلك يشترك فيه المسلمون، وتتعلق به مصلحتهم، فأشبه مساجدهم، ويجوز الارتفاق بالقعود في الواسع من ذلك للبيع والشراء على وجه لا يضيق على أحد، ولا يضر بالمارة، لاتفاق أهل الأمصار في جميع الأعصار على إقرار الناس على ذلك من غير إنكار، ولأنه ارتفاق بمباح من غير إضرار، فلم يمنع، كالاجتياز".

اجمالی معنیٰ:

ایک انسان کا مال دوسرے انسان پر حرام ہے، لہذا کسی کے لیے یہ جائز نہیں کہ وہ کسی اور کے حق میں سے اس کی رضامندی و خوش دلی کے بغیر کچھ بھی حصہ حاصل کرے۔ اور ناحق مال لینے کی بدترین شکل کسی کی زمین کو ظلما ہڑپ لینا ہے؛اس لیے کہ یہ ظالمانہ قبضہ مدت دراز تک قائم رہتا ہے۔ اسی بنا پر نبی ﷺ نے آگاہ فرمادیا کہ جو شخص کسی کی زمین ہڑپ لے؛ کم ہو یا زیادہ، وہ روزقیامت سخت ترین عذاب کے ساتھ حاضر ہوگا۔ چنانچہ اس کی گردن انتہائی موٹی اور دراز تر کردی جائے گی اور پھر غاصبانہ طور پر حاصل کردہ زمین اور اس زمین کے نیچے سات گنا اراضی کا طوق بنا کر اس کی گردن میں ڈالا جائے گا۔ یہ صاحب کسی کی زمین پر ناجائز قبضہ کے ظالمانہ عمل کا بدلہ ہوگا۔ خیال رہے کہ اس وعید میں ان عام اراضی کا استعمال شامل نہیں، جو بغیر ملکیت اور قبضہ کے استعمال میں لائے جائیں۔ ابن قدامہ رحمہ اللہ "المغنی" میں رقم طراز ہیں: سڑکوں، راستوں اور آبادی کے درمیان واقع وسیع اراضی کی آبادکاری کسی کے لیے جائز نہیں؛ چاہے وہ کشادہ ہوں یا تنگ، چاہے اس کی بنا پر لوگوں کو تنگی کا سامنا ہو یا نہ ہو۔ کیوں کہ یہ مسلمانوں کی مشترکہ ملکیت اور ان کے اجتماعی مفادات وابستہ ہیں۔ لہٰذا یہ بھی (مفاد عامہ کے طور پر) ان کی مساجد کے مشابہ و مماثل ہوئے۔ ہاں یہ عمومی جواز موجود ہے کہ اس میں سے کشادہ مقامات پر بیٹھ کر خرید و فروخت کی جائے، لیکن اسی صورت میں کہ اس کی بنا پر کسی بھی فرد کو تنگی کا سامنا نہ کرنا پڑے اور نہ ہی کسی راہ گیر کے پریشانی کا باعث ہو۔ اس مسئلے میں ہر زمانے کے تمام باشندگان کا اتفاق ہے اور تمام لوگ بلاکسی انکار، اس کے قائل رہے ہیں۔ نیز یہ مباح چیز سے کسی کو ضرر پہنچائے بغیر فائدہ اٹھانے کی ایک شکل ہے، اس لیے ممنوع نہیں ہوگا، جیسے گزرگاہوں سے گزرنا ممنوع نہیں ہوتا۔

راوي الحديث: متفق عليه.

التخريج: عائشة -رضي الله عنها-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- ظلم : الظلم: وضع الشيء في غير موضعه.
- قِيد : بكسر القاف وسكون الياء، أي قَدْرَ.
- طُوِّقه : بضم الطاء وتشديد الواو المكسورة، مبنى للمجهول، بمعنى أن يجعل طوقاً في عنقه.
- أرضين : بفتح الراء ويجوز إسكانها, جمع أرْض.
- شِبْر : الشبر: ما بين أعلى الإبهام وأعلى الخنصر, وذكر الشبر في الحديث إشارة إلى استواء القليل والكثير في الوعيد.

فوائد الحديث:

١. تحريم الغصب، لأنه من الظلم الذي حرمه الله على نفسه، وجعله بيننا محرماً.
٢. أن الظلم حرام، في القليل والكثير، وهنا فائدة ذكر الشبر.
٣. أن من ملك ظاهر أرض، ملك باطنها وما فيها، فلا يجوز أن ينقب أحد من تحته، أو يجعل نفقا أو سرباً ونحو ذلك إلا بإذنه.

المصادر والمراجع:

-صحيح البخاري، تأليف: محمد بن إسماعيل البخاري، تحقيق: محمد زهير الناصر، الناشر: دار طوق النجاة الطبعة: الأولى، ١٤٢٢هـ-صحيح مسلم المحقق: محمد فؤاد عبد الباقي - الناشر: دار إحياء التراث العربي – بيروت. -تيسير العلام شرح عمدة الأحكام, عبد الله بن عبد الرحمن البسام, تحقيق محمد صبحي حلاق, مكتبة الصحابة، الأمارات - مكتبة التابعين، القاهرة الطبعة- العاشرة، ١٤٢٦ هـ - ٢٠٠٦ م -تطريز رياض الصالحين, فيصل بن عبد العزيز بن فيصل ابن حمد المبارك الحريملي النجدي, المحقق: د. عبد العزيز بن عبد الله آل حمد, الناشر: دار العاصمة للنشر والتوزيع، الرياض, الطبعة: الأولى، ١٤٢٣ هـ - ٢٠٠٢ م -شرح رياض الصالحين، تأليف: محمد بن صالح العثيمين، الناشر: دار الوطن للنشر، الطبعة: ١٤٢٦ هـ - الإلمام بشرح عمدة الأحكام, إسماعيل الأنصاري, مطبعة السعادة, مصر, الطبعة الثالثة, ١٣٩٢هـ ١٩٧٢م. -القاموس المحيط, مجد الدين أبو طاهر محمد بن يعقوب الفيروزآبادي, تحقيق: مكتب تحقيق التراث في مؤسسة الرسالة, بإشراف: محمد نعيم العرقسُوسي, الناشر: مؤسسة الرسالة للطباعة والنشر والتوزيع، بيروت - لبنان, الطبعة: الثامنة، ١٤٢٦ هـ - ٢٠٠٥ م. -الصحاح تاج اللغة وصحاح العربية, أبو نصر إسماعيل بن حماد الجوهري الفارابي, تحقيق: أحمد عبد الغفور عطار, دار العلم للملايين – بيروت, الطبعة: الرابعة ١٤٠٧ هـ - ١٩٨٧ م

الرقم الموحد: (5843)

من عرض عليه ريحان، فلا يرده، فإنه خفيف المحمل، طيب الريح	جسے تحفے میں کوئی خوشبو پیش کی جائے وہ اسے واپس نہ کرے۔ اس کا بوجھ کچھ بھی نہیں ہوتا اور مہک خوشگوار ہوتی ہے۔
١٧٨٣. الحديث: عن أبي هريرة -رضي الله عنه- مرفوعاً: «من عُرِضَ عليه رَيْحَانٌ فلا يرده، فإنه خفيف الْمَحْمِلِ، طيب الريح».	**١٧٨٣. حدیث:** ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جسے تحفے میں کوئی خوشبو پیش کی جائے تو وہ اسے واپس نہ کرے۔ اس کا بوجھ کچھ بھی نہیں ہوتا اور مہک خوشگوار ہوتی ہے۔
درجة الحديث: صحيح	**حدیث کا درجہ:** صحیح
المعنى الإجمالي: من أُهدي إليه طيب فينبغي قبوله، فإنه لا مشقة في حمله وكذلك ريحه طيب.	**اجمالی معنی:** جسے خوشبو بطور تحفہ دی جائے اسے چاہیے کہ وہ اسے قبول کر لے کیونکہ اس کے اٹھانے میں کوئی مشقت نہیں ہوتی اور اس پر مستزاد یہ کہ اس کی مہک خوشگوار بھی ہوتی ہے۔

راوي الحديث: رواه مسلم.
التخريج: أبو هريرة -رضي الله عنه-
مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- ريحان : نبت له ريح طيب.
- المحمل : الحمل.

فوائد الحديث:

١. استحباب قبول هدية الريحان؛ فإنه لا تكثر المنة بأخذه، وقد جرت العادة بالتسامح في بذله.
٢. ينبغي على المسلم أن يكون طيب الريح ويستعمل الطيب.
٣. استحباب عرض المسلم على إخوانه الطيب ولاسيما عند حضور الجمع والجماعات.

المصادر والمراجع:

-صحيح مسلم؛ للإمام مسلم بن الحجاج، حققه ورقمه محمد فؤاد عبد الباقي، دار عالم الكتب-الرياض، الطبعة الأولى، ١٤١٧هـ - شرح رياض الصالحين؛ للشيخ محمد بن صالح العثيمين، مدار الوطن، الرياض، ١٤٢٦هـ - إِكمَالُ المُعْلِمِ بفَوَائِدِ مُسْلِم-للقاضي عياض بن موسى اليحصبي - المحقق: الدكتور يحْيَى إِسْمَاعِيل - دار الوفاء للطباعة والنشر والتوزيع، مصر- الطبعة: الأولى، ١٤١٩ هـ - ١٩٩٨ م -دليل الفالحين لطرق رياض الصالحين/محمد علي بن محمد بن علان البكري -اعتنى بها: خليل مأمون شيحا- دار المعرفة للطباعة والنشر والتوزيع، بيروت – لبنان- الطبعة: الرابعة، ١٤٢٥ هـ - ٢٠٠٤ م.، لكن مادة الشرح هنا غير موجودة في هذه الطبعة بل موجودة في طبعة دار الكتاب العربي، فلعل الأولى فيها سقط والله أعلم. - بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين؛ تأليف سليم بن عيد الهلالي، دار ابن الجوزي- الطبعة الأولى١٤١٨ه. - نزهة المتقين شرح رياض الصالحين؛ تأليف د. مصطفى سعيد الخِن وغيره، مؤسسة الرسالة-بيروت، الطبعة الرابعة عشرة،١٤٠٧هـ. رياض الصالحين من كلام سيد المرسلين؛ للإمام أبي زكريا النووي، تحقيق د. ماهر الفحل، دار ابن كثير-دمشق، الطبعة الأولى، ١٤٢٨ه.

الرقم الموحد: (5732)

من فطر صائمًا كان له مثل أجره

١٧٨٤. الحديث:

عن زيد بن خالد الجهني -رضي الله عنه- عن النبي -صلى الله عليه وسلم- أنه قال: «مَنْ فَطَّرَ صائما، كان له مِثْلُ أجْرِهِ، غَيْرَ أنَّهُ لاَ يُنْقَصُ مِنْ أجْرِ الصَّائِمِ شَيْءٌ».

درجة الحديث: صحيح

المعنى الإجمالي:

في هذا الحديث بيان لفضل تفطير الصائم, والندب إلى ذلك والترغيب فيه, وأن من فعل ذلك يُكتب له مثل أجر الصائم من غير أن ينقص شيء من أجر الصائم, وهذا من فضل الله -تعالى- على عباده, لما في ذلك من التعاون على البر والتقوى, وإيجاد المحبة والتكافل بين المسلمين, وظاهر الحديث أن الإنسان لو فطر صائماً ولو بتمرة واحدة فإنه له مثل أجره، ولهذا ينبغي للإنسان أن يحرص على إفطار الصائمين بقدر المستطاع لاسيما مع حاجة الصائمين وفقرهم, أو حاجتهم لكونهم لا يجدون من يقوم بتجهيز الفطور لهم.

جس نے کسی روزے دار کو افطار کرایا، اسے روزے دار کے برابر ثواب ملے گا۔

١٧٨٤. حدیث:

زید بن خالد الجہنی رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: "جس نے کسی روزے دار کو افطار کرایا، اسے روزے دار کے برابر ثواب ملے گا اور روزے دار کے اجر و ثواب میں سے کوئی کمی نہ ہوگی۔"

حدیث کا درجہ: صحیح

اجمالی معنیٰ:

اس حدیث میں روزے دار کو افطار کرانے کی فضیلت، اس کے مستحب ہونے کا بیان اور اس عمل کی ترغیب موجود ہے۔ جو اس عمل کو انجام دے گا، اس کے لیے روزے دار کے برابر اجر و ثواب لکھا جائے گا اور روزے دار کے اجر و ثواب میں کوئی کمی نہیں کی جائے گی۔ دراصل یہ اللہ تعالیٰ کی جانب سے اپنے بندوں پر برسنے والے فضل و احسان کا ایک مظہر ہے؛ کیوں کہ اس عمل کے نتیجے میں نیکی اور تقویٰ کے کاموں میں باہمی تعاون، محبت پیدا کرنے اور مسلمانوں کے مابین باہمی مفادات کو ملحوظ رکھنے، جیسے جذبات جنم لیتے ہیں۔ حدیث کا ظاہری مطلب یہی ہے کہ اگر کوئی انسان کسی روزے دار کو ایک کھجور ہی سے افطار کرائے، تو اس کو اس روزے دار کے برابر اجر و ثواب عطا کیا جائے گا۔ اس لیے بندۂ مومن کو چاہیے کہ وہ اپنی حیثیت و طاقت کے اعتبار سے روزے داروں کو افطار کرائے۔ اس عمل کی اہمیت اس وقت مزید بڑھ جاتی ہے، جب روزے دار محتاج و ضرورت مند ہوں یا انھیں افطار کرانے والے والے میسر ہی نہ ہوں۔

راوي الحديث: رواه الترمذي وابن ماجه والنسائي في الكبرى والدارمي وأحمد.

التخريج: زيد بن خالد الجهني -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- فطَّر : قدم له شيئًا يفطر عليه, ولو تمرة أو شربة ماء، وقال بعض العلماء: المراد بتفطيره أن يشبعه.
- مثل أجره : المراد أن له ثواباً مثلَ ما أن لفاعله ثواباً، ولا يلزم أن يكون قدرهما سواء، وذهب بعضهم إلى أن المثلية في أصل الثواب دون التضعيف المزيد للعامل، واختار بعض العلماء أنه مثله حتى في التضعيف، وفضل الله واسع.

فوائد الحديث:

١. الحث على تفطير الصائم.
٢. أجر من فطر صائماً كأجر الصائم، لا ينقص ذلك من أجورهم شيئًا.
٣. إكرام الله -تعالى- لعباده المؤمنين بتكثيره أجورهم على أعمالهم الصالحة، وهذا من لطفه -سبحانه- بهم.
٤. في الحث على تفطير الصائمين إيجاد المحبة والتكافل بين المسلمين.

المصادر والمراجع:

-الجامع الصحيح –وهو سنن الترمذي-؛ للإمام محمد بن عيسى الترمذي، تحقيق أحمد شاكر وآخرين، مكتبة الحلبي-مصر، الطبعة الثانية، ١٣٨٨هـ -رياض الصالحين من كلام سيد المرسلين؛ للإمام أبي زكريا النووي، تحقيق د. ماهر الفحل، دار ابن كثير-دمشق، الطبعة الأولى، ١٤٢٨هـ -سنن ابن ماجه؛ للحافظ محمد بن يزيد القزويني، حققه محمد فؤاد عبدالباقي، دار إحياء الكتب العربية. -شرح رياض الصالحين؛ للشيخ محمد بن صالح العثيمين، مدار الوطن، الرياض، ١٤٢٦هـ -المسند؛ للإمام أحمد بن حنبل، نشر المكتب الإسلامي-بيروت، مصور عن الطبعة الميمنية. -مسند الدارمي –المعروف بـ: سنن الدارمي-؛ للإمام عبدالله بن عبدالرحمن الدارمي، تحقيق حسين سليم، دار المغني-الرياض، الأولى، ١٤٢١هـ -مشكاة المصابيح؛ تأليف محمد بن عبدالله التبريزي، تحقيق محمد ناصر الدين الألباني، المكتب الإسلامي-بيروت، الطبعة الثانية، ١٣٩٩هـ -مسند الإمام أحمد بن حنبل، تحقيق: شعيب الأرنؤوط - عادل مرشد، وآخرون، نشر: مؤسسة الرسالة، الطبعة: الأولى، ١٤٢١هـ- ٢٠٠١م. -بهجة الناظرين, وهي كالتالي: بهجة الناظرين, سليم بن عيد الهلالي، الناشر: دار ابن الجوزي ، سنة النشر: ١٤١٨ هـ- ١٩٩٧م -دليل الفالحين لطرق رياض الصالحين, محمد علي بن محمد البكري الصديقي الشافعي, اعتنى بها: خليل مأمون شيحا, الناشر: دار المعرفة للطباعة والنشر والتوزيع، بيروت – لبنان, الطبعة: الرابعة، ١٤٢٥ هـ- ٢٠٠٤ م. -نزهة المتقين شرح رياض الصالحين, مصطفى سعيد الخن، مصطفى البغا، محي الدين مستو، علي الشربجي، محمد أمين لطفي, مؤسسة الرسالة, سنة النشر: ١٤٠٧ – ١٩٨٧.

الرقم الموحد: (6271)

من قال حين يسمع المؤذن: أشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريك له وأنَّ محمداً عبده ورسولُه، رضيتُ بالله رباً وبمحمدٍ رسولاً وبالإسلام دِينا، غُفِرَ له ذَنْبُه

١٧٨٥. الحديث:

عن سعد بن أبي وقاص -رضي الله عنه- عن النبي -صلى الله عليه وسلم- أنه قال: "من قال حين يسمع المؤذن: أشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريك له وأنَّ محمداً عبده ورسولُه، رضيتُ بالله رباً وبمحمدٍ رسولاً وبالإسلام دِينا، غُفِرَ له ذَنْبُه".

درجة الحديث: صحيح

المعنى الإجمالي:

"من قال حين يسمع المؤذن" أي: يسمع أذانه "أشهد أن لا إله إلا الله وحده"، أي: أقر وأعترف وأُخبِر أنه لا معبود بحق إلا الله، وقوله: "لا شريك له"، زيادة تأكيد، "وأن محمدا عبده"، قدمه إظهاراً للعبودية وتواضعاً، وقوله: "ورسوله"، أظهره تحدثاً بالنعمة، "رضيت بالله رباً"، أي: بربوبيته وألوهيته وأسمائه وصفاته، وقوله: "وبمحمد رسولاً"، أي: بجميع ما أرسل به، وبلغه إلينا، وقوله: "وبالإسلام"، أي: بجميع أحكام الإسلام من الأوامر والنواهي، قوله: "ديناً"، أي: اعتقاداً وانقياداً، قوله: "غفر له ذنبه"، أي: من الصغائر، فهذا الذكر يقال إذا قال المؤذن: اشهد أن لا إله إلا الله أشهد أن محمداً رسول الله، ويمكن أن يقال بعد الأذان؛ لأن الحديث يحتمل الأمرين.

راوي الحديث: رواه مسلم.

جس نے مؤذن کی اذان سن کر کہا : "أشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريک له"

١٧٨٥. حدیث :

سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : "جس نے مؤذن کی اذان سن کر کہا : "أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ رَضِيتُ بِاللَّهِ رَبًّا وَبِمُحَمَّدٍ رَسُولًا وَبِالْإِسْلَامِ دِينًا" (میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں، وہ اکیلا ہے، اس کا کوئی شریک نہیں اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔ میں اللہ کے رب ہونے، محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے رسول ہونے اور اسلام کے دین ہونے پر راضی ہوں) تو اس کے گناہ بخش دیے جاتے ہیں"۔

حدیث کا درجہ : صحیح

اجمالی معنی :

جس نے مؤذن کی اذان سن کر یہ کہا "أشهد أن لا إله إلا الله وحده" یعنی میں اس بات کا اقرار و اعتراف اور اعلان کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی حقیقی معبود نہیں۔ اور آپ کے قول "لا شريک له"، میں اس شہادت کے معنی کی تاکید و زور پایا جاتا ہے۔ "وان محمدا عبده" میں عبدیت کو مقدم کیا؛ تاکہ عبودیت اور انکساری کے مفہوم کو خوب واضح کیا جا سکے۔ اور آپ کے قول "ورسوله" میں تحدیث نعمت کا اظہار ہے۔ "رضيت بالله ربا" یعنی میں اس کی ربوبیت، الوہیت اور اس کے اسما و صفات کے اعتبار سے اس کے رب ہونے پر راضی ہوں۔ اور آپ کے قول "وبمحمد رسولا" کے معنی یہ ہیں کہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ان تمام باتوں کو مانتا ہوں، جن کے ساتھ آپ کو رسول بنا کر بھیجا گیا اور جن باتوں کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم تک پوری طرح پہنچا دیا۔ اور آپ کے قول "وبالاسلام" کے معنی یہ ہیں کہ اسلامی احکام کے تمام اوامر اور منہیات کو، آپ کے قول "دينا" یعنی عقیدہ اور فرماں برداری کے اعتبار سے تسلیم کرتا ہوں۔ آپ کے قول "غفر له ذنبه" کے معنی یہ ہیں کہ اس کے صغیرہ گناہ بخش دیے جاتے ہیں۔ یہ دعا اس وقت پڑھی جائے گی، جب مؤذن کہے : "اشهد أن لا إله إلا الله، أشهد أن محمداً رسول الله" اور اذان ختم ہونے کے بعد بھی اس ذکر کو پڑھا جا سکتا ہے۔ کیوں کہ اس حدیث میں دونوں باتوں کا احتمال ہے۔

التخريج: سعد بن أبي وقاص -رضي الله عنه-
مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.
معاني المفردات:

- غفر له ذنبه : المراد هنا صغائر الذنوب لأن الكبائر لا بد لها من التوبة.

فوائد الحديث:

١. فضيلة هذا الذكر إذا سمع الأذان.
٢. ترديد هذا الدعاء عند سماع النداء من مكفرات الذنوب.
٣. الرضى بالله ربا يتضمن أن لا يعبد المرء غيره -سبحانه.-
٤. الرضى بمحمد -صلى الله عليه وسلم- نبيًّا ورسولًا يتضمن طاعته -عليه الصلاة والسلام- والانقياد لسنته.
٥. الرضى بالإسلام ديناً رضىً بما اختاره الله لعباده.

المصادر والمراجع:

-رياض الصالحين من كلام سيد المرسلين؛ للإمام أبي زكريا النووي، تحقيق د. ماهر الفحل، دار ابن كثير-دمشق، الطبعة الأولى، ١٤٢٨هـ -شرح رياض الصالحين؛ للشيخ محمد بن صالح العثيمين، مدار الوطن، الرياض، ١٤٢٦هـ -صحيح مسلم؛ للإمام مسلم بن الحجاج، حققه ورقمه محمد فؤاد عبدالباقي، دار عالم الكتب-الرياض، الطبعة الأولى، ١٤١٧هـ -مرقاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح؛ تأليف ملا علي القاري، تحقيق صدقي العطار، دار الفكر-بيروت، الطبعة الأولى، ١٤١٢هـ - بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين؛ تأليف سليم الهلالي، دار ابن الجوزي- الطبعة الأولى١٤١٨ه - نزهة المتقين شرح رياض الصالحين؛ تأليف د. مصطفى الخِن وغيره، مؤسسة الرسالة-بيروت، الطبعة الرابعة عشر، ١٤٠٧هـ.

الرقم الموحد: (6272)

من قال: لا إله إلا الله والله أكبر. صدقه ربه فقال: لا إله إلا أنا وأنا أكبر

جو شخص ''لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ'' (اللہ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں ہے، اللہ سب سے بڑا ہے) کہتا ہے تو اس کا رب اس کی تصدیق کرتا ہے اور کہتا ہے (ہاں) میرے سوا کوئی معبود برحق نہیں ہے، میں ہی سب سے بڑا ہوں۔

١٧٨٦. الحديث:

عن أبي سعيد الخدري وأبي هريرة -رضي الله عنهما- أَنهُما شَهِدَا عَلَى رسول اللَّه -صَلّى اللهُ عَلَيْهِ وسَلَّم- أَنه قالَ: «من قال: لا إله إلا الله والله أكبر، صَدَّقه ربه، فقال: لا إله إلا أنا وأنا أكبر. وإذا قال: لا إله إلا الله وحده لا شريك له، قال: يقول: لا إله إلا أنا وَحدِي لا شريك لي. وإذا قال: لا إله إلا الله له الملك وله الحمد، قال: لا إله إلا أنا لي الملك ولي الحمد. وإذا قال: لا إله إلا الله ولا حول ولا قوة إلا بالله، قال: لا إله إلا أنا ولا حول ولا قوة إلا بي» وكان يقول: «من قالها في مرضه ثم مات لم تَطْعَمْهُ النار».

١٧٨٦. حدیث:

ابو سعید خدری اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ''جو شخص 'لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ' (اللہ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں ہے، اللہ سب سے بڑا ہے) کہتا ہے تو اس کا رب اس کی تصدیق کرتا ہے اور کہتا ہے (ہاں) میرے سوا کوئی معبودِ برحق نہیں ہے، میں ہی سب سے بڑا ہوں، اور جب ''لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ'' (اللہ واحد کے سوا کوئی معبود برحق نہیں ہے) کہتا ہے، تو آپ نے فرمایا ''اللہ کہتا ہے (ہاں) مجھ تنہا کے سوا کوئی معبود برحق نہیں، اور جب کہتا ہے ''لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ'' (اللہ واحد کے سوا کوئی معبود نہیں ہے اس کا کوئی شریک و ساجھی نہیں) تو اللہ کہتا ہے، (ہاں) مجھ تنہا کے سوا کوئی معبود برحق نہیں، اور میرا کوئی شریک نہیں ہے، اور جب کہتا ہے ''لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ لَہُ الْمُلْکُ وَلَہُ الْحَمْدُ'' (اللہ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں، اسی کے لیے بادشاہت ہے اور اسی کے لیے حمد ہے) تو اللہ کہتا ہے 'کوئی معبود برحق نہیں مگر میں، میرے لیے ہی بادشاہت ہے اور میرے لیے ہی حمد ہے'' اور جب کہتا ہے ''لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ'' (اللہ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں ہے، اور گناہ سے بچنے اور بھلے کام کرنے کی طاقت نہیں ہے، مگر اللہ تعالیٰ کی توفیق سے) تو اللہ کہتا ہے (ہاں) میرے سوا کوئی معبود نہیں ہے اور گناہوں سے بچنے اور بھلے کام کرنے کی قوت نہیں ہے مگر میری توفیق سے، اور آپ فرماتے تھے جو ان کلمات کو اپنی بیماری میں کہے اور مر جائے تو (جہنم کی) آگ اسے نہ کھائے گی''۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

عن أبي هريرة وأبي سعيد الخدري -رضي الله عنهما- عن النبي -صلى الله عليه وسلم- في أن الله -سبحانه وتعالى- يصدق العبد إذا قال: لا إله إلا الله، الله أكبر. قال الله: إنه لا إله إلا أنا وأنا أكبر، وإذا قال: الله أكبر ولا حول ولا قوة إلا بالله، كذلك يصدقه الله، فمن قال هذا: لا إله إلا الله، ولا حول ولا قوة إلا بالله، ثم مات مع بقية الذكر، فإنه لا تطعمه النار أي: يكون ذلك من أسباب تحريم الإنسان على النار، فينبغي

اجمالی معنیٰ:

ابو ہریرہ اور ابو سعید خدری رضی اللہ عنہما نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ جب بندہ ''لا الٰہ الا اللہ، اللہ اکبر'' کہتا ہے، اللہ تعالیٰ اس کی تصدیق کرتے ہوئے کہتا ہے کہ ''بے شک میرے سوا کوئی معبود برحق نہیں اور میں سب سے بڑا ہوں''۔ جب بندہ کہتا ہے ''اللہ اکبر ولا حول ولا قوۃ الا باللہ''، اس پر بھی اللہ تعالی اس کی تصدیق کرتا ہے۔ پس جو شخص ''لا الٰہ الا اللہ، ولا حول ولا قوۃ الا باللہ' کہہ کر بقیہ ذکر کے ساتھ مر جائے، جہنم کی آگ اسے نہیں کھاتی یعنی یہ انسان پر جہنم کی آگ کے حرام ہونے کا ایک سبب بن جاتا ہے۔ اس لیے انسان کو چاہیے کہ وہ اس ذکر (دُعا) کو یاد رکھے اور

للإنسان أن يحفظ هذا الذكر، وأن يكثر منه في حال مرضه، حتى يختم له بالخير إن شاء الله -تعالى-.	اپنی بیماری کی حالت میں کثرت سے اسے پڑھتا رہے کہ ان شاء اللہ اس کا خاتمہ بالخیر ہو۔

راوي الحديث: رواه الترمذي وابن ماجه. ملحوظة: ذكر النووي الحديث بتغيير يسير في لفظه عما في كتب التخريج المسندة، كما أن للحديث عدة ألفاظ.

التخريج: أبو سعيد الخدري وأبو هريرة -رضي الله عنهما-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- لم تطعمه : لم تأكله.

فوائد الحديث:

١. فضل قول هذه الجمل، ويستحب قولها من المريض، والإكثار منها.
٢. محبة الله تعالى من عبده أن يذكره ويثني عليه بما هو أهله.

المصادر والمراجع:

-1 بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين؛ تأليف سليم الهلالي، دار ابن الجوزي. ٢-الجامع الصحيح –وهو سنن الترمذي-؛ للإمام محمد بن عيسى الترمذي، تحقيق أحمد شاكر وآخرين، مكتبة الحلبي-مصر، الطبعة الثانية، ١٣٨٨هـ. ٣-رياض الصالحين من كلام سيد المرسلين؛ للإمام أبي زكريا النووي، تحقيق د. ماهر الفحل، دار ابن كثير-دمشق، الطبعة الأولى، ١٤٢٨هـ. ٤-سلسلة الأحاديث الصحيحة؛ للشيخ محمد ناصر الدين الألباني، مكتبة المعارف-الرياض، ١٤١٥هـ. ٥-سنن ابن ماجه؛ للحافظ محمد بن يزيد القزويني، حققه محمد فؤاد عبدالباقي، دار إحياء الكتب العربية. ٦-شرح رياض الصالحين؛ للشيخ محمد بن صالح العثيمين، مدار الوطن-الرياض، ١٤٢٦هـ. ٧-نزهة المتقين شرح رياض الصالحين؛ تأليف د. مصطفى الخِن وغيره، مؤسسة الرسالة-بيروت، الطبعة الرابعة عشر، ١٤٠٧هـ.

الرقم الموحد: (6273)

من قتل وزغا في أول ضربة كتب له مائة حسنة، وفي الثانية دون ذلك، وفي الثالثة دون ذلك

"جس نے چھپکلی کو پہلی ضرب میں مار دیا، اس کے لیے سو نیکیاں ہیں۔ دوسری ضرب میں مارنے میں اس سے کم نیکیاں ہیں اور تیسری ضرب میں مارنے میں اس سے کم نیکیاں ہیں۔"

١٧٨٧. الحديث:

عن أبي هريرة -رضي الله عنه- قال: قال رسول الله -صلى الله عليه وسلم-: «من قتل وَزَغَةً فِي أَوَّلِ ضَرْبَةٍ فله كذا وكذا حسنة، ومن قتلها في الضَّرْبَةِ الثانية فله كذا وكذا حسنة دون الأولى، وإن قتلها في الضربة الثالثة فله كذا وكذا حسنة». وفي رواية: «من قتل وَزَغًا في أول ضربة كتب له مائة حسنة، وفي الثانية دون ذلك، وفي الثالثة دون ذلك».

١٧٨٧. حدیث:

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم نے فرمایا: "جس نے چھپکلی کو پہلی ضرب میں مار ڈالا, اس کے لیے اتنی اتنی نیکیاں ہیں اور جس نے اسے دوسری ضرب سے مارا، اس کے لیے اتنی اتنی نیکیاں ہیں؛ مگر پہلی دفعہ مارنے والے سے کم اور اگر اس نے تیسری ضرب سے مارا, تو اس کے لیے اتنی اتنی نیکیاں ہیں۔" ایک اور روایت میں ہے: "جس نے چھپکلی کو پہلی ضرب میں مار دیا, اس کے لیے سو نیکیاں ہیں، دوسری ضرب میں مارنے میں اس سے کم نیکیاں ہیں اور تیسری ضرب میں مارنے میں اس سے کم نیکیاں ہیں۔"

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

حث النبي -صلى الله عليه وسلم- على قتل الوزغ ورغب فيه؛ فأخبر أن من قتله في الضربة الأولى كتب له مائة حسنة، ومن قتله في الضربة الثانية فله أقل من ذلك، ومن قتله في الثالثة فله أقل من ذلك، والحكمة من قتلها أنها كانت تنفخ النار على إبراهيم -عليه السلام- وأنها ضارة سامة.

اجمالی معنی:

نبی صلی اللہ علیہ و سلم نے چھپکلی کو مارنے پر ابھارا اور اس کی ترغیب دی۔ آپ صلی اللہ علیہ و سلم نے فرمایا کہ جس نے چھپکلی کو پہلی ضرب میں مار دیا، اس کے لئے سو نیکیاں لکھ دی جاتی ہیں اور جس نے اسے دوسری ضرب میں مارا اس کے لیے اس سے کچھ کم نیکیاں لکھی جاتی ہیں اور جس نے اسے تیسری ضرب میں مارا، اسے اس سے کم نیکیاں ملتی ہیں۔

راوي الحديث: رواه مسلم

التخريج: أبو هريرة -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- الوزغ. : حيوان صغير مؤذي يشبه الضب.

فوائد الحديث:

١. ينبغي قتل كل ضار للمسلمين.

٢. بيان أجر من قتل وزغة بضربة واحدة أو اثنتين أو ثلاثة، وأن ذلك الأجر يتناقص كلما زادت الضربات، وفي هذا دلالة على سرعة التخلص منها وعدم إمهالها.

المصادر والمراجع:

-رياض الصالحين من كلام سيد المرسلين؛ للإمام أبي زكريا النووي، تحقيق د. ماهر الفحل، دار ابن كثير-دمشق، الطبعة الأولى، ١٤٢٨هـ. - بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين؛ تأليف سليم الهلالي، دار ابن الجوزي- الطبعة الأولى١٤١٨هـ - نزهة المتقين شرح رياض الصالحين؛ تأليف د. مصطفى الخِن وغيره، مؤسسة الرسالة-بيروت، الطبعة الرابعة عشر، ١٤٠٧هـ - صحيح مسلم، للإمام مسلم بن الحجاج، تحقيق محمد فؤاد عبد الباقي، دار إحياء

التراث العربي. - كنوز رياض الصالحين»، لحمد بن ناصر العمار، دار كنوز إشبيليا- الطبعة الأولى١٤٣٠ه - شرح رياض الصالحين؛ للشيخ محمد بن صالح العثيمين، مدار الوطن، الرياض، ١٤٢٦ه.

الرقم الموحد: (8413)

من قرأ بالآيتين من آخر سورة البقرة في ليلة كفتاه	جو شخص رات کو سورہ بقرہ کی آخری دو آیتیں پڑھ لیتا ہے اسے یہ کافی ہو جاتی ہیں۔
١٧٨٨. الحديث: عن أبي مسعود البدري -رضي الله عنه- عن النبي -صلى الله عليه وسلم- قال: «مَنْ قَرَأَ بِالآيَتَيْنِ مِنْ آخر سُورَةِ البَقَرَةِ فِي لَيْلَةٍ كَفَتَاه».	**١٧٨٨. حديث:** ابو مسعود بدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ "جو شخص رات کو سورۂ بقرہ کی آخری دو آیتیں پڑھ لیتا ہے اسے یہ کافی ہو جاتی ہیں"۔
درجة الحديث: صحيح	**حدیث کا درجہ:** صحیح
المعنى الإجمالي: أخبر النبي عليه الصلاة والسلام أن من قرأ الآيتين الأخيرتين من سورة البقرة في الليل قبل نومه فإن الله يكفيه الشر والمكروه، وقيل في معنى كفتاه: أي عن قيام الليل، أو كفتاه عن سائر الأوراد، أو أراد أنهما أقل ما يجزىء من القراءة في قيام الليل، وقيل غير ذلك، وكل ما ذكر صحيح يشمله اللفظ.	**اجمالی معنی:** نبی ﷺ بتا رہے ہیں کہ جو شخص رات کو سونے سے قبل سورۂ بقرہ کی آخری دو آیتیں پڑھ لیتا ہے اللہ تعالیٰ ہر قسم کے شر اور ناپسندیدہ امور سے اسے محفوظ رکھنے کے لیے کافی ہو جاتا ہے۔ ایک اور قول کی رو سے "یہ دونوں آیتیں اس کے لیے کافی ہو جاتی ہیں" سے مراد یہ ہے کہ یہ دونوں آیتیں اس شخص کو قیام اللیل یا پھر دیگر ہر قسم کے اذکار کی جگہ کافی ہو جاتی ہیں۔ یا پھر آپ ﷺ کی اس فرمان سے مراد یہ تھی کہ یہ دو آیتیں وہ کم ترین مقدار ہے جو قیام اللیل میں کفایت کرتی ہے۔ ان کے علاوہ بھی بہت سے اقوال ہیں۔ بہر حال مذکورہ تمام اقوال درست ہیں کیونکہ حدیث کے الفاظ ان تمام معانی کو شامل ہیں۔

راوي الحديث: متفق عليه.
التخريج: أبو مسعود البدري -رضي الله عنه-
مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:
- الآيتان من آخر سورة البقرة : وهما تبدأن بقوله -تعالى-: "آمن الرسول بما أنزل إليه من ربه"، إلى آخر السورة.
- كفتاه : أي كَفَتَاه المَكْرُوهَ تِلك اللَّيْلَة، وقِيلَ: كفَتَاه مِنْ قيامِ اللَّيْلِ، ويجوز أن يراد كل ما تقدم.

فوائد الحديث:
١. بيان فضل أواخر سورة البقرة.
٢. أواخر سورة البقرة تدفع عن صاحبها السوء والشر والشيطان إذا قرأها من الليل.

المصادر والمراجع:

-بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين؛ تأليف سليم الهلالي، دار ابن الجوزي.-الطبعة الأولى ١٤١٨ه -رياض الصالحين من كلام سيد المرسلين؛ للإمام أبي زكريا النووي، تحقيق د. ماهر الفحل، دار ابن كثير-دمشق، الطبعة الأولى، ١٤٢٨ه -صحيح البخاري –الجامع الصحيح-؛ للإمام أبي عبدالله محمد بن إسماعيل البخاري، عناية محمد زهير الناصر، دار طوق النجاة، الطبعة الأولى، ١٤٢٢ه -صحيح مسلم؛ للإمام مسلم بن الحجاج، حققه ورقمه محمد فؤاد عبدالباقي، دار عالم الكتب-الرياض، الطبعة الأولى، ١٤١٧ه -تطريز رياض الصالحين. فيصل بن عبد العزيز بن فيصل ابن حمد المبارك الحريملي النجدي. المحقق: د. عبد العزيز بن عبد الله آل حمد. دار العاصمة للنشر والتوزيع، الرياض. الطبعة: الأولى، ١٤٢٣ هـ - ٢٠٠٢ م -فتح الباري بشرح صحيح البخاري؛ للحافظ أحمد بن علي بن حجر العسقلاني، دار المعرفة-بيروت. -مرقاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح؛ تأليف ملا

علي القاري، تحقيق صدقي العطار، دار الفكر-بيروت، الطبعة الأولى، ١٤١٢هـ. -نزهة المتقين شرح رياض الصالحين؛ تأليف د. مصطفى الخِن وغيره، مؤسسة الرسالة-بيروت، الطبعة الرابعة عشر، ١٤٠٧هـ.

الرقم الموحد: (6274)

من قرأ حرفاً من كتاب الله فله حسنة والحسنة بعشر أمثالها

جس نے کتاب اللہ کا ایک حرف پڑھا اس کے لیے ایک نیکی ہے اور ایک نیکی کا اجر اس طرح کی دس نیکیوں کے برابر ہوتا ہے۔

١٧٨٩. الحديث:

عن ابن مسعود -رضي الله عنه- قال: قال رسول الله -صلى الله عليه وسلم-: «مَنْ قَرَأَ حَرْفاً مِنْ كِتاب الله فَلَهُ حَسَنَة، والحَسَنَة بِعَشْرِ أَمْثَالِها، لا أقول: ألم حَرف، ولكِنْ: أَلِفٌ حَرْفٌ، ولاَمٌ حَرْفٌ، ومِيمٌ حَرْفٌ».

١٧٨٩. حدیث:

ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جس نے کتاب اللہ کا ایک حرف پڑھا اس کے لیے ایک نیکی ہے اور ایک نیکی کا اجر اس طرح کی دس نیکیوں کے برابر ہوتا ہے۔ میں نہیں کہتا کہ الم ایک حرف ہے؛ بلکہ الف (ا) ایک حرف ہے، لام (ل) ایک حرف ہے اور میم (م) بھی ایک حرف ہے"۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

يروي ابن مسعود -رضي الله عنه- في هذا الحديث أن رسول الله -صلى الله عليه وسلم- أخبر أن كل مسلم يقرأ حرفاً من كتاب الله فجزاؤه عن الحرف الواحد عشر حسنات، وقوله: "لا أقول الم حرف"، أي: لا أقول إن مجموع الأحرف الثلاثة حرف، بل ألف حرف ولام حرف وميم حرف، فيثاب قارئ ذلك ثلاثين حسنة، وهذه نعمة عظيمة وأجر كبير، فينبغي على الإنسان أن يكثر من تلاوة كتاب الله -عز وجل-.

اجمالی معنیٰ:

اس حدیث میں ابن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کر رہے ہیں کہ نبی ﷺ نے بتایا کہ ہر وہ مسلمان جو کتاب اللہ کا ایک حرف پڑھتا ہے اسے ایک حرف کے بدلے میں دس نیکیاں ملتی ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: "میں یہ نہیں کہتا کہ "الم" ایک حرف ہے"۔ یعنی میں یہ نہیں کہتا کہ ان تینوں حروف کا مجموعہ ایک حرف ہے بلکہ الف ایک حرف ہے، لام ایک حرف ہے اور میم ایک حرف ہے۔ چنانچہ اسے پڑھنے والے کو تیس نیکیاں ملتی ہیں۔ یہ ایک عظیم نعمت اور بہت بڑا اجر ہے۔ اس لیے انسان کو چاہیے کہ وہ کثرت کے ساتھ اللہ عزوجل کی کتاب کی تلاوت کرے۔

راوي الحديث: رواه الترمذي.

التخريج: عبدالله بن مسعود -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

فوائد الحديث:

١. الحث على تلاوة القرآن.
٢. أن للقارئ بكل حرف من كل كلمة يتلوها حسنة مضاعفة.
٣. بيان معنى الحرف، والتفريق بينه وبين الكلمة.
٤. سعة رحمة الله وكرمه حيث ضاعف للعباد الأجر فضلا منه وكرماً.
٥. إثبات أن كلام الله بصوت وحرف.

المصادر والمراجع:

-بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين؛ تأليف سليم الهلالي، دار ابن الجوزي-الطبعة الأولى ١٤١٨هـ. -الجامع الصحيح –وهو سنن الترمذي-؛ للإمام محمد بن عيسى الترمذي، تحقيق أحمد شاكر وآخرين، مكتبة الحلبي-مصر، الطبعة الثانية، ١٣٨٨هـ -دليل الفالحين لطرق رياض الصالحين -المؤلف: محمد علي بن محمد بن علان الصديقي-اعتنى بها: خليل مأمون شيحا-دار المعرفة للطباعة والنشر والتوزيع، بيروت – لبنان-الطبعة: الرابعة، ١٤٢٥ هـ - ٢٠٠٤ م -رياض الصالحين من كلام سيد المرسلين؛ للإمام أبي زكريا النووي، تحقيق د. ماهر الفحل، دار ابن كثير-دمشق، الطبعة الأولى، ١٤٢٨هـ. - سلسلة الأحاديث الصحيحة؛ للشيخ محمد ناصر الدين الألباني، مكتبة المعارف-الرياض، ١٤١٥هـ. -شرح رياض الصالحين؛ للشيخ محمد بن صالح

العثيمين، مدار الوطن، الرياض، ١٤٢٦هـ. -نزهة المتقين شرح رياض الصالحين؛ تأليف د. مصطفى الخِن وغيره، مؤسسة الرسالة-بيروت، الطبعة الرابعة عشر، ١٤٠٧هـ.

من لزم الاستغفار جعل الله له من كل ضيق مخرجًا، ومن كل هم فرجًا، ورزقه من حيث لا يحتسب

جو شخص پابندی اور کثرت کے ساتھ استغفار کرتا ہے اس کے لیے اللہ ہر تنگی سے نکلنے کا راستہ پیدا فرما دیتا ہے، اس کے ہر رنج و غم کو دور کر دیتا ہے اور اسے وہاں سے رزق دیتا ہے جہاں سے اسے گمان بھی نہیں ہوتا

١٧٩٠. الحديث:

عن عبد الله بن عباس -رضي الله عنهما- عن النبي -صلى الله عليه وسلم- قال: «من لَزِمَ الاستغفار جعل الله له من كل ضِيقٍ مخرجًا، ومن كل هَمٍّ فرجًا، وَرَزَقَهُ من حيث لا يحتسب».

١٧٩٠. حدیث:

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص پابندی اور کثرت کے ساتھ استغفار کرتا ہے اس کے لیے اللہ ہر تنگی سے نکلنے کا راستہ پیدا فرما دیتا ہے، اس کے ہر رنج و غم کو دور کر دیتا ہے اور اسے وہاں سے رزق دیتا ہے جہاں سے اسے گمان بھی نہیں ہوتا۔''

درجة الحديث: ضعيف

حدیث کا درجہ: ضعیف

المعنى الإجمالي:

يبين لنا النبي -صلى الله عليه وسلم- في هذا الحديث فضيلة المداومة على الاستغفار، بأن المداوم على الاستغفار ييسر الله له كل عسير، ويفرج له همومه، ويرزقه من حيث لا يظن أن الرزق يأتيه. وهذا الحديث ضعيف، لكن من الأدلة الثابتة في معناه قوله تعالى: (فقلت استغفروا ربكم إنه كان غفارا يرسل السماء عليكم مدرارا ويمددكم بأموال وبنين ويجعل لكم جنات ويجعل لكم أنهارا).

اجمالی معنیٰ:

نبی ﷺ اس حدیث میں ہمیں استغفار پر مداومت کی فضیلت بیان کر رہے ہیں کہ جو شخص ہمیشہ استغفار کرتا رہتا ہے اللہ تعالی اس کے لئے ہر مشکل کو آسان کر دیتا ہے اور اس کے رنج و غم کو دور فرما دیتا ہے اور اسے وہاں سے رزق دیتا ہے جہاں سے اسے رزق آنے کا گمان بھی نہیں ہوتا۔ یہ حدیث ضعیف ہے، لیکن اس معنیٰ کے حامل کئی دلائل ہیں۔ اللہ تعالی کا فرمان ہے: (فقلت استغفروا ربكم إنه كان غفارا يرسل السماء عليكم مدرارا ويمددكم بأنهار وبنين ويجعل لكم جنات ويجعل لكم أنهارا)۔ ''میں نے کہا اپنے رب سے معافی مانگو، بے شک وہ بڑا معاف کرنے والا ہے۔ وہ تم پر آسمان سے خوب بارشیں برسائے گا۔ تمہیں مال اور اولاد سے نوازے گا، تمہارے لیے باغ پیدا کرے گا اور تمہارے لیے نہریں جاری کر دے گا۔'' (نوح: ١٠-١٢)

راوي الحديث: رواه أبو داود وابن ماجه وأحمد.

التخريج: عبد الله بن عباس -رضي الله عنهما-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- لَزِمَ الاستغفار : أي: أكثر من الاستغفار وداوم عليه.
- من كل ضِيقٍ مخرجا : أي من كل شدة سبيلا للنجاة، وذلك بأن يلطف به ويحميه.
- ومن كل هَمٍّ فرجا : أي: ومن كل حزن ما يزيل عنه سببه، ويفتح له سببا للنجاة والسرور.
- من حيث لا يحتسب : يأتيه الفوز من حيث لا يتوقع ولا ينتظر؛ فتكون المفاجأة سارة أكثر.

فوائد الحديث:

١. فضل المداومة على الاستغفار.
٢. نفع الاستغفار يعود بحوز مطلوب الدنيا والآخرة.

المصادر والمراجع:

سلسلة الأحاديث الضعيفة والموضوعة وأثرها السيئ في الأمة، محمد ناصر الدين الألباني، دار المعارف، الرياض، المملكة العربية السعودية، الطبعة الأولى، ١٤١٢هـ، ١٩٩٢م. سنن ابن ماجه، ابن ماجه محمد بن يزيد القزويني، تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي، دار إحياء الكتب العربية، فيصل عيسى البابي الحلبي. سنن أبي داود، سليمان بن الأشعث أبوداود، تحقيق: محمد محيي الدين عبد الحميد، المكتبة العصرية،صيدا، بيروت. تطريز رياض الصالحين، فيصل بن عبد العزيز المبارك، تحقيق: عبد العزيز بن عبد الله آل حمد، دار العاصمة للنشر والتوزيع، الرياض، الطبعة: الأولى ١٤٢٣هـ، ٢٠٠٢م. كنوز رياض الصالحين، مجموعة من الباحثين برئاسة حمد بن ناصر العمار، كنوز إشبيليا، الرياض، الطبعة: الأولى١٤٣٠هـ، ٢٠٠٩م. نزهة المتقين شرح رياض الصالحين، مجموعة من الباحثين، مؤسسة الرسالة، بيروت، الطبعة: الرابعة عشر ١٤٠٧هـ، ١٩٨٧م.

الرقم الموحد: (8348)

من لم يتغن بالقرآن فليس منا

جو قرآن کو اچھی آواز سے نہ پڑھے، وہ ہم میں سے نہیں ہے۔

١٧٩١. الحديث:

عن أبي لبابة بشير بن عبد المنذر -رضي الله عنه-: أن النبي -صلى الله عليه وسلم- قال: «مَن لَم يَتَغَنَّ بِالقُرآنِ فَليسَ مِنَّا».

١٧٩١. حدیث:

ابولبابہ بشیر بن عبدالمنذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ "جو قرآن کو اچھی آواز سے نہ پڑھے، وہ ہم میں سے نہیں ہے"۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

حث النبي -صلى الله عليه وسلم- في هذا الحديث على التغني بالقرآن، وهذه الكلمة لها معنيان؛ الأول: من لم يتغن به، أي: من لم يحسن صوته بالقرآن فليس من أهل هدينا وطريقتنا, والمعنى الثاني: من لم يستغن به عن غيره بحيث يطلب الهدى من سواه فليس منا، ولا شك أن من طلب الهدى من غير القرآن أضله الله والعياذ بالله، فيدل الحديث على أنه ينبغي للإنسان أن يحسن صوته بالقرآن، وأن يستغني به عن غيره.

اجمالی معنی:

نبی ﷺ نے اس حدیث میں قرآن کو سریلی آواز میں پڑھنے کی ترغیب دی۔ اس لفظ (تغنی بالقرآن) کے دو معانی ہیں: پہلا معنی یہ کہ جو شخص اسے سریلی آواز میں نہیں پڑھتا یعنی قرآن کو اچھی آواز میں نہیں پڑھتا وہ ہماری سنت اور ہمارے طریقہ کار پر کاربند نہیں۔ دوسرا معنی یہ ہے کہ جو شخص قرآن پر تکیہ کرتے ہوئے دوسری ہر شے سے مستغنی نہیں ہوجاتا بایں طور کہ کسی اور شے سے بھی ہدایت چاہتا ہے تو وہ ہم میں سے نہیں ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ جو شخص قرآن کے علاوہ کسی اور شے سے ہدایت چاہتا ہے اسے یہ شے گمراہ کردیتی ہے، العیاذباللہ۔ حدیث اس بات کی دلیل ہے کہ انسان کو چاہیے کہ وہ اچھی آواز میں قرآن پڑھے اور اس کی موجودگی میں دیگر تمام اشیاء سے بے نیاز ہوجائے۔

راوي الحديث: رواه أبو داود.

التخريج: أبو لبابة بشير بن عبد المنذر -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- فليس منا : ليس من أهل هدينا وطريقتنا.
- يتغن : يُحَسِّنُ صَوْتَهُ بِالقُرْآنِ.

فوائد الحديث:

١. الحث على تحسين الصوت بالقرآن، دون تمطيط أو تلحين يخرجه إلى حد الغناء المذموم, وأن يستغنى به عن غيره.

٢. من لم يتغن بالقرآن فليس من أهل سنة النبي -صلى الله عليه وسلم- وهديه.

المصادر والمراجع:

-1 بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين؛ تأليف سليم الهلالي، دار ابن الجوزي.-الطبعة الأولى ١٤١٨ه. ٢-رياض الصالحين من كلام سيد المرسلين؛ للإمام أبي زكريا النووي، تحقيق د. ماهر الفحل، دار ابن كثير-دمشق، الطبعة الأولى، ١٤٢٨هـ ٣-سنن أبي داود؛ للإمام أبي داود سليمان بن الأشعث السجستاني، تعليق عزت الدعاس وغيره، دار ابن حزم-بيروت، الطبعة الأولى، ١٤١٨هـ ٤-شرح رياض الصالحين؛ للشيخ محمد بن صالح العثيمين، مدار الوطن، الرياض، ١٤٢٦هـ ٥-صحيح سنن أبي داود؛ تأليف الشيخ محمد ناصر الدين الألباني، غراس-الكويت، الطبعة الأولى، ١٤٢٣هـ ٦-نزهة المتقين شرح رياض الصالحين؛ تأليف د. مصطفى الخِن وغيره، مؤسسة الرسالة-بيروت، الطبعة الرابعة عشر، ١٤٠٧هـ ٧-دليل الفالحين لطرق رياض الصالحين -المؤلف: محمد علي بن محمد بن علان الصديقي-اعتنى بها: خليل مأمون شيحا-دار المعرفة للطباعة والنشر والتوزيع، بيروت – لبنان-الطبعة: الرابعة، ١٤٢٥ هـ - ٢٠٠٤ م.

الرقم الموحد: (6276)

نَهى رسول الله -صلى الله عليه وسلم- أن تُصْبَرَ البَهائِم

رسول اللہ ﷺ نے زندہ جانوروں کو باندھ کر مارنے سے منع فرمایا۔

١٧٩٢. الحديث:

عن أنس -رضي الله عنه- قال: نَهى رسول الله -صلى الله عليه وسلم- أن تُصْبَرَ البَهائِم.

١٧٩٢. حدیث:

انس - رضی اللہ عنہ - سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے زندہ جانوروں کو باندھ کر مارنے سے منع فرمایا۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

يخبر أنس -رضي الله عنه- عن نهي النبي -صلى الله عليه وسلم- أن تُحبس البهائم وهي حية لتُقتل بالرمي ونحوه حتى تموت؛ ونهى عن ذلك لما فيه من تعذيب الحيوان.

اجمالی معنی:

انس - رضی اللہ عنہ - بیان کر رہے ہیں کہ نبی ﷺ نے اس بات سے منع کیا کہ جانوروں کو اس مقصد کے لیے باندھا جائے کہ ان پر تیر اندازی وغیرہ کرکے انہیں مار دیا جائے۔ آپ ﷺ نے اس سے اس لیے منع کیا کیونکہ اس سے جانور کو تکلیف ہوتی ہے۔

راوي الحديث: متفق عليه.

التخريج: أنس -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- تُصبر البهائم : تُحبس للقتل.

فوائد الحديث:

١. النهي عن قتل الحيوان صَبرًا.

٢. تحريم حبس الحيوان لغير مصلحة.

٣. رحمة الإسلام بالحيوان ورعايته لحقوقه قبل تشريعات الغرب.

المصادر والمراجع:

نزهة المتقين، تأليف: جمعٌ من المشايخ، الناشر: مؤسسة الرسالة، الطبعة الأولى: ١٣٩٧ هـ الطبعة الرابعة عشر ١٤٠٧ هـ بهجة الناظرين، تأليف: سليم بن عيد الهلالي، الناشر: دار ابن الجوزي ، سنة النشر: ١٤١٨ هـ- ١٩٩٧م صحيح البخاري، تأليف: محمد بن إسماعيل البخاري، تحقيق: محمد زهير الناصر، الناشر: دار طوق النجاة الطبعة: الأولى، ١٤٢٢هـ صحيح مسلم، تأليف: مسلم بن الحجاج النيسابوري، تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي الناشر: دار إحياء التراث العربي – بيروت. رياض الصالحين، تأليف: محيي الدين يحي بن شرف النووي، تحقيق: د. ماهر بن ياسين الفحل، الطبعة: الأولى، ١٤٢٨ هـ المنهاج شرح صحيح مسلم، تأليف: محيي الدين يحي بن شرف النووي، الناشر: دار إحياء التراث العربي، الطبعة: الثانية ١٣٩٢ هـ
شرح رياض الصالحين، تأليف: محمد بن صالح العثيمين، الناشر: دار الوطن للنشر، الطبعة: ١٤٢٦ هـ.

الرقم الموحد: (8890)

نَهى رسول الله -صلى الله عليه وسلم- عن الضرب في الوجه، وعن الوَسْم في الوَجه.

١٧٩٣. الحديث:

عن ابن عباس -رضي الله عنهما- أن النبي - صلى الله عليه وسلم - مر عليه حمار قد وُسِمَ في وجهه، فقال:«لعن الله الذي وسمه». وفي رواية لمسلم أيضا: نهى رسول الله - صلى الله عليه وسلم - عن الضرب في الوجه، وعن الوسم في الوجه»

درجة الحديث: صحيح

المعنى الإجمالي:

في هذا الحديث النهي الأكيد والوعيد الشديد فيمن وسَم حيوانا في وجهه وكذا الضرب في الوجه. قد عَدَّه العلماء _ رحمهم الله _ من كبائر الذنوب وعلل العلماء للنهي؛ بأن الوجه لطيف يجمع المحاسن، وأعضاؤه نفيسة لطيفة وأكثر الإدراك بها فقد يبطلها ضرب الوجه وقد ينقصها وقد يشوه الوجه والشين فيه فاحش لأنه بارز ظاهر لا يمكن ستره ومتى ضربه لا يسلم من شين غالبا.

رسول اللہ ﷺ نے چہرے پر مارنے اور اس پر نشان لگانے سے منع فرمایا ہے۔

١٧٩٣. حدیث :

ابن عباس رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہوئے بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ کے پاس سے ایک ایسے گدھے کا گزر ہوا، جس کے چہرے کو نشان زد کیا گیا تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا : "اللہ کی لعنت ہو اس پر جس نے اسے (چہرے پر) نشان لگایا"۔ صحیح مسلم کی ایک روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے چہرے پر مارنے اور اس پر نشان لگانے سے منع فرمایا ہے۔

حدیث کا درجہ : صحیح

اجمالی معنی :

اس حدیث میں اس بات کی سخت ممانعت اور اس شخص کے لیے سخت وعید ہے، جس نے کسی جانور کے چہرے پر نشان لگایا اور اسی طرح اس کے چہرے پر مارا۔ علمائے کرام نے اسے کبیرہ گناہوں میں شمار کیا ہے۔ علمائے کرام نے اس ممانعت کی علت یہ بیان کی ہے کہ چہرہ ایک عمدہ عضو ہے، جو تمام محاسن کا مرکز ہوتا ہے۔ چہرے کے اجزا بہت نفیس و نازک ہوتے ہیں اور بیش تر قوائے ادراک چہرے ہی میں ہوتے ہیں۔ چنانچہ چہرے پر مارنے کی وجہ سے یہ ناکارہ ہوسکتے ہیں یا انھیں نقصان پہنچ سکتا ہے۔ بسا اوقات چہرے پر مارنے سے چہرے میں بگاڑ پیدا ہوجاتا ہے اور اس میں پیدا شدہ عیب بہت برا ہوتا ہے۔ واضح طور پر نظر آتا ہے۔ اس کا چھپانا ممکن نہیں ہوتا۔ اور جب بندہ جانور کو چہرے میں مارتا ہے، تو عموما اس میں عیب پیدا ہو ہی جاتا ہے۔

راوي الحديث: رواه مسلم
التخريج: ابن عباس _ رضي الله عنه _
مصدر متن الحديث: رياض الصالحين
معاني المفردات:

- وسم : الوسم العلامة، وتكون بالكي غالبا

فوائد الحديث:

١. النهي عن الوَسْم في الوجه.
٢. فيه النهي عن ضرب الوجه، ولو للتأديب.
٣. جواز لعن من وسَم في الوجه.
٤. الوسم في الوجه من كبائر الذنوب؛ لأن فاعله استحق اللعن.
٥. الأمر بالرفق بالحيوان.
٦. فيه جواز وسْم الحيوان في غير الوجه.

المصادر والمراجع:

نزهة المتقين، تأليف: جمعٌ من المشايخ، الناشر: مؤسسة الرسالة، الطبعة الأولى: ١٣٩٧ هـ الطبعة الرابعة عشر ١٤٠٧ هـ بهجة الناظرين، تأليف: سليم بن عيد الهلالي، الناشر: دار ابن الجوزي ، سنة النشر: ١٤١٨ هـ- ١٩٩٧م صحيح مسلم، تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي الناشر: دار إحياء التراث العربي – بيروت. رياض الصالحين، تأليف : محيي الدين يحيى بن شرف النووي ، تحقيق: د. ماهر بن ياسين الفحل ، الطبعة: الأولى، ١٤٢٨ هـ المنهاج شرح صحيح مسلم، : محيي الدين يحيى بن شرف النووي، الناشر: دار إحياء التراث العربي، الطبعة: الثانية ١٣٩٢ هـ شرح رياض الصالحين، محمد بن صالح العثيمين، الناشر: دار الوطن للنشر، الطبعة: ١٤٢٦ هـ الزواجر عن اقتراف الكبائر، أحمد بن محمد بن علي بن حجر الهيتمي، الناشر: دار الفكر، الطبعة: الأولى، ١٤٠٧هـ- ١٩٨٧م

الرقم الموحد: (8893)

نِعْمَتَانِ مَغْبُونٌ فيهما كثيرٌ من الناس: الصحةُ، والفراغُ

١٧٩٤. الحديث:

عن عبد الله بن عباس -رضي الله عنهما- عن النبي -صلى الله عليه وسلم- قال: «نِعْمَتَانِ مَغْبُونٌ فيهما كثيرٌ من الناس: الصحةُ، والفراغُ».

درجة الحديث: صحيح

المعنى الإجمالي:

نعمتان من نعم الله على الإنسان لا يعرف قيمتهما، ويخسر فيهما أشد الخسارة، وهما صحة البدن وفراغ الوقت؛ فإن الإنسان لا يتفرغ للطاعة إلا إذا كان مكفيا صحيح البدن، فقد يكون مستغنيا، ولا يكون صحيحا، وقد يكون صحيحا ولا يكون مستغنيا، فلا يكون متفرغا للعلم والعمل؛ لشغله بالكسب، فمن حصل له الأمران وكسل عن الطاعة فهو المغبون، أي: الخاسر في التجارة.

دو نعمتیں ہیں جن میں اکثر لوگ (ان کے غلط استعمال کی وجہ سے) خسارے اور گھاٹے میں رہیں گے : صحت اور فراغت

١٧٩٤. حدیث :

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : "دو نعمتیں ہیں جن میں اکثر لوگ (ان کے غلط استعمال کی وجہ سے) خسارے اور گھاٹے میں رہیں گے : صحت اور فراغت۔ ''

حدیث کا درجہ : صحیح

اجمالی معنی :

انسان پر اللہ کی دو عظیم نعمتیں ایسی ہیں جن کی قدر و قیمت کو وہ نہیں پہچانتا، اور ان میں عظیم خسارے سے دوچار ہوتا ہے۔ وہ نعمتیں تندرستی اور فارغ البالی ہیں اس لیے کہ انسان اللہ کی عبادت اچھے ڈھنگ سے اسی وقت کر سکتا ہے جب وہ صحت مند اور فارغ البال ہو۔ کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ انسان فارغ ہوتا ہے لیکن اس کی تندرستی ٹھیک نہیں ہوتی، اور کبھی تندرستی ٹھیک ہوتی ہے لیکن فارغ البال نہیں ہوتا۔ پس وہ کسبِ معاش میں مشغولیت کی وجہ سے علم حاصل کرنے اور نیک اعمال کے لیے فارغ وقت نہیں پاتا۔ لہٰذا جسے یہ دونوں نعمتیں (تندرستی اور فارغ البالی) ملیں لیکن اس میں نیک اعمال سے کاہلی کرے تو وہ عظیم خسارے سے دوچار ہوا۔

راوي الحديث: رواه البخاري.

التخريج: عبد الله بن عباس -رضي الله عنهما-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- نعمتان : النعمة: الحالة الحسنة التي يكون عليها الإنسان.
- مغبون : الغبن: هو الشراء بأضعاف الثمن، أو البيع بأقل من الثمن، والمراد هنا الخسارة.

فوائد الحديث:

١. تشبيه المكلَّف بالتاجر، والصحة والفراغ برأس المال؛ فمن أحسن استخدام رأس ماله نال وربح، ومن ضيعه خسر وندم.
٢. الحرص على الاستفادة من الصحة والفراغ للتقرب إلى الله -عز وجل-، وفعل الخيرات قبل فواتهما.
٣. كثير من الناس لا يُقدِّرون هذه النعمة؛ فيضيعون أوقاتهم بما لا فائدة فيه، ويفنون أجسامهم بما يضرهم، والإسلام حريص على الوقت وسلامة البدن.
٤. الدنيا مزرعة الآخرة؛ فينبغي التزود بالتقوى واستغلال نعمة الله في طاعة الله -تعالى-.
٥. شكر نعم الله يكون باستخدامها في طاعة الله -تعالى-.

المصادر والمراجع:

نزهة المتقين شرح رياض الصالحين، نشر: مؤسسة الرسالة، الطبعة: الرابعة عشر، ١٤٠٧هـ - ١٩٨٧م. شرح رياض الصالحين، لابن عثيمين، نشر: دار الوطن للنشر، الرياض، الطبعة: ١٤٢٦هـ. بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين، لسليم الهلالي، ط١، دار ابن الجوزي، الدمام، (١٤١٥هـ). صحيح

البخاري، نشر: دار طوق النجاة، (مصورة عن السلطانية بإضافة ترقيم ترقيم محمد فؤاد عبد الباقي)، الطبعة: الأولى، ١٤٢٢هـ. تحفة الأحوذي بشرح جامع الترمذي، للمباركفوري، دار الكتب العلمية، بيروت.

الرقم الموحد: (5449)

نضر الله امرأ سمع منا شيئا فبلغه كما سمعه

اللہ اس شخص کو سرسبز و شاداب رکھے جو ہم سے کوئی بات سنے اور پھر اسے ویسے ہی آگے پہنچا دے جیسے اس نے سنی ہو۔

١٧٩٥. الحديث:

عن ابن مسعود -رضي الله عنه- قال: سمعت رسول الله -صلى الله عليه وسلم- يقول: «نَضَّرَ اللهُ امْرَأً سَمِع مِنَّا شيئا، فَبَلَّغَهُ كما سَمِعَهُ، فَرُبَّ مُبَلَّغٍ أوْعَى مِن سَامِعٍ».

١٧٩٥. حدیث:

ابن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ "اللہ اس شخص کو سرسبز و شاداب رکھے جو ہم سے کوئی بات سنے اور پھر اسے ویسے ہی آگے پہنچا دے جیسے اس نے سنی کیونکہ بعض وہ لوگ جنھیں کوئی بات پہنچائی جائے وہ اسے سننے والے سے زیادہ یاد رکھتے ہیں۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

دعا النبي -صلى الله عليه وسلم- في هذا الحديث للإنسان الذي يسمع حديثاً عنه -صلى الله عليه وسلم- فيبلغه كما سمعه من غير زيادة ولا نقص أن يحسن الله -تعالى- وجهه يوم القيامة، ثم علل ذلك بأنه "رب مبلغ أوعى من سامع"؛ لأن الإنسان ربما يسمع الحديث ويبلغه فيكون المبلَّغ أفقه وأفهم وأشد عملاً من الإنسان الذي سمعه وأداه، وهذا كما قال النبي -صلى الله عليه وسلم- معلوم تجد مثلاً من العلماء من هو راوية يروي الحديث يحفظه ويؤديه، لكنه لا يعرف معناه فيبلغه إلى شخص آخر من العلماء يعرف المعنى ويفهمه ويستنتج من أحاديث الرسول -صلى الله عليه وسلم- أحكاماً كثيرة فينفع الناس.

اجمالی معنی:

اس حدیث میں نبی ﷺ نے روزِ قیامت اس شخص کے لیے خوش رو ہونے کی دعا فرمائی جو آپ ﷺ سے حدیث کو سن کر اس میں کمی بیشی کیے بغیر جیسے سنی ویسے ہی آگے پہنچا دیتا ہے۔ اس کی علت بیان کرتے ہوئے آپ ﷺ نے فرمایا کہ "بعض اوقات جسے کوئی بات پہنچائی جاتی ہے وہ سننے والے سے زیادہ اسے یاد رکھتا ہے"۔ کیونکہ بعض اوقات انسان حدیث کو سن کر آگے پہنچا دیتا ہے اور جس تک پہنچائی گئی ہوتی ہے وہ اس شخص سے زیادہ فقیہ اور سمجھ دار ہوتا ہے اور زیادہ سختی سے اس پر عمل پیرا ہوتا ہے جس نے اسے سن کر آگے منتقل کیا ہوتا ہے اور واقعتا ہے بھی ایسا ہی جیسے نبی ﷺ نے فرمایا ہے۔ مثلا آپ دیکھیں گے کہ کوئی عالم بہت بڑا راوئ حدیث ہوتا ہے اور وہ حدیث کو یاد کر کے اسے آگے بیان تو کر دیتا ہے لیکن اس کے مفہوم سے واقف نہیں ہوتا چنانچہ وہ اس حدیث کو علماء میں سے کسی ایسے شخص تک پہنچا دیتا ہے جو اس کے مفہوم سے آگاہ ہوتا ہے اور اسے سمجھتا ہے اور رسول اللہ ﷺ کی احادیث سے بہت سے احکام اخذ کر کے لوگوں کو نفع پہنچاتا ہے۔

راوي الحديث: رواه الترمذي وابن ماجه وأحمد.

التخريج: عبدالله بن مسعود -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- نضّر الله امرأً : دعاء له بالحسن، والمراد حسّن الله خلقه.
- شيئاً : من العلم.
- أوعى : أكثر حفظاً وفهماً.

فوائد الحديث:

١. فضل العلم والحث عليه.
٢. الحث على تبليغ العلم، وتعليم الناس الخير.
٣. الأمانة في نقل العلم، والاحتياط في حفظه وفهمه.

٤. فهوم الناس متفاوتة، فرب مبلغ أوعى من سامع، ورب حامل فقه ليس بفقيه.

المصادر والمراجع:

-بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين؛ تأليف سليم الهلالي، دار ابن الجوزي- ١٤١٨ه. -الجامع الصحيح -وهو سنن الترمذي-؛ للإمام محمد بن عيسى الترمذي، تحقيق أحمد شاكر وآخرين، مكتبة الحلبي-مصر، الطبعة الثانية، ١٣٨٨هـ -رياض الصالحين من كلام سيد المرسلين؛ للإمام أبي زكريا النووي، تحقيق د. ماهر الفحل، دار ابن كثير-دمشق، الطبعة الأولى، ١٤٢٨هـ -سنن ابن ماجه؛ للحافظ محمد بن يزيد القزويني، حققه محمد فؤاد عبدالباقي، دار إحياء الكتب العربية. -شرح رياض الصالحين؛ للشيخ محمد بن صالح العثيمين، مدار الوطن، الرياض، ١٤٢٦هـ -فيض القدير شرح الجامع الصغير؛ تأليف عبدالرؤوف المناوي، دار الحديث-القاهرة. -كنوز رياض الصالحين؛ فريق علمي برئاسة أ.د. حمد العمار، دار كنوز إشبيليا- الرياض، الطبعة الأولى، ١٤٣٠هـ -مسند الإمام أحمد بن حنبل المحقق: شعيب الأرنؤوط - عادل مرشد، وآخرون إشراف: د عبد الله بن عبد المحسن التركي مؤسسة الرسالة الطبعة: الأولى، ١٤٢١ هـ - ٢٠٠١ م. -مشكاة المصابيح؛ تأليف محمد بن عبدالله التبريزي، تحقيق محمد ناصر الدين الألباني، المكتب الإسلامي-بيروت، الطبعة الثانية، ١٣٩٩هـ -نزهة المتقين شرح رياض الصالحين؛ تأليف د. مصطفى الخِن وغيره، مؤسسة الرسالة-بيروت، الطبعة الرابعة عشر، ١٤٠٧هـ

الرقم الموحد: (6820)

نهى النبي -صلى الله عليه وسلم- أن يتزعفر الرجل	نبی ﷺ نے مرد کو زعفران لگانے سے منع فرمایا۔
١٧٩٦. الحديث: عن أنس بن مالك -رضي الله عنه- قال: نهى النبي -صلى الله عليه وسلم- أن يَتَزَعْفَرَ الرجلُ.	**١٧٩٦. حدیث:** انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ نبی ﷺ نے مرد کو زعفران لگانے سے منع فرمایا۔
درجة الحديث: صحيح	**حدیث کا درجہ:** صحیح
المعنى الإجمالي: نهى النبي -صلى الله عليه وسلم- أن يصبغ الرجل جسده أو ثيابه بالزعفران، وكان ذلك من طيب النساء، فنهي الرجال عن ذلك منعًا من التشبه.	**اجمالی معنیٰ:** نبی ﷺ نے اس بات سے منع فرمایا کہ مرد اپنے جسم یا کپڑوں پر زعفران ملے۔ یہ عورتوں کے لگانے کی خوشبو تھی۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے مردوں کی عورتوں سے مشابہت روکنے کے لیے اس سے منع فرما دیا۔

راوي الحديث: متفق عليه.

التخريج: أنس بن مالك -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- يتزعفر : يصبغ ثوبه، أو يطلي جسمه بالزعفران.
- الزعفران : نبت ذو لون أصفر أو أحمر يصبغ به.

فوائد الحديث:

١. النهي عن لبس الثياب المزعفرة.
٢. النهي خاص بالرجال؛ لأنَّ الثياب المصبوغة بذلك مما يتزين به النساء.
٣. تحريم تشبه الرجال بالنساء في اللباس.

المصادر والمراجع:

-صحيح البخاري، للإمام محمد بن إسماعيل البخاري، تحقيق محمد الناصر، دار طوق النجاة.الطبعة الأولى، ١٤٢٢هـ. - صحيح مسلم، للإمام مسلم بن الحجاج النيسابوري، تحقيق محمد فؤاد عبد الباقي، دار إحياء التراث العربي. - بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين؛ تأليف سليم بن عيد الهلالي، دار ابن الجوزي- الطبعة الأولى١٤١٨ه. - نزهة المتقين شرح رياض الصالحين؛ تأليف د. مصطفى سعيد الخِن وغيره، مؤسسة الرسالة-بيروت، الطبعة الرابعة عشرة، ١٤٠٧هـ - كنوز رياض الصالحين، لحمد بن ناصر العمار، دار كنوز إشبيليا- الطبعة الأولى١٤٣٠ه. - دليل الفالحين لطرق رياض الصالحين، لمحمد علي بن محمد بن علان الصديقي، اعتنى بها: خليل مأمون شيحا، دار المعرفة . - شرح رياض الصالحين؛ للشيخ محمد بن صالح العثيمين، مدار الوطن، الرياض، ١٤٢٦هـ.

الرقم الموحد: (6373)

نهى رسول الله -صلى الله عليه وسلم- أن يسافر بالقرآن إلى أرض العدو	رسول اللہ ﷺ نے دشمن کے علاقے میں قرآن کریم لے جانے سے منع فرمایا ہے۔
١٧٩٧. الحديث: عن عبد الله بن عمر -رضي الله عنهما- مرفوعاً: نهى رسول الله صلى الله عليه وسلم أن يُسَافَرَ بالقرآن إلى أرض العدو.	**١٧٩٧. حديث:** عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مرفوعا روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے دشمن کے علاقے میں قرآن کریم لے جانے سے منع فرمایا ہے۔
درجة الحديث: صحيح	**حدیث کا درجہ:** صحیح
المعنى الإجمالي: نهى النبي صلى الله عليه وسلم عن أخذ القرآن والسفر به إلى بلاد الكفر الذين لا يدينون بالاسلام فيكون عرضة للامتهان هناك، وإذا غلب على الظن السلامة من ذلك جاز.	**اجمالی معنی:** نبی ﷺ نے قرآن کریم لے کر کفار کے علاقوں کی طرف جانے سے منع فرمایا، جو اسلام کو نہیں مانتے؛ تاکہ کہیں ایسا نہ ہو کہ وہاں اس کی بے حرمتی ہوجائے۔ البتہ جب غالب گمان یہ ہو کہ بے حرمتی نہیں ہوگی، تو پھر اس کا لے جانا جائز ہے۔

راوي الحديث: متفق عليه.

التخريج: عبد الله بن عمر -رضي الله عنهما-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

فوائد الحديث:

١. وجوب تعظيم كتاب الله وعدم تعريضه لأماكن التهلكة والاستهانة.

٢. تحريم السفر بالقرآن إلى بلاد الأعداء إذا خيف أو غلب على الظن وقوعه في أيديهم، وذلك لئلا يتمكنوا من القرآن فيهينوه، ويجوز حمله إلى بلادهم؛ للبلاغ وإقامة الحجة عليهم، وللتحفظ والتفهم لأحكامه عند الحاجة إذا كان للمسلمين قوة أو سلطان أو ما يقوم مقامهما من العهود والمواثيق ونحو ذلك مما يكفل حفظه ويرجى معه التمكن من الانتفاع به في البلاغ والحفظ والدراسة.

المصادر والمراجع:

رياض الصالحين من كلام سيد المرسلين؛ للإمام أبي زكريا النووي، تحقيق د. ماهر الفحل، دار ابن كثير-دمشق، الطبعة الأولى، ١٤٢٨ه. - بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين؛ تأليف سليم بن عيد الهلالي، دار ابن الجوزي- الطبعة الأولى١٤١٨ه. - نزهة المتقين شرح رياض الصالحين؛ تأليف د. مصطفى الخِن وغيره، مؤسسة الرسالة-بيروت، الطبعة الرابعة عشرة، ١٤٠٧ه - صحيح البخاري -للإمام أبي عبد الله محمد بن إسماعيل البخاري، عناية محمد زهير الناصر، دار طوق النجاة، الطبعة الأولى، ١٤٢٢ه. - صحيح مسلم؛ للإمام مسلم بن الحجاج، حققه ورقمه محمد فؤاد عبد الباقي، دار عالم الكتب-الرياض، الطبعة الأولى، ١٤١٧ه. - شرح رياض الصالحين؛ للشيخ محمد بن صالح العثيمين، مدار الوطن، الرياض، ١٤٢٦ه -دليل الفالحين لطرق رياض الصالحين/محمد علي بن محمد بن علان البكري -اعتنى بها: خليل مأمون شيحا- دار المعرفة للطباعة والنشر والتوزيع، بيروت – لبنان- الطبعة: الرابعة، ١٤٢٥ هـ - ٢٠٠٤ م. -فتاوى اللجنة الدائمة: اللجنة الدائمة للبحوث العلمية والإفتاء- جمع وترتيب: أحمد بن عبد الرزاق الدويش.

الرقم الموحد: (5738)

هو رزق أخرجه الله لكم فهل معكم من لحمه شيء فتطعمونا؟ فأرسلنا إلى رسول الله صلى الله عليه وسلم منه فأكله

وہ رزق تھا جسے اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے بھیجا تھا، کیا تمہارے پاس اس کے گوشت سے کچھ بچا ہے، اس میں سے ہمیں بھی کھلاؤ! ہم نے اس میں سے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں بھیجا تو آپ ﷺ نے اسے کھایا۔

١٧٩٨. الحديث:

عن أبي عبد الله جابر بن عبد الله -رضي الله عنهما- قال: بعثنا رسول الله صلى الله عليه وسلم وأَمَّر علينا أبا عبيدة رضي الله عنه نتلقى عِيرًا لقريش، وزودنا جِرَابًا من تمر لم يجد لنا غيره، فكان أبو عبيدة يعطينا تمرة تمرة، فقيل: كيف كنتم تصنعون بها؟ قال: نمَصها كما يمص الصبي ثم نشرب عليها من الماء، فتكفينا يومنا إلى الليل، وكنا نضرب بعصينا الْخَبَطَ ثم نبله بالماء فنأكله. قال: وانطلقنا على ساحل البحر، فرفع لنا على ساحل البحر كهيئة الكثيب الضخم، فأتيناه فإذا هي دابة تدعى الْعَنْبَرَ، فقال أبو عبيدة: ميتة، ثم قال: لا، بل نحن رسل رسول الله صلى الله عليه وسلم وفي سبيل الله وقد اضطررتم فكلوا، فأقمنا عليه شهرا، ونحن ثلاثمئة حتى سَمِنَّا، ولقد رأيتنا نغترف من وَقْبِ عينه بالْقِلاَلِ الدهن ونقطع منه الْفِدَرَ كالثور أو كقدر الثور، ولقد أخذ منا أبو عبيدة ثلاثة عشر رجلا فأقعدهم في وقب عينه وأخذ ضلعا من أضلاعه فأقامها ثم رحل أعظم بعير معنا فمر من تحتها وتزودنا من لحمه وَشَائِقَ، فلما قدمنا المدينة أتينا رسول الله صلى الله عليه وسلم فذكرنا ذلك له، فقال: «هو رزق أخرجه الله لكم فهل معكم من لحمه شيء فتطعمونا؟» فأرسلنا إلى رسول الله صلى الله عليه وسلم منه فأكله.

١٧٩٨. حدیث:

ابو عبداللہ جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کو ہم پر امیر بنا کر قریش کا ایک قافلہ پکڑنے کے لیے روانہ کیا اور زادِ سفر کے لیے ہمارے ساتھ کھجور کا ایک تھیلہ تھا، اس کے علاوہ ہمارے پاس کچھ نہیں تھا۔ ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ ہمیں ہر روز ایک ایک کھجور دیا کرتے تھے، ہم لوگ اسے اس طرح چوستے تھے جیسے بچہ چوستا ہے، پھر پانی پی لیتے، اس طرح وہ کھجور ہمارے لیے ایک دن اور ایک رات کے لیے کافی ہو جاتی، نیز ہم اپنی لاٹھیوں سے درخت کے پتے جھاڑتے پھر اسے پانی میں تر کر کے کھاتے، پھر ہم ساحل سمندر پر چلے تو ریت کے ٹیلہ جیسی ایک چیز ظاہر ہوئی، جب ہم لوگ اس کے قریب آئے تو کیا دیکھتے ہیں کہ وہ ایک مچھلی ہے جسے عنبر کہتے ہیں۔ ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ نے کہا: یہ مردار ہے اور ہمارے لیے جائز نہیں۔ پھر وہ کہنے لگے: نہیں ہم رسول اللہ ﷺ کے بھیجے ہوئے لوگ ہیں اور اللہ کے راستے میں ہیں اور تم مجبور ہو چکے ہو لہٰذا اسے کھاؤ، ہم وہاں ایک مہینہ تک ٹھہرے رہے اور ہم تین سو آدمی تھے یہاں تک کہ ہم (کھا کھا کر) موٹے تازے ہو گئے، جب ہم لوگ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے تو آپ سے اس واقعہ کا ذکر کیا، تو آپ نے فرمایا: "وہ رزق تھا جسے اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے بھیجا تھا، کیا تمہارے پاس اس کے گوشت سے کچھ بچا ہے، اس میں سے ہمیں بھی کھلاؤ" ہم نے اس میں سے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں بھیجا تو آپ ﷺ نے اسے کھایا۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

بعث النبي صلى الله عليه وسلم سرية وأَمَّر عليهم أبا عبيدة أي: جعله عليهم أميراً لأخذ قافلة تحمل البر والطعام لقريش وأعطاهم وعاء من جلد فيه تمر فكان أميرهم يعطي لكل واحد منهم تمرة لقلة الزاد الذي

اجمالی معنیٰ:

آپ ﷺ نے ایک سریہ بھیجا۔ اس کا امیر ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کو بنایا، تاکہ قریش کے اس قافلہ کو پکڑلیں جو اناج اور گیہوں لیے جا رہا تھا، آپ ﷺ نے ان کو چمڑے کا ایک برتن دیا جس میں کھجوریں تھیں، ان کا امیر توشہ کم ہونے کی وجہ سے ہر ایک کو ایک کھجور دیتا، وہ اسے چوستے تھے اور اس پر پانی پیتے تھے، وہ اپنی لاٹھیوں سے

معهم فكانوا يمصونها ويشربون عليها الماء وكانوا يضربون بعصيهم ورق الشجر الذي تأكله الإبل ثم يبلونه بالماء لإذهاب خشونته فلما وصلوا شاطئ البحر رأوا مثل التل من الرمل فأتوه فإذا هي سمكة كبيرة تسمى العنبر فنهاهم أميرهم أبوعبيدة أن يأكلوا منها لأنها ميتة والميتة محرمة بنص الكتاب ثم تغير اجتهاده وأجاز لهم أن يأكلوا منها وذلك أن الميتة يجوز الأكل منها حال الضرورة ولا سيما أنهم في سفر طاعة لله سبحانه، وخفي عليهم أن ميتة البحر حلال، ثم احتجوا بالاضطرار فأكلوا منه وحملوا معهم فلما قدموا المدينة أخبروا رسول الله صلى الله عليه وسلم فأقرهم على فعلهم وأكل منه.

پتّے جھاڑتے جنہیں اونٹ کھاتے ہیں، پھر ان پتّوں کو پانی میں بھگوتے، جب ان کی سختی چلی جاتی تو کھاتے تھے، جب وہ لوگ ساحل پر پہنچے تو انہوں نے ریت کے ٹیلے کے برابر کوئی چیز دیکھی، وہ بڑی مچھلی تھی، اسے عنبر کہتے تھے، ان کے امیر ابوعبیدہ نے ان کو وہ کھانے سے منع کیا، اس لیے کہ وہ مُردار ہے اور مُردار قرآن کی صراحت سے حرام ہے، پھر ان کا اجتہاد بدل گیا اور اس کو کھانے کی اجازت دی، اس لیے کہ ضرورت کے موقع پر مُردار کھانا بھی جائز ہے، خاص کر جب اللہ کی اطاعت والے سفر میں ہوں، انہیں یہ بات معلوم نہیں تھی کہ سمندری مُردار حلال ہے۔ پھر انہوں نے مجبوری کو دلیل بنا کر اسے کھایا اور اپنے ساتھ لے گئے، جب وہ مدینے آئے اور آپ ﷺ کو خبر دیا، آپ ﷺ نے انہیں اپنے فعل پر قائم رکھا اور آپ ﷺ نے بھی اس سے کھایا۔

راوي الحديث: متفق عليه

التخريج: جابر بن عبد الله رضي الله عنهما.

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين

معاني المفردات:

- جراباً من تمر : الجراب هو وعاء من جلد معروف.
- الخبط : ورق شجر معروف تأكله الإبل.
- الكثيب : التل من الرمل
- وقب عينه : هو نقرة العين.
- القلال : الجرار.
- الفدر : القطع.
- رحل البعير : أي جعل عليه الرحل.
- الوشائق : اللحم الذي اقتطع ليقدد منه.
- العنبر : سمكة بحرية كبيرة.

فوائد الحديث:

١. بيان لما كان عليه الصحابة رضي الله عنهم من الزهد في الدنيا والتقلل منها والصبر على الجوع وخشونة العيش.
٢. تحمل الصحابة المشاق من أجل نشر الإسلام والجهاد في سبيل الله لرفع رايته.
٣. جواز الاجتهاد ثم جواز تغييره فقد نهاهم أبو عبيدة عن أكل السمكة ثم غير اجتهاده.
٤. عناية الله سبحانه ورعايته لصحابة رسول الله صلى الله عليه وسلم وإكرامه لهم حيث ساق لهم رزقاً حسناً لما علم حاجتهم وإخلاصهم.
٥. ميتة البحر حلال حيث أكل منها رسول الله صلى الله عليه وسلم.
٦. ما كان عليه النبي -صلى الله عليه وسلم- من تطييب نفوس أصحابه، ومن ذلك طلبه اللحم وأكله منه.
٧. مشروعية المواساة عند وقوع المجاعة.
٨. أن الاجتماع على الطعام يستدعي البركة فيه.

المصادر والمراجع:

المسند الصحيح (صحيح مسلم), تأليف: مسلم بن حجاج النيسابوري, تحقيق: محمد فؤاد عبدالباقي, دار إحياء التراث العربي. رياض الصالحين - النووي -تعليق وتحقيق: الدكتور ماهر ياسين الفحل -الناشر: دار ابن كثير للطباعة والنشر والتوزيع، دمشق - بيروت-الطبعة: الأولى، ١٤٢٨ هـ - ٢٠٠٧

م بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين, تأليف: سليم بن عيد الهلالي, دار ابن الجوزي. دليل الفالحين لطرق رياض الصالحين, تأليف: محمد علي بن محمد البكري الصديقي, عناية: خليل مأمون شيحا, الناشر: دار المعرفة, ط ٤ عام ١٤٢٥ه.

الرقم الموحد: (5856)

وَيْلٌ لِلَّذِي يُحَدِّثُ فَيَكْذِبُ لِيُضْحِكَ بِهِ الْقَوْمَ، وَيْلٌ لَهُ، ثُمَّ وَيْلٌ لَهُ

ہلاکت ہے اس شخص کے لئے جو گفتگو کرتا ہے تو جھوٹ بولتا ہے تاکہ اس کے ذریعے سے لوگوں کو ہنسائے۔ اس کے لئے ہلاکت ہے، اس کے لئے ہلاکت ہے۔

١٧٩٩. الحديث:

عن معاوية بن حيدة -رضي الله عنه- قال: قال رسول الله -صلى الله عليه وسلم-: «ويل للذي يحدث، فيكذب؛ ليضحك به القوم، ويل له، ثم ويل له».

١٧٩٩. حدیث:

معاویہ بن حیدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "ہلاکت ہے اس شخص کے لئے جو گفتگو کرتا ہے تو جھوٹ بولتا ہے تاکہ اس کے ذریعے سے لوگوں کو ہنسائے۔ اس کے لئے ہلاکت ہے، اس کے لئے ہلاکت ہے"۔

درجة الحديث: حسن

حدیث کا درجہ: حَسَن

المعنى الإجمالي:

في الحديث تحذير شديد من الكذب ووعيد بالهلاك لمن يتعاطى الكذب من أجل المزاح وإضحاك الناس، فكان من أقبح القبائح، وتغلظ تحريمه، فهذا من الأخلاق السيئة التي يجب على المؤمن أن يتنزه عنها، وأن يبتعد عنها، ويطهر لسانه من الكذب في كل حال من الأحوال، إلا ما أذن الشارع فيه. وكما يحرم التكلم بالكذب لأجل المزاح فكذلك يحرم على السامعين سماعه إذا علموه كذباً، بل يجب عليهم إنكاره.

اجمالی معنی:

اس حدیث میں جھوٹ سے سختی سے ڈرایا گیا ہے اور اس شخص کے لئے ہلاکت کی وعید بیان کی گئی ہے جو ازراہِ مزاح اور محض لوگوں کو ہنسانے کے لئے جھوٹ بولتا ہے۔ یہ بہت ہی بری بات ہے اور سختی کے ساتھ حرام ہے۔ یہ برے اخلاق میں سے ہے جس سے مومن کو اپنا دامن بچا کر رکھنا چاہیے اور اس سے دور رہنا چاہیے اور اپنی زبان کو ہر حال میں جھوٹ سے پاک رکھنا چاہیے، ماسوا ان صورتوں کے جن میں شارع کی طرف سے جھوٹ بولنے کی اجازت دی گئی ہے۔ جس طرح ازراہِ مذاق جھوٹ بولنا حرام ہے، اسی طرح سننے والوں کے لیے اس کا سننا بھی حرام ہے اگر انھیں اس کے جھوٹ ہونے کا علم ہوجائے، بلکہ ان پر واجب ہوجاتا ہے کہ وہ اس کا انکار کریں۔

راوي الحديث: رواه أبو داود والترمذي وأحمد والنسائي في الكبرى.

التخريج: معاوية بن حيدة -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: بلوغ المرام

معاني المفردات:

- ويل : ويل: كلمة وعيد بمعنى الهلاك، أو وادي في جهنم.
- فيكذب : الكذب: هو الإخبار بالشيء على خلاف الواقع.

فوائد الحديث:

١. الوعيد بالهلاك لمن يحدث الناس فيكذب عليهم.
٢. قوله في الحديث "ويل له ثم ويل له" إيذان فيه بشدة هلكته وعِظَمِ الأمر الذي وقع فيه.
٣. أن الكذب وحده رأس كل مذموم، فإذا انضم إليه الضحك الذي يميت القلب ويجلب النسيان ويورث الرعونة كان أعظم إثماً.
٤. أن الكذب إن اجتمع معه الضحك كان عذابه شديد فكذلك إن اجتمع معه أكلٌ للأموال بالباطل.
٥. يدخل في هذا الحديث أصحاب التمثيليات الذين يضحكون الناس بالهزليات، ويأتون بشيء ليس واقعاً، إنما كذبٌ لأجل إضحاك الناس.
٦. يدخل في الحديث أيضا ذكر أشياء لا حقيقة لها وتنسب لشخص (ما يسمى هذه الأيام بـالنكت).

المصادر والمراجع:

مسند الإمام أحمد بن حنبل، لأبي عبد الله أحمد بن محمد بن حنبل بن هلال بن أسد الشيباني، تحقق: شعيب الأرنؤوط - عادل مرشد، وآخرون، إشراف: د عبد الله بن عبد المحسن التركي، ط مؤسسة الرسالة. سنن أبي داود، لأبي داود سليمان بن الأشعث بن إسحاق بن بشير بن شداد بن عمرو الأزدي السِّجِسْتاني، تحقق: محمد محيي الدين عبد الحميد، ط المكتبة العصرية، صيدا – بيروت. سنن الترمذي، لمحمد بن عيسى بن سَوْرة بن موسى بن الضحاك، الترمذي، أبو عيسى، تحقيق وتعليق: أحمد محمد شاكر (جـ١، ٢)، ومحمد فؤاد عبد الباقي (جـ٣)، وإبراهيم عطوة عوض (جـ٤، ٥)، ط شركة مكتبة ومطبعة مصطفى البابي الحلبي – مصر. السنن الكبرى، لأبي عبد الرحمن أحمد بن شعيب بن علي الخراساني، النسائي، تحقق: حسن عبد المنعم شلبي، ط مؤسسة الرسالة – بيروت. صحيح الجامع الصغير وزيادته، لأبي عبد الرحمن محمد ناصر الدين، بن الحاج نوح بن نجاتي بن آدم، الألباني، ط المكتب الإسلامي. توضيح الأحكام من بلوغ المرام، الشيخ عبد الله بن عبد الرحمن البسام، ط مكتبة الأسد الإسلامية، الطبعة الخامسة. منحة العلام في شرح بلوغ المرام، الشيخ عبد الله بن صالح الفوزان، ط دار ابن الجوزي، الطبعة الأولى. تسهيل الإلمام بفقه الأحاديث من بلوغ المرام، الشيخ صالح الفوزان بن عبد الله الفوزان، طبعة الرسالة. فتح ذي الجلال والإكرام، الشيخ محمد بن صالح العثيمين، ط المكتبة الإسلامية، الطبعة الأولى. سبل السلام بشرح بلوغ المرام، للإمام محمد بن إسماعيل الصنعاني، ط دار الحديث.

الرقم الموحد: (5519)

والذي نفسي بيده، لو تدومون على ما تكونون عندي، وفي الذكر، لصافحتكم الملائكة على فرشكم وفي طرقكم، لكن يا حنظلة ساعة وساعة

اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے اگر تم اسی کیفیت پر ہمیشہ رہو جس حالت میں میرے پاس ہوتے ہو یعنی ذکر میں مشغول ہوتے تو فرشتے تمہارے بستروں پر تم سے مصافحہ کریں اور راستوں میں بھی لیکن اے حنظلہ! "وقت وقت کی بات ہے"۔

١٨٠٠. الحديث:

عن أبي ربعي حنظلة بن الربيع الأسيدي الكاتب -رضي الله عنه- أحد كتاب رسول الله -صلى الله عليه وسلم- قال: لقيني أبو بكر -رضي الله عنه- فقال: كيف أنت يا حنظلة؟ قلت: نافق حنظلة! قال: سبحان الله ما تقول؟! قلت: نكون عند رسول الله -صلى الله عليه وسلم- يُذَكِّرُنَا بالجنة والنار كأنا رَأْيَ عَيْنٍ فإذا خرجنا من عند رسول الله -صلى الله عليه وسلم- عَافَسْنَا الأزواج والأولاد وَالضَّيْعَاتِ نسينا كثيرا، قال أبو بكر -رضي الله عنه-: فوالله إنا لنلقى مثل هذا، فانطلقت أنا وأبو بكر حتى دخلنا على رسول الله -صلى الله عليه وسلم-. فقلت: نافق حنظلة يا رسول الله! فقال رسول الله -صلى الله عليه وسلم-: «وما ذاك؟» قلت: يا رسول الله، نكون عندك تذكرنا بالنار والجنة كأنا رأي العين فإذا خرجنا من عندك عافسنا الأزواج والأولاد والضيعات نسينا كثيرا. فقال رسول الله -صلى الله عليه وسلم-: «والذي نفسي بيده، لو تدومون على ما تكونون عندي، وفي الذِّكْر، لصافحتكم الملائكة على فرشكم وفي طُرُقِكُمْ، لكن يا حنظلة ساعة وساعة» ثلاث مرات.

١٨٠٠. حدیث:

ابو ربعی حنظلہ بن ربیع اسیدی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے - جو رسول اللہ کے کاتبوں میں سے تھے- وہ کہتے ہیں کہ مجھ سے ابو بکر رضی اللہ عنہ کی ملاقات ہوئی تو انہوں نے کہا اے حنظلہ تم کیسے ہو میں نے کہا حنظلہ تو منافق ہوگیا انہوں نے کہا سُبْحَانَ اللَّهِ تم کیا کہہ رہے ہو میں نے کہا ہم رسول اللہ کی خدمت میں ہوتے ہیں اور آپ ﷺ ہمیں جنت و دوزخ کی یاد دلاتے رہتے ہیں گویا کہ ہم انہیں اپنی آنکھوں سے دیکھتے ہیں اور جب ہم رسول اللہ کے پاس سے نکل جاتے ہیں تو ہم بیویوں اور اولاد اور زمینوں وغیرہ کے معاملات میں مشغول ہوجاتے ہیں اور ہم بہت ساری چیزوں کو بھول جاتے ہیں ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا اللہ کی قسم ہمارے ساتھ بھی اسی طرح معاملہ پیش آتا ہے میں اور ابو بکر چلے یہاں تک کہ ہم رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے میں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول! حنظلہ تو منافق ہوگیا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کیا وجہ ہے؟ میں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول! ہم آپ کی خدمت میں ہوتے ہیں تو آپ ﷺ ہمیں جنت و دوزخ کی یاد دلاتے رہتے ہیں یہاں تک کہ وہ آنکھوں دیکھے ہوجاتے ہیں جب ہم آپ کے پاس سے چلے جاتے ہیں تو ہم اپنی بیویوں اور اولاد اور زمین کے معاملات وغیرہ میں مشغول ہوجانے کی وجہ سے بہت ساری چیزوں کو بھول جاتے ہیں تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے اگر تم اسی کیفیت پر ہمیشہ رہو جس حالت میں میرے پاس ہوتے ہو یعنی ذکر میں مشغول ہوتے ہو، تو فرشتے تمہارے بستروں پر تم سے مصافحہ کریں اور راستوں میں بھی لیکن اے حنظلہ! "وقت وقت کی بات ہے"۔ اور آپ ﷺ نے یہ تین بار فرمایا۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

أخبر حنظلة أبا بكر الصديق بأنه يكون على حالة غير الحالة التي يكون فيها عند النبي صلى الله عليه وسلم وذلك أنهم كانوا في حالة يذكرون الله فيها وإذا خالطوا الأبناء والنساء والدنيا تغيرت أحوالهم فظن أن هذا نفاق إذ حقيقة النفاق إظهار حال غير الحال

اجمالی معنی:

حنظلہ رضی اللہ عنہ نے ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے کہا کہ وہ آپ ﷺ کے پاس جس حالت میں ہوتے ہیں دوسرے وقت اُس حالت میں نہیں ہوتے؛ آپ ﷺ کے پاس اس حالت میں ہوتے ہیں کہ اللہ کو یاد کرتے رہتے ہیں، لیکن جب اپنے بچوں، عورتوں اور دنیاوی امور میں پڑجاتے ہیں تو ان کی حالتیں بدل جاتی ہیں، حنظلہ

التي عليها الباطن فلما أخبروا النبي صلى الله عليه وسلم بذلك قال لهم لو تستمرون على الحال التي تكونون عليها عندي لسلمت عليهم الملائكة بالأيدي وعلى كل أحوالكم، ولكن لا بد من الاعتدال فساعة لربه وساعة لأهله ودنياه.	رضی اللہ عنہ نے اسے نفاق خیال کیا۔ اس لیے کہ نفاق کہتے ہیں کہ ایسی حالت کو ظاہر کرنا جو باطن کے خلاف ہو۔ جب انہوں نے اللہ کے رسول ﷺ کو بتایا تو کہا اگر مسلسل اس حال پر قائم رہو جس حال میں میرے پاس ہوتے ہو، تو فرشتے اپنے ہاتھوں تم سے ہر حالت میں سلام کرے۔ لیکن اعتدال ضروری ہے ایک وقت اللہ کے لیے اور ایک وقت گھر والوں اور دنیا کے لیے۔

راوي الحديث: رواه مسلم
التخريج: أبو ربعي حنظلة بن الربيع الأُسيِّدي
مصدر متن الحديث: رياض الصالحين
معاني المفردات:

- نافق حنظلة : أي: خاف على نفسه من النفاق وهو إبطان الكفر وإظهار الإسلام
- رأي عين : أي: كأنا نرى ما يصف بأعيننا.
- عافسنا : أي: لهونا مع النساء والأولاد ونسينا ما كنا عليه عند النبي صلى الله عليه وسلم, والعفس في اللغة الوطء.
- الضيعات : جمع ضيعة وهو معاش الرجل من حرفة أو مال أو صناعة.
- صافحتكم : أي: سلمت عليكم الملائكة بالأيدي.
- ساعة وساعة : أي: ساعة لأداء العبودية وساعة للقيام بما يحتاجه الإنسان، وليس معنى الحديث أن يفعل في الساعة الثانية ما يريد ولو كان معصية.

فوائد الحديث:

١. ينبغي للعبد مراقبة نفسه ومجاهدتها وتفقد أحوالها
٢. ترغيب العالم في ترقيق قلوب أصحابه وتذكيرهم.
٣. الدنيا تشغل العبد عن أمر الآخرة.
٤. قلوب العباد تتغير من حال إلى حال.
٥. الإسلام دين فطرة وتوسط واعتدال.
٦. الدوام على الذكر والمراقبة وعدم الانقطاع من خواص الملائكة.
٧. على العاقل أن يكون له ساعات: ساعة يناجي ربه فيها وساعة يحاسب فيها نفسه وساعة يخلو فيها لحاجته من مطعم ومشرب.

المصادر والمراجع:

المسند الصحيح (صحيح مسلم), تأليف: مسلم بن حجاج النيسابوري, تحقيق: محمد فؤاد عبدالباقي, دار إحياء التراث العربي. بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين, تأليف: سليم بن عيد الهلالي, دار ابن الجوزي. كشف المشكل من حديث الصحيحين, لأبي الفرج عبدالرحمن بن الجوزي, تحقيق: علي حسين البواب, الناشر: دار الوطن. شرح رياض الصالحين من كلام سيد المرسلين, تأليف: محمد بن صالح العثيمين, مدار الوطن بإشراف المؤسسة, ط ١٤٢٥ نزهة المتقين شرح رياض الصالحين, تأليف: مصطفى الخن ومصطفى البغا ومحي الدين مستو وعلي الشربجي ومحمد لطفي, مؤسسة الرسالة, ط ١٤ عام ١٤٠٧ - ١٩٨٧ تطريز رياض الصالحين, تأليف: فيصل مبارك, دار العاصمة, ط١٤٢٣ - ٢٠٠٢ مرقاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح, تأليف: علي بن سلطان الهروي القاري, الناشر: دار الفكر, ط١ عام ١٤٢٢

الرقم الموحد: (5846)

وما لنا لا نرضى يا ربنا وقد أعطيتنا ما لم تعط أحدا من خلقك؟! فيقول: ألا أعطيكم أفضل من ذلك؟ فيقولون: وأي شيء أفضل من ذلك؟ فيقول: أحل عليكم رضواني فلا أسخط عليكم بعده أبدا

اے ہمارے رب! ہم کیوں خوش نہ ہوں جب کہ تو نے ہم کو وہ چیز عطاء کی ہے جو اپنی مخلوق میں سے کسی کو نہیں دی! تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ: کیا تم کو اس سے بہتر کوئی چیز نہ دوں؟ وہ لوگ عرض کریں گے کہ اس سے بڑھ کر کونسی چیز ہو گی؟ اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ: میں تم پر اپنی رضامندی نازل کروں گا اب اس کے بعد کبھی تم پر ناراض نہ ہوں گا۔

١٨٠١. الحديث:

عن أبي سعيد الخدري -رضي الله عنه- قال: «إنَّ الله -عزَّ وجل- يقول لأهل الجنة: يا أهل الجنَّة، فيقولون: لَبَّيْكَ رَبَّنَا وَسَعْدَيْكَ، والخير في يَدَيْكَ، فيقول: هل رَضِيتُمْ؟ فيقولون: وما لَنَا لا نَرضَى يا رَبَّنَا وَقَدْ أَعْطَيْتَنَا ما لم تُعْطَ أحدا من خلقك؟! فيقول: ألاَ أُعْطِيكُمْ أَفْضَلَ من ذلك؟ فيقولون: وأَيُّ شَيْءٍ أَفْضَلُ من ذلك؟ فيقول: أُحِلُّ عَلَيْكُمْ رِضْوَانِي، فَلاَ أَسْخَطُ عليكم بعده أبدا».

١٨٠١. حدیث:

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ: ”اللہ تعالیٰ اہلِ جنت سے فرمائے گا کہ اے اہلِ جنت! تو جنتی جواب دیں گے: ہم حاضر ہیں اے ہمارے پروردگار! تیری سعادت حاصل کرنے کے لیے اور ساری بھلائی تیرے ہی ہاتھ میں ہے۔ اللہ فرمائے گا کیا تم لوگ خوش ہو؟ وہ لوگ جواب دیں گے کہ اے رب! ہم کیوں خوش نہ ہوں جب کہ تو نے ہم کو وہ چیز عطاء کی ہے جو اپنی مخلوق میں سے کسی کو نہیں دی! تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ: کیا تم کو اس سے بہتر کوئی چیز نہ دوں؟ وہ لوگ عرض کریں گے کہ: اس سے بڑھ کر کونسی چیز ہوگی؟ اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ: میں تم پر اپنی رضا مندی نازل کروں گا اب اس کے بعد کبھی تم پر ناراض نہ ہوں گا۔“

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

يصوِّر لنا الحديث الشريف حوارًا سيكون في الجنة يوم القيامة بين الله -تعالى- والمؤمنين، وهو أن الله -تعالى- ينادي على المؤمنين ويسألهم بعد دخولهم إياها: (يا أهل الجنة، فيقولون لبيك) أي: إجابة بعد إجابة. (يا ربنا وسعديك) بمعنى الإسعاد، وهو الإعانة، أي: نطلب منك إسعادا بعد إسعاد. (والخير في يديك) أي: في قدرتك، ولم يذكر الشر؛ لأن الأدب عدم ذكره صريحا. فيقول -تعالى- لهم: (هل رضيتم؟) بما صرتم إليه من النعيم المقيم. (فيقولون وما لنا لا نرضى) الاستفهام لتقرير رضاهم، أي نعم قد رضينا، (وقد أعطيتنا) وفي رواية وهل شيء أفضل مما أعطيتنا؟، أعطيتنا (ما لم تعط أحدا من خلقك) الذين لم تدخلهم الجنة. فيقول -تعالى-: (ألاَ أُعطِيكم أفضل من ذلك؟ فيقولون يا رب، وأي شيء أفضل من ذلك، فيقول أُحِل عليكم رِضْوَاني) أي:

اجمالی معنی:

یہ حدیث قیامت والے دن جنت میں اللہ تعالیٰ اور مومنین کی آپس میں ہونے والی گفتگو کی تصویر کشی کر رہی ہے۔ وہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ مومنوں کو جنت میں داخل کرنے کے بعد آواز دے گا اور ان سے پوچھے گا: (یا أہل الجنۃ فیقولون لبیک) اے جنتیو! وہ کہیں لبیک یعنی جواب پر جواب دیں گے۔ (یا ربنا وسعدیک) بمعنی سعادت اور اعانت ہے۔ یعنی ہم تجھ سے خوش بختی پر خوش بختی کے خواہش مند ہیں۔ (والخیر فی یدیک) یعنی سارا خیر تیری قدرت میں ہے اور ادب کے تقاضے کو مدنظر رکھتے ہوئے شر کا تذکرہ نہیں کیا۔ اللہ تعالیٰ ان سے پوچھے گا: (ہل رضیتم) کہ جو تمہیں ہمیشہ کی نعمتیں ملی ہیں ان پر راضی ہو؟ (فیقولون وما لنا لا نرضی) یعنی ہم کیوں راضی نہیں ہوں گے۔ یہاں استفہام ان کی رضامندی کے اقرار کے لیے ہے۔ یعنی ہاں! بے شک ہم راضی ہیں (وقد أعطیتنا) اور ایک روایت میں ہے کہ تو نے جو کچھ ہمیں عطا کیا ہے اب اس سے افضل چیز کیا ہو سکتی ہے؟ تو نے ہمیں وہ کچھ عطا کر دیا (ما لم تعط أحدا من خلقک جو اپنی مخلوق میں سے کسی کو نہیں دیا) جو ان لوگوں کو نہیں ملا جن کو تو نے جنت میں داخل نہیں کیا۔ تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا (ألاَ أُعطیکم أَفضل من ذلک فیقولون یا رب وأي شيء أَفضل من ذلک فیقول أُحِل علیکم رِضْوَانی) (اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ کیا

رضائي. (فلا أسخط عليكم بعده أبدا) فالله - تعالى- لا يسخط على أهل الجنة.	میں تمہیں اس سے بھی بہتر چیز نہ دوں؟۔ جنتی کہیں گے اے رب! اس سے بہتر اور کیا چیز ہوگی؟ اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ اب میں تمہارے لیے اپنی رضا مندی کو دائمی کردوں گا) یعنی میری رضا۔ (فلاأسخط علیکم بعده أبدا) (اس کے بعد کبھی تم پر ناراض نہیں ہوں گا)اللہ تعالیٰ اہل جنت سے کبھی ناراض نہیں ہوگا۔

راوي الحديث: متفق عليه.
التخريج: أبو سعيد الخدري -رضي الله عنه-
مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- لبيك ربنا وسعديك : أي: إجابة بعد إجابة، ومساعدة بعد مساعدة، وهما مثنيان للتكثير والتعدد.
- أُحِلُّ : أُنْزِل.
- فلا أسخط : لا أغضب.

فوائد الحديث:

١. أن النعيم الذي حصل لأهل الجنة لا مزيد عليه.
٢. رضوان الله أعظم نعيم يحل على أهل الجنة بعد دخولهم لها.
٣. تبشير الله لأهل الجنة برضاه عنهم، وإحلال رضوانه عليهم وعدم سخطه أبداً.

المصادر والمراجع:

صحيح البخاري، محمد بن إسماعيل البخاري الجعفي، تحقيق: محمد زهير الناصر، دار طوق النجاة (مصورة عن السلطانية بإضافة ترقيم: محمد فؤاد عبد الباقي)، الطبعة: الأولى ١٤٢٢هـ. صحيح مسلم، مسلم بن الحجاج القشيري النيسابوري، تحقيق محمد فؤاد عبد الباقي، دار إحياء التراث العربي، بيروت، الطبعة: ١٤٢٣هـ. كنوز رياض الصالحين، مجموعة من الباحثين برئاسة حمد بن ناصر العمار، كنوز إشبيليا، الرياض، الطبعة: الأولى ١٤٣٠هـ، ٢٠٠٩م. نزهة المتقين شرح رياض الصالحين، مجموعة من الباحثين، مؤسسة الرسالة، بيروت، الطبعة: الرابعة عشر ١٤٠٧هـ، ١٩٨٧م. دليل الفالحين لطرق رياض الصالحين، محمد علي بن البكري بن علان، نشر دار الكتاب العربي. بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين، سليم بن عيد الهلالي، دار ابن الجوزي، الطبعة: الأولى ١٤١٨ هـ، ١٩٩٧م. رياض الصالحين من كلام سيد المرسلين، أبو زكريا محيي الدين النووي، تحقيق ماهر الفحل، دار ابن كثير، دمشق، بيروت، الطبعة: الأولى ١٤٢٨هـ، ٢٠٠٧م.

الرقم الموحد: (8343)

ويحك! قطعت عنق صاحبك

١٨٠٢. الحديث:

عن أبي بكرة -رضي الله عنه-: أن رجلًا ذكر عند النبي -صلى الله عليه وسلم- فأثنى عليه رجلٌ خيرًا، فقال النبي -صلى الله عليه وسلم-: «ويحك! قطعت عنق صاحبك» يقوله مرارًا: «إن كان أحدكم مادحا لا محالة فليقل: أحسب كذا وكذا إن كان يرى أنه كذلك وحسيبه الله، ولا يُزكِّي على الله أحد».

درجة الحديث: صحيح

المعنى الإجمالي:

في الحديث توجيهات السنة المباركة؛ فالمسلم يبعد عن المبالغة في الثناء، فالغرور والعجب أحد مداخل الشيطان، والمبالغة في الثناء والمدح تغمر الممدوح بالغرور والتكبر فيهلك، فيعتدل المسلم في ثنائه ومدحه ويكل أمر الناس لله سبحانه العالم بخفايا النفوس .

افسوس! تونے تو اپنے ساتھی کی گردن کاٹ ڈالی!

١٨٠٢. حدیث :

ابو بکرہ رضی اللہ مرفوعاً روایت ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ کی مجلس میں ایک شخص کا ذکر آیا تو ایک دوسرے شخص نے اس کی تعریف کی۔ نبی ﷺ نے فرمایا : افسوس! تونے تو اپنے ساتھی کی گردن کاٹ ڈالی! آپ ﷺ نے ایسا کئی مرتبہ کہا۔ (پھر فرمایا) : اگر تم میں سے کسی کو کسی کی تعریف کرنا ہی ہو تو وہ کہے کہ میرے خیال میں وہ ایسے اور ایسے ہے، اگر وہ اسے ایسا سمجھتا ہو، باقی اس کا حساب لینے والا تو اللہ ہے۔ کسی کے بارے میں قطعیت کے ساتھ یہ نہ کہے کہ وہ اللہ کے ہاں بھی اچھا ہے۔

حدیث کا درجہ : صحیح

اجمالی معنی :

حدیث شریف میں نبوی رہنمائی ہے۔ مسلمان تعریف کرنے میں مبالغہ آرائی سے دور رہتا ہے۔ غرور اور خودپسندی شیطان کے در آنے کے راستے ہیں اور ثنا خوانی اور تعریف میں مبالغہ ممدوح کو غرور اور تکبر میں مبتلا کر دیتا ہے جس سے وہ ہلاکت کا شکار ہو جاتا ہے۔ چنانچہ مسلمان اپنے ممدوح کی ثنا اور تعریف میں اعتدال سے کام لیتا ہے اور لوگوں کے معاملے کو اللہ کے سپرد کر دیتا ہے جو دلوں کی پوشیدہ باتوں کو بھی جانتا ہے۔

راوي الحديث: متفق عليه
التخريج: أبو بكرة -رضي الله عنه- .
مصدر متن الحديث: رياض الصالحين

معاني المفردات:

- ويحك. : كلمة تقال للترحم لمن وقع منه أمر لا يستحقه .
- لا محالة. : لا بدَّ، ولا حيلة له في ترك ذلك.
- أحسبه. : أظنه.
- لا يزكي. : لا يقطع بزكاة وطهارة أحد من العيوب.
- وحسيبه الله. : محاسبه على عمله.
- قطعت عنق صاحبك. : أهلكتموه، وهو استعارة من قطع العنق لاشتراكهما في الهلاك.
- يقوله مرارا. : أي هذه الكلمة المأتي بها، والتكرير للمبالغة في الزجر.

فوائد الحديث:

١. من كان مادحاً لا محالة فليوكل حال الممدوح في النهاية إلى الله فهو حسيبه وأعلم بحاله.
٢. الثناء على العبد ينبغي أن يكون على سبيل حسن الظن به وليس على سبيل الجزم والقطع.
٣. النهي عن الجزم والقطع في المدح بمصائر العباد، وكذلك مدحهم جزافاً بما ليس فيهم.

المصادر والمراجع:

صحيح البخاري -أبو عبد الله محمد بن إسماعيل بن إبراهيم بن المغيرة الجعفي البخاري تحقيق محمد زهير بن ناصر الناصر -الناشر : دار طوق النجاة -الطبعة : الأولى ١٤٢٢هـ. صحيح مسلم المحقق: محمد فؤاد عبد الباقي - الناشر: دار إحياء التراث العربي – بيروت. نزهة المتقين شرح رياض الصالحين، تأليف د/ مصطفى الخن، د/ مصطفى البغا، محيي الدين مستو، علي الشربجي، محمد أمين لطفي، مؤسسة الرسالة، ط:الرابعة عشر١٤٠٧ شرح رياض الصالحين، المؤلف : محمد بن صالح بن محمد العثيمين. دليل الفالحين لطرق رياض الصالحين، تأليف محمد علي بن محمد علان. كنوز رياض الصالحين، تأليف حمد بن ناصر العمار، دار كنوز إشبيليا، ط١-١٤٣٠ه. بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين، تأليف سليم بن عيد الهلالي، دار ابن الجوزي. رياض الصالحين، تأليف محيي الدين النووي، تحقيق عصام موسى هادي، ط: وزارة الأوقاف والشؤون الإسلامية بدولة قطر. تطريز رياض الصالحين، تأليف فَيْصَلْ بنِ عَبْدِ العَزِيْزِ آل مُبَارَك.

الرقم الموحد: (5735)

يا أبَا الحَسَنِ، كيفَ أَصْبَحَ رسولُ اللهِ -صلى الله عليه وسلم-؟ قالَ: أَصْبَحَ بِحَمدِ اللهِ بَارِئًا

اے ابو الحسن! آج رسول اللہ ﷺ نے کیسے صبح کی ہے؟۔ انھوں نے جواب دیا: الحمد للہ، آج رسول اللہ ﷺ نے صحت یابی میں صبح کی ہے۔

١٨٠٣. الحديث:

عن ابن عباس -رضي الله عنهما-: أن عليَّ بنَ أبي طالبٍ -رضي الله عنه- خَرَجَ من عندِ رسولِ اللهِ -صلى الله عليه وسلم- في وَجَعِهِ الذي تُوُفِّيَ فيه، فقالَ الناسُ: يا أبَا الحَسَنِ، كيفَ أَصْبَحَ رسولُ اللهِ -صلى الله عليه وسلم-؟ قالَ: أَصْبَحَ بِحَمدِ اللهِ بَارِئًا.

١٨٠٣. حدیث:

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جس مرض میں رسول اللہ ﷺ کی وفات ہوئی، اس میں علی رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کے ہاں سے باہر آئے۔ لوگ پوچھنے لگے: اے ابو الحسن! آج رسول اللہ ﷺ نے صبح کیسے کی ہے؟۔ انھوں نے جواب دیا: الحمد للہ، آج رسول اللہ ﷺ نے صحت یابی میں صبح کی ہے۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

عن ابن عباس -رضي الله عنهما- أن علي بن أبي طالب -رضي الله عنه- خرج من عند النبي -صلى الله عليه وسلم- في مرضه الذي مات فيه، وكان علي بن أبي طالب صهر رسول الله -صلى الله عليه وسلم- وابن عمه، فسُئل علي -رضي الله عنه-: كيف أصبح النبي -صلى الله عليه وسلم-؟ وهذا حرص ومحبة واهتمام من الصحابة بالنبي عليه الصلاة والسلام، قال علي: أصبح بحمد الله معافى.

اجمالی معنی:

ابن عباس رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہوئے بیان کرتے ہیں کہ علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نبی ﷺ کے ہاں سے باہر آئے، جب کہ آپ ﷺ اس مرض میں مبتلا تھے، جس میں آپ ﷺ کی وفات ہوئی۔ علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کے داماد اور چچا زاد تھے۔ علی رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا کہ: آج نبی ﷺ نے کیسے صبح کی ہے؟۔ یہ سوال صحابۂ کرام کی نبی ﷺ کے ساتھ چاہت و محبت اور آپ ﷺ کے لیے ان کی فکر مندی کی بنا پر تھا۔ علی رضی اللہ عنہ نے جواب دیا: الحمد للہ، آج رسول اللہ ﷺ نے صحت یابی میں صبح کی ہے۔

راوي الحديث: رواه البخاري.

التخريج: عبدالله بن عباس -رضي الله عنهما-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- بارئًا : معافى.

فوائد الحديث:

١. استحباب السؤال عن حال المريض إذا عسر الوصول إليه.
٢. جواز التفاؤل بالخير للمحبوب.
٣. بيان حرص الصحابة على النبي -صلى الله عليه وسلم-.
٤. استحباب نداء الرجل بكنيته والتحبب إليه بها.

المصادر والمراجع:

بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين؛ تأليف سليم الهلالي، دار ابن الجوزي. تطريز رياض الصالحين؛ تأليف فيصل آل مبارك، تحقيق د. عبدالعزيز آل حمد، دار العاصمة-الرياض، الطبعة الأولى، ١٤٢٣هـ. رياض الصالحين من كلام سيد المرسلين؛ للإمام أبي زكريا النووي، تحقيق د. ماهر الفحل، دار ابن كثير-دمشق، الطبعة الأولى، ١٤٢٨هـ. شرح رياض الصالحين؛ للشيخ محمد بن صالح العثيمين، مدار الوطن-الرياض، ١٤٢٦هـ. صحيح البخاري -

الجامع الصحيح-؛ للإمام أبي عبدالله محمد بن إسماعيل البخاري، عناية محمد زهير الناصر، دار طوق النجاة، الطبعة الأولى، ١٤٢٢هـ. كنوز رياض الصالحين؛ فريق علمي برئاسة أ.د. حمد العمار، دار كنوز إشبيليا-الرياض، الطبعة الأولى، ١٤٣٠هـ.

الرقم الموحد: (5912)

يا أرضُ، ربي وربُّك الله، أعوذ بالله مِن شَرِّكِ وشر ما فيك، وشر ما خُلق فيك، وشر ما يَدُبُّ عليك، وأعوذ بِكِ من شر أسد وأسود، ومن الحية والعقرب، ومن ساكِنِ البلد، ومن والد وما ولد

اے زمین! میرا اور تیرا رب اللہ ہے، میں اللہ کی پناہ چاہتا ہوں تیرے شر سے اور اس چیز کے شر سے جو تجھ میں ہے، (پناہ چاہتا ہوں) اس چیز کے شر سے جو تجھ میں پیدا کی گئی ہے اور اس چیز کے شر سے جو تجھ پر چلتی ہے، اللہ کی پناہ چاہتا ہوں شیر اور کالے ناگ سے، سانپ اور بچھو سے اور زمین پر رہنے والے (انسانوں اور جنوں) کے شر سے اور جننے والے کے شر اور جس چیز کو جسے اس نے جنا ہے اس کے شر سے۔

١٨٠٤. الحديث:

عن عبدالله بن عمر -رضي الله عنهما- كان رسول الله - صلى الله عليه وسلم - إذا سافر فأقبل الليلُ، قال: «يا أرضُ، ربي وربُّك الله، أعوذ بالله مِن شَرِّكِ وشر ما فيك، وشر ما خُلق فيك، وشر ما يَدُبُّ عليك، وأعوذ بِكِ من شر أسد وأسود، ومن الحية والعقرب، ومن ساكِنِ البلد، ومن والد وما ولد».

١٨٠٤. حدیث:

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب سفر کرتے اور رات ہو جاتی تو فرماتے: «يَا أَرْضُ رَبِّي وَرَبُّكِ اللَّهُ، أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنْ شَرِّكِ وَشَرِّ مَا فِيكِ وَشَرِّ مَا خُلِقَ فِيكِ وَمِنْ شَرِّ مَا يَدِبُّ عَلَيْكِ، وَأَعُوذُ بِاللَّهِ مِنْ أَسَدٍ وَأَسْوَدَ وَمِنَ الْحَيَّةِ وَالْعَقْرَبِ وَمِنْ سَاكِنِ الْبَلَدِ وَمِنْ وَالِدٍ وَمَا وَلَدَ» "اے زمین! میرا اور تیرا رب اللہ ہے، میں اللہ کی پناہ چاہتا ہوں تیرے شر سے اور اس چیز کے شر سے جو تجھ میں ہے اور اس چیز کے شر سے جو تجھ میں پیدا کی گئی ہے اور اس چیز کے شر سے جو تجھ پر چلتی ہے اور اللہ کی پناہ چاہتا ہوں شیر اور کالے ناگ سے اور سانپ اور بچھو سے اور زمین پر رہنے والے (انسانوں اور جنوں) کے شر سے اور جننے والے کے شر اور جس چیز کو اس نے جنا ہے اس کے شر سے"۔

درجة الحديث: ضعيف

حدیث کا درجہ: ضعیف

المعنى الإجمالي:

قوله: "يا أرض، ربي وربك الله"، أي: إذا كان خالقي وخالقك هو الله، فهو المستحق أن يلتجأ إليه، ويتعوذ به من شرك، وقوله: "أعوذ بالله من شرك"، أي: من شر ما حصل من ذاتك بتقدير الله من الخسف والزلزلة والسقوط عن الطريق والتحير في الفيافي، وقوله: "وشر ما فيك"، أي: من الضرر بأن يخرج منك ما يهلك أحداً من ماء أو نبات، وقوله: "وشر ما خلق فيك"، أي: من الهوام وغيرها. والحديث ضعيف، فلا يحتاج إلى كثير شرح، وإنما يُذكر للتنبيه عليه، والله أعلم.

اجمالی معنیٰ:

"یا أرض، ربی وربک الله" یعنی جب میرا اور تمہارا خالق اللہ ہے، تو اسی کے شایانِ شان ہے کہ اس کی طرف رجوع کیا جائے اور اس کے ساتھ شرک سے پناہ مانگی جائے۔ "أعوذ باللہ من شرک" یعنی وہ شر جو اللہ کی تقدیر سے تیری ذات میں ہے جیسے دھنسنا، زلزلہ، راستے سے گرنا، صحراؤں میں گم ہو جانا۔ "وشر ما فیک" یعنی اس نقصان سے جو تیرے اندر سے نکلے اور انسان کی ہلاکت کا سبب بنے جیسے درخت اور پانی کی ہلاکت۔ "وشر ما خلق فیک" یعنی کیڑے مکوڑوں وغیرہ سے۔ یہ حدیث ضعیف ہے۔ اس کی زیادہ تشریح کی ضرورت نہیں۔ اس کے بارے میں تنبیہ کرنے کے لیے اسے یہاں ذکر کیا گیا ہے۔ واللہ اعلم۔

راوي الحديث: رواه أبو داود وأحمد
التخريج: عبدالله بن عمر -رضي الله عنهما-
مصدر متن الحديث: رياض الصالحين

معاني المفردات:

- يدب عليك : يمشي ويتحرك من الحيوانات والحشرات مما فيه ضرر.
- أسود : الأسود، قيل: هي العظيم من الحيات، وهو أخبثها.
- ساكن البلد : هُمُ الجِنُّ الَّذِينَ هُمْ سُكَّانُ الأرْض.
- ومن والد : قيل هو إبليس
- وما ولد : هم الشياطين

فوائد الحديث:

١. الليل مظنة الأذى أكثر من النهار؛ لاستتار المؤذيات في ظلمته.

المصادر والمراجع:

بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين؛ تأليف سليم الهلالي، دار ابن الجوزي. رياض الصالحين من كلام سيد المرسلين؛ للإمام أبي زكريا النووي، تحقيق د. ماهر الفحل، دار ابن كثير-دمشق، الطبعة الأولى، ١٤٢٨هـ. سنن أبي داود؛ للإمام أبي داود سليمان بن الأشعث السجستاني، تعليق عزت الدعاس وغيره، دار ابن حزم-بيروت، الطبعة الأولى، ١٤١٨هـ. ضعيف سنن أبي داود؛ تأليف محمد ناصر الدين الألباني، غراس-الكويت، الطبعة الأولى، ١٤٢٣هـ. كنوز رياض الصالحين؛ فريق علمي برئاسة أ.د. حمد العمار، دار كنوز إشبيليا-الرياض، الطبعة الأولى، ١٤٣٠هـ. مرقاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح؛ تأليف ملا علي القاري، تحقيق صدقي العطار، دار الفكر-بيروت، الطبعة الأولى، ١٤١٢هـ. المسند؛ للإمام أحمد بن حنبل، نشر المكتب الإسلامي-بيروت، مصور عن الطبعة الميمنية. نزهة المتقين شرح رياض الصالحين؛ تأليف د. مصطفى الخِن وغيره، مؤسسة الرسالة-بيروت، الطبعة الرابعة عشر، ١٤٠٧هـ.

الرقم الموحد: (6182)

يا أم حارثة إنها جنان في الجنة، وإن ابنك أصاب الفردوس الأعلى

اے ام حارثہ! جنت کے کئی درجات ہیں، تیرے بیٹے نے تو فردوس اعلی پائی ہے۔

١٨٠٥. الحديث:

عن أنس -رضي الله عنه-: أن أم الربيع بنت البراء وهي أم حارثة بن سراقة، أتت النبي -صلى الله عليه وسلم- فقالت: يا رسول الله، ألا تُحَدِّثُني عن حارثة - وكان قتل يوم بدر - فإن كان في الجنة صَبَرْتُ، وإن كان غير ذلك اجتهدت عليه في البكاء، فقال: «يا أم حارثة إنها جنان في الجنة، وإن ابنك أصاب الفردوس الأعلى».

١٨٠٥. حدیث:

انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ام الربیع بنت براء رضی اللہ عنہا جو حارثہ بن سراقہ رضی اللہ عنہ کی والدہ تھیں نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور عرض کیا: یا رسول اللہ! آپ مجھے حارثہ کے بارے کچھ نہیں بتائیں گے؟۔ حارثہ رضی اللہ عنہ بدر کی لڑائی میں شہید ہو گئے تھے۔ اگر وہ جنت میں ہے تو میں صبر کر لوں اور اگر ایسا نہیں تو پھر میں اس پر رووں دھووں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”اے ام حارثہ! جنت کے بہت سے درجے ہیں اور تمہارے بیٹے کو تو فردوس اعلی ملی ہے“۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

جاءت أم حارثة رضي الله عنها تسأل عن حال ابنها بعد أن انتهى القتال فإن كان قد أصاب الجنة صبرت واحتسبتُ الأجرَ عند الله وإن كان غير ذلك اجتهدتُ عليه في البكاء كما يفعل غالب النساء، فبشرها النبي عليه السلام بأنه في الجنة وأنه أصاب الفردوس الأعلى منها

اجمالی معنی:

ام حارثہ رضی اللہ عنہا لڑائی ختم ہونے کے بعد اپنے بیٹے کے بارے پوچھنے کے لیے آئیں کہ اگر وہ جنت میں گیا ہے تو میں صبر کروں گی اور اللہ سے اجر کی امید رکھوں گی اور اگر ایسا نہیں تو پھر خوب رووں جیسے عام طور پر عورتیں کیا کرتی ہیں۔ اس پر نبی کریم ﷺ نے انہیں خوشخبری سنائی کہ وہ جنت میں ہے اور جنت کے بھی اس درجے میں جسے فردوسِ اعلی کہا جاتا ہے۔

راوي الحديث: رواه البخاري

التخريج: أنس بن مالك - رضي الله عنه -

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين

معاني المفردات:

- ألا تحدثني عن حارثة : أي : عن حاله ومآله
- يوم بدر : أي : غزوة بدر التي كانت بين المسلمين وقريش في رمضان ٢هـ.
- فإن كان في الجنة صبرت : أي : يسليني عنه علمي بشرف مصيره
- وإن كان غير ذلك : أي : وإن كان في النار
- اجتهدت عليه في البكاء : أي : أكثرت البكاء عليه
- جنان : أي : جنات كثيرة
- الفردوس : البستان الذي يجمع كلَّ شيء، والمراد به أنه محلٌ مخصوص في الجنة، وهو أعلاها

فوائد الحديث:

١. أنَّ الجنة جنان ومنازل، وأنَّ الشهداء في أعلاها.
٢. فضيلة حارثة – رضي الله عنه -، وأنه أصاب الفردوس الأعلى.
٣. معرفة ما أعد الله للمتقين تُهوِّن مصائب الدنيا على المؤمنين.
٤. من صفات الداعية التبشير والتلطف بمن أصيب بمصيبة.
٥. جواز البكاء على الميت وإن كان قتيل المعركة يظن له الشهادة

٦. إذا رأى المسلم أمرا لا يخالف الشريعة عند أهل الميت لم ينكره ويسكت عنه

المصادر والمراجع:

صحيح البخاري، عناية محمد زهير الناصر، دار طوق النجاة، الطبعة الأولى، ١٤٢٢هـ. بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين، لسليم الهلالي, دار ابن الجوزي.١٤١٨ كنوز رياض الصالحين بإشراف حمد العمار, دار كنوز إشبيليا, الطبعة الأولى, ١٤٣٠ه . دليل الفالحين لطرق رياض الصالحين لمحمد بن علان الصديقي, دار الكتاب العربي. نزهة المتقين شرح رياض الصالحين لمجموعة من الباحثين, مؤسسة الرسالة, الطبعة الرابعة عشر, ١٤٠٧ه . مرقاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح، لعلي القاري، دار الفكر – بيروت.

الرقم الموحد: (6408)

يا أيها الناس، ارْبَعُوا على أنفسكم، فإنكم لا تدعون أصمَّ ولا غائباً، إنَّه معكم، إنَّه سميع قريب

اے لوگو! اپنی جانوں پر رحم کھاؤ، کیونکہ تم کسی بہرے یا غائب کو نہیں پکار رہے ہو۔ وہ تو تمہارے ساتھ ہی ہے۔ بے شک وہ بہت سننے والا اور بہت قریب ہے۔

١٨٠٦. الحديث:

عن أبي موسى الأشعري -رضي الله عنه- قال: كنا مع النبي -صلى الله عليه وسلم- في سفر، فكنا إذا أشْرَفْنَا على واد هَلَّلْنَا وكبَّرْنَا وارتفعت أصواتنا، فقال النبي -صلى الله عليه وسلم-: «يا أيها الناس، ارْبَعُوا على أنفسكم، فإنكم لا تدعون أصمَّ ولا غائباً، إنَّه معكم، إنَّه سميع قريب».

١٨٠٦. حدیث:

ابو موسی اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم ایک سفر میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے۔ جب ہم کسی وادی میں اترتے تو لا الہ الا اللہ اور اللہ اکبر کہتے اور ہماری آواز بلند ہو جاتی اس لیے آپ ﷺ نے فرمایا: اے لوگو! اپنی جانوں پر رحم کھاؤ، کیونکہ تم کسی بہرے یا غائب کو نہیں پکار رہے ہو۔ وہ تو تمہارے ساتھ ہی ہے۔ بے شک وہ بہت سننے والا اور بہت قریب ہے۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

حديث أبي موسى الأشعري -رضي الله عنه- أنهم كانوا مع النبي -صلى الله عليه وسلم- في سفر، فكانوا يهللون ويكبرون ويرفعون أصواتهم، فقال النبي -صلى الله عليه وسلم-: "أيها الناس اربعوا على أنفسكم -يعني: هونوا عليها، ولا تشقوا على أنفسكم في رفع الصوت؟- فإنكم لا تدعو أصم ولا غائباً، إنما تدعون سميعاً مجيباً قريباً"، وهو الله عز وجل لا يحتاج أن تجهدوا أنفسكم في رفع الصوت عند التسبيح والتحميد والتكبير؛ لأن الله تعالى يسمع ويبصر وهو قريب جل وعلا، مع أنه فوق السماوات لكنه محيط بكل شيء جل وعلا. قوله: "تدعون سميعاً بصيراً قريباً"، وهذه صيغ مبالغة لله؛ لأن له -تعالى- تمام الكمال من هذه الصفات، فلا يفوت سمعه أي حركة وإن خفيت، فيسمع دبيب النملة على الصفاة الصماء في ظلمة الليل، وأخفى من ذلك، كما أنه -تعالى- لا يحجب بصره شيء من الحوائل، فهو يسمع نغماتكم وأصوات أنفاسكم وجميع ما تتلفظون به من كلمات، ويبصر حركاتكم، وهو معكم قريب من داعيه، وهو أيضاً مع جميع خلقه باطلاعه وإحاطته، وهم في قبضته، ومع ذلك

اجمالی معنی:

ابو موسی اشعری رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث میں ہے کہ وہ لوگ ایک سفر میں نبی ﷺ کے ہمراہ تھے۔ وہ بہ آواز بلند تہلیل و تکبیر کر رہے تھے۔ اس پر نبی ﷺ نے فرمایا: "أيها الناس اربعوا على أنفسكم"۔ یعنی اپنے آپ پر کچھ نرمی برتو اور آواز بلند کر کے اپنے آپ کو مشقت میں نہ ڈالو۔ تم کسی ایسی ذات کو تو پکار نہیں رہے ہو جو بہری اور غیر موجود ہو بلکہ تم تو ایک سمیع و مجیب اور قریب ذات کو پکار رہے ہو یعنی اللہ عزّ وجلّ کو جسے اس بات کی کوئی حاجت نہیں کہ تم تسبیح و تحمید اور تکبیر کہتے ہوئے آواز بلند کر کے اپنے آپ کو مشقت میں ڈالو۔ کیونکہ اللہ سنتا بھی اور دیکھتا بھی اور وہ قریب بھی ہے اگرچہ وہ آسمانوں سے اوپر ہے تاہم وہ ہر شے کو محیط ہے۔ عزوجل۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ: "تدعون سميعاً بصيراً قريباً" یہ اللہ تعالی کے لیے مبالغے کے صیغے ہیں کیونکہ اللہ تعالی میں یہ صفات بدرجہ اتم موجود ہیں چنانچہ کوئی بھی جنبش چاہے وہ کتنی بھی مخفی ہو اس کی سماعت سے نہیں چوکتی۔ وہ رات کے اندھیرے میں چکنے سخت پتھر پر چلتی ہوئی چیونٹی کے رینگنے کی آواز کو بھی سنتا ہے بلکہ اس سے بھی مخفی آوازوں کو سنتا ہے جیسا کہ اللہ تعالی کی آنکھوں کے سامنے کوئی پردہ حائل نہیں ہوتا۔ وہ تمہاری سُروں اور تمہارے سانس کی آوازوں اور ہر ان کلمات کو سنتا ہے جو تم بولتے ہو اور تمہاری حرکات کو دیکھتا ہے۔ وہ اپنے پکارنے والے کے قریب ہوتا ہے۔ وہ تمام مخلوق سے آگاہ ہے اور ان کا احاطہ کیے ہوئے ہے اور وہ سب اس کے قبضہ میں ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ وہ اپنے عرش پر ہے اور اپنی تمام مخلوقات سے بالاتر ہے۔ اپنی تمام مخلوقات میں سے اس پر کوئی شے پوشیدہ نہیں چاہے وہ کوئی بھی ہو۔ سمع و بصر اور قرب اللہ کی صفات ہیں جو

هو على عرشه عال فوق جميع مخلوقاته، ولا يخفى عليه خافية في جميع مخلوقاته مهما كانت. والسمع والبصر والقرب صفات ثابتة لله -عز وجل- على الوجه اللائق به، من غير تكييف ولا تمثيل ولا تحريف ولا تأويل.	*اس کے لیے بلا تکییف و تمثیل اور بلا تحریف و تاویل اس انداز میں ثابت ہیں جو اس کی ذات کے شایانِ شان ہے۔*

راوي الحديث: متفق عليه واللفظ للبخاري

التخريج: أبو موسى الأشعري –رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين

معاني المفردات:

- أشرفنا على وادٍ : اطّلَعنا عليه من فوق، أي: أقبلنا عليه.
- هللنا : قلنا: لا إله إلا الله.
- اربعوا : ارفقوا
- كبر : قال الله أكبر

فوائد الحديث:

١. كراهية رفع الصوت بالذكر والدعاء.
٢. إثبات السمع والبصر والقرب لله تعالى بلا تحريف ولا تمثيل، ولا تكييف ولا تعطيل.
٣. تفسير معية الله، وأنها معية علم بكافة الخلق، ورعاية وقرب للمؤمنين.
٤. إشفاق النبي -صلى الله عليه وسلم- على أصحابه.

المصادر والمراجع:

بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين؛ تأليف سليم الهلالي، دار ابن الجوزي. رياض الصالحين من كلام سيد المرسلين؛ للإمام أبي زكريا النووي، تحقيق د. ماهر الفحل، دار ابن كثير-دمشق، الطبعة الأولى، ١٤٢٨هـ. شرح أسماء الله الحسنى في ضوء الكتاب والسنة؛ تأليف د. سعيد القحطاني. شرح رياض الصالحين؛ للشيخ محمد بن صالح العثيمين، مدار الوطن-الرياض، ١٤٢٦هـ. شرح كتاب التوحيد من صحيح البخاري؛ للشيخ عبدالله الغنيمان، مكتبة لينة-دمنهور، الطبعة الأولى، ١٤٠٩هـ. صحيح البخاري –الجامع الصحيح-؛ للإمام أبي عبدالله محمد بن إسماعيل البخاري، عناية محمد زهير الناصر، دار طوق النجاة، الطبعة الأولى، ١٤٢٢هـ. صحيح مسلم؛ للإمام مسلم بن الحجاج، حققه ورقمه محمد فؤاد عبدالباقي، دار عالم الكتب-الرياض، الطبعة الأولى، ١٤١٧هـ. كنوز رياض الصالحين؛ فريق علمي برئاسة أ.د. حمد العمار، دار كنوز إشبيليا-الرياض، الطبعة الأولى، ١٤٣٠هـ. نزهة المتقين شرح رياض الصالحين؛ تأليف د. مصطفى الخِن وغيره، مؤسسة الرسالة-بيروت، الطبعة الرابعة عشر، ١٤٠٧هـ.

الرقم الموحد: (6207)

يؤْتَى بجَهَنَّم يَوْمَئِذٍ لها سَبْعُونَ أَلْفَ زِمَامٍ، مَعَ كُلِّ زِمَامٍ سَبْعُونَ أَلْفَ مَلَكٍ يَجُرُّونَهَا	اس دن جہنم کو اس حالت میں لایا جائے گا کہ اس کی ستر ہزار لگامیں ہوں گی، ہر لگام کے ساتھ ستر ہزار فرشتے ہوں گے جو اسے کھینچ رہے ہوں گے۔
١٨٠٧. الحديث: عن عبد الله بن مسعود -رضي الله عنه- مرفوعاً: «يُؤْتَى بجهنم يومئذ لها سبعون ألف زِمَامٍ مع كل زمام سبعون ألف ملك يَجُرُّونَهَا».	**١٨٠٧. حدیث:** عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت ہے : "اس دن (قیامت کے دن) جہنم کو اس حالت میں لایا جائے گا کہ اس کی ستر ہزار لگامیں ہوں گی، ہر لگام کے ساتھ ستر ہزار فرشتے ہوں گے جو اسے کھینچ رہے ہوں گے۔"
درجة الحديث: صحيح	**حدیث کا درجہ:** صحیح
المعنى الإجمالي: يؤتى بالنار يوم القيامة لها سبعون ألف حبل تقاد به، وفي كل حبل سبعون ألف ملك يجرونها به.	**اجمالی معنی:** قیامت کے دن جہنم کو اس حالت میں لایا جائے گا کہ اس کی ستر ہزار رسیاں ہوں گی جن سے اسے چلایا جارہا ہوگا، اور ہر رسی پر ستر ہزار فرشتے مقرر ہوں گے جو اس کے ذریعے اسے کھینچ رہے ہوں گے۔

راوي الحديث: رواه مسلم.

التخريج: عبد الله بن مسعود -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- يومئذ : هو يوم القيامة.
- زمام : هو ما تقاد به الدابة من حبل وغيره.

فوائد الحديث:

١. عِظم خلق جهنم.
٢. تفصيل لخَلق جهنم، وأن لها أزمة تقاد بها، ولها من يقودها من الملائكة.
٣. بيان عدد الملائكة الذين يجرون جهنم.
٤. يجب الإيمان بخبر الواحد المتعلق بالعقائد والأحكام كهذا الحديث.
٥. تخويف الله لعباده ليتقوه ويعبدوه.

المصادر والمراجع:

دليل الفالحين لطرق رياض الصالحين، لابن علان، تحقيق خليل مأمون شيحا- دار المعرفة –بيروت-الطبعة الرابعة ١٤٢٥ه. كنوز رياض الصالحين، اشراف حمد العمار ، نشر: دار كنوز إشبيليا، الطبعة: الأولى، ١٤٣٠ه ٢٠٠٩م. بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين، للهلالي،دار ابن الجوزي- الطبعة الأولى١٤١٨ه. صحيح مسلم، تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي، نشر: دار إحياء التراث العربي – بيروت. شرح رياض الصالحين؛ للشيخ محمد بن صالح العثيمين، مدار الوطن، الرياض، ١٤٢٦ه. نزهة المتقين شرح رياض الصالحين؛ تأليف د. مصطفى الخِن وغيره، مؤسسة الرسالة-بيروت، الطبعة الرابعة عشرة، ١٤٠٧ه.

الرقم الموحد: (5463)

أحاديث الفقه

اذهب فانظر إليها، فإنه أجدر أن يؤدم بينكما

جاؤاسے دیکھ لوکیوں کہ یہ تمہارے باہمی رشتے کی پائیداری کے لیے نہایت مناسب ہے۔

١٨٠٨. الحديث:

عن المغيرة بن شعبة، قال: أتيتُ النبي -صلى الله عليه وسلم فذكرت له امرأةً أخطِبُها، فقال: «اذهب فانظر إليها، فإنه أجدرُ أن يُؤدِمَ بينكما» ، فأتيت امرأة من الأنصار، فخطَبتُها إلى أبَويها، وأخبرتهما بقول النبي صلى الله عليه وسلم، فكأنهما كرِها ذلك، قال: فسمعت ذلك المرأة، وهي في خِدرها، فقالت: إن كان رسول الله صلى الله عليه وسلم أمرك أن تنظر، فانظر، وإلا فأنشدُك، كأنها أَعْظَمت ذلك، قال: فنظرتُ إليها فتزوجتُها، فذكر من موافقتها.

١٨٠٨. حدیث:

مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نبی ﷺ کے پاس آیا اور آپ سے ذکر کیا کہ میں ایک عورت کو نکاح کا پیغام دے رہا ہوں، آپ ﷺ نے فرمایا "جاؤاسے دیکھ لوکیوں کہ یہ تمہارے باہمی رشتے کی پائیداری کے لیے نہایت مناسب ہے"، چنانچہ میں ایک انصاریہ عورت کے پاس آیا اور اس کے ماں باپ کے ذریعہ سے اسے پیغام دیا اور نبی اکرم ﷺ کا فرمان سنایا، لیکن ایسا معلوم ہوا کہ اس کو یہ بات پسند نہیں آئی، اس عورت نے پس پردہ یہ بات سنی تو کہا اگر رسول اللہ ﷺ نے دیکھنے کا حکم دیا ہے، تو تم دیکھ لو، ورنہ میں تم کو اللہ تعالیٰ کا واسطہ دلاتی ہوں، گویا کہ اس نے اس چیز کو بہت بڑا سمجھا، مغیرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے اس عورت کو دیکھا اور اس سے شادی کر لی، پھر انھوں نے اس کا ہم مزاج ہونا ذکر کیا۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

دل الحديث على استحباب نظرِ الرجلِ إلى من يريد أن يتزوجها، وأن ذلك أقرب إلى الوفاق والاتفاق بينهما؛ لأنَّ النظر إليها أولى بالإصلاح وإيقاع الألفة والوفاق بينهما، فيكون تزوجها عن معرفة، فلا يكون بعده ندامة غالبًا، ولهذا جاء المغيرة رضي الله عنه يستشير النبي صلى الله عليه وسلم في نكاح امرأة فأمره بالنظر إليها ليتأكد التوافق بينهما ودل على أنه يجب قبول ما جاء عن النبي صلى الله عليه وسلم دون أدنى حرج لأنه لا يأمر صلى الله عليه وسلم إلا بما فيه خير وصلاح.

اجمالی معنی:

اس حدیث میں مرد کے لیے اس خاتون کو دیکھنے کا استحباب ثابت ہوتا ہے جس سے وہ نکاح کا امیدوار ہو اور یہ عمل دونوں کے مابین باہمی موافقت اور اتفاق پیدا کرنے کا سب سے انتہائی قریب ترین ذریعہ ہے اور اس کو دیکھنا، دونوں میں باہمی اصلاح قائم کرنے اور الفت و موافقت پیدا کرنے کا موزوں ترین عمل ہے نیز اس کے بعد ہونے والا نکاح علم و آگہی کے ساتھ ہوگا اور عموماً اس کے بعد ندامت و شرمندگی کا سامنا نہیں ہوتا، یہی وجہ ہے کہ مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ نے ایک خاتون سے نکاح کرنے کے سلسلہ میں نبی ﷺ سے مشورہ طلب کیا تو آپ ﷺ نے انہیں اس خاتون کو دیکھنے کی ہدایت فرمائی تاکہ دونوں کے مابین موافقت کا حصول یقینی ہوجائے۔ نیز اس حدیث میں یہ بھی دلیل ہے کہ نبی ﷺ سے وارد ہونے والے ہر بات کو ذرہ برابر تامل کیے بغیر قبول کرنا واجب ہے کیوں کہ آپ ﷺ کے فرامین میں خیر و بھلائی اور درستگی و نیکی کے سوا کچھ نہیں ہوتا۔

راوي الحديث: رواه الترمذي والنسائي وابن ماجه وأحمد.

التخريج: المغيرة بن شعبة -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: سنن الترمذي.

معاني المفردات:

- أجدر : أحرى وأليق.
- يُؤدِم : من الأُدْم وهو الألفة والاتفاق.

- كرها ذَلِك : أَي طَبْعا لَا إنكارا لأمره -صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ-، ولذا سلمت به المرأة في الأخير لأنه أمر الشرع.
- خِدْرِهَا : سِتْرِهَا, يُرِيدُ أَنَّهَا كَانَتْ بِكْرًا.
- وَإِلَّا فَإِنِّي أَنْشُدُكَ : أَسْأَلُكَ بِاللَّهِ أَنْ لَا تَنْظُرَ إِلَيَّ.
- فَذكر من موافقتها : ذكر أن تِلْكَ الْمَرْأَة وَافَقت طبعه؛ لأنه رأى قبل النِّكَاح مَا يدعوا مِنْهَا اليه بقول النَّبِي -صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.-

فوائد الحديث:

١. إباحة نظر الخاطب إلى مخطوبته قبل أن يتزوّجها؛ وذلك ليكون داعيًا لنكاحها، أو دافعًا لتركها.

٢. مراعاة مصالح العباد بما فيه تنظيم معاشهم ومعادهم.

المصادر والمراجع:

-سنن الترمذي, ت:محمد فؤاد عبد الباقي , مكتبة ومطبعة مصطفى البابي الطبعة: الثانية، ١٣٩٥ هـ - سنن للنسائي, تحقيق: عبد الفتاح أبو غدة, مكتب المطبوعات الإسلامية الطبعة: الثانية، ١٤٠٦ - سنن ابن ماجه المؤلف: ت: محمد فؤاد عبد الباقي, دار إحياء الكتب العربية - مسند أحمد، تحقيق شعيب الأرنؤوط. الناشر : مؤسسة الرسالة الطبعة : الأولى ، ١٤٢١ هـ - ٢٠٠١ م - بلوغ المرام من أدلة الأحكام لابن حجر ت: سمير بن أمين الزهري, دار الفلق - ط: السابعة، ١٤٢٤ هـ- شرح سنن النسائي المسمى «ذخيرة العقبى في شرح المجتبى» للإثيوبي, دار آل بروم , الطبعة: الأولى - توضِيحُ الأحكَامِ مِن بُلوُغ المَرَام، للبسام. مكتَبة الأسدي، مكّة المكرّمة.الطبعة: الخامِسَة، ١٤٢٣ هـ - حاشية السندي على سنن ابن ماجه , الناشر: دار الجيل - إنجاح الحاجة لمحمد عبد الغني المجددي الحنفي , الناشر: قديمي كتب خانة - كراتشي - شرح مصابيح السنة للإمام البغوي , ت: لجنة مختصة من المحققين بإشراف: نور الدين طالب, إدارة الثقافة الإسلامية, الطبعة: الأولى، ١٤٣٣ هـ سلسلة الأحاديث الصحيحة، محمد ناصر الدين الألباني، مكتبة المعارف للنشر والتوزيع، الرياض. الطبعة: الأولى، (لمكتبة المعارف)، ١٤١٥ه ". مسند الدارمي المعروف بـ (سنن الدارمي) عبد الله بن عبد الرحمن بن الفضل بن بَهرام بن عبد الصمد الدارمي، التميمي تحقيق: حسين سليم أسد الداراني - دار المغني للنشر والتوزيع، المملكة العربية السعودية الطبعة: الأولى، ١٤١٢ هـ - ٢٠٠٠ م

الرقم الموحد: (58062)

ارجع فأحسن وضوءك	واپس جاؤ اور اچھی طرح سے وضو کرو۔
١٨٠٩. الحديث: عن عمر بن الخطاب: أن رجلا توضأ، فترَك مَوْضِع ظُفُر على قَدَمِه، فَأَبْصَرَهُ النبي -صلى الله عليه وسلم- فقال: «ارْجِع فَأَحْسِنْ وُضُوءَكَ» فرجَع، ثم صلَّى.	**١٨٠٩. حدیث:** عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ ایک آدمی نے وضو کیا تو اپنے پاؤں پر ایک ناخن کی جگہ کو (دھوئے بغیر) چھوڑ دیا۔ نبی ﷺ نے جب اسے دیکھا تو فرمایا: "واپس جاؤ اور اچھی طرح سے وضو کرو"۔ چنانچہ وہ شخص واپس ہوگیا اور پھر نماز پڑھی۔
درجة الحديث: صحيح	**حدیث کا درجہ:** صحیح
المعنى الإجمالي: يخبر عمر بن الخطاب -رضي الله عنه- أن رجلا توضأ ولم يتم وضوؤه كما أمره الله، بل تَرك مَوْضِع ظُفُر على قَدَمِه، فتجاوزه من غير أن يَمُرَّ عليه الماء، فرأى النبي -صلى الله عليه وسلم- ذلك، فأمره النبي -صلى الله عليه وسلم- أن يرجع فيتوضأ وضوءا يأتي به على الوجه المشروع، بحيث لا يترك أي جزء من أجزاء الأعضاء التي يجب استيعابها بالماء، فرجع الرجل فتوضأ ثم صلى.	**اجمالی معنیٰ:** عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ بیان کر رہے ہیں کہ ایک شخص نے وضو کیا، تاہم اس طرح مکمل طور پر نہیں کیا، جس کا اللہ تعالی نے حکم دیا ہے؛ بلکہ اپنے پاؤں میں ایک ناخن کے برابر جگہ پر سے پانی گزارے بغیر ہی اسے چھوڑ دیا۔ نبی ﷺ نے جب یہ دیکھا، تو اسے حکم دیا کہ وہ واپس جا کر پھر سے مشروع طریقے سے وضو کرے، بایں طور کہ اعضاے وضو کے ان اجزا میں سے کسی بھی جز کو نہ چھوڑے، جن تک پوری طرح سے پانی بہانا واجب ہے۔ چنانچہ اس نے واپس جا کر دوبارہ وضو کیا اور پھر نماز پڑھی۔

راوي الحديث: رواه مسلم.

التخريج: عمر بن الخطاب -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: بلوغ المرام.

معاني المفردات:

- قَدَمه : القَدَم ما يَطأُ الأرضَ من رِجْلِ الإنسان.

فوائد الحديث:

١. تعيُّن الماء في الوضوء؛ فلا يقوم غيره مقامه.
٢. وجوب المبَادَرة إلى الأمرِ بالمعروف، وإرشادِ الجاهلِ والغَافل؛ لتصحيح عبادته.
٣. حسن طريقة النبي -صلى الله عليه وسلم- في إنكار المنكر.
٤. وجوب تعميم أعضاء الوضوء بالماء، وأنَّ من ترك جزءًا من العضو -ولو يسيرا- لم يصح معه الوضوء ولزمته الإعادة إذا كان الفاصل طويلا.
٥. مشروعية إحسان الوضوء، وذلك بإتمامه وإسْبَاغه على الوجه المأمور به شرعا.
٦. أنَّ القدمين من أعضاء الوضوء، وأنَّه لا يكفي فيهما المسح، بل لابدَّ من الغسل؛ كما جاء صريحًا (يا أيها الذين آمنوا إذا قمتم إلى الصلاة فاغسلوا وجوهَكم وأيديكم إلى المرافق وامسحوا برؤوسكم وأرجلَكم إلى الكعبين) [المائدة: ٦] الأرجل معطوفة على الوجوه لذلك نصبت.
٧. وجوب الموالاة بين أعضاء الوضوء؛ فإنَّ النَّبي -صلى الله عليه وسلم- أمره بأنْ يرجع ليحسن وضوءه كله، من أجل تأخير غسل الرِّجْلِ عن بقيَّة الأعضاء، ولو لم تعتبر الموالاة لاقتصر على أمره بِغَسْلِ ما تركه فقطْ. والموالاة: أن لا يؤخر غسل عضو حتى ينشف الذي قبله في زمن معتدل.
٨. أن الجهل والنسيان لا يسقطان الواجب، وإنما يسقطان الإثم؛ فهذا الرجل الذي لم يُسْبِغ وضوءه لجهله لم يسقط عنه النبي -صلى الله عليه وسلم- الواجب، وهو الوضوء، وإنما أمره أن يحسِّنه، أي: يعيده كما جاء صريحا في الرواية الأخرى.

المصادر والمراجع:

تسهيل الإلمام بفقه الأحاديث من بلوغ المرام، صالح بن فوزان بن عبد الله الفوزان، اعتنى بإخراجه عبدالسلام بن عبد الله السليمان، الطبعة: الأولى ١٤٢٧هـ، ٢٠٠٦م. توضيح الأحكام مِن بلوغ المرام، عبد الله بن عبد الرحمن البسام، مكتبة الأسدي، مكة المكرّمة، الطبعة: الخامِسَة ١٤٢٣هـ، ٢٠٠٣م. شرح سنن أبي داود، عبد المحسن بن حمد بن عبد المحسن العباد، نسخة الإلكترونية. صحيح مسلم، مسلم بن الحجاج القشيري النيسابوري، تحقيق محمد فؤاد عبد الباقي، دار إحياء التراث العربي، بيروت، الطبعة: ١٤٢٣هـ.

الرقم الموحد: (8386)

استنزهوا من البول؛ فإن عامة عذاب القبر منه	پیشاب (کے چھینٹوں) سے بچو؛ کیوں کہ عموما قبر کا عذاب اسی وجہ سے ہوتا ہے۔
١٨١٠. الحديث: عن أبي هريرة -رضي الله عنه- مرفوعًا: «اسْتَنْزِهوا من البول؛ فإنَّ عامَّة عذاب القبر منه».	**١٨١٠. حديث:** ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "پیشاب (کے چھینٹوں) سے بچو؛ کیوں کہ عموم قبر کا عذاب اسی وجہ سے ہوتا ہے۔"
درجة الحديث: صحيح	**حديث کا درجہ:** صحیح
المعنى الإجمالي: يبين لنا النبي -صلى الله عليه وسلم- في هذا الحديث أحد أسباب عذاب القبر، وهو الأكثر شيوعاً، ألا وهو عدم الاستنزاه والطهارة من البول.	**اجمالی معنی:** اس حدیث میں نبی ﷺ عذاب قبر کے اسباب میں سے ایک سبب کو ہمارے لیے بیان فرما رہے ہیں، جو کہ بہت زیادہ پایا جاتا ہے، یعنی پیشاب سے نہ بچنا اور اس سے پاک صاف نہ رہنا۔

راوي الحديث: رواه الدارقطني.

التخريج: أبو هريرة - رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: بلوغ المرام.

معاني المفردات:

- استنزهوا : اطلبوا النزاهة بابتعادكم عن البول.
- عامة : أكثر.

فوائد الحديث:

١. الحرص على التنزه والابتعاد من البول، بأن لا يصيبه في بدنه ولا ثوبه.
٢. الأفضل المبادرة بغسله، والطهارة منه بعد إصابته؛ لئلا تصاحبه النجاسة، أما وجوب إزالتها فيكون عند الصلاة.
٣. أن البول نجس، فإذا أصاب بدناً أو ثوباً أو بقعة، نجسها؛ فلا تصح بذلك الصلاة؛ لأن الطهارة من النجاسة أحد شروطها.
٤. أن ترك التنزه من البول من كبائر الذنوب.
٥. ثبوت عذاب القبر، وهو ثابت بالكتاب والسنة والإجماع.
٦. إثبات الجزاء في الآخرة، فأول مراحل الآخرة هي القبور، فالقبر: إما روضة من رياض الجنة، أو حفرة من حفر النار.

المصادر والمراجع:

سنن الدارقطني،أبو الحسن علي بن عمر الدارقطني، تحقيق: شعيب الارنؤوط وآخرون، نشر: مؤسسة الرسالة، بيروت، لبنان، الطبعة: الأولى، ١٤٢٤هـ، ٢٠٠٤م. إرواء الغليل في تخريج أحاديث منار السبيل، محمد ناصر الدين الألباني، إشراف: زهير الشاويش، المكتب الإسلامي، بيروت، الطبعة: الثانية ١٤٠٥هـ ١٩٨٥م. توضيح الأحكام مِن بلوغ المرام، عبد الله بن عبد الرحمن البسام، مكتبة الأسدي، مكة المكرّمة، الطبعة: الخامِسَة ١٤٢٣هـ ٢٠٠٣م. منحة العلام في شرح بلوغ المرام، عبد الله صالح الفوزان، دار ابن الجوزي، الطبعة: الأولى ١٤٢٨هـ ١٤٣٢هـ. تسهيل الإلمام بفقه الأحاديث من بلوغ المرام، صالح بن فوزان بن عبد الله الفوزان، اعتنى بإخراجه عبدالسلام بن عبد الله السليمان، الرسالة، بيروت، الطبعة: الأولى ١٤٢٧هـ ٢٠٠٦م. فتح ذي الجلال والإكرام بشرح بلوغ المرام للشيخ ابن عثيمين- المكتبة الإسلامية القاهرة- تحقيق صبحي رمضان وأم إسراء بيومي- الطبعة الأولى ١٤٢٧هـ.

الرقم الموحد: (10044)

اقبل الحديقة وطلقها تطليقة

١٨١١. الحديث:

عن ابن عباس أن امرأة ثابت بن قيس أتت النبي -صلى الله عليه وسلم- فقالت: يا رسول الله، ثابت بن قيس، ما أَعْتِبُ عليه في خُلُقٍ ولا دِيْنٍ، ولكني أكره الكفر في الإسلام، فقال رسول الله -صلى الله عليه وسلم-: «أتردين عليه حديقته؟» قالت: نعم، قال رسول الله -صلى الله عليه وسلم-: «اقبل الحديقة وطلقها تطليقة».

درجة الحديث: صحيح

المعنى الإجمالي:

أفاد هذا الحديث أن امرأة ثابت بن قيس -رضي الله عنه وعنها- وكان ثابت من خيار الصحابة: جاءت إلى رسول الله -صلى الله عليه وسلم-، وأخبرته أنها لا تنكر من أمر ثابت -رضي الله عنه- خُلُقًا ولا دينًا، فهو من أحسن الصحابة خلقًا وديانةً، ولكنها كرهت إن بقيت معه أن يحصل منها كفران العشير بالتقصير في حقه، وكفران العشير مخالف لشرع الله، و كان سبب كراهتها له دَمَامَةُ خِلْقَتِهِ -رضي الله عنه- كما في بعض الروايات، فلم يكن جميلاً، فعرض -عليه الصلاة والسلام- على ثابت أن ترد عليه امرأته الحديقة التي أعطاها إياها مهرًا، ويطلقها تطليقة تكون بها بائنًا، ففعل -رضي الله عنه-، وهذا الحديث أصل في باب الخلع عند الفقهاء -رحمهم الله-.

باغ قبول کرلواوراسے ایک طلاق دے دو۔

١٨١١. حدیث:

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ کی بیوی نبی ﷺ کے پاس آئی اور کہنے لگی "یا رسول اللہ!مجھے ثابت بن قیس کے اخلاق اور دین کی وجہ سے ان سے کوئی شکایت نہیں ہے، البتہ میں اسلام میں کفر کو پسند نہیں کرتی"۔ اس پر رسول اللہ ﷺ نے اس سے پوچھا: "کیا تم ان کا باغ (جو انہوں نے مہر میں دیا تھا) واپس کر سکتی ہو؟"۔ اس نے کہا: "جی ہاں"۔ رسول اللہ ﷺ نے (ثابت رضی اللہ عنہ سے) فرمایا: "باغ قبول کرلواوراسے ایک طلاق دے دو"۔

حدیث کا درجہ: صحیح

اجمالی معنیٰ:

اس حدیث میں اس بات کا بیان ہے کہ ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ جو اکابرِ صحابہ میں سے تھے، ان کی بیوی رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور آپ ﷺ کو بتایا کہ ثابت رضی اللہ عنہ میں انہیں ان کے اخلاق یا دین کے اعتبار سے کوئی بھی بات ناپسند نہیں ہے۔ اخلاقی اور دینی لحاظ سے وہ بہترین صحابہ میں سے ہیں تاہم انہیں یہ ناپسند ہے کہ اگر وہ ان کے ساتھ رہیں تو کہیں ان کے حق میں کوتاہی کی وجہ سے وہ خاوند کی نافرمانی کی مرتکب نہ ہو جائیں جب کہ خاوند کی نافرمانی اللہ کی شریعت کے مخالف ہے۔ ان کی ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ کو ناپسند کرنے کی وجہ یہ تھی کہ وہ جسمانی طور پر بدنما تھے اور خوبصورت نہیں تھے جیسا کہ بعض روایات میں آیا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے ثابت رضی اللہ عنہ کے سامنے یہ بات رکھی کہ ان کی بیوی انہیں وہ باغ واپس کر دیتی ہے جو انہوں نے اسے بطور مہر دیا تھا اور وہ انہیں ایک طلاق دے دیں جس سے وہ ان سے الگ ہو جائے۔ ثابت رضی اللہ عنہ نے ایسا کر لیا۔ فقہاء رحمہم اللہ کے ہاں یہ حدیث خلع کے باب میں بنیادی دلیل کی حیثیت رکھتی ہے۔

راوي الحديث: رواه البخاري.

التخريج: ابن عباس -رضي الله عنهما-

مصدر متن الحديث: بلوغ المرام.

معاني المفردات:

- ما أعيب عليه : ما أجد عيبًا فيه، لا في دينه، ولا في خلقه وعشرته.
- خُلُقٍ : بضم الخاء المعجمة، وضم اللام: صفات حميدة باطنة، ينشأ عنها معاشرة كريمة.
- أكره الكفر في الإسلام : المراد بالكفر: كفران العشير والتقصير فيما يجب له بسبب شدة البغض له.
- حديقته : هو البستان يكون عليه حائط، وكان قد أصدقها بستانًا.

• اقبل الحديقة وطلقها تطليقة : والأمر له أمر إيجاب ما دام أنه تعذرت العشرة بينهما، فيطلقها تطليقة واحدة ولا يزيد وهي طلقة بائنة.

فوائد الحديث:

١. ثبوت الخلع، وأنه فرقة جائزة في الشريعة بأن تفتدي الزوجة بما تدفعه للزوج مقابل الفسخ.

٢. أن طلب الزوجة للخلع مباح إذا كرهت الزوج، إما لسوء عشرته معها، أو دمامته، أو نحو ذلك من الأمور المنفرة.

٣. قيد بعض العلماء الإباحة للزوجة بالطلب بما إذا لم يكن زوجها يحبها، فإن كان يحبها، فيستحب لها الصبر عليه.

٤. أنه ينبغي للزوج إجابة طلبها إلى الخلع إذا طلبته؛ لقوله -صلى الله عليه وسلم-: "اقبل الحديقة، وطلقها تطليقة."

٥. يجب أن يكون الخلع على عوض؛ لقوله تعالى-صلى الله عليه وسلم-: "اقبل الحديقة، وطلقها تطليقة."

٦. أنه لابد في الخلع من صيغة قولية؛ لقوله: "وطلقها تطليقة."

٧. يستدل بالحديث على أنه يجوز إيقاع الخلع زمن الحيض، لأن النبي -عليه الصلاة والسلام- لم يستفصل امرأة ثابت أهي على طهر أم حيض، فدل ذلك على الجواز.

المصادر والمراجع:

-صحيح البخاري -الجامع الصحيح-؛ للإمام أبي عبد الله محمد بن إسماعيل البخاري، عناية محمد زهير الناصر، دار طوق النجاة، الطبعة الأولى، ١٤٢٢هـ. - منحة العلام في شرح بلوغ المرام: تأليف عبد الله الفوزان-طبعة دار ابن الجوزي-الطبعة الأولى ١٤٢٨. - توضيح الأحكام شرح بلوغ المرام: تأليف عبد الله البسام- مكتبة الأسدي –مكة المكرمة –الطبعة: الخامِسَة، ١٤٢٣ هـ - ٢٠٠٣ م. - تسهيل الإلمام بفقه الأحاديث من بلوغ المرام: تأليف الشيخ صالح الفوزان- عناية عبد السلام السليمان - مؤسسة الرسالة الطبعة الأولى. - فتح ذي الجلال والإكرام بشرح بلوغ المرام للشيخ ابن عثيمين- المكتبة الإسلامية القاهرة- تحقيق صبحي رمضان وأم إسراء بيومي- الطبعة الأولى ١٤٢٧. - بلوغ المرام من أدلة الأحكام، لابن حجر. دار القبس للنشر والتوزيع، الرياض - المملكة العربية السعودية الطبعة: الأولى، ١٤٣٥ هـ - ٢٠١٤ م.

الرقم الموحد: (58133)

اقتلوا الأسودين في الصلاة: الحية، والعقرب	نماز میں دو سیاہوں (یعنی) سانپ اور بچھو کو مار ڈالو۔
١٨١٢. الحديث: عن أبي هريرة -رضي الله عنه- قال: قال رسول الله -صلى الله عليه وسلم-: «اقتلوا الأسودَين في الصلاة: الحيَّة، والعقرب».	**١٨١٢. حدیث:** ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''نماز میں دونوں کالوں (یعنی) سانپ اور بچھو کو (اگر دیکھو تو) مار ڈالو''۔
درجة الحديث: صحيح	**حدیث کا درجہ:** صحیح
المعنى الإجمالي: يبين الحديث الشريف استحباب قتل الحية والعقرب حال الصلاة؛ لأنه ورد الأمر بذلك وذلك لأن حركة القتل محدودة لا تبطل الصلاة.	**اجمالی معنی:** حدیث شریف سے واضح ہوتا ہے کہ حالتِ نماز میں سانپ اور بچھو کو مارنا مستحب ہے۔ کیوں کہ اس کا حکم وارد ہوا ہے۔ یہ اس لیے ہے کہ قتل کے لیے درکار حرکت محدود ہوتی ہے، اس سے نماز باطل نہیں ہوتی۔

راوي الحديث: رواه أبو داود الترمذي النسائي ابن ماجه أحمد الدارمي.

التخريج: أبو هريرة -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: بلوغ المرام من أدلة الأحكام.

معاني المفردات:

- اقتلوا الأسودين : تثنية أسود، يطلق على الحية والعقرب على أيِّ لون كانا، ولو لم يكونا أسودين، وتسميتهما بذلك من باب التغليب؛ لأن المسمى بالأسود في الأصل: الحية.
- الحية والعقرب : بيان للأسودين، والحية: دابة من الزواحف، طويلة البطن، جسمها محرشف، عديم الأطراف، وهي أنواع، بعضها أخبث من بعض، وهي تلدغ بواسطة العضِّ بفمها، ثم تفرز مادة سامة تنتقل إلى اللديغ. والعقرب: دابة معروفة، تلسع بشوكة في طرف ذيلها، فتفرز مادة سامة، وهو لفظ يطلق على الذكر والأنثى.

فوائد الحديث:

١. استحباب قتل الحية والعقرب في الصلاة.

٢. أنَّ هذه حركة قليلة محمودة، فلا تبطل الصلاة ولا تنقصها، ولو لم تكن من مصلحة الصلاة.

٣. مشروعية قتل كل مؤذٍ من الهوام وغيرها، في الصلاة أو خارجها؛ فإنَّه إذا استحب قتل هذه الفواسق في الصلاة، فقتلها خارجها يكون أولى.

المصادر والمراجع:

السنن، لأبي داود سليمان بن الأشعث أبو داود السجستاني الأزدي، دار الفكر، تحقيق : محمد محيي الدين عبد الحميد. سنن الترمذي، لأبي عيسى محمد بن عيسى الترمذي، تحقيق: بشار عواد معروف، دار الغرب الإسلامي – بيروت. السنن، لابن ماجة أبو عبد الله محمد بن يزيد القزويني، تعليق: محمود خليل، مكتبة أبي المعاطي . السنن، أحمد بن شعيب أبو عبد الرحمن النسائي، تحقيق: عبدالفتاح أبو غدة، مكتب المطبوعات الإسلامية – حلب، الطبعة الثانية، ١٤٠٦هـ – ١٩٨٦م. مسند أحمد بن حنبل، لإبي عبد الله أحمد بن محمد بن حنبل، تحقيق أبو المعاطي النوري، عالم الكتب مسند الدارمي المعروف بسنن الدارمي، تأليف الإمَام أَبي مُحَمَّدٍ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بن الفضل الدَّارِمِيَّ، تحقيق: حسين سليم أسد . تسهيل الإلمام بفقه الأحاديث من بلوغ المرام للحافظ أحمد بن علي بن حجر العسقلاني، شرحه الشيخ د. صالح بن فوزان الفوزان، اعتنى بإخراجه: عبد السلام السليمان،ط ١ ،١٤٢٧هـ/٢٠٠٦م. توضيح الأحكام من بلوغ المرام، لعبدالله بن عبد الرحمن البسام، مكتبة الأسدي، مكة، ط الخامسة ١٤٢٣هـ. منحة العلام في شرح بلوغ المرام، تأليف: عبد الله بن صالح الفوزان، ط ١، ١٤٢٧هـ، دار ابن الجوزي.

الرقم الموحد: (10657)

الثيب أحق بنفسها من وليها، والبكر تستأمر، وإذنها سكوتها

شادی شدہ لڑکی، اپنے نفس کی اپنے ولی سے زیادہ حق دار ہے اور کنواری لڑکی سے اس کے بارے میں اجازت لی جائے گی اور اس کی خاموشی ہی اس کی اجازت ہے۔

١٨١٣. الحديث:

عن ابن عباس -رضي الله عنهما- أن النبي -صلى الله عليه وسلم- قال: «الثَّيِّب أحقُّ بنفسها مِن وَلِيِّها، والبِكر تُسْتَأمَر، وإذْنُها سُكُوتها».

١٨١٣. حدیث:

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا کہ "شادی شدہ لڑکی، اپنے نفس کی اپنے ولی سے زیادہ حق دار ہے اور کنواری لڑکی سے اس کے بارے میں اجازت لی جائے گی اور اس کی خاموشی ہی اس کی اجازت ہے“۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

دل الحديث على أن الثيب أحق بنفسها من وليها في الإذن بمعنى أنه لا يزوجها حتى تأذن له بالنطق لأنها أحق منه بالعقد فإن لم ترض فليس للولي مع الثيب أمر, والبكر البالغ يستأذنها وليها في تزويجها, وإذنها سكوتها, وسكوتها إقرارها ولا يجوز إجبارها.

اجمالی معنی:

اس حدیث میں اس مسئلہ کی رہنمائی ملتی ہے کہ شادی شدہ لڑکی اپنی شادی کی اجازت کے تئیں اپنے ولی کے مقابلہ میں ازخود زیادہ حق دار ہے اور یہ اس معنی میں کہ اس کے زبانی اقرار کے بغیر اس کا نکاح نہیں کیا جاسکتا کیونکہ وہ ولی سے زیادہ اپنا نکاح کرنے کا حق رکھتی ہے اور اگر وہ نکاح کے لیے راضی نہ ہو تو اس شادی شدہ کے ساتھ ولی کو کوئی اختیار نہیں رہتا اور بالغ کنواری لڑکی سے اس کا ولی، اس کے نکاح کی اجازت طلب کرے گا اور اس کی خاموشی ہی اس کی جانب سے اجازت اور اس کا اقرار ہے اور خیال رہے کہ اس کا نکاح بھی زبردستی کرنا جائز نہیں۔

راوي الحديث: رواه مسلم.

التخريج: عبد الله بن عباس -رضي الله عنهما-

مصدر متن الحديث: بلوغ المرام.

معاني المفردات:

- الثَّيِّب : يطلق على الذكر والأنثى، وهو من ليس ببكر.
- أحق بنفسها : صيغة التفضيل المقتضية للمشاركة في الحق, والمعنى أن لها في نفسها في النكاح حقًّا, ولوليها حقًّا, وحقها أوكد من حقه, فلو أراد تزويجها كفأً وامتنعت لم تجبر, ولو أرادت الزواج من كفء فامتنع الولي أجبر, فإن أصر زوجها القاضي.
- البكر : بكسر الباء جمعه أبكار، وهو الذي لم يتزوج من ذكر وأنثى
- وليها : الولي هو أقرب الرجال إلى المرأة من عصبتها
- حتى تستأمر : من الاستئمار طلب الأمر, أي حتى يؤخذ أمرها.

فوائد الحديث:

١. النَّهي عن نكاح الثيب قبل استئمارها، وإذنها في ذلك إذنًا صريحًا, وقد ورد النَّهي بصيغة النفي، ليكون أبلغ، فيكون عقد النكاح الخالي من إذنها باطلًا.

٢. النَّهي عن نكاح البكر قبل استئذانها، ويقتضي طلب إذنها فيه، أنَّ نكاحها بدونه باطل أيضًا.

٣. يفيد طلب إذنها أنَّ المراد بها البنت البالغة التي عرفت أمور النكاح، والزوج الصالح من غيره؛ ليكون لإذنها اعتبارٌ ومعنى، هذه هي التي يؤخذ إذنها.

٤. البكر يكفي في إذنها السكوت؛ لحيائها غالبًا عن النطق، والأحسن أن يجعل لموافقتها بالسكوت أجلاً، تعلم به أنَّها بعد انتهاء مدته راضية، يعتبر سكوتها إذنًا منها وموافقةً.

٥. لا يكفي في استئمار الثيب واستئذان البكر مجرد الإخبار بالزواج، واسم الزوج، بل لابد من تعريفها بالزوج تعريفًا كاملًا.

٦. حكمة الشرع في التفريق بين الثيب والبكر.

٧. مراعاة العلل والمعاني في الأحكام, ووجهه: أنه إنما فرق بين البكر والثيب؛ لأن البكر تستحي غالبا ولا تتمكن من المشاورة والائتمار فجعل لها الإذن فقط.

٨. الحديث دليل على اشتراط الولي في النكاح, لمجيء صيغة التفضيل الدالة على المشاركة والمفاضلة.

المصادر والمراجع:

-صحيح مسلم .ط دار إحياء التراث العربي .تحقيق محمد فؤاد عبد الباقي. - توضِيحُ الأحكَامِ مِن بُلُوُغ المَرَام، للبسام. مكتَبة الأسدي، مكّة المكرّمة.الطبعة: الخامِسَة، ١٤٢٣ هـ- ٢٠٠٣ م - بلوغ المرام من أدلة الأحكام، لابن حجر. دار القبس للنشر والتوزيع، الرياض - المملكة العربية السعودية الطبعة: الأولى، ١٤٣٥ هـ- ٢٠١٤ م - سبل السلام للصنعاني، نشر: دار الحديث. - فيض القدير شرح الجامع الصغير للمناوي, المكتبة التجارية الكبرى , الطبعة: الأولى، ١٣٥٦ - فتح ذي الجلال والإكرام شرح بلوغ المرام لمحمد بن صالح بن محمد العثيمين، تحقيق: صبحي بن محمد رمضان، وأم إسراء بنت عرفة، ط١، المكتبة الإسلامية، مصر، ١٤٢٧هـ - منحة العلام في شرح بلوغ المرام، تأليف : عبد الله بن صالح الفوزان، الناشر : دار ابن الجوزي الطبعة : الأولى ، ١٤٢٧ هـ ـ ١٤٣١ هـ- تسهيل الالمام، للشيخ صالح الفوزان. طبعة الرسالة. الطبعة الأولى ١٤٢٧ – ٢٠٠٦ م.

الرقم الموحد: (58068)

العائد في هبته، كالعائد في قيئه

اپنا دیا ہوا ہدیہ واپس لینے والا ایسا ہے جیسے اپنی کی ہوئی قے کو چاٹنے والا(کُتّا) ہو۔

١٨١٤. الحديث:

عن عبد الله بن عباس -رضي الله عنهما- مرفوعاً: "العائد في هِبَتِهِ، كالعائد في قَيْئِهِ". وفي لفظ: "فإن الذي يعود في صدقته: كالكلب يَقِيءُ ثم يعود في قيئه".

١٨١٤. حدیث:

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما آپ ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ اپنا دیا ہوا ہدیہ واپس لینے والا ایسا ہے جیسے اپنی کی ہوئی قے کو چاٹنے والا(کُتّا) ہو۔ دوسری روایت کے الفاظ ہیں کہ جو شخص صدقہ کرکے واپس لیتا ہے وہ اس کتے کی طرح ہے جو قے کرکے پھر چاٹ جاتا ہے۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

ضرب النبي صلى الله عليه وسلم مثلا للتنفير من العود في الهدية بأبشع صورة وهي أن العائد فيها، كالكلب الذي يقيء ثم يعود إلى قيئه فيأكله مما يدل على بشاعة هذه الحال وخستها، ودناءة مرتكبها.

اجمالی معنی:

آپ ﷺ نے ہدیہ واپس لینے سے نفرت دلانے کے لیے بہت بُری مثال بیان فرمائی ہے کہ ہدیہ دے کر واپس لینے والا اس کُتے کی طرح ہے جو قے کرے اور اس کی طرف لوٹ کر اسے چاٹتا ہے۔ یہ مثال اس کی بُرائی، شناعت اور اوچھے پن پر دلالت کرتی ہے۔

راوي الحديث: متفق عليه

التخريج: عبد الله بن عباس- رضي الله عنهما.

مصدر متن الحديث: عمدة الأحكام

معاني المفردات:

- العائد في هبته" : هنا مشبه ومشبه به ، المشبه: العائد الذي يرجع في هديته، والمشبه به: الكلب، والجامع بينهما: أشار إليه بقوله: " يقيء ثم يعود في قيئه" أي كالكلب في رجوعه في قيئه ، يعني: أن الكلب يقيء ما في بطنه من الطعام ثم يرجع فيأكل هذا القيء، وذلك لأن الكلب إذا جاع أكل ما يليه ، فأي شيء يصادفه يأكله.
- "يقيء" : مصدر قاء: أي أخرج ما بداخل بطنه من فمه.
- ثم يعود في قيئه" : أي ما تقيأه ، أي يعود يأكل في قيئه.

فوائد الحديث:

١. -الحديث دليل على تحريم العود في الهبة ، لأن هذا من لؤم الطبع والدناءة، يقول ابن دقيق العيد: وقد ورد التشديد في التشبيه من وجهين: أحدهما: تشبيه الراجع بالكلب. الثاني: تشبيه الرجوع فيه بالقيء.
٢. التنفير من ذلك بهذا المثل الذي هو الغاية في البشاعة والدناءة.
٣. استثنى جمهور العلماء من تحريم العودة في الهبة ما يهبه الوالد لولده، فإن له الرجوع في ذلك، عملا بما في السنة من استثناء الوالد مع ولده
٤. أنه لا فرق بين كون الراجع غنيا أو فقيرا ، فلو افتقر الواهب ثم أراد أن يرجع على الموهوب له ، قلنا: لا يجوز
٥. لا فرق بين أن يرجع على الموهوب له بصيغة صريحة أو بحيلة ، مثال الصيغة الصريحة: أن يذهب إليه ويقول : أعطني ما وهبتك. والحيلة: أن يشتريه منه بأقل من ثمنه.

المصادر والمراجع:

-صحيح البخاري –الجامع الصحيح-؛ للإمام أبي عبد الله محمد بن إسماعيل البخاري، عناية محمد زهير الناصر، دار طوق النجاة، الطبعة الأولى، ١٤٢٢هـ - صحيح مسلم؛ للإمام مسلم بن الحجاج، حققه ورقمه محمد فؤاد عبد الباقي، دار عالم الكتب-الرياض، الطبعة الأولى، ١٤١٧هـ - تيسير العلام شرح عمدة الأحكام-عبد الله البسام-تحقيق محمد صبحي حسن حلاق- مكتبة الصحابة- الشارقة- الطبعة العاشرة- ١٤٢٦هـ. - منحة العلام

في شرح بلوغ المرام:تأليف عبد الله الفوزان-طبعة دار ابن الجوزي-الطبعة الأولى ١٤٢٨ - فتح ذي الجلال والإكرام بشرح بلوغ المرام للشيخ ابن عثيمين- المكتبة الإسلامية القاهرة- تحقيق صبحي رمضان وأم إسراء بيومي- الطبعة الأولى ١٤٢٧-

الرقم الموحد: (6074)

الغسل يوم الجمعة واجب على كل محتلم، وأن يستن، وأن يمس طيبا إن وجد

جمعہ کے دن ہر بالغ پر غسل کرنا واجب ہے۔ نیز یہ کہ مسواک کرے اور اگر خوش بو میسر ہو تو لگائے۔

١٨١٥. الحديث:

عن عمرو بن سليم الأنصاري قال: أشهد على أبي سعيد قال: أشهد على رسول الله -صلى الله عليه وسلم- قال: «الغُسْل يوم الجمعة واجِب على كل مُحْتَلِمٍ، وأن يَسْتَنَّ، وأن يَمَسَّ طِيبًا إن وجَد».

١٨١٥. حدیث:

عمرو بن سلیم انصاری کہتے ہیں کہ میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے فرمایا تھا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جمعہ کے دن ہر بالغ پر غسل کرنا واجب ہے۔ نیز یہ کہ مسواک کرے اور اگر خوش بو میسر ہو تو لگائے۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

يقول أبو سعيد الخدري -رضي الله عنه-: " أشهد على رسول الله -صلى الله عليه وسلم-" أي أخبركم عن النبي -صلى الله عليه وسلم- خبراً أكيداً صادراً عن يقين وعلم قاطع، أنه -صلى الله عليه وسلم- قال: "الغسل يوم الجمعة واجب على كل محتلم" أي: الغسل يوم الجمعة متأكد على كل ذكر بالغ من المسلمين مطلقاً، جامع أو لم يجامع، أجنب أو لم يجنب، ويخرجه من الوجوب حديث سمرة بن جندب -رضي الله عنه- مرفوعا: "من توضأ يوم الجمعة فبها ونعمت، ومن اغتسل فهو أفضل"، أي: من اكتفى يوم الجمعة بالوضوء فقد أخذ بالرخصة، وأجزأه الوضوء، ونعمت الرخصة، ومن اغتسل، فالغسل أفضل؛ لأنه سنة مستحبة. قوله: "وأن يستن" أي: وأن يستاك، من الاستنان وهو الاستياك. وأما قوله: "وأن يمس طيباً إن وجد" فيعني: وأن يتطّيب بأي رائحة عطرية، والجملتان معطوفتان على الجملة الأولى.

اجمالی معنی:

ابو سعید خدری فرماتے ہیں: "أَشهد على رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم" یعنی میں تمھیں رسول اللہ ﷺ کے حوالے سے ایک یقینی اور علم قطعی پر مشتمل خبر دیتا ہوں اور وہ یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "الغسل يوم الجمعة واجب على كل محتلم" یعنی جمعہ کے دن مطلق طور پر ہر بالغ مسلمان مرد پر غسل واجب ہے؛ چاہے اس نے جماع کیا ہو یا نہ کیا ہو، جنبی ہو یا نہ ہو۔ جب کہ سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ کی حدیث عدم وجوب پر دلالت کرتی ہے، جس میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جس نے جمعے کے دن وضو کیا، اس نے سنت پر عمل کیا اور یہ بہت عمدہ سنت ہے اور جس نے غسل کیا، تو یہ افضل ہے۔" یعنی جس نے جمعے کے دن وضو پر اکتفا کیا، اس نے رخصت کو اختیار کیا اور اس کے لیے وضو کافی ہے اور یہ رخصت بھی سنت ہے۔ البتہ اگر کوئی غسل کرے، تو یہ افضل ہے؛ کیوں کہ یہ پسندیدہ سنت ہے۔ آپ نے فرمایا: "وأن يستن" یعنی مسواک کرے۔ یہ 'استنان' سے ہے، جس کے معنی ہیں مسواک کرنا۔ آپ نے فرمایا: "وأن يمس طيباً إن وجد" یعنی کوئی بھی خوشبو دار شے یسر ہونے پر استعمال کرے۔ دونوں جملوں کا عطف پہلے جملے پر ہوا ہے۔

راوي الحديث: متفق عليه.

التخريج: أبو سعيد الخدري -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: بلوغ المرام.

معاني المفردات:

- واجِب : متأكد، وليس المراد هنا اللزوم، ولكن أصل معنى واجب ما يُثابُ فاعله امتثالًا، ويستحقُّ العقابَ تاركه.
- مُحْتَلِم : بالِغ، سواء كان ذكرًا أو أنثى.
- يَسْتَنّ : يَسْتَاك.

فوائد الحديث:

١. غسل الجمعة لا يجزئ قبل طلوع الفجر؛ لقوله: "يوم الجمعة".

٢. تأكد استحباب غُسل يوم الجمعة على كلِّ رجل بالغ، شريطة أن يكون قاصدا الجمعة.

٣. لما كان المقصود الأول من الاغتسال التَّنَظف والتَّجمل والتَّهيؤ لحضور هذا الجَمْع العظيم، كان من المُنَاسب الاغتسال قبلها لا بعدها، وهو وقتها الشرعي.

٤. أن النَّظافة وإزالة الروائح الكَريهة مطلوبة شرعا للمسلم خاصة عندما يَحضر الاجتماعات الدينية، كيوم الجمعة ويوم العيد وصلاة الجماعة، فالإسلام دِين النَّظافة والجمال والآداب الطَّيبة الحسنة.

٥. تعظَيمِ هذا اليوم الجليل، ويكونُ تعظيمُهُ بشعور القَلب بذلك، وبالاستعدادِ للصلاةِ، واجتماعِهِ بالغُسلِ والطيب واللباسِ الحسن، والتفرُّغ للعِبَادة فيه.

٦. استحباب الاسْتِيَاك للجمعة، وأنه من الأمور المؤكدة.

٧. يُخص من الحديث المرأة إذا راحت للجمعة فإنه لا يجوز لها التَّطَيب؛ لدلالة السُّنة على ذلك.

المصادر والمراجع:

صحيح البخاري، محمد بن إسماعيل البخاري الجعفي، تحقيق: محمد زهير الناصر، دار طوق النجاة (مصورة عن السلطانية بإضافة ترقيم: محمد فؤاد عبد الباقي)، الطبعة: الأولى ١٤٢٢هـ. صحيح مسلم، مسلم بن الحجاج القشيري النيسابوري، تحقيق محمد فؤاد عبد الباقي، دار إحياء التراث العربي، بيروت، الطبعة: ١٤٢٣هـ. مختار الصحاح، زين الدين محمد بن أبي بكر الرازي، تحقيق: يوسف الشيخ محمد، الناشر: المكتبة العصرية، الدار النموذجية، بيروت، صيدا، الطبعة: الخامسة ١٤٢٠هـ، ١٩٩٩م. شرح صحيح البخاري لابن بطال، تحقيق: أبي تميم ياسر بن إبراهيم، نشر: مكتبة الرشد، الرياض، السعودية، الطبعة: الثانية ١٤٢٣هـ، ٢٠٠٣م. المنهاج شرح صحيح مسلم بن الحجاج، أبو زكريا محيي الدين النووي، دار إحياء التراث العربي، بيروت، الطبعة: الثانية ١٣٩٢هـ. توضيح الأحكام شرح بلوغ المرام، عبد الله بن عبد الرحمن البسام، مكتبة الأسدي، مكة المكرمة، الطبعة الخامِسَة، ١٤٢٣هـ، ٢٠٠٣ م. تسهيل الإلمام بفقه الأحاديث من بلوغ المرام، صالح بن فوزان بن عبد الله الفوزان، اعتنى بإخراجه عبدالسلام بن عبد الله السليمان، الرسالة، بيروت، الطبعة: الأولى ١٤٢٧هـ، ٢٠٠٦م. فتح ذي الجلال والإكرام شرح بلوغ المرام، محمد بن صالح العثيمين، تحقيق: صبحي بن محمد رمضان، وأم إسراء بنت عرفة، المكتبة الإسلامية، الطبعة: الأولى ١٤٢٧هـ. منار القاري شرح مختصر صحيح البخاري، حمزة محمد قاسم، راجعه: عبد القادر الأرناؤوط، عني بتصحيحه ونشره: بشير محمد عيون، الناشر: مكتبة دار البيان، دمشق، مكتبة المؤيد، الطائف، الطبعة: ١٤١٠هـ، ١٩٩٠م.

الرقم الموحد: (10036)

اللَّهُمَّ اهدنا فيمن هديت، وعافنا فيمن عافيت، وتولنا فيمن توليت، وبارك لنا فيما أعطيت، وقنا شر ما قضيت، إنك تقضي ولا يقضى عليك، إنه لا يذل من واليت، تبارك ربنا وتعاليت

اللہم اہدنا فیمن ہدیت، وعافنا فیمن عافیت، وتولنا فیمن تولیت، وبارک لنا فیما أعطیت، وقنا شر ما قضیت، إنک تقضي ولا یقضی علیک، إنہ لا یذل من والیت، تبارکت ربنا وتعالیت۔ ترجمہ: ''اے اللہ! مجھے ان لوگوں میں (شامل کرکے) ہدایت دے جنھیں تونے ہدایت بخشی۔ مجھے ان لوگوں میں (شامل کرکے) عافیت عطا فرما جن کو تونے عافیت عطا کی، اور میری نگرانی فرما ان لوگوں میں (شامل کرکے) جن کا تو نگراں بنا، اور جو تونے دیا ہے اس میں میرے لیے برکت عطا فرما، اور جس کا تونے فیصلہ فرما دیا ہے اس کی برائی سے مجھے بچا، اس لیے کہ تو ہی فیصلہ کرتا ہے، تیرے خلاف کوئی فیصلہ نہیں کیا جا سکتا، اور تو جس سے دوستی کرے وہ ذلیل نہیں ہوسکتا۔ اے ہمارے رب! تو برکت والا اور بلند و بالا ہے''۔

١٨١٦. الحديث:

عن عبد الله بن عباس -رضي اله عنهما- قال: كان رسول الله صلى الله عليه وسلم- يُعَلِّمُنا دعاء ندعو به في القنوت من صلاة الصبح: "اللَّهُمَّ اهدني فيمن هديت، وَعَافِنِي فِيمَنْ عَافَيْتَ، وَتَوَلَّنِي فِيمَنْ تَوَلَّيْتَ، وبارك لي فِيمَا أَعْطَيْتَ، وَقِنِي شَرَّ مَا قَضَيْتَ، إِنَّكَ تَقْضِي وَلَا يُقْضَى عَلَيْكَ، وإنه لَا يَذِلُّ مَنْ وَالَيْتَ، وَلَا يَعِزُّ مَنْ عَادَيْتَ، تَبَارَكْتَ رَبَّنَا وَتَعَالَيْتَ».

١٨١٦. حدیث:

عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ہمیں صبح کی نماز میں پڑھنے کے لیے دعائے قنوت سکھایا کرتے تھے: "اللہم اہدنی فیمن ہدیت، وَعافِنی فِیمَن عَافَیت، وَتَوَلَّنی فِیمَن تَوَلَّیت، وبارک لی فِیمَا أَعْطَیت، وَقِنی شَرَّ ما قَضَیت، إنَّکَ تَقضِی وَلَا یُقضَی عَلَیک، وإنہ لَایَذِلُّ مَن وَالَیت، وَلَا یَعِزُّ مَن عَادَیت، تَبَارَکتَ رَبَّنَا وَتَعَالَیتَ"۔ ترجمہ: ''اے اللہ! مجھے ان لوگوں میں (شامل کرکے) ہدایت دے جنھیں تونے ہدایت بخشی۔ مجھے ان لوگوں میں (شامل کرکے) عافیت عطا فرما جن کو تونے عافیت عطا کی، اور میری نگرانی فرما ان لوگوں میں (شامل کرکے) جن کا تو نگراں بنا اور جو تونے دیا ہے اس میں میرے لیے برکت عطا فرما اور جس کا تونے فیصلہ فرما دیا ہے اس کی برائی سے مجھے بچا، اس لیے کہ تو ہی فیصلہ کرتا ہے، تیرے خلاف کوئی فیصلہ نہیں کیا جا سکتا اور تو جس سے دوستی کرے وہ ذلیل نہیں ہو سکتا۔ اور تو جس سے دشمنی کرے وہ عزت نہیں پا سکتا۔ اے ہمارے رب! تو برکت والا اور بلند و بالا ہے۔''

درجة الحديث: ضعيف

حدیث کا درجہ: ضعیف

المعنى الإجمالي:

كان من هديه -عليه السلام- تعليم أصحابه جوامع الدعاء ومن بينها دعاء القنوت الذي رواه ابن عباس -رضي الله عنهما-، ولكنه حديث ضعيف فلا يشرع التزام هذا الدعاء في صلاة الصبح، ولا يمنع ذلك من التعرف على معاني ألفاظه: (في القنوت)، القنوت

اجمالی معنیٰ:

رسول اللہ ﷺ کی طرف سے صحابہ کو بطور تعلیم جو جامع دعائیں تحفے میں دی گئیں ان میں سے ایک دعائے قنوت ہے۔ جس کو ابن عباس رضی اللہ عنہما نے روایت کیا ہے۔ حدیث کے ضعیف ہونے کی وجہ سے نماز فجر میں اس کا التزام مشروع نہیں ہے لیکن اس کے الفاظ کے معانی کی معرفت حاصل کرنے میں کوئی مانع نہیں: ''فی القنوت'' (قنوت میں)۔ قنوت کا کئی معانی پر اطلاق ہوتا ہے جب کہ یہاں پر مخصوص

يطلق على معان، والمراد به ههنا الدعاء في محل مخصوص من القيام. (اللّٰهُمَّ اهدني) أي ثبتني على الهداية، أو زدني من أسباب الهداية. (فيمن هديت) أي في جملة من هديتهم، أو هديته من الأنبياء والأولياء، قوله: (وعافني) من المعافاة التي هي دفع السوء، وأما قوله -صلى الله عليه وسلم-: (وتولني) أي تول أمري وأصلحه. (فيمن توليت) أمورهم ولا تكلني إلى نفسي. (وبارك) أي أكثر الخير. (لي) أي لمنفعتي. (فيما أعطيت) أي فيما أعطيتني من العمر والمال والعلوم والأعمال. والمعنى أوقع البركة فيما أعطيتني من خير الدارين. (وقني) أي احفظني من (شر ما قضيت) أي شر ما قضيته أي قدرته لي، (تقضي) أي تقدر أو تحكم بكل ما أردت (ولا يُقْضَى عليك) أي: لا يقع حكم أحد عليك، فلا معقب لحكمك ولا يجب عليك شيء إلا ما أوجبته على نفسك بمقتضى وعدك. (إنه) أي الشأن، وفي بعض الروايات: وإنه بزيادة الواو، (لا يذِلُّ) أي لا يصير ذليلاً (من واليت) الموالاة ضد المعاداة، وهذا في مقابلة: لا يعز من عاديت، كما جاء في بعض الروايات، زاد البيهقي، وكذا الطبراني من عدة طرق: "ولا يعز من عاديت"، قال ابن حجر: أي لا يذل من واليت من عبادك في الآخرة أو مطلقاً وإن ابتلي بما ابتلي به، وسلط عليه من أهانه وأذله باعتبار الظاهر؛ لأن ذلك غاية الرفعة والعزة عند الله وعند أوليائه، ولا عبرة إلا بهم، ومن ثم وقع للأنبياء -عليهم الصلاة والسلام- من الامتحانات العجيبة ما هو مشهور، ولا يعز من عاديت في الآخرة أو مطلقاً وإن أعطي من نعيم الدنيا وملكها ما أعطي، لكونه لم يمتثل أوامرك، ولم يجتنب نواهيك. وخُتِم الحديث بقوله: (تباركت) أي تكاثر خيرك في الدارين. (ربَّنا) أي يا ربنا. (وتعاليت) أي ارتفع عظمتك وظهر قهرك وقدرتك على من في الكونين.

حالت قیام میں دعا کرنا مراد ہے۔ ''اللہم اہدنی'' (یا اللہ مجھے ہدایت دے)۔ یعنی مجھے ہدایت پر ثابت قدم فرما، یا مزید اسبابِ ہدایت عطا فرما۔ ''فیمن ہدیت'' (ان لوگوں میں شامل کر کے جنھیں تو نے ہدایت دی) یعنی جن کو ہدایت سے سرفراز کیا، یا ان لوگوں کے ساتھ جن کو تو نے ہدایت دی انبیاء اور اولیاء کے ساتھ۔ یہ قول: ''وعافنی'' (مجھے عافیت عطا فرما) یعنی ہمارے ساتھ ایسی عافیت کا معاملہ فرما جس سے برائی دور رہے۔ رسول اللہ ﷺ کا یہ قول کہ: (وتولنی) (تو میرا نگراں بن جا) یعنی میرے معاملے کا والی بن جا اور اس کی اصلاح فرما دے۔ ''فیمن تولیت'' (جن کا تو والی و نگراں بنا ہے) یعنی جن کے معاملات کا تو والی بن گیا ہے اور مجھے میرے بھروسے پر نہ چھوڑنا۔ ''وبارک'' (اور برکت دے) یعنی خیر کثیر سے نواز۔ ''لی'' (میرے لیے) یعنی جو میرے لیے نفع مند ہو۔ ''فیما أعطیت'' (جو تو نے مجھے عطا کیا) یعنی جو کچھ بھی تو نے مجھے عمر، مال، علم اور اعمال کی شکل میں عنایت کیا ہے۔ اس کا یہ بھی معنی ہے کہ دنیا و آخرت میں جو کچھ تو عطا کرے اس میں برکت پیدا فرما دے۔ ''وقنی'' (مجھے بچا لے) یعنی مجھے محفوظ فرما دے۔ ''شر ما قضیت'' (اس شر سے جس کا تو نے فیصلہ کر لیا ہے) یعنی جس شر کا تو نے فیصلہ کر لیا اور اسے میرے حق میں مقدر کر دیا ہے۔ ''تقضی'' (تیرا فیصلہ) یعنی جس کو تو مقدر کر دے یا اپنے جس ارادے کا حکم دے دے۔ ''ولا یُقْضَی علیک'' (تیرے خلاف کوئی فیصلہ نہیں کیا جا سکتا) یعنی تیرے خلاف کوئی حکم جاری نہیں کیا جا سکتا، نہ ہی تیرے حکم کا پیچھا کیا جا سکتا ہے۔ تجھ پر کوئی چیز واجب نہیں ہاں اگر تو خود اپنے وعدے کے مطابق اپنے اوپر کوئی چیز کو لازم کر لے۔ ''إنہ'' (بے شک وہ) یعنی اس کی شان۔ اور بعض روایات میں واوَ کے اضافہ کے ساتھ (وإنہ) ہے۔ ''لا یذِلُّ'' (ذلیل نہیں) یعنی وہ ذلیل و رسوا نہیں ہو سکتا۔ ''من والیت'' (جس کو تو دوست بنا لے)۔ موالات (دوستی) معادات (دشمنی) کی ضد ہوتی ہے۔ یہ ''جس سے تیری دشمنی ہو جائے اسے کوئی عزت نہیں دے سکتا'' کے مقابلے کے طور پر ہے، جیسا کہ بعض روایات میں موجود ہے۔ امام بیہقی نے اضافہ کیا ہے بعینہ طبرانی میں کئی طرق سے وارد ہے۔ "ولا یعز من عادیت" (وہ عزت نہیں پا سکتا جس سے تو دشمنی کر لے)۔ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ جس کو تو نے اپنا دوست بنا لیا ہے ان کو آخرت میں تو ذلیل نہیں کرے گا۔ یا پھر مطلقاً ذلت سے مراد وہ آمازئشیں ہیں جن کا ظاہری طور پر (اللہ کے وہ بندے) شکار ہوئے اور ان پر ایسے لوگوں کو مسلط کیا جنھوں نے ان کو ظاہری طور پر ذلیل و رسوا کیا۔ کیوں کہ آخر کار رفعت و عزت اللہ کے نزدیک اس کے اولیاء کی ہی ہے لوگوں کے یہاں کا اعتبار نہیں کیا جائے گا۔ اسی لیے انبیاء کرام علیہم السلام عجیب و غریب آزمائشوں کا شکار ہوئے (اس کا مطلب یہ نہیں کہ وہ دنیا میں ذلیل ہوئے)۔ اور وہ شخص جس سے تو دشمنی کرے وہ

عزت نہیں پا سکتا آخرت میں یا مطلق طور پر، چاہے اس کو دنیا کی نعمتیں اور بادشاہت بھی مل جائے، کیونکہ وہ تیرے حکم کے تابع نہیں اور تیرے منع کردہ امور سے اجتناب نہیں کرتا۔ پھر یہ حدیث اس قول کے ساتھ ختم ہوتی ہے ''تبارکت'' (تو بابرکت ہے) یعنی دنیا و آخرت میں خیرِ کثیر تیرے پاس ہی ہے۔ ''ربَّنا'' (ہمارے رب) یعنی اے ہمارے رب! ''وتعالیت'' (تو بلند ہے) یعنی تو اپنی عظمت کے اعتبار سے عظیم تر ہے اور کونین کے اندر رہنے والوں میں تیری قدرت اور قہر کا دبدبہ و غلغلہ ہے۔

راوي الحديث: رواه البيهقي.
التخريج: عبد الله بن عباس -رضي الله عنهما-
مصدر متن الحديث: السنن الكبرى للبيهقي.

معاني المفردات:

- فيمن هديت : من النبيين، والصديقين، والشهداء، والصالحين، و"في" في هذه الفقرة والتي بعدها بمعنى "مع".
- عافني : احفظني من كل نقص ظاهر، أو باطن في الدنيا والآخرة، واجعلني مندرجًا فيمن عافيت.
- تولني : بحفظك عن كل مخالفة، ونظر إلى غيرك، واجعلني مندرجًا فيمن توليت، والموالاة ضد المعاداة.
- بارك لي : أَنْزِل عَلَيّ بركتك العظمى، من التشريف والكرامة، وزدني من فضلك.
- قني : اجعل لي وقايةً من عندك، تقيني شر ما خلقته ودبرته.
- إنَّك تقضي : تعليل لما قبله؛ إذ لا يعطي تلك الأمور المهمة العظام إلاَّ من كملت قدرته وقضاؤه، ولم يوجد منها شيء في غير الله تعالى.
- لا يذِل : أي: لا يضعف ولا يهون من واليت، والذل ضد العز.
- لا يَعِز : بفتح الياء وكسر العين؛ أي: لا ينتصر من عاديت، فهو ضد الذل.
- تباركت : تعاظمت وتزايد برك وإحسانك، وكثر خيرك.
- تعاليت : تنزهًا عما لا يليق بك.

فوائد الحديث:

١. استحباب هذا الدعاء الجامع لخيري الدنيا والآخرة.
٢. القنوت في صلاة الصبح بهذا الدعاء لم يثبت، والله أعلم.

المصادر والمراجع:

سنن البيهقي الكبرى، لأحمد بن الحسين بن علي بن موسى أبو بكر البيهقي، مكتبة دار الباز - مكة المكرمة ، ١٤١٤ – ١٩٩٤، تحقيق: محمد عبد القادر عطا. إرواء الغليل في تخريج أحاديث منار السبيل، محمد ناصر الدين الألباني، المكتب الإسلامي – بيروت، ط. الثانية -١٤٠٥ – ١٩٨٥. توضيح الأحكام من بلوغ المرام، لعبدالله بن عبد الرحمن البسام، مكتبة الأسدي، مكة ، ط الخامسة ١٤٢٣هـ منحة العلام في شرح بلوغ المرام، تأليف: عبد الله بن صالح الفوزان، ط ١، ١٤٢٧هـ، دار ابن الجوزي، الرياض.

الرقم الموحد: (10937)

الماء طهور لا ينجسه شيء	پانی پاک ہے؛اسے کوئی چیز ناپاک نہیں کرتی۔
١٨١٧. الحديث: عن أبي سعيد الخدري -رضي الله عنه- قيل لرسول الله صلى الله عليه وسلم: أنتوضأ من بِئر بُضَاعَة وهي بئر يُطرحُ فيها الحِيَضُ ولحم الكلاب والنَّتَنُ؟ فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم: «الماء طهور لا ينجسه شيء».	**١٨١٧. حديث :** ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا کہ کیا ہم بئرِ بضاعہ کے پانی سے وضو کرسکتے ہیں، جو کہ ایسا کنواں ہے، جس میں حائضہ عورتوں کے کپڑے اور کتوں کا گوشت اور گندگی پھینکی جاتی ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : "پانی پاک ہے؛اسے کوئی چیز ناپاک نہیں کرتی"۔
درجة الحديث: صحيح	**حدیث کا درجہ :** صحیح
المعنى الإجمالي: يبين الرسول صلى الله عليه وسلم أن الماء الطهور لا ينجس بمجرد ملاقاة النجاسة له مالم يتغير لونه أو طعمه أو ريحه .	**اجمالی معنی :** آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وضاحت فرمائی کہ پانی پاک ہے اور صرف نجاست کے گرنے سے پاک پانی ناپاک نہیں ہوتا، جب تک کہ پانی کا رنگ، مزہ یا بو تبدیل نہ ہو۔

راوي الحديث: رواه أبو داود، والنسائي، وأحمد .

التخريج: أبو سعيد الخدري - رضي الله عنه -

مصدر متن الحديث: رواه أبو داود

معاني المفردات:

- بئر بُضاعة . : بئر في المدينة .
- الحيض . : الخرق التي يُمسح بها دم الحيض.
- طهور : الطاهر بذاته المطهر لغيره.

فوائد الحديث:

١. الأصل في المياه الطهارة.
٢. أن الماء لا يتنجس بوقوع النجاسة فيه إلا إن تغير وصف من أوصافه الثلاثة: اللون أو الطعم أو الريح.

المصادر والمراجع:

-سنن أبي داود - سليمان بن الأشعث السِّجِسْتاني تحقيق: محمد محيي الدين عبد الحميد: المكتبة العصرية، صيدا - بيروت - مسند الإمام أحمد بن حنبل المحقق: شعيب الأرنؤوط - عادل مرشد، وآخرون إشراف: د عبد الله بن عبد المحسن التركي مؤسسة الرسالة الطبعة: الأولى، ١٤٢١ هـ - ٢٠٠١ م - السنن الكبرى للنسائي (المتوفى: ٣٠٣هـ) حققه وخرج أحاديثه: حسن عبد المنعم شلبي أشرف عليه: شعيب الأرناؤوط مؤسسة الرسالة – بيروت الطبعة: الأولى، ١٤٢١ هـ - ٢٠٠١ م - مرعاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح :أبو الحسن عبيد الله المباركفوري (المتوفى: ١٤١٤هـ) إدارة البحوث العلمية والدعوة والإفتاء - الجامعة السلفية - بنارس الهند الطبعة: الثالثة - ١٤٠٤ هـ، ١٩٨٤ - توضيح الأحكام شرح بلوغ المرام:تأليف عبد الله البسام- مكتبة الأسدي –مكة المكرمة –الطبعة: الخامِسَة، ١٤٢٣ هـ - ٢٠٠٣ م

الرقم الموحد: (8356)

المحتويات